

کون تھا وہ؟؟

جس کے اندر اس ہولناک اور دھڑکتے قلوب کی دھڑکنوں میں ارتعاش پیدا کر دینے والے اس طوفان نے بھی ہلکی سی دہشت قائم نہ کی تھی۔ چلتے ہیں پھر ایسے کرداروں کی دنیا میں جہاں خوف بھی کپکپاتا ہے۔

جہاں آنسو بھی اشک بہاتے ہیں۔

جہاں آپ بھی سسکتی ہیں۔

!!! جہاں ایک فرعون کی بادشاہت ہے۔ ہاں! فرعون!!! اکیسویں صدی کا فرعون

شاید نہیں، بلکہ یقیناً نہیں۔

فرعون نے تو گھر گھر کا بچہ مارا تھا۔ اور اس شخص نے، اس نے تو ہر گھر کا چراغ بجھانے میں کوئی کسر نہ چھوڑی تھی۔ اس نے بچے، عورتیں، جوان، بزرگ کسی کو نہ بخشا تھا۔ وہ بخشنے والوں میں سے تھا ہی نہیں۔ اس حساب سے تو یہ شخص فرعون سے بھی بدتر تھا۔

وہ انسان نہیں تھا۔ وہ خود کو انسان نہیں کہتا تھا۔ وہ تو وہ تھا کہ جس کو دیکھ کر چلتے خون کی گردش تھم جائے۔ جس کو دیکھ کر چلتی نبض رُک جائے۔ جس کو دیکھ کر صرف خوف آئے، دہشت ہو اور روح کپکپا جائے۔

جسکے بارے میں اس اسلامی جمہوریہ پاکستان کی افواج، پولیس اور خفیہ ادارے بھی ثبوت اکٹھے کرنے میں ناکام رہے تھے۔ مگر پاکستان کے قانونی اداروں میں بھرتی نو جوان کم ہمت نہ تھے۔ ہر مشن کی ناکامی پر بھی وہ ہمت ہارنے والوں میں سے نہ تھے۔

پاک افواج میں چاہے وہ فضائی ہو یا بحری، پولیس چاہے وہ کسی بھی صوبے کی ہو یا خفیہ ایجنسیاں جس میں آئی ایس آئی نے اپنا لوہا منوا کر دنیا میں اپنی دھاک بٹھا رکھی ہے۔ ہر قانون کا محافظ، قوم کا محافظ ہمہ وقت اپنی وردی کا فرض ادا کرنے کو تیار تھا۔ مگر اب تک سوائے ناکامی اور شکست کے کچھ حاصل نہ ہوا تھا۔

کڑکڑکڑ۔۔۔ بجلی کی چمک نے اس گھپ سیاہ اندھیرے میں ایک لمحے کو روشنی کر دی تھی۔ ایک ہلکی سی چنگاری کی مانند یہ بجلی کڑکی اور اس بوسیدہ عمارت کا زینہ چڑھتے ایک مغرور شخص کے مضبوط لیڈر کے جوتوں پر پڑی۔ بالکل سیاہ رنگ کے جوتے اس کی چال سے ہی تکبر، گھمنڈ اور غرور ٹپک رہا تھا۔ وہ اکیلا یہ زینے نہیں طے کر رہا تھا۔ بجلی ایک بار پھر پوری ہولناکی سے کڑکی تھی۔ ایک بار پھر روشنی پیدا ہوئی۔ جو سیدھا اس شخص کے ساتھ گھسیٹے جانے والے ایک کتھی رنگ کے لباس میں ملبوس نوجوان پر پڑی تھی۔ جسکی حالت سے بخوبی انداز لگایا جاسکتا تھا کہ اُس پر چند لمحات قبل بری طرح تشدد کیا گیا ہے۔ اس نوجوان کی شرٹ اس قدر پھٹ چکی تھی کہ اس کا تن ڈھانپنا ناممکن ہو چکا تھا۔ اسکی کمر پر گرم لوہے کے آلے سے جیسے کسی نے بے دردی سے نشان ڈال رکھے تھے۔ اسکے جسم پر موجود نشان چیخ چیخ کر اس بات کی گواہی دے رہے تھے کہ اسے لوہے کی زنجیروں سے پیٹا گیا ہے۔ ہونٹ پھٹے پڑے تھے۔ یہاں تک کہ نچلے لب کا گوشت اُٹ کر منہ سے باہر لٹک رہا تھا۔ ناک سے خون لکیروں کی مانند بہے چلے جا رہا تھا۔ اسکے پیر ننگے تھے۔ جن کے تلوؤں پر آبلے پڑے تھے۔ موٹے موٹے دانے پانی سے بھرے پڑے۔ جیسے جیسے وہ مغرور دیوتا سے زینوں سے گھسیٹا اوپر لے جا رہا تھا۔ اس کے جسم سے خون بہہ بہہ کر ان راستوں پر نشان چھوڑ رہا تھا۔

قدموں کی دھمک اس تین منزلہ قدیم، بوسیدہ اور رہائش گاہوں سے میلوں فاصلے پر موجود عمارت میں گونج رہی تھی۔

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

وہ مغرور دیوتا اس نوجوان کو گردن سے دبوچے ہوئے تھا۔ پھر بھی اسکے چہرے پر کہیں مشقت کے آثار نہ تھے۔ اس شخص کے پیچھے سیاہ وردیوں میں ملبوس ہاتھوں میں لیڈر کے دستانے پہنے اور بھاری اے فورٹی سیون رائفلز تھامے مضبوط جوتوں سے دھمک کی آواز پیدا کرتے کوئی دس بارہ افراد تھے۔ ان کے چہرے چھپے ہوئے تھے۔

وہ مغرور دیوتا چانک تیسری منزل کے سرے پر آکر رُک گیا تھا۔

بارش اب بھی اپنے تمام تر خطرات سمیت برس رہی تھی۔ بلکہ پہلے سے بھی زیادہ تیز برس رہی تھی۔

ایجنٹ 37 ٹل یور پارٹنر ٹواپن دی ڈور۔ اس شخص کی آواز میں رعب تھا۔ اس نے بلیو ٹو تھ ایر فون " اسکے کان میں گھسیڑتے کرخت اور کڑک آواز میں حکم صادر کیا تھا۔ ایسی کڑک دار آواز کہ بجلی کی کڑک بھی اسکے مقابل مدھم ہوگی۔

نوجوان نے زور سے نفی میں سر ہلایا۔ اسکی سانس تک اُکھڑ رہی تھی۔ مگر دل میں ایک ہی آواز کی گونج تھی۔

اپنے دیس کی مٹی کیلئے اپنے جسم میں موجود خون کی آخری بوند بھی بہا دوں گا۔"

Writers

یہی عزم تھا اور یہی حوصلہ۔

اس مغرور دیوتا نے ایجنٹ 37 کی گردن کے گرد اپنی گرفت اور مضبوط کرلی۔ اتنی مضبوط کہ اسکے منہ سے خون فوارے کی مانند اُبل کر باہر نکلنے لگا۔ معاً اسکی نظر لکڑی کے مضبوط دروازے پر پڑی۔ بوسیدہ عمارت میں اتنا نیا اور مضبوط دروازہ وہ شخص مغرور چال چلتا آگے بڑھا۔

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

اس دوازے پر فنکر پرنٹ ڈور لاک لگا تھا۔ ایک فاتحانہ مسکراہٹ نے اسکے عنابی ہونٹوں کی تراش میں ہلچل مچائی تھی۔ اس نے نوجوان کو دیکھا۔ جسکی آنکھوں میں اچانک خوف اُتر آیا تھا۔ ایک عجیب سی سوگواری، سب ہار جانے کا دکھ اور غم۔ وہ زور زور سے نفی میں سر ہلانے لگا۔

اسکی حالت پر وہ مغرور دیوتا قہقہے لگانے لگا۔ پراسرار قہقہے، ایسی کھوکھلی آواز، ایسا خالی پن تھا ان قہقہوں میں کہ وہاں موجود ہر شخص کو وحشت ہونے لگی۔ پھر اچانک وہ خاموش ہو گیا۔ چہرے پر سنجیدگی چھا گئی۔ جیسے کالی گھٹا ہو۔ آنکھوں میں خون اُتر آیا۔ لہورنگ آنکھوں سے اس نوجوان کو اندر تک جانچنے کے بعد اس نے اسکا ہاتھ اپنے سفید مضبوط ہاتھوں میں تھام لیا۔ جسکی پشت پر بھورے رنگ کے بال ہی بال تھے۔ جن کو دیکھ کر ان ہاتھوں کی سخت گرفت اور مضبوطی کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا تھا۔

اب وہ اس نوجوان کا ہاتھ فنکر پرنٹ ڈور لاک کی طرف بڑھا رہا تھا۔ ملک کے محافظ کے ہاتھوں میں اتنی سکت نہ تھی کہ اپنی تین ماہ کی محنت پر پانی پھیرتے اس شخص کو روک سکتا۔ آنسو قطرہ قطرہ بہنے لگے۔ اسے اپنی آنے والی دردناک موت نہیں رُلا رہی تھی۔ اسے اگر رونے پر کوئی چیز مجبور کر رہی تھی تو وہ ناکامی تھی، شکست تھی۔ وہ ہار گیا تھا۔ وہ اپنے ملک کا دفاع نہ کر سکا تھا۔ وہ اس مٹی کا قرض نہ چُکاسکا تھا۔

اسکے انگوٹھا رکھتے ہی ڈیوائس نے اسکین کر لیا اور دروازے کا لاک کھل گیا۔ ساتھ ہی اسکی گردن کو آزاد کر دیا گیا۔ ایک جھٹکے سے چھوڑنے پر وہ بالکل اس کمرے کے وسط میں اوندھے منہ گرا تھا۔ جہاں دروازے والی دیوار کو چھوڑ کر باقی تینوں دیواروں پر جا بجاسی سی ٹی وی مانیٹر لگے تھے۔ وہ کمرہ مکمل سی سی ٹی وی مانیٹرنگ روم کا منظر پیش کر رہا تھا۔

اس ہنگامے پر اندر موجود آپریٹر کرسی پر بیٹھا، چوبیس سالہ نوجوان ہڑبڑا کر کھڑا ہوا تھا اور سامنے کھڑے اپنے ملک کے سب سے بڑے دشمن کو دیکھ کر دہل گیا تھا اور جب نظر خنجرش پر اوندھے منہ بے حال پڑے اپنے سینئر ایجنٹ پر پڑی تو اس کا رنگ فق ہو گیا۔ اسکی گردن کی نالی خوف کے مارے اُبھرنے لگی تھی۔ اس تیز برسات اور سرد موسم میں بھی اسکو پسینے آنے لگے تھے۔ موت اسکے سر پر کھڑی تھی۔ اسکی گھبراہٹ اور کپکپاہٹ پر سامنے کھڑے پتھر یلے تاثرات لیے شخص نے سرد، برف جیسی نگاہوں سے اسے تکتا تھا اور پھر ان سی سی ٹی وی مانیٹرز کو دیکھنے لگا۔ جن پر ایم آئی پلازہ کے تقریباً ہر روم کی فونج موجود تھیں۔ اسنے ہاتھ کچھ بلند کیا اور پھر چار انگلیوں کو ہلا کر اشارہ دیا۔ اسکے پیچھے کھڑے دس بارہ اسلحہ بردار اشارہ ملتے ہی شروع ہو گئے۔

فائرنگ کی آواز سے اس بوسیدہ عمارت کی ہر ایک اینٹ لرز گئی تھی۔ موسلا دھار بارش کی آواز میں فائرنگ اور بجلی کے کڑکنے کی آواز بھی شامل ہو گئی تھی۔ منظر مزید ہولناک ہو گیا تھا۔

کمرے میں موجود ہر مانیٹر کی اسکرین کرچی کرچی ہو کر سیمنٹ کے فرش پر بکھر چکی تھی۔ چوبیس سالہ جونیئر ایجنٹ کانوں پر ہاتھ رکھے دبکا بیٹھا تھا۔ اسکا پورا وجود کانپ رہا تھا۔ شیشے کی کرچیاں اسکے سر اور پیٹھ کر گری تھیں۔

اس مغرور شخص نے پھر اشارہ دیا۔ فائرنگ کی آواز تھم گئی۔ ایک دم خاموشی چھا گئی۔ ایسی خاموشی کے سوئی گرنے کی بھی آواز آئے۔

وہ مغرور شخص آہستہ آہستہ مگر مضبوط قدموں سے آگے بڑھنے لگا۔ جونیئر ایجنٹ اور اسکے درمیان ایجنٹ 37 اوندھے منہ بے سدھ پڑا تھا۔

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

وہ اسکے اوپر ہی قدم جماتا چوبیس سالہ نوجوان کی طرف بڑھا۔ وہ جیسے ہی ایجنٹ 37 کی گردن اور کمر کے اُبھار کے درمیان کھڑا ہوا، خون اُبل کر اسکے منہ سے نکلتا فرش کو آلودہ کر گیا۔ اب وہ جونیر ایجنٹ کے بالکل سر پر کھڑا تھا۔

پھر ہلکے سے جھک کر اسکے بالوں کو مٹھی میں دبوچتے چہرہ اونچا کیا۔

ان آنکھوں سے دیکھتے تھے نامیرے خفیہ کارنامے۔ وہ سرد ٹھہرے لہجے میں گویا ہوا۔

ٹھاہ!!!! کی آواز فضا میں بلند ہوئی۔ اسنے ایک ایک بٹ اسکی دونوں آنکھوں میں اُتار دیں۔ پھر اسکے بال چھوڑ کر پلٹا۔

اور ایجنٹ 37 کے پاس آرکا۔ جوتے کی نوک سے اسکے اوندھے پڑے وجود کو سیدھا کیا۔

ایک۔۔۔ دو۔۔۔ تین۔۔۔

وہ فائر کرتا رہا۔ یہاں تک کہ ایجنٹ 37 کا پورا سینہ گولیوں سے چھلنی ہو گیا۔ بڑے بڑے گول دائرے نما سوراخ اسکی چھاتی پر ظاہر ہونے لگے۔

تم نے غلطی کی ایجنٹ 37، مجھے انسان سمجھے تھے۔

میں انسان نہیں ہوں درندہ ہوں، درندہ۔ تم لوگوں کے خون کا پیاسا۔ وہ پنہوں کے بل بیٹھا اسکے مردہ وجود کو نفرت سے دیکھتا دانت پیس کر گویا ہوا۔

میں تم انسانوں کے دل چیر کر رکھنے کا حوصلہ رکھتا ہوں اور تم، تم مجھ سے کھیلنے چلے تھے۔ اس نے ایجنٹ 37 کے سوراخوں سے بھرے سینے پر زور سے ہاتھ مارا۔ وہ اُچھل کر پھر ڈھے گیا تھا۔ اس نے دو تین سوراخوں میں شہادت کی اُنکلی ڈال کر کھینچ لی۔ اسکے آس پاس تمام گن مین ویسے ہی روبرو کی طرح کھڑے تھے۔ جب اُنکلی خون سے مکمل بھر گئی تو اس نے سیمنٹ کے تِخ ٹھنڈے فرش پر "ایم" لکھا اور پھر اُنکلی اسکے سینے میں گھسا کر ترکی اور تھوڑے فاصلے پر "اے" کے ساتھ "زی" لکھ دیا۔ اور دھیرے سے ہونٹوں کو جنبش دی۔

منہاج عزضحاك "دنیا مجھے "ایم آز" کے نام سے جانتی ہے۔"

ہاہاہاہا۔۔ ایک بے ہنگم قہقہہ لگا کر وہ فاتحانہ مسکراہٹ لیے وہاں سے نکلنے لگا۔ اسکی چال میں اب کی بار سرشاری کی کیفیت بھی شامل تھی۔ وہ عمارت کے آخری سرے پر پہنچا تھا۔ جب ایک گن مین وہاں پہلے سے اسکے لیے چھتری لیے کھڑا تھا۔ سامنے سڑک پر اندھیرا ہی اندھیرا تھا۔ بجلی کڑکی اور سڑک کا منظر صاف نظر آیا۔

جہاں ایک لمبی قطار میں چار اسلحہ بردار گاڑیاں کھڑی تھیں۔ ایک سب سے آگے، بلیک چچماتی پراڈو تھی۔ وہاں چار پانچ اسلحہ بردار اور بھی کھڑے تھے۔ اگلے ہی لمحے تمام گاڑیاں ایک ہی سیدھ میں چل پڑیں۔ سڑک پر کھڑا بارش کا پانی ان کے پہیوں سے اُچھلتے دور دور تک گر رہا تھا۔ جسکا شور وقتی تھا۔ قدیم عمارت میں دو نعشیں بے یار و مددگار پڑی تھیں۔

بارش شرابِ عرش ہے یہ سوچ کر عدم

بارش کے سب حروف کو الٹا پی گیا

یا الہی خیر ہو۔ میرے مولا بس اپنی رحمت کی برسا۔ صاعقہ نے کھڑکھڑ کی آواز پیدا کرتے کھڑکی کے " دونوں پٹ تھام کر زور سے کھینچتے بند کیے۔ کمرے میں پھیلی ایل ای ڈی بلب کی روشنی موسم کی دہشت کو کچھ حد تک کم کر رہی تھی۔ درمیانہ سا کمرہ، جسکی دیواروں پر جا بجا مختلف قسم کے چارٹس اور کارڈز لگے تھے۔ ایک پوری دیوار عجیب و غریب اقسام کے پتھروں کی تصاویر سے بھری پڑی تھی۔ ایک کونے پر چھوٹا سا بیڈ تھا۔ اُسکے ساتھ والی دیوار کے ساتھ الماری، رائیٹنگ ڈیسک اور ایک بک شیلف تھا۔ جسمیں نصف سے زائد اردو ادب بھرا پڑا تھا۔ اور اس میں بھی زیادہ تر سفر نامے، جن میں ابن انشاء کے "چلتے ہو تو چین کو چلیے"، "دنیا گول ہے"، "نگری نگری پھر امسافر" اور دیگر ادباء کے بھی شامل تھے۔ کچھ اردو کے مشہور ناول پڑے تھے۔ جن میں اردو ادب کا پہلا ناول ڈپٹی نذیر احمد کا "مراتہ العروس" اور عبدالحلیم شرر کے تاریخی ناول، مرزا ہادی رسوا کا امر او جان، عزیز احمد کے "خون"، "مرر"، "آگ"، "شبِ نیم" اور "گریز" شامل تھے۔ غرض یہ کہ اس بک شیلف کے مالک کا ذوق قابل دید تھا۔ اس کے ساتھ والی دیوار سے ملحق دروازہ اٹیچڈ واشروم کا تھا۔

گڑیا اٹھ جاؤ اب۔ بابا جان کھانے پر بلارہے ہیں۔ دادو بھی انتظار کر رہی ہیں۔ صاعقہ نے چھوٹے سے بیڈ کے وسط میں کمبل میں دیکے وجود کو ہلایا اور خود بھی اسکے برابر آ بیٹھی۔

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

آپی پلیر ابھی ہمیں نہ اٹھاؤ۔ ہم نے نہیں کھانا۔ وہ وجود ٹس سے مس نہ ہوا۔ کمبل ابھی بھی اسکے چہرے پر تھا۔ آپی کی جان بارسات تھم چکی ہے اور تم تو ویسے بھی گھر میں ہو، محفوظ ہو۔ پھر یہ خوف کیسا؟ صاعقہ نے کمبل کے اوپر سے ہی اندازاً اسکا سر تھپتھپایا۔

خوف؟ نن۔۔ نہیں تو۔ اس نے ہلکے سے کمبل کو دونوں مٹھیوں میں جکڑ کر سرکایا۔ اسکی گول بادامی ساخت لیے ہلکے سبز رنگ کی آنکھیں، جن پر گھنی خمدار سیاہ پلکیں پردہ کیے ہوئے تھیں۔ کمبل سے جھانکنے لگیں۔ اب وہ اٹھ کر اپنے سرہانے بیٹھی صاعقہ پر جم گئیں تھیں۔

ہم خوفزدہ تو نہیں ہیں۔ آپ تو جانتی ہیں نیلیم بہت بہادر ہے۔ اس کی بات پر صاعقہ کے ہونٹ ہولے سے مسکرائے تھے۔

اگر خوفزدہ نہیں ہو تو نکلو باہر، شاباش ہری اپ۔ صاعقہ نے کہتے ہوئے کمبل کھینچا۔ اسکی چھوٹی سی لال ہوتی ناک جس میں گولڈ کی نوز پین چمک رہی تھی اب صاف دکھنے لگی تھی۔

نہیں آپی مت کریں تنگ ہم نے نہیں جانا باہر۔ وہ وجود پھر سے کمبل کو کھینچنے لگا۔ مگر صاعقہ کے ایک اور جھٹکے سے اسکا پورا چہرہ باہر نکل آیا۔ آتشی رنگ کے بھرے بھرے ہونٹ جنکے کنارے کچھ گہرے رنگ کے تھے۔ روئی جیسے گال بھی گلابی اور لال رنگ کی آمیزش کا حسین امتزاج پیش کر رہے تھے۔ اسکا چاند کی چاندنی کی طرح جگمگاتارنگ ہر دیکھنے والی آنکھ کو خیرہ کر دینے کی صلاحیت رکھتا تھا۔

ہم تمھاری آپی ہیں گڑیا۔ اچھے سے جانتے ہیں۔ تم بارش سے، بجلی کے کڑکڑانے سے کتنی خوفزدہ ہو جاتی ہو۔ جب تک میں زبردستی گھسیٹ کر ڈائینگ ٹیبل پر نہ لے کر جاؤں، تم کو توفیق نہیں ہوتی کمبل سے نکلنے کی۔ صاعقہ نے ایک جھٹکے سے اب پورا کمبل کھینچ لیا تھا۔

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

آپی! وہ چیختی ہوئی اُٹھ بیٹھی۔ اسکے کمر سے بھی نیچے جاتے سنہری رنگ کے گھنگریالے بال پورے وجود کے آس پاس بکھر کر پردہ سا کر گئے تھے۔ بلاشبہ وہ قیامت خیز حُسن کی ملکہ تھی۔ ایسا لگتا تھا کہ کائنات کے حُسن کا ایک وسیع حصہ قدرت نے اسکے وجود میں منتقل کر دیا تھا۔ صنفِ مخالف کا کیا کہنا، ہم صنف بھی اسکا حُسن دیکھتی ساکت رہ جاتی تھیں۔

اے نیلیم چُپ کر، کیوں چلاتی ہے اپنی ماں جیسی بہن پر؟؟؟ دادو نجانے کب اپنی لاٹھی تھامے آن وارد ہوئیں تھیں۔

اُف دادو میں کب چلا رہی ہوں۔ اتنے آرام سے تو بولی ہوں۔ اس نے کھسیانی سی ہو کر کہا۔

ارے شرم کراتی سی تھی تو۔ دادی نے ہاتھ سے اشارہ کرتے کہا۔ بات مکمل ہونے سے پہلے ہی نیلیم اپنی عادت سے مجبور پھر بول اُٹھی۔

اتنے سے تھے ہم (دادو کی طرح ہی اشارہ کرتے) جب ماما چل بسیں۔ بابا نے ہماری وجہ سے دوسری شادی نہیں کی اور آپنی نے ہمیں ننھے ننھے ہاتھوں سے پرورش کر کے آج سترہ برس پانچ ماہ کا کر دیا ہے اور بھی کچھ کہتی ہیں آپ۔ ہاں! ہاں!! یاد آیا۔ اتنا کچھ کرنے کے بعد بھی تو نے پیار سے بات کرنا نہیں سیکھا۔

دیکھیں دادو آپکی لائینز حفظ ہو گئی ہیں نیلیم ابرار کو۔ اسنے دادو وصول کرنے والے انداز میں فرضی کالر جھاڑے۔ جبکہ دادو کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔ دادو چھوڑیں اسے آپ باہر چلیں رزق کو انتظار نہیں کرواتے اور گڑیا تم بھی چلو۔ صاعقہ نے آہستگی سے دادو کو بازو سے تھام کر لے جاتے کہا۔ جب وہ پھر پلٹیں۔

یہ جگی تبدیل کر کے آنا۔ توبہ توبہ کیا واہیات لباس پہنتی ہے آج کل کی جوان نسل۔ کوئی سکھائے انکو تمیز تہذیب۔ ارے عورت کی تو شان ہی مکمل لباس میں ہوتی ہے۔ دادو تاسف سے کہتی ایک ملا متی نظر بے بی پنک کلر کے نائٹ ڈریس میں ملبوس لاپرواہ سی نیلیم پر ڈالتیں بڑبڑاتی ہوئی کمرے سے نکل گئیں۔

ہو نہہ پورا لباس ہم کہاں سے ننگے ہو رہے ہیں؟

اس نے دادو کی نقل اُتارتے آخر میں اپنے مکمل آستینوں کے سوٹ کو دیکھتے ناگواری سے کہا۔

دفع کرو ابھی تو تبدیل کرنا پڑے گا۔ ورنہ پوری رات دادو کا لیکچر۔ وہ بڑبڑاتی ہوئی الماری کھولنے لگی۔ جس میں کچھ کپڑے نفاست سے تہہ لگائے رکھے تھے تو کچھ استری شدہ ہینگ کیے ہوئے تھے۔ یہ سب صاعقہ کا ہی سگھڑا پاتھا۔ اپنے لیے مناسب آرام دہ لباس منتخب کر کے وہ اٹیچڈ واشروم میں گھس گئی۔

ایجنٹ 37 ہمارا تیسرا ساتھی تھا۔ جس نے اس مشن کیلئے جان کی بازی لگادی۔ اپنی حیات کی قربانی دی۔ اپنے وطن کی مٹی کیلئے خون بہا دیا ہے اُس نے۔ وہ بھی ناکام ٹھہرا۔ ایک اور چراغ ایک اور روشن دیا بجھ گیا۔ ہوا مخالف سمت میں پھر چل پڑی ہے عاص عالم۔ ایک اسٹیبلش آفس روم میں کھڑکی کی جانب رخ موڑے دونوں ہاتھ سینے پر باندھے، ایک بار عب شخصیت کا مالک اپنی پشت پر شدید غصے کے عالم میں مٹھیاں بھینچے شخص سے مخاطب تھا۔ مگر نظریں ہنوز سامنے کھڑکی پر لگے عارضی شیڈز پر جمی تھیں۔ کمرے میں اُن شیڈز سے ہلکی ہلکی روشنی اندر موجود اندھیرے کو کم کرنے کی ہلکی سی کوشش میں سرگرداں تھی۔

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

میں نے کہا تھا سرب میدان میں اُترنے کی باری میری ہے۔ مگر آپ نے تیسری جان بھی پچھلے بارہ سال کے مشن پر لگادی۔ مگر نتیجہ وہی نکلا۔ ابھی تو ہم ایم آاز کے پلازہ کے اندرونی حصے تک رسائی نہیں کر سکے تھے کہ ہمارے ساتھی کے سینے میں وہ گولیاں اُتارنا چلتا بنا اور ہم خاموش تماشاائی بس یہی سوچتے رہے کہ شاید اس بار ہم کامیاب ہو جائیں۔ مگر ہوا کیا؟؟؟ وہی جو پچھلے دو ایجنٹس کے ساتھ پہلے بھی ہو چکا تھا۔ مجھے سمجھ نہیں آتی۔ آخر آپ ایک بار مجھے اجازت کیوں نہیں دے دیتے اُسے مارنے کی۔ حالانکہ یہ کام ہمارے لیے زیادہ مشکل نہیں۔ اُسکی سیکیورٹی جتنی مرضی پاور فُل کیوں نا ہو ہم اُس تک رسائی حاصل کر ہی لیں گے۔ نہیں تو ایجنٹ 37 کی طرح حلیہ بدل کر تو وار کر ہی سکتے ہیں نا۔ وہ شدید اضطراب کے عالم میں اپنے اور مقابل کے درمیان موجود میز کے کناروں پر ہاتھ جماتے تھوڑا جھکتے ہوئے بولا۔

ہمارے ادارے کا کام جاسوسی کا ہے۔ ہمیں راز اُگلوانے ہیں یا پتا کروانے ہیں۔ اگر ایم آاز کو مارنا ہی ہوتا تو یہ کام تو پولیس کب کی کر چکی ہوتی۔ اس کے لیے آرمی کو ہمارے سہارے کی ضرورت نہیں تھی عاص، اور یہ بات تو تم بھی جانتے ہو کہ جیسے ہی ایم آاز نے آخری سانس لیا سارے راز اُسکے ساتھ ہی دفن ہو جائیں گے اور ہم ہاتھ ملتے رہ جائیں گے۔ سوالات بھی ویسے ہی بغیر جوابات حاصل کیے ہمارے منہ پر طمانچے ماریں گے۔ پاکستان کی جامعات، کالجز تک ڈر گزیر وُن، کوکین، آئس یہ منشیات کیسے پہنچتی ہیں؟؟؟ تمہیں پتا ہے پچھلے دس سال میں ساٹھ ہزار افراد دہشت گردی جبکہ اس سے چار گنا زیادہ افراد ہر سال منشیات کے استعمال کی باعث اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں تقریباً ہر سال ڈھائی لاکھ بندہ اس زہر کی وجہ سے مر رہا ہے اور اسکے پیچھے کس کا ہاتھ ہے؟ منہاج عزضاک کا اور اسکی جڑیں تو سعودیہ، امریکا اور بھارت تک پھیل چکی ہیں۔ کچھ دن قبل ایک منشیات کے اسمگلر کو سعودیہ میں پکڑے جانے پر بائیس لاکھ جرمانے کے ساتھ عمر قید کی سزا سنائی گئی۔ مگر اس نے اپنی جڑوں کا ذکر تک نہیں کیا۔ اُسکی پشت پناہی کس نے کی؟؟؟ ایم آاز نے، مگر نام تک

نہ آیا اُسکا، کیوں؟؟؟ میری بات سمجھو عاص اس سب کو روکنے کے لیے ہمیں اُسکے تمام راز چاہیے۔ ورنہ ایم آز کی موت کے بعد بھی یہ سلسلہ چلتا رہے گا۔ اسکو روکنے کے لیے اسکی جڑ منہاج عزحاک کو کاٹنا پڑے گا۔ اور یہ کوئی آسان کام نہیں ہے۔ وہ تو میلوں کے فاصلے سے دشمن کی بوسو نگھ لیتا ہے۔ وہ مڑے اور خاموشی سے میز کے کناروں پر ہاتھ ٹکاتے دانت پر دانت جمائے۔ ضبط سے انکی بات سنتے عاص کو دیکھنے لگے۔ جسکے سیاہ فوجی کٹ ہیر اسٹائل پرونڈوشیڈز سے آتی روشنی کی لکیر پڑ رہی تھی۔

Sir! give me one chance. I wan'na prove my self.

(سربجھے ایک موقع دیں میں اپنے آپ کو ثابت کرنا چاہتا ہوں۔)

وہ کچھ لمحے کا توقف کرنے کے بعد ایک عزم سے سر اٹھائے ٹھوس لہجے میں بولا۔ ہاتھ ہنوز میز کے کناروں پر ہی ٹکے تھے۔

میں تیسری بار بھی تم سے معذرت کرنے کے سوا کچھ نہیں کر سکتا۔ وہ تحمل سے چیئر گھسیٹ کر بیٹھتے گویا ہوئے۔ عاص کا چہرہ بالکل ان کے مقابل آگیا۔ جسکے ماتھے پر بے شمار شکنوں کا جال بنا ہوا تھا۔

کیوں؟؟؟ آخر کیوں آپ میرے ساتھ یہ نا انصافی کر رہے ہیں؟؟؟ آخر آپ کیا ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ وہ جو دو ہزار دس میں دنیا کی بہترین خفیہ ایجنسیوں میں پہلے نمبر پر آئی۔ جس نے اسرائیل کی "موساد" ISI برطانیہ کی "ایم آئی سکس" امریکہ کی "سی آئی اے" چین کی "ایم ایس ایس" جرمنی کی "بی این ڈی" روس کی "ایف ایس بی" فرانس کی "ڈی جی ایس آئی" بھارت کی "را" آسٹریلیا کی "ای آئی ایس" کو پیچھے چھوڑ دیا۔ وہ ایک ایم آئی کو نہیں پکڑ سکتی؟؟؟

اسکا لہجہ جرح کرتا ہوا تھا۔

نیلیم کا حرکت از دیاء تبسم

جو صرف پاکستان کی ہی نہیں بلکہ عالم اسلام کے ملکوں کے ISI نہیں عاص میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ وہ انٹرنل سکیورٹی کوٹرینگ دینے والی ایجنسی ہے۔ سعودیہ عرب، سیریا، جارجیا اور مصر کی انٹیلی جنس آج ایک اسمگلر اور دہشت گرد کے بارے میں معلوم نہیں کر پارہی۔ ISI ایجنسیوں کوٹرینگ دینے والی حالانکہ ایم آاز کے پاس سعودیہ کی نیشنلیٹی بھی ہے۔ وہ دس سال سے زائد عرصہ سعودیہ میں رہ چکا ہے۔ اس طرح اُدھر کی سر زمین پر بھی اسکے قدم جم چکے ہیں۔ مگر سعودی ریاست جڑوں تک پہنچنے کے بجائے شاخیں توڑ رہی ہے اور میں یہ بے وقوفی نہیں کر سکتا۔ میں اس ایجنسی کا سربراہ ہوں۔ تم مجھ سے جرح نہیں کر سکتے عاص عالم۔ آخر میں ان کے لہجے میں سختی آچکی تھی۔ عاص نے سختی سے ہونٹ کاٹتے چہرہ ہلکے سے موڑ لیا۔ پھر سر کو جھٹک کر جیسے کوئی سوچ دماغ کی سطح سے جھٹکی تھی۔

سر آپ یہ مشن میرے حوالے کر دیں۔ میں کوشش کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے سمجھ نہیں آرہا۔ آخر آپ جو نیز کو موقع دے چکے ہیں۔ مگر مجھے کیوں روک رہے ہیں؟؟؟ وہ جھنجھلاتے ہوئے بولا۔

تم مجھے بے خبر سمجھتے ہو عاص؟ مگر میں باخبر ہوں تمہاری اس ضد اور گزارش کے راز سے۔ ملک کی آڑ میں اپنی دشمنی نکالنا چاہتے ہو؟؟؟ ان کے کاٹ دار لہجے پر اسکے دماغ کی رگیں تن گئیں۔ مٹھیاں اتنی زور سے بھینچ لیں کہ گندمی رنگت والے مضبوط بازوؤں کی نسیں ابھر کر نظر آنے لگیں۔

آپ الزام تراشی کر رہے ہیں۔ ضبط سے بولنے کی کوشش میں بھی اس کی آواز میں ہلکی سی غراہٹ نمایاں تھی۔

ہوٹل میں جوٹرک کے ذریعے marriot الزام تراشی؟؟؟ بیس ستمبر دو ہزار آٹھ میں اسلام آباد کے بلاسٹ ہوا تھا۔ اُس میں جاں بحق ہونے والے بچپن افراد میں تمہارے والدین بھی شامل تھے۔ پولیس نے

تین افراد کو اغوا کیا۔ مگر کوئی ثبوت ان کے خلاف ناملنے پر چھوڑ دیا گیا۔ ایسے میں ایک بندہ ایم آزی کی گینگ کا تھا۔ جسکو بعد میں پی آئی اے کی لندن جانے والی پرواز میں بیس کلو ہیر وٹن کے ساتھ پکڑ لیا گیا تھا۔ جس سے ایم آزی پر تمہیں صاف یقین ہو گیا اور تم نے اپنے ماں باپ کی موت کے بعد سے ہی آرمی جوائن کی اور پھر پچھلے کا حصہ بن گئے تاکہ دہشت گردی کا خاتمہ کر سکو اور ایم آزی سے اپنے والدین کی موت کا ISI پانچ سال میں بدلہ لے سکو۔ اُنیس بیس کے فرق کے علاوہ تمام حقیقت ہے۔

Am i right?

وہ اطمینان سے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو ایک دوسرے میں پھنسائے اسکے فق ہوتے چہرے کو دیکھتے بولے۔

وہ صرف میرے والدین کا ہی نہیں نجانے کتنوں کے والدین کا، بیوی بچوں کا قاتل ہے۔ جب تک اُسکا گریبان میرے ہاتھ میں نہیں آجاتا میں سکون سے نہیں بیٹھوں گا۔ اسکی آواز تیز ہو گئی۔ ساتھ ہی غصے سے لکڑی کی میز پر لگے چوڑے شیشے پر مکار سید کر کے غصہ نکالا۔ اسکے خون میں شرارے دوڑنے لگے تھے۔ یہی، اسی جذباتیت کی بناء پر میں تمہیں انکار کرتا آ رہا ہوں عاص۔ تمہارا یہ رویہ تو فوراً ایم آزی پر سارے راز منکشف کر دے گا اور تم ناصرف اپنی جان سے جاؤ گے بلکہ اپنے ساتھ جڑے تمام راز بھی اسی جذباتیت میں اُگل دو گے۔ وہ برہم ہوئے تھے۔

میں اپنی دشمنی کے لیے نہیں کر رہا یہ سب۔ میں اپنے ملک کی دفاع کے لیے کرنا چاہ رہا ہوں۔ آخری بار درخواست کر رہا ہوں۔ پلیز سر! اس نے ملتی لہجہ اپنایا۔

نیلیم کا حرکت از دیاء تبسم

ہوں! (ہنکار ابھرا) جہاں اتنے صحیح۔ وہاں ایک اور صحیح۔ مگر ایک بات یاد رکھنا عاص۔ یہ مشن تمہارے پچھلے تمام مشنوں سے زیادہ توجہ طلب ہے۔ اپنے سکس سینسز ہمیشہ ہوشیار رکھنا اور جذبات میں بہہ کر اپنی موت کو دعوت مت دینا۔ اللہ تعالیٰ تمہیں کامیابی سے نوازے۔ وہ کھڑے ہوئے اور حیران صورت لیے عاص عالم کے سامنے ہاتھ بڑھایا۔ وہ ہلکے سے پھیکا سا مسکراتا آگے بڑھا اور ان کا ہاتھ زور سے تھام کر ہلایا۔ انشاء اللہ میں ہمیشہ کی طرح کامیاب واپس آؤں گا۔ اس کے لہجے کے یقین پر وہ متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکے۔"

Socialmedia

ظلم پھر ظلم ہے بڑھتا ہے تو مٹ جاتا ہے

خون پھر خون ہے ٹپکے گا تو



کل کی طوفانی بارش کے بعد آج مطلع صاف تھا۔ مگر دھوپ اپنی تمام تر شدتوں سے قائم دائم تھی۔ چونکہ موسم سرما کا آغاز تھا تو یہ دھوپ بھی بڑی سنہری تھی۔ ہڈیوں میں اتر جانے کو تیار۔ تیز ہوا کے جھونکے بار بار اس لا پرواہ و دشیزہ کے بالوں اور ایک طرف لڑھکتی چادر سے چھیڑ خانیاں کرتے آگے بڑھ رہے تھے۔ ایسے لگتا تھا کہ اس کو چھو لینے سے ہوا کے بھی انداز میں نزاکت آگئی ہو۔ وہ آس پاس سے بے نیاز دو تین شاپنگ بیگز ایک ہاتھ میں پکڑے اور کچھ بڑے بڑے چارٹس رول کیے دوسرے ہاتھ میں تھامے سڑک پر ناک کی سیدھ میں چل رہی تھی۔ کھلے پلازہ کے اوپر گھٹنوں سے بالشت بھرا اونچی اسٹائلش شرٹ پہنے، ایک ہاتھ سے شال کا ایک کنارہ تھامے باقی کو پشت سے لے جا کر دوسرے بازو میں ڈالے، وہ راہ چلتے لوگوں کو ٹھٹکنے پر مجبور

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

کر رہی تھی۔ کوئی ایسا راہی نہ گزرا تھا۔ جس نے مڑ کر اس قاتل حسینہ کو نہ دیکھا ہو۔ اس میں عورتیں مرد سب شامل تھے۔ مگر وہ عادی تھی اس سب کی۔ اپنے غیر معمولی حُسن کی بناء پر وہ اسکول کالج میں بھی سب سے منفرد جانی جاتی تھی۔ اسے اس سب کی اب عادت سی ہو گئی تھی۔

اُف گرمی نے تپا دیا آج تو۔ اس نے گھر میں داخل ہوتے خود کلامی کی۔ ابھی وہ بیرونی دروازہ لاک کر کے پلٹی ہی تھی کہ دادو نجانے کیوں، گیراج میں کھڑی نظر آئیں۔ جیسے ہی ان کی نظر نیلیم پر پڑی، چہرے پر ناگواری اور ماتھے پر ہزاروں لکیروں کا جال اُبھرا تھا۔

کیا کہا تھا تجھے کہ چادر اور دوپٹے میں باہر جایا کر بات نہیں سمجھ آتی۔ میں بکواس کرتی رہوں صبح شام۔ مگر تو کرے گی اپنی من مانی۔ شام کو آجائے گی کوئی ماں اپنے سپوت کی ضد پر جھولی پھیلانے۔ کچھ دن کا سکون میسر آیا ہے۔ اُسے برقرار نہ رہنے دینا۔ کم بخت دفع ہو جاندر۔ دادو کی دھاڑ پر بھی وہ اپنی ازلی بے نیازی سے اندر بڑھ گئی۔

درمیانی سی راہ داری سے گزرتے وہ سیکنڈ فلور کی سیڑھیاں چڑھنے لگی۔ فرسٹ فلور کی راہ داری کی سائڈ پر دو کمرے تھے۔ ایک بیٹھک اور دوسرا دادو کا۔ جبکہ تھوڑا آگے جہاں راہ داری ختم ہوتی تھی۔ وہاں سے سیکنڈ فلور کی سیڑھیاں شروع ہوتیں تھی اور سامنے ایک کمرہ ابرار صاحب کا تھا اور ساتھ میں کھلا کچن۔ سیکنڈ فلور پر پہنچ کر وہ لان سے ہوتی اپنے اور صاعقہ کے مشترکہ کمرے میں گھس گئی۔ تمام چیزیں بیڈ پر پٹج کر جھنجھلاتے ہوئے چادر بھی دور پھینک دی۔

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

ہو نہہ اگر اللہ نے ہمیں حسین صورت سے نوازا دیا ہے تو اس میں ہمارا کیا قصور؟؟؟ ہر وقت بلا وجہ کی روک ٹوک۔ بھاڑ میں جائیں۔ اب تو ہم چادر بھی لے کر نہیں جائیں گے۔ ایک تودادو کی شرائط بھی مانو اور اُسکے بعد جھڑکیاں بھی سنو۔ وہ مسلسل بڑبڑاتے ہوئے جو گرز کے تسمے کھولتی اب موزے اُتار رہی تھی۔

گڑیا کتنی دفع کہا ہے اکیلے باہر مت جایا کرو۔ پڑگئی ناڈانٹ اور دوپٹہ کیوں نہیں پہناتھا؟؟؟ دادو کا جب پتا ہے تو کیوں ایسی حرکتیں کرتی ہو؟؟؟ کیمل رنگ کے سادہ سے شلوار سوٹ میں بالوں کی چوٹی بنائے، ڈھائی گز کے دوپٹے کے پلو سے ہاتھ پونچھتی صاعقہ فکر مندی سے کہہ رہی تھی۔

دوپٹہ؟؟؟ یہ یہ جو پانچ گز کی چادر ہمیں اوڑھنے کو دی ہے۔ اس کے بعد دوپٹے کی کوئی گنجائش بچتی ہے؟؟؟ اس نے چادر کا گولہ بنا کر پھر دور پٹختے تیوری چڑھاتے جواب دیا۔

اور پانچ گز کی یہ چادر بھی تمہارے سر پر نہیں ٹکتی۔ اسکی کوئی خاص وجہ؟؟؟ وہ چادر کو تہہ لگاتے برہمی سے پوچھنے لگی۔

جب ہم سے نہیں سنبھالی جاتی تو کیا کریں؟؟؟ زبردستی تھما دیتی ہیں دادو، بس یہی غلطی ہے ہماری کہ ہم دادو کی ہر بات مان لیتے ہیں۔ آئندہ نو چادر۔ وہ تیز تیز بولتی اپنے لائے ہوئے چارٹس رائیٹنگ ٹیبل پر رکھنے لگی۔ گڑیا ایسا نہیں کہتے بہت بری بات ہے۔ دادو جو بھی کہتی ہیں تمہاری بھلائی کو کہتی ہیں۔ اچھی شکل و صورت خدا کی نعمت ہے۔ مگر حُسن کو بری نگاہ سے بچانے کے لیے پردہ لازم ہے میری جان۔ وہ چادر الماری میں لٹکاتی، ہمیشہ کی طرح نرمی سے اپنے سے پانچ سال چھوٹی بہن کو ڈیل کر رہی تھی۔

ہم سینٹر جاتے ہوئے اسکارف بھی کرتے ہیں اور چادر بھی لیتے ہیں۔ کبھی کبھی تو عبا یا بھی پہن لیتے ہیں۔ مگر دادو کی تسلی تب بھی نہیں ہوتی۔ وہ منہ پھلا کر کہتی ڈھیلے ڈھالے انداز میں بیڈ پر چت لیٹ گئی۔

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

دادو بھی کیا کریں۔ روز محلے میں سے کوئی ناکوئی آنٹی آ جاتی ہیں۔ ہماری گڑیا کو اپنی بہو بنانے کی خواہش کے ساتھ۔ پھر دادو کو رشتہ مناسب لگتا ہے۔ بابا کو تم ابھی تک چھوٹی سی گڑیا لگتی ہو۔ وہ دادو کو منع کر دیتے ہیں اور دادو ہمیشہ کی طرح تم پر خفا ہو جاتی ہیں۔ صاعقہ نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کا باقی پھیلاوا سمیٹنے لگی۔ اب کون آگیا؟؟؟ جو دادو کا پارہ ساتویں آسمان پر پہنچا ہوا ہے۔ وہ ہاتھوں سے کپٹی سہلاتے بیڈ پر چت لیٹے چھت پر گڑوں گڑوں کی آواز پیدا کرتے پنکھے کو دیکھتے ہوئے بولی۔

ہماری گلی کے کونے پر جو دودھ والی دکان ہے اُس کے ساتھ والا گھر۔ صاعقہ نے اُنکی سے اشارہ کرتے کہا۔ جبکہ نیلیم کے چہرے پر نا سمجھی کے تاثرات صاف نمایاں تھے۔ وہ کہنی کے بل کچھ اونچی ہو کر صاعقہ کی بات سُن رہی تھی۔

اوہو۔۔ جنہوں نے نیا گھر لینے کے بعد قرآن خوانی کروائی تھی اور تم وائٹ کلر کاڈریس پہن کر گئی تھی، یاد آیا؟؟؟ صاعقہ اس کے پاس ہی بیڈ پر بیٹھ گئی۔

ہمیں نہیں یاد آرہا۔ آپ یاد کروانے کو چھوڑیں۔ بات بتائیں، وہ بے زاری سے بولی۔

اُن کے سیکنڈ لیفٹیننٹ بیڈ کے لیے تمہارا پوزل آیا ہے۔ بٹ بابا نے منع کر دیا۔ تبھی دادو کا موڈ خراب ہے۔ صاعقہ نے جتنے جوش سے بات شروع کی تھی آخر میں اتنی ہی بے دلی سے مکمل کی۔

اچھی بات ہے ویسے بھی یہ آرمی شامی کے چونچلوں میں بندہ نہ ہی پڑے تو اچھا ہے۔ ہونہہ ڈرامے باز۔ وہ دوبارہ کہنی نیچے کیے بیڈ پر ڈھے گئی۔

بہت بری بات ہے گڑیا۔ بابا کے منع کرنے کی وجہ تمہاری کم عمری ہے ناکہ آرمی۔ اور یہ تو اتنی اچھی بات ہے۔ بلکہ یہ تو عورت کے لیے اعزاز ہے۔ کہ وہ ایسے شخص کی زندگی میں جا رہی ہے۔ جو اپنے ملک کی حفاظت

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

کے لیے جہاد کر رہا ہے اور جب ان آرمی، نیوی والوں کی بیویاں صبر و استقامت کا مظاہرہ کرتے اپنے سرتاجوں کو اس ملک کی سرحدوں کی حفاظت کے لیے دعائیں دے کر بھیجتی ہیں تو اس جہاد میں ان کا حصہ بھی بن جاتا ہے۔ ان ہی کی وجہ سے آج ہم سکون سے راتوں کو سوتے ہیں۔ جن کے احسانات دن چڑھتے ہی لوگ اُتار پھینکتے ہیں۔ صاعقہ بول رہی تھی۔ وہ کم ہی نیلیم سے ایسی باتیں کرتی تھی۔ مگر کیا کرتی ہر آنے والے رشتے کے بارے میں بتانے کی ذمہ داری اسکی تھی۔ ویسے بھی ماں بن کر پروان چڑھایا تھا اس نے نیلیم کو۔ ایسے میں اسکے منہ سے غلط بات نکلتے دیکھ کر اُسے اپنی ہی کوتاہی لگتی۔

سُن رہی ہونا میں کیا کہہ رہی ہوں؟؟؟ صاعقہ نے غافل ہوتی نیلیم کو بازو سے پکڑ کر ہلایا۔

میرا کوئی موڈ نہیں آپ سے بحث کرنے کا۔ پہلے داد و اب آپ سب مجھ پر ہی چڑھ دوڑتے ہیں۔ وہ اسکا ہاتھ جھٹکتے بائیں پہلو پر لیٹ گئی۔

ہممم چلو آرمی کے بارے میں تمہارے یہ خیالات اے ایس پی آہل کو بتاتے ہیں۔ پھر دیکھتے ہیں گڑیا کی سوچ کیسے بدلتی ہے۔ وہ شرارتی انداز میں کہتی اُٹھ کر جانے لگی۔

جب نیلیم بھاگتے ہوئے اسکی راہ میں حائل ہوئی تھی۔

کک۔۔۔ کیا؟؟؟ آہل بھائی کب آئے؟؟؟ اس نے حیران کن نظروں سے چمکتی رنگت اور موٹی آنکھوں والی صاعقہ کو دیکھتے کہا۔

باہا ہا۔۔ شکل دیکھو اپنی۔ بدھوا بھی نہیں آیا۔ مگر شام کو ضرور آئے گا۔ وہ اسکے سر پر چپٹ لگاتی جانے لگی تھی۔ جب نیلیم پھر سے بولی۔

کیوں آرہے ہیں وہ؟؟؟

نیلیم کا مرکب از دیباہ تبسم

تمہارے ہاتھ کی چائے پینے۔ صاعقہ معنی خیزی سے کہتے باہر نکل گئی۔

اوہ نو۔۔ وہ پھر سے بیڈ پر ڈھیر ہو گئی۔

Socialmedia

!!!! ٹوں ٹوں ٹوں

پولیس سائرن کی آواز قریب آتی جا رہی تھی۔ کیفے ٹیریا میں بھگدڑ مچ چکی تھی۔

یہ جگہ کراچی شہر کی ایک مشہور جامعہ کے سامنے کا مین روڈ تھا۔ جہاں پر پندرہ بیس پولیس کی گاڑیاں آگے پیچھے سائرن بجاتیں تیزی سے اندر داخل ہو رہی تھیں۔ صرف چند سیکنڈز لگے ہوں گے۔ تمام طلبہ کے باہر نکلنے پر پابندی لگا دی گئی۔ پولیس اہلکار ٹولیوں کی صورت اسلحے سے لیس گاڑیوں سے چھلانگے مارتے مین روڈ پر اترنے لگے۔ ان کے مضبوط جوتوں سے پیدا ہوتا شور دوردور تک سنا جاسکتا تھا۔ پل بھر میں پورے علاقے کو سیل کر دیا گیا۔ پولیس کی بھاری نفری جامعہ کے اندر تعینات کر دی گئی۔ طلبہ کو کلاسز کے اندر جانے اور باہر نکلنے کی اجازت نہیں تھی آدھے پولیس اہلکار نے جامعہ کے گرد ڈیرا ڈال رکھا تھا اور آدھی پولیس جامعہ کے بالکل سامنے بنے کیفے ٹیریا میں گھس گئی۔

کینے ٹیریا کے پچھلے حصے میں ایک تنگ گلی تھی۔ جسکے اندر ایک گول سیڑھیاں چڑھنے سے کینے ٹیریا کی دوسری منزل کا ایک کونے والا کمرہ تھا اسٹور نما چھوٹا سا کمرہ۔ جہاں لگ بھگ بیس تیس افراد جو کہ جامعہ کے ہی طلبہ معلوم ہوتے تھے۔ مختلف منشیات کے استعمال کے ساتھ جو الگائے لطف اندوز ہو رہے تھے۔

ایک پینتیس سالہ مرد سگریٹ سُلگائے تین چار افراد کے ساتھ بیٹھاپتے کھیل رہا تھا۔ سگریٹ کا دھواں بند کمرے میں مرغولے اڑا رہا تھا۔

ہم سے جیت نہ سکو ہو تم بابو۔ ہا ہا وہ آدمی بے ہنگم قہقہہ لگاتے گاؤتکے سے ٹیک لگاتا مسرور سا بولا۔

چھوٹے صاب چھوٹے صاب!! وہ۔۔۔ وہ۔۔۔ پپ۔۔۔ سترہ اٹھارہ سال کا ایک لڑکا پھولی سانسوں سمیت بات کرنے کی کوشش میں ہلکان ہو رہا تھا۔ اس ٹھنڈ میں بھی پسینے میں شرابور وہ کسی انہونی کا پتادے رہا تھا۔ اسکی حالت سے بخوبی انداز لگایا جاسکتا تھا کہ وہ بہت بھاگ کر یہاں تک پہنچا ہے۔

پپ۔۔۔۔ کیا؟؟؟ بھونک بھی کیا ہوا ہے یاد وہاں تھ جڑ کر تیری بولتی کھلواؤں۔ چند ساعت قبل والی مسروریت اب غائب تھی۔

بھونک بھی، دو تین موٹی گالیوں سے نوازتے وہ لکڑی کے پلنگ سے نیچے اُترا۔

تچ۔۔۔ چھوٹے صاب پپ۔۔۔ پولیس کی ریڈ پڑ رہی ہے کینے ٹیریا میں۔ وہ پچھلے حصے کی طرف کسی بھی وقت پہنچ سکتے ہیں۔ اس نے جلدی جلدی کہتے بات مکمل کی۔ چھوٹے صاحب کے دھاڑنے کی بناء پر تقریباً تمام لوگ ہی ان کی جانب متوجہ ہو چکے تھے۔ چھوٹوں کی بات پر وہاں موجود تمام طلبہ گھبرا گئے۔

کک۔۔۔ کیا؟؟؟ چھوٹے صاحب نے حیران ہوتے کہا۔ پھر اچانک ایک بڑا سا تھیل اٹھا کر سب کو مخاطب کرتے بولا۔

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

جلدی کرو۔ جلدی سے جو بھی ہے اس میں ڈال دو۔ کارڈز، ہیر وٹن کے پیکیٹس، پتھر اور پاؤڈر کی صورت میں موجود کوکین اور آئس کا استعمال کرتے افراد نے تو فوراً عمل کیا۔ مگر شیشہ پیتے افراد کیلئے مسئلہ تھا۔ ابھی تو اوپیم اور بھنگم ٹرینکولائزر کے کسٹمز نہیں آئے تھے۔ ورنہ مسئلہ اور بڑھ جاتا۔ آئس کا استعمال کرنے والوں نے بھی ابھی تک سرنج کے ذریعے اسے اپنی رگوں میں نہیں اتارا تھا۔

انہوں نے وہ حقے اٹھا کر کمرے کے سامنے والی دیوار کے پاس بنی شیڈ کے نیچے رکھ دیے۔ جو چھوٹے سے پکن کا منظر پیش کر رہی تھی۔ وہاں پر ہی تھیلا بھی چھپا دیا گیا اور خالی گتے کے ڈبے اور کچرا اوپر لاد کر کاروائی مکمل کی۔ اس سب میں تقریباً تین منٹ بھی بمشکل لگے ہوں گے۔ تمام افراد نیچے تنگ سڑک میں گول دائرے کی شکل میں بیٹھ گئے۔ اور بیچ میں کوڈرنک کی ایک خالی بوتل رکھ لی

اچانک سے قدموں کی تیز تیز آواز اسی سمت میں آنے لگی۔ چھوٹے صاحب کے اشارے پر سب نے اپنے چہرے ہشاش بشاش بنانے کی ممکن کوشش کی۔

اٹھوسب کیا کر رہے ہو یہاں؟؟؟ تمام پولیس اہلکار ان کو گھیرنے لگے۔ کچھ اس تنگ کچرے سے بھری گلی کے کونے کھدروں کی تلاشیاں لینے لگے۔

سسر ہم تو فری پیریڈ کے باعث یہاں تفریح کو آئے تھے۔۔۔ بائیس سال کے لڑکے نے ڈرتے ڈرتے کہا۔ جسکا کالرا بھی تک پولیس وردی میں ملبوس اہلکار کے ہاتھ میں تھا۔

اس گندگی میں تم لوگ فری پیریڈ گزارتے ہو؟؟؟ جامعہ میں جگہ کم پڑ گئی ہے کیا؟؟؟ دھاڑ کر سوال کرنے پر وہاں کھڑے اسی کی عمر کے لگ بھگ تمام طلبہ کانپ کر رہ گئے تھے۔

اوپر کی بھی تلاشی لو۔

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

لیس سر! دھڑ دھڑ کی آواز سے سات آٹھ پولیس اہلکار گول گول سیڑھیاں چڑھتے دوسری منزل پر بنے کمرے میں گھس گئے۔ جہاں جگہ جگہ ریپرز، پلاسٹک کی تھیلیاں، خالی بوتلیں، ٹوٹی پھوٹی پرانی کرسیاں اور ایک لکڑی کا تخت پڑا تھا۔ اندھیرا ہی اندھیرا روشنی کی چند لکیریں ایک روشن دان سے آرہی تھیں۔ مگر ناکافی معلوم ہو رہی تھیں۔

کچھ ملا؟؟؟ نیچے موجود افسر شاید ان سب سے عہدے میں بڑا تھا۔ تبھی حاکمانہ لہجے میں دوسری منزل کے زینے پر کھڑے باوردی ساتھی سے دریافت کیا

نوسر، اس کے جواب پر ایس پی وہاج خود اندر چلا گیا۔

ناممکن ایسا نہیں ہو سکتا۔ اطلاع کے مطابق منشیات کی فروخت میں اس اڈے کا بڑا ہاتھ ہے۔ ہماری انفارمیشن غلط نہیں ہو سکتی۔ اسکی آواز خاصی اونچی تھی۔

یہاں پر تلاش کیا؟؟؟ ایس پی وہاج نے اسٹک سے دو تین گتے کے ڈبے ہٹاتے کہا۔

سوری سر! جلدی چیک کرو۔

نہیں سر یہاں تو کچھ بھی نہیں ہے۔ تمام افراد نے مل کر وہ جگہ خالی کر دی۔ مگر وہاں کچھ بھی نہ دیکھ کر ایس پی وہاج کا سارا جوش ماند پڑ گیا۔ مایوسی نے پل بھر میں اسکے چہرے کا احاطہ کیا تھا۔

چلو، اسکی مردہ سی آواز پر تمام پولیس اہلکار نیچے اترنے لگے۔ دیکھتے ہی دیکھتے ساری پولیس وہاں سے روانہ ہو گئی۔ ہر کوئی حیرانی سے کھڑا اس معجزے پر ششدر تھا۔ ایسا کیسے ممکن تھا کہ اتنی سخت ریڈ کے باوجود وہ تھیلان کے ہاتھ نہیں لگا تھا؟؟؟ یہ تو ناممکن سا تھا۔ پولیس کے جاتے ہی تمام طلبہ نے سگھ کا سانس لیا۔ مگر خطرہ ابھی ٹلا نہیں تھا۔ پولیس کسی بھی وقت واپس آ سکتی تھی اسی لیے مزید ایک گھنٹے تک کوئی بھی اوپر نہیں

گیا تھا نا ہی اپنی جگہ سے ہلاتھا۔ یہاں تک کہ گھر گھر میں موجود ٹی وی پر نیوز اینکر کے تحت پولیس کی اس ریڈ کے بارے میں ناکامی کی اطلاع عوام تک پہنچ چکی تھی۔

آپ کو بتاتے چلیں کہ منشیات کی فروخت میں دن بدن اضافے کے باعث آج کراچی کی مشہور جامعہ کے سامنے بنے کیفے ٹیریا میں ہونے والی ریڈ ناکام ثابت ہوئی۔ ساتھ ہی یہ بھی بتاتے چلیں کہ یہ ریڈ ایس پی وہاج اور اے آئی جی شہاب ملک کی زیر نگرانی ہوئی۔ ناصرف ایک جامعہ بلکہ سرکاری اور نجی تمام تعلیمی اداروں اور ان کے آس پاس موجود ہوٹلز، کیفے ٹیریا اور دکانوں پر بھی چھاپہ مارا گیا۔ مگر سوائے ناکامی کے کچھ ہاتھ نہ آیا۔ اس ناکامی پر ڈی آئی جی ریحان شاہ کامیڈیا سے حوصلہ افزا خطاب۔ وہاں پر موجود طلبہ میں سے کسی ایک نے یہ ویڈیو پلے کی تو سب کی سانسیں بحال ہونا شروع ہو گئیں۔

چھوٹے صاحب شکر کرو کل رات ہی مال ڈیلیور کر دیا تھا۔ ورنہ پانچ کلو ہیر وٹن اور خیبر پختونخواہ بھیجی جانے والی کر سٹل پکڑی جاتی تو آج ہم سلاخوں کے پیچھے ہوتے۔ چھوٹوں نے رازداری سے کہا۔

چل اوپر جا کر دیکھیں یہ معجزہ ہوا کیسے؟؟؟ چھوٹے صاحب فوراً اٹھ کھڑا ہوا۔ پھر جاتے جاتے پلٹا۔

چلو تم سب بھی خالی کرواڈے کو اور ہاں آج بچا لیا مگر جس جس کا اُدھار رہتا ہے کل تک لے آئے۔ ورنہ پولیس کے ہتھے چڑھنا خوب آتا ہے چھوٹے صاحب کو۔ وہ نخوت سے پھنکارا۔

چھوٹے صاحب وہ جو چھوڑا ہے دے دونا۔ مہربانی ہوگی۔ ورنہ پورا دن بے چین گزرے گا۔ تیس سال کا نوجوان بیچارگی سے فریادی لہجے میں بولا۔

اے چل نکل تو دوبار اُدھار نشہ لے چکا ہے۔ کر سٹل تو اب تجھے کسی قیمت پر نہیں دینی۔ اوقات ہے نہیں اور نشہ بھی سب سے مہنگے والا کرنا ہے کمینے کو۔ چل دفع ہو یہاں سے۔ چھوٹے صاحب کی اس ذلالت پر بھی وہ

مسکین صورت بنائے ہاتھ پھیلائے کھڑا تھا۔ نشے کا نام ایسے ہی تو نشہ نہیں رکھا گیا۔ اسکی لت لگ جائے تو انسان کہیں کا نہیں رہتا اس نوجوان کو بھی اس کی عادت ہو چکی تھی۔۔۔ غیرت، عزت نفس پیسہ سب داؤ پر لگا کر دو چھج سفید پاؤڈر کھانے سے اسکو چین آجاتا، قرار سا آجاتا، سکون میسر آنے لگتا۔

ابے ہٹ چھوٹے صاحب اسے دو تین گالیوں سے نوازتا دور دھکیلتا گول زینے چڑھ گیا۔ چھوٹوں نے بھی اسکی تقلید میں قدم بڑھا دیے۔

اوپر پہنچتے ساتھ ہی اس نے تیزی سے شیڈ کے نیچے جھانکا وہ جگہ خالی دیکھ کر چھوٹے صاحب کو حقیقتاً پریشانی نے آگھیرا۔ یہ کھیل بڑا جان لیوا تھا۔ کوئی تھا جو ان کے اس راز سے آشنا ہو چکا تھا۔ اس کھیل میں تو قدم قدم پر موت گھات لگائے بیٹھی نظر آتی تھی۔

کہیں تم اسے تو تلاش نہیں کر رہے؟؟؟ آواز قدرے صاف اور بھاری تھی۔ چھوٹے صاحب کو کرنٹ لگا تھا۔ وہ جو شیڈ کے پاس نیچے بیٹھا تھا۔ چار سو چالس والٹ کا جھٹکا کھاتے اٹھا۔

کمرے کے بیرونی دروازے کے اندر کھڑا ایک وہ کوئی ہیولہ سا دکھ رہا تھا۔ چونکہ کمرہ پورا اندھیرے میں ڈوبا تھا اور باہر دن کی روشنی تھی۔ تو ایسے میں وہ پیچھے سے آنے والی روشنی دروازے میں ایستادہ مضبوط کسرتی جسم کے حامل چھ فٹ دو انچ کے قد کے ساتھ ایک ہاتھ میں چھوٹے سے دو تین پیکٹس کو اچھالتے شخص سے ٹکراتی کمرے میں گھس رہی تھیں۔

کک۔۔۔۔۔ کون ہو تم؟؟؟ چھوٹے صاحب کی آواز میں خود بخود گھبراہٹ نمودار ہونے لگی۔

میں کون ہوں؟؟؟ بھاری آواز ایک بار پھر گونجی۔ وہ چند قدم آگے بڑھا۔ اب کمرے کے وسط میں کھڑا وہ صاف دکھائی دے رہا تھا۔

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

شانوں سے ایک دوانچ نیچے آتے سیاہ گھنگریالے گھنے بالوں پر گرے رنگ کار و مال مثلث کے انداز میں باندھے۔ دونوں ہاتھوں میں چوڑے چوڑے بینڈز اور باریک سی دو تین تاروں نما بریسلٹ پہنے۔ آنکھوں میں بھر بھر کر سُرماد اُلے گہرے سبز رنگ کے گھٹنوں تک آتے کرتے کے ساتھ جینز میں ملبوس وہ نوجوان کوئی چھبیس ستائیس سال کا ہوگا۔ اس کے ایک ہاتھ میں وہی تھیلا تھا۔ مگر ابھی اسکا منہ کھلا ہوا تھا اور دو تین ہیروئن کے پیکٹس اس کے ہاتھ میں موجود تھے۔ جنہیں سرکس کے جوکر کی گیندوں کی طرح ہوا میں اُچھالتا وہ محظوظ ہو رہا تھا۔

میں ایگل ہوں۔ کرخت مغرور بھاری مردانہ آواز میں جواب دیتے اس نے وہ پیکٹس چھوٹے صاحب کے منہ پر دے مارے۔

آپی ہمیں ابھی لگانے ہیں پلیز ہیلپ کر دونا۔ وہ ایک چارٹ ہاتھ میں پکڑے کھڑی ملتی لہجے میں بولی۔ بس کر جاؤ گڑیا ہر چیز کی حد ہوتی ہے۔ تم نے پوری دیوار پر یہ عجیب و غریب اقسام کے پتھروں کے چارٹس لگا کر پورے کمرے کا ستیاناس کر رکھا ہے۔ صاعقہ نے چند تہہ شدہ کپڑے الماری میں رکھتے ہوئے کہا۔ آپ نے بھی تو یہ بُڈھوں والے ناولز اور سفر نامے بک شیلف میں بھر رکھے ہیں۔ ہم نے کچھ کہا کبھی؟؟ سب کے اپنے اپنے شوق ہوتے ہیں۔

خبردار جو میری بکس کو بڈھوں والی کہا تو۔ صاعقہ نے الماری کا پٹ زور سے بند کرتے جارحانہ انداز میں اُنکی اُٹھائے کہا۔

گڈویری گڈ آپ ہمارے درنجف مرجان، زرقون، ہیرے ٹور کوائس (فیروزہ)، مانک (یا قوت)، نیلیم، پکھراج، عقیق کے بارے میں کچھ بھی کہیں اور ہم آپ کی کتب کی شان میں ایک حُرَف گستاخی نا استعمال کریں بہت خوب۔ وہ چڑ کر گویا ہوئی۔

سارے پتھر تو تم لگا چکی ہو۔ اب یہ کون سا ہے؟؟؟ صاعقہ نے مسکراہٹ دباتے پوچھا۔

یہ حرکت ہے "اور خبردار جو آپ نے اس کے بارے میں کچھ کہا تو۔ وہ منہ بگاڑ کر بولتی چارٹ کھول کر اس "پر ہاتھ پھیرنے لگی۔ جہاں گہرے سبز رنگ کے دو تین پتھر جگمگاتے ہوئے بہت خوبصورت بنائے گئے تھے۔ بلاشبہ یہ آرٹ آنکھوں کو خیرہ کر رہا تھا۔

مرکت؟؟؟ یہ کونسے پتھر کا نام ہے؟؟؟ میں نے تو کبھی نہیں سنا۔" وہ اسکے ہاتھ سے چارٹ پکڑ کر دیکھتے "گویا ہوئی۔

خیر سنا تو آپ نے ٹور کوائس اور مانک کے بارے میں بھی نہیں تھا۔ وہ شان بے نیازی سے کہتی اسکے ہاتھ سے چارٹ لے کر سامنے والی دیوار کے پاس آکھڑی ہوئی۔ جہاں اسی طرح کے بہت سے پتھروں کے چارٹس لگے تھے۔ کچھ آئل پینٹ سے بنے تھے تو کچھ کمپیوٹر انرڈ تھے۔

ٹور کوائس فیروزہ کو انگلش میں کہتے ہیں۔ کیوں کہ یہ ملک ٹرکس یعنی روم میں زیادہ پایا جاتا ہے اور مانک "یا قوت کو ہندی میں کہتے ہیں۔ اس میں تمہیں پیلس یا قوت بہت پسند ہے۔ یہ نیلگوں آسمانی والا۔" صاعقہ نے چارٹ پر ہاتھ رکھتے کہا جس میں وہی پتھر بنا تھا جس کا وہ ذکر کر رہی تھی۔

نیلیم کا مرکت از دیباہ تبسم

یہ سب ہم نے آپ کو بتایا تھا تبھی پتا ہے۔ ورنہ پہلے تو آپ کے علم میں یہ سب نہیں تھا۔ وہ چڑانے والے انداز میں کہتی چارٹ کا دیوار پر اینگل لینے لگی۔

اچھا یاد تو تھا نا۔ مگر تمہیں تو وہ بھی نہیں ہو گا۔ چلو بتاؤ چلتے ہو تو چین کو چلیے میں جو چائینز میں شکر یہ کہنا بتایا تھا وہ کیسے کہتے ہیں؟؟ صاعقہ نے مصنوعی برہمی کا تاثر دیتے ہوئے کہا۔

شے شے --- "وہ اپنے ازلی لا پر واہ انداز میں بولی۔ صاعقہ کا منہ کھل گیا۔"

ہمیں نی ہاؤ جسکے میننگ ہیلو کے ہیں۔ وہ بھی پتا ہے اور یہ بھی کہ ابن انشاء نے چائینز کے پانچ سوالفاظ سیکھے "تھے اخبار پڑھنے کے لیے۔ آپ آپ نیلیم ابرار کی ذہانت کو ڈی گریڈ نہیں کر سکتیں۔ وہ فرضی کالر جھاڑتے بولی۔

اتنی ہی ذہانت اور صلاحیت ہے تو خود ہی لگا لو انہیں۔ میں جا رہی ہوں کباب فرائی کرنے۔ آہل آرہا ہے اور اُسے کباب اور تمہارے ہاتھ کی چائے کتنی پسند ہے یہ تو تم جانتی ہی ہو۔ پیاری گڑیا۔ صاعقہ نے شرارت سے اسکی تھوڑی پکڑ کر ہلائی اور مسکراتے ہوئے کمرے سے نکل گئی۔

آپی! آپی!! اٹس ناٹ قئیر۔ آپہیہ میسی۔۔۔

اسکی تمام آوازوں کو نظر انداز کرتی صاعقہ نیچے چلی آئی۔ جہاں ڈرائنگ روم سے آہل کی آواز آرہی تھی۔ صاعقہ بھی اندر چلی آئی۔

اسلام و علیکم! اس نے ہولے سے سلام کیا تو آہل نے مسکراتے ہوئے سر کو جنبش دی اور پھر سے دادو کے ساتھ سلسلہ کلام جوڑ لیا۔

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

نہیں دادو میں نہیں گیا تھا۔ یہ ریڈ تو مجھ سے سینئر آفیسر ز نے کی تھی۔ میرے علم میں یہ بات بالکل نہیں تھی۔ گریڈ اٹھارہ اور انیس کے آفیسر ز نے منشیات کی اسمگلنگ اور فروخت کے خلاف آج مختلف جگہوں پر آپریشن کیا ہے۔ مگر دو تین معمولی نشہ آوروں کے علاوہ کوئی کامیابی حاصل نہیں ہو سکی۔ وہ رسائیت سے کہہ رہا تھا۔

اچانک ہی خیال آگیا پولیس کو ویسے تجھے کیوں نہیں پتا تھا تو بھی تو اسی ادارے کا ہے نا؟؟؟ دادو نے چشمہ ناک پر ٹکاتے آہل کو گھورا۔

دادو میں گریڈ سترہ کا ہوں اور کئی بار پولیس کے بڑے آفیسر ز ایسی خفیہ ریڈ کرتے ہیں کہ ادارے کے نچلی پوسٹ پر موجود افراد بھی بے خبر ہوتے ہیں۔ تاکہ ان کی وفاداری کا بھی امتحان لیا جاسکے۔ آہل نے وضاحتی جواب دیا۔

ہائے (دادو منہ پر ہاتھ رکھتے ہوئے) نئی میاں تم نے کونسی بے وفائی کر دی ان افسروں کے ساتھ۔ تم بھی تو اوپر کے افسروں میں سے ہونا؟؟؟ ان کی بات پر آہل نے بمشکل تمام اپنے منہ کے بگڑتے زاویے درست کیے۔

جی دادو میں سینئر آفیسر ز میں سے ہی ہوں۔ اے ایس پی آہل اسرار۔ مگر ابھی نیا نیا تو اپائنٹ ہوا ہوں اور سینئر ز میں سے میرا گریڈ سب سے کم ہے اسی لیے اور کچھ افسران کو شک تھا کہ جو نیئر پہلے ہی ریڈ اور آپریشن کی نیوز ریلیز کر دیتے ہیں۔ تبھی اسے خفیہ رکھا گیا تھا۔ ایک بار پھر اس نے وضاحت دی تو کباب اور کولڈرنک ٹرے میں رکھے اندر آتی صاعقہ مسکرائے بنانہ رہ سکی۔

ارے صاعقہ میرے بچے بھائی کے لیے چائے لا۔

یہ انگریزی مشروب پی پی کر کیوں صحت خراب کروا رہی ہے بیچارے کی۔ وہ جیسے ہی سینٹرل ٹیبل پر ٹرے رکھ کر سیدھی ہوئی تو دادو نے نیا نقص نکال دیا۔ ڈرائنگ روم سادہ سا مگر منفرد تھا۔ ہلکے آسمانی رنگ کے صوفے جو دو دیواروں کے ساتھ پڑے تھے۔ ان میں سے ایک سنگل صوفے پر آہل براجمان تھا اور اسکے سامنے میز اور دوسری دیوار کے ساتھ دادو کا تخت تھا۔ بائیں طرف والی دیوار پر ڈیکوریشن پیسز لگے تھے۔ ڈرائنگ روم کے دو دروازے تھے۔ جن پر صوفوں کے رنگ سے ملتے جلتے جالی کے پردے ٹنگے تھے۔ جبکہ فرش پر سفید روئی سا نرم قالین بچھا تھا۔ پورے گھر میں سب سے مہنگی اور قیمتی آرائش اسی کمرے کی تھی۔ دادو چائے بنوانی ہے تو گڑیا سے کہہ دیں نا۔ وہ ہلکے سے مسکراتے بولا۔ شاید بات بے بات مسکرانا اسکی عادت تھی۔ گھنی مونچھوں تلے باریک ہونٹ جب بھی مسکراتے آنکھیں سُکڑسی جاتی تھیں۔ بس میاں پھر تو پی لیے تم چائے۔ دادو نے ہاتھ اٹھاتے کہا اور پھر تخت سے اترنے لگیں۔

میں مغرب پڑھ لوں۔ وقت گزرا جا رہا ہے۔ ہائے یہ جوڑوں کا درد۔ وہ صاعقہ کا ہاتھ تھامے تخت سے نیچے اتریں اور پھر اپنی چادر درست کرتیں باہر گم ہو گئیں۔

صاعقہ !!! گڑیا کہاں ہے؟؟؟ دادو کے جاتے ہی وہ کباب والی پلیٹ رکھ کر تھوڑا آگے کو جھکتے رازداری سے پوچھ رہا تھا۔

اوپر ہے اپنے پتھر لٹکانے کی کوشش کر رہی ہوگی۔ مجھے مدد کو کہہ رہی تھی۔ میں نے صاف انکار کر دیا اور ہاں تمھاری چائے بھی نہیں بننے والی آج۔ آخر میں اس نے ابرو اُچکاتے بات مکمل کی۔ ساتھ ہی ایک پلیٹ میں دو کباب رکھے اور چچ لے کر دادو کے ہی تخت پر ٹانگیں پسار کر بیٹھ گئی۔

نیلیم کا حرکت از دیاء تبسم

ایسے ہی نہیں بننے والی۔ ابھی دیکھو ایک منٹ سے پہلے کچن میں نہ نظر آئی ناتو میں بھی اے ایس پی آہل اسرار نہیں۔ وہ ٹشو سے ہاتھ پونچھتا سر کو خم دیتا مسکراتے ہوئے باہر نکل گیا۔ صاعقہ نے سر جھٹکتے دوبارہ اپنی پلیٹ پر نظریں جمادیں۔

یہ اسٹول تو بہت ہی گندہ ہو رہا ہے۔ اس نے خود کلامی کرتے ہوئے کہا۔ اتنا بھاری تقریباً ڈھائی فٹ اونچا اسٹول اٹھا کر لاتے اسکا نازک بدن تھر تھرا رہا تھا۔ سانس بھی پھول چکی تھی۔ چہرے کی رنگت میں گلابی پن نمایاں ہونے لگا۔

دفع کرو گندے کو دو چارٹ ہی تو لگانے ہیں۔ اس سوچ کے تحت بمشکل تمام وہ لکڑی کے ڈنڈوں پر قدم جماتی اسٹول کی سطح تک پہنچ ہی گئی۔ بغل میں دبایا چارٹ نکال کر ابھی سیدھا ہی کیا تھا کہ اسٹول ہلکا سا ہلا۔

آہ نن نہیں۔۔ درمیان میں کھڑے ہو کر اس نے توازن برقرار رکھنے کی کوشش کی۔ جس میں کامیاب تو ہو گئی تھی۔ مگر ہلکے سبز رنگ کی آنکھوں میں خوف کے سائے لہرانے لگے۔ اس نے سامنے دیکھا تو اے ایس پی آہل کی مسکراتی نظریں اسی پر جمی تھیں۔ ایک لال بیگ بالکل اسکے پیر کے قریب پہنچنے کو تھا۔

آآآ۔۔ آج تو ہم گئے داد و آپی بچالو۔ وہ اسٹول پر ہی کھڑی چیخیں مار رہی تھی۔

ہا ہا ہا ہا گڑیا تم تو بڑی ڈرپوک واقع ہوئی ہو۔ نیلیم نے ایک نظر اسٹول کی سطح تک پہنچنے کی کوشش کرتے لال بیگ کو دیکھا اور دوسری نظر قہقہے لگاتے اے ایس پی آہل پر ڈالی۔

پولیس میں بھرتی ہونے کا کیا فائدہ آپ کا جب ایک لال بیگ سے اپنی گڑیا کو نہیں بچا سکتے تو۔ وہ جذباتی ہوئی۔ بچا سکتے ہیں، ضرور بچا سکتے ہیں۔ مگر اسکے لیے آپ کو ایک کام کرنا ہو گا۔ وہ شرارتی مسکراہٹ لیے چند قدم آگے بڑھا۔

کک۔۔ کیا کام؟؟

چائے بنانی ہوگی ہمارے لیے۔ اے ایس پی آہل کا مطالبہ سنتے ہی وہ ساری بات سمجھ گئی۔ سفیدی مائل رنگت میں اب سرخیاں گھلنے لگی تھیں۔

ہم نے کب منع کیا چائے بنانے سے۔ اسکی آواز مدھم تھی اور پلکیں سجدہ ریز۔ آہل کا دل دھڑکا تھا۔ اوہو۔ اگر منع نہیں کیا تو فوراً گرما گرم چائے پلا دیں۔ اس ٹھنڈ میں شدید طلب ہو رہی ہے۔ وہ اسٹول پر کمنیاں لگائے پُر شوق نظروں سے تکتے کہہ رہا تھا۔

پہلے اسکو تو ہٹائیں پلیز۔ وہ پھر سے لال بیگ کی طرف متوجہ ہو چکی تھی۔

یہ لیں۔ جب تک میں اسکا کام تمام کرتا ہوں۔ آپ چائے بنا لائیں۔ وہ کاکروچ کو اسکی مونچھوں سے پکڑتے بولا اور پھر اسکا کھلامنہ دیکھ کر ہنستا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔

نیلیم نے بے اختیار جھرجھری لی تھی۔

آآآآخ "براسا منہ بناتی وہ اپنا سابقہ کام نامکمل ہی چھوڑ کر اسٹول سے اتر چکی تھی۔ اب اسے آہل کیلئے " چائے بنانا تھی اور اسکی بہت سی فضول باتیں بھی سننا تھیں۔ جو اسے قطعاً پسند نہ تھیں۔ مگر وہ جانتی تھی کہ وہ اسے کتنی پسند تھی۔

راہ آسان ہو گئی ہے

جان پہچان ہو گئی ہے

پھر پلٹ کر نگاہ نہیں آئی

تم پہ قربان ہو گئی ہے

ایگل! چھوٹے صاحب نے سامنے کھڑے مطمئن سے دیو قامت شخص کو دیکھ کر ہلکے سے یہ نام دہرایا تھا۔

ہاں ایگل۔۔۔ عقابی نظریں ہیں میری۔ یوں کر کے آنکھیں نکال لیتا ہوں۔ اس نے دایاں بازو پھیلاتے جھٹکے سے مٹھی بند کرتے کہا۔ جیسے سچ مچ کسی کی آنکھیں نوچ کر بند مٹھی میں قید کر لیں ہوں۔

ہاہا ہاہا بے یار تیرے منہ پر تو ساڈھے بارہ بج گئے۔ چل ٹینشن نہ لے میری جان سب بتاتا ہے ایگل تجھے۔ پہلے ایک گرم گرم چائے کی پیالی تو منگا۔ اس نے منشیات کا بھرا تھیلا اسکی طرف دھکیتے پاس پڑے لکڑی کے میز پر چھلانگ مار کر بیٹھتے کہا۔ چھوٹے صاحب نے فوراً سے پیشتر تھیلا اُچک لیا۔ پھر چھوٹو کو چائے لانے کا اشارہ کر کے دوبارہ ایگل کی طرف متوجہ ہو گیا۔ جواب کرتے کی جیب سے سکریٹ نکالتے اسے لائٹر کا شعلہ دکھا رہا تھا۔

شکرنی ڈلوایو۔ چھوٹو کو باہر نکلتا دیکھ پیچھے سے اس نے سگریٹ کولبوں سے جدا کرتے کہا تھا۔

اب بتاؤ کون ہو تم؟ یہاں کیا کر رہے ہو؟؟

یہ سب تمہارے پاس کہاں سے آیا؟؟؟ چھوٹے صاحب اپنے تخت پر ٹانگیں پھیلائے گاؤتکیے سے ٹیک لگاتا بولا تھا۔ یہاں سے ایگل کچھ ترچھا سا نظر آرہا تھا۔ اسکی بات پر ایگل نے مڑ کر دیکھا۔ سگریٹ کا دھواں مرغولے اڑاتا اسکے چہرے کے آس پاس بکھر رہا تھا۔ ترچھی مسکراہٹ نے اسکے ہلکے کٹاؤ والے ہونٹوں میں کھلبلی سی مچائی تھی۔ چھوٹا صاحب مضطرب ہوا تھا اسکی اس ادھر۔ پھر وہ بغیر کچھ بولے باہر کی طرف قدم اٹھانے لگا۔ اسکی چال کافی مضبوط اور اعتماد سے بھرپور تھی۔

اے اے کک۔۔ کہاں جا رہا ہے؟ بتا کر تو جا۔ چھوٹے صاحب نے جلدی سے تخت چھوڑا اور اسکے پیچھے چل پڑا۔ بلکہ بھاگنے لگا۔ پھر ایگل کمرے سے ملحق چھوٹی سی گیلری میں آکھڑا ہوا اور سامنے دیکھنے لگا۔ جہاں بوسیدہ سی ٹوٹی پھوٹی عمارت بنی تھی اور اس عمارت کی دوسری منزل پر مشتمل کمرے کی بالکنی اس گیلری سے ایک ڈیڑھ فٹ کے فاصلے پر تھی۔ ایگل نے چھوٹے صاحب کو دیکھتے سامنے والی بالکنی کی طرف اشارہ کیا۔

یہاں سے میں تم کو دیکھا یہ، یہ سب نشہ تھیلے میں ڈالتے اور حقے چھپاتے اور پھر پولیس کے آنے سے پہلے ہم چھلانگ لگایا دھر سے۔ (بالکنی کی طرف اشارہ کرتے) اور سب اٹھا کر اس بالکنی میں رکھ دیا۔ ارے تم فکر کیوں کر رہا ہے؟ یہ سب دھندا ہم اتنا سا تھا (زمین سے قدنا پتے ہوئے) تب سے کرتا آرہا ہے۔ اب تو ایکسپرٹ ہو گیا ہے ہم اس میں۔ بس تمہاری مدد کیے ہیں اور کچھ نہیں۔ بات مکمل کر کے وہ اندر چلا آیا۔ سگریٹ انگلیوں میں دبا تھا۔ وہ دوبارہ میز پر بیٹھ کر سگریٹ کے کش بھرنے لگا۔ کمنیوں کے آخر تک فولڈڈ آستینوں سے جھانکتے بازو پر بچھو بنا تھا۔ شاید نہیں یقیناً وہ ٹیو ہی تھا۔ گلے میں کالے چمڑے کا تعویذ گردن سے چپکا پڑا تھا۔

اب بھی کرتے ہو یہ دھندا؟ چھوٹے صاحب نے ایگل کو بغور تکتے کہا۔

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

آجکل تو بے روزگار گھوم رہا ہے ہم۔ ساتھ دوسا تھی تھے۔ کسی اوپر کے بندے نے سعودیہ بھیج دیا، ہیر و سن اور یہی نشہ اسمگل کرنے کو۔ تب سے ہم تو نوالے نوالے کو ترس گیا ہے۔ اس نے اپنی حالت پر خود ہی افسوس کرتے گردن کو ہلکا سا خم دیا تھا۔

ہوں، تو اب تم کیا کرو گے؟

کرنا کیا ہے؟ یہی دھندا کرنا ہے۔ بس ہم کوئی پارٹی ڈھونڈ رہا ہے۔ ٹکڑی اور بھروسہ والی ہو۔ اس نے بقیہ سگریٹ میز کے کنارے پر دباتے نیچے پھینک دی۔ اتنے میں چھوٹو چائے کے کپ کے ساتھ بسکٹ لے کر اندر آیا تھا۔

دے چھوٹو، چھوٹے صاحب نے اسے چائے ایگل کو پیش کرنے کا کہا۔ مگر اس نے ہاتھ کے اشارے سے منع کرتے میز سے چھلانگ لگائی اور باہر کی طرف بڑھنے لگا۔ جب چھوٹے صاحب نے اسکا راستہ روکا۔ اے کہاں؟ بیٹھ نا۔

چائے پی، شکریہ ادا کرنے کو میں تیرے لیے اتنا تو کر سکتا ہوں۔

ہا ہا ایک وقت کا کھلا دے گا دوسرے کے وقت ہم کیا کرے گا؟ ایگل کی زخمی ہنسی پر چند پیل کو چھوٹے " صاحب کا منہ بند ہو گیا۔

اچھا تو میرے دھندے میں حصہ لے سکتا ہے مگر ایک شرط پر۔

کیا؟؟ ایگل نے آنکھیں سُکیر کر دریافت کیا۔

نیلیم کا مرکت از دیباء تبسم

پہلے چھلانگ لگا کر دکھا۔ اسکی فرمائش پر ایگل استہزائیہ ہنسا اور پھر گیلری میں آگیا۔ چھوٹے صاحب بھی اسکے پیچھے ہی تھا۔ اس نے دیوار کے سرے پر ہاتھ رکھا اور پیر اوپر اٹھا دیے۔ پھر گھوم کر دوسری بالکنی کی سطح پر چھوڑ دیے۔ یہ کوئی معمولی چھلانگ قطعاً نہیں تھی۔ مکمل ٹرینڈ بندے کا کمال لگتا تھا۔ پھر ایگل نے دو تین ایسے ہی چھلانگیں لگا کر بالکنی میں رکھے حقے بھی اسے لاد دیے۔

آج سے تو میرے دھندے میں میرا دایاں بازو ہے۔ اگر تیرا کام اچھا رہا اور تو بھروسے کا بندہ نکلا تو یقین کر "ڈیک" تجھے "ایم آز" کے انڈر لے لے گا۔ ابے لائف بن جائے گی تیری۔ ایم آز کے نام پر ایگل کی سیاہ آنکھوں میں گہرے اندھیرے میں افق پر چمکتے تاروں سی چمک لہرائی تھی۔ اس نے چائے کی پیالی منہ سے لگالی۔ مگر آنکھیں بہت کچھ جانچ رہی تھیں۔

دوسری جانب چھوٹے صاحب مطمئن تھا کہ ایگل کے آنے سے سارے ر سکی کام اسکے ہاتھ دے دے گا اور نام اپنا کمائے گا۔ پھر ڈیک کے توسط سے ایم آز کی گینگ کا حصہ بن کر پیسے میں کھیلے گا۔

Writers

"ایک ماہ بعد"

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

طلوعِ سحر کا وقت تھا۔ دور کہیں مسجد سے مؤذن کی پُر تاثیر آواز آرہی تھی۔ آواز تھی یا کوئی سحر کہ دین کے پکے اور مضبوط ایمان والے اس میں جکڑے جا رہے تھے۔ ایمان والوں کی نیندیں کچی ہو گئیں۔ وہ بیدار ہوئے تھے کہ ان کا رب انہیں پکار رہا تھا۔ وہ کیونکر سنی ان سنی کر دیتے جب اس پروردگار نے انہیں ہر نعمت عطا کی تھی۔ سورج کے نکلنے میں ابھی کچھ وقت درکار تھا۔ آسمان جامنی رنگ کی رد اوڑھے لوگوں کو اپنی طرف تکلنے پر مجبور کر رہا تھا۔ لال اینٹوں سے بنی مسجد سے مؤذن کی آواز اور اونچی آنے لگی۔

Socialmedia

اللہ اکبر واللہ اکبر

(اللہ بہت بڑا ہے، اللہ بہت بڑا ہے)



اللہ اکبر واللہ اکبر

(اللہ بہت بڑا ہے، اللہ بہت بڑا ہے)

Writers

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

(میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں)

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

(میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں)

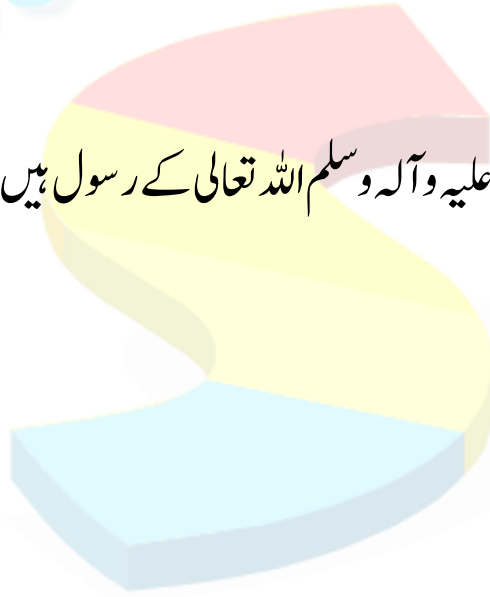
أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ

(میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں)

Socialmedia

أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ

(میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں)



Writers

حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ

(نماز کی طرف آؤ)

حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ

(نماز کی طرف آؤ)

حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

(فلاح (وکامیابی) کی طرف آؤ)

حیّ عَلَى الْفَلَاحِ

(فلاح (وکامیابی) کی طرف آؤ)

Socialmedia

الصَّلَاةُ خَيْرٌ، مِّنَ النَّوْمِ

(نماز سونے سے بہتر ہے)



الصَّلَاةُ خَيْرٌ، مِّنَ النَّوْمِ

(نماز سونے سے بہتر ہے)

Writers

اللَّهُ أَكْبَرُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ

(اللہ بہت بڑا ہے، اللہ بہت بڑا ہے)

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

(اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں)

اذان کا جواب دیتے لوگ اب بیت الخلاء کا رخ کرنے لگے۔ نلکوں سے صاف شفاف مگر تخی ڈھنڈاپانی نکل رہا تھا۔ جو کسی بھی انسان کو ٹھٹھر جانے پر مجبور کر دے۔

یہ علاقہ پاکستان کے سب سے بڑے جب کہ دنیا کے دوسرے بڑے شہر کراچی کا ہے۔ یہ شہر کا وہ کنارہ تھا۔ جہاں غربت و افلاس کی ایک دنیا قائم تھی۔ کچے مکان نیلے رنگ کی ٹینکیاں، آپس میں جڑی چھتیں، کچی سڑکیں اور دھول مٹی غرض کہ یہ شہر کا حصہ ہی نہ لگتا تھا۔

ایسی ہی ایک بند اور تنگ گلی میں بھوتوں کا مسکن لگتی ایک دو منزلہ عمارت کے سامنے، ایک وجود خود کو مکمل چادر میں چھپائے اذان کا جواب دے رہا تھا۔ یہ حصہ آبادی سے تھوڑا ہٹ کر تھا۔ گلی سنسان پڑی تھی۔ اس عمارت کی اوپری منزل پر بنے لال اینٹوں کے کمرے میں پانچ، چھ افراد اذان سے بے خبر شراب کے نشے میں جھومتے اپنی کامیابی پر رقص کرتے جشن کا سماں قائم کیے ہوئے تھے۔

آج کے دن وہ ایک اور خون کے دریا کا انتظام کر کے آئے تھے۔

ان کی تمام حرکات اسی شہر میں موجود بین الخدماتی مخابرات کے کارکنوں کے مانیٹرنگ سسٹم پر ملاحظہ کی جاسکتی تھیں۔ جہاں ہر طرف افرا تفری کا عالم تھا۔ وہاں موجود ایک لڑکی اور دو تین نوجوان اپنی نظریں مانیٹرز پر مرکوز کیے سر جیکل اسٹرائیک کے لیے گئے اپنے ساتھیوں کو ایک ایک پل کی خبر سے آگاہ کر رہے تھے۔

ساتھ ہی اگلے اقدام کی بھی خبر دے رہے تھے۔

وہ جو فقیر کے انداز میں گلی کنارے بیٹھا تھا۔ اپنی ساتھی کی آواز پر فوراً متوجہ ہوا۔

ٹیک یورپوزیشن، بلیو ٹوتھ ایئر فون سے آتی آواز پر اس نے اپنے گرد لپٹی چادر دور اُچھال کر دیوار کے پار چھلانگ لگادی۔ زمین کی ناہموار سطح پر پانچ اُنگلیاں ٹکائے اس نے جھک کر اٹھایا تھا۔ سیاہ رنگ کے رومال کو سر پر لپیٹے وہ مکمل سیاہ لباس زیب تن کیے ہوا تھا۔ جس نے اس کے وجود کا مکمل ڈھانپ رکھا تھا۔ مضبوط سیاہ بوٹ اور ہاتھ میں تھامی بھاری اے فورٹی سیون رائفل کے ساتھ وہ اس کے ساتھی سرجیکل سٹرائیک کے لیے تیار تھے۔ سر کو دائیں جانب کرتے اس نے اشارہ دیا تھا۔ سامنے ایک بوسیدہ زنگ آلود لوہے کے دروازے کے آر پار اپنی اپنی جگہ سنبھالے وہ پانچوں بھی اسی کے حلیے میں تھے۔

Attack!!!

تمام رضاکاروں کے ایئر فونز میں ایک ساتھ نسوانی آواز گونجی تھی۔ انکی اسٹرائیک کنٹرولر ساتھی نے مانیٹر کی طرف دیکھتے کہا۔ جہاں پانچ چھ افراد کرخت چہروں پر ڈاڑھی سجائے، شلوار قمیض میں ملبوس آپس میں گفتگو کرتے اپنی موت سے بے خبر تھے۔

اچانک دھڑادھڑ گولیوں کی آواز نے پورے علاقے میں طوفان برپا کر دیا۔ آواز تھی کہ کانوں کے پردے پھاڑ رہی تھی۔ دھواں ہی دھواں آنکھوں گھستابینائی کو متاثر کر رہا تھا اور جب مطلع کچھ صاف ہوا تو عاص عالم نے اپنے آس پاس خون کا دریادیکھا تھا۔ پانچ لاشیں زمین پر چت پڑی تھیں۔ گولیوں سے چھلنی وجود، مگر وہ عادی تھا اس سب کا۔ اس کے ساتھیوں نے بھی رائفلز نیچے کیے آس پاس نظریں دوڑائیں تھیں۔ ایک تھا جو غائب تھا۔

Aas! He is outside the door.

اس سے پہلے کہ وہ اس اطلاع پر کوئی کاروائی کرتا۔ فضا کو چیرتی فائر کی آواز پر سب چونک اُٹھے تھے۔ نشانہ عاص عالم تھا۔ مگر اُسے نشانے پر رکھنے والا یہ بھول گیا تھا کہ وہ کمال کا کھلاڑی تھا۔ اس نے جھک کر اپنا دفاع کیا تھا۔ نتیجتاً گولی سامنے دیوار کے ساتھ پڑی بوریوں پر لگی تھی۔ پورا کمرہ دھواں دھواں ہو گیا تھا۔ قدموں کی آواز اب دور جانے لگی تھی۔ دشمن بھاگ رہا تھا۔ محافظ بھی پیچھے بھاگے تھے۔ مگر ان میں عاص عالم سب سے آگے تھا۔ جبکہ باقی دو مختلف سمتوں میں دوڑے تھے اور جو رہ گئے وہ وہاں کا جائزہ لینے میں محو ہو گئے تھے۔

وہ شخص جتنا تیز دوڑتا عاص کی بھی رفتار اتنی بڑھ جاتی۔ کبھی کبھی وہ فائر کرتا اور عاص عالم اپنے دفاع کو کبھی جھک جاتا کبھی زمین پر چت لیٹ جاتا۔ اس نے ایک بھی فائر نہیں کیا تھا۔ دشمن نجانے اسے ہلکا سمجھ رہا تھا۔ جو اچانک رُک کر اس کا نشانہ لینے لگا۔ مگر عاص کی رائفل سے نکلنے والی گولی نے اس کی بندوق نیچے گرا دی۔ اس سے پہلے کہ وہ دشمن کی سانس اُکھاڑتا، وہ موقع پا کر آبادی کی طرف نکل گیا۔ ایک خالی مکان کا بوسیدہ دروازہ ہلتے دیکھ کر عاص اندر گھس گیا۔ رائفل کا منہ اوپر کی جانب کیے وہ دیواروں کے ساتھ میں اور کبھی ان کی اوٹ میں ہوتا آگے بڑھ رہا تھا۔ ایک کمرے کا دروازہ کھولتے فوراً حفاظتی طور پر رائفل آگے کر دی مگر وہاں کوئی بھی نہ تھا۔ خالی مکان کی صرف دیواریں کھڑی ہوئیں تھیں۔ وہ صحن میں موجود پھونک پھونک کر قدم رکھ رہا تھا کہ اچانک چھت سے کسی نے پانی کا مٹکا پھینکا۔ وہ دونوں ہاتھ سر پر رکھ چکا تھا۔ مگر پھر بھی کچھ ٹوٹا حصہ اسکے آگے۔ ماتھے پر خون کی لکیر سی بن گئی۔ عاص نے زمین پر خون کا قطرہ گرتے دیکھا تھا اور یہی خون پھر اس کی آنکھوں میں اُتر آیا۔ اس نے دانتوں کو ایک دوسرے پر سختی سے جمایا اور چار چار سیڑھیاں پھلانگتے اوپر پہنچ گیا۔ دشمن دوسرے گھروں کی چھتیں پھلانگتا بچاؤ میں تھا تو عاص جنوبی انداز میں ہر رکاوٹ کو عبور کرتا اس تک پہنچ رہا تھا۔ ساتھ ساتھ جڑی چھتیں ان پر بچھی چار پائیاں جو باجرہ اور مرچیں سکھانے کو رکھیں تھیں۔ غرض اس

نیلیم کا حرکت از دیپاء تبسم

مقابلے میں ہر چیز تباہ ہو رہی تھی۔ لوگ اپنے مورچوں میں گھس چکے تھے۔ جب اچانک عاص عالم کو حکم آیا۔

Left side Aas..

اس نے بائیں جانب کی اونچی دیوار عبور کی۔ سامنے بڑی سی چھت پر دشمن بھاگ رہا تھا۔ کرتا شلو اور داڑھی، ہمارے مذہب کا لبادہ اوڑھے ہمیں ہی نگل رہا تھا۔

Kill him..

ایئر فون سے آتی آواز پر پستل گرپ اور فورس اینڈ پراسکی گرفت مضبوط ہو گئی۔ دشمن سیدھا نشانے کی نوک پر تھا۔ صرف ایک بلٹ، ایک گولی۔۔۔
بس مجھے لڑنا ہے اپنے ملک کے لیے۔"

یہ وہ ہیں جو معصوم بچوں کی بے گناہوں کی جان لیتے ہیں اور جو معصوم پر رحم نہ کرے وہ خود رحم کے قابل نہیں۔ تمہاری موت تمہاری منتظر ہے کاش کہ تم نے کچھ بھلا کیا ہوتا۔"

Kill him..

مانیٹرنگ روم میں موجود ان سب میں سے بڑے عہدے پر فائز رضا کار نے زور دے کر کہا۔

ٹریگر دباتے عاص عالم کے ہاتھ ایک پل کو بھی نہ کانپے تھے، کانپتے بھی کیوں؟؟

نیلیم کا حرکت از دیاء تبسم

کیا ان کے ہاتھ کانپتے ہیں؟ معصوموں بے گناہوں کی جان لیتے، بم بلاسٹ کرتے، نشہ بیچتے، نہیں ناتوا سکے
کیوں کانپتے؟

"حب الوطن من الایمان"

گولی نکلی تھی اور اپنی جان بچانے کو مسلسل بھاگتی ٹانگیں اب حالتِ آرام میں تھیں۔ دُشمن پورے قد سے
زمین پر ڈھے گیا تھا۔ اسکی سیاہ قمیض کی آستین پر لگا چاند ستارے والا پرچم چمک اُٹھا تھا۔ اسنے اپنے سر پر باندھے
رومال کی گرہ اور کس لی اور اپنی رائفل اُٹھا کر دشمن سے پیٹھ کرتا چل پڑا۔
وہ کیا سوچ رہا تھا؟؟ پہلا قدم کامیاب گزرا۔

مگر نہیں، وہ بھول گیا تھا جب پرائمری میں تھا تو اسکے استاد کہتے تھے بیٹا کامیابی کبھی اتنی آسانی سے نہیں ملتی۔
جان ماری پڑتی ہے۔ دن رات ایک کرنے پڑتے ہیں۔
خون پسینہ بہانا پڑتا ہے۔

کامیابی یوں ہے کہ سانپوں کے گچھے کہ درمیان کوہِ نور پڑا ہو۔ دور سے اسکی چمک آپ کو اپنی جانب کھینچتی
ہے، اُکساتی ہے، اپنے حصول کے لیے۔
ابھی تو بہت امتحان باقی تھے عاصِ عالم کے۔
ابھی تو آغاز تھا۔

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

اس پتھر پر وقت نے کیا کیا ستم ڈھانے تھے۔ وہ انجان تھا۔ شاید ابھی اسکا انجان رہنا ہی بہتر تھا۔
کہتے ہیں ناکہ مستقبل سے ہماری بے خبری بھی ایک بڑی نعمت ہے۔ تو بس آج اللہ تعالیٰ کی یہ نعمت اسکے لیے
بہت بڑی تھی۔

وطن سے الفت ہے جرم اپنا یہ جرم تازندگی کریں گے
ہے کس کی گردن پہ خونِ ناحق یہ فیصلہ لوگ ہی کریں گے
وطن پرستوں کو کہہ رہے ہو وطن کا دشمن ڈرو خدا سے
جو آج ہم سے خطا ہوئی کل یہی خطا سبھی کریں گے
لیے جو پھرتے ہیں تمنغہ فن, رہے ہیں جو ہم خیال رہزن
ہماری آزادیوں کے دشمن ہماری کیارہبری کریں گے
نہ خوف زنداں نہ دار کا غم یہ بات دہرا رہے ہیں پھر ہم
کہ آخری فیصلہ وہ ہو گا جو دس کروڑ آدمی کریں گے
ستم گروں کے ستم کے آگے نہ سر جھکا ہے، نہ جھک سکے گا
شعارِ صادق پر ہم ہیں نازاں جو کہہ رہے ہیں وہی کریں گے
یہ لوگ کچھ کم نگاہ جن کو سمجھ رہے ہیں کہ نا سمجھ ہیں

نیلیم میری پیاری بہن، چاند کا ٹکڑا میری گڑیا! ناشتہ کر لو۔ اس نے نوٹس پر جھکی نیلیم کی ٹھوڑی پکڑ کر پچکارتے ہوئے کہا۔ جب کہ نیلیم اسکا ہاتھ جھٹک چکی تھی۔

نیلیم کا مرکت از دیباء تبسم

اچھا تم کوئی اور رنگ میں لگا لو۔ پتھروں کے گو بہت سے رنگ ہوتے ہیں۔ وہ اس کے ساتھ ہی بیڈ پر براجمان ہو گئی۔ ناشتے کی ٹرے سائڈ ٹیبل پر پڑی تھی۔

مرکت کے بھی بہت سے رنگ ہیں ذہابی، سنہری مائل، دھانی، سبز کاہی اور زردی مائل۔ مگر ہمیں گہرا سبز ہی پسند ہے۔ ہری مرچ جیسا اور ہم یہی لگائیں گے۔" وہ ڈھیسٹوں کی طرح بولی۔

اچھا بھئی لگا لینا۔ ویسے میں نے تم سے پوچھا تھا، یہ پتھر کیا بلا ہے؟ تم جب نیا چارٹ لگاتی ہو اسکے بارے میں بتاتی ہو۔ اس بار نہیں بتایا۔ صاعقہ نے اسکا موڈ بحال کرنے کو بات پلٹی۔

اس بار آپ نے تعریف کے بجائے ہزار عیب نکال دیے تو میں کیا بتاؤں؟ وہ تڑخی۔

ہا ہا ہا ہا ہا اچھا یہ بتاؤ یہ مرکت کو اردو میں کیا کہتے ہیں؟ صاعقہ نے ٹرے اٹھا کر اپنے اور اسکے درمیان رکھی۔ مقصد باتوں میں لگا کر اسے ناشتہ کروانے کا تھا۔

زمر، مگر سنسکرت میں اسے مرکت کہتے ہیں۔" اس نے بتاتے ساتھ ہسپانی کا جگ اٹھالیا۔

اچھا فیروزہ کو ٹور کو اس تم اس لیے کہتی تھی کہ تمہیں روم بہت پسند ہے اور یا قوت کو مانک اس لیے کہ اس میں میم آتا ہے۔ تمہارا پسندیدہ حرف، مگر زمر کو مرکت کیوں؟ میم تو زمر میں بھی آتا ہے۔ صاعقہ نے اپنی لاجک لگائی۔

آپ آپ کو پتا ہے۔ وہ تھوڑا آگے کھسکتے ہوئے پر جوش انداز میں بولی۔ تو صاعقہ نے بمشکل اپنی مسکراہٹ کو روکا۔ پتھروں کی شوقین نیلیم اس موضوع پر ایسے ہی جذباتی ہو جاتی تھی۔

آپ کو کیسے پتا ہو گا خیر میں بتاتی ہوں۔

نیلیم کا مرکت از دیباہ تبسم

مرکت ایک ایسا سخت ترین پتھر ہے۔ جس میں صرف نیلیم کے پتھر سے سوراخ کیا جاسکتا ہے۔ اسکی سطح بہت متوازی اور چمکدار ہوتی ہے۔ یہ اپنے ہلکے وزن مگر سخت ہونے کے باعث بہت پسند کیا جاتا ہے اور اور۔۔۔" ابھی وہ مزید زمرہ کی تاریخ قیمت اور خصوصیات بتاتی کہ صاعقہ نے ٹوک دیا۔

بس بس زمرہ ایک پتھر ہے جس میں نیلیم کے پتھر سے سوراخ کیا جاسکتا ہے۔ تو اس میں اتنا پرجوش ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ اسکی بات پر نیلیم کا منہ بن گیا۔

نفسیات کہتی ہے کہ انسان کی کچھ عادتیں اور خصوصیات بے جان چیزوں سے مماثلت رکھتی ہیں۔ اس میں "کوئی انوکھی بات نہیں یا پھر ہم ان خصوصیات کو لوگوں میں تلاش کر سکتے ہیں۔ جیسے میری تلاش ہے "مرکت" ایک ایسا سخت ترین انسان، جسکے خول کے اندر جانے کی اجازت صرف مجھے ہو۔ جسکے اندر نیلیم بے پناہ سوراخ کر کے اُسکے دل تک رسائی حاصل کر لے۔ بلکہ ذرہ ذرہ کر دے اُسے۔ ایک ایسا مرکت جسے صرف نیلیم ہی تسخیر کر سکے۔ جہاں نیلیم کا میم ختم، وہاں سے مرکت کا میم شروع، بس جہاں میری ذات دھندلانے لگے۔ وہ وہاں سے مجھے لپیٹ لے۔ ایک دوسرے میں مدغم ہو جانے والے دو پتھر۔ بس اس پتھر کی خصوصیات میں ایک انسان کے اندر دیکھنے کی تمنائی ہوں۔"

اسکی گہری بات پر چندیل کے لیے نوالہ منہ میں ڈالتا صاعقہ کا ہاتھ ٹھٹک کر رک گیا تھا۔

کم آن گڑیا یہ افسانی باتیں کہاں سے سیکھیں تم نے؟ حالانکہ یہ سب پڑھتی میں ہوں۔ اس نے ماحول پر چھایا سنجیدگی کا تاثر زائل کرنا چاہا۔

نیلیم کا مرکت از دیباء تبسم

نہیں آپنی افسانہ نہیں ہے یہ آپ خود سوچیں۔ کوئی انسان اتنا سخت گیر یا ظالم ہو سکتا ہے کہ اسے کسی کی پرواہ نہ ہو؟ کسی سے محبت نہ ہو؟؟ جسکے پیروں میں کوئی بیڑیاں نہ ڈال سکے۔ جسکے ہاتھ ہر کام کو آزاد ہوں۔ کوئی ایسا شخص جسکی کوئی کمزوری نہ ہو؟ ممکن ہے؟؟؟ مجھے نہیں لگتا۔ مگر میں دیکھنا چاہتی ہوں۔

ایک جیتا جاگتا مرکت "وہ ناشتہ بھول بھال کر کہیں اور ہی کھو گئی تھی۔ صاعقہ نے اسکی ہلکی سبز کانچ کی مانند" آنکھوں کے آگے چٹکی بجائی۔

واپس لوٹ آؤ گڑیا۔ دنیا میں ہر کسی کی کوئی نہ کوئی کمزوری ہوتی ہے۔ کوئی بھی انسان اگر دل رکھتا ہے تو وہ پتھر نہیں ہو سکتا اور یہ تو تمہیں پتا ہو گا کہ اگر کوئی دل نہ رکھتا ہو تو وہ انسان نہیں ہوتا۔ چلو شاہاش اب یہ ناشتہ ختم کرو اور یہ فضول کی سوچوں پر بند باندھ کر ایگزامز کی تیاری کرو۔ صاعقہ نے اپنی بات مکمل کر کے اسکے گال سہلائے اور دراز کھول کر چارٹس لگانے لگی۔

Writers

سر! الیکٹرک ٹریڈ مل پر دوڑتے شخص نے اس آواز پر کوئی جواب نہ دیا۔ سرخ سیلیو لیس شرٹ اور سیاہ شارٹس میں ملبوس پسینے سے شرابور بدن تھکنے کے بجائے اور تیز رفتار سے دوڑنے لگا۔ یہاں تک کہ اسکے مضبوط سفید جلد والے بازوؤں سے پسینہ ٹپک ٹپک کر ہارڈ ووڈ کے فرش پر گر رہا تھا تو کبھی مشین کے پاتھ پر۔ گھنے بال اسکے تیز تیز قدم اٹھانے سے ہل رہے تھے۔ جبکہ آگے کے کچھ کشادہ پیشانی پر چپکے ہوئے تھے۔ یہ ایم

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

آز پلازہ میں موجود جم تھا۔ جو صرف ایک شخص کے استعمال میں تھا۔ اور وہی ابھی یہاں موجود تھا۔ ہر طرف ورزشی آلات پڑے تھے۔ قد آدم شیشوں سے سجایہ جم کسی عام شخص اور حلال کمائی کا نتیجہ نہیں ہو سکتا تھا۔

سر ہمارے پانچوں بندے مارے جا چکے ہیں اور اسلحہ بھی وہاں سے غائب ہے۔ قیمتی لباس پہنے سر سے گنجے مگر گھنی مونچھوں والے پینتیس سالہ آدمی نے پینٹ کی پاکٹس میں ہاتھ ڈالتے اسکے سامنے آکر کہا۔

اوہ ویری بیڈ ڈیک! مگر تم تو جانتے ہو ایم آز کو ہرانے والا ابھی تک پیدا نہیں ہوا۔ وہی تکبرانہ لہجہ، کلف لگا انداز۔ وہ ٹریڈ میل سے نیچے اتر چکا تھا۔ ڈیک نے سفید تولیہ اسکی جانب بڑھایا۔ جسے تھامتے اس نے اپنی بالوں سے صاف گردن پر رکھا اور ایک ریٹر وپر بیٹھ گیا۔

ٹھیک بارہ بجے تمہیں میری بات سمجھ آ جائے گی۔" ڈیک نے مطمئن انداز میں پانی کی بوتل منہ سے لگاتے " غٹا غٹ پانی چڑھاتے ایم آز کو دیکھا۔ نجانے یہ شخص اتنا مطمئن کیسے رہ لیتا ہے۔ جب کہ دشمن چاروں طرف سے اسے گھیرے ہوئے ہیں۔

ہیروئن اور کوکین اسمگل کرنے کا کہا تھا۔ بلوچستان کی پارٹی کو وہ کام کس کے ذمے لگایا؟ ہائی وے کی سکیورٹی کا پتا ہے نا اور ایس پی کا عہدہ جب سے نئے بندے نے سنبھالا ہے خطرہ اور بڑھ گیا ہے۔ یہ پولیس کو بھی نجانے بیٹھے بٹھائے کیا موت پڑ گئی ہے۔ کوئی بندہ ڈھونڈ پولیس کا۔ عہدہ زیادہ اونچا نہ بھی ہو۔ مگر بندہ کام کا ہو۔ اونچا اسے میں خود بنا دوں گا۔ بات مکمل کرتے کرتے اس نے پلاسٹک کی خالی بوتل کا ڈھکن بند کیا۔

سر وہ کام میں نے چھوٹے صاحب کے ذمے لگ۔۔ بات نامکمل ہی رہ گئی۔ ایم آز نے پلاسٹک کی بوتل کو توڑ مروڑ کر اسکے گنجے سر پر مارا تھا۔ ڈیک کا سر اور جھک گیا۔ مگر وہ اپنی جگہ سے ہل نہ سکا تھا۔

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

چھوٹے صاحب؟؟ اُس نکلے انسان کو اتنی بڑی ذمہ داری دے دی۔ آریومیڈ؟؟ ایڈیٹ! اس نے گلاس سلائڈ اوپن کی اور اندر چلا گیا۔ جہاں موجود پیننگ بیگ پر دو تین مکے برسائے اور پھر باکسنگ پیچ پہن کر جو شروع ہوا تو رکنے کا نام نالیا۔ ڈیک بھی اسکے پیچھے ہی چلا آیا۔

اوہ نواگریہ ہیر وئن اور کوکین پکڑی گئی تو سعودیہ کی پارٹی کو کیا بھیجیں گے؟؟ اسکی ڈیلیوری پر ملنے والی ساری پیسٹ اسلحے پر لگانی ہے۔ پچیس کلو ہیر وئن اور ایک ٹن کے لگ بھگ کوکین تم نے اُس اناڑی شخص کے سپرد کر دی۔ وہ بولے جارہا تھا۔ ڈیک نے کچھ کہنا چاہا تو اس نے ایک پیچ اسے بھی دے مارا۔ خون کا فوارہ اسکے منہ سے نکلا تھا۔

کیسے ہو گئی یہ غفلت تم سے ڈیک؟ وہ اسے گردن سے دبوچ کر ہارڈ ووڈ کے فرش پر لٹا چکا تھا۔ گھٹنا موڑے وہ غیض و غضب کی عملی تفسیر بنا اسکے اوپر جھکا ہوا تھا۔

سس سر! اس کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے تھے۔ وہ تڑپ کر بولا تھا۔ ایم آرنے ایک زوردار دھکے کے بعد اسے چھوڑا تھا۔ نتیجتاً اسکا سر سیدھا شیشے کی سلائڈ میں لگا تھا۔

سس سر وہ اپنی۔۔ ایگل اسکے سارے کام بب۔۔ بڑی مہارت سے کرتا ہے۔ تت۔۔ تبھی میں نے چھوٹے صاحب کو کہا کہ یہ کام بھی ایگل کو دے دے۔ اس نے بمشکل تمام اپنی بات مکمل کی تھی۔

اور اگر یہ ایگل کہیں ہمارا دشمن نکل آیا تو؟ آخر تم منہ اٹھا کر کسی کو بھی ہمارا زوردار کیسے بنا سکتے ہو ڈیک؟ اگر اتنا ہی مرنے کا شوق چڑھا ہے تو مجھے کہا ہوتا۔ ایک سیکنڈ سے قبل تمہاری مراد پوری کر دیتا۔ وہ غصے سے مخاطب تھا۔

نیلیم کا حرکت از دیاء تبسم

سر بھروسے کا بندہ ہے۔ میں نے ساری جانچ پڑتال کر کے دیکھی ہے۔ کم سنی سے ہی اس منشیات کے دھندے میں ملوث ہے۔ دو بار جیل بھی جا چکا ہے۔ مگر ہر بار فرار ہو جاتا ہے۔ بہت شاطر بندہ ہے۔ سر آپ سرا ہے بنا نہیں رہ سکیں گے۔ ڈیک نے ایم آز کے ہاتھ سے وائپس لیتے منہ سے رستا خون صاف کرتے کہا۔ اوکے لیٹس سی! منہاج عزضحاک وائپس کا باکس اسکے ہاتھ میں تھماتا اسکی کمر تھتھپاتا چلا گیا۔ جب کہ ڈیک پیچھے لگے مر میں اپنے زخم دیکھنے لگا۔ پھر زور سے ہاتھ میں پکڑا ڈبہ شیشے پر دے مارا۔ ساتھ دو ننھے ننھے موتی اسکی آنکھوں سے نکل کر گریبان میں جذب ہونے لگے تھے۔

ماشاء اللہ پہلے قدم پر ہی کامیابی عاص عالم۔ منہاج عزضحاک کو منہ کے بل گرانے کا وقت میرے خیال سے " نزدیک آگیا ہے "۔ ایجنسی کے سربراہ نے مبارکباد دینے کو اسے کال کی تھی۔ اپنے ساتھیوں کے ساتھ بیٹھا وہ اگر بہت پُر امید نہ تھا تو ناامید بھی نہیں تھا۔

انشاء اللہ سر بس مجھے آپ کی دعاؤں کی ضرورت ہے "۔ وہ سنجیدہ تھا۔

مگر عاص ایک بات تم بھول رہے ہو تمہارا کام راز اکٹھے کرنا ہے۔ اسٹرائیک کرنے کو اور بھی بہت ہیں۔ " دو سر اکام کہاں تک پہنچا؟ " ساتھ ہی انہوں نے اسکی تمام تر خوشی پر پانی پھیر دیا۔

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

کراچی ہائی وے پر دھماکہ۔ پولیس ابھی تک اس حادثے کی صحیح وجہ معلوم کرنے سے قاصر۔ ٹریفک روک دی گئی ہے۔ جی ناظرین یہ مناظر ہیں کراچی ہائی وے کے۔ جہاں ایک ٹرالے سے ہونے والے دھماکے کے نتیجے میں کافی انسانی جانوں کا نقصان دیکھنے کو مل رہا ہے۔ کچھ افراد موقع پر ہی دم توڑ گئے اور پچاس زخمی افراد کو ہسپتال منتقل کرنے کی کاوشیں جاری ہیں۔ ابھی تک اس حادثے کو دشمن کی جانب سے بلاسٹ کے سوا اور کوئی نام نہیں دیا گیا۔" وہ سب جو چھوٹے سے کمرے میں چار پائیاں ڈالے بیٹھے تھے۔ اسٹول پر پڑے ڈبے نما ٹی وی نے ان کو متوجہ کیا تھا۔

سیل تھامے عاص عالم کا ہاتھ میکا کی انداز میں نیچے گرا تھا۔ دوسری جانب بھی مایوسی چھا چکی تھی۔ بلکہ وہاں موجود اسکے تمام ساتھی بھی افسردہ ہو چکے تھے۔ جبکہ عاص عالم کا چہرہ مارے ضبط کے سرخ ہو چکا تھا۔ کانچ کی مانند چمکتی آنکھوں میں اب غصہ اور جنون ہلکورے لے رہا تھا۔ وہ ایک جھٹکے سے اٹھا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔

Writers

ہو نہہ یہ سب تو عام ہے کوئی نئی بات یا کوئی ایسی انہونی تو نہیں ہو گئی جو آپ اتنا شور کر رہی ہیں۔ "نیلیم نے " تیزی سے کورے کاغذات پر سیاہی بھرتے کہا تھا۔

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

شیم آن یو نیلیم! تم دیکھ رہی ہو یہاں کتنی فیملیز جا رہی تھیں۔ دو تین پکنک کے پوائنٹس بھی تھے اور بلاسٹ " نے اتنا وسیع رقبہ گھیرے میں لیا ہے کہ تمہاری سوچ ہوگی۔ ذرا ایل ای ڈی آن کرو۔ پتا چلے تمہیں زخمی افراد کی تعداد بڑھتی جا رہی ہے۔ " صاعقہ شدید غصے میں بولی تھی۔ جسکا ثبوت گڑیا کہ بجائے ڈائریکٹ نیلیم پکارنا تھا۔

ہاں تو ہم نے کیا غلط کہا ہے؟ کیا یہ روزمرہ کے واقعات نہیں ہیں؟؟ دہشت گردی ہمارے ملک میں ایک عام ساجرم ہے۔ اگر ایسا کوئی خاص ہوتا تو یہ پولیس، آرمی اور رینجرز کوئی تور و کتی۔ مگر یہ سب گھروں میں آرام فرما رہے ہوتے ہیں۔ وی آئی پیز کو پروٹوکول دے رہے ہوتے ہیں۔ غریب عوام مر رہی ہوتی ہے اور یہ پولیس ساری رشوت خور حرام کھا کھا کر پیٹ نکل آئے ہیں ان کے، مگر مجال ہے جو خوف خدا کھا جائیں اور یہ آرمی۔۔ وہ پین پٹج کر صاعقہ کو تیز آواز میں جواب دے رہی تھی۔ جب اس نے سختی سے اسے ٹوک دیا۔

شٹ اپ جسٹ شٹ اپ۔ تمہارا تو دماغ خراب ہو گیا ہے۔ جو منہ میں آ رہا ہے بکے جا رہی ہو۔ دن رات یہ " لوگ سرحدوں پر کھڑے کھڑے برف ہو جاتے ہیں۔ جنگلوں میں چلتے چلتے پیر شل ہو جاتے ہیں۔ دشمن کی گولیاں کھا کھا کر روح پرواز کر جاتی ہے اور تم تم کہہ رہی ہو کہ۔۔ " صاعقہ اسکے سر پر آن موجود ہوئی۔

ہاں ہاں ہم یہی کہہ رہے ہیں کہ دھوکے باز ہیں یہ سب۔ قومی مفاد کی آڑ میں ذاتی مفاد پورے کرنے " والے۔ آئے روز بم بلاسٹ، دھماکے، ٹارگٹ کلنگ، ہیروئن کی اسمگلنگ اور کچی شراب کی فروخت اور نجانے کیا کیا؟؟ اپنی عوام کو نگل رہے ہیں۔ حرام کھاتے ہیں۔ سرکاری نوکریاں نگڑی تنخواہیں، راشن کارڈ، مفت تعلیم یہ سب ہے ان قوم کے محافظوں کی حقیقت۔ " وہ جو جوش میں صاعقہ کے مقابل کھڑی بول رہی تھی۔ اچانک پڑنے والے زناٹے دار تھپڑ نے اسکی بولتی بند کر دی۔

ان کی تنخواہوں کی بات کرتی ہو تم کیا کروڑوں کماتے ہیں جو اتنا بول رہی ہو؟ ہزاروں میں تنخواہ ہوتی ہے ان کی۔ اگر کوئی اللہ اللہ کر کے چھوٹے عہدوں کے تمام محاذ سر کر کے کسی بڑے عہدے پر جا پہنچے تب بھی وہ لاکھوں میں نہیں کھیلتا۔ آہل پولیس میں ہے۔ تنخواہ دیکھی ہے اُسکی اور رینجرز کی تنخواہ تو پولیس سے بھی تیس فیصد کم ہوتی ہے۔۔ یہ ہے اُن کی تنخواہ، وہ جو راتوں میں آپریشن کرتے ہیں۔ گھر گھر، گوشہ گوشہ چھانتے ہیں۔ تم کھڑی ہو تیس دن سرحد کے کنارے اور کرو مقابلہ دشمن کی گولی کا۔ پیش کرو عوام سے پہلے اپنا سینہ، تب میں دیکھوں، بات کرتی ہو۔ لیٹ کر دکھاؤ برف کی سلوں پر، عبور کرو آگ کے دریا، شل کرو پاؤں پہاڑ سر کرتے پھر کہنا۔ ایک بندوق کا وزن برداشت نہیں کر پاؤ گی تم اور چلی ہو اپنے محافظوں پر الزام تراشی کرنے۔ دشمن کی زبان بول رہی ہو۔ اپنے ہی محافظوں کو غدار کہہ رہی ہو۔ "صاعقہ جذباتی انداز میں چیختے ہوئے پوچھ رہی تھی۔ نیلیم کے تو کان سائیں سائیں کرنے لگے تھے۔ مجال ہے جو ایک لفظ بھی اسکی سماعت میں اُترا ہو۔ اسے تو بس دھچکہ لگا تھا کہ صاعقہ نے اس پر ہاتھ اٹھایا تھا۔ جب ہوش آیا تو آنکھیں رگڑتی چھت پر بھاگ گئی۔ اس کے علاوہ کوئی اور جگہ نہیں تھی جہاں وہ کھل کر آنسو بہا سکے۔

میرے وطن یہ عقیدتیں اور پیار تجھ پہ نثار کردوں

محبتوں کے یہ سلسلے بے شمار تجھ پر نثار کردوں

کمرہ پورا تاریکی میں ڈوبا تھا۔ بلکہ وہ کمرہ کم کوئی اسٹور سا ہوگا۔ اندھیرے کے باعث کچھ بھی نظر آنے سے قاصر تھا۔ ایک لکڑی کی میز کے پاس رکھی کرسی پر بیٹھا شخص آنکھیں موند چکا تھا۔

کھاؤ یا بہت مزے کا ذائقہ ہے اسکا۔ وہ یونانی دیوتاؤں سا حسن رکھنے والا کوئی بیس اکیس سال کا لڑکا اسکی طرف سفید پاؤڈر کی تھیلی اُچھالتے کہہ رہا تھا۔

نہیں مجھے نہیں کھانا مجھے جانے دو۔ مجھے گھر جانا ہے مائی مام از ویٹنگ۔ سولہ سترہ سال کا وہ کالج اسٹوڈنٹ ناگواری سے بولا۔

کھانا تو تمہیں پڑے گا ڈریم بوائے۔ سفید مضبوط ہاتھوں سے اسکی تھوڑی کو جکڑے وہ کرخت لہجے میں دھاڑا تھا۔

ایم آؤ انکار کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا کوئی۔

تیرا تو باپ بھی کھائے گا۔ ساتھ ہی ایک جھٹکے سے اسے زمین پر پٹخ دیا۔ وہ ماما زبوائے تھا۔ لڑائی جھگڑے سے دور رہنے والا۔ اس جلا د انسان سے فوراً خوف کھا گیا۔

کھاؤ اسے۔ یونانی دیوتا نے اسکے پیٹ میں مکا مارا۔ جیسے ہی اس نے کراہ کر منہ کھولا۔ اس نے وہ سفید پاؤڈر سے بھری تھیلی اسکے منہ میں اُنڈیل دی اور تھوڑی پکڑ کر منہ اونچا کر دیا۔ دو شفاف موتی اس کالج بوائے کی آنکھوں سے ٹوٹ کر سیمنٹ کے فرش میں جذب ہو گئے تھے اور جب یونانی دیوتا کو یقین ہو گیا کہ وہ پاؤڈر اسکی آنتوں تک جا چکا ہے تو اس نے ایک زبردست جھٹکے سے اسکا منہ چھوڑا اور ایک ٹھوکر مار کر چل دیا۔ وہ بے بسی کی تصویر بنا لیٹا صرف ایک ہی رٹ لگا رہا تھا۔

شاید وہ ماضی کی تلخ یادوں میں اتنا محو ہو چکا تھا کہ حقیقت میں بھی وہی الفاظ دُہرا رہا تھا۔

!! ممّا! بابا

وہ سر زور زور سے کرسی کی بیک پر پٹخ رہا تھا۔ اسکے تسلسل میں سیل کی واہر ٹینگ نے خلل پیدا کیا تھا۔ وہ اچانک ہوش کی دنیا میں لوٹا تھا۔

ایگل کم آن بی ہری۔ ایمبولینس ہائی وے سے پندرہ منٹ کے فاصلے پر کھڑی ہے۔ جلدی نکلے۔ ڈیک کی آواز موبائل اسپیکر میں ابھری تھی۔

ہاں ہم آرہا ہے۔ بس پاس ہی ہے۔ اُسی جگہ بس پانچ منٹ۔ وہ اپنے مخصوص لب و لہجے میں جواب دے رہا تھا۔

گڈ! ڈیک کال منقطع کر چکا تھا۔

کیا وقت آگیا منہاج عزضاک، جو نشہ تم ماضی میں میری رگوں میں اُتارتے تھے۔ وہ آج میں دوسروں کی رگوں میں اُتارنے جا رہا ہوں۔ اس نے گلے میں تعویز پہنا اور اسو پر و پائل الکوہول کا استعمال کرتے عارضی ٹیوچ کیا۔ پانچ منٹ کی یہ کاروائی مکمل کر کے وہ وہاں سے نکل چکا تھا۔

ہائی وے پر تو گویا قیامت کا منظر تھا۔ افراتفری لوگوں کا ہجوم اپنے پیاروں کو ڈھونڈنے جمع تھا۔ اتفاقاً حادثے کے دوران ہائی وے پر معمول سے زیادہ رش تھا۔ تبھی جانوں کا نقصان حد سے زیادہ ہو چکا تھا۔ زخمی افراد بے یار و مددگار پڑے کراہ رہے تھے۔ ایمبولینس کا شور، پولیس کے سائرن اور فائر بریگیڈ کی موجودگی ماحول وحشت ترین تھا۔ جلے ہوئے مردہ جسم خون ہی خون، آگ، پانی کیا نہ تھا؟ ایگل کا دل کپکپا گیا۔ وہ ڈرائیو کر رہا تھا۔ ایک آدمی حفاظتی طور پر ڈیک نے اس کے ساتھ بھیجا تھا۔ جو ایمبولینس لے کر وہاں پہنچا تھا۔ ایمبولینس میں نصب کیمرے سے ڈیک اس کو اپنے مانیٹر میں فوکس کیے ہوئے تھا۔

چلو شروع ہو جاؤ۔ ایگل کے بلیو ٹوٹھ ایئر فون میں ڈیک کی آواز اُبھری۔ ساتھ موجود آدمی نے اپنے گرد لپٹی گرم شال اُتار دی۔ وہ اب مکمل کسی زخمی کی سی حالت میں موجود تھا۔ ایگل بھی باہر نکلا اور اسٹینچر پر اسے لٹانے لگا۔ پولیس موجود تھی۔ جب کہ ریجنل زون کے علاقے کو سیل کر رکھا تھا اور سیکیورٹی کے انتظامات سنبھال رہی تھی۔ وہ باآسانی ایک ایمبولینس اور اُس میں موجود زخمی کا تاثر دیتے ہوئے وے سے نکل گئے تھے۔ ایمبولینس کا پچھلا حصہ بوریوں سے بھرا پڑا تھا۔ ایکسیلیٹر پر ایگل کے پاؤں کا دباؤ بڑھ گیا تھا۔ ایمبولینس اب ناہموار راستوں سے گزرتی آگے آبادی کی جانب بڑھ رہی تھی۔ ڈیک نے مطمئن ہو کر دونوں ہاتھ کرسی کی بیک پر ٹکا کر ان پر سر رکھ دیا۔

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

سر! ڈیک نے اسٹڈی روم کے گلاس ڈور پر دستک دی۔ ایم آزیلا زہ کا یہ فلور آدھے سے زائد اسٹڈی نے گھیر رکھا تھا۔ یہ جگہ ایم آزی کی پسندیدہ ترین تھی اور اس میں رکھی سفید اور گلابی رنگ کی وہ ڈائری، ایم آزی کی جان بستی تھی اس میں۔ اس اسٹڈی میں کچھ ایسا تھا جو کہیں نہیں تھا۔

کم ان، ڈیک دروازہ دھکیلتے اندر آگیا۔ پوری لائبریری میں سفید روئی کی مانند قالین بچھا تھا۔ گلاس کی نہایت قیمتی شفاف منفرد ڈیزائن کی شیلف پر سچی سفید رنگ کی کتابیں۔ اس لائبریری میں زیادہ تر کتابیں پرانی تھیں۔ جن کو سفید کور کر رکھا تھا۔ باقی تو اسکی فائلز تھیں۔ اسکی زندگی کے ثبوت بارہ سال کا ریکارڈ۔
سرمال باحفاظت ڈیلیور ہو چکا ہے اور پیمینٹ آپ کے اکاؤنٹ میں آچکی ہے۔ ایم آزی نے سفید اور گلابی رنگ کی وہ خوبصورت ڈائری بند کر دی۔

ہوں گڈ اب تم جاؤ اور اسلحہ سعودیہ بھیجنے کی تیاری شروع کر دو۔ بندے تمہیں چُسنے ہیں۔ باقی کا کام میں خود کروں گا۔ وہ بے تاثر لہجے میں کہہ رہا تھا۔
جی سر! ڈیک پلٹا تھا۔ جب منہاج کی آواز پر اسے رُکنا پڑا۔

ڈیک! اس نے سوالیہ نظروں سے ایم آزی کو دیکھا۔

کل ایگل کو لے کر آؤ لنچ ٹائم میں۔ حکم دے کرو پھر سے قلم اٹھا چکا تھا۔

ڈیک نے سرد آہ بھری اور باہر نکل گیا۔

اس نے ڈائری کھولی اور اُس میں لکھی بے شمار عربی غزلوں کو حسرت سے دیکھنے لگا۔

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

اس نے باریک نب والا سنہری قلم اٹھایا اور بہت ہی نفیس لکھائی میں لکھنے لگا۔

"کل دقتہ قلب فیننی لک قصیدہ"

(میرے دل کی ہر دھڑکن تمہارے لیے غزل لکھتی ہے)

اسٹڈی کی کھڑکی کھلی تھی۔ تیز ہوا کے جھونکے اس کے براؤن بالوں سے ٹکرا کر انہیں بکھیرنے لگے۔ ڈائری کے ورق آگے پیچھے ہلتے آخری صفحے پر پہنچ گئے۔

"کل دقتہ قلب فیننی لک قصیدہ"

وہ زیر لب ان الفاظ کو دہراتے کرسی سے ٹیک لگائے آنکھیں موند چکا تھا۔

پورا دن ایسے ہی گزر گیا اس نے ایک بار بھی صاعقہ کو مخاطب نہیں کیا۔ وہ اپنی ضد کی بہت پکی تھی۔ صاعقہ نے بھی سوچ لیا تھا کہ اب اسکی ایسی باتوں کو نظر انداز نہیں کرے گی۔

دو تین بار آرمی اور ایئر فورس سے تعلق رکھنے والوں کے رشتے آئے تھے۔ مگر اس نے صرف اس بات پر انکار کر دیا کہ وہ اپنے ملک کے لیے خدمات انجام دے رہے تھے۔ ابرار صاحب اس جھگڑے سے انجان تھے۔ ورنہ اب تک نیلیم کو مناچکے ہوتے۔ صاعقہ سے ناراضگی کے باعث وہ اتنی ٹھنڈ میں بھی چھت پر لیٹی

تھی۔ جسکی دیواریں تین ساڈھے تین فٹ تھیں۔ چار پائی پر لیٹی وہ رضائی کو لپیٹے اس نرم گرم بستر میں غافل ہو چکی تھی۔

ہوا کے تازہ جھونکے نے بھیگی رات کے سناٹے میں غافل وجود کی بکھری شہد آگیاں زلفوں سے چھیڑ خانی کی تھی۔ کانوں سے گیسوس کا پردہ ہٹا تھا۔ سیاہ رات کے گھپ اندھیرے میں کان میں پہنی بالی چمکی تھی۔ شہادت کی انگلی سے بالی کو گھماتے عنابی ہونٹوں نے دائیں کان کی لو کے قریب جاتے سرگوشی کی تھی۔

"کل دقتہ قلب فینی لک قصیدہ"

(میرے دل کی ہر دھڑکن تمہارے لیے غزل لکھتی ہے)

لہجے کی آنچ اتنی پُر حدت تھی کہ اس نے پٹ سے آنکھیں کھول دیں اور ایک جھٹکے سے اُٹھ کر بیٹھ گئی۔ آس پاس نظر دوڑائی تو پوری چھت سنسان پڑی تھی۔ چودھویں کا چاند پورے سیاہ آسمان پر چمک رہا تھا۔ عجیب سا خوابناک منظر تھا۔ اس نے دل میں اُٹھتے خوف کو تھپکی دی اور پھر لیٹ گئی۔ ابھی اس نے پلکوں کی جھالر گرائی ہی تھی کہ ایک اور تیز ہوا کا جھونکا آیا۔ بال چہرے سے ہٹے کسی نے کان میں پھر سرگوشی کی تھی۔

"کل دقتہ قلب فینی لک قصیدہ"

دل کی دھڑکن حد سے سوا ہونے لگی۔ پسلیاں توڑ کر باہر نکلنے کو بے تاب دل پر وہ ہاتھ رکھے اُٹھی تھی۔ چاند سے زیادہ اسکا ہوشربا حسن چمک رہا تھا۔ اس نے کان کی لوؤں کو ہاتھ لگا کر محسوس کیا۔ مگر کسی بھی لمس کا احساس نہ پا کر وہ اور گھبرا گئی۔

شاید خواب تھا۔ "وہ بڑبڑائی۔"

مگر سماعت میں ایک ہی جملے کی تکرار تھی۔ جسکے مطلب سے بھی وہ انجان تھی اور اتنی بھی تمیز نہ کر پائی تھی کہ یہ فارسی ہے یا عربی۔

پھر اچانک اس کو بہت خوف آنے لگا۔ سیاہ رات، سنسان چھت، اس نے لپیٹ کر رضائی بمشکل اٹھائی اور سفید نازک گلابی تلووں والے پاؤں نازک جوتی میں گھساتی وہ نیچے بھاگی تھی۔

اسے لگا وہ جملہ ابھی بھی ہواؤں کے دوش پر اسکا پیچھا کر رہا ہے۔

"کل دقتہ قلب فینی لک قصیدہ"

bowling سر! ڈیک نے سیاہ ٹراؤز پر سفید ڈھیلی ڈھالی شرٹ پہنے وزنی تر بوز جتنی بڑی بال پکڑے پر ہلکا سا جھک کر نشانا لیتے ایم آف کو پکارا۔ lane

پورے باؤلنگ کلب میں نیلگوں روشنی چھائی تھی اور ہلکے سروں میں بجتا مسحور کن میوزک، یہ عربی میوزک تھا۔ اسکا پسندیدہ ترین، اب تو یہ میوزک آٹھ سال کے عرصے میں ڈیک کو بھی حفظ ہو چکا تھا۔

ہوں، منہاج عزضحاک نے فقط ہنکارا بھرنے پر ہی اکتفا کیا تھا۔ بال کو وہ باؤلنگ لین پر پھینک چکا تھا۔ سفید پرایم آف نے رخ موڑتے strike رنگ کی کھڑی تمام بوتلیں ایک ہی گیند سے ڈھیر ہو چکی تھیں۔ اس ڈیک کو دیکھا۔ وہ ہلکا سا مسکرایا تھا۔

سے نئے گیند برآمد کرتے پوچھا۔ bowling ball return machine! ہاں بولو

ایگل کو لنچ پر بلایا تھا آپ نے۔ تو، اس نے ابرو اُچکاتے کہا۔ وہ آگیا ہے۔ ڈیک نے اطلاع دی۔

ہاں تو لنچ کراؤ اسے۔ ایم آف نے جواب دیا اور دوبارہ اپنے سابقہ مشغلے میں مصروف ہو گیا۔

نیلیم کا حرکت از دیاء تبسم

سراگر آپ اُسکے ساتھ۔ ڈیک نے دانستہ جملہ ادھورا چھوڑ دیا۔

You may go now.

تم اب جاسکتے ہو۔)

ایم آز کے سرد لہجے پر ڈیک نے کھسک جانا بہتر سمجھا۔

اس نے گلاس ڈور اوپن کیا تھا۔ جب زبردست اسٹرائیک کی آواز اُسکے کانوں میں گونجی۔ ایک بار پھر تمام بوتلیں ڈھے گئی تھیں۔ زمین پر گری پڑی، شکست کھائے ہوئے اور فاتح شان سے سرو قد کھڑا تھا۔ اُسکے ہر انداز سے لاپرواہی اور بے نیازی ٹپکتی تھی۔

اگلا دن چڑھ گیا۔ دوپہر، شام اور پھر سورج کو چھپاتی کالی سیاہ ردا اور ہتی رات بھی آن ٹپکی۔ مگر صاعقہ کے رویے میں ذرا بھی لچک نہ پیدا ہوئی۔ اب کہ نیلیم حقیقتاً پریشان ہو چکی تھی۔

آج وہ سینٹر بھی بغیر چادر اور اسکارف کے گئی تھی۔ دوپٹہ اور ہٹے ٹیل شرٹ اور کھڑے پجامے میں وہ بے حد حسین لگ رہی تھی۔ مگر صاعقہ نے اسے تب بھی نہ ٹوکا۔ دادو کی وہ سنی ان سنی کرتی وہ باہر نکل گئی۔ دوپہر میں نہ کھانا کھایا اور نہ شام کی چائے پی۔ غرض ہر طریقہ آزما لیا۔ مگر صاعقہ نے تو جیسے اسے نہ بلانے کی قسم کھا رکھی تھی۔

آپی سالن کا ڈونگا دیجیے گا۔ اس نے جان بوجھ کر کھانے کی میز پر موجود تمام افراد کے درمیان اسے مخاطب کیا۔ صاعقہ نے ڈونگا اٹھا کر اسکی جانب بڑھا دیا۔

ہاں ابرار میاں کیا بنا نوٹس کا؟ دادو نے سادہ دال چاول کھاتے ابرار صاحب کو مخاطب کرتے کہا۔

جی اماں کرائے داروں کو نوٹس تو مہینے کے شروع میں ہی بھیج دیا تھا۔ آج اُنیتس ہے۔ کل چلے جائیں گے۔ نئے کرائے دار بھی بڑی فیملیز ہی مل رہی ہیں۔ علاقہ بھی تو ایسا ہے۔ وہ تفصیلاً بتانے لگے۔

ارے میاں یہ بڑے بڑے خاندان بھلا دو، تین کمروں کے مکان میں کیسے آجاتے ہیں؟ میں تو صاف کہہ دیتی ہوں کوئی چھوٹا سا خاندان ہو۔ بچے اتنا شور و غل کرتے ہیں۔ مجال ہے جو قرآن کی تلاوت بھی سُن پاؤں میں اور گندگی الگ پھیلاتے ہیں۔ ہائے کسی اچھے علاقے میں گھر لیا ہوتا تو آئے مہینے یہ دشواری نہ اٹھانی پڑتی۔ دادو نے سر دآہ بھرتے اپنی پلیٹ میں اور سالن نکال لیا۔ ساتھ گندم کے آٹے کی نرم روٹی توڑنے لگیں۔

اماں اب جو جمع شدہ رقم تھی اور صاعقہ کی امی کا زیور تھا۔ اُس سے بھی اتنی رقم نہ بن سکی کہ کراچی جیسے مہنگے شہر میں اچھے علاقے کا کوئی گھر لے سکوں۔ اس محلے میں بھی زمین کا ٹکڑا مل گیا۔ غنیمت جانا میں نے۔ ابرار صاحب نے مزید تبصرہ کرتے کہا۔

عجیب و غریب محلہ، کچرے سے بھری گلیاں اور تھرڈ کلاس لوگ۔ نیلیم نے بھی گفتگو میں حصہ لیا۔

چُپ کر تو، بڑی میم آئی ہے۔ اٹھارہ کی ہونے جارہی ہے۔ مگر عقل گھٹنوں میں ہے۔ یہ بھی نہیں پتا کہ کہاں کیا بات کرنی چاہیے اور کیا نہیں۔ دادو کے جھڑکنے پر اس نے برا سامنہ بناتے دوبارہ کھانا شروع کر دیا۔ دادو نے ابرار صاحب کو دیکھا اور پھر دوبارہ شروع ہو گئیں۔

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

یہ حادث کب آرہا ہے؟ ماشاء اللہ سے پانچواں سال چڑھ گیا ہے اسے دو بی گئے۔ اٹھارہ سال کی تھی صاعقہ۔ جب اسکی خالہ کے پُر زور اسرار پر اسکا اور حادث میاں کا نکاح کر دیا تھا۔ اب تو پانچ سال کا عرصہ بھی بیتنے کو ہے۔ بھئی ابرا میاں تمہارا کوئی ارادہ ہے بیٹی کو رخصت کرنے کا کہ نہیں؟ میں تو کہتی ہوں کہ اس آفت کو بھی ساتھ ہی رخصت کر دو۔ بارہویں کے امتحان ہونے والے ہیں۔ بس چار پانچ ماہ میں اٹھارہ کی ہو جائے گی۔ تم کیا کہتے ہو؟ دادو بغیر لحاظ کے بچیوں کے سامنے ہی شروع ہو چکی تھیں۔ نیلیم نے چیخ زور سے پلیٹ میں پٹخا۔ ابرا صاحب نے لمبی سانس کھینچتے پلیٹ کھسکائی اور جگ سے گلاس میں پانی انڈیلنے لگے۔

اماں اس سال نومبر تک شاید حادث آجائے۔ تب دیکھتے ہیں رخصتی کی کیا تاریخ رکھنی ہے اور نیلیم کو کیوں گھسیٹ رہی ہیں۔ گڑیا ہے ابھی تو ننھی سی۔ اسکو تو معاف ہی رکھیں آپ۔ آخر میں انکا لہجہ ہلکا پھلکا سا ہو گیا تھا۔ ہونہہ گڑیا، صاعقہ جب اتنی تھی تو ماشاء اللہ بچی نے پورا گھر سنبھال رکھا تھا۔ ساتھ اس گڑیا کو بھی۔ دادو نے گڑیا چباتے ہوئے کہا تو میز پر موجود تمام افراد مسکرا دیے۔

Writers

سر آپ نے ایگل کو دوپہر کا بلا یا ہے۔ اب تورات ہو گئی ہے۔ ڈیک نے اسٹڈی میں مصروف ایم آرز کورات ساڑھے نو بجے انٹر کام کھڑکاتے کہا تھا۔

ڈائینگ ہال میں ملاقات ہوتی ہے۔ بات مکمل کر کے اس نے کارڈ لیس واپس رکھ دیا۔

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

ایم آز پلازہ کی نصف سے زائد دیواریں شیشے کی تھیں۔ بڑے سے کشادہ ڈائینگ ہال میں ہر طرف شیشے کی سلائڈز تھیں۔ جسکی ایک طرف باہر بنا سونمگ پول نظر آ رہا تھا۔ جبکہ دوسری طرف تاحد نگاہ تک پھیلی گھاس اور خوبصورت و منفرد پتھروں سے تیار کردہ روش آنکھوں کی پتلیوں میں سمار ہی تھی۔ ہارڈ ووڈ کا فرش جسکا رنگ بہت گہرا تھا۔ جبکہ میز بھی شیشے کی اور اس پر پڑا ہر برتن تقریباً شیشے کا تھا۔

میز پر سب سے پکوانوں کی اشتہا انگیز خوشبو پورے ہال میں پھیلی تھی۔ بارہ کرسیوں والی میز کی ایک کرسی پر ٹکا ایگل آج بھی اپنے مخصوص انداز میں موجود آس پاس کا جائزہ لینے میں مصروف تھا۔ ڈیک جلے پیر کی بلی کی طرح چکر لگانے میں مصروف تھا۔ گویا پینڈولم بنا ہوا تھا۔ بھاری قدموں کی چاپ پر ایگل نے سر اٹھا کر دیکھا۔ براؤن بال، کسرتی بدن، عنابی ہونٹ، غلافی آنکھیں، سفید دکتی رنگت اور بھورے بالوں سے بھرے مضبوط سخت ہاتھ اور کھڑی مغرور ناک، ایگل کو یک لخت ہی افسوس ہوا۔ بادشاہوں سا حسن و جمال رکھنے والا شخص درحقیقت ایک درندہ صفت انسان تھا۔ وہ تو بچپن کی کہانیوں میں ظالم بادشاہ کا کردار بھی ادا کرنے کے لائق نہیں تھا۔ ظلم کی اوپری سطح درندگی وہ تخت جہاں کی اولین نشست پر منہاج عزضاحک پورے استحقاق سے براجمان تھا۔

بسم اللہ کرو ایگل۔ "اسکے بسم اللہ کہنے پر ایگل کا حلق تک کڑوا ہو گیا۔"

حیرت ہے ایم آرتھمیں خدا یاد ہے۔ وہ دل میں اس سے مخاطب ہوا۔ پھر پلیٹ تھامنے لگا۔ جب ایک باوردی شخص اس کے پاس آکر ڈشز پاس کرنے جب کہ اسی طرح کی وردی میں ملبوس دو افراد ایم آرتھ کے دائیں بائیں کھڑے اسے پلیٹ، چھری، کانٹے، ڈش ہر چیز پکڑا رہے تھے۔ ان کے انداز سے پتا چل رہا تھا کہ وہ اپنے مالک

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

کی عادات سے واقف ہیں۔ تمام مطلوبہ اشیاء مل جانے پر ایم آرنے ملازموں کو جانے کا اشارہ کر دیا اور ڈیک کو بیٹھنے کا۔ وہ ایگل کے ساتھ دو کرسیاں چھوڑ کر تیسری پر بیٹھ گیا۔

تمہاری بڑی تعریف سنی ہے ایگل۔ ایم آرنے ٹھہرے لہجے میں عام سے انداز میں بریانی نکلتے ایگل سے کہا۔ جسکی پلیٹ میں چاول جا بجا بکھرے تھے۔

کرم نوازی ہے آپکی۔ چکن کا پیس اٹھاتے مصروف انداز میں ایگل نے جواب دیا۔

چھوٹے صاحب میرے کام کا بندہ نہیں نکلا۔ دوبار ریڈ پڑنے پر تھانے بھی جا چکا ہے اور ر سکی کام کے لیے بھی مجھے الگ بندے کا انتظام کرنا پڑتا ہے اور جامعہ کے طلبہ کی بھی ابھی تک وہی تعداد ہے۔ اس میں بھی اضافہ نہیں ہوا۔ اب تو اُس نے غداری بھی کر ڈالی۔ ہم تک بات پہنچائی ہی نہیں اور تمہیں اس گینگ کارازدار بنالیا۔ عادت کے مطابق اس نے تفصیل سے بات کی۔

وہ سب تو ٹھیک ہے اُستاد۔ مگر ہم آپ کے لیے کیا کر سکتا ہے؟ ایگل نے اب کی بار کھانے سے توجہ ہٹاتے پوچھا تھا۔

اچھا سوال ہے اور اسکا بہت زبردست جواب ہے میرے پاس۔ ایم آرنے وائن کے اسٹائلش گلاس میں پڑے پانی کو حلق میں اتارنا شروع کیا۔ البتہ ایگل اب بھی اسی کی جانب متوجہ اگلی بات کا منتظر تھا۔

تم میرے سے زیادہ یہ کام اپنے لیے کرو گے۔ ایگل نے تعجب سے آنکھیں سُکیریں۔ جو آج بھی سُرے سے لبالب بھری پڑی تھیں۔

یا اپنے لیے۔ دیکھو بھئی پیسہ اور دولت آتے کس کو بری لگتی ہے؟ اس نے بات شروع کرتے اطمینان سے کرسی کی پشت سے ٹیک لگاتے ہاتھوں کی انگلیاں باہم ایک دوسرے میں پیوست کرتے کہا۔

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

چھوٹے صاحب کام کا بندہ نہیں۔ مگر میرا ایک اصول ہے۔ جسکو ایک بار اپنے ساتھ شامل کر لوں کبھی اُسے بے یار و مددگار نہیں چھوڑ سکتا۔ اس لیے اب جو بھی کنٹریکٹ سائن ہوگا۔ اُسکا معاوضہ ساٹھ فیصد تمہارا جبکہ چالیس فیصد چھوٹے صاحب کا ہوگا۔ ہاں اگر کوئی رسکی ڈیلیوری تم نے اکیلے سر کر لی تو تمہیں اسکا پورا معاوضہ ملے گا۔ ایم آرنے ایک خاکی رنگ کا لفافہ اسکی جانب اُچھالا۔ جسے اس نے سرعت سے کھینچ لیا تھا۔ ایم آرنے اسکی مکمل توجہ سے متاثر ہوتے مسکرایا تھا۔

اقوام متحدہ کی رپورٹ کے مطابق پاکستان میں 76 لاکھ افراد منشیات کا استعمال کرتے ہیں۔ جن میں 78 " فیصد مرد اور 22 فیصد عورتیں ہیں۔ اور مزے کی بات یہ ہے کہ 76 لاکھ میں سے زیادہ تر افراد چوبیس سال کی عمر کے لگ بھگ ہیں۔ ظاہر ہے یہ جامعہ سے تعلق رکھنے والے افراد ہی ہوں گے۔ مگر مجھے یہ 76 لاکھ اب ایک کروڑ کی حد پار کرتے ہوئے چاہئیں اور یہ کام تم کرو گے۔ ینگ ہو، لک چینیج کرو۔ کالجز، یونیورسٹیز میں گھس جاؤ۔ تنظیمیں قائم کرو پارٹیاں بناؤ۔ اسٹوڈنٹس کو اپنے جال میں جکڑنا شروع کرو اور انہیں اس زہر کا عادی بنا دو۔ سانس رو کے اسکی بات سنتے ایگل نے گہری سانس لی۔

ہم تیار ہے اس کام کو۔ مگر ہماری سیکوریٹی کی ذمہ داری آپ کو لینا پڑے گی۔ جامعہ کالجز میں گھسنا کوئی آسان کام نہیں اور پرائیوٹ میں تو بالکل نہیں۔ اس نے اپنی پریشانی بتائی۔

تمہارے تحفظ کی تمام ذمہ داری میری ہے۔ پولیس، ریجنل، آرمی اور کوئی بھی پکڑ لے فرار کی راہ میں نکالوں گا۔ مگر زبان کھولنے پر ان سے بھی زیادہ دردناک موت دوں گا کہ روح بھی کپکپا جائے گی۔ سرد برف جیسا لہجہ تھا اسکا۔ ایگل نے تھوک نگلا۔

نیلیم کا حرکت از دیاء تبسم

ہاں پرائیوٹ میں تو جانے کی ضرورت ہی نہیں۔ امیر باپوں کی اولادیں پہلے ہی اسکی عادی ہو جاتی ہیں اور جو رہ جاتے ہیں۔ وہ دوستوں کی صحبت میں یہ زہر نگلنے لگتے ہیں۔ نہیں تو کینے ٹیر یا بھی ان کیلئے موجود ہیں۔ مگر یہ سرکاری اداروں میں جوتے گھسا گھسا کر پڑھنے والے۔ ان کو عادی کرو اس زہر کا۔ بہت شوق ہے انہیں اپنے والدین کا پیسہ حلال کرنے کا۔ ہونہ، اس نے زہر خندی سے کہا تھا۔

ہم سمجھ گیا ہے آپ کا ٹارگٹ۔ فکر نہ کرو جی اس دھندے میں ہم ماہر ہے۔ ایگل نے خاکی لفافہ جیب میں ٹھونسنا۔

"ANF" اور ہاں ایک اور بات پاکستان میں منشیات کی روک تھام کے ادارے اینٹی نارکوٹکس فورس " کے ترجمان کے مطابق منشیات میں سب سے زیادہ ہیروئن اور شراب کا ذائقہ پسند کیا جاتا ہے تو تم ہیروئن سے شروعات کرو۔ ذرا ہوشیار رہنا۔ یہ ادارہ آرمی کے انڈر کام کرتا ہے اور منشیات کی روک تھام میں تیزی سے اپنا کردار ادا کر رہا ہے۔ یہاں تک کہ انٹرنیشنل لیول پر بھی اسمگلنگ کرنا خطرے سے خالی نہیں۔ فی الفور تبھی ہم صرف اندرون پاکستان اس زہر کو فروخت کرنے پر مجبور ہیں۔ خیر میرے خیال سے تمام نکلتے بیان کر چکا ہوں۔ کسی بھی غیر ذمہ داری کے باعث ہونے والے نقصان کے ذمہ دار تم خود ہو گے۔ ایم آرنے نیپکن سے ہاتھ صاف کرتے بات مکمل کی۔

جی جی ہم سمجھ گیا۔ ایگل نے زور زور سے سر ہلاتے کہا۔ جبکہ منہاج کب کا چاچا تھا۔ ایگل نے لمبی سانس باہر چھوڑی۔ کب سے خاموش بیٹھے ڈیک نے اسکی جانب دیکھتے مسکراہٹ اُچھالی۔ ایگل پھر کھانے میں مصروف ہو گیا۔

آپی! آپی!! اٹھونا پلینز۔ کروٹ کے بل لیٹی تکیے میں منہ چھپائے صاعقہ کو نیلیم نے جھنجھوڑ ڈالا۔ مگر وہ بے حس بنی رہی۔ آپی چند ماہ بعد تو آپ سسرال چلی جاؤ گی۔ حارث بھائی گھوڑے پر سوار اپنے خوابوں کی شہزادی کو لے جائیں گے۔ مگر ابھی تو آپ گڑیا سے ناراض ہو کر یہ ماہ خراب مت کرو۔ اس نے صاعقہ کے کندھے پر سر رکھتے جزباتی ہونا شروع کر دیا۔

میں بلا وجہ ناراض نہیں ہوں۔ تمہاری غلطی ہے۔ اسے تسلیم کرو۔ صاعقہ نے بگڑے تیوروں سے اسکی جانب دیکھا۔ آپی یا اس بحث کو چھوڑ دو۔ آپ کے اور ہمارے خیالات اور سوچ اس معاملے میں مختلف ہے۔ اس لیے کہہ رہی ہوں اس پر اختلاف کر کے ناراض ہونے سے اچھا ہے کہ ہم اس موضوع پر بات ہی نہ کریں۔

نہیں اس موضوع پر بات کرنے اور تمہارے خیالات بدلنے کی اشد ضرورت ہے۔ ورنہ تم تو آہل کو بھی " صاف جواب دے دو گی۔ صاعقہ اٹھ کر بیٹھ چکی تھی۔ اب سنجیدگی سے کہہ رہی تھی۔

آپی آہل بھائی ہمارے تایا زاد سے زیادہ اور کچھ بھی نہیں ہیں۔ ہم آپ کو پہلے ہی اپنا آئیڈیل بتا چکے ہیں۔ آہل بھائی اُس پر ایک فیصد بھی پورا نہیں اُترتے تو صاف جواب دینا بنتا ہے۔ اس نے ناک سے مکھی اڑائی۔

جیسا تمہارا آئیڈیل ہے نا ایسا شخص ملنا ناممکن ہے اور اگر مل بھی گیا نا تو ساری زندگی اُس پتھر سے سر پھوڑتی لہو لہان ہو جاؤ گی۔ مگر سوائے زخموں کے اور کچھ ہاتھ نہیں آئے گا۔ حقیقی زندگی میں قدم رکھ لو میری جان اور بات کو سمجھو۔ صاعقہ بالا آخر نرمی پر اُتر آئی اور اسے پیار سے سمجھاتے ہوئے بولی تھی۔

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

پھر بھی ہم آہل بھائی سے شادی نہیں کریں گے۔ ہم کسی پردیسی سے شادی کر کے آؤٹ آف کنٹری چلے جائیں گے۔ ہمیں پاکستان نہیں پسند ہمیں یہاں نہیں رہنا۔ اس نے منہ بسورتے صاف الفاظ میں کہا۔ وہ اپنی ہر بات صرف صاعقہ سے ہی شیئر کرتی تھی۔

اتنا ناپسند ہے تمہیں اپنا ملک؟ چلو فرض کرو تمہیں اپنے ملک کے لیے کوئی قربانی دینی پڑ جائے یا کبھی "تمہارے ملک کو تمہاری ضرورت پڑ جائے تو کیا انکار کر دو گی؟" صاعقہ نے سوال داغا۔ حالانکہ وہ جواب جانتی تھی۔

یقیناً صاف انکار، ہم کیوں کسی کے لیے اپنی خوش و خرم زندگی خراب کریں اور خاص طور پر اس ملک کے لیے، جہاں غربت و افلاس کے سوا کچھ نہیں۔ جہاں پانی، بجلی، روٹی، کپڑا اور مکان جیسی بنیادی ضروریات میسر نہیں۔ جہاں جرائم کی ایک وسیع دنیا ہے۔ بھتہ خوری، ٹارگٹ کلنگ، اغواء برائے تاوان، ہیر وئن اور اسلحے کی اسمگلنگ، بم دھماکے، دہشت گردی کیا نہیں ہے؟ ہمارا اس ملک میں رہنے کو دل نہیں کرتا اور آپ اس کے لیے قربانی کا بول رہی ہیں۔ ہم تو اپنا ایک بال بھی اس ملک پر ضائع نہ کریں۔ اس نے جذباتی ہوتے کہا تھا۔

پھر وہی بات۔ صاعقہ کا موڈ پھر سے خراب ہوتا دیکھ کر نیلیم فوراً آگے کو کھسکی۔

ہماری چھوڑیں اپنی بتائیں۔ کوئی فون شون کوئی لویٹر شیئر آں ہاں۔ صاعقہ کے گلنار ہوتے چہرے کو دیکھ کر نیلیم نے اسکے کندھے سے اپنا کندھا مس کرتے مزاق اڑایا۔

بد تمیز، صاعقہ نے تکیہ اٹھا کر نیلیم کے سر پر مارا۔ اس نے بھی جوابی کاروائی کرنے میں دیر نہیں لگائی تھی۔ دو منٹ میں پورے بیڈ پر چھوٹے چھوٹے روئی کے گالے بکھر گئے تھے۔ نیلیم کی شہد آگیں زلفوں کو مری کے

پہاڑوں کو ڈھکتی برف کی مانند ان روئی کے گالوں نے بھی ڈھانپ دیا تھا۔ اُچھلتی کودتی دونوں بہنیں اپنی تمام ناراضگی بھول بھال چکی تھیں۔

Socialmedia

چند دن بعد۔

سر آج تو جشن کا دن ہے، کامیابی کا۔ اسلحہ سعودیہ جا چکا ہے، ہیر وئن اور شراب بھی جامعہ کے طلبہ میں عام ہو چکی ہے۔ ان چند دنوں میں ہی ایگل کتنی وافر مقدار میں منشیات کی اسمگلنگ کر چکا ہے۔ یہ بندہ مستقبل میں بڑے کام آنے والا ہے۔ ڈیک جو مکمل تھری پیس سوٹ میں ایم آف پلازہ کے کلب میں کھڑا تھا۔ گھونٹ گھونٹ شراب اپنے حلق میں اتارنے لگا۔

تم جانتے تو ہو ڈیک اور شراب دونوں سے میں ہزاروں میل کے فاصلے پر رہتا ہوں۔ ان دونوں کا نشہ " ایسے چڑھتا ہے کہ انسان کو مدہوش کر کے رکھ دیتا ہے اور جس پل جس لمحے میں غافل ہوا۔ وہی پل میری زندگی کا آخری لمحہ ہو گا۔ دشمن گھات لگائے بیٹھے ہیں۔ پیچھے ہی میرے قدم ڈمگائے، میں سیدھا ان لوگوں کے کھودے کنویں میں جا گروں گا۔ ایم آف کلب میں موجود ایک اسٹول پر بیٹھا تھا۔ دوسرے ہاتھ میں کوئی مشروب تھا۔ مگر شراب نہیں تھی۔

ڈیک اسکی بات سے مکمل متفق تھا۔ تبھی مزید اصرار کرنے کے بجائے وائن کے پیک پر پیک چڑھانے لگا۔

دروازہ مسلسل بجے جا رہا تھا۔ ٹک ٹک کی آواز اب اور تیز ہو چکی تھی۔ نیلیم نے اکتاتے ہوئے نوٹس پرے کیے اور ایسے ہی بھاگتی ہوئی فرسٹ فلور سے نیچے جانے لگی۔ دروازے پر دستک مزید بڑھنے لگی۔ اس کے گلابی تلووں والے نازک پیرزینے اتر رہے تھے۔ سفید قمیض شلوار پر سرخ رنگ کا دوپٹہ اوڑھ رکھا تھا۔

ٹک ٹک۔۔ آتے ہیں، اس نے وہیں سے ہانک لگائی۔ راہداری کو تیزی سے عبور کرنے لگی۔ جالی دار دروازہ کھول کر وہ اب مین گیٹ کے پاس کھڑی تھی۔ سانسوں کی رفتار کو نارمل کرنے میں اسے دو تین سیکنڈز لگے تھے۔ دروازہ پھر بجا۔ اس نے ایک جھٹکے سے بغیر کچھ پوچھے دروازہ کھول دیا۔

بیٹا کوئی بزرگ گھر پر ہے؟ سامنے لگ بھگ پچاس پچپن سال کی عمر کا ایک ضعیف بابا کھڑا تھا۔

گہرے سبز رنگ کا کھلا کرتا، گھنگریالے لمبے کالے سیاہ بال، موٹی موٹی بھنویں چہرے کے آس پاس بال بکھری تھیں اور باباجی سر کو اتنا جھکائے کھڑے تھے کہ چہرہ بھی نظر نہ آ پارہا تھا۔ جھریوں زدہ ہاتھ جن میں تسبیح باندھے اور نجانے کون کون سے دھاگے تعویذ باندھ رکھے تھے۔ گلے کا بھی یہی حال تھا۔ جبکہ پیروں میں لکڑی کے تلوے والا جوتا تھا۔ جو سفید دھوتی کے نیچے پہن رکھا تھا۔ گندے بڑے بڑے ناخن۔ ایک ہاتھ میں لکڑی کی چھڑی۔ نیلیم نے ناگواری سے مکمل جائزہ لیا۔

نہیں ہے کوئی۔ اس سے قبل کے وہ جس جھٹکے سے دروازہ کھولا تھا۔ اُسی طرح باباجی کے منہ پر مارتی۔ دادو کی آواز قریب سے گونجی تھی۔

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

نیلیم! اے نیلیم! کون ہے؟ بھئی بولتی کیوں نہیں؟ اے کہیں پڑوس کی رضیہ تو نہیں؟ دادو چلاتی ہوئیں لاٹھی تھامے جالی کے دروازے سے دیکھتی کہہ رہی تھیں۔

دادو کی آواز پر نیلیم نے ایک ناگوار نظر باباجی پر ڈالی اور چلاتے ہوئے بولی۔

دادو فقیر ہے۔ اے لڑکی ہم فقیر نہیں ہیں۔ باباجلال کہتے ہیں سب ہم کو۔ باباجی جلال میں آتے دھاڑے۔ کالے سیاہ کا جل سے رنگی آنکھوں سے نیلیم کو گھورا تو وہ سٹپا کر رہ گئی۔

ارے فقیر ہے تو آٹا دے۔ دروازے سے کیوں چپک گئی ہے؟

وہ وہ دا۔۔ اس نے ہکلاتے ہوئے گردن پیچھے موڑے دادو کو پکارنے کی کوشش کی۔ ایک ہاتھ دروازے کے پٹ پر ٹکا تھا۔ اچانک باباجی اسکا ہاتھ جھٹکتے اندر داخل ہو گئے تو نیلیم کے تو تلووں پر لگی اور سر پر بجھی۔

رُکو باباجلال تمہیں اندر آنے کو کس نے کہا؟ باہر۔۔ شاباش باہر نکلوا بھی۔ اس سے پہلے کہ اسی چھڑی سے ہم تمہاری ٹھکانی کر دیں۔ نیلیم ایک ہاتھ پسلیوں پر رکھے اور دوسرے سے باہر کی جانب اشارہ کرتے بولی۔

تو باں تو باں کتنی زبان دراز چھوری ہے۔ تیرا تو میاں تجھے نہ رکھے۔ باباجلال سے گستاخی کرتی ہے، چری "بابا" جی نے بھی میدان میں چھلانگ لگادی۔

میرامیاں "نیلیم کی بات بھیج میں تھی۔ جب دادو جالی دار دروازے سے گیراج میں داخل ہوئیں اور اسے بازو سے دبوچ کر پیچھے گھسیٹا۔ نیلیم ان کی سخت گرفت پر کراہ کر رہ گئی۔ ساتھ ہی غصے سے باباجلال کو دیکھا۔

باباجی تساں کوئی کم اے؟ دادو کے شیریں لہجے پر نیلیم کا پارہ اور ہائی ہوا تھا۔ مگر دادو کے باعث ضبط کیے کھڑی رہی۔

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

کنڈی لگا جا کے۔ دادو نے نیلیم کو گھورا اور باباجی کو لیے اندر چلی آئیں۔ نیلیم جب کنڈی لگا کر اندر آئی تو دادو بابا جی کو راہ داری دکھاتی ان سے باتوں میں مگن تھیں۔ پھر اوپر کے فلور کا ایک راؤنڈ لگا کر بابا جلال اور دادو ڈرائنگ روم میں آ بیٹھے۔ نیلیم وہیں کھڑی ان کی واپسی کی منتظر تھی۔ پھر ان کے پیچھے ہی ڈرائنگ روم میں چل دی۔ صاعقہ کچھ کتابیں خریدنے اپنی سہیلی کے ساتھ گئی تھی۔ جبکہ ابرار صاحب کالج جا چکے تھے۔

بابا جی کے لیے چائے بنا لا میری بچی۔ دادو نے پیار سے پچکارا تو وہ پاؤں پٹختی کچن میں چل دی۔

بابا جی کیا محسوس کیا آپ نے؟ گھر تو کافی پرانا ہے۔ ابرار میاں نے کم مالیت کی وجہ سے خرید لیا۔ کوئی ایسی ویسی بات ہے تو بتادیں۔ دادو نے پوچھا۔

ہوں بات یہ ہے بی بی کہ گھر میں تو کچھ ایسا نہیں ساتھ والا کس کا ہے؟ بابا جی نے کرائے کے لیے خالی مکان کی بابت دریافت کیا۔

وہ تو اسی گھر کا حصہ ہے بس دیوار کر دی ہے بیچ میں کرائے پر دینے کو۔ دادو نے جواب دیا۔

کرائے پر، ہوں (ہنکارا بھرا) کرائے پر رکھو تب بھی بی بی کسی عورت کو مت رکھو اپنے برابر والے مکان میں۔ ایسے گھرانے کو مکان دو جس میں عورت ذات شامل نہ ہو۔ بچی بھی نہ ہو۔ بابا جی نے حکمیہ لہجے میں کہا۔ مگر کیوں بابا جی؟

اے بی بی تیرے بھلے کو کہہ رہا ہوں۔ مکان کسی مرد کو دے۔ آئی سمجھ؟ اگر نہیں مانے گی تو نقصان اٹھائے گی۔ بابا جلال بات بے بات جلال میں آ جاتے۔

جی جیسا آپ کہیں باباجی اور کچھ؟ دادو نے جلدی سے اپنے لہجے میں بشتاشت بھرتے کہا۔

ہاں ساتھ والے مکان میں آئے لوگوں کو تنگ مت کرنا۔ اب اس مکان میں رہنے والوں کو اپنے مہمان اپنے گھر کی رحمت سمجھو بی بی اور گھر میں کتنے افراد ہیں؟ باباجی نے اپنی سیاہی مائل آنکھیں گھماتے پوچھا۔

چار افراد ہیں باباجی! ابرا میر ایٹا کالج میں پروفیسر ہے اور یہ نیلیم میری چھوٹی پوتی اور بڑی پوتی کتابیں لینے گئی ہے۔ دادو نے تفصیل سے جواب دیا۔

ہممم چلو بی بی اللہ تمہاری پوتیوں کے نصیب اچھے کرے۔ باباجی نے کہتے ساتھ تخت چھوڑ دیا۔ وہ جانے کو اٹھے تو دادو بھی چل دیں۔ چائے کی ٹرے لاتی نیلیم نے حیرانگی سے باباجی کو جاتے دیکھا۔

دادو چائے بنوائی ہے تو پی بھی لیں۔ باباجی کو نہیں پتا کہ رزق ضائع نہیں کرتے۔ اس کے طنزیہ لہجے پر دادو نے گھوری دی۔ جبکہ باباجی نے نیچے سے اوپر تک اس حُسن کی دیوی کا جائزہ لیا تھا۔ گلاب کی پنکھڑیوں جیسے ہونٹ بھینے وہ اپنا غصہ ضبط کرتی اور حسین دکھ رہی تھی۔

بی بی اس آفت کا تو تم جلد بیاہ کر دو سکھی رہو گی۔ باباجی دادو کے ساتھ چلتے رازداری سے بولے۔ اگرچہ ان کا پیچھا کرتی نیلیم سب سُن چکی تھی۔

ہو نہہ لیکچر رہنے تک ہم دادو کی جان نہیں چھوڑنے والے باباجی۔ نیلیم نے دانت کچکچاتے پیچھے سے ہی جواب دیا تو باباجی نے سر پیٹ لیا۔ لڑکی تھی یا بلا۔

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

قینچی کی طرح زبان چلتی ہے تیری۔ باباجی کو باہر چھوڑ کر داد واپس آتے ہی چائے کے سپ لیتی نیلیم پر چڑھ دوڑیں۔ نیلیم نے کپ اٹھایا اور واپس روم میں آگئی۔ داد واپس اسکی حرکت پر تلملا کر رہ گئیں۔

ایو اور امیلے کو کیلیفورنیا کا فلیٹ پسند آیا کہ نہیں؟؟؟ نیویارک سے تو کشادہ اور لگشری فلیٹ ہے وہ۔ ایم آرنے "ڈیک کو اسٹڈی میں بلاتے ساتھ پہلا سوال کیا۔ مگر یہ سوال نہیں تھا۔ یہ اطلاع تھی۔ منہاج عزضحاک اسے جتلا رہا تھا کہ اسکے ہاتھ کتنے لمبے ہیں اور جڑیں کتنی مضبوط۔ ڈیک کا چہرہ لٹھے کی مانند سفید پڑ گیا اور نیلی آنکھوں میں خوف کے سائے ہلکورے لینے لگے۔

بابا بابا ہم آن ڈیک اگر تم نے مجھے پہلے بتایا ہوتا تو میں اس سے بڑا گھر، گاڑی تمہاری بیوی اور بیٹی کی خدمت میں پیش کر دیتا۔ آخر کو آٹھ سال کا ساتھ ہے ہمارا اور تم کتنے وفادار ہو میرے۔ ایم آرنے لگا۔

وہ، اس سے قبل کے ڈیک اپنی صفائی میں کچھ کہتا منہاج نے اپنے سامنے پڑا لپ ٹاپ گھما کر اسکی طرف کیا تھا۔ ساتھ میں اسے ویڈیو کلپ دیکھنے کا اشارہ کرتے خود ہاتھ میں پکڑی پسٹل سے کھیلنے لگا۔ ڈیک نے جھکتے ہوئے ایک ہاتھ میز پر لگی شیشے کی سطح پر رکھا اور اسکرین پر نظریں جمادیں۔ جہاں اسکی گولڈن بالوں والی گڑیا اور انگریز بیوی ایک بڑے سے گھر کا جائزہ لے رہی تھیں۔ گھر کافی کشادہ تھا۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے یہ کلپ سی سی ٹی وی کیمروں کی مدد سے بنائی گئی ہے۔ وہ دونوں اس ویڈیو کی تخلیق سے بے خبر محسوس ہو رہی تھیں۔ ایک

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

نیلے رنگ کی وردی پہنے انگریز شخص ہی لان میں ان کا انتظار کر رہا تھا۔ لکڑی کے زینے اُترتی چاکلیٹ اور اسکن کلر کی اسکرٹ میں موجود اسکی بیوی مسکرائی اور پھر اس شخص کا شکریہ ادا کرتے ڈیک کے بارے میں پوچھنے لگی۔ جواباً وردی شخص نے مسکراتے ہوئے کہا کہ وہ جلد ہی واپس آئے گا۔ تین منٹ کی مختصر ویڈیو ختم ہو چکی تھی۔

کیسا لگا گھر؟ ایم آز کے سوال پر ڈیک نے کچھ نہیں کہا۔ بلکہ وہاں پر رکھی ایک کرسی پر ہارے ہوئے جواری کی مانند گرنے کے سے انداز میں بیٹھ گیا۔

میں نے کہا تھا ڈیک کہ عورت کے چکر میں مت پڑو اور جس دلدل میں تم دھنس چکے ہو یہاں سے خود تو آزاد نہ ہو سکو گے۔ مگر ان کو بھی اپنے ساتھ گھسیٹ لو گے۔ اس نے لیپ ٹاپ واپس گھماتے کی پیڈ پر تیزی سے انگلیاں چلاتے کہا۔

ایملے مائی وائف، میں محبت کرتا ہوں اُس سے۔ ایو امیری بیٹی، جان ہے میری اُس میں۔ میں نے تم سے اجازت لی تھی اس شادی کی ایم آز۔ ڈیک نے چلاتے ہوئے کہا۔ ایم آز اس کے چیخنے چلانے پر محظوظ ہوتا مسکرایا تھا۔

اور میں نے کیا کہا تھا؟ ڈیک مائی فرینڈ کہ مت کرو شادی اور یہ محبت، اب بھگتو!! کہا تھا میں نے کہ مت بناؤ اپنی کوئی کمزوری۔ مگر تم نہیں مانے اور تمہاری بیوی وہ سمجھتی ہے کہ تم "سی آئی اے" کے لیے کام کرتے ہو۔ واہ کیا محبت ہے؟ سچ کیوں نہیں کہتے اُس سے؟ ایم آز نے اب کی بار لیپ ٹاپ کو پیچھے کھسکاتے ریلکس انداز میں سیٹ کی بیک سے ٹیک لگادی۔

سر میری بیوی اور بیٹی کا پیچھا چھوڑ دیں۔ پلیز!! ڈیک نے منت کرتے کہا۔ ایم آز کے سامنے غصہ اسے اُلٹا "بھی پڑ سکتا تھا۔"

نیلیم کا مرکت از دیباء تبسم

میں نے کہا تھا ڈیک کہ تمہاری فیملی وہاں رہے گی۔ جہاں میں چاہوں گا۔ پھر تم نے ان کی شفٹنگ کیوں کی؟
ایم آرنے سرد لہجے میں دریافت کیا۔

تم نے کیا سمجھا تھا کہ تم شفٹنگ کر دو گے۔ پھر اسمگلنگ کے بہانے امریکہ چلے جاؤ گے اور میں یہاں بیٹھا
تمہاری واپسی کا منتظر رہوں گا؟ پاگل سمجھ رکھا ہے مجھے؟؟ اس نے دھاڑتے ساتھ ڈیک کو گریبان سے پکڑ
لیا۔

سر آپ ایسا کیسے سوچ سکتے ہیں؟ میں نے کبھی آپ سے غداری کا خیال بھی دماغ میں نہیں آنے دیا۔ یقین
کریں میرا۔ ڈیک نے کالر تھا مے منہاج کے مضبوط ہاتھوں پر اپنے ہاتھ رکھے تھے۔ اس نے جھٹکے سے ڈیک کا
کالر چھوڑا۔

میرے تقریباً ہر راز سے تمہاری واقفیت ہے ڈیک اور اگر مجھے غداری کی ہلکی سی بو بھی تم سے اُٹھتی محسوس
ہوئی، تو یاد رکھنا تمہاری محبت اور جان والی گڑیادوں کو تمہیں نہیں کر کے رکھ دوں گا۔ وہ اُنکی اُٹھا کر وارن
کرتے بولا۔ ڈیک کرسی کو ٹھوکرماتا اسٹڈی سے نکل چکا تھا۔

Writers

ہاں آئیں تھیں دو تین فیملیز مگر زیادہ افراد ہونے کی وجہ سے میں نے انکار کر دیا۔ ابرار صاحب نے چائے کے
سپ لیتے بات مکمل کی۔ صاعقہ اور وہ کارپٹ پر بیٹھیں لیپ ٹاپ پر کچھ تصاویر دیکھ رہی تھیں۔ دادو اور ابرار
صاحب تخت پر بیٹھے رات کے کھانے کے بعد اب چائے سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

ٹھیک کیا۔ اگر کوئی آدمی ہو تو پھر بلا جھجک دے دینا کرائے پر۔ اماں کے کہنے پر انہیں فوراً یاد آیا۔

ہاں آج آئی تھی ایک کال، دو لڑکے ہیں۔ کوئی کارخانہ ہے اُن کا صابن، سرف کا۔ اُس کے لیے ہی مکان چاہیے تاکہ سامان رکھ سکیں مگر میں نے صرف لڑکے جان کر انکار کر دیا۔ مناسب نہ لگا اماں۔

ہائے میاں اس میں نامناسب والی کون سی بات ہے؟ کل ہی بلا لے دونوں لڑکوں کو۔ دے دے کرائے پر مکان۔ دادو نے حکمیہ لہجے میں کہا۔

بابا دادو کو بابا جلال نے کہا ہے کہ کرائے دار لڑکوں کو رکھیں۔ تب ہی دادو کو یہ بات نامناسب نہیں لگ رہی۔ ابرا صاحب کی اُلجھن کو نیلیم نے دور کیا۔

کون سا بابا اماں؟ وہ کپڑے میں رکھتے پوچھ رہے تھے۔

ایویں بک رہی ہے۔ دادو نے نیلیم کو آنکھیں نکالتے کہا تھا۔

اماں یہ بابا ابا کے چکر میں کیوں پڑتی ہیں آپ؟ نعوذ باللہ غیب کا علم عام لوگوں کو کہاں حاصل ہے؟ ابرا صاحب کو ماں کی پیرو فقیروں کی اتنی خوشامد سے ہمیشہ چڑرہی تھی۔

ہو نہہ میں نے ایسا کب کہا ہے؟ بس شروع ہو جاؤ میاں تم بھی۔ بس ایک میں ہی جاہل ہوں۔ تم سب عالم فاضل۔ دادو برا مناتی گٹھنے پر ہاتھ رکھے اٹھتے اور بھی کچھ کہہ رہی تھیں۔

چلی جاؤں گی سویرے ہی اپنے بڑے بیٹے کے گھر۔ اتنا بھی چھوٹا گھر نہیں ہے اُسکا کہ ماں کی جگہ نابن سکے۔ کہہ دوں گی آہل بیٹا سے کہ آکر لے جائے اپنی بڑھی دادو کو یہاں تو کسی سے میری ایک بات نہ مانی جاتی ہے۔

داد و جذباتی ہوتی دوپٹے سے آنکھیں پونچھتی باہر کی جانب بڑھ رہی تھیں۔ جب صاعقہ نے انہیں کندھوں سے تھام کر روکا۔

ارے پیاری داد و ناراض کیوں ہوتی ہیں۔ بس جو آپ کہیں گی وہی ہوگا۔ اس نے ابرار صاحب کو دیکھتے اشارہ کرتے کہا۔

اچھا اماں آپ ناراض کیوں ہوتی ہیں۔ میں اُن لڑکوں کو ہی بول دیتا ہوں۔ انہوں نے ہتھیار ڈالتے کہا۔
ابھی کرو میرے سامنے فون۔ داد نے ضدی لمبا اپنایا۔

داد و دس بج رہے ہیں بھلا یہ کوئی وقت ہے؟ کب سے لا تعلق بیٹھی نیلیم نے بیزار سے کہا۔
چُپ کر تو تو چاہتی ہی یہ ہے کہ بڑھیا جائے اور توپینٹیں شرٹیں پہن کر میم بن کر نکل جایا کر دورے پر۔ داد و کی بات پر نیلیم کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔ صاعقہ نے داد و کے پیچھے کھسکتے مسکراہٹ چھپائی۔

اچھا اماں کرتا ہوں۔ آپ بچی کو تو نہ جھڑکیں۔ ابرار صاحب نے میز پر سے فون اٹھایا اور کال ملائی۔
بچی ہو نہ، داد و براسا منہ بناتی واپس تخت پر ٹک گئیں۔

جی انس بیٹا! اتنی رات گئے زحمت دینے کو معذرت چاہتا ہوں۔ بس کہنا یہ تھا کہ کل سے شفٹ ہو جاؤ۔ ہاں ہاں کرا یہ وہی ہے۔ دو ہی بندے ہونا؟ چلو ٹھیک ہے۔ انہوں نے خدا حافظ کرتے رابطہ منقطع کر دیا۔

بس ہو گئی آپ کی تسلی اب جائیں نماز ادا کر لیں۔ ابرار صاحب نے مسکراتے ہوئے کہا تو داد و نے بے اختیار ان کی بلائیں لیں۔

نیلیم نے تلملا کر داد و کودیکھا جب کہ وہ اسے چڑانے کو مسکرائیں تھیں۔ صاعقہ اور ابرار صاحب نے بھی ان کی مسکراہٹ کا ساتھ دیا تھا۔

ہاں بھی سب کیسا جا رہا ہے؟ کیفے ٹیریا میں کافی مگ میں نکالتے بائیس سالہ شخص سے ایگل نے سوال کیا۔ خود اسٹول کھینچ کر بیٹھ گیا اور پاس پڑے کیک کے ڈبے میں سے کیک پیس اُٹھا کر کھانے لگا۔

سب فٹد جا رہا ہے بھی۔ پورا کارٹن ختم کر دیا میں نے چار دن میں۔ لڑکا خباثت سے مسکراتا ازداری سے اسکی جانب جھکتا بولا تھا۔

ارے شیر و تُو تو بڑا کمال کا بندہ نکلا۔ ایگل نے درمیان میں لگے شیڈ کی پرواہ کیے بغیر اسے گردن سے دبوچتے اپنے کندھے سے مِس کیا۔ کیفے ٹیریا میں ہکے ہلکے قہقہوں کی آواز گونجی۔

چھوڑ بے کمینے، لڑکا غرایا۔ ایگل نے اسکا چہرہ ٹھوڑی سے پکڑ کر گھوماتے چھوڑ دیا۔

بڑا سیانا ہے یہ۔ اس دھندے میں اگر چند سال اور رہا تو پیسے میں نہا جائے گا۔ کاؤنٹر پر موجود لڑکے نے ایگل کو اسٹوڈنٹس سے فری ہوتے دیکھ کر سوچا۔

وہ ان سب کو باتوں میں لگا کر جامعہ کی سکیورٹی کے بارے میں پوچھ چکا تھا اور یہ بھی سوچ چکا تھا کہ اسے جامعہ میں کس طرح گھسنا ہے؟

تم یہاں کیا کر رہا ہے؟ کیفے ٹیریا کے پچھلے حصے میں بنے کمرے میں چھوٹے صاحب کو تخت سے ٹیک لگائے بیٹھے، پتے کھیلتا دیکھ اس کا دماغ اُلٹنے لگا۔

تیری مدد کو آیا ہوں جانی۔ وہ خباثت سے مسکرایا تو اس کا پارا اور ہائی ہو گیا۔ چھوٹے صاحب نے ساتھ بیٹھے ساتھیوں کو جانے کا اشارہ کر دیا۔ ایگل نے تخت کے پاس پڑی کرسی کو ٹھوکر ماری۔ وہ کمرے کی بائیں دیوار سے ٹکرا کر نیچے گری اور دو ٹکڑوں میں بٹ گئی۔ اس نے جوتے تخت کے کنارے پر رکھ کر چھوٹے صاحب کو کالر سے گھسیٹتے آگے کیا۔ پھر اپنی شعلہ بار نظریں اسکی حیران کن نظروں میں گاڑتے غرانے کے انداز میں بولا تھا۔

کیا کہا تھا ڈیک نے کہ اب سے تجھے تیس فیصد ملے گا اور تو میرے کسی کام میں ٹانگ نہیں اڑائے گا۔ تو پھر بلوچستان سے آنے کا مطلب؟ جب تجھے اُدھر کا کام دیا ہے تو کیوں پھڈے ڈال رہا ہے۔ کوئی ٹانگ وانگ تڑ والی تو ساری زندگی پچھتائے گا کہ پنگا کس سے لیا؟ اس نے جھٹکے سے چھوٹے صاحب کا کالر چھوڑ دیا۔ وہ تخت پر منہ کے بل گرا۔

ابھی ابھی نکل یہاں سے۔ نہیں تو تیرا حشر بگاڑ دوں گا۔ ایگل نے اُنکی سے باہر کی جانب اشارہ کیا اور سیدھا کھڑا ہو گیا۔

نیلیم کا مرکت از دیباء تبسم

ایگل میں تو تجھ سے دھندے کے کچھ داؤ بیچ سیکھ، چھوٹے صاحب چہرے پر معصومیت سجاتے کہہ رہا تھا۔
اے چُپ کر زیادہ ہوشیاری کرنے کانٹیں ہم جان گیا ہے تو جلنے لگا ہے۔ اب ہمارا کام خراب کرنا چاہ رہا ہے؟
مگر ہم وہاں سے سوچنا اسٹارٹ کرتا ہے۔ جہاں سے تیری سوچ ختم ہوتی ہے۔ چل اب نکلتا ہے کہ؟
ہو نہہ احسان فراموش۔ چھوٹے صاحب طعنہ دے کر جا چکا تھا۔

ایگل نے پورا کمرہ تلاش کیا کہ کہیں چھوٹے صاحب نے یہاں کوئی منشیات تو نہیں چھپائی۔ جب کچھ نہ ملا تو وہ
تھک کر تخت پر ڈھیر ہو گیا۔

اوہ نو آج تو ہم بہت ہی لیٹ ہو گئے۔ وہ جلدی جلدی گیٹ کے پاس پڑے اسٹینڈ پر سے اپنے سینڈلز اٹھا کر پہنتے
اسکے اسٹر پیس بند کرنے لگی۔ ہلکے آسمانی ڈھیلے ڈھالے کرتے کے ساتھ وائٹ جینز اور دوپٹہ لیے وہ نظر لگ
جانے کی حد تک پیاری لگ رہی تھی۔ جھک کر اسٹر پیس بند کرنے سے پونی ٹیل اگلے کندھے پر شفٹ ہو چکی
تھی۔ کروشیے کا سفید ہی بیگ لیے وہ جلدی سے مین گیٹ سے باہر نکلی۔ گیٹ عبور کرتے ابھی اس نے سر
اٹھایا بھی نا تھا۔ جب ایک دیو قامت شخص سے ٹکرائی تھی۔ شخص؟ اسے لگا جیسے مرکت سے نیلیم نے سر پھوڑ
لیا ہو۔ اتنی سخت جسامت گویا مقابل کوئی پتھر کا مجسمہ کھڑا تھا۔ اسکے وائٹ جو گرز میں مقید دایاں پیرا سکی
انگلیاں کچل چکا تھا۔ سورج آنکھوں میں سمار ہا تھا۔ تبھی وہ مقابل کا چہرہ نہیں دیکھ پار ہی تھی۔ اسکی شہد آگس
زلفیں نارنجی سورج کی روشنی میں اتنی چمکیلی لگ رہی تھیں کہ مقابل کی بھی آنکھیں چندھیا گئیں۔ سرخ

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

گلاب کی پنکھڑی سے ہونٹ ادھ کھلے تھے۔ ہونٹ کے پاس بیٹھاتل سورج کی تپش پر جھنجھلا رہا تھا۔ مقابل نے اپنا سر تھوڑا آگے کیا۔ سورج کی روشنی اب اس پر آنا بند ہو چکی تھی۔ نیلیم نے سرخ ہوتی ناک پر ہاتھ دھرے چہرہ اٹھایا۔ مقابل کی اٹھان غضب کی تھی۔ اسکے پیروں کے پاس ایک کارٹن الٹا پڑا تھا۔ یقیناً وہ اس سے ٹکرانے کے نتیجے میں ہوا تھا۔ جس میں سے نیلے پیکٹس جا بجا بکھرے تھے۔

مقابل کی جسامت ایسی تھی جیسے بلیک بیلٹ چیمپینئن رہ چکا ہو۔ فوجی کٹ سیاہ سلکی بال سورج کی شعاعوں میں چمکتے اور بھی حسین لگ رہے تھے۔ بلیک ٹائٹ ہاف سلیوس کی شرٹ اور بلیک جینز میں وہ خاصا بینڈ سم دکھ رہا۔ کشش تھی کہ نیلیم وہیں جمی اس شخص کو چند پل دیکھتی رہی 1 تھا۔ عجیب سی مقناطیسی

ٹائیگر! اسی کا ہم عمر تھا وہ۔ جو وین سے کارٹن نکال رہا تھا۔ اس نے مصروف انداز میں ٹائیگر کو پکارا تھا۔

ٹائیگر؟ بھلا یہ کیسا نام ہوا؟؟ نیلیم کی بڑبڑاہٹ پیکٹس اکٹھے کرتے ٹائیگر تک باآسانی پہنچ چکی تھی۔

اینی پر اہلم؟؟ نیلیم کو جوں کا توں مجسمہ بنے دیکھ وہ ڈھیروں شکنوں کا جال اپنی کشادہ پیشانی پر سجاتا بولا تھا۔

واؤ پر اہلم (مزاق اڑاتا انداز)؟ ہمارا پیر کچل کر رکھ دیا آپ نے اور کہہ رہے ہیں اینی پر اہلم؟ پانچ منٹ اور لیٹ کر دیا۔ نازک سی کلائی پر سفید بیلٹ والی گھڑی کی جانب دیکھ کر وہ نخوت سے بولی۔ ٹائیگر کام وہیں چھوڑ کر اسکے مقابل آکھڑا ہوا۔

ایکسیکوزمی، ٹکرایا میں نہیں، آپ تھیں۔ تو اپنے وقت کے ضیاع کی ذمہ دار بھی آپ ہی ہیں میم۔ وہ میم کو چباتے ہوئے بولا۔

اینیمیل نیم ایسے ہی نہیں رکھا آپکا۔ ظاہر ہے اگر انسانوں والے گٹس ہوتے تو کوئی ڈھنگ کا نام بھی ہوتا۔ نیلیم نے اسکے نام پر طنز کیا۔

نیلیم کا حرکت از دیپاء تبسم

میرا نام لائن، سنیک، ایلیفینٹ، بیڑیا جو مرضی ہو۔ آپ کو اس سے کوئی فرق نہیں پڑنا چاہیے اور جہاں تک معذرت کی بات ہے تو غلطی آپ کی ہے۔ وہ بھی تڑخ کر بولا تھا۔

آپ۔۔ نیلم نے تلملا کر کچھ کہنا چاہا تھا۔ مگر انس نے آکر اپنی ہی شروع کر دی۔

اوه میں بھی کہوں اتنی دیر سی جناب جواب کیوں نہیں دے رہے۔ اب پتا چلی مصروفیت کی وجہ۔ وہ دانت نکالتے کہہ رہا تھا۔ ٹائیگر کے گھورنے پر بھی مجال ہے جو اسکی بیتیسی بند ہوئی ہو۔

بہت شوق ہے آپ کے ساتھی کو لمبی بات چیت کرنے کا۔ چیونگم کی طرح بات کو کھینچ کھینچ کر لمبا کرنے کا۔
Black bear خوبصورت لڑکیوں کو ٹکرا مارنے کا اور پھر تھرڈ کلاس ایٹی ٹیوڈ شو کرنے کا۔ ال مینرڈ
کالا بھالو)۔ نیلم کا پاراہائی ہو چکا تھا۔ ویسے بھی اپنے غیر معمولی حُسن کی بناء پر وہ لوگوں کو جھاڑنے میں لمحہ نہ
لگاتی۔

انس نے مصنوعی کھی کھی کرتے چہرہ موڑ لیا۔

چالاک لومڑی)۔ "اس نے بھی حساب) clever fox ؟؟ آپ کیا ہیں محترمہ black bear میں
 بے باق کیا۔
 Writers

بابا بابا باب کی بارانس کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔ پہلی بار کسی لڑکے نے اسکی انسلٹ کی تھی۔ خفت کے مارے اسکا چہرہ سُرخ ہو گیا۔

اپنی ویزہائے ینگ لیڈی مائی نیم از انس مہر۔ انس نے مسکراتے ہوئے شرارتا ہاتھ آگے بڑھایا تھا۔ وہ غصیلی نظروں سے دونوں کو گھورتی ٹائیگر کے جو گرز کے پاس پڑے کارٹن کو ایک لات رسید کرتی نکل گئی۔ سارے پیکٹس پھر بکھر چکے تھے۔ ٹائیگر نے تن فن کرتی نیلم کو جاتے دیکھا یہاں تک کہ وہ موڑ کاٹ گئی۔

نیلیم کا حرکت از دیاء تبسم

ٹائیگر حسینہ گئی۔ واپس لوٹ آؤ۔ انس کے لہجے میں اب بھی شرارت پنہاں تھی۔

یہ حسینہ ڈائن بننے وقت نہیں لگائے گی۔ ٹائیگر جل کر بولا اور دوبارہ پیکٹس سمیٹنے لگا۔

ہاہاہاہاہاہاہا انس مہر کے قہقہے اب بھی ابرار صاحب کے ساتھ والے مکان میں گونج رہے تھے۔

ایگل! از ایوری تھنگ اوکے؟؟ ڈیک نے بلیو ٹو تھ ایئر فون سے دوسری جانب آرام دہ انداز پر تخت پر لیٹے سگریٹ پھونکتے ایگل سے کہا۔ ساتھ ہی وہ کیفے ٹیریا کے پچھلے حصے میں نصب کیمرے سے اسے ملاحظہ کر رہا تھا۔

کیا جی؟؟ انگریزی کا ایک بھی حرف اس کے پلے نہ پڑا۔ وہ اٹھ کر بیٹھ چکا تھا۔

آئی مین، اوہ میرا مطلب کہ سب ٹھیک ہے؟ ڈیک نے دوسرے لیپ ٹاپ پر ای میل ٹائپ کرتے مصروف انداز میں پوچھا۔

جی سب ٹھیک ہے۔ مگر آپ کیوں پوچھ رہا ہے؟؟

کیا مطلب پولیس ریڈ پر آئی تھی آج۔ دو گھنٹے پہلے تم کہاں تھے؟ اور کیفے ٹیریا سے کچھ بھی نہیں نکلا؟؟ ڈرگز کہاں ہے؟؟ تیزی سے ٹائپنگ کرتی انگلیاں رُک گئی تھیں۔

میں تو جامعہ گیا تھا۔ اسی سلسلے میں

مگر پولیس کو یہاں سے کچھ نہیں مل سکتا۔ میں نے بڑی احتیاط برتی ہے جی۔ وہ اب زینے اتر کینے ٹیریا کی جانب بڑھنے لگا۔

کیسی احتیاط؟؟ ڈیک نے ایئر فون سیٹ کرتے پوچھا۔

ایک منٹ ہم بتاتا ہے۔ ایگل نے رابطہ منقطع کر دیا اور پھر کچھ سیکنڈز بعد اسکی ویڈیو کال آنے لگی۔ ڈیک نے فوراً ٹینڈ کی جہاں ایگل کینے ٹیریا کے ایک گوشے میں پڑے بڑے سے گملے کے پاس بیٹھا تھا۔ پھر اس نے گملے میں لگی مضبوط ٹھہنی جسکے آس پاس بڑے بڑے ہرے رنگ کے پتے تھے کھینچ کر باہر نکالی تو اسکے ساتھ ہیروئن کے پیکٹس کی گچھیاں لٹک رہی تھیں۔ فاتحانہ مسکراہٹ سے اس نے ڈیک کو دیکھا۔ جس نے انگوٹھے سے شاباشی دیتے کال منقطع کر دی۔ ایگل موبائل جیب میں ڈالتا۔ ٹھہنی مٹی کے گملے میں فٹ کرتا ہاتھ جھاڑتا اٹھ گیا۔

ڈیک! میں نے جب کہا تھا کہ پولیس کا کوئی بندہ تلاش کرو۔ تو تم نے یہ کام ابھی تک التواء پر کیوں کر رکھا ہے؟ ہر شہر میں کسی ناکسی پولیس والے سے روابط ہیں ہمارے مگر کراچی؟؟ یہاں پر کوئی پولیس سے کانٹیکٹ نہیں۔ پتا نہیں چلتا کب ریڈ پڑ جائے؟؟ ڈیک نے سب اوکے کی اطلاع ایم آاز کو سنائی۔ مگر وہ مطمئن نہ ہوا تھا۔ سر میں کوشش کرتا ہوں مگر، ڈیک نے جھجھکتے ہوئے کہا۔

مگر کیا؟؟ ایم آاز دھاڑا۔

کک کچھ نہیں، ڈیک ہکلا یا۔

تو دفع ہو، جا کر یہ کام مکمل کرو۔ کسی بھی طرح بلیک میلنگ کے لیے ایک ویڈیو بناؤ اور پھنسا لو بندے کو۔ جب پیسہ آتا نظر آئے تو اچھوں اچھوں کی ایمانداری کی کشتی ڈول جاتی ہے۔

نیلیم کا مرکت از دیباء تبسم

جی سر میں دودن میں ہی یہ کام مکمل کر دوں گا۔ ڈیک نے فوراً تابعداری سے کام لیا۔
ایم آرنے اسے جانے کا اشارہ کر دیا۔ اب اسکی پوری رات اسٹڈی میں موجود ٹیبل پر گزرنی تھی۔ ساری
لوکیشنس تبدیل کرنے میں کچھ وقت تو درکار تھا۔

Socialmedia

آپی یہ ساتھ والے گھر میں کون آیا ہے؟ نیلیم نے کتب بینی کرتی صاعقہ سے پوچھا۔

آپی! صاعقہ کو دیوانِ غالب میں مگن دیکھ کر نیلیم نے جھنجھوڑا۔

کیا ہے؟ صاعقہ کھا جانے کو دوڑی۔

ساتھ والے مکان میں کون آیا ہے؟؟ نیلیم نے رازداری سے دریافت کیا۔

دو لڑکے ہیں۔ تمہیں کیا تکلیف ہے؟ وہ دبی دبی آواز میں غرائی۔ مطالعے کے دوران کوئی اسے ڈسٹرب
کرے اسے پسند نہ تھا۔

لڑکوں کے نام نہیں پتا آپ کو؟ نیلیم نے جھجک کر پوچھا تو صاعقہ نے بھنویں سُکیریں۔

خیریت ہے نا گڑیا۔ اسکی نظریں جانچتی ہوئی تھیں۔

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

وہ۔۔ وہ تو ہم ایسے ہی پوچھ رہے تھے۔ اس نے سیل فون کو ہینڈ فری لگاتے عام سائنداز اپنا ناچا ہا۔ مگر صاعقہ کی عقابی نگاہیں سب جانچ لیتی تھیں۔

انس اور دوسرے کو اسکا دوست ٹائیگر کہتا ہے۔ دادو نے تمہارے جانے کے بعد شام کی چائے پر بلایا تھا دونوں کو۔ صاعقہ کتاب کا صفحہ موڑ کر انگلی رکھتے کتاب کو بند کر چکی تھی۔

ٹائیگر عجیب نام نہیں ہے؟؟ نیلیم نے اپنا رخ اسکی جانب کرتے ہوئے کہا۔

پتا نہیں میں نے پوچھا نہیں کہ اُسکا نام کس نے رکھا۔ صاعقہ نے بیزاریت سے کہا تو وہ ہنس دی۔

تمہیں کیسا لگا وہ؟؟ صاعقہ نے کتاب پھر سے کھولتے ورق گردانی کرتے پوچھا۔ ساتھ ترچھی نگاہ سے نیلیم کو دیکھا۔ جو ہونق بنی اسے ہی تک رہی تھی۔ صاعقہ کے مسکرا نے پر پاس پڑا کُشن رسید کیا۔

بہت بری ہیں آپ۔ وہ جھینپ گئی۔

clever fox دیکھی تھی تمہاری بحث و تکرار ٹائیگر کے ساتھ، کھڑکی سے میں نے۔ حیرت ہے تم اسکے کہنے پر جواب دیے بغیر ہی چلی گئی۔ صاعقہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

بہت بد تمیز شخص ہے۔ نیلیم بڑبڑائی۔

اس نے تمہیں ڈائن بھی کہا تھا۔ ہا ہا ہا ہا صاعقہ نے بتاتے ہوئے قہقہہ لگایا۔

واٹ خود کیا ہے؟؟ آیا بڑا فواد خان ہو نہہ "دی بلیک بیئر" وہ جل ہی تو گئی تھی۔

اچھا گڑیا غصہ تھوک دو۔ ہر کسی کی مختلف نیچر ہوتی ہے۔ اس نے گویا بات ختم کی

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

جب تک وہ چُپ رہا۔ تب تک بڑا کوئی ڈیشنگ اور ہینڈ سم لگا اور جب اس نے منہ کھولا تو۔۔ تو ہمیں۔۔ وہ کوئی مناسب لفظ تلاش کر رہی تھی جب صاعقہ بولی۔۔

زہر لگا؟؟؟ چھوڑیں آپ غالب کی محبت کی داستان پڑھیں۔ وہ بگڑ کر بولی۔

محبت کی داستان نہیں یہ اشعار ہیں۔ صاعقہ نے مسکراتے ہوئے کتاب کھول لی۔ نیلیم اسکے برابر ہی سیدھی لیٹ گئی۔ ابھی آنکھیں موندی ہی تھیں کہ سورج کی روشنی کے آگے ہوتا کوئی چہرہ آنکھوں میں سما یا۔

اففف کیا مصیبت ہے؟؟ وہ جھنجھلا کر اٹھ بیٹھی۔

آپی بند کریں اسے اور لائٹ بھی بند کر دیں۔

اللہ چُپ کرو۔ اتنا زبردست شعر ہے، کیا خوب کہا ہے مرزا اسد اللہ خان غالب نے۔

عشق پر زور نہیں، ہے یہ وہ آتش غالب "

کہ لگائے نہ لگے اور بجھائے نہ بنے

یہ عشق محبت کیا ہے؟؟ مطلب کیسی فیلنگز آتی ہیں؟ کوئی ایک محبت پر ایک تو کوئی چھ دیوان لکھ ڈالتا ہے۔ نیلیم الجھتے ہوئے بولی۔

محبت اس نے زیر لب دہرایا۔

کی مانند ہے۔ بڑی مفت خور ہوتی ہے یہ خود سے پروان نہیں چڑھتی بلکہ parasitic plant محبت تو آپ سے لپٹنے کو بے تاب رہتی ہے۔ اپنے پنچے آپ کی روح تک میں گاڑھ کر اسکی تمام غزائیت اگر نچوڑ کر

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

اپنے اندر داخل کر لے۔ تب ہی وہ تروتازہ رہتی ہے، جیتی ہے۔ اگر آپ یہ چاہتے ہو کہ آپ کی روح بھی ہشاش بشاش رہے اور محبت بھی کھلتا گلاب ہو تو یہ ممکن نہیں۔ محبت بڑی عجیب ہے۔ یہ ریاضی کے سوال کی مانند ہے یا تو پورے مارکس آئیں گے یا تو صفر۔ اس میں اسٹیپس کے مارکس نہیں ملتے۔ اس میں یا تو وفالمتی ہے یا بے وفائی، خوشیاں یا غم، دکھ یا سکھ، دھوپ یا چھاؤں ہنسی یا نمی، اعتبار یا دھوکہ، روشنی یا اندھیرا۔ ان سب کے درمیان کچھ نہیں ملتا۔

محبت دل کا سکون یا روح کی بے چینی، محبت سمندر کی لہریں یا صحرا کی ریت، محبت سُرخ گلاب کی نرماہٹ یا کیکٹس کے کانٹوں کی چھن؟؟

تو آج تک کوئی نہیں بتا سکا۔ اس کا definition محبت تو جو ہے یا سب پالو یا سب گنوا دو۔ محبت کی صحیح ہی نہیں نکل پاتا اور عشق۔۔ conclusion تجربہ جو بھی کرتا ہے ہر بار مختلف ہی نتیجہ آتا ہے۔ کوئی ابھی وہ عشق کی تعریف بتاتی مگر نیلیم ٹوک گئی۔

آپ کی یہ شاعرانہ باتیں میری سمجھ سے بالاتر ہیں۔ وہ دوبارہ لیٹ چکی تھی۔

سننا چاہ رہی تھی تو معذرت۔ میں اب یہ تو کہنے سے رہی کہ definition اب تم مجھ سے بولی ووڈ والی محبت میں محبوب ہی ڈرائیور نظر آنے لگتا ہے۔ وہی خانساں، وہی درزی، وہی کچرے والا تو وہی۔۔

بس بس۔۔ اچھا اگر آنکھیں بند کرنے سے کوئی بار بار نظر آئے تو؟ اس نے تو کولمبا کھینچتے ہوئے گول کیے۔

تو یہ کہ آپ نے اُسے زیادہ ہی سر پر سوار کر لیا ہے۔ صاعقہ نے کہا۔

اوہ تھینک گاڈ! وہ لمبی تشکرانہ سانس کھینچتی چادر اوڑھ کر لیٹ گئی۔

عجیب ہو گڑیا تم بھی۔ صاعقہ نے مسکراتے ہوئے سر جھٹکا اور خود بھی کتاب بند کر کے لیٹ گئی۔

شہر قائد میں کسی سیاسی لیڈر کا جلسہ تھا۔ جہاں پولیس اور ریجنر کی بھاری نفری تعینات کر رکھی تھی۔ سکیورٹی کے اس انتظام میں اے ایس پی آہل کا بھی ایک اہم کردار تھا۔ چونکہ جلسہ رات تین ساڑھے تین تک چلتا رہا تھا تو وہ تقریباً فجر کے وقت ہی فارغ ہوا تھا۔ ابھی بھی اسے تھانے کا ایک چکر لگانا تھا۔ سنسان سڑک آس پاس ریگستانی پودے اُگے ہوئے تھے۔ جھاڑیاں، اونچی نیچی پگڈنڈیاں وہ اتنی تھکن کے باوجود پچھلے ایک گھنٹے سے ڈرائیو کر رہا تھا۔ سڑک سیدھی اور کافی طویل تھی۔ جب اسے دور سے ہی ایک جیپ کے پاس ایک گورا اونچا لمبانا جوان گرے شرٹ اور سفید جینز میں کھڑا نظر آیا۔ اس کی جیپ جیسے ہی اسکے پاس سے گزری اس نے رکنے کا اشارہ کیا۔ وہ پولیس میں تھا، ٹریننگ بھی اچھی تھی، خطروں سے کھیلنا بھی جانتا تھا۔ گن بھی تھی اور اپنے اوپر مکمل اعتماد بھی۔ اسی اعتماد کی بناء پر وہ جیپ روک چکا تھا۔

اسلام و علیکم سر! نیلی آنکھوں والا شخص اس کی جانب جھکتے مصافحے کے لیے ہاتھ بڑھاتے ہوئے بولا۔

و علیکم اسلام! آہل نے شیڈز اتارتے کہا۔ البتہ ایک ہاتھ ایسے ہی اسٹیئرنگ پر دھرا تھا۔ جس میں پہنی رسٹ وائچ پانچ بیس بج رہی تھی۔

سر آپ کی تھوڑی مدد درکار تھی۔ اگر آپ کو زحمت نہ ہو تو؟ ڈیک نے تھوڑی بلند آواز میں کہا۔

جی کیا مدد کر سکتا ہوں میں آپ کی؟ آہل کے دماغ میں ابھی ابھی ڈیک کو لے کر خطرے کے سائرن بج رہے تھے۔

سر میری جیپ خراب ہو گئی ہے۔ اس میں چند کارٹن کے ڈبے ہیں۔ اگر میں وہ آپ کی جیپ میں منتقل کر دوں تو لوڈ کم ہونے سے شاید یہ اسٹارٹ ہو جائے۔ مجھے بہت دور تک سفر کرنا ہے۔ اگر آپ مدد کر دیں گے تو احسان ہو گا آپ کا۔ وہ مسلسل مسکراتے ہوئے بول رہا تھا۔

پلیز سر! اس نے آہل کو سوچ میں غرق دیکھتے کہا۔

اوکے بٹ ذرا جلدی کرنا۔ وہ باہر نکلتے کہہ رہا تھا۔ مکمل پولیس وردی میں ملبوس وہ کافی تھکا تھکا نظر آ رہا تھا۔ بہت شکریہ آپ کا۔ ڈیک کے بے انتہا مومنیت سے کہنے پر وہ مسکرایا تھا۔ پھر اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے کہا۔

کوئی بات نہیں ویسے بھی عوام کی خدمت ہمارا فرض ہے۔ دونوں کا انداز ایسا تھا کہ اگر کوئی ان کی بات چیت نہ سنے تو ان کو دوست یا آشنا سمجھے۔

کادر وازہ کھولا اندر بلیک کورسیٹ پر پڑے کارٹن میں سے wrangler یہ لیں۔ ڈیک نے بلیک چمچاتی ایک اس کو پکڑا یا۔

زیادہ وزنی تو نہیں ہے؟؟ ڈیک نے پوچھا۔

ہا ہا ہا ہا بھئی پولیس والوں سے ایسے سوال پوچھتے شرم آنی چاہیے۔ بڑی سخت جان ہیں ہم ایک اور رکھ دو اس کے اوپر۔ ڈیک بھی اسکی بات پر قہقہہ لگائے بغیر نہ رہ سکا۔ پھر ایک اور ڈبہ بھی رکھ دیا۔ خود بھی ایک ایک کر

کو خالی کر دیا۔ جبکہ آہل کی جیپ wrangler کے آہل کی جیپ میں منتقل کرنے لگا۔ دونوں نے مل کر بھر چکی تھی۔

آہ ہے کیا اس میں؟؟ آہل نے آخری دو کارٹن رکھتے پھولتے سانسوں سے دریافت کرتے ہاتھ جھاڑے۔ ہوا کے تیز جھونکے دونوں نفوس سے ٹکراتے گزر رہے تھے۔ ریت بھی اڑنے لگی۔

خود ہی دیکھ لیں۔ ڈیک مسکرایا۔ آہل نے جیپ کے کنارے گھٹنا موڑ کر ٹکاتے اس پر کارٹن رکھ کر رسی کا ایک کونا کھینچا۔ کاٹن کھل چکا تھا۔ ایک گتے کے ٹکڑے کو ہٹایا تو اسکی آنکھیں پھٹ پڑیں۔ اندرا سلحہ تھا۔ بھاری بھی لاتعداد تھیں۔ مطلب اسکا دماغ صحیح سائن دے رہا تھا۔ Bullets رائفلز

کیا ہوا اے ایس پی آہل؟؟ ڈیک نے اپنے ہاتھ میں پکڑی پسٹل لہراتے اسکی جیپ کے آخری سرے پر اچھل کر بیٹھتے ٹانگیں لٹکاتے پوچھا۔

یہ ایک بھاری بوٹوں کی آواز قریب آنے لگی۔ آہل نے مرڑ کر دیکھا۔ سیاہ لباس میں موجود چہرے ڈھکے پندرہ سولہ افراد لمبے قد و قامت کے مالک، بھاری رائفلز ہاتھوں میں دستانے۔ آہل نے جیب کھنگالی۔ گن غائب تھی۔ موبائل جیپ میں آگے پڑا تھا۔ یقیناً وہ بھی اب وہاں نہیں ہوگا۔ وہ بہت برا پھنس چکا تھا۔ طاقت اور عقل دونوں میں سے ایک کا استعمال اس نے کیا اور ایک کا ڈیک نے۔

دیکھو یار کتنے اچھے لگ رہے ہو تم اس ویڈیو میں۔ ڈیک نے ٹیب اسکے سامنے کیا۔ جوا بھی اس کے اشارے پر عام لباس میں موجود ایک شخص نے اسے تھمایا تھا۔ ویڈیو میں آواز غائب تھی۔

آہل نے مسکراتے ہوئے ڈیک سے ہاتھ ملایا۔ دونوں نے چند باتیں کیں۔ وہ نیچے اُتر اور ڈیک کے پاس کھڑی بلیک جیپ میں سے کارٹن نکالنے لگا۔ ساتھ میں دونوں نے کسی بات پر قہقہہ بھی لگایا تھا۔ دونوں نے مل کر تمام

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

ڈبے آہل کی جیب میں منتقل کیے۔ پھر ہنستے ہوئے ڈیک نے اس سے کچھ کہا اور آہل نے کارٹن کھولا۔ وہاں کیمرے کو بہت زوم کر کے اسلحہ دکھایا گیا۔ آہل کے چہرے کے تاثرات کیمرے نے کیچ نہیں کیے تھے۔ صاف لگ رہا تھا کہ سب آہل کی مرضی سے ہو رہا ہے اور وہ بھی اس میں شامل ہے۔

اے ایس پی آہل نے اسلحہ منتقل کرنے میں ہماری مدد کر کے خود کو عوام کا سچا خدمات گزار ثابت کر دیا۔ واہ کیا ہیڈ لائن ہے؟؟ ڈیک کا قہقہہ سنسان سڑک پر گونجتا واپس پلٹا تھا۔

اوہ مائی گاڈ اے ایس پی صاحب کا چہرہ تو لال ٹماٹر ہو گیا۔ کیا ہوا ہیڈ لائن پسند نہیں آئی کیا؟؟ ڈیک نے مصنوعی حیرت لہجے میں سموتے پوچھا۔

شٹ اپ! اس سب کا مطلب کیا ہے؟ کیوں کیا تم نے یہ سب؟ کیا دشمنی ہے تمہاری میرے ساتھ؟ آہل دبے دبے لہجے میں غرایا۔

دشمنی؟ میں تو دوستی کا ہاتھ بڑھانے آیا ہوں۔ ڈیک نے آگے کو جھکتے پسٹل گھماتے کہا۔

بات کو گھماؤ نہیں۔ آہل ضبط سے سرخ پڑتے چہرے کے ساتھ ڈپٹنے کے انداز میں بولا۔

سب بتاتے ہیں یار غصہ کیوں ہوتے ہو؟ کچھ خاطر تواضع تو بنتی ہے نا تمہاری۔ اس سے پہلے کہ آہل اسکی بات پر کوئی رد عمل ظاہر کرتا۔ اسکے اشارے پر دو گن مین اسکے گٹھنے پر رکھے کارٹن کو اٹھا کر واپس جیب میں ڈالتے میں دھکیل چکے تھے۔ آہل کو پہلی بار احساس ہوا تھا کہ وہ جس محکمے سے wrangler اسے ڈیک کی

منسلک ہے وہ بچوں کا کھیل نہیں۔ ایک چھوٹی سی بے وقوفی کی بناء پر وہ نجانے کس مصیبت سے دوچار ہونے

والا تھا۔

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

باقی تمام گاڑیاں بھی اسلحے سے لیس افراد سے بھر چکی تھیں۔ آگے پیچھے سیدھ میں چلتی وہ سڑک پر تیز رفتار سے دوڑنے لگیں۔ آہل کی آنکھوں پر کالے رنگ کی پٹی باندھ دی گئی تھی۔

آپی یہ ساتھ والے گھر میں تو ہر وقت اتنی خاموشی چھائی رہتی ہے کہ مجھے گمان گزرتا ہے جیسے کوئی بھی نہ رہتا ہو وہاں۔ نیلیم نے کچن میں رکھے فریج سے پھلوں کی ٹوکری نکالتے کہا۔

دو تو بندے ہیں۔ وہ بھی جوان سمجھ دار، بچے تھوڑی ناہیں جن کے رونے کی آوازیں آئیں۔ صاعقہ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

مجھے یہ بتاؤ تمہیں اتنا تجسس کیوں ہو رہا ہے نئے کرائے داروں کے بارے میں؟؟ صاعقہ نے ابرو اُچکاتے پوچھا۔

آپکی غلط آبرو ریشن ہے اور کچھ نہیں۔ اس نے ناک سے مکھی اڑاتے کہا۔

اوہو ابھی پھل کیوں کاٹ رہی ہو۔ بس بن گیا پلاؤ۔ رائتہ بھی بنا لیا ہے۔ تم سلاد بنادو بس میں کھانا لگاتی ہوں۔ صاعقہ نے اسے سیب کاٹتے ٹوکا تھا۔

ارے صاعقہ میرے بچے کتنا وقت لگے گا؟ بچے بچا رہے بھوکے بیٹھے ہوں گے۔ کہا بھی تھا میں نے کہ جلدی ہاتھ چلا۔ دادولا ٹھی گھسیٹتے کچن میں داخل ہوتے ہی شروع ہو چکی تھیں۔

نیلیم کا مرکت از دیباء تبسم

دادو بس بن گیا ہے۔ صاعقہ نے دم پر رکھے پلاؤ کے نیچے آنچ اور کم کر دی۔

کون سے بچے دادو؟ یہ نیلیم ابرار تھی۔

تجھ سے مطلب؟؟ دادو نجانے اس سے اب کس بات پر خفا تھیں۔

دادو!! نیلیم چیخی۔ چپ کر۔ دادو نے جھڑکا۔

میں نہیں بنارہی کوئی سلاد۔ وہ پیر پٹختی یہ جاوہ جا۔

یہ سکھایا ہے تو نے اور ابرار نے اسے۔ جائے گی اگلے گھر تو ناک کٹوائے گی۔ دادو ہاتھ ہلا ہلا کر جذباتی انداز میں گویا ہوئیں۔

ناک ہی نہیں آپ کے ہاتھ، پیر، کان سب کٹواؤں گی اگلے پچھلے گھر جا کر۔ وہ دادو کو چڑانے کے لیے باآواز بلند ڈرائنگ روم سے ہی چیخی تھی۔

کم بخت!! آگیا ہے دم کہہ پر سوں آئے گا؟

جی جی بس ہو گیا دادو۔

نکال دے ایک ڈبے میں۔ دادو نے حکم دیا اور پھر باہر نکل گئیں۔ گھنٹی کی آواز بھی اسی وقت آنے لگی۔

بیٹا بڑی زحمت دی تمہیں۔ دادو نے ٹائیگر کے ہاتھ سے خاکی رنگ کا لفافہ جس میں ان کی دوائیں تھیں، تھامتے کہا۔

نہیں دادو ایسی کوئی بات نہیں۔ بس انکل جلدی میں تھے تو میں نے کہا میں لا دیتا ہوں۔ اپنا خیال رکھا کریں، چلتا ہوں میں۔ وہ دروازے میں ہی کھڑے کھڑے کہہ رہا تھا۔

نیلیم کا حرکت از دیاء تبسم

ارے ایسے کیسے پلاؤ بنایا ہے بچیوں نے۔ تمہارے اور انس بیٹا کے لیے نکال رکھا ہے۔ اندر آؤ لے کر جاؤ۔
بھئی بڑا ذائقہ ہے میری صاعقہ کے ہاتھوں میں۔ دادو دوپٹہ درست کرتیں اسے اندر آنے کو راستہ دینے لگیں۔

آپ بلاوجہ تکلف کر رہی ہیں دادو۔ وہ خفیف سا کہہ رہا تھا۔

نیلیم نے کھڑکے کی آواز پر کھڑکی سے جھانکا تھا۔ دادو کو دروازے میں کھڑے کسی سے بات کرتے دیکھ کر وہ اُچھل اُچھل کر مقابل کو دیکھنے کا جتن کر رہی تھی۔ جب وہ اندر چلا آیا۔

تشریف لائیں ہیں۔ "خود کلامی کے انداز میں کہتے اس نے سفید شرٹ پر جینز کی black bear اوہ" جیکٹ پہنے اور سیلیوس رول کیے دادو سے بات کرتے ٹائیگر کو دیکھا۔

بلا کی کشش تھی اس بندے میں اور جب بولتا تو بس ہلتے ہونٹ ہی نظر آتے۔ سماعت تو گویا بہری ہو جاتی تھی۔ یہ نیلیم کی ذاتی رائے تھی۔ بل چباتے اس کا غبارہ بھلاتے ہوئے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

اس نے نظروں کی تپش محسوس کر کے ہی شاید اوپر کی جانب دیکھا تھا۔ جہاں وہ کھلی زلفیں لیے چیونگم کے غبارے پھوڑتے اسے ہی ہلکے سبز کانچ میں سمائے کھڑی تھی۔ ٹائیگر کے گھورنے پر ڈھٹائی سے ہاتھ ہلاتے ہیلو کا اشارہ دیا۔ اتنی گرم جوشی تھی اسکے انداز میں جیسے وہ اسکے مامے کا پتر ہو۔ ٹائیگر نے کلس کر سر جھٹکا اور پھر دادو کو دیکھا۔ جو ایک سفید رنگ کا ڈبہ اسے پکڑا کر مسکراتے ہوئے کچھ کہتیں اسکے سر پر اونچے ہو کر پیار دینے لگیں پھر جالی کے دروازے سے اندر چلی گئیں۔

نیلیم نے کھڑکی میں پڑا چھوٹا سا گملہ اٹھا کر کافی آنکھ سے ٹائیگر کے سر کا نشانا لیا۔

چیونگم کا غبارہ پھوڑتے اس نے گملہ چھوڑ دیا۔ "sorry black bear اوہ"

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

جسے کمال مہارت سے بغیر اوپر دیکھے ہی وہ کیچ کر چکا تھا۔ نیلیم نے دونوں ہاتھ منہ پر رکھے حیرت سے اسے دیکھا تھا۔

ٹائیگر کے ماتھے پر انگنت سلوٹیں اُبھری ہوئی تھیں۔ گملے کو پوری قوت سے زمین پر دے مارا۔ اتنی شدید آواز تھی کہ دوسری منزل پر موجود کھڑکی میں کھڑی نیلیم نے بے اختیار کانوں پر ہاتھ رکھے۔ آنکھیں میچ لیں اور جب ان گھنیری پلکوں کا آنچل اٹھا تو سامنے سرد تاثرات لیے کھڑے ٹائیگر نے جانے آنکھوں ہی آنکھوں میں اسے کیا باور کرایا تھا کہ پل بھر پہلے کی شوخی اب بالکل مفقود ہو کر رہ گئی تھی۔ پھر وہ رکنا نہیں ٹانگ سے دروازہ کھولتے وہ آندھی طوفان کی طرح باہر نکلا تھا اور دروازہ اس سے بھی زوردار آواز میں بند کیا تھا۔

ہائے یہ آواز کیسی تھی؟ جتنے میں داد و منہ پر ہاتھ رکھے ہانپتے ہوئے گیراج میں آئیں۔ وہ جاچکا تھا۔ اوپر کھڑکی کے پردے بھی برابر ہو چکے تھے۔

Writers

کیا ہوا ہے آہل کو کھانے پر کیوں نہیں آرہا؟ اسرار صاحب نے بیگم سے پوچھا۔ تمام افراد نیچے چٹائی بچھائے رات کے کھانے کے لیے بیٹھے تھے۔ مگر آہل نہ دوپہر میں آیا تھا نہ ہی اب رات کو کھانا کھانے آیا تھا۔

نیلیم کا حرکت از دیاء تبسم

پتا نہیں کیا ہو گیا ہے میرے بچے کو۔ ایک تو نو کری ایسی ہے کل رات پوری لگا کر آیا ہے۔ ان منحوسوں کے جلسے ہی ختم نہیں ہوتے۔ اتنا کہا تھا میں نے کہ مت بھرتی کرائیں پولیس میں۔ ہم غریب ہی اچھے ہیں۔ افسر بنانے کا ارادہ تھا بھگتیں اب۔ روز کوئی نا کوئی مسئلہ کھڑا ہوتا ہے۔ مجھے لگتا ہے ٹینشن بہت لینے لگا ہے میرا بچہ۔ وہ ان کی پلیٹ میں دال نکالتے کہہ رہی تھیں۔

اچھا فیصلہ ہے اُس کا باپ کا خیال کیا۔ کھیلنے کودنے کے دنوں میں دن رات پڑھائی کی۔ اپنی تعلیم مکمل کی۔ اب تو صحیح وقت آیا ہے پھل حاصل کرنے کا۔ کب تک یہ تین کمرے کے کرائے کے مکان میں زندگی گزاریں گے۔ وہ افسردگی سے کہہ گئے۔

اللہ کا شکر کریں۔ کم کھائیں حلال کھائیں۔ بیگم کو ان کا غربت کا رونا برا لگا تھا۔

ہاں تو وہ کونسا حرام کما رہا ہے۔ اسرار صاحب کی بات دسترخوان تک آتے آہل کے کانوں میں بھی پڑ چکی تھی۔ اسے کچھ دیر پہلے ایمن اور ایشاز بردستی اٹھا کر لائیں تھیں۔

آؤ بیٹا کھانا کھاؤ۔ چلو بڑے بھائی کے ساتھ بیٹھ جاؤ شاہاش۔ ماں نے پیار سے کہا تو وہ پھیکا سا مسکراتا ریان کے ساتھ آ بیٹھا۔ ورنہ حلال لفظ اب تک اسکے کانوں میں گونج رہا تھا۔

کیا ہوا کوئی پریشانی ہے آہل؟ انہوں نے دو تین منٹ تک بھی اسے پلیٹ میں کچھ ناز نکالتے دیکھ کر پوچھا۔

نہیں بابا! وہ پلیٹ تھامے سالن نکالنے لگا۔

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

پھر آج اپنے چاچو کی طرف کیوں نہیں گئے۔ چھوٹی بہنوں کو بھی لے جاتے آج تو آف تھا نا تمہارا؟ بس تھکا ہوا تھا بابا۔ پھر کسی دن لے جاؤں گا۔ وہ ٹال گیا۔۔ عالیہ (آہل کی ماں) نے چچا کے ذکر پر کڑوا بادام نگلا تھا۔ وہ ہمیشہ سے ہی آہل اور اپنی بیٹیوں کا ابرار صاحب کے گھر جانا پسند نہیں کرتی تھیں۔

بیٹے کے رنگ ڈھنگ سے تو تقریباً دونوں خاندان ہی آگاہ تھے۔ مگر بہر حال کھلے الفاظ میں ابھی تک یہ معاملہ سامنے نہیں لایا گیا تھا۔ عالیہ بیگم کو نیلیم کے غیر معمولی حُسن سے ایک عجیب سی وحشت ہوتی تھی۔ انہیں وہ لڑکی نجانے کیوں تباہیوں کا بادیوں کا سامان نظر آتی تھی۔

کمرے میں ایک بلب تھا۔ وہ بھی پیلی روشنی بکھیرتا آنکھوں کو ناگوار گزر رہا تھا۔

مگر وہ دونوں ڈبوں سے بھرے اس کمرے میں مطمئن انداز میں اپنے اپنے کام میں مصروف تھے۔ انس اوپر والے ڈبوں میں نہیں ہے یا۔ ان کو ایک طرف کر دو۔ اس کے کہنے پر انس نے تیزی سے چند ڈبے اٹھا کر ایک طرف رکھے پھر قطار در قطار مینار کی طرح کھڑے ڈبوں میں سے ایک کھول کر دیکھا اور پھر نیچے زمین پر رکھ دیا۔

یہ تو بہت بھرا ہوا ہے۔ بقیاسب میں بھی ہیر وئن ہے کیا؟ انس گٹھنے کے بل بیٹھ کر پاؤڈر کی تھیلیاں نکالتے انہیں چیک کرتے کہہ رہا تھا۔ ٹائیگر نے کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ مینار کی طرح کھڑے ڈبوں پر چسپاں نمبرز

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

چیک کرنے میں مصروف تھا۔ پھر تین چار کارٹن اٹھا کر کمرے کے وسط میں رکھے اور پانچواں کارٹن کھولا۔ جس میں پلاسٹک شیٹ کے اندر پتھر کی صورت کو کین پڑی تھی۔ اسکے چہرے پر بلا کی سنجیدگی طاری تھی۔ نہیں ساری ہیروئن نہیں ہے۔ کو کین بھی ہے مہنگا ترین نشہ۔ اس کی اسمگلنگ سے تو دن دُگنی رات چوگنی کمائی ہو۔ ٹائیگر کی بات پر ہیروئن کو سو نگھٹا انس اسکے پاس اکھڑا ہوا۔

اور یہ سرف کے نیلے پیکیٹس والے ڈبوں میں کیا ہے؟؟ انس نے پوچھا۔

اُس میں نشہ آور گولیاں ہیں۔ جو زیادہ تر کیفے ٹیریا میں چائے اور کولڈر نکس میں ڈال کر اسٹوڈنٹس کو پیش کی جاتی ہیں۔ تاکہ ان کو نشے کا عادی بنایا جاسکے۔

واہ اس کام میں تو کمائی ہی کمائی ہے۔ انس نے تبصرہ کرتے ایک نیلا پیکیٹ کھول لیا۔

انس ان کاموں کا وقت نہیں ہے ابھی۔ تم اپنے یہ تجربے بعد میں کر لینا۔ پہلے سارے کارٹن باندھو اور انہیں پہنچانے کا کام مکمل کرو۔ مجھے بھی آدھے گھنٹے کے اندر اندر نکلنا ہے۔ ٹائیگر اٹھتے ہوئے بولا۔

اور ہاں کوئی غلطی نہ ہو۔ شک نہ گزرے کسی کو بھی کہ ان ڈبوں میں کیا ہے؟ اور ہم یہاں کس مقصد سے رہے ہیں؟؟ وہ تنبیہ کرنے والے انداز میں اُنکی اٹھا کر بولا

ریلیکس سر کام ہو جائے گا۔ انس مطمئن تھا۔

آریو شیور؟؟ جی ہنڈر ڈپر سنٹ۔

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

گڈ! ٹائیگر اس کمرے سے نکل کر اب دوسرے میں آچکا تھا۔ جہاں چھوٹی سی لکڑی کی الماری اور ایک میٹرس، دو کرسیوں، ایک بڑی میز جسکے اوپر چھوٹا سالیپ پڑا تھا اور ایک باسکٹ میں کافی سارے چارٹس اور مار کرز تھے۔

Socialmedia

چلو بھئی اس کو پھر سے دورہ پڑ گیا۔ پچھلے پانچ سال سے ایک ہی جملہ بھئی اگر اتنا دم ہے تو آئے پکڑے میرا گریبان گیدڑ کی اولاد۔ ایم آنے سفید اے فور سائز کا پیپر مروڑ کر سامنے پڑی چھوٹی سی خالی روم باسکٹ میں پھینک دیا۔ اس کاغذ پر لال موٹے مار کر سے وہی تحریر تھا۔ جو وہ پچھلے پانچ سالوں سے پڑھتا آیا تھا۔ اب تو اسے یہ جملہ بھی حفظ ہو چکے تھے۔



میں آ رہا ہوں منہاج عزضحاک اپنے ماں باپ کے خون کا ایک ایک قطرہ تمہارے جسم سے وصول " کرنے۔

" تمہاری موت "

وہ اپنے روم میں ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑا ٹائی کی ناٹ لگا رہا تھا۔ جب ڈیک یہ خط لے کر پہنچا۔

سر یہ خط کون پہنچا رہا ہے؟ اسکا پتہ کیسے لگایا جاسکے گا؟؟ بہت ہی تیز انسان ہے۔ جو کوئی بھی ہے نا ہی اس پر اسٹیپ لگا ہے نا ہی ڈاک یا کچھ بولتا ہے۔ گو نگا ڈاکیہ ہے۔ دو تین بار اُسے دھمکا چکا ہوں لیکن کچھ معلوم نہیں ہو سکا۔ ڈیک کو تجسس نے گھیر رکھا تھا۔ البتہ ایم آزاں سے محفوظ تھا۔

کو سلجھانے میں کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ منہاج نے کف لنکس لگاتے جواب دیا۔ puzzle مجھے اس سر میں سوچ رہا تھا۔

تم سوچنا بعد میں پہلے مجھے رپورٹ دو آج کی۔

وہی بتانے آیا تھا سر۔ ایگل نے منشیات ڈیلیور کر دی ہیں اور پیسہ سارا چھوٹے صاحب کے حوالے کر۔۔

---- فوٹیج دکھاؤ۔ ایم آزاں نے بات کاٹتے کہا

یہ دیکھیں۔ ڈیک نے ہاتھ میں پکڑا ٹیب ایم آزاں کی جانب موڑا۔ جس کی اسکرین پر ایگل اور چھوٹے صاحب " کیفے ٹیریا کے پچھلے کمرے میں بیٹھے تھے چھوٹے صاحب ایک کتھی رنگ کی تھیلی کھولے دیکھ رہا تھا۔ جس میں پاکستانی کرنسی بھری پڑی تھی۔ سنہری نیلے نوٹوں کی گڈیاں تھیں اور ایگل اسکے سامنے سگریٹ سلگائے بیٹھا تھا۔

اور یہ چھوٹے صاحب کب آئے گا پیمینٹ لے کر؟ جب پیسا صبح ہی اسکے پاس پہنچ چکا تھا تو ابھی رات تک اسے لے کر آجانا چاہیے تھا۔ ایم آزاں کی تیوری چڑھ گئی۔

سر میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ ایگل کو ہی سارا کام سونپ دیں۔ چھوٹے صاحب بہت ڈھیلا بندہ ہے۔ ڈیک نے ناگواری سے کہا۔

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

ہو نہ مجھے ایگل پر ابھی تک بھروسہ نہیں ہوا۔ کچھ تو مشکوک ہے اُس میں۔ بندہ اتنا ٹرینڈ بھی کیسے ہو سکتا ہے؟؟ راتوں رات مال ڈیلیور کر دیتا ہے چھتیں پھلانگتا پھرتا ہے۔ خیر اسکا بھی میں جلد ہی پتہ صاف کرتا ہوں۔ اس نے پرفیوم اسپرے کرتے تفصیلاً ایگل پر تبصرہ کیا۔

سر مجھے نہیں لگتا اگر ایسا کچھ ہوتا تو وہ کیوں اتنا مال ڈیلیور کرتا اور پیسہ بھی صحیح سلامت چھوٹے صاحب کے حوالے کر دیتا۔

سر چھوٹے صاحب آگیا ہے۔ اس سے پہلے کہ ایم آز کچھ کہتا ڈیک اپنا سیل چیک کرتے بولا تھا۔
ہممم چلو ایم آز نے جوتے پہنے اور بیڈ سے کھڑا ہو گیا۔

اس عالیشان کمرے میں ہر چیز اعلیٰ تھی۔ قیمتی اور نایاب، اسٹائلش فرنیچر، شیشے کی سلائیڈز لگی وارڈراب، ہارڈ ووڈ کے فرش پر جابجا پڑے روئی جیسے میٹ۔ ہر چیز چمکتی دمکتی اور سب سے توجہ طلب چھت کی سجاوٹ تھی۔

مم۔۔ میں آ رہا تھا پیسہ (پیسہ) لے کر مگر۔۔ راستے میں ڈوڈ۔۔ ڈاکو وہ سارا پیسہ۔۔ بڑے سے لاؤنج میں موجود قیمتی صوفے پر پھٹے کرتے میں بے شمار چوٹوں سے سو جامنہ لیے چھوٹے صاحب اٹکتے ہوئے خوف زدہ لہجے میں بے ربط بول رہا تھا۔ گھبراہٹ اور کپکپاہٹ اس کے ہر عضو سے جھلک رہی تھی۔ ڈیک نے ایم آز کی جانب دیکھا۔ جسکا چہرہ ہر جذبات سے عاری تھا۔ بلیک ڈنر سوٹ میں ملبوس وہ بے حد وجیہہ دکھ رہا تھا۔
ایگل کہاں ہے؟ تین چار منٹ بعد وہ یہی بول سکا تھا۔

سرہم یہاں ہے۔ ہم کو پتا تھا آپ کا شک سیدھا ہمارے پر ہی جائے گا۔ کیا ہے ناہم اس دھندے کا پرانا بندہ " ہے اور سمجھتا ہے کہ بروسہ (بھروسہ) کرنا آسان کام فی (نہیں) ہے۔ تبھی چھوٹے صاحب کے ساتھ ہی آگیا۔ ایگل داخلی دروازے سے ہولے ہولے اندر آتا کہہ رہا تھا۔

پیسہ کس کے پاس ہے ایگل؟؟؟" ایم آرن کے تاثرات میں اب بھی رتی برابر فرق نہ آیا تھا۔"

چھوٹے صاحب کے پاس۔ وہ بھی اطمینان سے بولا۔

پیسہ تمہارے پاس ہے۔ منہاج نے دھاڑتے ہوئے اسے گردن سے دبوچ کر صوفے کی پشت پر گرا دیا۔ وہ اسکی گردن دبوچتے وحشی ہو رہا تھا۔ ایگل کی آنکھیں باہر اُبلنے کو تھیں۔ مگر وہ کوئی مزاحمت نہیں کر رہا تھا۔ ایم آرن نے اسکو مزاحمت نہ کرتے دیکھ جھٹکے سے چھوڑ دیا۔ ایگل کھانسنے لگا۔ ڈیک نے پانی کا گلاس اسکی جانب بڑھا دیا جسے وہ ایک ہی سانس میں چڑھا چکا تھا۔

جان لے لے ہمارا تب ہی استاد آپکو یقین آئے گا کہ ہم اپنے دھندے اور آپ سے مخلص ہے۔ ایگل نے ہاتھ کی پشت سے گیلے ہونٹ صاف کیے۔ ایم آرن نے ایک تیز نظر اس پر ڈالی اور دوسری چھوٹے صاحب پر جواب تک کانپ رہا تھا۔ پھر راستے میں پڑی شیشے کی میز کولات رسید کرتا نکل گیا۔ اس غصے میں بھی درجن گارڈز اسکے پیچھے گاڑیاں لے کر نکل چکے تھے۔

گاڑیوں کے نکلنے کی آواز سُن کر ڈیک سر تھا مے صوفے پر ہی بیٹھ گیا۔ جب کہ ایگل اور چھوٹے صاحب پریشان کھڑے تھے۔

رات ہے

برسات ہے

اور

تیرا ساتھ ہے

یہ خواب ہے

خیال ہے

مگر کمال ہے



رات مینہ برسا اور کیا خوب برسا شہر قائد کو جل تھل کر گیا۔ پتہ پتہ نکھر گیا تھا۔ نیلیم اور صاعقہ دونوں نے دادو کے ساتھ فجر ادا کی اور اب چائے کی چسکیاں لی رہی تھیں۔ جب تیز ہوا کے جھونکے کھڑکیوں سے ٹکراتے عجیب و غریب آوازیں پیدا کر رہے تھے۔ نیلیم ان آوازوں پر کپکپاتے ہوئے کانوں پر ہاتھ رکھ لیتی۔

چڑیا سادل ہے تمہارا تو۔ صاعقہ ایسے موسم میں کئی باریہ بات اسے کہہ دیتی تھی۔ لال بیگ بارش کے کیڑے، چھپکلی ہر چیز سے ڈر جاتی تھی وہ۔ یہاں تک کہ تیز کھڑکے کی آواز سے بھی۔

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

صبح ساڑھے چھ بجے کے وقت صاعقہ کا فون بجا تو وہ دادو سے نظر بچاتی چائے کا مگ اٹھائے چھت پر آگئی۔ جہاں پھر سے بارش شروع ہو چکی تھی۔ مارچ کے آخری دنوں میں بارش کا ہونا کچھ عجیب نہ تھا۔ کراچی کے موسم کا ایک انوکھا ہی شیڈول ہے۔

اللہ تعالیٰ کچھ زیادہ ہی مہربان ہیں تم لوگوں پر ورنہ اسلام آباد میں تو ایک بوند نہیں برسی۔ حارث کی آواز اسپیکر سے آتی صاعقہ کے کانوں میں رس گھول رہی تھی۔ ایک سہانا موسم صبح کا منظر اور محبوب شخص کی دھیمی آواز، کیا خوب کا لطف تھا اس لمحے میں۔ اس کا دل فنا ہونے کو چاہا تھا۔

لتم آؤ گی تو اسلام آباد کا بھی موسم بدل جائے گا۔ کچھ بارش کے قطرے ادھر بھی پڑنے لگیں گے۔ بہت پسند ہے نا تمہیں بارش۔ اس کے کچھ نابولنے پر اس نے سوالیہ انداز میں کہتے اسے بات کرنے کو اکسایا۔ جی! وہ سر جھکاتے میٹھی سی مسکراہٹ سے ایسے کہہ رہی تھی جیسے وہ دیارِ غیر میں نہیں بلکہ اس کے سامنے موجود ہے۔

بہت ہو گئیں فون پر باتیں۔ اب جلدی آئیں حارث بھائی تاکہ میں آپ لوگوں کی شادی پر بھنگڑا ڈال سکوں۔ نیلیم نجانے کب آئی تھی۔ اب فون اس سے جھپٹ کر شروع ہو چکی تھی۔ صاعقہ اس سے سیل چھیننے کی کوشش کر رہی تھی اور وہ اس کے ہاتھ جھٹکتی اپنی ہی ہانکے جارہی تھی۔

کس ظالم کا دل کرتا ہے آپ کو انتظار کرانے کا۔ بس یہاں کے بکھیڑے ختم ہوں تو آپ کے جیجا جی فوراً حاضر ہوں گے سہرا بندھوانے کو۔ وہ شوخی سے بولا۔

اچھا جناب اور میں پہلے ہی۔ صاعقہ نے فون جھپٹ کر کاٹ دیا۔

کیا بد تمیزی ہے آپنی؟ نیلیم چلائی۔

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

صاعقہ سنی ان سنی کرتی آخری سیڑھی بھی پار کرتی چھت پر پہنچ چکی تھی۔ پانی کی بوندیں اسے بھگونے لگیں۔ نیلیم نے بھی اسکی تقلید کی۔

آپی حارث بھائی کب آئیں گے؟ آپ بہت مس کرتی ہیں نا حارث بھائی کو؟؟ نیلیم نے پوچھا۔

ہاں! صاعقہ نے دونوں ہاتھوں سے ماتھے پر چپکے گیلے بال ہٹائے۔

حارث بھائی کتنے اچھے ہیں۔ کتنی محبت کرتے ہیں آپ سے۔ نیلیم نے شوخی سے اسے چٹکی کاٹی۔

میں بھی تو کرتی ہوں اُن سے محبت۔ صاعقہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اُف یہ محبت ہمارے گلے کب پڑے گی؟ "سرد آہ بھرتے وہ چھت کے وسط میں گول گھوم گئی۔ سفید رنگ" کی فراک اور سفید ہی دوپٹے پاجامے میں وہ کوئی پریوں کے دیس کی بھٹکی ہوئی لگ رہی تھی۔ پانی کے قطرے اسکی سنہری دمکتی رنگت کو اور نکھار بخش رہے تھے۔ ہونٹوں کا رنگ سرخی مائل ہو چکا تھا۔

پاگل، صاعقہ بڑبڑائی۔

بابا اُٹھنے والے ہوں گے میں نے ناشتہ نہیں بنایا۔ نیلیم چلو نیچے۔ صاعقہ جلدی سے سیڑھیوں کے پاس آکر "جوتی پاؤں میں اڑستے بولی۔

ہم ابھی نہیں آرہے۔ دوسری جانب وہ بارش میں قطرہ قطرہ پگھلتی، بند آنکھیں آسمان کی طرف اُٹھائے کسی اور ہی دیس میں پہنچ چکی تھی۔

ٹھک ٹھک کی آواز پر اس نے چونک کر آنکھیں کھول دیں۔

دیوار کے پار جھانکا تو دل جو گلشیر ز کی دیوار کی طرح کھڑا تھا آج قطرہ قطرہ پگھلتا پانی بن کر دریائے کنہار میں جا گرا۔

ٹائیگر وائٹ بنیان اور بلیک ٹراؤزر جسکے سائڈ پر لمبی لمبی سفید پٹیاں لگی تھیں پہنے بارش میں مکمل بھیگ چکا تھا۔ سیمینٹ کی چھت پر ننگے پیر ہاتھوں میں لال پکی اینٹیں اٹھاتا وہ ایک کونے میں جمع کر رہا تھا۔ چھت پر پڑی لکڑیوں کو اپنے مضبوط شانوں پر ڈالتے برآمدے میں رکھنے لگا۔ وہ بہت مصروف دکھائی دے رہا تھا۔ بال بھیگ کر مکمل ماتھے پر چپکے پڑے تھے۔ کسرتی بدن سفید بنیان سے صاف جھانک رہا تھا۔ اب بھی چند بچی اینٹیں اٹھاتے یک لخت اس نے اوپر کی جانب دیکھا تھا۔ جہاں وہ اپسرا کھڑی تھی۔ اسکی نظریں اتنے فاصلے پر بھی مقابل سے ٹکرا گئیں تھیں۔ تیز ہوائیں چلتی جیسے ان کے گرد حصار قائم کرے لگیں۔ اسکا سفید آنچل اڑتا ہوا چھت کی دیوار سے جھانکنے لگا تھا۔ وہ سانس روکے اسے دیکھ رہی تھی۔ پوری کائنات جیسے کہیں پس منظر میں جا چکی تھی۔

ہلکے سبز کانچ میں اسکا عکس صاف تھا۔ مگر وہ، وہ تو اسے نجانے نظروں ہی نظروں میں کیا سمجھنا چاہ رہا تھا۔ چھتی ہوئی خبردار کرتی ہوئی نظر تھی اسکی۔ مگر وہ سبز کانچ تو گویا اسکی ہر تنبیہ سے صرف نظر کرنے کو تیار تھے۔

آرزو کہاں پوری ہوتی ہیں دل کی سبھی خواہشیں

کہ بارش بھی ہو یا رہا بھی ہو اور پاس بھی ہو

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

وہ سر جھٹک چکا تھا۔ شاید تھک گیا تھا ان نظروں سے۔ طلسم ٹوٹ گیا۔ وہ سحر سے آزاد ہو چکی تھی۔ ساحر جانے کو مڑ رہا تھا۔ حُسن کی دیوی اسکے رُک جانے کی تمنائی کھڑی تھی۔ بارش ان کے تماشے پر اور زور و شور سے برس رہی تھی۔ عجب سماں تھا۔ کیا جلن تھی ان سبز آنکھوں میں اسے مڑتا دیکھ ایسے لگ رہا تھا کہ بارش کے قطرے آگ کے گولے بن گئے ہوں۔ کائنات ہل گئی تھی۔ سب پلٹ گیا۔ وہ چلا گیا۔ ایسے ہی دونوں ہاتھوں میں ایک ایک اینٹ اٹھائے زہنہ نیچے اترنے لگا۔ وہ دیکھ رہی تھی یہاں تک کہ اسکی پر چھائی تک کہیں گم ہو گئی۔

Socialmedia



Writers

محبت دے دکھرے روگ نے
کدی دور تہ کدی کول نے
اساں لائی پریت اودے نال
جیڑا من پتھرتے تن شیشہ اے

(از خود)

نیلیم آجاؤ ناشتہ کر لو۔ گرم گرم آلو کے پراٹھے بنائے ہیں میں نے۔ صاعقہ شاید نیچے سیڑھیوں پر کھڑی "چلاتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

کو؟ اُداس کیوں ہو رہے ہیں ہم؟ black bear کیا ہو گیا ہے ہمیں؟؟ کیوں اتنا سوچ رہے ہیں اس

وہ خود سے اُجھتی اپنی کیفیت پر سخت جھنجھلائی اور بیزار سی نیچے جانے لگی۔

بارش کی بوندیں محبت کی ایک نئی داستان رقم کرنے میں شاید کامیاب ٹھہری تھیں۔

ایک نئی داستان۔۔۔

ایک نئی کہانی۔۔۔۔

ایک اور محبت۔۔۔۔۔

ایک منفرد جذبہ۔۔۔۔۔۔

وقت کی تہوں میں لپٹی داستانوں کے انجام سے نڈر۔

ہر خوف دہشت سے آزاد۔

بس ابتداء کے منتظر انجام سے بے خبر۔

پہچان سے انجان۔

آشنائی کی تمنائی۔

محبت یا جدائی؟؟

ٹھنڈی ہوا کے سرد جھونکے ایم آرز پلازہ کی اوپری منزل پر کھڑے منہاج عزضاک کے جسم سے ٹکرا رہے تھے۔ وہ ایک ٹرانس کی کیفیت میں دونوں بازو واکیے بارش کی بوندوں کو اپنے کشادہ سینے پر گرتا محسوس کر رہا تھا۔ مگر یہ بارش کے قطرے ماضی کی یادوں کو لپیٹ اب آگ کی چھوٹی چھوٹی گیندیں بن کر اسکے سینے پر پڑ رہے تھے۔ وہ کھو گیا تھا۔ ماضی میں تیرہ سال پہلے کے منظر میں۔

یہ منظر ہے سعودیہ کے شہر جدہ کا۔ جہاں تقریباً چار ملین عوام بستی ہے۔ یہاں بسنے والی چار ملین آبادی میں وہ اور اسکا چھوٹا سا خاندان بھی آباد تھا۔

گھلے صحن تلے بارش کا سلسلہ رُک جانے کے بعد ہلکی ہلکی پھوار برس رہی تھی۔ جدہ میں پسند کی جانے والی زعفران کی چائے سے لطف اندوز ہوتے سولہ سال کی لڑکی شوخ آواز میں بولی۔

ابواب بھائی ہمیں شعر سنائیں گے۔ تب ہی چائے کا مزہ دو بالا ہوگا، کیوں امی؟؟؟" اس نے چھوٹے چھوٹے موڑ ہوں پر بیٹھے اپنے والدین سے کہا۔

جی ضرور چلیں صاحبزادے کچھ سنادیں۔ اسکی عربی شاعری کی ڈائری جب سے ان کے ہاتھ لگی تھی۔ وہ کوئی موقع جانے نہیں دیتے تھے۔

ابو! گیلے لباس اور تر بالوں کے ساتھ سترہ سال کا وہ نوجوان احتجاج کرنے لگا۔

بھائی سنار ہے ہیں کہ ہم آپ کی ڈائری لے آئیں۔ چھوٹی لڑکی نے دھمکایا

نیلیم کا مرکت از دیباء تبسم

ابو آپ دیکھ رہے ہیں کائنات کو۔ وہ شکایت کرنے لگا۔

ہا ہا ہا تم بھی سنا دو کیوں تنگ کر رہے ہو؟ امی کے کہنے پر اس نے کھا جانے والی نظروں سے بہن کو گھورا۔

”حببتُ“

وَفَقَدْ نَفْسِي فِي لَوْنِ عَيْنِيكَ

فَوَجَدْتُ نَفْسِي فِي كَذِبِ عَيْنِيكَ

”فکر ہتک“

مجھے تم سے محبت ہے۔“

اور میں گم ہو جاتا ہوں ان آنکھوں کے رنگوں میں۔ پھر میں اپنے آپ کو تمہارے فریبی آنکھوں میں پا کر تم سے نفرت محسوس کرنے لگتا ہوں۔“

چیٹنگ چیٹنگ محبت بارش والے سنائیں نا۔ یہ دھوکے والے سنا کر بے وقوف بنا رہے ہیں ہمیں۔ وہ چلائی۔

میں ایسے ہی شعر لکھتا ہوں۔ محبت والے تم سنا دو۔ وہ جل کر بولا۔

اچھا تو عرض کیا ہے!! اس نے گلابی اور سفید ڈائری کھولتے کہا تو۔ منہاج کے ہاتھ میں پکڑی چائے کی پیالی لرز گئی۔

کائنات کی بچی میری ڈائری واپس کرو۔

کائنات! میں چھوڑوں گا نہیں تمہیں۔

کائنات!! وہ اسکے پیچھے بھاگتا چلا رہا تھا۔ وہ ڈائری لیے اسکی ورق گردانی کرتی اونچا اونچا عربی زبان میں لکھے شعر پڑھ رہی تھی۔ ساتھ ساتھ اس سے بچنے کو بھاگ بھی رہی تھی۔
جدہ شہر میں موجود اس گھر میں قہقہے بلند ہونے لگے تھے۔

بھائی!!!!!! کائنات! کائنات!! وہ آنکھیں کھولتے چلایا۔ ماتھا صاف کیا۔ آس پاس کوئی نہیں تھا۔ وہ تنہا تھا اکیلا، اسکا جسم ہولے ہولے لرزنے لگا۔

میں جو کہتا تھا کہ میں دھوکہ نہیں کھا سکتا کتنی آسانی سے فریب کھاگی۔ وہ بھی ایک عورت سے۔ وہ تلخ سوچوں کے گرداب میں پھنستا چلا گیا۔

ہوا اسکے گرد حصار باندھتی اسکے ٹوٹے وجود پر سوال داغ رہی تھی۔

وہ مجھ سے پوچھ رہا تھا

بتاؤ کیسا لگا؟؟؟

تم اگلے زخم چھوڑو یہ

گھاؤ کیسا لگا؟؟؟

عجب سوال کیا آندھیوں نے

پتوں سے۔۔۔

شجر سے ٹوٹ کر

بتاؤ کیسا لگا؟؟؟

مسلسل سوچنے سے اسکا دماغ تھکنے لگا تھا۔ بس ایک ہی سوچ بار بار ہر سوچ پر حاوی ہو جاتی کہ جو بھی ہوا سکو جواب ہاں میں ہی دینا ہے۔ اس نے سوچا بھی نہ ہو گا کہ اتنی سینئر عہدوں پر ہونے والے بچ جائیں گے اور ایک وہی پھنسے گا۔ اسے لگا کہ ساری مصیبتیں بس اس کے لیے ہی ہیں۔ بار بار وہ مضبوط شخصیت کا مالک مغرور یونانی دیوتا اسکی خوفزدہ نظروں میں آسمان۔

اے ایس پی آہل ہمیں سندھ پولیس سے ایک پارٹنر کی ضرورت تھی۔ تبھی تمہیں زحمت دی۔ اب فیصلہ "چوبیس گھنٹے میں تمہیں کرنا ہے۔ موت یا پُر آسائش زندگی۔" جب کالے رنگ کی پٹی کھول کر اسے پتھرلی زمین پر پھینکا تو وہ سیدھا لکڑی کی کرسی پر بیٹھے سامنے میز پر ٹانگیں رکھے منہاج عزضحاک کے سامنے گرا تھا۔

اسے فارم ہاؤس میں لایا گیا تھا۔ دور دور تک ناہموار زمین تھی۔ چھوٹے چھوٹے دو تین تالاب، چند فوارے لگے تھے۔ ایک طرف مختلف ماڈلز کی گاڑیاں کھڑی تھیں اور ڈیک کی جیب بھی وہیں کھڑی تھی۔ ایم آاز جس

کرسی پر بیٹھا تھا اسکے پیچھے گھر کا داخل دروازہ تھا۔ جسکے قد آدم لکڑی کے اسٹائلش دروازے کے آر پار گارڈز کھڑے تھے۔

کے بونٹ پر مطمئن سا بیٹھا تھا۔ wagoneer ایک شیر ایم آزی کی کرسی سے دو فٹ کے فاصلے پر کھڑی مگر آہل کو خوف زدہ کیے دے رہا تھا۔ شیر کے ساتھ ہی ڈیک بھی بونٹ پر بیٹھا ان کا سلسلہ کلام سماعت کر رہا تھا۔

مم میں آآپ کی کل کیا مدد کر سکتا ہوں؟؟ نجانے مقابل کی شخصیت میں ایسا کیا تھا کہ اسکی زبان لڑکھڑانے لگی۔

اسمگلنگ میں مدد کرنا ہوگی راستہ صاف کرنا پڑے گا اور یہ جو ریڈ ویڈ کا شوق ہر دوسرے دن تمہارے " افسروں کو چڑھاتا ہے۔ ان کی خبر دینی ہوگی۔ بم دھماکے والی جگہ سے سیکیورٹی کم کرنی ہوگی ڈیٹس اٹ۔ " ایم آرنے اتنے مزے سے کہا جیسے آہل پہلے ہی اس کام میں بہت ٹرینڈ ہو۔

کیسی اسمگلنگ؟ " آہل نے غصہ ضبط کرتے پوچھا۔ اب کی بار اسکی زبان میں لڑکھڑاہٹ نہ تھی۔ "

اسلحے کی منشیات کی۔ " ایم آرنے ریلیکس انداز میں کہا۔ جیسے کوئی ڈیل کر رہا ہو۔ "

میں اپنے پیشے سے بہت وفادار ہوں۔ سوری میں آپکا یہ کام نہیں کر سکتا۔ " آہل نے ٹھوس لہجے میں کہا۔ "

ٹھیک ہے پھر یہ ویڈیو یوٹیوب پر اپ لوڈ کرنے اور ہر نیوز چینل پر دینے میں زیادہ وقت نہیں لگے گا مجھے۔ "

ہاں ایس ایس پی اور ڈی آئی جی کے پاس تو سب سے پہلے پہنچنی چاہیے اور جب یہاں پہنچے گی تو ایک منٹ سے

پہلے آئی جی پی کے پاس اور پھر؟؟ " اسکا پھر معنی خیز تھا۔ آہل نے مارے بے بسی کے چہرے سے پسینہ صاف

کیا۔

"آپ ایسا کچھ نہیں کریں گے۔"

بالکل نہیں کریں گے اگر تم ہماری بات مان جاؤ گے تو؟" اسکے عنابی ہونٹ دلکشی سے مسکرائے تھے۔

مم مجھے سوچنے کیلئے کچھ وقت درکار ہے۔ "آہل بمشکل بولا۔ ایم آز کے اشارے پر ڈیک نے ایک خاکی لفافہ لگتا تھا وہ۔ اگر سر پر بال ہوتے تو یقیناً اسکی thai تھا ما اور چلتا ہوا بالکل آہل کے مقابل آکھڑا ہوا۔ بالکل وجاہت پر رشک کیا جاتا۔

ڈیک نے وہ لفافہ آہل کی شرٹ کی جیب میں ٹھونس دیا۔ پولیس کی وردی میں حرام کا پہلا پیسہ جاچکا تھا۔ دیکھنا اب یہ تھا کہ یہ پیسہ آہل کا کتنا ایمان نگلتا ہے۔

ایک تہائی، نصف، تین تہائی یا مکمل؟

ڈیک نے اسکی جیب پر ہاتھ مارتے اسکی آنکھوں میں دیکھتے جانے کیا سمجھایا تھا کہ آہل کے پورے جسم میں سنسنی سی دوڑ گئی۔

ہا ہا ہا ایمان؟" منہاج عزضاحک طنزیہ کہتا اپنی جگہ چھوڑ کر بنگلے میں گھس گیا۔

آہل کو یہ قہقہہ اپنے کانوں میں پگھلتے سیسے کی طرح معلوم ہوا تھا۔

اس نے آنکھیں کھولیں۔ اپنے آس پاس نظر دوڑائی وہ اپنے آفس میں بیٹھا تھا۔ وردی پر موجود دو بیجز کو اس نے چھوا۔ "ڈھائی سال کی محنت۔" اسکے ہونٹوں نے جنبش کی۔

نیلیم کا مرکت از دیباء تبسم

کیا فائدہ ہوا ان بیجز کا؟؟ اسنے تاسف سے سوچا۔ چند منٹ رہتے تھے اسے ڈیک کو اپنے فیصلے کے متعلق آگاہ کرنا تھا۔ ایک سرد آہ خارج کرتے اس نے ضمیر کی آواز پر لعنت بھیجی اور سیل پر ڈیک کا نمبر ڈائل کرتے کان سے لگا دیا۔

ہاں تو وہ کون سا حرام کمار ہا ہے؟ "باپ کا جملہ اسکے کانوں میں پڑا۔"

ضمیر نے پھر جھنجھوڑا مگر موت کا خوف پیسے کا نشہ ہر چیز پر حاوی ہو چکا تھا۔ کال اٹینڈ کی جا چکی تھی۔

"میں تیار ہوں، ہر کام میں تمہاری مدد کرنے کو۔"

پورا دن وقفے وقفے سے برسات ہوتی رہی۔ یہاں تک کہ کالی چادر اوڑھے سورج کو دور دھکیلتا اندھیرا کرتا آسمان نظر آنے لگا۔

Writers

وہ سفید لمبے گھیر دار فراک میں ملبوس اس کے پیچھے بھاگے جا رہی تھی۔ مگر وہ اس سے بھی تیز رفتار سے ہر رکاوٹ عبور کرتا فتح کے جھنڈے گاڑتا بڑھتا جا رہا تھا۔ ہر پہاڑی ہر وادی کو پھلانگتا کوئی شے اسے روکنے کی جیسے طاقت نہ رکھتی ہو۔ وہ اپنا لباس تھامتی اسکے پیچھے تیز رفتار میں دوڑتی ناکام ہوتی جا رہی تھی۔ مگر ایک جنون تھا اسے پالینے کا، اسکی رفتار کا مقابلہ کرنے کا، اسکے برابر آنے کا، تبھی وہ اسکی تقلید میں آگے بڑھتی

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

جار ہی تھی۔ گھنا جنگل اونچے اونچے بلند ترین درخت، وہ ہانپنے لگی۔ گٹھنے پر ہاتھ رکھتی ٹھہر گئی تھی۔ شاید ہمت جواب دی گئی تھی۔ تبھی

اچانک اسکے سر پر کوئی روشنی پڑی۔ اس نے اوپر دیکھا آنکھیں چندھیانے لگیں۔ پھر اپنے آس پاس نظر دوڑائی اس نے پشت کیے کھڑے ٹائیگر کو black bear تو اندھیرا ہی اندھیرا سیاہ گھنے درختوں والا جنگل۔ پکارا۔ اچانک اس میں سے پر چھائیاں نکلنے لگیں۔ ایک ایک کر کے وہ اسی کے قد کاٹھ کے ہیولے اندھیرے میں آدھے گول دائرے کی شکل میں کھڑے ہو گئے۔ وہ کوئی پانچ تھے۔

ان پانچوں میں سے ایک دھیرے دھیرے چلتا آگے آیا۔ روشنی میں اسکا چہرہ صاف دکھنے لگا تھا۔ وہ ٹائیگر تھا۔ کہ تم راضی ہو جاؤ؟؟؟" وہ سراپا سوال بنی کھڑی تھی۔ آنکھوں میں آس black bear میں کیا کروں" کے دیے جلائے اسکے جواب کی منتظر۔

مردو اسے "ٹائیگر نے ہتھیلی اسکے سامنے پھیلاتے اسکی پشت پر موجود ہیولے کی جانب اشارہ کیا۔ اس نے "اسکی ہتھیلی دیکھی جہاں سیاہ رنگ کا ریو اور پڑا تھا۔ وہ پلٹی۔

سفید بھورے بالوں سے بھرے مضبوط ہاتھوں میں سُرخ رنگ کے کھلے گلابوں والی باسکٹ تھی اور اس میں موجود ایک گلاب کے اندر پڑی ہیرے کی انگوٹھی جگمگا رہی تھی۔

پسٹل یا گلاب؟؟؟

مردو اسے اگر تم مجھ تک آنا چاہتی ہو تو؟ "جنگل کے گھپ اندھیرے میں اسکی آواز اونچے درختوں سے "ٹکراتی پلٹی تھی۔

"ناس بتجی وبتروح"

(لوگ آتے ہیں اور چلے جاتے ہیں)

گلاب تھامے وہ ہیولا بولا تھا۔ اس نے میکا کی انداز میں ریوالور اسکی ہتھیلی سے اُچک لیا۔ وہ پسٹل تان چکی تھی۔
اچانک ایک ہاتھ اسکے ہاتھ پر آٹھرا۔ اس نے ہلکے سے گردن موڑی تھی۔

"black bear"

وہ مسکرائی۔ گولی نکل چکی تھی۔ ٹھاہ!!! کی آواز پر درختوں کی ٹہنیوں پر اونگھتے پرندے چرچراہٹ پیدا کرتے اُڑنے لگے۔

گلابوں کی ٹوکری گر چکی تھی۔

!!! ایک اور ٹھاہ کی آواز

پورا جنگل گونج اُٹھا۔

کانوں پر ہاتھ رکھے وہ چیختے ہوئے نیچے بیٹھتی چلی گئی۔

!آآآآآآ۔۔۔۔۔ کیا ہوا؟ کیا ہوا؟؟ نیلیم نیلیم

صاعقہ نے روشنی کرتے پوچھا۔ سارا کمرہ روشنی میں نہا گیا۔ جیسے نیلیم پسینے میں نہائی ہوئی ہانپ رہی تھی۔

کیا ہوا گڑیا، میری جان؟ صاعقہ نے اسکے چہرے کو ہاتھوں کے پیالے میں لیتے دریافت کیا۔

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

کوئی خواب دیکھا ہے کیا؟" اس نے نیلیم کے بال سنوارتے پوچھا۔ وہ صاعقہ کے سینے میں سر چھپائے اسکے " ساتھ چمٹ گئی۔ اسکا جسم اب بھی ہولے ہولے کانپ رہا تھا۔

کیا ہوا گڑیا؟ خواب سے ڈر گئی؟؟ وہ اسے ساتھ لگائے پیار سے پوچھنے لگی۔

آآپی ہم ہم نے مار دیا اُسکو۔ وہ وہ ہم نے قق قتل۔ وہ بے ربط بولتی اس سے الگ ہوتی۔ اپنے ہاتھوں کو ایسے دیکھنے لگی جیسے ان پر خون لگا ہو۔

گڑیا تم ڈر گئی ہو۔ خواب میں تو جن بھوت آتے ہی رہتے ہیں۔ چلو شام پانی پیو اور آیتہ الکرسی اور چار قل پڑھ کر سو جاؤ۔ صاعقہ نے پانی کا گلاس اس کے لبوں سے لگایا۔ پھر چادر اسکے اوپر برابر کرتی اسکے ساتھ ہی لیٹ گئی۔

نیلیم نے آنکھیں موند لیں۔ اب وہ کافی حد تک پُر سکون ہو چکی تھی۔

"ناس بتیجی و بتروح"

پھر وہی الفاظ کان کا پردہ پھاڑنے لگی۔ یہ کونسی زبان تھی؟ یہ کیا الفاظ تھے؟؟ کیا معنی تھے ان کے؟؟؟ وہ بے بسی سے سوچنے لگی۔ باقی کی پوری رات آنکھوں میں کٹ گئی۔

قاتل گناہ کر کے زمانے میں رہ گئے

اک ہم تھے کہ اشک بہانے میں رہ گئے

پتھروں کا جواب دے سکتے تھے مگر

ہم دل کے آئینے کو بچانے میں رہ گئے

Socialmedia

تقریباً مہینہ ہو گیا ہے سرائیگل اپنے سارے کام مکمل ذمہ داری اور بغیر ہیرا پھیری کے کر رہا ہے۔ جبکہ چھوٹے صاحب نے ایک بار پیسہ چوری کا کہہ دیا اور دوسری بار پارٹی تک مال ہی نہیں پہنچا۔ یہ آخری چانس تھا چھوٹے صاحب کا۔ مگر پارٹی نے کہا ہے کہ جو مال اس نے ڈیلور کیا ہے۔ اُس میں ہیر و سُن نہیں بلکہ چینی کا پاؤڈر ہے۔ اب بتائیں اس کے ساتھ کیا کرنا ہے؟؟ ڈیک نے اسٹڈی میں موجود منہاج عزضحاک سے کہا۔ جو اضطرابی انداز میں اوپر پٹر چسیر کو گھومار ہا تھا۔ اسکی بات پر اپنے عمل کو ترک کیے اسٹڈی ٹیبل پر بازو ڈکا دیے۔

چھوٹے صاحب کو موت کا مزہ چکھانا ہے اور کیا؟ "ایم آرنے سرد لہجے میں کہا۔"

مگر وہ تو جانتا بھی نہیں ہے کہ مال میں یہ تبدیلی کس نے کی؟ ڈیک کو منہاج سے اتنی سخت سزا کی اُمید نہیں تھی۔

تم سے یہ کس نے کہا؟؟

چھوٹے صاحب نے، اس نے اُلجھتے ہوئے کہا۔

کیا ثبوت ہے کہ وہ سچ کہہ رہا ہے؟؟ ایم آنے کڑے تیوروں سے گھوری دی۔

وہ۔۔ شٹ اپ! دماغ خراب مت کرو میرا۔ شام میں چھوٹے صاحب کی زندگی کا چراغ بجھاتا ہوں میں۔ مجھے نفرت ہے دھوکے سے، فریب سے۔ وہ دانت پیس کر گویا ہوا۔ پھر اچانک چیئر سے اٹھا اور ایک زوردار مکا میز پر موجود شیشے کی سطح پر رسید کیا۔

وہ لمحہ ہی کتنا مزاق اڑاتا ہوتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔ جب آپ کو پتا چلے کہ کوئی آپ کو بے وقوف بنا گیا۔ دھوکہ دے گیا۔ منہاج عزضحاک فریب کھا گیا۔ نفرت شدید نفرت ہے مجھے اس جملے سے۔ "وہ جنونی ہو چکا تھا۔ نفرت ہے مجھے دھوکہ دینے والوں سے، فریب کھانے والوں سے۔ مجھے نفرت ہے خود سے۔" وہ پاگلوں کی طرح چلاتے ہوئے ہر شے زمین بوس کیے جا رہا تھا۔ سارے شو پیس، پن، مارکرز، کتابیں، شیلف ہر چیز کو مار مار کر اپنا ہاتھ لہو لہان کر چکا تھا۔ آخر میں اسکو پانی سے بھرا شیشے کا گلاس نظر آیا۔ اسے دائیں ہاتھ میں پکڑ کر پورے زور سے توڑ دیا۔ شیشہ ٹوٹ کر کرچی کرچی ہو گیا۔ کچھ قالین کے فرش پر گر گیا تو کچھ اسکے ہاتھ میں پیوست ہو گیا۔ گلاس میں موجود پانی بھی چھلک کر قالین پر بہہ گیا تھا۔

ڈیک نے افسوس بھری نظروں سے اسے دیکھا تھا۔ وہ کئی بار ایم آنے کی یہ حالت دیکھ چکا تھا۔ یہ انسان تھا ہی نہیں۔ بھیڑیا؟ درندہ؟؟ کیا تھا یہ شخص؟ جسے ناخود سے محبت تھی نا کسی اور سے۔ جسے بس دنیا تباہ کرنی تھی۔ جو دوسروں کی آہیں سننے کو خود بھی تڑپتا تھا۔ جو خود جل رہا تھا۔ دوسروں کو بھی جلا رہا تھا۔

میں بہت عجیب ہوں اتنا عجیب ہوں کہ بس

خود کو تباہ کر لیا اور ملال بھی نہیں

نجانے کیا ضد بندھ گئی تھی دونوں میں۔ نیلیم دن رات چھت کے چکر کاٹی۔ دیوار کے پار جھانکتی رہتی کہ شاید وہ دکھ جائے یا ایک جھلک، کوئی پر چھائی مگر وہ تو گدھے کے سر پر سینکھ کی مثال کے مصداق منظر سے مکمل طور پر غائب ہو چکا تھا۔ وہ خود انجان تھی کہ آخر ایسا کیا ہے اُس میں کہ وہ اسکی طرف کھنچتی چلی جا رہی ہے۔ اسے کبھی لوگوں کو متوجہ کرنے کے لیے پاؤں نہیں بیلنے پڑے تھے۔ وہ ہمیشہ سراہی جاتی تھی۔ تعریف ہمیشہ اسکی ہوتی۔ حسن پرستی کے اس دور میں وہ کسی بھی محفل کی بغیر کسی تگ و دو کے جان بن جاتی۔ ہر آنکھ میں اس کے لیے پسندیدگی ہوتی تو کبھی رشک، کبھی حسد ہوتا۔ مگر ٹائیگر وہ، وہ بہت مختلف تھا۔ وہ اس کے حُسن سے متاثر نہیں ہوا تھا۔ کم از کم اسکی اٹھارہ سالہ زندگی میں وہ پہلا مرد تھا۔ جس نے اس کے حُسن کو پسندیدگی کی نظر سے نہیں دیکھا تھا۔ جس نے اسکی اونچی آواز پر اسے سنا دیں تھیں۔ وہ جو اپنے غیر معمولی حُسن کی بناء پر راہ چلتے لوگوں کی ذرا سی بات پر انکو جھاڑ کر دیتی تھی۔ اُسے وہ کیسے چُپ کر گیا تھا۔ شاید یہی وجہ تھی کہ وہ اسے اپنے آگے جھکتا دیکھنا چاہتی تھی۔ ایک عجیب سا احساسِ تفاخر اس کے اندر بچپن سے سراٹھا چکا تھا۔ جسکی وجہ صرف حسین ہونا تھی۔

آج وہ مرکت کا موازنہ اس سے کرنے لگی اور کچھ نہیں تو اسے یہ خصوصیت ضرور نظر آئی تھی کہ وہ سخت دل تھا۔ ورنہ بارش کے موسم میں جو پیغام اسکی آنکھیں اُسے دے رہی تھیں۔ وہ کبھی انکار نہیں کرتا۔ کیسے وہ اسے نظر انداز کرتا چلا گیا تھا۔

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

دادو پلینز! مجھے ڈسٹرب مت کریں۔ میرے پریمیئز شروع ہونے والے ہیں پڑھنے دیں مجھے۔ دروازہ مسلسل بج رہا تھا۔ دادو نے اسے کھولنے کا کہا تو وہ بلا وجہ ہی چڑ گئی۔

گڑیادیکھنا ذرا کون ہے؟ میں آٹا گوندھ رہی ہوں۔ صاعقہ کچن سے چلائی۔ ڈارنگ روم میں نوٹس کھولے بیٹھی نیلیم پیر پختی دروازہ کھولنے چل دی۔

کون ہے؟ صبر نہیں ہے؟؟ توڑ دو دروازہ جذباتی انسان۔ وہ تیز تیز بولتی بغیر پوچھے دروازہ کھول گئی۔ اونہہ کس کو جذباتی بول رہے ہیں ہم۔ فیلنگ لیس۔ ٹائیگر کو دروازے میں کھڑا دیکھ کر جہاں آنکھیں سیراب ہوئیں تھیں۔ وہیں شکوہ بھی زبان پر آ گیا۔

دادو سے بات کرنی تھی مجھے۔ وہ اسکی بات کو یکسر نظر انداز کر گیا۔

مجھ سے بات کر لیں میں بھی دادو کی ہی پوتی ہوں۔ نیلیم نے اسکا راستہ روک رکھا تھا اور ایک ہاتھ سے دروازے کو بھی تھام رکھا تھا۔ ٹائیگر نے اسکے شوخ لہجے پر دانت پیسے۔

راستہ چھوڑیں۔ وہ چڑ کر بولا۔

اگرنا چھوڑیں تو؟ وہ چیلنج کرنے لگی۔ ڈارک گرے شرٹ اور براؤن جینز میں موجود ٹائیگر آگے بڑھا۔ یہاں تک کہ ایک قدم کا فاصلہ رہ گیا دونوں میں۔ نیلیم کی سانس رُک گئی تھی۔ دروازے کے پٹ پر گرفت ڈھیلی ہو گئی۔ آنکھیں مقابل کی سحر زدہ شخصیت کی اسیر ہوتی فریز ہو چکی تھیں۔ مقابل کی سرد نگاہیں اسکے سبز کانچ میں گڑھ گئیں۔

نیلیم کا حرکت از دیاء تبسم

میں اپنے راستے صاف کرنا چھ سے جانتا ہوں۔ "وہ اسکا ہاتھ جھٹک کر اندر جا چکا تھا۔ پل بھر کا کھیل تھا۔ وہ" اپنی بے اختیاری پر جتنا شرمندہ ہوتی اُتنا کم تھا۔ حصار ٹوٹ گیا۔ وہ بے بس کھڑی تھی۔ وہ ہار گئی۔ وہ فاتح ٹھہرا۔ ابھی تو جنگ شروع بھی نہیں ہوئی تھی۔ وہ تو میدان میں بھی نہیں اُتری تھی کہ پہلے ہی ہار گئی تھی، مات کھا گئی تھی۔ وہ تو اسکے مقابل آتے ہی جذبات کی اُس نگری میں پہنچ جاتی۔ جہاں عقل کا سرے سے کوئی وجود ہی نہیں تھا۔

اسکا دل اچانک بھرا گیا۔ ہر چیز بے معنی لگنے لگی۔ بے زاریت طاری ہونے لگی۔ وہ بھاگتی ہوئی ڈرائنگ روم کے آگے سے گزرتی اوپر چلی گئی۔ بستر پر اوندھے منہ لیٹ کر جانے کیوں وہ افسردہ سی ہو گئی تھی۔

مجھ کو سمجھایا نہ کرو کہ اب تو ہو چکی مجھ کو

محبت مشورہ ہوتی تو تم سے پوچھ کر کرتے

Writers

مم میں سچ کہہ رہا ہوں۔ مجھے نہیں پتا کہ یہ یہ سب کک۔۔ گھبراہٹ، خوف اور دہشت کے مارے اس سے کچھ بولا نہ گیا۔

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

ایم آز پلازہ کے بیسمنٹ (تہہ خانے) میں موت کا ساندھیرا پھیلا ہوا تھا۔ دہشت تو اس جگہ کو دیکھ کر ہی طاری ہو جاتی تھی۔ اس پر منہاج عزضاحک کا وہاں پر موجود ہونا۔ وہ بھی موت کی خبر کے ساتھ۔ ایسے میں تو بے موت بندہ مر جائے۔

میں نے تم سے صفائی مانگی؟ ایم آز نے تیکھے تیور لیے کہا۔

چھوٹے صاحب سو بے منہ کے ساتھ بائیں کروٹ پر پڑا تھا۔ دودن کا بھوکا پیاسا۔ اس پر بار بار پریشتر سے پانی چھوڑ دیا جاتا۔ وہ تو حقیقی معنوں میں عقل و خرد سے بیگانا ہو رہا تھا۔ ہاتھ جوڑے بے بس پڑا تھا۔ ٹانگیں مڑ چکی تھیں۔ پیرا کڑے پڑے تھے۔ اگر کوئی انسان اسے اس حالت میں دیکھ لیتا تو کلیجہ منہ کو آ جاتا۔ اسکی زبان تک باہر کو لٹکی ہوئی تھی

ایک سنہری مائل بلب کی روشنی میں لکڑی کی کرسی پر وہ یونانی دیوتا سا وجیہہ شخص اسکی بات پر بے اختیار مسکرانے لگا۔

اتنا ہی ڈر تھا موت کا تو میری جان کیوں دھوکہ دیا مجھے۔۔۔ ہاں؟ "وہ شیریں لہجے میں ایسے پوچھ رہا تھا جیسے ڈنر" کا مینیو پوچھ رہا ہو۔

پتا ہے تمہیں مجھے کتنی نفرت ہے دھوکہ دینے والوں سے اور فریب کھانے والوں سے۔ "وہ دھیرے" دھیرے چلتا اسکے بے بس وجود سے کچھ فاصلے پر ٹھہر گیا۔ پھر اسکے پاس ایک گھٹنہ موڑ کر زمین پر ٹکا یا اور دوسرا کھڑا کیے بیٹھ گیا۔ چھوٹے صاحب کے منہ سے سسکاریاں نکل رہی تھیں، جسم کانپ رہا تھا۔ آنکھیں سوج کر باہر کو ابل رہی تھیں۔

دیکھو میں نے فریب کھایا تو اُسکی سزا خود کو دے دی۔ اس نے سفید پٹی بندھا ہاتھ آگے کرتے کہا۔

اب تمہاری سزا کی باری ہے۔ "اسکا لہجہ بدل چکا تھا۔ اس نے پستل چھوٹے صاحب کے منہ میں گھسیڑ دی۔" اسکی آنکھیں التجا کر رہی تھیں۔ بہہ رہی تھیں۔ وہ ہاتھ جوڑے ہوئے تھا۔ مگر مقابل انسان ہوتا تو رحم کرتا۔

اس کے پاس دل ہوتا تو احساس جاگتا۔

اس نے معاف کرنا سیکھا ہوتا تو معاف کرتا۔

وہ درندگی کی انتہاؤں کو چھو گیا۔ پورا میگزین چھوٹے صاحب کے منہ میں ہی خالی کر دینے کے بعد بھی جب اسکو سکون نہ آیا تو اسکا چہرہ اپنے مضبوط بوٹ سے کچل دیا۔ سینے پر دو تین بار اسی طرح بوٹ کی نوک ماری اور ایک زوردار ٹھوکر رسید کرتا اندھیرے میں گم ہو گیا۔

گڑیا کب سے بلار ہی ہیں دادو نیچے۔ کیوں نہیں آرہی؟ صاعقہ نے اسکے ہاتھ سے ریاضی کی کتاب جھپٹ کر ہلکی سی برہمی سے پوچھا۔

آپی ہمارے امتحان شروع ہونے والے ہیں پلیز تنگ مت کریں۔ وہ بیرزاری سے بولی۔

بہت بری بات ہے گڑیا۔ آہل، ایمن اور ایشا کو لے کر آیا ہے۔ تمہاری ہم عمر ہیں۔ جاؤ گپ شپ کرو۔ بھلا گھر آئے مہمان کے ساتھ کوئی ایسا رویہ رکھتا ہے؟ صاعقہ نے اسے نیٹ کا کالا دوپٹہ تھمایا۔ جسکے کناروں پر بہت سے رنگوں کی ملی جلی لیس لگی تھی۔ اشارہ اسکے نیچے آنے کی طرف تھا۔

آپہیسیسی!!! نیلیم نے احتجاج کیا۔ مگر وہ اسے کلائی سے تھامے نیچے لے آئی۔ جہاں ڈرائنگ روم سے خوش گپیوں کی آوازیں آرہی تھیں۔

ماشاء اللہ بھائی کو تو اب گاڑی بھی مل گئی ہے اور جلد ہی گھر بھی مل جائے گا۔ ریان بھائی کو بھی آہل بھائی نے "کار لے کر دی ہے۔ مگر کرو لا نہیں۔" ایشا چمکتے ہوئے بتا رہی تھی۔

اللہ ترقی دے برکت ڈالے۔ "دادو نے پاس تخت پر بیٹھی ایشا کو ساتھ لپٹاتے ماتھے پر بوسا دیا۔"

گڑیا آؤ نا وہاں کیوں کھڑی ہو؟ آہل جوان کی باتوں پر پھیکے سے مسکرا رہا تھا۔ کالے رنگ کی شارٹ شرٹ اور کھلے ٹراؤزر میں بیزار سی نیلیم کو دیکھ کر جیسے کھل اٹھا تھا۔ ہونٹوں کی تراش میں مسکراہٹ مچلی تھی۔

ظاہر ہے میرا گھر ہے۔ آپکی اجازت کی ضرورت نہیں ہے مجھے بیٹھنے کے لیے۔ اسے اس وقت خوش شکل آہل کی صورت دنیا کے تمام مردوں میں سب سے بری لگی تھی۔

ارے گڑیا غصہ کیوں ہو رہی ہو؟ ایشا اور ایمن کے سامنے اسے کچھ سسکی محسوس ہوئی۔ مگر پھر بھی بشارت "بھرے لہجے میں کہہ رہا تھا۔ ہاں دادو اور صاعقہ کے سامنے نیلیم سے یہ عزت افزائی اسکی کئی بار ہو چکی تھی۔

میرا دماغ خراب ہے جو بلا وجہ غصہ کروں گی۔ وہ تپ کر بولی۔

حُسن کی تو بات ہی نرالی تھی۔ اسکی یہ بد تمیزی بھی آہل کو ادا ہی لگی۔

گڑیا دیکھو آہل بھائی نے مجھے اور ایمن کو گولڈ کے ٹاپس لے کر دیے ہیں۔ تمہارے لیے بھی لائے ہیں۔ ایشا جو بچپن سے نیلیم سے امپریس تھی۔ جھٹ اسکا موڈ ٹھیک کرنے لگی۔

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

ہائے کتنے اچھے ہیں۔ کیا ضرورت تھی اس نک چڑی پر اتنے پیسے اڑانے کی۔ دادو ایشا سے ٹاپس پکڑ کر دیکھتی ہوئی بولیں۔

جا پہلے چائے بنالا۔ بہن کب کی لگی ہے۔ مدد کر اُسکی۔ بعد میں دیکھ لینا۔ دادو نے ٹاپس تخت پر پڑے اپنے ڈبے میں ڈال دیے۔ آہل اور باقی تینوں نے مسکراہٹ ضبط کی۔ نیلیم نے تینوں کو گھورا اور باہر نکل گئی۔

کیسا لگا گفٹ؟ "صاعقہ نے چائے بناتی نیلیم سے ہنستے ہوئے پوچھا۔ اس نے دانت پیس کر بہن کو گھورا۔ "اچھا چائے نکال کر لے آؤ۔ میں سمو سے لے جا رہی ہوں۔ صاعقہ مسکراہٹ دباتی کچن سے نکل گئی۔ اسکے نکلتے ہی آہل نے دبے پیر کچن میں قدم رکھا۔

کالا سوٹ بھی کسی کسی پہ چلتا ہے " اور جس پر چلتا ہے واللہ کمال چلتا ہے

شعر پڑھنے کی آواز پر اس نے سر اٹھا کر دیکھا وہ دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ چند ثانیے کو ہاتھ میں پکڑا پین لرز کر رہ گیا۔

آآ۔ آپ اندر جائیں ہم چائے لارہے ہیں۔ پورے جسم کا خون اب اسکے چہرے پر جھلکنے لگا تھا۔ ہم تو آپ کی مدد کو آئے ہیں۔ آہل شریر لہجے میں کہتا چند قدم آگے بڑھا۔

آہل بھائی ہمیں آپ کی مدد کی کوئی ضرورت نہیں ہے اب آپ جائیں۔ وہ ناگواری سے بولی۔

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

آپ تو جو رنگ پہن لیں لگتا ہے آپ کے لیے ہی بنا ہے۔ آہل پٹری سے اتر چکا تھا۔ ضبط کے باوجود بھی اسکی رنگت دکنے لگی۔ وہ پزل ہو رہی تھی۔ اسکے فسوں خیز لہجے سے۔

نیلیم چائے لے آ۔ دادو کی آواز آنے پر آہل باہر نکل گیا۔ اس نے سکھ کا سانس لیا

بد تمیز، جاہل انسان۔ جتنی مرضی سنا دیں اسے۔ مگر اپنی حرکتوں سے باز نہیں آئے گا۔ نیلیم نے کلس کر سوچا۔

وہ میسٹرک کے بعد سے ہی آہل کی توجہ اپنی جانب محسوس کر چکی تھی۔ بات ہمیشہ چائے سے شروع ہوتی۔ اب تو نیلیم کو عادت ہو گئی تھی۔ وہ جب بھی آتا اس سے ہی چائے بنوا کر پیتا۔ پھر نیلیم کی کمزوریاں مثلاً چھپکلی، لال بیگ اور دیگر کیڑے مکوڑے لا کر اسے ڈراتا اور بے تکلف ہونے کی کوشش کرتا۔ دوسری جانب نیلیم کے لیے آہل ایک عام سا انسان تھا۔ اسکی نظر میں آہل کے اندر کوئی بھی ایسی خصوصیت نہیں تھی۔ جو وہ اپنے ہمسفر، ہمدام اور ہمراہی میں دیکھنا چاہتی تھی۔ اسکے ذہن میں مرد لفظ سے ہی ایک مضبوط اور طاقتور شے کا خاکہ بننے لگ جاتا تھا۔ مرد مطلب نڈر، بے خوف۔ آہل نے اسکی سوچ کو صاعقہ کے ذریعے جانتے ہوئے آرمی میں شمولیت کا سوچا۔ مگر وہاں اسے ناکامی کا سامنا کرنا پڑا۔ تبھی وہ پولیس میں بھرتی ہو گیا۔ لیکن وہ کمزور اور بزدل تھا اور اُسے ایسا ہی رہنا تھا۔ عادت بدل جائے فطرت نہیں بدلتی۔

سر سبز لان میں ہر طرف پھولوں کی کیاریاں بنی تھیں۔ ہوا کے دوش پر لہراتے پھول فضا میں خوشبو بکھیر رہے تھے۔ ملازم کی رہنمائی میں وہ پلازہ کے اندر داخل ہوا۔ نجانے کتنی منزلیں تھیں اس پلازہ کی۔ نظر اٹھا

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

کردیکھنے پر اسکے گرجانے کا خوف آنے لگتا۔ زیادہ تر دروازے کھڑکیوں پر شیشے کی سلائڈز لگی تھیں۔ راہداری کے بعد لفٹ سے وہ تیسری منزل پر پہنچے۔ جہاں کوریڈور سے گزرنے پر ایک کشادہ ڈرائنگ روم تھا۔ سامنے ہی منہاج عزضحاک ایک بازو صوفے کی پشت پر پھیلائے اور ایک ہاتھ گٹھنے پر ٹکائے انگلیوں کو ہلاتا کچھ گنگنا رہا تھا۔ آواز اتنی مدہم تھی کہ شاید وہ خود ہی سُن پاتا۔ ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے اسکے ہر انداز سے مغروریت کا ثبوت ملتا تھا۔

پاس کھڑے ڈیک نے اسے اندر آنے کا اشارہ کیا۔

ویکم! موسٹ ویکم اے ایس پی آہل اسرار!! ایم آرنے مسکراتے ہوئے کہا

کارپسند آئی تمہیں؟ "اس نے یوں دریافت کیا جیسے چھوٹے بھائی کو سالگرہ کا تحفہ دیا ہو۔"
جی! آہل نے ادب سے کہا۔

ویٹس گڈ کم اینڈ سٹ ہیئر۔ اس نے آہل کو اپنے سامنے والے صوفے پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

میری زیادہ تر ڈیکنگ بلوچستان میں موجود تاجروں سے ہوتی ہے اور اس میں زیادہ تر سعودیہ کے ہیں۔ وہ مال سعودیہ تک کیسے لے کر جاتے ہیں۔ یہ میرا مسئلہ نہیں ہے۔ مگر کراچی سے بلوچستان تک سارا اسلحہ کس طرح پہنچانا ہے۔ یہ میرا مسئلہ ہے اور اسکو حل کرنے کے لیے مجھے تمہاری مدد چاہیے ہے۔ ایم آرنے ہلکا سا آگے کو جھکتا ہوا بولا۔

جی میں آپکی ہر ممکن مدد کروں گا۔ آہل جلدی سے بولا

اوں ہوں منہاج نے نفی میں سر ہلاتے انگلی سے بھی اشارہ کیا۔ پھر صوفے کی بیک سے ٹیک لگاتا بولا۔

ممکن ہی نہیں ہر ناممکن مدد بھی کرنا ہوگی تمہیں۔ اسکا لہجہ سرد تھا۔ آہل کے گلے میں گلی سی اُبھری تھی۔

ہائی وے ایک بڑا مسئلہ ہے اور اسکو کیسے حل کرنا ہے یہ تمہارا مسئلہ ہے۔ ڈیک تمہیں ٹرک دکھا دے گا۔ نمبر پلیٹس لگی ہیں اُن پر۔ تین ٹرک ہیں۔ نمبر نوٹ کر لو۔ ہائی وے سے یہ ٹرک بغیر کسی رکاوٹ کے گزر جانے چاہیے ہیں۔ بغیر چیکنگ اوکے؟ منہاج نے سوالیہ پوچھا بے لچک انداز تھا اسکا۔

جج جی آپ کا کام ہو جائے گا۔ آہل نے بمشکل تمام جملہ مکمل کیا۔

مجھے تم سے یہی اُمید تھی۔ ایم آف مسکراتے ہوئے کہہ کر ایک جھٹکے سے اُٹھا اور کوٹ کا بٹن بند کرتا، ایک ہاتھ پینٹ کی جیب میں ڈالتا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

اس کے جانے کے بعد ڈیک آہل کے ساتھ بیٹھ گیا۔ ملازم ٹرالی دھکیلتا اندر آیا۔ ڈیک نے جوس کا ایک گلاس آہل کو پکڑا یا اور ایک ریڈوائن کا گلاس اپنے لیے بھرنے لگا۔

ایک ہفتہ ہے تمہارے پاس کوئی ترکیب ڈھونڈو۔ یہ کام کرنے کی۔ اسکا معاوضہ کیا ہوگا۔ یہ اندازہ تو تمہیں ہو چکا ہوگا۔ ڈیک نے لفظوں کا جال بُنا شروع کیا۔ آہل آہستہ آہستہ اس جال میں پھنسنے لگا تھا۔

Writers

نیلیم کا حرکت از دیاء تبسم

کلاس روم کا دروازہ بند تھا۔ پروجیکٹر آن تھا اور لائٹس آف۔ چالیس سالہ ایک شخص جو ٹیچر معلوم ہوتا تھا۔ وائٹ بورڈ پر بلیو مارکر سے سلائڈ پر موجود پوائنٹس کو واضح کر رہا تھا۔ جب دروازے پر دستک کی آواز نے ماحول میں خلل پیدا کیا۔

وہ ریاضی کے استاد تھے۔ ان کی کلاس میں موجود ٹیچر کو جانے کیا کہا تھا کہ وہ حیران ہوتے ان کے ساتھ ہی چل پڑے۔ اتنے حیران تھے وہ کہ کلاس کو بھی ایسے ہی چھوڑ دیا۔ پورے سینٹر میں ایک ہلچل سی مچ گئی تھی۔ تبھی ایک لڑکی پھولی سانس کے ساتھ بھاگتی ہوئی تیسرے ڈیسک پر موجود نیلیم کے پاس آئی۔

وہ وہ نیلیم تھیں تم یہاں بیٹھی ہو اور باہر تمہارے دونوں بوائے فرینڈز آپس میں لڑ پڑے پڑے ہیں۔ آدھی " اکیڈمی جمع ہو گئی ہے نیچے سڑک پر۔ ایڈمنسٹر کے روکنے پر بھی نہیں رُک رہے۔ اب تم ہی جا کر رو کو انہیں۔ تمہارے علاوہ کس کی سُنیں گے۔ " وہ لڑکی تیز تیز بول رہی تھی۔ یوں معلوم ہوتا تھا جیسے گلے میں بفرز فٹ کر رکھے ہوں۔ کلاس میں موجود لڑکے لڑکیاں حیران شکل لیے نیلیم کو دیکھنے لگے۔ سب لڑکے اپنی نشستیں چھوڑ کر نیچے تماشا دیکھنے جا پہنچے۔ جبکہ لڑکیاں آپس میں کھسک بھسک کرنے لگیں۔ نیلیم کے حواس تھوڑے ٹھکانے پر پہنچے تو وہ جلدی سے اُٹھی۔ ہڑبڑاہٹ میں نوٹ بک سینسل نیچے گر گئی۔ مگر وہ سیکنڈ فلور سے چند ساعتوں میں ہی گراؤنڈ فلور تک پہنچ چکی تھی۔ گیٹ کے سامنے اسٹوڈنٹس کا ہجوم لگا تھا۔ ایڈمنسٹر سر عین الحق بھی وہیں کھڑے تھے۔ چہرے پر حد درجہ سنجیدگی طاری کر رکھی تھی۔ رینجرز کے آتے ہی دونوں لڑکے جو گتھم گتھا ہوئے پڑے تھے ایک دم سے الگ ہو گئے۔ اب ان کے چہرے نیلیم کو نظر آئے وہ دونوں اس کے کلاس فیلوز تھے۔ ان کا کلاس کے دوران گھورنا، راستے میں پیچھا کرنا اور دو تین رانگ نمبرز نیلیم کو سب یاد آنے لگا۔ مگر یہ سب وہ پہلے بھی برداشت کر چکی تھی۔ اسی لیے اس نے زیادہ توجہ نہ دی اور اب خمیازہ بھگت رہی تھی۔

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

سر عین نے کھا جانے والی نظروں سے گیٹ کے درمیان میں کھڑی نیلیم کو دیکھا اور پھر ریسپشن پر مِس عائِلہ کے پاس آئے۔

مِس عائِلہ سیکنڈ ایر سیکشن اے کی نیلیم ابرار کے فادر کا نمبر بتائیں مجھے۔ پاس کھڑی نیلیم نے تھوک نِکلا۔

سَس سر! اس نے کچھ کہنا چاہا تھا۔ مگر انہوں نے ہاتھ اٹھا کر منع کر دیا۔ مِس عائِلہ نے کمپیوٹر پر ڈیٹا ریسرچ کیا اور نمبر بتانے لگیں۔ نیلیم کے آنسو بے اختیار ہونے لگے۔ آتے جاتے اسٹوڈنٹس کی ایکسرا کرتی نظروں سے اسے کوفت ہو رہی تھی۔

جی ابرار صاحب کیا آپ اس وقت اپنی صاحبزادی کو اکیڈمی سے لینے آ سکتے ہیں؟ دوسری جانب سے نجانے کیا کہا گیا تھا۔ سر عین نے کان سے فون ہٹاتے نیلیم کو دیکھا۔
آپ آفس میں جا کر بیٹھیں۔

تقریباً بیس منٹ بعد ابرار صاحب آفس روم میں داخل ہوئے۔ جہاں صرف نیلیم بیٹھی تھی۔ ان کے پیچھے ہی سر عین بھی روم میں داخل ہوئے۔ پورا قصہ سنانے کے بعد وہ نیلیم کو دیکھتے کہنے لگے۔

ہمارے معاشرے میں کیا چل رہا ہے کیا نہیں اسکا علم ایک استاد سے زیادہ کس کو ہوگا؟ آپ لیکچرر ہیں۔ اسکول، کالج اور یونیورسٹیز ہر جگہ کا ماحول جانتے ہیں۔ اپنی بیٹی کا غیر معمولی حُسن دیکھ کر آپ کو یہ اندازہ لگانے میں دیر تو نہیں لگی ہوگی کہ اسکایوں باہر نکلنا آپ کو کتنے مسائل سے دوچار کر سکتا ہے۔ پھر بھی آپ نے لاپرواہی دیکھائی۔ اب اگر میں ان دو اسٹوڈنٹس کو اکیڈمی سے نکالوں گا تو وجہ پورے محلے میں اشتہار کی طرح لگ جائے گی۔ ایسے میں آپ کی بیٹی کا ہی نام آئے گا۔ اب آپ بتائیں اس مسئلے کا کیا حل نکالا جائے؟ ابرار صاحب کی کشادہ پیشانی پر پسینے کے قطرے نمودار ہوئے تھے۔ چہرے سے سرخی جھلک رہ تھی۔ انہوں نے

نیلیم کا مرکت از دیباہ تبسم

آتش رنگ کے اسکارف اور ٹراؤزر کے ساتھ دھانی رنگ کی قمیض پہنے شیفون کا دوپٹہ کندھے پر ڈالے اپنی بے تحاشہ خوبصورت بیٹی کو دیکھا۔ کتنا منع کیا تھا اماں نے کہ مت داخلہ کر اسکا اکیڈمی میں۔ مگر انہیں بیٹیوں کو تعلیم دلوانے کا شوق تھا۔ اب نجانے کیوں پچھتا رہے تھے۔

نیلیم کل سے اکیڈمی نہیں آئے گی۔ آپ اُن دو لڑکوں کو مت نکالیں اور اگر ہو سکے تو اس بات کو یہیں دبا دیں۔ ابرار صاحب نے التجائیہ کہا۔

میں آپ کی پریشانی سمجھ سکتا ہوں۔ آپ بے فکر رہیں۔ بات اکیڈمی سے باہر نہیں جائے گی۔ سرعین کی تسلی کھوکھلی تھی۔ یہ تو وہ خود بھی جانتے تھے۔

وہ اور انس ڈبے اٹھا اٹھا کروین بھر رہے تھے۔ جب اس نے چھوٹی سی مہراں سے روتی ہوئی نیلیم کو نکلتے اور پھر اندر گم ہوتے دیکھا۔ اس کے پیچھے ہی ابرار صاحب بھی نکلے تھے۔ گیٹ کھول کر گاڑی گیراج میں کھڑی کرنے لگے۔

اسلام و علیکم! مائیگر اپنا کام چھوڑ کر ان کے پاس چلا آیا۔

وعلیکم اسلام! ابرار صاحب مروتا مسکرائے۔

کوئی پریشانی ہے انکل؟ مائیگر کے پوچھنے پر وہ ٹھٹکے۔

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

نہیں بیٹا! وہ اسکا کندھا تھکتے بولے اور پھر گاڑی اندر داخل کرنے لگے۔ ٹائیگر کچھ تذبذب کا شکار دوبارہ اپنے کام میں مصروف ہو گیا۔

میں تو پہلے ہی کہتی تھی۔ مگر میری یہاں سنتا کون ہے؟ اٹھارہ کی ہونے لگی ہے۔ رخصت کر اسے۔ کسی دن اسکی یہ صورت ہمیں رسوا کر کے ہی چھوڑے گی۔ اسی دن کا ڈر تھا۔ اسی بدنامی، جگ ہنسائی سے ڈرتے تھے کہا کرتی تھی کہ کر دے ہاں اسکی تائی کو۔ پہلے کی بات اور تھی اب تو ماشاء اللہ آہل اچھا کمار ہے۔ گاڑی لے لی ہے۔ پلاٹ لے چکا ہے گھر بھی بن جائے گا۔ بس بہت سُن لی میں نے تیری۔ اب اور نہیں۔ بس میں اسرار کو کل ہی ہاں کر رہی ہوں۔ اسی اتوار منگنی کر دیں گے۔ دادو تو پوری بات سننے سے پہلے ہی شروع ہو گئیں۔ نیلیم صاعقہ کے ساتھ لگی ہچکیوں سے رو رہی تھی۔ ابرار صاحب ایک کرسی پر دونوں ہاتھ آپس میں جوڑے پریشان سے بیٹھے تھے۔

ہہ ہہم نے نہیں کرنی کک کوئی شادی وادی۔ نیلیم رونے کے درمیان بولی۔

چُپ کر تو اور جا بن ٹھن کر۔ اسی لیے بولتی تھی چادر لے کر نکلا کر۔ مت جا اکیڈمی مگر نہیں۔ اب جو میں کہوں گی وہی تم باپ بیٹی کرو گے۔ اور اگر اتنی ہی بری لگتی ہوں تو چلی جاؤں گی اپنے بڑے بیٹے کے گھر دادو طیش میں آچکی تھیں۔

اماں آپ تو ایسا مت کہیں۔ ابرار صاحب ملتتی انداز میں گویا ہوئے۔

مجھ سے عالیہ (آہل کی ماں) اور اسرار دونوں کہہ چکے ہیں۔ مگر تب تمہیں ان کے مالی حالات پر اعتراض تھا۔ مگر اب جب وہ اعتراض ختم ہو چکا ہے۔ تو ہاں کرنے میں کوئی قباحت نہیں۔ دادو نے ٹھوس لہجہ اپنایا۔

ہم نہیں کریں گے آہل بھائی سے شادی اور اکیڈمی بھی جائیں گے۔ ہمارے پریمی ہونے والے ہیں۔ اُسکے بعد فائنل ہیں اور جب ہماری کوئی غلطی ہی نہیں تو ہم کیوں منہ چھپائیں۔ اچھی شکل و صورت کا ہونا کوئی گناہ نہیں ہے۔ جسکی سزا آپ لوگ ہمیں دے رہے ہیں۔ تنگ آچکے ہیں ہم۔ اگر ہم خوبصورت ہیں تو اسکا کیا مطلب ہے کہ ہمیں قید کر دیا جائے۔ کوئی ہماری شکل نہ دیکھے۔ اس سے اچھا ہے تیزاب ڈال دیں ہمارے چہرے پر اسکی خوبصورتی ختم ہوگی۔ تب ہی ہم کھلی فضا میں سانس لے سکیں گے۔ وہ بے دردی سے آنسو پونچھتی ایک ہی سانس میں کہہ گئی۔ پھر اپنا بیگ اٹھایا اور اپنے روم میں چل دی۔ رور و کراسکی آنکھیں سوج چکی تھیں۔ مگر ان سبز گہری جھیل سی آنکھوں کے سوجے کنارے بھی بلا کے پُرکشش لگ رہے تھے۔ اسے نفرت ہونے لگی اپنے حسین چہرے سے جسکی وجہ سے وہ بچپن سے روک ٹوک کا شکار رہی تھی۔

وہ نیشنل ہائی ویز کی فوٹیج دیکھ رہا تھا۔ سامنے ہی اسٹڈی ٹیبل پر دونیلے رنگ کی فائلز تھیں۔ جس میں نیشنل ہائی وے

N10 اور (کراچی گواہر N25) (کراچی چمن)

کی ڈیٹیلز تھیں اور ساتھ ہی ان ہائی ویز پر موجود پولیس ڈیوٹیز کی بھی ڈیٹیلز تھیں۔ وہ انہماک سے ان کو اسٹڈی کر رہا تھا۔ جب عالیہ بیگم اندر آئیں۔ چائے کا گھاتھ میں اٹھائے وہ اسکے پاس ہی چلی آئیں تھیں۔

آہل بیٹا بس کرو بارہ بج گئے ہیں اور تم ہو کہ آرام کرنے کا نام ہی نہیں لے رہے۔ شاباش بند کرو اسے باقی کا کام کل کر لینا۔

نہیں امی ابھی بہت کام پڑا ہے۔ آپ بتائیں خیریت سے آئیں ہیں؟ اس نے چائے کا مگ پکڑتے کہا۔

ہاں خیریت ہے اور ایک اچھی خبر کے ساتھ آئی ہوں۔ وہ مسکراتے ہوئے کہتیں بیڈ کے کنارے پر ٹک گئیں۔ آہل لیپ ٹاپ تھوڑا بند کر کے کرسی گھما کر انکے سامنے ہی بیٹھ گیا۔

کیسی خبر؟ چائے کا سپر لیتے پوچھا۔

تمہاری دادو نے نیلیم کیلے ہاں کر دی ہے۔ وہ مسکراتے ہوئے کہہ رہی تھیں۔

سچی؟؟؟ آہل مگ ٹیبل پر رکھتے ان کا ہاتھ دباتے بولا۔

ہاں بھئی ایک دم سچ اور منع کرنے کا جو جواز اُن کے پاس تھا۔ وہ تو تمہاری محنت اور لگن نے ختم کر دیا اور کیا چاہیے اُن کو۔ وہ آہل کے چہرے پر پیار سے ہاتھ پھیرتے بولیں۔

پھر کب جا رہے ہیں ہم؟ وہ بے صبر اہوا۔

کل ہی چلتے ہیں۔ تمہارے بابا بھی کل فارغ ہیں اور نیک کام میں دیری کیوں۔ انہوں نے اسکی ٹھوڑی پکڑتے پیار سے کہا۔

شکریہ امی!! آپ بہت اچھی ہیں۔ وہ بچوں کی طرح ان کے سینے سے لگا کہہ رہا تھا۔ جانتا تھا کہ انہیں نیلیم بہو کے روپ میں نہیں پسند مگر صرف اسکی خاطر وہ مان گئیں تھیں۔

آپی ہمیں نہیں کرنی آہل بھائی سے شادی۔ ہم بتا رہے ہیں۔ ہم سب کے سامنے منع کر دیں گے۔ پھر ہمیں مت کہیے گا کہ ہم نے بابا کی انسلٹ کرائی ہے۔ وہ سفید اور گلابی رنگ کی گھیردار فراک کو اٹھا کر دور پھینک چکی تھی۔ صاعقہ اسے تیار ہونے کا کہنے آئی تھی۔ دادو کا خیال تھا کہ آج ہی منگنی کی تاریخ رکھ دیں اور خاندان بھر میں بات پھیلا دیں۔ تاکہ جو بقیہ رشتہ دار اُمید لگا کر بیٹھے ہیں۔ سب کو ایک ہی بار میں جواب مل جائے۔

گڑیا ضد نہ کرو۔ تیار ہو جاؤ تا یا لوگ آنے ہی والے ہوں گے اور دیکھو ایسا کر کہ تمہیں کیا ملے گا؟ دادو کی ضد سے تو آگاہ ہونا تم۔ صاعقہ نے گھٹنوں میں سر دیے ہچکیوں سے روتی نیلیم کے بال سہلائے۔

ہمیں کچھ نہیں سننا۔ آخر ہمارا قصور کیا ہے؟ کس جرم کی سزا دے رہی ہیں دادو ہمیں؟ ہم پڑھنا چاہتے ہیں۔ یونیورسٹی جانا چاہتے ہیں۔ لیکچرر بننا چاہتے ہیں۔

تو منع کس نے کیا ہے تجھے۔ چلی جانا یونیورسٹی بھی۔ مگر شادی کے بعد آہل کی اجازت سے۔ دادو نجانے کب کمرے میں داخل ہوئیں تھیں۔

آپ ہمارے ساتھ زیادتی کر رہی ہیں دادو۔ ہمارا مذہب بھی لڑکی کی رضامندی کا حکم دیتا ہے۔ پھر آپ؟ وہ جو چیخ کر بول رہی تھی۔ ساتھ ساتھ آنسو صاف کر رہی تھی۔ دادو کی اس سے بھی تیز دار آواز میں بات کاٹنے پر خاموش ہو گئی۔

مجھے مذہب دین مت سکھا۔ پانچ نمازیں پڑھتے موت پڑتی ہے اور مجھے بتا رہی ہے اسلام اور دین۔ اٹھ اور کپڑے بدل کر نیچے آ۔ اگر تو نے میری بات نہیں مانی تو بارہویں کے امتحان بھی نہیں دینے دوں گی۔ ابھی

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

صرف اکیڈمی چھڑوائی ہے کالج نہیں۔ ان کی دھمکی پر نیلیم صدمے سے چور ہو کر رہ گئی۔ ابرار صاحب بھی اب کی بار اسکا ساتھ نہیں دے رہے تھے۔ آہل کارشتہ ان کی نظر میں ایک اچھا رشتہ تھا۔ پھر بھائی کی ناراضگی کا بھی ڈر تھا۔ اسی لیے وہ خاموش تھے۔ بلکہ اگر خوش تھے کہا جائے تو غلط نہ ہوگا۔

دونوں بہنیں اور ماں پچھلی نشستوں پر براجمان جلدی سے باہر نکلیں۔ ڈرائیونگ سیٹ پر آہل کے ساتھ بیٹھے اسرار صاحب بھی کار سے نکل چکے تھے۔ وہ کار ریورس کرتا مناسب جگہ کھڑی کرنے لگا تھا۔ کیوں کہ گیراج بہت چھوٹا تھا۔ جب اچانک کار پیچھے کھڑی بائیک سے ٹکرائی۔ بائیک سڑک پر گر چکی تھی۔ جب آہل فٹافٹ باہر نکلا۔

آریو بلا سنڈ مین؟ ٹائیگر نے بائیک کھڑے کرتے غضب ناک لہجے میں کہا۔ بلیک جینز اور جیکٹ کے ساتھ سُرمئی رنگ کی شرٹ پہنے ہوئے تھا۔ فولڈ ڈسلیوس اور فوجی کٹ اسٹائل کے بال جو آگے سے کچھ ماتھے پر گر رہے تھے۔ آہل کو وہ بے حد ڈیشنگ دکھا۔

ریٹلی سوری فار دیٹ مین! آہل نے معذرت خواہانہ لہجہ اپنایا۔

آہل اندر آؤ یہاں کیوں کھڑے ہو؟ ارے ٹائیگر تم۔ وہ آہل کو بلانے آئے تھے۔ جب ٹائیگر کو اسکے ساتھ کھڑے دیکھا تو تعارف کروانے لگے۔

نیلیم کا مرکت از دیباء تبسم

یہ آہل ہے میرا بھتیجا اور ہونے والا داماد ہے۔ آہل کی تو اس تعارف پر بانچھیں چر گئیں۔ جوش سے مصافحے کے لیے ہاتھ بڑھایا جبکہ ٹائیگر کچھ تذبذب کا شکار تھا۔

یہ ٹائیگر ہے۔ ہمارے نئے کرایے دار۔ ماشاء اللہ بہت ہی فرمانبردار بچہ ہے۔ انہوں نے ٹائیگر کا کندھا تھپتھپایا۔

ٹائیگر؟ آہل کو نام کچھ عجیب سا لگا۔

روحان عاکف "ٹائیگر نے مصافحے کے لیے بڑھا ہاتھ تھامتے کہا۔"

اچھا سوری یار بانیک کے لیے۔ آہل نے کان کھجاتے شرمندگی سے کہا۔

کوئی بات نہیں۔ ٹائیگر نے آہل سے کہتے ابرار صاحب کی طرف رخ کیا۔

اچھا نکل چلتا ہوں۔ کوئی کام ہو تو تکلف مت کیجیے گا۔

نہیں تکلف کیسا؟ کوئی کام ہو تو تمہیں سب سے پہلے یاد کروں گا۔ ٹائیگر مسکراتے ہوئے چلا گیا۔

Writers

اوہ مائی گاڈ! نیلیم تم تو کوئی کوئی پری لگ رہی ہو۔ ایمن نے پنک اور وائٹ فرائڈ میں کھلے بالوں کو کنگھی کرتی نیلیم کو دیکھ کر کہا وہ خاموش رہی۔

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

تمہارے بالوں کا میں کوئی ہیئر اسٹائل بناؤں؟؟ ایشا نے پوچھا۔ نو تھینکس۔ وہ برا سامنہ بنا کر بولتی اپنے شہد رنگ سلکی بالوں کی پونی بنانے لگی۔ مگر بال کمر سے بھی نیچے تک جا رہے تھے۔ نیلیم سے سنبھالنا مشکل ہو گئے۔ آپی آپی! وہ چڑچڑی سی ہوتی صاعقہ کو آوازیں دے رہی تھی۔ جو شاید کچن میں مصروف ہونے کی بناء پر سُن نہیں پار ہی تھی۔

اُف نیلیم! دو میں بنا دیتی ہوں۔ ایشا ڈریسنگ کے پاس آکر اسکے ہاتھ سے ہیئر برش تھام کر بولی۔ جب منع کر دیا ہم نے کہ نہیں بنوانے تم سے بال تو کیوں پیچھے پڑ گئی ہو۔ وہ بد تمیزی سے کہتے اسکے ہاتھ سے برش لے چکی تھی۔

ابھی نا سہی مستقبل میں شاید تمہیں یہ کام ہم سے ہی کروانا پڑے۔ اب آہل بھائی تو تمہارے بال بنانے سے رہے۔ ہا ہا ہا ایمن کے کہنے پر نیلیم کی تیوری چڑھ گئی۔

ہمارے ہاتھ نہیں ٹوٹے جو تمہارے بھائی سے بال بنوائیں گے۔

گڑیا بری بات کیوں بلا وجہ غصہ ہو رہی ہو۔ صاعقہ نے خفگی سے کہا۔ ہاتھ میں موجود ٹرے ایمن نے تھامتے اس میں سے ایک گلاس خود لیا اور دوسرا بہن کو دیا۔

دماغ خراب ہو گیا ہے ہمارا تبھی۔ وہ برش پٹم کر بولی۔

لاؤ، صاعقہ نے برش تھاما اور چند منٹوں میں ہی شہد رنگ بالوں کا خوبصورت سا اسٹائل بنا دیا۔ چھوٹی سی نوز پن اس پر بہت اُٹھ رہی تھی۔

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

جب وہ نیچے آئی تو دادو نے اسکی بلائیں لیں، نظر اُتاری۔ ہمیشہ دور سے ہی سلام کا جواب دینے والی تائی اسے ساتھ چپکائے بیٹھی رہیں۔ سفید کرتا شلوار میں ملبوس آہل بھی کافی شاندار دکھ رہا تھا۔ بار بار اسے اپنی جانب متوجہ کرنے کے حُرے آزماتا نیلیم کو زہر لگ رہا تھا۔ گھر کی ہی بات تھی۔ کوئی روک ٹوک نہ تھی سب نے اکٹھے کھانا کھایا۔ اور تین دن بعد اتوار کو منگنی کی تاریخ رکھی گئی۔

یہ تو سراسر زیادتی ہو رہی ہے میرے ساتھ۔ منہ مجھے میٹھا کروانا چاہئے اور یہاں امی ہی سب کیے جا رہی ہیں۔ نکاح نامے پر بھی انہیں سے سائن کروالینا۔ آہل نے صاعقہ کے کان میں سرگوشی کی۔ دادو سے کہتی ہوں تمہاری یہ خواہش پوری کر دیں۔ وہ شرارتی لہجے میں بولی۔

ارے کیا سالی صاحبہ جب یہ کام آپ خود کر سکتی ہیں تو پھر دادو کو کیوں تکلیف دے رہی ہیں۔ وہ سنجیدگی سے مزاق کر رہا تھا۔

ہا ہا ہا ہا شکل دیکھو دادو کے نام پر ہی ہوائیاں اڑ جاتی ہیں۔

اب ایسی بھی بات نہیں۔ کر دو نایہ کام پلیز زرزرز۔ وہ ملتتی لہجے میں بولا۔

چلو کر دوں گی۔ کیا یاد کرو گے۔ اتنی سخی دل سالی ملی ہے۔ وہ ہنس دی۔

آہل ماں اور دادی کے درمیان منہ پھلائے بیٹھی نیلیم کو دیکھ رہا تھا۔ نظر تھی کہ ہٹ کا نام نہیں لے رہی تھی اور دل تھا کہ بے اختیار ہی ہوتا جا رہا تھا۔ جان بن گئی تھی یہ لڑکی آہل اسرار کی۔

ایک دوپہر زانف تھیں آپ نے دنیا جہان کی پنیں ہمارے ہی سر پر لگانی تھیں۔ وہ شدید جھنجھلاہٹ میں مبتلا ہیئر پز اُتار رہی تھی۔ جب ڈریسنگ مرر میں اپنے پیچھے آہل کا عکس اُبھرتا نظر آیا۔ نیلیم کا حلق تک کڑوا ہو گیا۔

نیلیم کا حرکت از دیاء تبسم

میں ہیلپ کر دوں؟ شرارت آنکھوں میں ناچ رہی تھی۔

آپ ہمارے کمرے سے جاتے ہیں کہ ہم دادو کو بلائیں۔ وہ غصہ ضبط کرنے کی کوشش میں سُرخ ہوتی اور حسین لگنے لگی تھی۔

ہمارا کمرہ بھی بولتی ہیں اور جانے کو بھی کہتی ہیں اُس ناٹ فیجر۔ وہ ڈریسنگ ٹیبل کے کنارے ٹک گیا۔

ہم ہی چلے جاتے ہیں۔ نیلیم اسکی طرف سے مایوس ہو کر جانے کو مڑی تھی جب وہ اسکی راہ میں حائل ہو گیا۔

میں تو گڑیا کا منہ میٹھا کروانے آیا تھا۔ آہل نے مٹھائی کا ڈبہ پکڑ رکھا تھا اس میں سے ایک گلاب جامن نکال کر نیلیم کے سرخی مائل ہونٹوں کی جانب بڑھایا۔

ہماری زندگی برباد کر کہ اُس میں زہر گھول کر آپ ہمارا منہ میٹھا کروانے آئے ہیں۔ وہ اسکا ہاتھ جھٹک چکی تھی گلاب جامن کہیں دور ہی جا گرا تھا۔ آہل کا چہرہ شدت ضبط سے جل اُٹھا تھا۔

کس زہر کی بات کر رہی ہو؟ وہ سنجیدہ تھا۔

آپ کی وجہ سے صرف آپکی وجہ سے دادو نے ہماری اکیڈمی ختم کروادی اور اب یونیورسٹی سے بھی منع کر دیا۔ ہمارا لیکچرر بننے کا خواب صرف آپکی وجہ سے چکنا چور ہو گیا۔ وہ چلاتے ہوئے بول رہی تھی یہ اسکی عادت تھی مزاج کے خلاف بات پر چیخنا اور روتے ہوئے بات کرنا۔

اسٹاپ کرائینگ۔ آہل نے اسے بازو سے پکڑ کر بیڈ پر پٹھا۔ نیلیم نے کھا جانے والی نظروں سے اسے دیکھا تھا۔

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

دیکھو گڑیا مجھے نہیں پتا دادو ایسا کیوں کہہ رہی ہیں ناہی اس بارے میں میری اُن سے کوئی بات ہوئی ہے۔ مگر میں پراس کرتا ہوں خود ایڈمیشن کرواؤں گا تمہارا یونی میں جس میں تم کہو گی بس؟ خوش؟ وہ اسکے پاس نیچے گٹھنے موڑ کر بیٹھا تھا۔

اور اکیڈمی؟ اسکی سوئی اب بھی وہیں اٹکی تھی۔

اکیڈمی نہیں گڑیا وہاں وہ لڑکے تمہیں کوئی بھی نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ آہل نے ہاتھ بڑھا کر اسکے آنسو صاف کرنے چاہے۔

بچے نہیں ہیں ہم جو کوئی بھی ہمیں نقصان پہنچا کر چلا جائے اور ہم دیکھتے رہیں۔ وہ اسکا ہاتھ جھٹک کر بھڑکتے ہوئے بولی۔

اچھا اچھا غصہ تو ناہو۔ میں دادو سے اجازت لینے کی کوشش کروں گا۔ وہ بہلانے لگا۔

ٹائم از اوور ناؤ۔ صاعقہ کی آواز پر آہل اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ نیلیم نے آنسو صاف کیے۔

اللہ میری بہن کو رُلا دیا تم نے ایسا بھی کیا کہہ دیا؟ صاعقہ نے مصنوعی حیرت سے کہا۔

ہمارے ایسی جرات کہاں؟ آہل نے ہنس کر کہا۔

صاعقہ اور وہ باتوں میں مگن کمرے سے نکل گئے۔ نیلیم پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

کیا چیز تھی جو اسے رُلا رہی تھی؟

اندر ہی اندر کھا رہی تھی۔

کھوکھلا کر رہی تھی۔

نیلیم کا مرکت از دیباء تبسم

آنکھوں میں پھر مرچیں بھرنے لگیں تھیں۔ وہ دونوں گھٹنوں کو بازوؤں کے حصار میں لیے ان پر سر رکھے ہچکیوں سے گریہ و زاری میں مصروف ہو گئی۔

ابھی تو احساس ہوا تھا محبت کا ابھی تو جذبوں کی شاخ سے محبت کو نپل پھوٹی تھی۔

ابھی تو آسمان پر بکھرے تارے سہانے لگے تھے۔ ابھی تو گیت گنگنائے تھے ابھی تو ساز چھڑے تھے۔ ابھی تو کلیاں کھلیں تھیں کہ آسمان سیاہ ہو گیا۔ گیتوں کی جگہ نوحوں نے لے لی تھی۔ ساز میں غم کی نمی گھلنے لگی تھی۔ سب ختم ہو چکا تھا شروع ہونے سے پہلے۔

بڑی سی میز کے اوپر بالکل درمیان میں بلب لگا تھا اور اسکے وسط میں سفید رنگ کا چارٹ پڑا تھا جسکے اوپر پنسل سے کسی راستے کی سکیچنگ کی ہوئی تھی۔ وہ بڑے غور سے اسکا جائزہ لے رہا تھا۔ جب انس اندر آیا۔ اسکے ایک ہاتھ میں چھوٹا سا ڈبہ تھا اور وہ منہ میں کچھ چبا رہا تھا۔

یہ لو، انس نے ڈبہ اسکے آگے کیا۔

کیا ہے؟ ٹائیگر نے ڈبے میں جھانکے بغیر پوچھا۔ وہ اب تک ہاتھ میں پکڑی پنسل سے چارٹ پر نشان لگا رہا تھا۔

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

مٹھائی ہے ابرار انکل دے کر گئے ہیں اُن دختر کی بات پکی ہو گئی ہے اور اتوار کو منگنی ہے۔ انس اسکے برابر والے اسٹول پر چڑھ کر بیٹھ گیا۔

مجھے نہیں کھانا اتنا میٹھا۔ وہ اسکی جانب دیکھے بغیر مصروف انداز میں بولا۔

کھالے ڈائن کی نہیں بڑی والی کی ہوئی ہے۔ ابھی وہ تو چھوٹی ہے بہت۔ انس نے ہنستے ہوئے کہا۔ جوا بائٹنگر نے سرد نظروں سے اسے گھورا۔ پنسل بھی ہاتھ میں ہی موڑ دی

مجھے ایسا مزاق پسند نہیں، آئی سمجھ؟

ٹائنگر کے غصہ ہونے پر انس کچھ خفیف سا ہو گیا۔

یار میں تو بس مزاق ہی کر رہا تھا۔ ظاہر ہے بڑی بیٹی کی ہی منگنی ہوئی ہوگی۔ چھوٹی والی تو ابھی بہت کم عمر ہے۔ انس نے فضول وضاحت دی۔

بڑی کی ہو یا چھوٹی کی میری طرف سے جہنم میں جائیں دونوں۔ یہاں ہماری زندگیوں کا سوال ہے اور تمہیں فضول بحث سوچ رہی ہے۔ وہ اسے اچھی خاصی سنا کر اب پھر سے ایک چارٹ کھول چکا تھا۔ اس پر بھی پہلے سے ملتے جلتے کچھ نقش و نگار بنے تھے۔

زیادہ ہی ہو گیا ہے۔ اتنی اچھی لڑکی ہے۔ مگر پتھر سے سر پھوڑ رہی ہے۔ انس نے برا سامنہ بناتے کہا۔ ٹائنگر نے ابرو اُچکاتے اسے دیکھا اور پھر دوبارہ چارٹ پر جھک کر آہستہ سے بولا تو تم یہ بات اُسے کیوں نہیں سمجھا دیتے۔

سمجھا دوں گا اگر عقل ہوئی تو جلد سمجھ جائے گی۔ انس نے ایک اور گلاب جامن منہ میں رکھا۔

عورت ذات میں عقل اور حسن کبھی ایک ساتھ نہیں رہ سکتے۔ "ٹائیگر نے تبصرہ کیا۔"

تمہاری فضول سوچ ہے اور کچھ نہیں۔ انس بڑبڑاتے ہوئے ڈبہ لے کر باہر چلا گیا۔

سیکنڈ گزرے، منٹ گزرے، گھنٹے گزرے، پھر دن یہاں تک کہ اتوار کا دن بھی آپہنچا۔ رونق تو اتنی نہ تھی۔ صرف اسرار صاحب کا گھرانہ اور دورشتہ دار فیملیز آئی ہوئی تھیں۔ نیلیم کو سجا سنوار کر نیچے ہال میں لے جایا گیا۔ جہاں منگنی کے فنکشن کا مکمل انتظام کر رکھا تھا۔

عالیہ بیگم نے انگوٹھی نکالی اور نیلیم کو ہاتھ دینے کا اشارہ کیا۔ مگر وہ چوڑیوں سے سچے ہاتھوں کو گود میں چھپانے لگی۔ وہ حیران سی ہوتی سب کو دیکھنے لگیں۔ جب دادو کے اشارے پر صاعقہ آگے بڑھی اور ہاتھ تھامنے لگی۔ نیلیم زور زور سے نفی میں سر ہلا رہی تھی۔ نین کٹورے بھی چھلکنے کو بے تاب ہونے لگے۔ گہری آنکھوں میں آنسو کے ننھے ننھے قطرے چمک رہے تھے۔ صاعقہ کی تنبیہ کرتی نظروں پر اس نے بے دردی سے لب کاٹتے ہوئے آنسو اپنے اندر اُتارے تھے۔ وہ جوہر بات ضد کر کے منوالیتی تھی۔ آج ہار گئی تھی۔ وہ چھوٹی تھی۔ سب اسے چھوٹا اور نا سمجھ جان کر اسکی رضا کی پرواہ نہیں کر رہے تھے۔ مگر وہ، وہ تو نجانے دل میں اس رشتے سے فرار کے لیے کیا کیا منصوبے بنا چکی تھی۔

انگوٹھی پہنادی گئی تھی۔ ہال میں تالیوں کی آواز گونجنے لگی۔ نیلیم کے سر پر گویا ہتھوڑے برس رہے تھے۔ وہ بے بسی سے بیٹھی مسکراتے سرشار سے آہل کو اپنی جانب تکتا دیکھتی رہی۔ پھر وہ زیادہ دیر مہمانوں میں نہیں

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

بیٹھ سکی۔ صاعقہ نے بھی اسے لے جانا ہی بہتر سمجھا تھا۔

کتنی اچھی تھی عشق کی ابتداء عباس

مگر اسکی انتہا سے اللہ بچائے

Socialmedia

او صاعقہ گلی میں کسی بچے کو بول ساتھ والے گھر سے ٹائیگر یا انس کو بلا دیں۔ تیرے ابا تو جانے کب آئیں میرا
ڈرامہ نکلے جا رہا ہے۔ دادو تخت پر بیٹھی اونچی آواز میں بولیں۔

اچھا دادو کہتی ہوں۔ صاعقہ نے جلدی سے برتن وہیں چھوڑے اور باہر گیٹ تک آگئی۔

تھوڑی ہی دیر بعد ٹائیگر دروازے سے اندر آیا تھا۔ صاعقہ کو گیراج میں کھڑے دیکھا تو پوچھنے لگا۔

کوئی کام تھا آپ کو؟

جی وہ ذرا چھت پر جا کر کیبل کی تار تو ٹھیک کر دیں۔ پتا نہیں کیا ہوا ہے کوئی چینل صحیح نہیں آرہا۔

ٹائیگر بیٹا! دادو کی آواز پر صاعقہ نے اسے اندر جانے کا اشارہ کیا۔

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

جی دادو! وہ ڈرائنگ روم کے سرے پر کھڑا دادو کو تخت پر براجمان دیکھ کر بولا۔

ارے پیٹا کیبل کو دیکھ دو کیا ہوا ہے؟ دادو نے ہاتھ ہلاتے نخوت سے کہا۔

میں دیکھتا ہوں۔ ٹائیگر چھت پر جانے کے لیے سیڑھیاں چڑھنے لگا۔

آپ رہنے دیں میں دیکھ لوں گا۔ صاعقہ کو اپنے پیچھے چھت پر آتا دیکھ کر اس نے کہا۔

صاعقہ سر ہلاتی دوبارہ کچن میں چل دی۔

نیلیم نے ٹائیگر کو سیڑھیاں چڑھتے دیکھا اور پھر صاعقہ کو اکیلے واپس جاتے۔

دل پہلے ہی بھرا پڑا تھا۔ اب چونکہ مجرم بھی سامنے تھا اور کچھ قدموں کی دوری پر، تو وہ دیر کیوں کرتی۔ تبھی جلدی سے اپنے روم کا دروازہ بند کر کے چھت کی سیڑھیاں چڑھنے لگی۔ وہ شاید بچپن سے ہی اتنی جذباتی تھی۔ ضدی تھی۔ بات کو چٹکیوں میں اڑا دینے والی۔ مگر اب دل پر لگی تھی تو چٹکی میں بات اڑ ہی نہیں رہی تھی۔

ٹائیگر اسٹول پر کھڑا کیبل کے تاروں سے کشتیاں کرنے میں مصروف تھا۔ تھوڑی دیر بعد ہاتھ جھاڑتا اسٹول سے نیچے چھلانگ مار چکا تھا۔ مگر جوں ہی نظر نیلیم کی جانب پڑی چندپیل کو جیسے ٹھہر گیا تھا۔ وہ حد درجہ غمگین لگ رہی تھی۔ مگر وہ نظر انداز کر گیا۔ پاس سے ہو کر گزر جانا چاہتا تھا۔ جب وہ راستے میں حائل ہو گئی۔ ٹائیگر نے دانت پیس لیے۔ ساتھ ہی چہرہ بھی موڑ لیا۔ وہ اسے دیکھنا نہیں چاہتا تھا۔ وہ صورت جس کے حُسن کے دیوانے اسے جینے نہیں دیتے تھے۔ وہی حُسن اس کے پاس چل کر آتا تھا اور وہ، وہ نگاہِ غلط تک نہ ڈالتا۔

بہت خوش ہیں نا آپ؟ اس انگوٹھی کو ہمارے ہاتھ میں دیکھ کر۔ اس نے اپنے ہاتھ کی پشت اسکی جانب کرتے ہوئے کہا۔ جس میں سونے کی انگوٹھی اپنی فتح پر مطمئن تھی۔ ٹائیگر کو حیرت ہوئی۔ انس نے تو کہا تھا کہ بڑی کی منگنی ہوئی ہے۔

بڑی کی ہو یا چھوٹی کی مجھے کیا۔ اگلے ہی پل اس نے سر جھٹکا۔

ہماری منگنی کا سن کر بہت خوشی ہوئی ہو گی نا آپ کو؟ سوچا ہو گا کہ جان چھوٹی۔ وہ برہمی سے کہہ رہی تھی۔ ایک آنسو بھی چھلک پڑا تھا۔ ٹائیگر کو کوئی فرق نہ پڑا۔ وہ تو بس جانے کو پر تول رہا تھا۔ مگر وہ کالی بلی کی طرح راستہ کاٹے کھڑی تھی۔

منگنی ہماری جس سے مرضی ہو۔ شادی تو ہم آپ سے ہی کریں گے۔ ضدی بچے سا لہجہ تھا اسکا۔ مجھے آپکی فضول گوئی میں کوئی دلچسپی نہیں۔ راستہ چھوڑیں۔ ٹائیگر نے ناگواری سے کہا۔

آپ کے ہر راستے پر نیلیم کھڑی ہے۔ ہم سے فرار حاصل کریں گے تو جان لے لیں گے۔ آپ کی بھی اور اپنی بھی۔ وہ تمام فاصلے سمیٹتی اسکا کالر پکڑ چکی تھی۔ سبز کانچ سیاہ آنکھوں میں گاڑھے وہ مقابل کو چاروشانے چت کرنے کا حوصلہ رکھتی تھی۔

آپ نے دوبارہ کوئی ایسی حرکت کی تو میں انکل کو سب بتا دوں گا۔ آپکی بد تمیزیاں بہت برداشت کر لیں میں نے۔ ناؤ اٹس انف سنا آپ نے۔ وہ ضبط کے مارے سرخ پڑتے چہرے سے گویا ہوا۔ ساتھ ہی بے دردی سے اسکے ہاتھ اپنے گریبان سے ہٹائے تھے۔

پوری دنیا کو بتادیں۔ ہمیں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ سنا آپ نے۔ وہ بھی اسی کے انداز میں چلائی تھی۔

آپ کا تو دماغ خراب ہو گیا ہے۔ وہ اشتعال میں آچکا تھا۔

ہاں ہو چکا ہے ہمارا دماغ خراب۔ جب سے آپ ہمارے سامنے آئے ہیں۔ ذہن کے پردے پر چپک کر رہ گئے ہیں۔ ہٹنے کا نام ہی نہیں لیتے۔ جینا حرام کر رکھا ہے آپ نے ہمارا۔ سامنے آتے ہیں تو ایسا لگتا ہے جیسے آپ کے سوا کچھ اہم نہیں۔ آپ نہیں تو نیلیم نہیں۔ یہ جہان نہیں۔ ہم پاگل ہو جائیں گے۔ یقین کریں، ہمیں آپ کی جانب کھینچنے سے دنیا کی کوئی طاقت نہیں روک سکتی۔ ہم خود نہیں روک پارہے خود کو۔ سب قصور آپ کا ہے۔ نا آپ آتے نا یہ سب ہوتا۔ اتنے خوش تھے ہم، آپ نے آکر۔ وہ روتے ہوئے بولتی بار بار ہاتھ کی پشت سے گال رگڑتی ٹائیگر کو مزید غصہ دلارہی تھی۔

میں نے آکر کچھ نہیں کیا۔ یہ سب آپ کے اپنے دماغ کا خناس ہے۔ بلا وجہ مجھے مورد الزام مت ٹھہرائیں۔ اپنی یہ افسانوی دنیا سے باہر نکلیں تو آپ یقیناً نارمل ہو جائیں گی اور آخری بات آئندہ یہ سب خرافات ہمارے سامنے اُگلیں تو انجام کی ذمہ دار آپ خود ہوں گی۔ ہٹیں اب۔ اپنی بات مکمل کر کے وہ اسے بازو سے دبوچ کر سیڑھیوں کی جانب جانے والے راستے سے ہٹا چکا تھا۔ پھر تیز تیز سیڑھیاں پھلانگتا، وہ ایک سیکنڈ سے بھی کم عرصے میں اسکی نظروں سے اوجھل ہوا تھا۔

وہ خواب کہ دیکھانہ کبھی، لے اُڑا نیندیں

وہ درد کہ اُٹھانہ کبھی، کھا گیا دل کو

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

وہ واقعی ہی کم عمر کم عقل اور جذباتی تھی۔ بچوں کی طرح ننگے پیر جلے فرش پر بیٹھی رو رہی تھی۔ اسے احساس نہیں تھا کہ وہ کیا کہہ گئی ہے؟ کیا کر گئی ہے؟؟ وہ نہیں سمجھتی تھی کہ جس معاشرے کا وہ حصہ ہے۔ وہاں عورت کو سچی محبت کے اقرار کی بھی اجازت نہیں اور مرد کو صبح شام مختلف جگہوں پر مختلف عورتوں سے بلا خوف و خطر بے قرار یوں کے اظہار پر کوئی روک ٹوک نہ تھی۔ اسے نہیں پتا تھا کہ وہ اپنی انا خود داری ایک انجان شخص کے سامنے کچل چکی ہے۔ اُسے پتا تھا تو بس یہ کہ وہ اب انجان نہیں رہا تھا۔ وہ اجنبی نہیں تھا۔ وہ تو وہ تھا، جس کا اسے انتظار تھا۔ جس کے لیے وہ اپنی دیواریں چارٹس سے بھرا کرتی تھی۔ مگر وہ بھول گئی تھی یا بھلا دیا تھا کہ قسمت میں جو لکھا ہے۔ ملتا وہی ہے۔ چاہے آپ بچوں کی طرح ایڑیاں رگڑو یا سڑک پر لیٹ کر احتجاج کرو۔ قسمت بھری ہو جاتی ہے۔ وہ آپ کی نہیں سُنتی۔



نگاہیں ملا کر بدل جانے والے
مجھے تجھ سے کوئی شکایت نہیں ہے
یہ دنیا بڑی سنگدل ہے یہاں پر
کسی کو کسی سے محبت نہیں ہے

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

فارم ہاؤس میں داخل ہوتے ہی ایگل نے چاروں طرف نظر دوڑائی۔ کیا کمال کی جگہ تھی۔ ایک طرف ریگستان لگتا تو دوسری طرف بہار کا سماں تھا۔ بہت سے مذہبی چولے میں ملبوس افراد ٹرکوں پر سامان لوڈ کر رہے تھے۔ بڑی بڑی بوریاں کندھوں پر ڈالے۔ وہ سب بہت مصروف نظر آ رہے تھے۔

یہ تین تین ٹرکوں میں کیا رکھا ہے؟ ہم کچھ مدد کر سکتا ہے؟ ایگل نے اپنے برابر ہی پجوار کی پچھلی نشست پر بیٹھے ڈیک کو مخاطب کیا۔

نہیں تم اس میں کوئی مدد نہیں کروا سکتے۔ یہ تمہارا کام نہیں ہے۔ ڈیک نے سختی سے کہا۔

ارے واہ تم بھی ایم آزی کی طرح رعب جھاڑنے لگ گیا ہے۔ ایگل نے برامانتے کہا۔

اوہو ایسی کوئی بات نہیں ہے یار۔ یہ سب اسلحہ ہے اور بلوچستان پہنچانا ہے۔ یہ کام شیر دل کرے گا۔ سوڈونٹ وری اباؤٹ اٹ۔ ڈرائیور کو اشارہ کرتے ڈیک نے پجوار وڑ کوادی۔ ایگل اسکی بات پر سر ہلاتا نیچے اترنے لگا۔

تم انگریزی بھی بولتا ہے۔ پڑھا لکھا ہے تو اس کام میں کیوں آیا؟ وہ دونوں ساتھ ساتھ چلتے زمین کی کچی سطح سے پتھر کی روش پر جا رہے تھے۔ جب ایگل کے سوال پر ڈیک کے قدم بے اختیار تھم سے گئے تھے۔ چہرے پر تاریکی چھا گئی۔

ہمارا مطلب تم یہاں کا لگتا نہیں۔ کوئی انگریز (انگریز) ٹائپ کا لگتا ہو۔ ایگل جواب نا ملنے پر اپنے سوال کی وضاحت کرنے لگا۔

ڈیک نے سرد آہ شام کی بوجھل فضا کے سپرد کرتے قدم پھر آگے بڑھانے شروع کر دیے۔ اب پلٹنے کا وقت نہیں تھا نا ہی اجازت۔

کیا کرو گے تم جان کر؟ ڈیک نے جیک کی شرٹ کی سلیوس فولڈ کرتے کہا۔ ایگل کی نظریں اسکے چہرے کے اُتار چڑھاؤ دیکھ رہی تھیں۔

ہم جانا چاہتا ہے کہ یہ ہیر وٹائپ کا بندہ ولن کیسے بنا؟ ایگل نے سنجیدگی کی تہہ کو باریک کیا تھا۔

ہا ہا ہا میرے سر پر بچپن سے ہی بال نہیں ہیں۔ اب اس وجہ سے اگر میں ولن نظر آتا ہوں تو اس میں میرا کیا قصور؟ ڈیک کا لہجہ بھی ہلکا پھلکا سا تھا۔

تم بتاؤ نا ہم کو کہ تم کس سکول سے سیکھا اتنا اچھا انگریزی بولنا۔ ایگل اور ڈیک کی اب بہت بن گئی تھی۔ ایم آز کو ایگل پر بھروسہ نہیں تھا۔ تبھی ڈیک اسکی مکمل جاسوسی پر لگا رہا۔ اب وہ اپنے کام میں بھی اچھا تھا اور رویے میں بھی۔ تین چار مہینے ہو چکے تھے۔ مگر ایک بار بھی اسکے کام میں کوتاہی نہیں ہوئی تھی۔ اب تو منہاج بھی اسکی جانب سے کچھ پُر سکون ہو چکا تھا۔

میں امریکہ کا رہائشی ہوں۔ ڈیک اور وہ باتیں کرتے کرتے اب فارم ہاؤس کے وسط میں بنے عالیشان بنگلے کے اندر داخل ہو گئے۔ سفید رنگ کا بنگلہ۔

کیا؟؟؟ اندر جاتے ایگل کے قدم ٹھٹھک گئے تھے۔

ہاں امریکا کا رہائشی، سعودیہ کا قیدی اور پاکستان کا اسمگلر اور ٹیررسٹ (دہشت گرد)۔ ڈیک نے اطمینان سے جواب دیتے ڈرائنگ روم کی میز پر چابیاں اُچھالیں اور ٹانگیں پھیلا کر صوفے پر دراز ہو گیا۔

کیا؟ کیا؟ کیا تم؟؟ مطلب ہم کچھ سمجھا نہیں۔ ایگل بھی سامنے صوفے پر آ بیٹھا۔ مگر آگے کو جھکا بے آرام سا بے چین سا بیٹھا تھا۔

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

یہ سالوں پہلے کی بات ہے۔ جب امریکہ میں لاوارث بچوں کو چائلڈ ہوم میں چھوڑ دیا جاتا تھا۔ اور والدین آزاد ہو جاتے اپنی اپنی زندگیوں میں۔ تب ایک ایسے ہی دو محبت کرنے والوں کا انجام ڈیک نامی شخص کی صورت میں ہوا۔ مجھے چائلڈ ہوم میں پھینک دیا گیا۔ یہ کیلیفورنیا کا چائلڈ ہوم تھا۔ ڈیوڈ وہاں کا سربراہ تھا۔ وہ بچوں سے جنسی لذت کا کام لیتا تھا۔ میں بھی اُن بچوں کی گنتی میں اُس وقت آچکا تھا۔ جب میں نے گیارہ سے بارہ برس کی عمر میں قدم رکھا۔ مگر میں اُسے بہت تنگ کرتا تھا۔ وہ ہمیشہ مجھے مارتا، گالی گلوچ کر کے چلا جاتا تھا۔ ایک بار اُس نے مجھے اور چار پانچ اور بچوں کو الٹا ٹانگ دیا تھا۔ وہ ہم سے عاجز آچکا تھا۔ اُس رات ڈیوڈ نے لوہے کی روڈ گرم کر کے ہمارے جسم جھلسا دیے تھے۔ ہم سسک بھی نہ سکے تھے۔ رسوں سے جکڑے، اُلٹے لٹکے ہم آہیں بھی نہ بھر سکے۔ خون گردش نہیں کر سکا تھا اُس رات ہمارے جسموں میں۔ تب تین دن بھوکا رکھنے کے بعد وہ ہم سے اپنی لذت پوری کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ ہماری ویڈیوز بنائیں۔ تب میں چودہ برس کا تھا۔ وہ رات بہت بھیانک تھی۔ میں نے بہت کوسا تھا اپنی زندگی کو۔ میرا جسم غلاظت سے بھر چکا تھا اور اسکا ثبوت اُس شیطان کے پاس محفوظ تھا۔ میرے بال بھی اُس رات لوہے کی گرم روڈ کے ساتھ ہی چپک چپک کر ختم ہو چکے تھے۔ میری نیلی آنکھیں، صاف شفاف رنگت، پرکشش نقوش اُس کے سعودی ساتھی کو بہت بھائے اور میری ڈیل کر لی گئی۔ ایک رات میں سویا تو دو راتوں بعد سعودیہ میں آنکھ کھلی۔ ایک کچرے اور غلاظت کے ڈھیر سے نکل کر میں دوسرے میں آچکا تھا۔ یہاں بھی دن رات ٹارچر کیا جاتا۔ کھانا تب تک ناملتا جب تک آنتیں چپک نہ جاتیں۔ بہت ظالم تھے وہ لوگ۔ ایگل بہت ظالم۔ قہر برساتے دن رات افیت ہی افیت تھی۔ تکلیف اتنی ہوتی کہ جان جانے لگتی اور جو گندہ کام وہ مجھ سے لیتے۔ میرا مر جانے کو جی چاہتا۔ مگر میں بھی بلا کا ڈھیٹ تھا۔ ان چار سالوں میں بھی نہ مرا اور اُن کے اگلے کھیل کے لیے چُن لیا گیا۔ میرا پرکشش سراپا اُن کے کاروبار کے لیے بہت مفید ثابت ہونا تھا۔ تب اُنہوں نے مجھے استعمال کرنا شروع کیا۔ سعودی عورتیں جلد میری شخصیت کی دیوانی ہو جاتیں۔ مجھے ان سے شادی کر کے پہلی رات کی ویڈیوز بنا کر دینے کا حکم دیا گیا۔

تاکہ بعد میں ان کو بلیک میل کر کے پیسہ نکلوا یا جاسکے۔ مجھے یاد ہے وہ میری پہلی شادی تھی۔ جب پوری رات گزارنے پر بھی میں نے اُس لڑکی کو چھو اتک نہیں۔ تب ادین نے مجھے ایک بار پھر لوہے کی گرم روڈ سے پیٹا۔ کیوں ہیر و لڑکی پسند نہیں آئی تھی کیا؟ وہ جلا د بنا پوچھ رہا تھا۔ موٹا پائپ ڈیک کی برہنہ کمر پر پڑا۔

اگر پسند نہیں آئی تھی تو کہا ہو تبادلہ دیتے۔ ڈیک کا پورا منہ جھلس چکا تھا۔ بار بار اسکے منہ سے خون کا فوارہ اُبل پڑتا۔

مم معاف کر دو ادین۔ اُس رات میں نے اُسکی بہت منتیں کیں۔ معافیاں مانگیں اور پھر اُسکے کہے پر عمل کرنے لگا۔ چند سال بعد ایک لڑکی اور آئی میری زندگی میں۔ مگر اُسکی شرط تھی کہ پاکستان جا کر تمام رسومات سمیت شادی کرے گی۔ اُسکے والد پاکستان میں رہتے تھے۔ تب مجھے پاکستان جانے کی اجازت مل گئی۔ مگر ساتھ جاسوس بھی چھوڑے گئے۔ لیکن اس بار گیم میرے ساتھ کھیلی گئی۔ کراچی ایئر پورٹ پر چیکنگ کے دوران میرے بیگ سے اسلحہ نکل آیا۔ وہ بھی بلٹس کی بھرمار کے ساتھ اور بڑی بڑی رائفلز۔ میرے حواس کام کرنا بند کر گئے۔ مجھے دہشتگرد قرار دے دیا گیا اور ایک انڈر گراؤنڈ تہہ خانے میں ڈال دیا گیا۔ جہاں ایک اور سعودی قیدی منہاج عزضحاک قید تھا۔ تب ہم دونوں وہاں سے فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے تھے اور تب سے ساتھ ہیں۔ ادین اور ڈیوڈ تو سمجھے کہ میں وہیں اُسی قید میں مر گیا۔ مگر میں زندہ ہوں۔ ڈیک کا چہرہ شدت جذبات سے سُرخ ہو چکا تھا۔ سانس بھی معمول سے تیز چل رہی تھی۔ ایگل اسکی داستان سُن کر سُن ہو چکا تھا۔

تم وہاں سے فرار کیسے ہوا؟ ایگل نے بہت دیر بعد سوال کیا۔

نیلیم کا حرکت از دیاء تبسم

بھارت کا سب سے بڑا ڈان تھا وہ۔ جس نے مجھے اور ایم آز کو رہائی دلوائی۔ اس میں پاکستان کی غدار پولیس نے ہماری بڑی مدد کی۔ ڈیک نے سرد آہ بھری۔ ایسا لگتا تھا جیسے وہ پھر سے ماضی میں پہنچ گیا ہو۔

پاکستان کا پولیس ایسا تو نہیں ہے۔ بڑا سخت ہے بئی۔ ایگل کو اعتراض ہوا۔

ہا ہا ہا ہا یہ جو ٹرک کھڑے ہیں نابہر۔ ان کو پہنچانے والا بھی ایک پولیس والا ہی ہے۔ بلکہ اے ایس پی آہل ہے ڈھائی سال محنت کی۔ مگر کمائی سے داڑھ بھی گیلی نا ہوئی تو سارا ایمان ایک طرف رکھ کر۔ فوراً پیسہ جیب میں ٹھونسو اور شروع جی حضوری۔ ڈیک نخوت سے بولا۔

سر! ملازم لڑکے نے ڈرائنگ روم کے دروازے پر دستک دی۔ ڈیک نے اشارے سے اسے جانے کا کہا۔ چلو تمہارا مال تیار ہو گیا ہے۔ افسردہ کرنے کو معذرت یار اور رات کو آنا ڈنرا کٹھے کریں گے۔ ڈیک نے اٹھتے ہوئے کہا۔

نئی بئی افسردہ کیسا؟ ہم کو تو اچھا لگا کہ تم نے ہمیں اپنا دوست سمجھا۔ ایگل کے کہنے پر ڈیک نے اس کے کندھے کے گرد بازو پھیلادیا۔

تمہارے آنے سے کافی کام درست جا رہے ہیں اور میں ایم آز کے وحشیانہ پن سے کافی حد تک محفوظ ہو چکا ہوں۔ ڈیک کے لہجے میں تشکر جھلک رہا تھا۔ ایگل بھی مسکرا دیا۔

کسی بھی رشتے کو نبھانے کے لیے وعدے اور قسموں کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ اسے نبھانے کیلئے دو خوبصورت لوگ چاہئیں۔

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

ایک جو بھروسہ کر سکے۔

دوسرا جو اسے سمجھ سکے۔

socialmedia

خلائک طر فی وامتلا منک خاطری"

"کانک من عینی نقلت الی قلبی

وہی سحر انگیز لہجہ گھمبیر آواز۔ اسکا تنفس تیز ہونے لگا۔

کیا ہوا سمجھ نہیں آئی؟ دلفریب مسکراہٹ جان لیوا انداز۔ اسکو اپنے چہرے پر دو انگلیوں کا لمس سرسرا تا ہوا

محسوس ہوا۔ کتنی تپش تھی اس لمس میں۔ وہ سوتے میں بھی کسمسانے لگی۔

جب بھی نظر سے دور ہوئے"

دھیان میں میرے آن آ بسے

آنکھ سے چل کر دھیرے دھیرے

"منزل دل تک آپہنچے

آواز کچھ اور قریب سے آنے لگی۔ فاصلہ سمٹنے لگا۔ سماعت پھٹنے لگی۔ کوئی اسے جکڑنے لگا تھا۔

آآآآ آوارات کے تیسرے پہر پھر جاگ گئی تھی۔ پورا وجود پسینے سے شرابور تھا۔ ننھا سادل پسلیاں توڑ کر باہر نکلنے کو بے تاب ہونے لگا۔ اسکا سانس پھولنے لگا تھا۔

اُف گڑیا کب تک خواب دیکھ دیکھ کر ڈرو گی۔ اب بڑی ہو جاؤ۔ ہر خواب دیکھ کر چیخ مارنا تو گویا فرض ہے تم پر۔ صاعقہ نے جھنجھلاتے ہوئے کہا۔ ابھی چند منٹ قبل ہی تو مطالعہ کر کے لیٹی تھی وہ کہ اسکی چیخ سے جاگ گئی۔ اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔ چہرے پر سے پسینہ صاف کرتے۔ سائڈ ٹیبل پر موجود جگ سے گلاس میں پانی بھرا اور آہستہ آہستہ پینے لگی اور سوچنے لگی کہ خواب میں کیا دیکھا تھا۔ مگر بہت سوچنے پر بھی کچھ یاد نہ آیا۔ سوائے اُن چند مختلف زبان میں بولے جملوں کے۔

خلامنک طرفی وامتلامنک خاطری

"کانک من عینی نقلت الی قلبی

گڑیا سو جاؤ یار۔ مجھے صبح یونیورسٹی بھی جانا ہے کچھ کام ہے۔ صاعقہ بڑبڑائی۔

لابیریری جانا ہو گا کام کی کچھ لگتیں۔ وہ بھی بڑبڑاتے ہوئے لیٹ گئی۔

اسے لگا ابھی چند ہی منٹ ہوئے ہیں۔ مگر گھڑی پر نظر پڑی تو وہ آٹھ کے ہند سے پر کھڑی صبح بخیر کہہ رہی تھی۔ کھڑکی سے ہلکی ہلکی دھوپ اندر آرہی تھی۔ اس نے اپنے اُٹھنے کی وجہ تلاش کی تو پاس پڑے سیل فون کی جانب توجہ گئی۔ جواب بھی مسلسل بج رہا تھا۔ سات آٹھ مسیجز میں "پک اپ دی کال" کا پیغام تھا۔ کال پھر آنے لگی کچھ سوچ کر اس نے یس کا بٹن پُش کیا تھا۔

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

میری جان ابھی تک سو رہی ہو۔ میری نیندیں اڑا کر خود تم کیسے اتنی میٹھی اور پُر سکون نیند سو سکتی ہو؟ بہت ہی کوئی چھپھورا انداز تھا مقابل کا۔ نیلیم کارواں رواں جل اٹھا۔

کون ہو؟ اور اس بکواس کی وجہ؟؟ وہ تڑخ کر بولی۔

تمہاری جان، میری شہزادی اور یہ بکواس نہیں ہے۔ حقیقت ہے۔ پوری پوری رات تمہاری تصاویر دیکھتے گزر جاتی ہے اور تم ہو کہ مسلسل بے نیاز ہو۔ لہجے میں مصنوعی غم سموتے کہا گیا۔

شٹ اپ ہماری تصاویر تمہارے پاس؟ ناممکن اور شرافت سے بتاؤ کون ہو؟؟ اوہ او ایس یا حمزہ میں سے کوئی ہو تو جان لو اب اکیڈمی نہیں آؤں گی۔ اب اپنی دال کہیں اور جا کر گلاؤ۔ ساتھ ہی اس نے دو تین گالیوں سے بھی نواز ڈالا۔ پہلے ہی ان کی وجہ سے وہ بہت نقصان اٹھا چکی تھی۔

کم آن بے بی کم از کم میری آواز تو پہچان لو۔ بہت ہی ڈھیٹ واقع ہوا تھا وہ۔

دفع ہو جہنم میں جاؤ۔ بلاک کر رہی ہوں تمہارا نمبر۔ وہ سخت غصے میں بولی۔

شوق سے کرو میری جان مگر پہلے جو تصاویر بھیج رہا ہوں۔ وہ تو دیکھ لو اور ہاں اگر چاہتی ہو کہ یہ تصاویر پوسٹرز کی صورت میں شہر میں نہ لگیں تو فوراً چوکندی کے قبرستان پہنچو۔ فون کی دوسری سمت سے رعب دار آواز میں صاف دھمکا یا گیا تھا۔

ہماری جوتی آتی ہے قبرستان کمینے ذلیل انسان۔ وہ تو آپے سے ہی باہر ہوتی جا رہی تھی۔

میری جان اتنا غصہ تو نہ کرو۔ اس کے ڈھیٹ پن پر نیلیم نے جل کر ٹھ کر فون بند کر دیا۔

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

کچھ دیر بعد پھر موبائل کی مسیج ٹون بجنے لگی۔ اس نے آنے والی مسیجز چیک کیے تو چہرہ نیلا پڑ چکا تھا۔ ہاتھ سرد پڑ گئے اور وہ خود کپکپانے لگی۔ اسے اپنی جان نکلتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے کسی نے سانس کی نالی میں کپڑا پھنسا دیا ہو۔ عجیب و غریب عریاں لباس میں ملبوس نیلیم کے پوز بھی نہایت واحیات تھے۔

اس بار میکا کی انداز میں اس نے کال اٹینڈ کی تھی۔

مجھے پتا ہے تمہاری کیا حالت ہے؟ ان پکچرز کو دیکھ کر میری فوٹو گرافی پر شک تو نہیں کرو گی نا تم؟ ہا ہا ہا ہا ہا ہا تم کون ہو؟؟ کک کیا چاہتے ہو؟؟؟ نیلم کی آواز کہیں دور کسی کنویں سے آتی محسوس ہوئی۔

فی الحال تو تمہیں چاہتا ہوں میری جان۔ پھر آرہی ہو؟؟ کتنا چہکتا لہجہ تھا اسکا۔ سرشار جیت کے نشے سے چور۔

مم مجھے اس جگہ کا نہیں پتا۔ اس نے ہرکلاتے ہوئے کہا۔

مطلب منع کر رہی ہو؟؟ سخت انداز تھا۔

نن نہیں تو، وہ گھبرا گئی۔

ویل ڈن جلدی آؤ۔ آئی ایم وٹینگ ڈیر۔

اور ایک بات اگر کسی اور کو انوالو کرنے کی کوشش کی تو یہ بندہ جان سے جائے گا۔ جسکی تصویر اب میں بھیجوں گا۔ تیز آواز میں کہتے ساتھ رابطہ منقطع کر دیا گیا۔

اس بار آنے والی دو تین تصویریں ابرار صاحب کی تھیں۔ انہیں ایک کرسی پر رسیوں کے ساتھ باندھ رکھا تھا اور منہ پر تھیلا چڑھا رکھا تھا۔ اسکی جان پر بن گئی۔

!! !! !!

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

اسکی سسکیاں اندر ہی اندر دم توڑنے لگیں۔ منہ پر ہاتھ رکھے وہ نجانے کتنی دیر گھٹ گھٹ کر روتی رہی۔ صاعقہ کالج گئی تھی۔ دادو نیچے تھیں۔ اسے جانا تھا وہ گرتی پڑتی اُٹھی۔ مناسب لباس پہنا اور پہلی بار اپنی مرضی سے سیاہ چادر اوڑھ کر کمرے کا دروازہ مقفل کرتی نیچے چلی آئی۔

اے نیلیم کدھر؟ نیلیم! او نیلیم!! کدھر جا رہی ہے؟

دادو کی آوازیں اسے اپنی پشت پر صاف سنائی دے رہی تھیں۔ مگر وہ سنی ان سنی کرتی نکل گئی۔

صبح سے دوپہر ہو چکی تھی۔ اب تو سورج بھی کھڑا کھڑا تھک چکا تھا۔ جھکنے لگا تھا۔ آدھا آسمان نیلا ہو چکا تھا۔ شام ہونے کو تھی۔

ناہی نیلیم گھر آئی تھی ناہی ابرار صاحب۔ دونوں کے موبائل بھی بند جا رہے تھے۔ نیلیم تو اپنا موبائل گھر پر ہی چھوڑ کر جا چکی تھی۔

دادو آپ آہل کو کال کریں۔ اُسے کہیں جلدی آئے۔ صاعقہ نے آنسو صاف کرتے پریشان ہوتی دادو کے کندھے پر ہاتھ رکھتے کہا۔

ارے میری مت ماری گئی ہے۔ پہلے کیوں خیال نہ آیا۔ آہل کو کال ملا۔ دادو نے اپنے ماتھے پر ہاتھ مارتے کہا۔ یہ لیں دادو! صاعقہ نے سیل فون بڑھاتے کہا۔

ہائی وے پر موجود پولیس اے ایس پی آہل اسرار کو وہاں دیکھ کر کچھ حیران تھی۔ مگر وہ وہاں کی چیکنگ کرتا آرڈر دیتا اپنی ڈیوٹی انجام دے رہا تھا۔ اسکا اچانک ہائی وے پر آنا ہائی وے پولیس کے لیے کھٹکے کی بات تھی۔ سرٹرک میں پھل ہی ہیں۔

ٹھیک ہے جانے دو۔ آہل نے مغرور انداز میں جواب دیا۔

ٹن ٹن رنگ ٹون کی آواز پر گھڑی پر وقت دیکھتا آہل چونک گیا۔ پانچ تیس ہو رہے تھے۔ پانچ چالیس تک وہ تین ٹرک یہاں سے گزرنے لگے۔

کیا؟؟ دادو! میں ابھی پہنچتا ہوں۔ آپ فکر نہ کریں۔ نیلیم کہاں جاسکتی ہے؟ اسکی سہیلیوں کے گھر پتا کریں۔ آہل سب بھول بھال گیا تھا۔ یاد تھا تو صرف اتنا کہ اسکی منگیترا، کزن، محبوبہ وہ گھر پر نہیں ہے۔ وہ کہیں چلی گئی ہے۔ آہل کو اپنے جسم سے جان نکلتی محسوس ہو رہی تھی۔ کب وہ پولیس جیپ میں بیٹھا اور روانہ ہو گیا۔ کسی کو کان و کان خبر نہ ہوئی۔ مگر ٹھیک پانچ منٹ بعد وہ تین ٹرک ہائی وے کی حدود میں داخل ہو چکے تھے۔

کراچی کے مشرق میں ستائیس کلومیٹر کے فاصلے پر واقع چوکنڈی کا قبرستان نیشنل ہائی وے این_5 (کراچی_تورخم) سے گزرنے والے افراد کی توجہ باآسانی اپنی جانب کھینچ لیتا ہے۔ صدیوں پرانی اس تہذیب کی آخری آرام گاہ کو دیکھنے کے لیے وہ یہاں کا رخ کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ دو کلومیٹر کے رقبے پر بسے اس شہر خموشاں کا شمار سندھ کے تاریخی ورثوں میں ہوتا ہے۔ یہاں موجود زیادہ تر قبروں کی تعمیر پندرہویں صدی عیسوی سے لیکر اٹھارویں صدی عیسوی تک ہوتی رہی۔

لفظ چوکنڈی کے حوالے سے اکثر کا کہنا ہے کہ اس مقام پر جام مراد بن حاجی کے نام سے ایک مقبرہ ہے۔ جس پر لفظ چوکنڈی درج ہے۔ اس وجہ سے چند ماہرین کا کہنا ہے کہ یہ جگہ کا نام ہے۔ جبکہ کچھ ماہرین اسکی وضاحت

نیلیم کا حرکت از دیاء تبسم

آر کیسکچر کے طور پر بھی کرتے ہیں۔ سندھی میں چوکنڈی چار کے معنی میں بھی آتا ہے اور دیکھا جائے تو یہاں زیادہ تر قبریں چار پلر کی صورت تعمیر کی گئی ہیں۔ یہاں نقش و نگار سے مزین تقریباً چھ سو قبریں ہیں۔ جبکہ سادہ کی تعداد بارہ سو کے قریب ہے۔ یہاں پر زیادہ دیدہ زیب قبریں وہ ہیں جو تو اتر منزلہ بنی ہوئی ہیں۔ یہ تقریباً ڈھائی فٹ چوڑی، پانچ سے آٹھ فٹ تک لمبی اور چار سے چودہ فٹ تک اونچی ہیں۔ انکی تعمیر میں پیلے رنگ کا پتھر استعمال کیا گیا ہے۔ جو زیادہ تر ٹھٹھہ کے قریب جنگ شاہی سے ملتا ہے۔

نیلیم حد درجہ پریشانی میں بھی اس قبرستان کی تزئین و آرائش دیکھ کر رہ گئی۔ یہاں موجود قبروں پر تختیاں نہیں تھیں۔ بلکہ مردوں کی قبریں گھڑسوار، سورماؤں اور اسلحے سے منقش تھیں جبکہ عورتوں کی زیورات سے۔

شام کے سائے پر پھیلانے کو بے تاب سورج کی روشنی کو اپنے اندر جذب کرنے کو بے قرار تھے۔ ایک لمبی مسافت طے کر کے اب وہ مطلوبہ جگہ پہنچی تھی۔ پورے قبرستان کا جائزہ لیتے تو وہ نہ گھبرائی۔ مگر جب یہ جائزہ مکمل ہو گیا تو بے چینی سوار ہونے لگی۔ یہاں وسط میں ایک قبر چھتری کی شکل میں تھی۔ نیلیم اسکے کافی قریب کھڑی تھی۔ مطلب تقریباً قبرستان کے وسط میں پہنچ چکی تھی۔ شام ہونے کے قریب تھی۔ عموماً اس آثارِ قدیمہ کے قابل دید اٹاٹے کو دیکھنے لوگ دوپہر میں آتے تھے۔ مگر اب تو نیشنل ہائی وے کے مسافر بھی گزرتے چلے جا رہے تھے۔ نہ کوئی چرند نہ پرندل۔ سیاہ چادر جسکے کنارے پر مہرون پٹیاں لگی تھیں۔ اس پر نیلیم کی گرفت مضبوط ہوتی چلی جا رہی تھی۔ پچیس منٹ گزر چکے تھے۔ اسے لگا خوف کے مارے اسکی سانس بند ہو جائے گی۔ قریب تھا کہ وہ رو دیتی۔ ایک پلر کے پیچھے چھپی دو آنکھیں مسلسل اسکے چہرے کے اُتار چڑھاؤ ملاحظہ کر رہی تھیں۔

یا اللہ میں کہاں پھنس گئی ہوں؟ کون سی خطا ہو گئی جو یہ امتحان میرے نصیب میں لکھ دیا گیا۔ رب کائنات سے ایک عام بشر کی طرح اسکے شکوے شکایات بھی جاری ہو گئے تھے۔ وہ سیل فون بھی گھر چھوڑ آئی تھی۔ عجیب بے بسی ہی بے بسی تھی۔

اسی چھتری نما قبر کی دو تین اونچ اونچی سطح کے کنارے بیٹھی بے بس لڑکی کی سبز آنکھیں جھلک پڑی تھیں۔ دھندلائے منظر کو صاف کرنے کے لیے اس نے میدے سی رنگت کے نازک ہاتھوں سے آنکھیں رگڑی تھیں۔ جب نظر سیاہ بوٹوں پر پڑی۔ اس میں اتنی سکت نہ تھی کہ آنکھ اٹھا کر بھی دیکھ سکتی۔ اسکے گلے میں گلی سی ابھر کر معدوم ہوئی تھی۔ قدموں کی چاپ قریب آنے لگی۔ یہاں تک کہ وہ اس سے تین چار اونچ کے فاصلے پر ٹھہر گیا۔ عارضوں پر جھکی گھنی پلکوں کی باڈ لرزتے کانپتے اٹھی تھی۔ سورج ڈوبنے کے قریب تھا اور ایسا لگتا تھا جیسے سورج اس شخص کی پشت پر چھپ چکا ہو۔ تبھی اسکے چہرے کی جانب اٹھتی نیلیم کی نگاہ سورج کی کرنوں کی تاب نہ لاتے جھک گئی۔ وہ اسکا چہرہ نہیں دیکھ سکی تھی۔ سیاہ جینز بہت ٹائٹ تھی اور سیاہ رنگ کی ہی شرٹ جسکے اوپر لیڈر کا چمڑا لگا تھا اور دونوں شانوں پر سیاہ موٹی چادر کچھ اس طرح ڈال رکھی تھی کہ وہ پوری بیک کو کور کر رہی تھی۔ ناف کے نیچے گن بیلٹ پہن رکھا تھا۔ جس میں سے چھوٹا سا ریو اور جھانک رہا تھا۔ وہ روبوٹ کی طرح سیدھا کھڑا تھا۔ دونوں قدموں کے درمیان دو بالشت کا فاصلہ تھا۔ نیلیم کو اسکی نظریں اپنے جھکے سر پر صاف محسوس ہو رہی تھیں۔ نیلیم کو وہ کوئی جنگجو لگ رہا تھا۔ اسکا حلیہ بھی تو ایسا تھا۔

اچانک اس نے جھک کر نیلیم کی شیشے کی مانند شفاف کلائی اپنی فولادی گرفت میں جکڑ لی۔ اس نے دستانے پہن رکھے تھے۔ اس سے پہلے کے وہ کوئی رد عمل ظاہر کرتی۔ وہ اسے گھسیٹتا ہوا ایک لمبی اور چند منزلہ قبر کے پاس لے آیا اور زور سے اسے ناہموار سطح پر پٹختا تھا۔ اسکے منہ سے سسکاری سی نکل گئی۔

نیلیم کا حرکت از دیاء تبسم

سیل دو اپنا؟ اسکی آواز کافی بھاری تھی۔ وہ ایک گھنٹے کو زمین پر ٹیکے اور دوسرا کھڑا کیے اسکے پاس ہی نیچے بیٹھ گیا۔ جوا بھی تک اپنے چھلے ہاتھوں میں ہوتی جلن پر آنسو بہا رہی تھی۔ وہ کبھی اتنی بزدل نہ رہی تھی۔ مگر آج حالات کے پیش نظر وہ خاموش کٹھ پتلی بن چکی تھی۔

گگ گھر پر ہے۔ اس نے سر جھکائے ہکلاتے ہوئے کہا۔

تمہیں کہا تھا نا کہ کوئی ہوشیاری مت دکھانا۔ سمجھ نہیں آئی تھی میری بات؟؟ وہ شیر جیسی دھاڑ سے پوچھ رہا تھا۔ نیلیم خوف کے مارے قبر سے جا لگی۔ جسکی نقش و نگار سے مزین جالی اسکی کمر پر چھنے لگی۔

ہم نے جان بوجھ کر نہیں چھوڑا۔ ہم بھول گئے تھے۔ اس نے چہرہ اٹھا کر جواب دیا تھا۔ مقابل کے چہرے پر عربی رومال بندھا تھا۔ جو سیاہ اور سفید رنگ کا تھا۔ صرف اسکی آنکھیں دکھ رہی تھیں۔ بہت زیادہ نشیلی ہلکے بھورے رنگ کی۔ اتنی عجیب چمک تھی ان میں کہ نیلیم کو الجھن ہونے لگی انہیں دیکھ کر۔

تمہیں یہ بھول بہت مہنگی پڑے گی میری جان۔ اس نے نیلیم کو بازو سے دبوج کر قریب کرتے کاٹ دار لہجے میں کہا تھا۔ نیلیم کو اپنے بازو کی ہڈیاں ٹوٹتی ہوئی محسوس ہوئیں۔ مقابل کی نگاہ اسکے عارضوں پر بہتی شفاف پانی کی ندی پر ٹھہر گئی۔ مگر گرفت ڈھیلی نہ کی۔

ایسا مت کہو۔ ہم نے کیا بگاڑا ہے تمہارا؟ کیوں تم ہمیں بلیک میل کر رہے ہو؟؟ وہ چیخ پڑی۔ ساتھ ہی زور لگا کر اپنا بازو اسکی گرفت سے نکالنے کی کوشش کرنے لگی۔

مت بھولو وہ تصاویر اب بھی میرے پاس ہیں اور تمہارے بابا بھی ابھی تک میرے مہمان خانے کی زینت بنے ہوئے ہیں۔ اسکے سر دلہجے پر وہ کپکپا کر رہ گئی۔ بے بسی کے مارے آنسو بہہ نکلے۔

یہ لو اور اے ایس پی آہل کو بتاؤ تم کہاں ہو؟؟ اس نے ایک اسمارٹ فون نیلیم کی جانب بڑھایا۔

ہمیں نمبر نہیں یاد۔ وہ اُلجھتی ہوئی بولی تھی۔

اپنے منگیترا کا نمبر نہیں یاد؟ ایک بار پھر بازو سے کھینچتے طنزیہ لہجے سے پوچھا گیا۔ وہ رودی۔

ہمیں نہیں یاد ہم سچ کہہ رہے ہیں۔ اسکی بات پر مقابل نے ایک جھٹکے سے اسکو اپنی سخت گرفت سے آزاد کیا۔ وہ پیچھے کی جانب کھسک چکی تھی۔

لو اور بتاؤ۔ وہ نمبر ڈائل کر چکا تھا۔ نیلیم کو اس کھیل کی کچھ سمجھ نہ آئی۔

آآ اہل بہ ہم چوکنڈی کے قبرستان پر ہیں۔ خداراجلدی آجائیں۔ ہمیں لے جائیں یہاں سے۔ وہ روتے ہوئے فریاد کناں لہجے میں بولی۔ فون اسکے ہاتھ سے بے دردی سے جھپٹ لیا گیا۔

دیکھو یار مجھے نکلوانا تھا اپنا کام اور وہ ہو گیا ہے تقریباً مکمل۔ میری تم سے کوئی ذاتی دشمنی نہیں ہے۔ اسی لیے تم تھوڑا تعاون کرو تو نقصان سے بچ جاؤ گی۔ وہ بلا کی نرمی سے بات کر رہا تھا۔ پھر اچانک گن بیلٹ سے ریوالور نکالا اور اسکی موزل کے گرد انگلیاں پھیرتے کہنے لگا۔

اپنے باپ کی خیریت چاہتی ہو؟؟ نیلیم کے گھبرائے چہرے پر نظر دوڑائی۔ اس نے زور زور سے اثبات میں سر ہلایا۔ ساتھ ہی بے بسی سے سرخی مائل گداز لبوں سے نکلتی سسکی کو بمشکل روکا تھا۔

اور چاہتی ہو کہ تمہاری تصاویر ضائع کر دی جائیں؟؟ اسکی بات پر نیلیم نے تڑپ کر سر کو ہاں میں جنبش دی تھی۔

تو پھر ایک کام کرو۔ اس نے نیلیم کی سوالیہ نگاہوں کی جانب دیکھتے کہا۔

کیا؟؟؟ وہ بے صبری سے بولی۔

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

بھول جاؤ کہ تمہیں یہاں کس نے بلایا تھا۔ کیوں بلایا تھا اور کس دھمکی پر بلایا تھا اور ہاں یہ بھی کہ تم یہاں کس سے ملی تھی اور کیا بات ہوئی تھی۔ سب بھولنا پڑے گا منظور ہے؟؟؟

ہاں ہاں ہم، ہم بھول جائیں گے سب بھول جائیں گے وہ جلدی سے اٹکتے ہوئی کہہ رہی تھی۔

ویل ڈن!! تو نیلیم ابراہن آج تم شوقیہ یہ قبرستان دیکھنے آئی تھی اور اب رات ہونے کے باعث ڈر گئی ہو۔ تبھی ایک راہ چلتے مسافر سے درخواست کر کے تم نے فون لیا اور اپنے منگیترا کو کال کر کے بلوالیا۔ ڈیٹس اٹ، اس نے بات پوری کرتے نیلیم کی حیران نظروں کی جانب دیکھا۔

بھولو گی تو نہیں کہ تم نے کیا کہنا ہے گھر جا کر؟ وہ سرد ٹھہرے لہجے میں بولا تو نیلیم کپکپا گئی۔

ہہ ہم یہی کہیں گے۔ وہ یقین دہانی کرانے لگی۔

مگر پھر بھی مجھے دغا بازی کی سزا کے لیے وہ تصاویر اپنے پاس محفوظ رکھنی پڑیں گی۔ سوری جانناں۔ اس نے نیلیم کی ڈھلکی چادر سے جھانکتیں شہدرنگ زلفوں کو دیکھا۔ نیلیم بھی اسی کی جانب دیکھ رہی تھی۔ اسکے ہاتھ نیلیم کی طرف بڑھے تھے۔ وہ پیچھے کو کھسکنے لگی تھی۔ جب اس نے وہ سیاہ چادر اسکے سر پر جمادی۔ عجیب عمل تھا۔ نیلیم نے بے اختیار اسکی نشیلی بھوری آنکھوں میں دیکھا تھا۔ جہاں ایک جمود سا طاری تھا۔ ان میں کوئی ہلچل نہ تھی۔

ساکت نگاہیں۔ پھر وہ اٹھا اور پلٹ گیا۔ اس کے پلٹنے سے کندھوں پر پھیلی سیاہ چادر ہلی تھی اور پشت پر مزید پھیل گئی تھی۔ عجیب حلیہ تھا اسکا۔ وہ سیدھ میں چلتا چلا جا رہا تھا۔ اس نے پلٹ کر نہیں دیکھا تھا۔ اونچی اونچی قبروں میں وہ کہاں گم ہو گیا نیلیم جان ہی نہ سکی۔

آہل ریش ڈرائیونگ کرتا ابراہاؤس پہنچا تھا۔ جہاں صاعقہ اور دادو کی سانس تک رُکی ہوئی تھی۔ دونوں کے پریشان چہرے اسے مزید تشویش میں مبتلا کر گئے۔ اس نے اور صاعقہ نے مل کر نیلیم کی تمام دوستوں کو کالز کیں۔ چند کے گھر بھی پتا کیا۔ ابراہا صاحب کا محلے میں پتا کیا۔ مگر دونوں نفوس کے بارے میں کچھ نہ پتا چل سکا۔ ابھی آدھا گھنٹہ ہی گزرا ہو گا۔ جب نیلیم کی کال آئی۔ اسکی نم آواز التجا کرتی۔ وہ آواز آہل اسرار کی تڑپ میں دس گنا اضافہ کر چکی تھی۔ وہ ایک بار پھر جیپ لے کر نکل گیا تھا۔ دادو اور صاعقہ کو تسلیاں دیتا وہ جاچکا تھا۔

ڈیش بورڈ پر پڑا اسکا موبائل چیخ رہا تھا۔

"ڈیک کالنگ"

"ڈیک کالنگ"

مگر اسکے دماغ میں ایک ہی آواز گونج رہی تھی بس۔ اسے جانا تھا۔ وہ اسے پکار رہی تھی۔

وہ کیسے اسکی نم آواز سے کان لپیٹ سکتا تھا۔

ہر انسان کے اندر اچھائیاں برائیاں ہوتی ہیں اور اس نے تو برائی کی راہ بھی اس کے لیے چُنی تھی۔ اُسے زندگی کی ہر آسائش فراہم کرنے کے لیے۔

اُسے پانے کے لیے وہ کس دلدل میں پھنس گیا تھا۔ اسے احساس نہ تھا۔

ایسا بدلا ہوں تیرے شہر کا پانی پی کر "

"جھوٹ بولوں تو ندامت نہیں ہوتی مجھ کو

اے ایس پی آہل پک اپ دی فون باسٹرڈ۔ ڈیک جلے پیر کی بلی کی طرح ڈرائنگ روم میں چکر لگاتا بار بار ایک ہی نمبر ڈائل کرتا۔ اسے گالیوں سے نوازا رہا تھا۔

قومی شاہراہ این۔ 25 صوبہ سندھ اور بلوچستان کو ملانے والی مرکزی شاہراہ پر تین ٹرک اسلحے سے لیس ہائی "وے پولیس نے پکڑ لیے اور ان ٹرکوں کے ڈرائیورز بھی گرفتار۔ ان میں شیر دل نامی ایک نوجوان کو بھی حراست میں لے لیا گیا۔ باقی تفصیلات جاننے کے لیے انتظار کیجیے۔ ایک چھوٹے سے بریک کا۔ نیوز اینکر نے دو تین بار یہ بریکنگ نیوز چلانے کے بعد بریک لے لیا تھا۔

اے ایس پی آہل اسرار تم نے اچھا نہیں کیا۔ تم ابھی مجھے جانتے نہیں ہو۔ میں دھوکہ دینے والوں کو معاف نہیں کرتا۔ تمہاری سزا تمہاری دردناک موت تمہارا انتظار کر رہی ہے۔ منہاج عزضحاک نے ایش ٹرے پوری قوت سے دیوار گیر ایل ای ڈی میں دے ماری۔ میرے ساتھ دھوکہ؟ منہاج عزضحاک کے ساتھ؟؟

اس شخص نے ایک پلر کی اوٹ میں ہو کر دیکھا۔ وہ ابھی تک وہاں بیٹھی گریہ وزاری میں مصروف تھی۔
دونوں گٹھنے جوڑے ان پر سر ٹکائے۔

ہو گیا کام؟ کان کو فون لگائے، وہ بہت مدھم آواز میں پوچھ رہا تھا۔ دوسری جانب سے جانے کیا کہا گیا تھا۔
جب وہ اطمینان سے بولا۔

ویل ڈن! کال ڈسکنیکٹ کرتے اس نے سیل کابیک کو رکھ دیا اور تین چار ٹکڑے کر کے زمین پر پھینکتے
اس پر اپنے بوٹ مسل دیے۔

اے ایس پی آہل چوکنڈی کے قبرستان کے احاطے میں داخل ہو چکا تھا۔ اسکی بے قرار آواز صرف نیلیم نیلیم پکار
رہی تھی۔ کیا تڑپ تھی اس آواز میں۔ عربی رومال لپیٹے چہرے کو ڈھکے اس شخص کے ہونٹ تلخی سے
مسکرائے تھے۔

آہل! آہل!! وہ لڑکی بھی چیختی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔ ادھر ادھر اونچی اونچی قبروں کے آر پار گھومتے
دونوں ایک دوسرے کو آوازیں دے رہے تھے۔ اس شخص نے سرد آہ خارج کرتے ریوالور لوڈ کیا۔

آہل! نیلیم کی جانب اسکی پشت تھی۔ آخر کو اس نے آہل کو دھونڈ ہی لیا تھا۔ چار پانچ فٹ کے فاصلے پر کھڑا وہ
اسکی آواز پر یکدم پلٹا تھا۔ بھاگنے اور آواز لگانے سے اسکی حالت دگردو ہو گئی تھی۔ چادر کا ایک سر اکندھے
پر ٹکا باقی ساری چادر زمین کو چھو رہی تھی۔ شہد آگیاں ریشم کی زلفیں بکھر چکی تھیں۔ اے ایس پی آہل تڑپ

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

کرا سکی جانب بڑھنے لگا تھا۔ اسکی پشت پر موجود سیاہ جنگجو لباس زیب تن کیے اس شخص نے ریوالور نشانے پر ٹکا دیا۔

ٹھاہ!!! "فضا کو چیرتی دلخراش آواز نے ماحول کے سکوت میں پل بھر کو ارتعاش پیدا کیا تھا۔ سنسناتی ہوئی" ہو اب تھم چکی تھی۔ لڑکی کی آنکھیں بے یقینی سے حد سے زیادہ پھیل چکی تھیں۔ آنسو بے اختیار ہو چلے تھے۔ ڈھلک ڈھلک کر تھوڑی سے نیچے گرتے وہ بے قدرے ہونے لگے۔ چادر کا آخری سرا بھی زمین کا بوسہ لیتے اسے بے پردہ کر گیا۔

آآآآہل!!! اسکی چیخ فار کی آواز سے بھی زیادہ دلخراش تھی۔

آآآآہل!!! گولی اسکی دائیں پنڈلی پر لگی تھی۔ وہ پورے قد سے زمین بوس ہو چکا تھا۔ اندھیرا اسکی آنکھوں کے آگے چھانے لگا۔ وہ واقعی ایک کمزور اور کم ہمت شخص تھا۔ ایک پولیس آفیسر کا ایک گولی پر ڈھیر ہونا تعجب کی بات تھی۔

فکر کی کوئی بات نہیں ہے گولی ہم نکال چکے ہیں۔ کچھ وقت درکار ہو گا انہیں پھر سے اپنے قدموں پر چلنے کو۔ ڈاکٹر نے اسرار صاحب کے پریشان چہرے کی جانب دیکھ کر مختصر آگیا۔

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

کتنا وقت ڈاکٹر؟ پلیز اگر کوئی خطرے کی بات ہے تو ابھی بتادیں۔ اسرار صاحب کے لہجے میں مایوسی کی جھلک نمایاں تھی۔ کوریڈور میں کھڑے تمام افراد دادو، نیلیم، ابرار صاحب، عالیہ، ریان ڈاکٹر اور اسرار صاحب کی جانب متوجہ تھے۔

نہیں ٹینشن کی کوئی بات نہیں ہے۔ گولی گوشت میں لگی تھی۔ رُخ موڑنے کی وجہ سے ہڈی متاثر نہیں ہوئی آپ کو شکر ادا کرنا چاہئے۔ اس بار ڈاکٹر پیشہ وار نہ مسکراہٹ سے نوازنا نکل گیا۔

یا الہی تیرا شکر!! عالیہ بیگم نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے بلند آواز کہا تھا۔ سب کے چہروں پر موجود پریشانی کافی حد تک کم ہو چکی تھی۔

چونکہ پولیس کیس تھا تو ایس پی وہاں آئے تھے۔ پہلے تو آہل کے ہائی وے جانے پر باز پرس کی گئی۔

سر مجھے اطلاع ملی تھی کہ این 25 سے شام کے وقت اسلحے سے لیس ٹرک گزرنے والے ہیں۔ تبھی میں وہاں گیا تھا اور مجھے لگتا ہے کہ میں سوچی سمجھی سازش کا شکار ہوا ہوں۔ آہل نے ہموار لہجے میں بات مکمل کی۔

آپ کو ہائی وے پولیس کی ڈیوٹی پر شک تھا کیا؟ ایس پی کا لہجہ کاٹ دار تھا۔

نوسر! آہل کا سر جھک گیا۔ اسکو روم میں شفٹ کیا گیا تھا۔ وہیں پوچھ گچھ جاری تھی۔

پھر بغیر اطلاع کے جانے کی وجہ؟

سوری سر! وہ شرمندگی سے بولا۔

میس نیلیم ابرار کو لاؤ۔ ایس پی وہاں نے حوالدار کو حکم دیا۔

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

تھوڑی دیر بعد نیلیم گھبراتی ہاتھ مسلتی اندر داخل ہوئی۔ جھوٹ بولنا اسکے لیے ایک مشکل مرحلہ تھا۔ ایس پی وہاج کی نظریں حُسن کے پیکر پر جم سی گئیں۔ جب وہ اتنی بکھری حالت میں بھی اتنی پُرکشش لگ سکتی تھی تو سنگھار میں تو قیامت کی ادا لگتی تھی۔ ایس پی وہاج کی نظریں نیلیم پر محسوس کر کے آہل نے ضبط کی کڑی منزیلیں طے کیں تھیں۔

آئیے میس نیلیم! ایس پی وہاج نے اسے ایک صوفے پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

آریو اوکے؟؟ نیلیم کو جزبز ہوتے دیکھ کر ایس پی وہاج نے گہری نگاہوں سے تکتے کہا۔ وہ اثبات میں سر ہلا گئی۔ آپ نے اے ایس پی آہل کو ہی کیوں بلایا؟؟ اپنے والد کو کیوں نہیں؟ ایس پی وہاج کے سوال پر نیلیم گرٹ بڑا گئی۔

وہ بابا اس ٹائم سینٹر میں ہوتے ہیں تبھی۔

کیا آپ نے فائر کرنے والے شخص کو دیکھا تھا؟؟ ایس پی وہاج کے سوال پر جھپ کر کے ایک شبیہ نیلیم ابرار کے سبز کانچ میں آسمانی تھی۔ ہونا ہو حملہ اُسی جنگجو نے کیا ہے۔

مگر وہ تو جاچکا تھا۔ وہ اپنے دماغ سے اُلجھ رہی تھی۔ جب ایس پی وہاج کی آواز نے اسے واپس حال میں کھینچا۔

نہیں ہم نے کسی کو نہیں دیکھا تھا۔ جب آہل کو گولی لگی تو ہمیں پہلے تو کچھ سمجھ نہیں آیا اور پھر جب تھوڑے حواس ٹھکانے آئے تو ان کے سیل فون سے ہی جو پہلا نمبر نظر آیا۔ اُس پر رابطہ کر لیا۔ پھر پولیس کے چند افراد ہی ہمارے ساتھ انہیں ہو اسپتال لائے تھے۔ اس بار وہ تفصیل سے کہہ گئی۔ ایس پی وہاج نے دو تین بے ٹنگے سوال کرتے اسے نظروں کی زد میں رکھا اور پھر آہل کے سُرخ چہرے کی طرف دیکھتے

گیٹ ویل سون، کہہ کر چلے گئے

ابرار صاحب اندر داخل ہوئے۔

بابا آپ کہاں گئے تھے؟ دوپہر میں گھر کیوں نہیں آئے تھے؟؟ اب جب موقع ملا تھا تو وہ سوال کر گئی۔

چُپ کر جاتو سب تیری وجہ سے ہوا ہے۔ کس نے کہا تھا تجھے سیر سپاٹے کرنے کو نکل۔ وہ بھی کراچی کے آخری کونے پر۔ دادو اندر آتی غصے سے بولیں۔

نیلیم بیٹا آپ نے اچھا نہیں کیا۔ ابرار صاحب شکستہ لہجے میں بولے۔

سوری بابا آپ کی گڑیا آئندہ ایسا کبھی نہیں کرے گی۔ وہ صوفے سے اٹھ کر آہل کے بیڈ کے کنارے پر کھڑے ابرار صاحب کے شانے سے لگ گئی۔

انہوں نے کسی کو نہیں بتایا تھا کہ کالج سے نکلتے انہیں کلوروفارم سے بھگے رومال کی مدد سے بے ہوش کر کے جانے کہاں لے جایا گیا تھا۔ اور شام چھ بجے کے قریب گھر سے کچھ دور سنسان سڑک پر اتار دیا تھا۔

اسرار صاحب، عالیہ بیگم، ریان سب کارویہ نیلیم کے ساتھ نہایت اجنبی سا تھا۔ وہ سب نیلیم کو اس واقعہ کا قصور وار گردان رہے تھے۔

ڈیک اے ایس پی آہل بستر سے اُٹھا ہے کہ نہیں؟ منہاج عزحاک سفید رنگ کے ہاتھ گاؤن میں ملبوس، سو فٹ سلپرز سے پیروں کو آزاد کرتے ڈریسنگ مرر کی جانب بڑھتے بولا۔ ڈیک کافی فاصلے پر پڑے ایک صوفے پر براجمان لیپ ٹاپ پر تیزی سے انگلیاں چلا رہا تھا۔

گھر پر ہی ہے۔ اس نے آہل کاسیل نمبر ڈال کر کے اسکی لوکیشن فائنڈ کی۔

جس دن وہ باہر نکلے گا۔ میرے ہاتھوں بچے گا نہیں۔ ایم آرنے دانت پیسے۔ ہلکی ہلکی بڑھی شیو پر ہاتھ پھیرتے وہ کسی سوچ کے تحت پلٹا تھا۔

جب تم نے ٹرکوں کے جانے سے دس منٹ پہلے آہل کو کال کی تھی۔ تب تو وہ وہیں تھا۔ پھر اچانک کیسے غائب ہو گیا؟ ایم آرنے ڈریسنگ مرر کے کنارے پر ہاتھ لگاتے کہا تھا۔ جبکہ چہرہ ڈیک کی جانب تھا۔

سر اُسکی منگیتر گھر سے غائب ہو گئی تھی۔ بعد میں پتا چلا کہ وہ چوکنڈی کے قبرستان پر ہے۔ اور جب وہ وہاں پہنچا تو کسی نے اس پر فائر کر دیا۔ ڈیک نے پھر سے اطلاع دی۔

مجھے کیوں لگتا ہے کہ یہ سب پلانڈ تھا۔ کوئی ہے جو پھر سے نقب لگا چکا ہے۔ اندر گھس آیا ہے یا کسی کو گھسا دیا ہے۔ ایم آرنے پریقین لہجے میں کہا۔

سر شیر دل کو تو فرار کروادیا اور ڈرائیورز کی فیملیز کو بھی پیسہ بھجوا دیا ہے اور یہ اطلاع انہیں جیل میں بھی پہنچا دی ہے۔ ڈیک نے کہا۔

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

صحیح ہے مجھے اُن ڈرائیورز سے کوئی خطرہ لاحق نہیں ہے۔ مسئلہ اسلحہ کا ہے۔ جو اتنا سارا نقصان ہوا اُس کا مسئلہ ہے۔ منشیات کی اسمگلنگ میں تو کبھی ایسا نقصان نہیں ہوا۔ ایم آرنے دائیں ہاتھ کا مکنا کر بائیں ہاتھ کی ہتھیلی پر مارا۔

ایگل بہت شاطر انسان ہے۔ میں تو کہتا ہوں اب اُس پر مکمل اعتماد کر کے اُسے اپنے انڈر لے لینا چاہئے۔ ڈیک نے منہاج کو ایک نئی راہ دکھائی۔

سوچ لو تمہاری جگہ نہ چلی جائے۔ ہلکا سا تبسم اُبھر تھا اسکے دلکش چہرے پر۔ جسے مرر میں اُبھرتے اسکے عکس کو دیکھتے ڈیک بھی دیکھ چکا تھا۔

آٹھ دس سالوں کا ساتھ ہے ہمارا اتنی آسانی سے کوئی میری جگہ نہیں لے سکتا۔ ڈیک پُر یقین تھا۔ لیٹس سی، ایم آرنے بے نیازی سے بولا۔

اوکے تو پھر بلاسٹ کے لیے جو لڑکا چوز کرنا ہے۔ وہ ایگل ہی کیوں نہ کر لے؟ ڈیک کی بات پر ہیر برش کرتے ایم آرنے برش پٹھا۔

اس راز میں تمہارے علاوہ کوئی شریک نہیں ہوگا۔ وہ سختی سے بولا۔

کام وہ سارے پروپر کرتا ہے۔ پیمینٹ بھی پوری آتی ہے۔ کالجز یونیورسٹیز تک رسائی حاصل کر چکا ہے۔ ہائی وے سے ٹرک لے گیا اور کیا چاہیے؟ فائدہ ہی فائدہ ہے۔ اسے انوالو کرنے میں ورنہ شیر دل؟ ڈیک اور ایگل کی گہری دوستی رنگ لارہی تھی۔

نیلیم کا مرکت از دیاء تبسم

شیر دل نہیں ایگل ٹھیک رہے گا۔ منہاج نے فیصلہ کن انداز میں کہا تو ڈیک سر شار سا مسکرا دیا۔ یہ ایگل کی ایک طرح سے پروموشن تھی۔

ہفتے بعد کی تاریخ ہے۔ نیلیم نے ایڈسٹ کارڈ دیکھتے کہا

انٹری ٹیسٹ کی تیاری کیسی ہے؟ صاعقہ نے نوٹس بکھیرے رف سے حلیے میں بیٹھی نیلیم سے کہا۔

تیاری تو کر لی ہے۔ فرینڈز وغیرہ سے ہیلپ لی ہے تو کچھ ہوا ہے۔ ورنہ دادو نے تو کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔ ہمیں گھر بٹھا کے رکھنے میں۔ وہ تلخی سے بولی۔ جیسے تیسے ٹینشن میں اس نے پیپر دیے تھے۔ یہ وہی جانتی تھی۔ مگر چونکہ اب معاملہ کافی حد تک ٹھنڈا ہو چکا تھا اور اُس گننام کی پھر کال بھی نہیں آئی نا کوئی اور رابطہ۔ تبھی وہ ریلیکس تھی۔ ہاں ایک چیز ضرور ہوئی تھی۔ جب وہ واپس گھر آئی تھی تو اسکے روم سے اسکا سیل فون غائب تھا۔ آسمان نکل گیا یازمین کھا گئی۔ کسی کو معلوم نہ ہوا۔

چھوڑو جس نے پڑھنا ہوتا ہے۔ وہ گھر پر بھی پڑھ لیتا ہے۔ پیٹھیوڈ ٹیسٹ کے لیے سینٹر جوائن کرنا اب فرض تو نہیں ہے۔ صاعقہ نے بات چٹکیوں میں اڑائی۔ نیلیم ہونہہ کرتی، پھر نوٹس پر جھک گئی عجیب سا چڑچڑاپن اسکے اندر اب جنم لینے لگا تھا۔ دادو سے وہ بہت خار کھانے لگی تھی۔ اُن کی پابندیاں دن بدن بڑھتی جا رہی تھیں۔ ابراہ صاحب بھی کان لپیٹے ہوئے تھے۔ انہیں آہل کی فکر لاحق ہو گئی تھی۔ چھوٹی عید کے بعد نکاح کا طے ہوا تھا۔ اگر آہل ٹھیک نا ہو سکا تو وہ انکار کیسے کریں گے؟

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

ٹائیگر سے اسکی ملاقات ان دو مہینوں میں ایک بار بھی نہ ہو سکی تھی۔ ہاں ایک دو بار چھت پر نظر آیا۔ مگر پھر نظر انداز کرتا نکل گیا۔ لیکن وہ راستہ بدلنے والی نہیں تھی۔ بہت کوشش کی کہ اُس سے بات کر سکے۔ مگر وہ تو اسکے سائے سے بھی دور بھاگتا تھا۔ مگر وہ وہ تو اسکے ہی در کی ہو کر رہ گئی تھی۔ عشق تھا، دل لگی ہوتی تو کب کی در بدل چکی ہوتی۔

عشق میں بھکاری بننے سے اچھا ہے فقیر بن جاؤ۔ بھکاری تو در در بھٹکتا ہے۔ ہر در پر اسکا سر جھکتا ہے۔ مگر "فقیر !!! اسکا ایک ہی در ہوتا ہے۔ بھلے وہ وہاں سے خالی دامن رہ جائے یا جھڑکیاں کھائے۔ وہ در نہیں بدلتا۔" اسکا سر بس ایک ہی در پر جھکتا ہے۔ اُسکی جھولی بس ایک ہی کی عنایت کی منتظر رہتی ہے۔

نیلیم کی زندگی میں ایک پہیلی وہ عربی نظموں، غزلوں والے خواب تھے۔ تو دوسری پہیلی یہ نوجوان۔ کبھی کبھی ذہن کے خالی پردے پر وہ نشیلی آنکھیں چپک جاتیں تو ساتھ ہی بدنامی کا خوف اسکے اندر سر اٹھانے لگتا۔ گڑیادادو کے سامنے ٹیسٹ کی بات مت کرنا۔ ورنہ ایک اور جھگڑا کھڑا ہو جائے گا۔ صاعقہ کے کہنے پر اس نے فقط اثبات میں سر ہلایا تھا۔

Writers

ارے ہم جا کہاں رہا ہے یار یہ تو بتا؟ ایگل نے سگریٹ کا کش لیتے دھواں جیپ کی ونڈو سے باہر چھوڑتے کہا۔

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

جنت کے تمنائی لوگوں کی دنیا میں۔ "ڈیک نے ٹرن لیتے اسٹیرنگ گھمایا۔ جیپ اب اونچی نیچی کچی سطح پر" ڈول رہی تھی۔ مگر ڈیک کی گرفت مضبوط اور پُر اعتماد تھی۔ نیلی آنکھوں میں کہیں بھی کم ہمتی نظر نہ آتی تھی۔

ایسا لگ رہا ہے ہم کراچی سے بار (باہر) آگیا ہو جیسے۔ اس نے رومال کو اور کس کے باندھ لیا۔ گھنگریا لے لے لے بال کندھوں پر اور پیچھے سیٹ کیے اُبھرتی نسوں والے مضبوط بازو، کرتے کی فولڈ دسلووس سے جھانکتے کافی بھلے لگ رہے تھے۔

یہی سمجھ لو کراچی کا آخری کونا ہو جیسے یہ جگہ۔ ڈیک نے اسپید بڑھادی۔ عجیب دیہاتی منظر پیش کرتا علاقہ تھا۔ کم آن! ڈیک نے جیپ ایک پسماندہ علاقے میں روکتے اُترتے ہوئے اس سے کہا تھا۔ وہ بھی نا سمجھی سے اسکی پیروی کرتا آگے بڑھنے لگا۔

ڈیک اب ایک پکی لال اینٹوں کے مکان میں گھس گیا۔ ایگل بھی اسکے پیچھے ہی تھا۔ اندر سیاہ فام دو تین تنگڑے آدمی، بڑے بڑے لکڑی کے ڈنڈے اُٹھائے ورزش کرنے میں مصروف تھے۔ ڈیک کو دیکھ کر انکی بانجھیں چر گئیں۔

سلام! سلام!! وہ اونچا اونچا ایک کورس میں بولے ڈیک مسکراتے ہوئے ہاتھ سر تک لے جاتے انکے سلام کا جواب دیتے سیڑھیاں چڑھنے لگا۔ وائٹ جا گرز پہنے وہ تیزی سے کالج بوائے کی طرح سیڑھیاں چڑھ رہا تھا۔ شاید وہ بہت خوش تھا۔ ایگل آہستہ آہستہ اوپر آیا۔

کم آن یار! ڈیک نے اسے تیزی سے کھینچ کر اپنے برابر کیا تھا۔

ایگل نے وہاں دل دہلا دینے والا منظر دیکھا تھا۔ ایک سے بڑھ کر ایک خوف زدہ کر دینے والا منظر۔

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

وہ بہت کھلی جگہ تھی، صحن سا تھا۔ وہ ابھی سیڑھیوں کے آخری سرے پر ہی کھڑا تھا۔ جب اس نے سامنے بیٹھے لڑکے کو دیکھا۔ چودہ سالہ وہ لڑکا تیز دھار چہرے سے اپنے بازو پر نقش و نگار بنا رہا تھا۔ خون بہہ بہہ کر اینٹوں کے فرش کو تر کر رہا تھا۔ مگر نا اسے پرواہ تھی ناکسی اور کو۔ وہاں موجود سب لوگ ہی کچھ عجیب و غریب حرکات کر رہے تھے۔

اچانک اسکی نظر سامنے اٹھی تو گویا جم سی گئی۔

وہ کوئی پندرہ اونچ کا چوڑا اور ساڈھے چھ فٹ کا اونچا پنجرہ سا تھا۔ جسکے اندر ننھے ننھے مختلف رنگ کے چوزے انسانی شکل میں موجود لگ بھگ کوئی اُنیس بیس سالہ درندے سے بھاگ رہے تھے۔ وہ اس پنجرے میں ان چوزوں کے ساتھ ہی قید تھا اور اپنے ننگے پیروں سے انھیں کچلے جا رہا تھا۔ بھرپور طاقت سے تب تک اُس معصوم ننھے سے روئی کے پروں والے چوزے کو مستلزم تھا۔ جب تک اسے اپنے تلووں پر خون کی نمی کا احساس نہ ہو جاتا اور ہر کامیابی پر وہ نعرہ لگاتا

مجھے جنت چاہیے۔

مجھے جنت چاہیے۔

اسکی نظر بائیں جانب گئی تو وہاں کا منظر اس سے بھی کہیں زیادہ خوفناک تھا۔ ایک نوجوان سفید نرم مگر موٹے فراور نیلی آنکھوں والی بلی جسے دیکھ کر ہی دل گدگد جائے کو گردن سے دبوچے ہوئے تھا۔ ایک پیرا سکے پیٹ پر رکھ کر اسکا منہ اپنی جانب کر رکھا تھا اور اسکی نیلی گول گول آنکھوں میں لوہے کی باریک تار گاڑ رہا تھا۔ وہ بلبلا رہی تھی۔ تڑپ رہی تھی نوجوان کی گرفت سے نکلنے کو۔ مگر سیاہ داڑھی اور گھنی مونچھوں والا نوجوان

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

چہرے پر سختی لیے نوکیلے تار مکمل طاقت سر و کر کے سفید پرشین بلی کی آنکھوں میں دھنسائے جا رہا تھا اور کہہ رہا تھا۔

جنت میری ہے۔

مجھے جنت چاہیے۔

کیا جنت اس طرح حاصل کی جاتی ہے؟؟؟ ایگل نے بے اختیار جھرجھری لی۔

کیا انہوں نے قرآن نہیں پڑھا؟ کیا یہ مسلمان ہیں؟؟ کیا انہیں دین اسلام کا علم نہیں؟؟؟

سوالات کا ایک جم غفیر تھا۔ جو ایگل کے اوپر سوار ہو چکا تھا۔ ڈیک اس سب سے بے خبر تھا۔ یہ سب اسکے لیے معمول تھا۔ کچھ نیا نہیں تھا۔

چلو آؤ دیکھتے ہیں کہ جامعہ میں ہونے والے انٹری ٹیسٹ میں بلاسٹ کے لیے کون خوش نصیب چُنا جاتا ہے؟ ڈیک نے کہتے ساتھ اسے بازو سے تھاما اور اندر کی طرف قدم بڑھا دیے۔ جہاں ایک کمرے میں بہت سے کم عمر ٹین ایج کے لڑکے کُرتا شلوار میں ملبوس تھے۔ انہوں نے چہروں پر داڑھیاں سجا رکھی تھیں۔

کسے چاہیے جنت؟؟ "ڈیک کے نعرے پر وہاں موجود ہر شخص چلایا"

"مجھے مجھے"

ایگل کو لگا وہ سب نفسیاتی ہیں یا پاگل ہو چکے ہیں۔ ایک عام انسان بھی جنت کی حقیقت جانتا ہے۔ اُسے حاصل کرنے کے اصول جانتا ہے پھر۔ پھر یہ مذہبی لبادہ اوڑھے دین سے اتنے انجان کیسے ہو سکتے ہیں؟

نیلیم کا حرکت از دیاء تبسم

چلو ایگل تم بتاؤ۔ اس سال کسے موقع دیا جائے۔ ڈیک کی آواز پر وہ تیزی سے حقیقت کی دنیا میں واپس لوٹا تھا۔ اُسے اب بھی یہ سب خواب ہی لگ رہا تھا۔ اس نے دیکھا وہاں موجود زیادہ تر نوجوان سترہ سے بائیس سال کی عمر کے تھے۔ اس نے خود کو کمپوز کرتے ایک سترہ سالہ لڑکے کی طرف اشارہ کیا۔ کتھی رنگ کا کرتا اور اپنے سائز سے بڑی سفید رنگ کی شلوار پہنے۔ دوانچ بڑھے بالوں کی داڑھی اور گھنی مونچھوں میں وہ بہت مذہبی دکھ رہا تھا۔ ان دہشتگردوں کے اس روپ کی بناء پر ہی تو پوری دنیا مسلمانوں کو دہشتگرد سمجھتی ہے۔

اے لڑکے ادھر آؤ۔ چالیس سالہ سیاہ فام شخص سختی سے بولا تو لڑکا روٹ کی طرح چلتا انکے سامنے آکھڑا ہوا۔

تمہیں پتا ہے تم کتنے خوش نصیب ہو؟ اللہ نے تمہیں جنت کے لیے چُن لیا ہے۔ بشرط یہ کہ تم اُسکے نافرمان لوگوں کو صفہ ہستی سے مٹا دو۔ کیا تم جنت میں جانے کو تیار ہو؟ اس شخص کا ایک ہاتھ لڑکے کے کندھے پر دھرا تھا اور وہ کچھ جھک کر مدھم ٹھہرے ٹھہرے انداز میں بول رہا تھا۔

جنت ہمارا ہے۔ "لڑکے نے پوری بات سننے کے بعد سر اٹھائے مضبوط لہجے میں کہا۔ سیاہ فام شخص نے ڈیک کی طرف دیکھا۔

ایک ہفتے بعد کیفے کے سامنے والی جامعہ میں انٹری ٹیسٹ ہے۔ تقریباً بارہ تیرہ ہزار اسٹوڈنٹس ہوں گے۔ " اُسے تیار رکھنا اُس دن کے لیے کوئی غلطی نہ ہونے پائے۔

ڈن ہے پیسہ بھیج دو۔ کام میں کوئی شکایت نہیں ہوگی۔ آدمی وثوق سے بولا۔ ڈیک نے ڈیل ڈن کے انداز میں ہاتھ ملایا اور اسے ساتھ لیے نیچے آگیا۔ وہ جیب میں بیٹھ چکے تھے۔ آدھار استہ گزر چکا تھا۔ مگر ایگل کچھ نہ بولا تو ڈیک کو تشویش نے آگھیرا۔

ایگل سب ٹھیک ہے نابھائی؟ اس نے ایگل کی طرف دیکھتے پوچھا۔

یار یہ بندہ لوگ کتنا عجیب تھا۔ جہاں تم ہم کو لے کر گیا۔ ایگل نے صاف گوئی سے کہا۔

تم ابھی نئے ہونا اسی لیے تمہیں عجیب لگ رہا ہے۔ مگر جلد ہی تم بھی عادی ہو جاؤ گے۔ ان لوگوں کے اس عجیب و غریب رویے کے۔ ڈیک کا لہجہ نارمل تھا۔

مگر کیا ان لوگوں کو نہیں پتا جنت کا حقیقت؟ ایگل ہلکے سے ڈیک کی جانب مڑا تھا۔

پتا تھی جب تک یہ اپنے گھروں میں محفوظ تھے۔ جیسے ہی باہر نکلے اور ان کے جال میں پھنس گئے۔ سب فراموش کر گئے۔ یہ لوگ ان کی تربیت ہی ایسی کر دیتے ہیں کہ وہ بے حس ہو جاتے ہیں۔ ان کے دل مردہ ہو جاتے ہیں۔ اتنے معصوم اور خوبصورت جانوروں کو مارتے بھی انہیں افسوس نہیں ہوتا؟ ندامت نہیں ہوتی؟؟ اور جسم کے ساتھ بم باندھ کر ہزاروں لاکھوں لوگوں کی زندگیاں چھیننے والا ان لوگوں کی نظر میں شہید ہوتا ہے۔ اور جنت کا حقدار۔ ڈیک کے تفصیلاً بتانے پر ایگل کی حیرت مزید بڑھ گئی۔

کیسا لوگ ہے بھلا۔ دوسروں کو مارنے سے بھی کوئی جنت میں جاتا ہے؟ ایگل کی بڑبڑاہٹ کافی اونچی تھی۔

تم مسلمان ہو تمہیں پتا ہوگا۔ مجھے ان لوگوں کے بارے میں جو پتا تھا بتا دیا۔ اپنی ویز ختم کرو یہ فضول موضوع۔ ڈیک نے گیر لگاتے ناگواری سے کہا تو ایگل خاموش ہو گیا اور ڈیک اسے بم بلاسٹ کا پلان سمجھانے لگا۔

آپی دعا کیجیے گا کہ بہت اچھا ٹیسٹ ہو۔ تیاری تو ہے ہماری۔ مگر جانے کیوں گھبراہٹ ہو رہی ہے۔ نیلیم ایڈمٹ کارڈ، پنسل، پین ضرورت کی چیزیں بیگ میں ڈالتے کہہ رہی تھی۔

اللہ اس میں گھبرانے والی کیا بات ہے۔ انشاء اللہ بہت اچھا ٹیسٹ ہو گا۔ آخر کو پاگلوں کی طرح تم نے یہ دو مہینے کتابیں چاٹی ہیں۔ صاعقہ نے الماری سے کپڑے نکالتے کہا۔

آپی ہم نے سب رکھ لیا ہے۔ دیکھیں کچھ بھول تو نہیں رہے؟ وہ سخت ٹینشن میں لگ رہی تھی۔

میں دیکھتی ہوں۔ تم جا کر چینج کر لو۔ بابا بھی تیار ہو چکے ہیں اور تم ابھی تک ایسے ہی گھوم رہی ہو۔ صاعقہ نے بے بی پنک کلر کی قمیض اور سفید دوپٹہ بجامہ اسے تھمایا۔ وہ جلدی سے کپڑے لے کر مڑی ہی تھی کہ صاعقہ بولی۔

گڑیا آپ کا سمارٹ کارڈ (آئی ڈی کارڈ) نہیں ہے اس میں۔ آپی وہ بابا کے پاس ہے۔ کل ہی نادرا سے لائے ہیں۔ نیلیم واشروم سے ہی بلند آواز بولی۔ اٹھارہ کی ہو گئی ہو اب بھی چھوٹی سی گڑیا لگتی ہو۔ صاعقہ مسکراتے ہوئے سوچنے لگی۔

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

سیاہ فام شخص سترہ سالہ لڑکے کو لے کر روانہ ہو چکا تھا۔ اس لڑکے نے بلاسٹ جیکٹ پہن رکھا تھا۔ ان کی کار ابھی سی ویو روڈ پر تھی۔ جب ایک سکن کلر کی چادر اوڑھے شلواری کرتے میں ملبوس ایک شخص نے اس کار کو اپنی بائیک آگے لا کر روکا تھا۔

آگے پولیس چیکنگ کر رہی ہے اور جامعہ میں بھی ریجنل زور پولیس سیکورٹی بہت سخت ہے۔

ڈیک نے مجھے بھیجا ہے۔ اس لڑکے کو بحفاظت لانے کو۔ جلدی کرو وقت بہت کم ہے۔ سیاہ فام شخص نے گھبراتے ہوئے اس لڑکے سے اترنے کا کہا اور کار بھگالے گیا۔

احتیاط سے بیٹھنا۔ بائیک والے آدمی نے اسکی موٹی جیکٹ کو گھورتے کہا۔ وہ لڑکا اپنے اور اسکے درمیان ایک مخصوص فیصلہ پیدا کرتا بیٹھ گیا۔ سمندر کے قریب جاتے ہی دور سے پولیس نظر آگئی تھی۔

تم اترو اور پانی کے پاس چلے جاؤ۔ میں پولیس کو ہٹانے کا بندوبست کرتا ہوں۔ اس آدمی کی بات پر لڑکا حیران ہوتے بولا۔

تم بھی ساتھ چلو۔ میں جاؤں گا تو پارکنگ میں چیکنگ ہو سکتی ہے۔ بات کو سمجھو۔ اسکے کہنے پر لڑکا خاموشی سے سمندر کی ریت پر قدم رکھتا پانی کے قریب ہوتا جا رہا تھا۔

پارکنگ ایریا کے پاس کھڑے پولیس وردی میں چند افراد نے اس آدمی کی چیکنگ کرنا شروع کی۔ دور سے لڑکا یہ سب دیکھ رہا تھا۔

ایوری تھنگ فائن سر۔ آدمی چیکنگ کے دوران پولیس وردی میں ملبوس آدمی سے بولا۔

اوکے یو کین گوناؤ۔ حکم ملتے ہی وہ دوبارہ بائیک پر سوار ہو گیا۔

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

شوٹ ہم۔۔ پولیس وردی والا بلیو ٹو تھ ایئر فون کے ذریعے پیغام پہنچاتے بولا۔

ہٹ کے اوپر کھڑے آدمی نے گن سیٹ کر رکھی تھی۔ لڑکا لہروں کے پاس کھڑا تھا۔ آس پاس لوگ نام کے نا
تھے۔ اس آدمی نے نشانہ لے لیا تھا۔ لال رنگ کا نقطہ اس لڑکے کی جیکٹ پر پڑ رہا تھا
کل ہم! پھر حکم ہوا۔

!!!! ٹھاہ! ٹھاہ! ٹھاہ! ٹھاہ

ایک فائر سے ہی وہ لڑکا ہوا میں معلق ہو چکا تھا۔ اسکی جیکٹ پھٹ چکی تھی۔ مگر سٹرینتھ زیادہ نہ ہونے کے
باعث زیادہ ایریا کو ر نہیں کیا جاسکا تھا۔

ویل ڈن

Writers

سر لڑکا ابھی تک نہیں پہنچا اور ٹائم بم یونیورسٹی کے احاطے میں نئی بننے والی اسٹاف کالونی کی دوسری منزل پر
کھڑی ایک کار میں نصب کر دیا ہے۔ ڈیک نے جامعہ کے گراؤنڈ جہاں ٹیسٹ کے لیے کیمپس لگائے گئے تھے
کے ایک کونے میں اینٹوں کے پیچھے سرگوشی نما آواز میں ایم آزی تک پیغام پہنچایا۔

میں نے کہا تھا نا ڈیک کہ ضرور کوئی نقب لگا چکا ہے۔ اُسے سب پتا ہے اور دیکھو وہ لڑکا سمندر کے کنارے مارا
گیا ہے۔ بٹ ڈونٹ وری اس بار دو خود کش حملہ آور تیار کر رکھے ہیں۔ ٹائم بم کو بھی لگا رہے دو۔ ایسی آگ

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

بھڑکے گی کہ یہ خفیہ ایجنسیاں، آرمی اور ریجنل پران کی عوام تھوکنہ بھی پسند نہیں کرے گی۔ لاشیں بچھیں گی۔ آگ ہی آگ دیکھنا چاہتا ہوں میں۔ آتش کا یہ کھیل اس بار قابل دید ہوگا۔ اس کے اندر جانے کون سی آگ جل چکی تھی۔ وہ انگاروں پر لوٹ رہا تھا۔ بھیا میں کراچی ہی جاؤں گی پڑھنے کو بس۔ ضدی لہجہ۔۔

بھیاد عا کرنا این ٹی ایس کا ٹیسٹ اچھا ہو۔ ڈاکٹر بننے کے بعد سب سے پہلے تمہاری عربی شاعری کا کیڑا نکالوں گی۔ چُپ ہو جاؤ، خاموش ہو جاؤ۔ مت بولو چہ بہ پیپ۔۔

وہ چیختا چیختا کانوں پر ہاتھ رکھتا دُہرا ہو رہا تھا۔ چیخ چیخ کر اسکی آنتوں میں بل پڑ چکے تھے۔ اسکی حالت اس وقت انتہائی قابل رحم تھی۔ شیشے کی میز پر دونوں ہاتھ مارتا وہ پاگل ہوا جا رہا تھا۔ کمنیاں چھل کر زخموں سے چور ہو گئیں تھیں۔ خون ہی خون تھا۔ آنکھوں میں بھی اور قالین پر بھی۔ چُپ ہو جاؤ۔ مت بولو ہمیں بھیا۔

وہ بے دم سازمین پر ڈھیر ہو چکا تھا۔ پھر اٹھا اور کال ملاتا کہنے لگا۔

لڑکے تیار ہیں؟ ایم آز کا لہجہ برف تھا۔

ہاں بس تھوڑی دیر میں نکلیں گے۔ دوسری جانب سے بتایا گیا تھا۔

جلدی کرو جلدی۔ وہ چیخا تھا دھاڑا تھا۔ بھوکے زخمی شیر کی طرح۔

ہر کیمپ پر اے بی سی کی طرح ایلفا بیٹس لگا رکھے تھے۔ اسکا بے کیمپ تھا اور وہ پی کیو کی طرف گھوم رہی تھی۔
موبائل اور بیگز مین گیٹ پر ہی لیے جا چکے تھے۔

کون سا کیمپ ہے آپکا؟؟ گائیڈ نے اس سے سخت لہجے میں پوچھا۔ تین منٹ میں ٹیسٹ اسٹارٹ ہونے کو تھا۔
سر "جے" وہ منمنائی۔

وہ کلاسز کی طرف ہے۔ آپ گراؤنڈ میں کیا کر رہی ہیں؟؟ گائیڈ ناگواری سے بولا۔

تھینک یو سر! وہ مزید کچھ کہے بغیر اندر کے احاطے کی طرف دوڑ پڑی۔ پونی ٹیل اسکے بھاگنے سے ہلتی زلفیں
بکھیرے جارہی تھی۔ شانوں سے پھسلتے دوپٹے کو سنبھالتی، اسکے قدم اور تیز ہو گئے تھے۔ ہر طرف سے
ٹیسٹ اسٹارٹ ہونے کی نیوز مائیک کے ذریعے اسکے کانوں سے ٹکرارہی تھی۔ آخر کو وہ پانچ منٹ بھاگنے کے
بعد اپنے مطلوبہ کیمپ میں آگئی تھی۔ یہ کیمپ ہو سٹل اور نئی تعمیر ہونے والی اسٹاف کالونی سے چند ہی فاصلے پر
تھا۔

ڈیک حملہ اب ٹیسٹ ختم ہونے سے دس منٹ پہلے کیا جائے گا اور مین گیٹ، وزیٹر گیٹ، بیک گیٹ پر جتنے
بھی اسپیکرز لگے ہیں۔ اُن کے کنکشن ختم کر دو اور ایگل کہاں ہے؟؟ ایم آاز کا لہجہ ایگل کی باری کچھ شکی سا تھا۔
وہ اسٹاف کالونی میں شیر دل کے ساتھ بم فٹ کروا رہا ہے۔ ڈیک نے مدھم آواز میں کہا۔ وہ جامعہ کے گراؤنڈ
میں ہی دبکا بیٹھا تھا۔ سیکیورٹی سخت ہونے کے باعث وہ نکل نہیں پارہا تھا۔ ڈیک نے ایگل کو کال ملاتے کنکشنز
ختم کرنے کا کہا۔

ہم پہلی بار ایسا کوئی کام دیکھے ہیں۔ ہم سے ناہوگا۔ وہ گھبراتے ہوئے بولا۔ شیر دل بم لگا چکا تھا اور ایگل اس بم
کو دیکھ کر کانپنے جا رہا تھا

اسکا کام صرف منشیات تک کا تھا۔

ایڈیٹ شیردل کو فون دو۔ ڈیک نے غصے سے حکم دیا۔

اچھا ٹھیک ابھی کرتا ہوں۔ شیردل زور زور سے فرمانبرداری میں تیز تیز سر ہلاتا بولا۔ ایگل نے اسے ایک نظر دیکھا اور ایک نظر جھک کر کار کے نیچے لگے بم کو۔ پھر جھجھری لے کر ہاتھ جھاڑتا کھڑا ہو گیا۔

تم گراؤنڈ کی طرف نکل جاؤ۔ سارے آدمی پچھلی طرف سے کود کر اندر آچکے ہیں۔ ہو سکتا ہے فائرنگ کرنی پڑ جائے۔ شیردل نے ڈیک کا حکم اسے دیا۔

اور یہ؟ اس نے بم کی طرف اشارہ کیا

اس پر ٹائم سیٹ کر دیا ہے میں نے۔ ٹیسٹ ختم ہونے کے پانچ منٹ بعد یہ دھماکہ ہو گا۔ شیردل نے فاتحانہ مسکراہٹ سے کہا۔

بعد میں کیوں بھئی؟؟؟ ایگل نے اسکی عقل پر ماتم کناں پوچھا۔

ارے خالی کھوپڑی کے انسان جب گراؤنڈ میں خود کش حملہ ہو گا تو پولیس تمام اسٹوڈنٹس کو یہاں، بولے تو سیو جگہ پہنچا دے گی اور لیمیک اور دھمکمما کہ۔۔۔ بابا ہا شیردل نے لطف اندوز ہوتے کہا۔ ایگل نے اسکی بات سمجھتے بچوں کی طرح سر ہلایا اور دونوں دیواروں دروازوں کی اوٹ میں ہوتے اپنے اپنے ذمے لگے کام کو نکل گئے۔

وقت گزر تا جا رہا تھا۔ ایک گھنٹہ گزر چکا تھا۔ بس بیس منٹ تھے اور خوش بمبارا بھی تک نہیں پہنچے تھے۔ خود کش بمبار اُسے کہا جاتا ہے جو اپنے جسم کے ساتھ بم باندھ کر اپنی موت کو قبول کرتا ہے۔ ڈیک نے ایم آز کو اطلاع دی تھی

ایم آز نے بہت کالز کیں۔ مگر کوئی جواب نہیں۔ اس نے سیل دیوار پر دے مار۔ کسی سوچ کے تحت ڈرائنگ روم میں لگا بڑا ایل ای ڈی آن کیا۔

پاک فوج شعبہ تعلقات عامہ (آئی ایس پی آر) کا کہنا تھا کہ دونوں خود کش حملہ آوروں نے فرار ہونے کی بھی کوشش کی۔ لیکن انہیں سیکیورٹی فورسز کی جانب سے ہلاک کر دیا گیا۔

آئی ایس پی آر نے بتایا کہ دہشتگردوں کے قبضے سے خود کش جیکٹس، اینٹی ٹینک مائنز، میگنیتک مائنز، آئی ای ڈیز اور دیگر دھماکہ خیز مواد برآمد کیا گیا۔ مزید یہ بھی بتایا گیا کہ شدت پسندوں کا یہ کیمپ کمسن لڑکوں کو بڑے پیمانے پر خود کش حملوں اور دیگر تخریبی کاروائیوں کیلئے تربیت دیتا تھا۔ پتہ چلا کہ تربیت مکمل ہونے کے بعد شدت پسندان خود کش حملہ آوروں کو پاکستان کے ساتھ ساتھ ہمسایہ ممالک افغانستان اور ایران میں "بھی اپنے اہداف پر حملوں کے لیے استعمال کرتے ہیں۔"

نیوز اینکر بولنے پر آئی تو بولتی ہی چلی گئی۔ وہاں موجود صرف ایک کیمپ ہی نہیں بلکہ تمام کیمپس پر حملہ کیا گیا تھا۔ ساتھ ہی جامعہ کے اندر داخل ہونے سے قبل ہی اُن دو خود کش حملہ آوروں کو بھی ہلاک کر دیا گیا تھا۔ منہاج پہلی بار اتنی بری طرح ناکام ہوا تھا۔ اسکا بس نہیں چل رہا تھا کہ پوری دنیا کو آگ لگا دے۔ وہ پاگلوں کی طرح توڑ پھوڑ کر رہا تھا۔ اسے پتا تھا کہ ٹائم بم لگا ہے۔ مگر جب اسٹوڈنٹس وہاں پہنچیں گے ہی نہیں تو جانی نقصان بھی نہیں ہوگا۔

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

ڈیک فائرنگ اسٹارٹ کر دو۔ ایک بلٹ بھی نہیں بچنی چاہئے۔ مار ڈالو ان سب کو، ختم کر دو۔ مجھے آگ ہی آگ چاہیے ہر طرف آگ ہو۔ سسکیاں، آہیں میرے کانوں میں پڑیں گی تو سکون ملے گا۔ ان کے جلے زخمی جسم ہی میری آنکھوں میں ڈھنڈک ڈال سکیں گے۔

ڈیک جلدی پونچو (پہنچو) یاں (یہاں) پر بڑا گڑبڑ ہو گیا ہے۔ ایگل کی گھبرائی آواز اسپیکر سے آئی تھی۔
کک کیا کہہ رہے ہو؟ ایگل تم نے بم کو تو نہیں چھیڑا؟؟؟ ڈیک کو اب کوفت ہونے لگی تھی۔ ایگل اس معاملے میں بالکل ڈفر تھا۔

ہم کو کچھ پتا نہیں لگ رہا۔ ایگل کی آواز سے ہی گھبراہٹ نمایاں تھی۔

اف آر ہا ہوں میں

ڈیک نے کال ڈسکنیکٹ کرتے گارڈز کے گائیڈ کو فائرنگ اسٹارٹ کرنے کا کہہ دیا۔ پندرہ منٹ رہ گئے تھے ٹیسٹ ختم ہونے میں۔

ڈیک بھاگتا ہوا لوڈیو اور کو اوپر کی جانب اٹھائے دونوں ہاتھ ٹریگر پر لٹکائے اسٹاف کالونی کا رخ کر چکا تھا۔
ساتھ ہی فائرنگ شروع ہو چکی تھی۔ کیمپس کی چادروں کو چیرتی گولیاں۔ گراؤنڈ کی دھول مٹی اڑتی عجیب سا منظر پیش کر رہی تھی۔ اسٹوڈنٹس ٹیسٹ چھوڑ چکے تھے۔ کچھ گھبرا رہے تھے۔ کچھ پریشان تو کچھ بے ہوش

ہو چکے تھے۔ آدھی پولیس جامعہ کے پچھلے احاطے میں تھی۔ ان کی اطلاع کے مطابق فائرنگ یہاں سے کی جانے والی تھی۔ مگر فائرنگ دائیں بائیں جانب سے ہو رہی تھی۔ پچھلے احاطے میں گن مین والی دو گاڑیوں کے سوا کچھ نہ تھا۔

اوہ نو! پولیس آفیسر نے گاڑی کو لات رسید کرتے غصہ نکالا۔

جوابی فائرنگ شروع کر دو۔ آفیسر کے حکم پر تمام پولیس اہلکار جامعہ کے کونے کونے پر کھڑے ہو چکے تھے۔ ریجنرل اسٹوڈنٹس کی حفاظت کرنے میں مصروف تھی۔ تمام اسٹوڈنٹس کو گراؤنڈ کے ہی ایک کنارے پر جمع کیا جا رہا تھا۔ گولیوں کی آوازیں کان کے پردے چیر رہیں تھیں۔ خوف اور دہشت سے اسٹوڈنٹس کپکپا رہے تھے۔ پارکنگ ایریا میں انتظار کرتے والدین کی چیخیں آسمان میں دراڑیں ڈال رہی تھیں۔ مائیں گارڈز کے ہاتھ پیر جوڑتیں اندر جانے کی منتیں کر رہی تھیں۔ پاکستان کے مستقبل کے معمار زندگی کے لیے لڑ رہے تھے۔ قیامت ہی قیامت تھی۔ آگ کے شعلے اڑ رہے تھے۔ کچھ اسٹوڈنٹس زخمی ہو چکے تھے۔ دو پولیس اہلکار مارے جا چکے تھے۔

سب گراؤنڈ کی طرف جاؤ۔ اندر کوئی نہیں جائے گا۔ وہ ریجنرل کابندہ "جے" اور "کے" کیمپس کے اسٹوڈنٹس کو جامعہ کے اندر جانے سے روک رہا تھا۔

سرا ایک ل لڑکی اندر کی طرف۔ ایک اسٹوڈنٹ گھبرائی ہوئی اُسی بندے سے کہہ رہی تھی جب اس نے بات کاٹ دی۔

آپ ابھی جائیں۔ اُس طرف اندر بم ہے۔ آپ سب کی جانوں کو خطرہ ہے۔ گراؤنڈ کی طرف بھاگیں۔ وہ چیخا تو لڑکی بم کا سنتی سب بھلا کر دوسرے اسٹوڈنٹس کی ہی طرح بھاگنے لگی تھی۔ یس سر آئی ایم انٹرنگ ان آ

اسٹاف کالونی (میں اسٹاف کالونی میں داخل ہو رہا ہوں) میجر عاص عالم نے ایئر فون کے ذریعے اپنے سینئر آفیسر کو کہا۔

(ڈیک از کمنگ۔۔ ہی از نیئر ہاسٹل (ڈیک آرہا ہے وہ ہو سٹل کے قریب ہے

سرو نیئر از بی ڈی ایس مین (سربی ڈی ایس؟) (بم ڈسپوزل اسکوڈ) کا بندہ کدھر ہے؟ عاص عالم اسٹاف کالونی کے اندر دیواروں سے لگتا ہوشیاری سے چلتا گن تھا مے ساتھ ہی ساتھ محو گفتگو بھی تھا۔

ہی از آلسو کمنگ فرسٹ ویٹ فار ڈیک (وہ بھی آرہا ہے، پہلے ڈیک کا انتظار کرو)۔ مضبوط لہجہ پُر اعتماد انداز میں کہا گیا تھا۔

او کے سر! عاص نے سر پر زور دے کہا اور پھر ہاتھ ایئر فون تک لے جاتے رابطہ منقطع کر دیا۔

وہ ہانپتی کانپتی اسٹاف کالونی کے اندر داخل ہو چکی تھی۔ کانوں پر ہاتھ رکھے۔ اسکی ٹانگیں اسکا ساتھ دینے سے قاصر تھیں۔ ہولے ہولے کانپتا بدن اسکے خوف میں ہونے کا پتہ دے رہا تھا۔ مگر وہ پھر بھی بنتا لیس درجے کے سلوپ پر گرتی پڑتی چڑھ رہی تھی۔ بھاگتے ہوئے وہ دوسری منزل پر پہنچ چکی تھی۔ اسے ابھی بس ایک ہی چیز سمجھ آرہی تھی۔ وہ یہ کہ جامعہ کے گراؤنڈ میں زندگی اور موت کا کھیل چل رہا ہے اور اسے اس کھیل سے دور بھاگنا ہے۔ وہ اسکا حصہ نہیں بننا چاہتی۔ مگر افسوس وہ بے خبری میں موت کے سب سے زیادہ قریب آچکی تھی۔ وہ اوپر پہنچی سامنے ایک کار کھڑی تھی۔ کچے سیمنٹ سے یہ منزل ابھی کھڑی کی گئی تھی۔ اسکی تعمیر ابھی جاری تھی۔ وہ تیز بھاگتی آگے جانے لگی تو وہاں کوئی دیوار نہیں تھی۔ کچھ بھی نہیں تھا۔ یہاں سے گراؤنڈ کا پورا منظر صاف نظر آرہا تھا۔ دل دہلا دینے والا منظر۔۔

وہ اُلٹے قدموں پیچھے جانے لگی۔ خوف اب بھی اسے اپنے لپیٹے میں لیے ہوئے تھا۔ فائرنگ بدترتج جاری تھی۔ دھول مٹی اڑتی منظر کو دھندلا رہی تھی۔ اسٹوڈنٹس کی بھگدڑ مچی تھی۔ قدموں کی آوازیں، فائرنگ کا شور، پولیس سائرن

قیامت کا سماں لگ رہا تھا۔ گلابی ہونٹوں پر ہتھیلی رکھے اپنی سسکیوں کا گلا گھونٹتی وہ پیچھے ہوتی جا رہی تھی۔ وہ لوڈڈرائفل کا منہ چھت کی جانب کیے آہستہ آہستہ اُلٹے قدم اٹھا رہا تھا۔

آآدونوں نفوس کا زبردست تصادم ہوا تھا۔ عاص نے فوراً اسے اپنے حصار میں لیتے، اپنی چوڑی ہتھیلی کپکپاتے گداز لبوں پر دھر کر نسوانی چیخ کا گلہ گھونٹا تھا۔

شش گھبراہیے مت ہم آپ کے محافظ ہیں۔ "گھمبیر بھاری لہجے میں وہ اس کے کان میں سرگوشی نما آوازیں " بولا۔ نیلیم کی پشت اس کے سینے سے لگی تھی اور اس محافظ کا رائفل والا ہاتھ اس کے پیٹ کو چھوتا مکمل حصار باندھے ہوا تھا۔ وہ اس محافظ کا چہرہ نہیں دیکھ سکی تھی۔ اسکا ہاتھ ابھی تک اس کے ہونٹوں پر جمنا تھا۔ اتنی سخت گرفت تھی اسکی کہ نیلیم کو اپنے لب کچلتے ہوئے محسوس ہوئے۔

شش !!! وہ پھر بولا۔ آواز نیلیم کے کان کے بالکل قریب سے اُبھری تھی۔ قدموں کی چاپ قریب آنے لگی۔ عاص اسے گھسیٹنے کے انداز میں کار کی طرف لے آیا۔ وہ اس کے ساتھ گھسٹتی چلی جا رہی تھی۔ دیوار اور کار کے درمیان پچیس انچ تک کا فاصلہ تھا۔ اس نے نیلیم کو وہاں بٹھا دیا۔ نیلیم نے دیکھا وہ اونچے لمبے قد کا کسرتی بدن کا مالک بھرپور مضبوط مرد تھا۔ اس کے چہرے پر کالے رنگ کا ماسک تھا۔ جس سے صرف دو آنکھیں چمکتی نظر آرہی تھی۔ اس نے ایک بار بھی نیلیم کی جانب توجہ سے نادیکھا تھا۔ وہ کار کی بونٹ والی سائڈ پر ایک گھٹنا زمین پر ٹکائے گن تھا مے الرٹ بیٹھا تھا۔

کوئی اندر داخل ہو چکا تھا۔ وہ ڈیک تھا۔

ایگل! کہاں ہو تم؟ وہ پہلے سیدھا چلتا بولتا رہا۔ پھر پلٹ کر ایگل کو آوازیں دے رہا تھا۔ نیلیم کانپ رہی تھی۔ عاص کی جانب ڈیک کی پشت تھی۔ وہ بجلی کی سرعت سے اٹھا تھا اور ڈیک کے گلے میں بازو ڈالے اسکی گردن موڑ دی تھی۔

چڑچڑچڑ کی آواز آئی تھی۔ نیلیم نے جھانکا ڈیک کی گردن ایک طرف لڑھک چکی تھی۔ اسکی جان ہوا ہونے لگی۔ ڈیک نے فار کیا اور چھت میں لگا۔

آآخوف کے مارے اسکی چیخ نکل گئی۔ اس نے دیکھا وہ سیاہ نقاب پوش ایک ہینڈ سم سے شخص کو زمین پر چت لٹا چکا تھا۔ ڈیک کی ریو اور دور گر چکی تھی۔ وہ منہ چلانے کی کوشش کرنے لگا تھا۔ جب عاص نے اسکے جبروں پر لگوں کی برسات کر دی۔ ڈیک کا پورا منہ خون ہو چکا تھا۔ دانت جیسے ٹوٹ گئے ہوں۔ اس نے ٹانگ موڑ کر عاص کی پشت میں ماری اور اسے دھکیل کر بھاگنے لگا تھا۔ جب عاص نے اسے ٹانگ سے پکڑ کر پورے ڈیک کی کمر میں پوری قوت سے مارتا رہا۔ یہاں stock قد سے زمین بوس کر دیا تھا۔ پھر گن اٹھا کر اسکا تک کہ اسکی ہلکی آسمانی شرٹ لال ہو گئی۔ وہ شاید بے ہوش ہو چکا تھا۔ عاص نے کھڑے ہوتے بوٹ کی نوک اسکے سینے میں مارتا رہا۔ خون سے لت پت ڈیک کو دیکھ Stock سے اسے سیدھا کیا تھا اور اسی طرح گن کا کر نیلیم کا رواں رواں کانپ گیا۔ منہ پر ہاتھ رکھے وہ سسکیوں کا گلہ گھونٹنے کی کوشش میں دُور ہی ہوتی جا رہی تھی۔ وہ بھاگ جانا چاہتی تھی۔ مگر ٹانگوں نے ساتھ دینے سے انکار کر دیا۔ ابھی ایک اور خوفناک منظر اسکا منتظر تھا۔

فائرنگ کی آواز پر عاص نے فوراً جمپ لگاتے جگہ چھوڑی تھی۔ اس نے دیکھا شیردل دوسری منزل کے کنارے پر کھڑا تھا۔ ریوالور اسکے ہاتھ میں تھا۔

عاص اسی دو فٹ دوری کے فاصلے پر کھڑی کار کے پیچھے دبک گیا۔ اگر شیردل حملہ کرتا تو بم وقت سے پہلے پھٹ جاتا۔ جسکے اندر ابھی دس منٹ باقی تھے۔ ڈیک تو پکڑا گیا۔ اس نے سوچا وہ جان بچا کر بھاگ نکلے۔ مگر بد قسمتی سے عاص عالم نے اسے سوچ میں ڈوبادیکھ کر فائر کیا تھا۔ نشانہ سیدھا ہاتھ پر لگا۔ ریوالور دور جا گرا۔ گولی اسکی ہتھیلی کو چیرتی ہوئی گزری تھی۔ عاص عالم نے ایک ہی جست میں اسے جادبو چا تھا۔ اسی وقت ایک اور آدمی اندر داخل ہوا تھا۔ لیڈر کی شرٹ میں۔ ایک بیگ ہاتھ میں تھا۔ "بم کار کے نیچے لگا ہے تمہارے پاس صرف نو منٹ ہیں۔" عاص عالم شیردل کو گردن سے دبوچتے گھسیٹتے ہوئے بولا۔

دو منٹ کا کام ہے میجر عاص۔ وہ آدمی پریقین لہجے میں کہتا آگے بڑھ گیا۔ کار کے پاس بیٹھی کپکپاتی نیلیم کو اس نے جلدی سے باہر نکلنے کا کہا۔ وہ اپنا وجود گھسیٹتی ہوئی کار سے کچھ فاصلے پر ہو گئی تھی۔ چلنے کی ہمت نہ تھی اس میں۔ اب چونکہ کار کا بھی پردہ حائل نہ تھا تو وہ عاص عالم کی کاروائی صاف دیکھ سکتی تھی۔

وہ شیردل کو دبوچے ہوئے تھا۔ اسکی گرفت سخت تھی۔ ایک ہاتھ سے اس نے ایرفون سیٹ کیا۔

کل ہم عاص عالم "آفیسر کے حکم پر اس سے پہلے کہ وہ عمل کرتا شیردل اسکی توجہ نہ پا کر دھکا دیتا بھاگنے لگا۔" عاص کی گن دور نیلیم کے پیر کے پاس جا گری۔ مگر وہ شیردل کو پکڑنے بھاگا تھا۔ اسے پھر سے گردن سے دبوچ کر واپس لاتے اسے دیوار میں پیٹھ پر مار رہا تھا۔ اسکے پاس اتنا وقت نہ تھا کہ گن اٹھانے جاتا۔ تبھی وہ اپنی پوری طاقت سے مگے مارتا اسکا جبرہ توڑ چکا تھا۔ آنکھوں پر بھی کاری ضربیں لگیں تھیں۔ بوٹ اسکے سینے پر ٹھوکتا وہ بھول چکا تھا کہ ایک نازک وجود یہ سب اپنی آنکھوں سے دیکھتا کس قدر دہشت کا شکار ہو سکتا ہے۔

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

شیر دل جب بالکل بے سُدھ ہو گیا تو عاص عالم نے اسکی ہی ریو الور جو قریب پڑی تھی۔ اُٹھا کر دھڑا دھڑا میگزین خالی کیا تھا اور پھر بے سُدھ پڑی لاش کو بوٹوں کی نوک پر دھکیلتا آگے لے جانے لگا۔ دیوار نہیں تھی گراؤنڈ صاف نظر آ رہا تھا۔ جہاں گولیاں تھم چکی تھیں۔ مطلع صاف تھا سناٹا تھا۔ اس نے ایک اور ٹھوکر لگائی۔ دھڑام کی آواز پیدا کرتی شیر دل کی لاش نیچے جا گری تھی۔

میجر عاص اُس ڈن "بی ڈی ایس کا آدمی ہاتھ جھاڑتا کھڑا ہو گیا۔"

تھینکس!! عاص عالم کا بھاری لہجہ نیلیم کے دماغ پر ہتھوڑے کی طرح پڑا تھا۔ وہ آدمی اپنا سامان سمیٹ رہا تھا۔ جب عاص کی نظر نیلیم پر پڑی۔ وہ ڈیک کا بے حس و حرکت پڑا وجود پھٹی آنکھوں سے دیکھ رہی تھی۔ اسکی رنگت لٹھے کی مانند سفید پڑ چکی تھی اور جسم ساکت تھا۔ اسکے سفید روئی جیسے پیروں کے پاس عاص کی گن پڑی تھی وہ گن اُٹھانے آگے بڑھا تھا۔ جب نیلیم خوف سے پھٹی آنکھوں سے اسے تکتے پیچھے ہوتی دیوار کے ساتھ لگ گئی۔ عاص پھر بھی آگے بڑھ رہا تھا۔ وہ دیوار پر پیچھے کی جانب ہاتھ مارتی سہارا لیتی کھڑی ہوئی اور اُس جانب بھاگی جہاں دیوار نہیں تھی۔ اسکی ٹانگوں سے جان نکل رہی تھی۔ عاص بھی اسے بھاگتا دیکھ کر گھبرا گیا تھا۔ نیلیم آگے کوئی شے نہ دیکھ کر دنگ رہ گئی۔ یہاں سے بس چھلانگ مار کر ہی بھاگا جاسکتا تھا۔ وہ گھبراتی ہوئی پلٹی۔ عاص عالم اسکی ہی طرف بڑھ رہا تھا۔ نیلیم کو اس سے خوف محسوس ہو رہا تھا۔ جس بے دردی سے وہ دو آدمی ڈھیر کر چکا تھا۔ یہ نازک سی لڑکی تو اسکے سامنے کچھ نہ تھی۔ نیلیم اب اُلٹے قدم اُٹھانے لگی۔ آگے کنواں پیچھے کھائی۔

آگے عاص پیچھے موت۔

اسے عاص بھی اپنی موت کی ہی ایک شکل لگ رہا تھا۔

پیچھے کو قدم مت اٹھائیں آپ گرجائیں گی۔ "بھاری گھمبیر لہجے میں ہلکی سی پریشانی بھی شامل تھی۔"

دد۔۔۔ دور رہیں ہم سے۔ "وہ لڑکھڑاتے لہجے میں بولی۔ ایک فٹ کی دوری تھی اور اس نے نیچے جانا تھا۔" عاص کو آگے بڑھنا دیکھ اسکے قدم لڑکھڑائے تھے۔ مگر اس سے پہلے ہی وہ ہاتھ بڑھا چکا تھا۔ نیلیم کو یہ بڑھتا ہاتھ موت کا لگا تھا۔ کلائی تھامے ایک جھٹکے سے کھینچتے عاص عالم نے اسے اپنی آغوش میں لیا تھا۔ مگر وہ ہوش و خرد سے بیگانا ہو چکی تھی۔ اس سے پہلے کے وہ زمین بوس ہوتی۔ وہ اسکے گرد اپنے مضبوط مگر خون سے رنگے بازو لپیٹ چکا تھا

یہ رنگ نیلیم کی گلابی قمیض بھی پکڑ چکی تھی۔ دوسری منزل کے آخری سرے پر وہ اسے اپنی مضبوط پناہوں میں لیے کھڑا تھا۔ ہوا تیز ہوتی جا رہی تھی۔ سناٹا ہی سناٹا تھا۔ ایک خاموشی، سکوت تھم جانے والا سماں۔ عاص عالم نے اپنے چہرے پر چڑھا ماسک ایک ہاتھ بڑھا کر اتار دیا تھا۔ مگر ایک بازو اب بھی اس نازک وجود کے گرد تھا۔ عاص نے پُر سکون سانس لیتے اس بے ہوش مگر بلا کے حسین مجسمے کو اپنے کسرتی بازوؤں میں اٹھا لیا تھا۔ وہ کسی سنگ تراش کی قابلیت کا منہ بولتا ثبوت لگ رہی تھی۔ مگر وہ ہر احساس سے عاری اسے لیے اسٹاف کالونی سے نکلتا چلا گیا۔ اسکا سر عاص عالم کے سینے پر ٹکا تھا اور وہ فاتح بنا، مضبوط پُر اعتماد قدم اٹھاتا گراؤنڈ کی طرف بڑھتا چلا جا رہا تھا۔ ہوائیں زور و شور سے چلتیں جیسے ملک کے اس محافظ کو سلامتی پیش کر رہی تھیں۔

ہواؤں کے اس زور پر اڑتا اس بے ہوش وجود کا سفید بے داغ آنچل بار بار میجر عاص عالم کے شانے سے ٹکرا جاتا۔ مگر اسکے دماغ میں کچھ اور ہی چل رہا تھا۔ اپنے اگلے قدم کے بارے میں وہ پہلے سے ہی سوچ رہا تھا۔ گراؤنڈ قریب آتا جا رہا تھا۔ فاصلہ سمٹ رہا تھا۔

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

طبی امداد کی سہولت بھی وہاں موجود تھی۔ بہت سی نرسز بڑے اعتماد سے زخمی اور گھبراہٹ کے شکار اسٹوڈنٹس کو ڈیل کر رہی تھیں۔ ایمبولینس سروس کی بھی سہولت تھی۔

میجر عاص عالم کے مضبوط بازوؤں میں جھولتے بے ہوش وجود کو دیکھ کر ایک پولیس آفیسر فوراً آگے بڑھا۔ سر یہاں یہاں لے آئیں۔ اس نے زمین پر بچھی چادر کی جانب اشارہ کیا۔ آس پاس پولیس اہلکار اور رینجر اپنی اپنی ڈیوٹی پوری کرتے دکھائی دے رہے تھے۔ ہر کوئی مصروف تھا۔ جگہ جگہ چھپے اسٹوڈنٹس کو ڈھونڈ کر باحفاظت جامعہ سے باہر نکالا جا رہا تھا۔ عاص گھٹنا زمین پر ٹکائے ہلکے سے جھک کر اپنے بازوؤں کو اس نرم کم وزن وجود سے آزاد کر چکا تھا۔

سر پانی؟ رینجر کے یونیفارم میں ملبوس نوجوان نے مخلص مسکراہٹ کے ساتھ پانی کی چھوٹی بوتل عاص کو تھمائی۔ اس نے نیلیم کی جانب سر سری سادیکھا اور پلٹ کر پانی کی بوتل شکریہ کے ساتھ تھام لی۔ پاس پڑی ایک کرسی پر بیٹھ کر بوتل کھول کر منہ سے لگالی۔ منہ کچھ اوپر کی جانب اٹھا ہوا تھا۔ جب پانی پی چکا تو اسکی نظر چادر پر لیٹی نیلیم پر پڑی جسکے پاس نیچے بیٹھا پولیس آفیسر اسکے چہرے کو گہری نگاہوں سے تک رہا تھا۔ یہی نہیں بلکہ اسکی نگاہیں بھی نیلیم کے جسم پر چپکنے لگی تھیں۔ عاص عالم نے گٹھنے پر ٹکے ہاتھ کی مٹھیاں زور سے بھیج لیں۔ پھر پلاسٹک کی خالی بوتل کو تروڑ مروڑ کر دور پھینکا۔

نرس!!! اسکی دھاڑ پر پولیس آفیسر ہڑبڑا کر کھڑا ہو گیا۔

یس سر!! پاس ہی ایک چیئر پر بیٹھی اسٹوڈنٹ کو بینڈج کرتی وہ نرس فوراً حاضر ہوئی۔

چیک کر انہیں۔ مختصر سا بول کر کاٹ دار نظروں سے پولیس انسپیکٹر کو دیکھا۔ اسے نفرت تھی بے لگام نفس کے حامل مردوں سے۔

میجر عاص یو ہیو ٹو گو۔" پاور بٹن کو چند سیکنڈز تک پریس کرنے کے بعد عاص عالم آرڈر ملتے ہی اک سیکنڈ بھی " وہاں نہیں ٹھہرا تھا۔

ہم اپنے ناظرین کو ایک بار پھر بتاتے چلیں کہ جامعہ میں ہونے والے پتھر اوڑ اور فائرنگ کے نتیجے میں دو " پولیس اہلکار مارے گئے۔ اسکے علاوہ پچیس طلباء طالبات زخمی ہوئے۔ جنہیں بذریعہ ایمبولینس قریبی ہسپتال منتقل کر دیا گیا۔ البتہ اس سوچی سمجھی سازش کے متعلق آئی ایس پی آر اور ڈی آئی جی کا کچھ سکیورٹی وجوہات کی بناء پر میڈیا سے گفتگو پر انکار۔

نیوز اینکر بار بار یہی نیوز چلائے جا رہی تھی۔ اگر وہ ایم آز کے سامنے ہوتی تو اب تک اپنی آخری سانس لے چکی ہوتی۔ غصے سے پاگل ہوتا وہ شیشے کی میز پر اپنے بازو سے ضربیں لگاتا جا رہا تھا۔ خون رستا جا رہا تھا۔

تمہارا بھیا تمہارا بدلہ ان قاتلوں سے نہیں لے پایا۔ تمہاری بلکتی روح کو قرار نہیں دے پایا۔ منہاج عز " ضحاک کو شکست دی گئی ہے۔ ہا ہا ہا ہاں رہے ہو لوگوں۔ ایم آز کو شکست دی گئی ہے۔ اتنی بری طرح اتنی چالیں اکٹھی پلٹنے والا کون ہے؟ تم جو کوئی بھی ہو ایم آز کے دشمنوں کی فہرست میں تمہارا اول نمبر ہے، اول۔ " وہ سفید کسرتی بازو سے بہتے سُرخ رنگ کے خون کی ندی کو دیکھ کر بہکے بہکے لہجے میں بولا۔

سس سر! اسکی پشت پر گھبرائی سی آواز بیدار ہوئی۔ خون رنگ آنکھیں لیے وہ پلٹا تھا۔ سامنے ہی پھٹے دھول سے اٹے کُرتے اور زخمی چہرے کے ساتھ کھڑے ایگل کو دیکھ کر اسکے جسم میں خون کے بجائے شرارے دوڑنے لگے تھے۔

ڈیک کہاں ہے؟؟ بے قراری اور بے تابی سے ایم آزا اسکی جانب بڑھا تھا۔ ایگل کا چہرہ زرد پڑ گیا۔ لب گویا سل گئے بولنے سے انکار کرنے لگے۔ ایگل بے بس کھڑا رہا۔

میں تم سے کچھ پوچھ رہا ہوں ڈیک کہاں ہے؟ وہ میری کال پک نہیں کر رہا ہے۔ یو باسٹر ڈٹل می وئیر از ڈیک؟؟ ایم آزا نے طیش میں جھنجھوڑتے اسکے زخمی چہرے پر ہی تیخ رسید کیا تھا۔ زبردست وار پر ایگل لڑ کھڑا کر چند قدم پیچھے کھسک چکا تھا۔

ڈیک اور شیردل مر گیا۔ "ایگل نے صحیح معنوں میں ایم آزا پر بمباری کی تھی۔"

شٹ اپ! شٹ اپ!! میں تمہارا خون پی جاؤں گا۔ اگر تم نے مزید ایک لفظ بھی کہا تو۔ ایم آزا نے اسے گریبان سے جکڑ کر پھر اپنے مقابل کیا تھا۔ کُرتا چرر کی آواز پیدا کرتا مزید اُدھر گیا تھا۔

سر میرا یقین کریں۔ وہ دونوں بم چیک کرنے گئے تھے وہاں۔ ایگل نے دھیرے دھیرے بولا۔

سس سب تمہاری وجہ سے ہوا ہے۔ سب تم نے ہی کیا ہے اور کون کر سکتا ہے تمہارے علاوہ؟ سب تم ہی جانتے تھے۔ نیا بندہ بھی تم ہی ہو۔ بتاؤ مجھے کس نے بھیجا ہے تمہیں؟ کون ہو تم؟؟ ایم آزا بولتا جا رہا تھا۔ مگوں کی برسات کرتا جا رہا تھا۔ ایگل گرجاتا وہ پھر اسے پکڑ کر مقابل کرتا اور پھر ایک جملہ بول کر مکارا رسید کرتا۔

ہم اگر غدار ہوتا تو کبھی آپکی اتنی مدد نہ کرتا صاب۔ ہم خود زخمی ہے۔ ہم کو خود اتنا چوٹ آیا ہے۔ ایگل روہانسا ہوتا اپنی صفائی پیش کر رہا تھا۔

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

تمہیں کیا لگتا ہے میں تمہارا یقین کر لوں گا؟ کھولو اسے۔ کھولو تمہاری ڈرامے بازی ابھی ختم کرتا ہوں میں۔ ایم آرنے اسکی بازو پر لپٹی پٹی کھینچ کر کھولی۔ درد اور کرب کے مارے ایگل کی چیخ نکل گئی تھی۔ اسکے شانے سے نیچے بہت زیادہ کٹ لگے تھے۔ سیدھے سیدھے گوشت اُبھرتا دکھ رہا تھا۔ بہت گہرا زخم تھا۔ ایم آرنے چند پل کو ششدر رہ گیا۔ سفید لمبی پٹی دور پھینکی اور صوفے پر سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔

کتنے گارڈز صحیح و سالم واپس آئے ہیں؟ کافی دیر بعد اس نے مدھم آواز میں دریافت کیا تھا۔

تیرہ "ایگل کی آواز بھی ہلکی تھی۔"

آؤٹ! ایم آرنے نہی سر تھا مے اسکی طرف دیکھے بغیر سرد آواز میں بولا۔

سر ہم۔۔ ایگل ایک قدم آگے بڑھا۔

آؤٹ۔۔ ایم آرنے دھاڑتے ہوئے ہاتھ مار کر صوفے پر پڑے تمام کُشن بھی نیچے پھینک دیے۔

ایگل شکستہ قدموں سے واپسی کو مڑ گیا۔

گڑیا اٹھو شاہاش میڈیسن لے لو۔ صاعقہ بیڈ پر چادر میں لپٹے وجود کے پاس ہی بیٹھ گئی۔ ہاتھ میں دو سفید رنگ کی گولیاں تھام رکھی تھیں۔

گڑیا! صاعقہ نے چادر سے باہر جھانکتے اسکے چہرے پر سے شہد رنگ اُلجھے ریشم جیسے بالوں کو ہٹایا تھا۔ پیشانی واضح ہوئی تو ہاتھ رکھ کر جانچا۔

ہائے میرے اللہ اسکا تو بخار ہی اُترنے کا نام نہیں لے رہا۔ صاعقہ نے تڑپ کر ہاتھ اُٹھایا تھا۔ اسے محسوس ہوا جیسے انجانے میں آتش کو چھیڑ بیٹھی ہو۔ اسی اثنا میں دادو بھی ہاتھ میں تسبیح تھا مے منہ میں ہی کچھ پڑھتیں اندر داخل ہوئیں۔ نیلیم کے پاس آئیں اور تھوڑا سا آگے جھک کر اس پر پھونک ماری۔ پھر تسبیح کو چومتیں صاعقہ کی جانب متوجہ ہوئیں۔

دوا دی بچی کو؟ دادو اُسی کے لیے ہی تو اُٹھا رہی ہوں۔ مگر بے حال پڑی ہے یہ تو۔ تین دن ہو چکے ہیں اس حادثے کو۔ اب تو اسٹوڈنٹس ری ٹیسٹ کی بھی تیاریاں شروع کر چکے ہیں اور یہ ہے کہ خوف کی لپیٹ سے ہی باہر آنے کا نام نہیں لے رہی۔ حد درجہ کمزور دل واقع ہوئی ہے یہ تو۔ صاعقہ نے متفکر ہوتے کہا۔

ارے ہٹ تو تجھے ٹیسٹ کی پڑی ہے۔ یہاں بچی مر رہی ہے۔ ہٹ، لا دادو اے۔ دادو صاعقہ کو ڈپٹی اسے اُٹھا کر خود اسکی جگہ بیٹھ گئیں۔ صاعقہ نے گولیاں انہیں تھما دیں اور خود سائڈ ٹیبل پر پڑے جگ سے پانی ڈالنے لگی۔

نیلیم! میرا بچہ اُٹھ دوالے لے۔ دادو نے اسے زبردستی بازو سے تھام کر بٹھایا۔ وہ مدہوش سی اُٹھ بیٹھی تھی۔ دوا لے کر پانی کے چند گھونٹ گلے میں اُتارتے پھر سے لیٹ گئی۔

دادو! بتائی کی کال آئی تھی۔ بتا رہی تھیں کہ آہل اب ٹھیک ہوتا جا رہا ہے۔ کھڑے ہونے میں کچھ دشواری پیش آتی ہے۔ جسکا علاج فزیو تھراپی کے ذریعے شروع کروادیا ہے۔ ایک ماہ تک وہ بالکل ٹھیک ہو جائے گا۔ صاعقہ ان کے ہاتھ سے گلاس تھام کر واپس رکھ چکی تھی۔

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

اللہ تعالیٰ کرم کرے۔ یہ تو اچھی خبر سنائی تو نے۔ چلو میں ظہر ادا کر لوں۔ تو بچی کے لیے کچھ ہلکا پھلکا کھانے کو بنا لے۔ دادو گٹھنے پر زور دیتیں اٹھ گئیں۔

جی دادو! میں بس اسی کام کے لیے جارہی تھی۔ صاعقہ ان کا ہاتھ تھامے اترنے میں مدد دینے لگی۔

Socialmedia

سر!!! میجر عاص سول ڈریس میں عام سے حلیے میں اندر داخل ہوا۔

یس کم ان میجر عاص۔ وہ دھیمے سی مسکان کے ساتھ اسے اندر آنے کی اجازت دے چکے تھے۔ ساتھ ہی ہاتھ میں موجود بھاری نیلے رنگ کی فائل میز پر رکھ دی۔

سر ڈیک؟؟ اسکا انداز سوالیہ اور بے چین سا تھا۔ ڈھیلی ڈھالی نیوی بلیو شرٹ اور بلیک پینٹ میں وہ بہت عجلت میں دکھائی دے رہا تھا۔

Writers

ڈیک کو انڈر گراؤنڈ رکھا گیا ہے۔ وہ سنجیدگی سے بولے عاص پلٹنے لگا تھا، جب آفیسر کی آواز پر اسے ٹھہرنا پڑا۔

عاص بیٹا نیند آپ کے لیے بہت ضروری ہے۔ دماغ کو فریش رکھنے اور ہوشیار رہنے کو۔ وہ اسکی آنکھوں میں سُرخ ڈورے دیکھ چکے تھے۔ وہ بھی ان کی بات سمجھ گیا۔

سرایم آزا کا پہرہ مجھ پر مزید بڑھ گیا ہے۔ شک ہو چکا ہے اُسے مجھ پر۔ ایسے میں نیند کی پرواہ کسے ہے؟۔ وہ سیلیوس فولڈ کرتا آخر میں سائنڈ سائل پاس کر گیا۔

نیلیم کا حرکت از دیاء تبسم

ہوں! تو کیا اُس نے تمہیں آفر نہیں دی؟ وہ پُر سوچ انداز میں بولے۔

ابھی تک تو نہیں۔ اچھا میں چلتا ہوں، مزید ڈیٹیل اگلی رپورٹ میں دوں گا۔ وہ مصافحے کیلئے آگے بڑھا۔

بیسٹ آف لک! آفیسر نے حوصلہ افزا انداز اپنایا۔ میجر عاص مروتا مسکرایا تھا۔

باہر کھڑے ایک آدمی سے اس نے چابیاں لیں۔ وہ آدھے راستے سیل تک میجر عاص کے ساتھ چلتا رہا پھر واپس مڑ گیا۔

میجر عاص مضبوط قدم اٹھاتا انڈر گراؤنڈ احاطے میں داخل ہو رہا تھا۔ سیڑھیوں پر اسکے قدموں کی مخصوص آواز کچھ بلند ہوئی تھی۔ اندر گھپ اندھیرا تھا۔ ہر چیز کو اپنے اندر سمو لینے والا اندھیرا۔

ہیلو ڈیک! لکڑی کی کرسی پر دونوں ہاتھ ہینڈل کے ساتھ موٹی رسی سے جکڑے اور دونوں پیر بھی کرسی کی ٹانگوں کے ساتھ باندھ رکھے تھے۔ اسکا سر جھکا ہوا تھا۔ لڑھکا ہوا۔ میجر عاص کو کافی دیر تک خاموشی کا سامنا کرنا پڑا۔ وہ آگے بڑھا اور ڈیک کا چہرہ تھوڑی سے پکڑ کر اوپر اٹھالیا۔

ہوش میں آؤ ڈیک! تمہیں ابھی بہت سے سوالات کے جوابات دینے ہیں۔ ڈیک کے زخمی چہرے پر ایک مکا رسید کیا۔

آہ!!! کراہ کر اس نے مندی مندی آنکھیں کھولیں۔ مگر عاص عالم کی طرف نہ دیکھ سکا۔ اس میں سکت نہ تھی دیکھنے کی۔ میجر عاص عالم کے آرڈر پر اسے تین روز سے بھوکا پیاسا رکھا گیا تھا۔ عاص عالم نے کچھ فاصلے پر پڑی پانی کی بالٹی سے ایک ڈبہ بھرا اور پورے پریش سے ڈیک کے منہ پر پھینکا۔ وہ ہڑبڑاسا گیا تھا۔ پھر کھانسنے لگا۔ کھانسنے کھانسنے کر وہ دوہرا ہوتا جا رہا تھا۔

ہوش میں آگئے ہو تو اصل بات کی طرف آتے ہیں۔ ویسے بھی میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہے۔ عاص عالم ایک اور کرسی گھسیٹ کر اس سے ایک فٹ کے فاصلے پر بیٹھ گیا۔ وہ کرسی موڑ کر اسکی بیک ڈیک کی طرف کیے دونوں طرف سے ٹانگیں نکال کر بیٹھ گیا اور تھوڑی چیئر کی بیک پر لگاتے ڈیک کو سر دنگا ہوں سے گھورا۔

بتاؤ منہاج کے سعودیہ میں کتنے کانٹیکس ہیں؟ بھارت، امریکہ میں بھی؟ بولو! ڈیک کو کراہنے اور سر جھٹکنے " میں مصروف دیکھ کر وہ دھاڑا۔ مگر وہاں تب بھی خاموشی برقرار رہی تھی۔

ڈیک ڈیر! کیوں اپنے اوپر ظلم کر رہے ہو۔ میرا تم سے کوئی لین دین نہیں۔ اگر تم شرافت سے ایم آاز کے متعلق تمام راز اگل دو گے تو آسانی سے مارے جاؤ گے۔ ورنہ! ورنہ!! تڑپاڑپا کر ماروں گا اور مار مار کر زندہ کروں گا۔ تمہاری روح تک پر آبلے پڑ جائیں گے۔ وہ غضبناک لہجے میں بولا۔

مم میں کچھ نہیں بتاؤں گا۔ مار دو مجھے۔ ڈیک کی بڑبڑاہٹ بہت ہلکی تھی۔ سر بھی ایک جانب لٹکا ہوا تھا۔ بات کے اختتام پر وہ پھر سے کھانسناس شروع ہو گیا۔

تمہیں اتنی آسانی سے مار دوں گا؟ پاگل نظر آتا ہوں میں؟؟ عاص طیش میں کھڑا ہوا تھا۔ ساتھ ہی ملکوں کی برسات اسکے چہرے پر اور پیٹ پر کی تھی۔ ڈیک خون اُگلتا درد سے کراہتا، چیخنے لگا تھا۔ ایک میجر کے زبردست تیخ پر اسکی حالت بدتر ہو چکی تھی۔

تمہیں بتانا پڑے گا ڈیک۔ ورنہ تم مجھے اپنے ساتھ وحشیانہ سلوک پر مجبور کر رہے ہو۔ عاص کا لہجہ خطرناک حد تک سنجیدہ تھا۔

وو۔۔ وہ میری بب بیٹی کو مار دے گا۔ ڈیک پھولی سانسوں اور کھانسنے کے درمیان بولا۔ میں کچھ نہیں جانتا۔ مجھے حقیقت سننی ہے۔

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

منہاج عزضحاك كى حقیقت؟ وہ چلایا اور پاس پڑی لوہے كى راڈ اٹھا كر ڈيك كے زخمى كندھوں پروار كیا۔ اسكى چنچیں سیل كى خالى دیواروں سے ٹكرا ٹكرا كر واپس آرہى تھیں۔ چندپل كا تشدد برداشت كرنے كے بعد وہ ہوش و خرد سے بیگانا ہو چكا تھا۔

آنكھیں كھولو ڈيك! اس نے پانى كا كيك اور ڈبہ اسكے منہ پر اچھالا۔ پھر كيك اور سیمنٹ كے فرش پر خون اور پانى مل كر ندی سی بہہ نكلی تھی۔ مگر ڈيك ہلكی سی آنكھیں كھول كر پھر سے موند چكا تھا۔

آآآ میجر عاص عالم نے چیچ كر كيك ٹانگ اسكے پیٹ پر رسید كرتے غصہ نكالا تھا۔ ڈيك آگے كو ہوتا پھر كر سی كى بیک پر لٹكے چہرے كے ساتھ بے ہوش ہو چكا تھا۔

میجر عاص كر سی كو ٹھوكر مارتا باہر نكل آیا۔ باہر كھڑے آدمى نے مضبوط لوہے كے دروازے پر موٹے موٹے تالے ڈال دیے تھے۔

وہ جو اكڑتا تھا اپنے ہونے پر

آج ہونا اسكا كيك افیت ہے

گارڈ نے اسے اندر جانے سے منع کر دیا تھا۔ آج وہ تین دن بعد ایم آرز سے ملنے آیا تھا۔ ڈیک نے اسے چند کام سونپ رکھے تھے۔ اُن کی تکمیل کی ہی اطلاع دینے وہ حاضر ہوا تھا۔ مگر ایم آرز کی طرف سے اسے اندر آنے کی اجازت نہیں تھی۔ ایک گھنٹہ باہر انتظار کرنے کے بعد اسے اندر بلا لیا گیا تھا۔ اب تو اسے ہال کا راستہ یاد ہو چکا تھا۔ ورنہ اتنے بڑے پلازہ کی ہر منزل چیک کرنا پڑتی۔

وہ ہال کے سرے پر کھڑا تھا۔ اپنے مخصوص حلیے میں۔ سامنے ہی سب سے اونچے سنگل صوفے پر ایم آرز ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے ایک ہاتھ بیک پر پھیلائے بیٹھا تھا۔

آؤ ایگل اندر آؤ کم ان۔ منہاج کی آواز پر وہ حیران ہوتا اندر کی جانب قدم اٹھانے لگا۔ بوٹوں کی ٹک ٹک ہارڈ ووڈ کے فرش پر صاف سنائی دے رہی تھی۔ ایم آرز اپنی ٹانگ جھلاتا اسے آگے بڑھتا دیکھ رہا تھا۔ دائیں بائیں پڑے بڑے صوفوں پر پانچ چھ افراد بیٹھے تھے۔ ان میں سے تین عربی رومال سر پر لپیٹے سفید ٹخنوں تک کرتے پہنے تھے۔ جن کے چاک سلے ہوئے تھے۔

بیٹھو، ایم آرز نے اسے اپنی دائیں جانب پڑے صوفے پر بیٹھنے کا کہا۔ جہاں ایک بائیس تینس سال کا لڑکا پینٹ شرٹ میں ملبوس میں تھا اور ایک چالیس کے لگ بھگ کا بھی۔ اسی لباس کو زیب تن کیے تھا۔ گول دائرے میں لگے صوفے شیشے کی دیواریں، مہنگی پینٹنگز، روئی جیسا قالین، جگہ جگہ بچھے میٹ، گول بڑی موٹے شیشے کی اسٹائش میز، عربی صراحیوں سے ڈیکوریٹڈ یہ ہال بہت زیادہ حسین تھا۔

یہ ایگل ہے۔ ہیروئن، کوکین، آئس، اوپیم، بھنگم ٹرینکولا نر کی اسمگلنگ سنبھالتا ہے۔ ڈیک نے یہ سب اسکے ذمے لگایا تھا۔ اب ان میں سے ایک کو تم اسکا پارٹنر بنادو۔ منہاج نے اُن تینوں عربیوں میں سے درمیان میں بیٹھے ان کے گروپ لیڈر سے کہا۔ اس نے ایگل کو سر تا پیر دیکھ کر فقط سر ہلایا تھا۔

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

یہ گروپ سعودیہ سے آیا ہے۔ اب ہمارے ساتھ یہیں رہے گا اور یہ امریکہ سے۔ اس نے ایگل سے کہا۔
ٹھیک، اس نے ایم آاز کو دیکھتے کہا۔

چلو اب تم جا سکتے ہو۔ ایگل کو جانے کا حکم دیا گیا۔

ہم مال کا بتانے آیا تھا۔ ایگل مزید بولنے لگا تھا جب ایم آاز نے ٹانگ نیچے لٹکائی اور دونوں گھٹنوں پر بازو ٹکائے
ہلکا سا آگے جھکا۔

تمہیں میں نے کہا جاؤ۔ ایک ایک لفظ ٹھہر ٹھہر کر کہتا وہ ایگل کو گڑ بڑانے پر مجبور کر گیا۔

اچھا سر! وہ دھیماسا بولتا وہاں موجود ہر شخص کا سینجدہ چہرہ دیکھتا نکل گیا۔

تم سب اپنے اپنے حلیے بدلو اور ڈیکنگ اسٹارٹ کر دو۔ اسلحے کا کام تم کرو گے۔ چالیس سالہ امریکن سے کہا۔

اینڈیو آرمائی رائٹ ہینڈ مائی فرینڈ۔ عربی گروپ لیڈر کو دیکھ کر عنابی ہونٹوں کو پھیلاتے ایم آاز جوش سے اٹھ کر
اس سے بغل گیر ہوا تھا۔ مقابل کا جوش و خروش اس سے بھی زیادہ تھا۔

حبیب ان میں سے جو تم کو بہتر لگے، اُسے ایگل کے ساتھ شامل کر دو۔ ایم آاز نے اس سے الگ ہوتے دو تیس
بتیس کی عمر کے آدمیوں کی جانب اشارہ کیا۔ ہر ب کرے گا ایگل کے ساتھ کام اور صابر ہمارے ساتھ۔
حبیب نے فیصلہ سنایا۔

ہر روم ہر کونا چیک کرو کہیں بھی خفیہ کیمرے نصب ہیں تو بتاؤ۔ کون ہے جو میری پلاننگ سے وقف ہو چکا
ہے؟ ایم آاز نے کم عمر امریکی لڑکے سے کہا۔ جسے چند دن کیلیے اسی کام کے لیے بلایا گیا تھا۔ ڈیجیٹل لاکس

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

توڑنے، لگانے کا ماہر۔ خفیہ کیمروں کو بے نقاب کرنا۔ ان پر سے لگانے والے کے فنگر پر نٹس لینا اور میکرو کیمرز ایڈجسٹ کرنا، اکاؤنٹس ہیک کرنا، پروفائل ڈیٹا جمع کرنا یہ سب اس لڑکے کے بائیں ہاتھ کے کام تھے۔ میورک تم میرے ساتھ اسٹڈی میں آؤ۔ منہاج کہتے ساتھ کوٹ کا بٹن لگاتا ہال سے نکلنے لگا۔ میورک بھی اسکے پیچھے ہی چل دیا تھا۔

ایک ہفتے بعد

آپی ہم چھت پر جا رہے ہیں۔ وہیں لے آئیے گا چائے۔ نیلیم دو موٹی موٹی کتابیں اٹھائے پین تھا مے کچھ رف پیپرز لیے سیڑھیاں چڑھتی اونچی آواز میں بولی۔

اچھا! صاعقہ کی بھی چلاتی آواز آئی تھی۔ اوپر پہنچ کر چار پائی پر کتابیں رکھے اس نے سہانی شام کا منظر دیکھا۔ دو دن قبل اسکا بخار پوری طرح سے اتر چکا تھا۔ مگر خوف بتدریج قائم تھا۔

اس نے ساتھ والے گھر میں جھانکنے کے لیے پاس پڑی اینٹ اپنے نازک گلابی ہوتے ہاتھوں سے بمشکل اٹھائی۔

نیلیم کا حرکت از دیاء تبسم

آہ کی آواز کے ساتھ اینٹ نیچے رکھی اور سُرخ ہوتی لمبی مخروطی انگلیاں دیکھیں۔ ان پر پھونک مارتی وہ اینٹ لگا رہا تھا۔ سفید ڈھیلی سیلو لیس شرٹ میں push ups کے اوپر کھڑی ہو گئی۔ نیچے جھانکا جہاں ٹائیگر ملبوس ننگے پیر۔

یہ بھی کوئی وقت ہے ایکسر سائز کرنے کا۔ نیلیم نے بڑبڑاتے ہوئے اپنی چھت پر کچھ تلاشنے کے انداز میں نظر دوڑائی۔ پھر اینٹ سے نیچے اتر کر دو تین مٹی بجری کے ٹکڑے اٹھائے اور پھر سابقہ جگہ پر آٹھری۔ ایک آنکھ بند کیے اس نے چھوٹے سے کنکر سے نشانہ لیا۔ جو ٹھیک ٹائیگر کی کمر پر لگا تھا۔ نوکیلا کنکر دور سے پھینکنے پر بڑی زور سے چبھا تھا۔ کمر پر ہاتھ مارتا وہ سیدھا بیٹھ گیا تھا۔ اب نظر آس پاس کی چھتوں پر یہ کاروائی کرنے والے فرد کو تلاشنے کرنے لگی تھیں۔ جب اسکی نظر ہلکے نارنجی آنچل پر پڑی اور پھر اس سے ہوتی ہوئی میدے کی رنگت اور سبز آنکھوں والی گڑیا پر ٹھہر گئی۔ نیلیم نے جوش و خروش سے ہاتھ ہلایا تھا۔ ٹائیگر نے آنکھیں سُکیر کر اسے دیکھا اور پھر دوبارہ سے اپنے سابقہ مشغلے میں گم ہو گیا۔ نیلیم نے ایک اور کنکر مارا مگر اب کی بار وہ نشانے پر نہیں لگا تھا۔

عجیب بد تمیز لڑکی ہے۔ وہ بڑبڑاتے ہوئے اُٹھ کھڑا ہوا۔ اپنے جو گرز ایک ہاتھ میں تھا مے وہ نیچے جانے لگا تھا۔ جب نیلیم بے اختیار چلا اُٹھی۔

پلیز رُک جاؤ۔ اسکی آواز ٹائیگر کے کانوں سے ٹکرائی تھی۔ اس نے سر اٹھا کر دیکھا۔ نیلیم بھی اسکی جانب ہی دیکھ رہی تھی۔ التجا کرتی آنکھوں سے رُک جانے کی فریاد کرتی، اسکی نگاہیں اس سرد مزاج شخص کے چہرے کا والہانہ طواف کر رہی تھیں۔

گڑیا!!! صاعقہ کی آواز پر وہ فوراً ہوش میں آتی پلٹی تھی۔

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

نج جی آپی! اس نے ڈش تھامے چار پائی کے پاس کھڑی صاعقہ کو دیکھا۔

یہ کتابیں ہٹاؤ اپنی۔ کیا پھیلاوا ڈال رکھا ہے۔ مجھے ڈش رکھنی ہے۔ اس کے جھنجھلا کر کہنے پر اس نے فوراً اینٹ پر سے چھلانگ مارتے سارے پیپر ز اور کتابیں سمیٹیں۔

کیا جھانک رہی تھی۔ سنجیدگی سے پوچھا۔

وہ۔۔ وہ۔۔ نیلیم انگلیاں مروڑنے لگی۔ صاعقہ نے اسے گھورا اور پھر دوسری چھت پر دیکھنے لگی جہاں اب کوئی نہ تھا۔

چلو آؤ چائے پیو اور پڑھائی کرو۔ کل ری ٹیسٹ ہے تمہارا اور تمہیں تانکا جھانکی سے فرصت نہیں۔ وہ ڈپٹنے کے انداز میں بولتی چار پائی پر آ بیٹھی۔ جی!! وہ بھی منمناتے ہوئے کتاب کھول چکی تھی۔

اس بار کوشش کیوں نہیں کی تم نے منہاج؟ حبیب نے لیپ ٹاپ پر چند آدمیوں کی تصاویر دیکھتے پوچھا۔ وہ پینٹ شرٹ میں ملبوس صاف اُردو بولتا کہیں سے سعودیہ کار ہائشی نہیں لگ رہا تھا۔ مجھے پتا تھا کہ اس بار سیکورٹی پہلے سے بھی سخت ہوگی۔ میں نے دو تین اور جامعات میں بھی کوشش کی۔ مگر اس بار تمام فورسز الرٹ ہو چکی ہیں۔ کوئی حملہ آور کوئی گارڈ اندر نہیں جاسکا اور سب سے حیران کن یہ کہ اس بار ڈیپارٹمنٹس میں ٹیسٹ کا انتظام کیا گیا۔ ناکہ باہر کیمپس میں۔ اب جامعہ کے اندر ایک ایک ڈیپارٹمنٹ میں ایک ایک حملہ

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

آور بھیجنا یہ ایک مشکل کام تھا۔ جب کہ ڈیپارٹمنٹس ہوتے بھی فاصلے پر ہیں۔ ایم آاز بھی لیپ ٹاپ پر ہی کچھ ٹائپ کر رہا تھا۔ پاس پڑی ڈائری کا ڈیٹا شاید اُتار رہا تھا۔ دونوں کے بیچ میز پڑی تھی۔ تم اتنی آسانی سے ہار کیسے مان سکتے ہو؟؟ حبیب نے لیپ ٹاپ کی اسکرین پر جمی نظریں ہٹا کر منہاج عزضاحاک کے دلکش چہرے کی جانب دیکھا۔

ہار اور میں؟؟؟ حبیب میں اس لفظ کے معنی سے انجان ہوں۔ یوڈونٹ وری اور اینٹیشن ڈے پر دو تین بندے جامعہ میں گھس جائیں گے۔ پانچ چھ اسٹوڈنٹس مارے جائیں گے۔ خوف پھر طلباء میں جڑ پکڑ لے گا۔ ان کو سکون کا سانس تو میں نہیں لینے دوں گا۔ منہاج نے سرد لہجے میں کہا۔

مجھے حیرت ہے کہ وہ لڑکا پورا پلازہ چیک کر کے جا چکا ہے۔ کوئی کیمرہ کوئی وائس ریکارڈر کچھ بھی تو نہیں ملا۔ پھر کیسے کسی کو تمہاری پلاننگ کے بارے میں پتا چل سکتا ہے؟؟ اس سے پہلے کہ ایم آاز حبیب کے جواب میں کچھ کہتا کہ اسٹڈی کے دروازے پر ناک ہوا۔

کم ان، غصیلے تاثرات سے اجازت دی۔

سر ہم! ایگل جلدی سے اندر آتا بولا۔

شٹ اپ تم بلا اجازت اسٹڈی تک آئے کیسے؟؟ منہاج غصے سے دریافت کرنے لگا۔

سر ہم تو پہلے بھی۔ ایم آاز نے کاٹ دار لہجے میں اسکی بات کاٹی۔

پہلے کی بات اور تھی۔ اب کی بات اور ہے۔ پہلے تم ڈیک کی شہ پر دندنا تے پھرتے تھے۔ مگر اب ایسا نہیں ہوگا۔ اگر گارڈز اجازت نہ دیں تو تم اندر نہیں آؤ گے۔ ناؤ لیو، منہاج پہلے اسکے چہرے کی جانب دیکھ کر سختی

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

سے بولا۔ پھر جانے کا کہہ کر دوبارہ اپنے لیپ ٹاپ پر مصروف ہو گیا۔ اس تمام دورانیے میں حبیب خاموشی سے اپنا کام جاری رکھے تھا۔ ایگل کچھ خفیف سا ہوتا جانے لگا۔ جب ایم آنے سے پکارا۔

تمام ڈیلنگز، پیمنٹس اور دوسرا حساب ہرب کو بتایا کرو۔ آج سے تم اُسکے انڈر کام کرو گے۔ دوبارہ مجھے اپنی شکل مت دکھانا۔ اسکا لہجہ وارن کرتا ہوا تھا۔ پھر انگلی سے نکل جانے کو کہا۔ ایگل شکستہ اور افسردہ قدموں سے ایم آؤپلازہ سے نکل گیا۔

Socialmedia

گڑیا تمہاری فرینڈز آگئی ہیں۔ جلدی نیچے آؤ۔ صاعقہ نے سیڑھیاں اترتے کہا۔ وہ ابھی اسکی تیاری مکمل کر کے روم سے نکلی تھی۔ مگر نیلیم اب تک اندر تھی۔

آئی آپنی! اس نے لاسٹ پنک گلوں پر لگاتے، کانوں میں مونگ کی دال جتنے ٹاپس پہنے اور سفید چمکیلے موتیوں کی اسٹائلش واچ اٹھاتے دوپٹا کندھے پر ڈالا اور سیڑھیاں اترنے لگی۔ اس دورانیے میں وہ واچ پہن کر دوپٹہ شانوں پر پھیلا چکی تھی۔ سی گرین اینڈ بلیک کنٹر اسٹ شرٹ اور شیفون کے دوپٹے کے ساتھ بلیک چوڑی دار پاجامہ پہنے وہ غضب ڈھا رہی تھی۔

اے نیلیم! آگئے آگئے۔ وہ تقریباً بھاگتی ہوئی آئی اور راہداری میں پڑے جوتوں کے ریک سے ایک ڈباز نکال کر اس میں سے سینڈل نکالنے لگی۔

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

غضب خدا کا اے توں مل پڑھنے جا رہی ہے کہ شادی پر؟ دادا اسکے پیچھے کھڑی چلائیں۔

آج اور اینٹیشن ہے دادو۔ نیلیم نے جھک کر سینڈل چڑھائی۔

ادھر آ۔ دادو نے اسے اپنے پاس بلایا۔ وہ منہ بناتی سینڈل پہن کر ان کے پاس آکھڑی ہوئی۔

اللہ نظر بد سے بچائے۔ دادو نے اسکے چہرے پر اوپر سے نیچے پھونک مارتے دوپٹے اسکے سر پر لگا دیا۔

نہیں لگتی ہمیں نظر۔ وہ جلدی سے کہتی دوپٹے جھٹکتی باہر نکل گئی۔ جہاں ایک ٹیکسی میں اسکی تین سہیلیاں پہلے سے ہی تیار اسکے انتظار میں سڑ رہی تھیں اور حُسن کی اس دیوی کو جلوے بکھیرتے دیکھ کر سب کو اپنی گھنٹوں کی محنت ضائع ہوتی محسوس ہوئی۔

وقت پر پہنچنے پر انہیں آڈیٹوریم میں سینڈرو میں سیٹس مل چکی تھیں۔ اے سی کی ٹھنڈک میں ہلکے میوزک کے ساتھ ان کا استقبال کیا گیا۔ پھر وی سی آیا۔ اُس نے نشست سنبھالی اور چیف گیسٹ کے بعد ایچ ای سی کیو اے اے کمیٹی کی ٹیم اندر داخل ہوئی۔ پانچ چھ افراد تھے۔ تین چارینگ اور دو کچھ درمیانی عمر کے تھے۔ پینٹ کوٹ میں ملبوس قیمتی جوتے، برانڈڈ پرفیومز کی خوشبو۔ ڈیسنٹ لُگس میں وہ سب کمال کے لگ رہے تھے۔ ان سب نے پہلی رو کی نشستیں سنبھالی تھیں۔ ان کی طرف بیٹھنے والا بھورے کندھوں تک آتے بالوں کو پیچھے سیٹ کیے ہوئے تھا۔ ان کی کٹنگ اتنی خوبصورت تھی کہ وہ سب اس میں بہت بچ رہے تھے۔ اسی رنگ کی مونچھیں بھی کافی گھنی تھیں۔ نیلیم کو اسکی مونچھیں ذرا نہ بھائیں۔

کتنا ڈیشنگ بندہ ہے۔ اینڈ ہز موسٹ اشرز (مونچھیں)۔ اوہ مائی گاڈ! کتنی سوٹ کر رہی ہیں اس پر۔ مہک نے فدا ہونے والے انداز میں کہا۔

نیلیم کا حرکت از دیاء تبسم

بس بس گاؤں کے وڈیرے ٹائپ لوگوں کی طرح۔ مہک او مہک! نیلیم نے فرضی مونچھوں کو مروڑتے نقل اُتارتے اسکا نام لیا۔ اسکی اس ادھر پورا گروپ ہنس پڑا۔ انکی ہنسی آس پاس کے اسٹوڈنٹس نے بھی سنی تھی۔ کتنی ہی بے اختیار نظریں حُسن کے اس بے نیاز پیکر پر جم کر رہ گئیں تھیں۔ مگر وہ بھرپور اعتماد سے بیٹھی مسکرائے جارہی تھی۔

تقریب جاری تھی اور ہر کوئی اس کو انجوائے کرتا اپنے مستقبل کے حوالے سے بے پناہ خواب دیکھ رہا تھا۔ اسٹوڈنٹس دیکھ لیا آپ نے کہ کس طرح ہماری یونیورسٹی نے اپنا اسٹینڈرڈ انکریز کیا اور پاکستان کی ٹاپ ٹین یونیورسٹیز میں اپنی جگہ بنائی۔ ایک بار اس ملک کے ادب و احترام میں کھڑے ہو جائیے۔ آج ہم موت سے بچ کر اس آڈیٹوریم میں جمع ہیں تو صرف اس ملک کے محافظوں کی وجہ سے۔ اپنے ملک پر فخر کریں اور اسکی سلامتی کیلئے دعا گورہیں۔

ایک بار پھر آپ سب سے ریکویسٹ ہے کہ نیشنل اینتھم (قومی ترانے) کے احترام میں اپنی اپنی نشستیں چھوڑ کر کھڑے ہو جائیں۔ تمام اسٹوڈنٹس، وی سی، چیف گیسٹ، ٹیم ممبر سب کھڑے ہو چکے تھے۔ ترانہ شروع "ہو چکا تھا۔ اگر پورے آڈیٹوریم میں کوئی بیٹھا تھا تو وہ تھی "نیلیم ابرار

نہیں سنائی دے رہا؟ "مہک دے دے دے غصے سے غرائی۔ National Anthem نیلیم تمہیں"

مگر وہ ٹانگ پر ٹانگ جمائے چیونگم کے غبارے پھوڑتی بے نیازی سے اسمارٹ فون کی ٹچ اسکرین پر انگلیاں چلا رہی تھی۔

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

سُنائی دے رہا ہے۔ کمالِ بے نیازی سے جواب آیا تھا۔ تو قومی ترانے کے ادب میں کھڑے ہونا تم پر فرض نہیں ہے؟ چبھتا ہوا سوالیہ انداز تھا۔

بالکل بھی نہیں۔ یہ ادب و احترام تم کو مبارک۔ "لا پر واہی سے جواب دیتے ایک اور غبارہ پھوڑا گیا۔"

ایچ ای سی کیواے اے کمیٹی کا وہ بھورے بالوں والا ممبر اسے ہی گھور رہا تھا۔ اسکے تاثرات ایسے تھے، جیسے ابھی نیلیم کو اٹھا کر آڈیٹوریم سے باہر پھینک دے گا۔ چونکہ وہ اگلی نشستوں میں سے ایک پر کھڑا تھا۔ تبھی اس نے مڑ کر دیکھا تھا۔ اسکی گھورتی آنکھیں نیلیم کے دلکش چہرے پر جمی تھیں۔ سر دنگاہ میں ناگواری کے تاثرات صاف نمایاں تھے۔ یہ آنکھیں وہ کیسے بھول سکتی تھی۔ سیاہ ماسک میں سے جھانکتی دو آنکھیں اس کے سامنے جھٹ سے آئیں اور غائب ہوئی تھیں۔

گھبرائیے مت!! ہم آپکے محافظ ہیں۔ "گھمبیر بھاری لہجہ اسکی سماعت سے ٹکرایا۔"

خون، گولیوں کی آوازیں بے سُدھ پڑا ایک وجود اور دھڑام کی آواز پیدا کرتی سیکنڈ فلور سے نیچے گری لاش۔ اسکے ماتھے پر پسینے کے قطرے ابھر چکے تھے۔ لب کپکپانے لگے تھے۔ اسکا سیل ہاتھ سے چھوٹ کر گر چکا تھا۔ کان سائیں سائیں کرنے لگے۔ آنکھوں میں بس وہی دو آنکھوں کا عکس ابھر رہا تھا۔ وہ ممبر کب کا سیدھا ہو چکا تھا۔ ترانہ ختم ہو چکا تھا۔ سب دوبارہ اپنی نشستیں سنبھال چکے تھے۔

نیلیم تمہیں کیا ہوا ہے؟ لٹھے کی مانند سفید پڑتے اسکے چہرے کو دیکھ کر مہک نے پوچھا۔

کک کچھ نہیں۔ نیلیم نے پسینہ صاف کرتے کہا۔ ساتھ ہی نظریں اسٹیج پر ڈکادیں۔ جہاں انہیں آئندہ شیڈول سے آگاہ کیا جا رہا تھا۔

نیلیم کا حرکت از دیاء تبسم

تمام اسٹوڈنٹس سے درخواست ہے بیک ڈوراوپن مت کریں فرنٹ ڈور سے باہر جائیں۔ مائیک میں گائڈ بار بار یہی الفاظ کہہ کر رہا تھا۔ آڈیٹوریم اچھا خاصا بڑا تھا۔ ایسے میں چھ دروازے پورشن وائز لگائے گئے تھے۔ مگر جانے کیوں صرف فرنٹ ڈور کا استعمال کیا جا رہا تھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے اسٹوڈنٹس کم ہونے لگے۔ نیلیم اٹھو۔۔ یہیں بیٹھے رہنے کا ارادہ ہے کیا؟ مہک نے اسکا کندھا جھنجھوڑا۔

ہوں چلو۔ نیلیم کی نظریں اب بھی اُسی شخص پر تھیں۔ مگر وہ ہاتھ میں تھامے سیل فون پر تیزی سے انگلیاں چلا رہا تھا۔ پھر رُک جاتا اور ہونٹوں پر دو انگلیاں رکھ کر سوچنے لگتا۔ پھر ٹائپنگ اسٹارٹ کر دیتا۔ نیلیم اس سے نظریں بچاتی اسٹوڈنٹس کی باہر جانے والی قطار میں گھس گئی۔ ابھی باہر نکلی ہی تھی کہ۔۔ آؤچ "اسکے پیچھے موجود لڑکے نے جان بوجھ کر کہنی ماری تھی"

اوہ سوری! اب شرمندگی ظاہر کر رہا تھا۔

آریو بلاسٹڈ؟ نیلیم چیخی۔

میں نے سوری کہا تو ہے۔ لڑکے کو چھیڑنا بھاری پڑنے لگا۔ آڈیٹوریم سے نکلنے والے چند اسٹوڈنٹس بھی ان کی جانب متوجہ ہو گئے۔

پہلے جان بوجھ کر تھرڈ کلاس حرکتیں کرتے ہو۔ پھر اسی سڑی شکل سے سوری کرنے لگتے ہو۔ اڈیٹ! وہ اپنی سنا کر ہونہہ کرتی شانے سے پھسلتے دوپٹے کو لٹکاتی آگے بڑھ گئی۔ جبکہ وہ خوش شکل سا لڑکا شرمندہ شرمندہ۔۔ کھڑا ہی رہ گیا

نیلیم ہر کسی سے پنگے مت لینے بیٹھ جایا کرو۔ عاشی نے ناگواری سے کہا۔

نیلیم کا حرکت از دیاء تبسم

ہمیں لیکچر دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ تپ کر بولی تھی۔ وحشت ہو رہی تھی اسے اپنے آس پاس موجود لوگوں سے۔ صرف لڑکے ہی نہیں لڑکیاں بھی اسے ایسے دیکھ رہی تھیں جیسے میوزیم میں رکھا کوئی حسین سنگی مجسمہ ہو۔ اسے غصہ آنے لگا خواہ مخواہ تیار ہو گئی۔

یار کلاسز تو رمضان کے بعد شروع ہوں گی۔ تین دن بعد پہلا روزہ ہے۔ کیوں نا اس سے پہلے کوئی گھومنے کا پروگرام بنالیں۔ کوئی ہو رٹائپ جگہ۔ بینا نے جلدی سے کہا۔ مبادا کوئی تلخ کلامی نہ ہو جائے۔

یار موہٹا پیلس جاتے ہیں۔ ایسا زبردست میوزیم ہے اور اسکے بارے میں کافی کچھ سُن بھی چکے ہیں۔ "مہک" نے چہک کر کہا۔ ویسے بھی اسے تاریخ سے بہت لگاؤ تھا۔ باتوں باتوں میں وہ لوگ کوریڈور سے نکل چکے تھے۔ آگے ڈیپارٹمنٹس تھے۔

وہی موہٹا پیلس جسکے بارے میں انگلش کے سر نے بتایا تھا۔ لیکن یار وہ تو ہسٹوریکل جگہ ہے۔ 1927 میں "تعمیر کیا گیا۔ پھر برصغیر کی تقسیم کے بعد پاکستان کا حصہ بنا۔ پہلے راجھستانوں کا اڈا تھا۔ پھر میوزیم میں بدل دیا اور بھی جانے کیا کیا تاریخی واقعات جڑے ہیں اس جگہ سے۔" نیلیم اکتائے ہوئے لہجے میں بولی۔

کم آن ہسٹری پڑھنے میں اتنا مزہ آتا ہے۔ مہک بحث کرنے کے انداز میں بولی۔

ہا ہا مزہ؟ ٹوچ بورنگ سبجیکٹ۔ یہ لیڈر 1887 میں پیدا ہوا۔ 1920 میں مر گیا۔ 1900 میں امریکہ پڑھنے گیا۔ 1910 میں یہ ایوارڈ لیا۔ ہسٹری پڑھنے میں نہیں ڈیر۔ ہسٹری کا پارٹ ہونے میں مزہ آتا ہے۔ نیلیم نے جیسے میدان مار لیا تھا۔

یار بحث بند کرو سب اور کل کاریمائنڈر سیٹ کر لو۔ دو بجے تک نکلیں گے۔ چھ بجے تک رش رہتا ہے میوزیم میں۔ عاشی نے کہا۔

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

ہمارا سیل فون؟؟؟ نیلیم جیسے ابھی کو ماسے اُٹھی تھی۔

اوہ نو یار اوڈی میں ہی رہ گیا۔ یاد آنے پر وہ روہانسے لہجے میں بولی۔

پلیز نیلیم میں اب اتنا چل کر واپس نہیں جانے والی۔ مہک نے ہاتھ کھڑے کیے۔ میں بھی، سوری یار۔ دفع ہو سب۔ سب کے معذرت کرنے پر وہ پیر پختی واپسی کو قدم اٹھانے لگی۔

ہم اپنا ڈیپارٹمنٹ وزٹ کرنے جارہے ہیں۔ عاشی نے پیچھے سے ہانک لگائی۔

جہنم میں جاؤ۔ "وہ چلاتی ہوئی غصے سے تیز تیز قدم اٹھاتی اوڈی کی طرف جانے لگی۔ کوریڈور کا سناٹا بتا رہا تھا" کہ تمام اسٹوڈنٹس جا چکے ہیں۔

تم بہت خشک مزاج اور حد درجے کے بد ذوق ہو منہاج۔ حبیب سگار پیتے ہوئے لکڑی کی کرسی پر ٹیک لگائے بیٹھا بولا۔

رائفل کا میگنیزین چیک کر کے لگاتے ایم آنے سوالیہ نگاہوں سے اسے دیکھا۔ وہ اور حبیب جنگل کی طرف شکار کو نکلے تھے۔ حبیب کو اتنا شوق نہ تھا۔ میورک بھی اسلحے کے کام میں مصروف نہیں آیا تھا۔ تمام گارڈز گول دائرے نما انداز میں الرٹ کھڑے تھے۔ عجیب و غریب جانوروں کی آوازیں سفیدے اور چیر کے - درختوں کے جھنڈ میں اور بلند ہو رہی تھیں۔ ہلکی ہلکی دھوپ نکلی عجیب خوابناک سا منظر پیش کر رہی تھی

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

یار کوئی عربی ڈانس ہوتا ہے۔ کوئی بیلے ڈانس ہوتا ہے۔ ہا ہا ہا تمہیں پتا ہے۔ عرب عورتیں اتنا زبردست بیلے ڈانس کرتی ہیں کہ بندہ مدہوش ہو جاتا ہے۔ ایم ریٹلی مس دیٹ۔ وہ شوخی سے کہتا کش پر کش چڑھائے جا رہا تھا۔

یہاں بھی بہت سی ایسی خرافات ملیں گی تمہیں۔ لیکن میرا مخلص مشورہ ہے ان سب سے دور رہو۔ ایم آز رائفل ٹارگٹ پر سیٹ کرتا بولا۔ سامنے ہی ہی بیٹھا تھا۔ ایک خوبصورت شیر جو حبیب نے پال رکھا تھا۔ اب اسے منہاج کو گفٹ کر دیا تھا۔ ہر روز وہ ایم آز کے سامنے ہی ہی کرتا رہتا اور بتاتا کہ یہ اسے کتنا عزیز ہے۔

ہی میں میرا جان بستا ہے۔ "اسکے کانوں میں حبیب کی آواز پڑی۔ ٹریگر پر اسکا دباؤ بڑھنے لگا تھا۔ ہی ٹارگٹ"۔

پر تھا۔ حبیب کش لیتا مزید صنف نازک کے بارے میں رائے دے رہا تھا

!ٹھاہ

ایم آز کی رائفل سے نکلی بلٹ کی آواز کافی زوردار تھی۔ شاخوں پر بیٹھے اونگھتے پرندے فوراً آسمان کی جانب اوڑان بھرنے لگے۔ آس پاس کھڑے گارڈز نے بھی شکار کو افسوس سے دیکھا تھا۔ شکاری تو تھا ہی بے رحم، ظالم اور مغرور۔

حبیب جیسے سکتے کے عالم میں بیٹھا تھا۔ ایم آز نے رائفل نیچے کی اور عنابی ہونٹوں کو سیٹی کے انداز میں سکیرٹے تڑپتے ہوئے ہی (شیر) کے پاس جا بیٹھا۔ اگر وہ حبیب کا پالتو نہ ہوتا تو ایم آز کے نشانے پر ہی چوکنہا ہو جاتا۔ مگر افسوس آج ایک جانور کو بھی اعتماد کی خوشگمانی لے ڈوبی تھی۔ منہاج ہی کے پاس بیٹھ گیا اور پھر گارڈ کو اشارہ کیا اس نے ریوالور اچھالا۔ ایم آز نے اسے کیچ کرتے ہی ہی کاسینہ گولیوں سے چھلنی کر دیا۔ پورا میگزین خالی

ہو چکا تھا۔ حبیب ایم آز کی پشت کو گھور رہا تھا۔ مگر وہ دھندلی ہوتی جا رہی تھی۔ گرم سیال اسکی آنکھوں سے بہتا - چلا جا رہا تھا

ایم آز نے اسکی اکھڑی کھال کو تیز دھار چھری سے چھیل دیا۔ پھر گوشت پر مگے رسید کرتا رہا۔ چند قطرے اسکی سفید تنی گردن پر بھی گرے تھے۔ ہاتھ گھسا کر شرر کی آواز سے اس نے اندازاً ہی کا دل نکال لیا۔ وہاں کھڑے تمام گارڈز کو اس منظر سے کراہیت آئی تھی۔ ان کی نظریں زمین پر جم گئیں تھیں۔ درندہ صفت - شخص اطمینان سے اپنے کام میں مصروف تھا

یہ یہ تم نے کیا کیا ایم آز؟؟؟ حبیب صدمے سے چور لہجے میں بولا۔

ہی "(شیر) کا دل ابھی تک اس کے ہاتھ میں پھڑپھڑا رہا تھا۔ دھڑک رہا تھا۔ لال رنگ کا مادہ اسکا پورا ہاتھ " رنگ چکا تھا۔ یہی نہیں بلکہ خون کی ندیاں اسکی کلائی سے ہوتی کہنی تک جا رہی تھیں۔ مگر وہ گوشت کے اس ٹکڑے کو دبوچے ہوئے تھا۔ بڑی بے رحم گرفت تھی اسکی۔

یہ میرا فیورٹ لائن (شیر) تھا، میرا چہیتا۔ منہاج کتنے دل سے میں نے تمہیں یہ گفٹ کیا تھا اور تم نے کیا کیا " میرے ہی کو مار دیا۔ کیا ملا تمہیں ہی کو مار کر؟؟؟ " حبیب کی آنکھیں نم تھیں۔ لہجے میں تڑپ تھی۔ ایم آز ہنسنے لگا۔ پھر یہ ہنسی قہقہوں میں بدل گئی۔ پھر قہقہوں کی آواز بلند ہوتی چلی گئیں۔ وہاں موجود ہر شخص کو ان کھوکھلے قہقہوں سے وحشت محسوس ہوئی تھی۔ سفیدے کے درختوں سے ٹکراتے یہ قہقہے عجیب دہشت قائم کر رہے تھے۔

ہاہا فیورٹ؟ چہیتا؟ تمہیں پتا ہے وہ میری فیورٹ تھی، میری چہیتی۔ اس ملک کے جانوروں نے مار دیا اُسے۔
تب میں بھی رویا تھا۔ بالکل اسی طرح بلکہ تم سے بھی زیادہ۔ مگر کسی کو فرق نہیں پڑا میرے آنسوؤں سے۔
جیسے آج مجھے نہیں پڑ رہا تمہارے آنسوؤں سے۔ وہ عجیب سی دیوانگی آنکھوں میں سموئے کہہ رہا تھا

جب میری فیورٹ چیز میرے پاس نہیں ہے۔ تو کسی کے پاس اُسکی فیورٹ چیز نہیں ہونی چاہیے۔ "وہ فیصلہ"
کن انداز میں سخت بر فیلے اور بے لچک لہجے میں کہتا اُٹھ گیا۔ اب وہ اس کُرسی پر آ بیٹھا جہاں پہلے حبیب بیٹھا تھا۔
ایک گارڈ پانی کی بوتل لائے اسکے ہاتھ دھلوا رہا تھا تو ایک تولیہ پاس لیے کھڑا تھا

۔ "ہی" حبیب گھٹنوں کے بل بیٹھا روتے ہوئے بے سُدھ اُدھڑی کھال اور بغیر دل کے شیر کو دیکھ رہا تھا

ہی "وہ رو رہا تھا۔ اسکے چہرے کے پاس موجود بالوں کو چھوتے وہ گریہ وزاری میں مصروف تھا۔ کتنے شوق"
سے وہ اسکے بال کنگھی کرتا تھا۔ ایم آرز چھوٹے سے سفید تولیے سے ہاتھ پونچھتا مطمئن سا بیٹھا جیسے کسی فلم کا
۔ پسندیدہ سین ملاحظہ کر رہا ہو

کہتے ہیں کہ وقت مٹی ڈال دیتا ہے یادوں پر، ماضی پر۔

غلط کہتے ہیں۔ کئی بار صدیاں بھی بیت جاتی ہیں مگر ہم وہیں کہیں کھڑے رہتے ہیں۔ زخم تازہ ہی رہتے ہیں۔
خون رسنا بند نہیں ہوتا۔ جانے کیوں صدیاں گزرنے پر بھی وہ خون جمنا نہیں ہے۔ بہتا چلا جاتا ہے۔

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

اوڈی کا گلاس ڈور اوپن کرتے اسے گھبراہٹ نے آگھیرا۔ یونیورسٹی میں ابھی قدم بھی نہیں رکھا تھا کہ اُلٹی حرکتیں شروع کر دیں۔ اب اگر اندر کوئی نہ ہو یا اوڈی بند ہو یا کسی نے اسے چپکے سے اندر جاتے دیکھ لیا تو؟؟؟
نجانے کون کون سے سوال سر اٹھا رہے تھے۔ جن کو اسنے لپیٹ کر سائڈ پر رکھا اور اندر چلی گئی۔ چند سیڑھیاں چڑھتے ہی اسکی ازلی خود اعتمادی لوٹ آئی۔ اندر کوئی نہ تھا۔ وہ جلدی سے موبائل لے کر چھو منتر ہونے کا۔ سوچتی اُس طرف چلی آئی۔ جہاں وہ اور مہک بیٹھی تھیں

یہاں نہیں ہے تو کہاں گیا؟؟ وہ بڑبڑاتی ہوئی کمر پر ہاتھ رکھے سیدھی کھڑی ہو گئی۔ اوڈی کے آخر میں ایک۔ لکڑی کا باکس لگا تھا

کسی نے وہاں نہ رکھ دیا ہو۔ اس سوچ کے تحت وہ سیڑھیاں چڑھتی اوپر جانے لگی۔ اسکی دائیں اور بائیں طرف قطار در قطار کرسیاں ہی کرسیاں لگی تھیں۔ سکن کلر کے فوم والی۔ باکس تک پہنچ کر اس نے تلاش کیا مگر وہاں۔ بھی نہیں تھا

یا اللہ کہاں چلا گیا؟؟ وہ رونے کے قریب ہو گئی۔ پہلے ایک سیل فون گماچکی تھی۔ اتنی مشکل سے نیا خریدا، اب۔ یہ بھی

کہیں آپ یہ تو نہیں ڈھونڈ رہیں؟ کافی بلند آواز تھی۔ نیلیم کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ سی پیدا ہو کر معدوم ہو گئی۔ پلٹ کر دیکھا۔ اسکی دائیں طرف والی کرسیوں کی قطاروں میں وہ کونے والی کرسی پر درمیان کی قطار میں بیٹھا تھا۔ اس نے ہاتھ اوپر کرتے کہا۔ کرسی کی پشت پر کھڑے ہونے کے باعث اسے بس اُسکا ہاتھ ہوا میں لہراتا نظر آیا تھا۔ جسمیں اسکا موبائل جھوم رہا تھا۔ وہ بھاگتی ہوئی سیڑھیاں طے کرتی اوڈی کے وسط میں آکھڑی

ہوئی۔ اُسی قطار کے سامنے جسکی آخری کرسی پر وہ براجمان تھا۔ وہی کمیٹی کا ممبر۔ اس نے سر کو ہلکا سا خم دیتے۔ نیلیم کو دیکھا

یہ ہمارا ہے۔ وہ اسکے ہاتھ میں موجود اسمارٹ فون کی جانب اشارہ کرتے ہوئے بولی۔ اس نے ٹانگ پر رکھی ٹانگ نیچے اُتاری پھر کوٹ کو جھٹکتے کھڑا ہوا۔ اسکے پاس پہنچتے ہی غصیلی نظروں سے گھورا۔ نیلیم نے اسکے ہاتھ سے موبائل لینے کو ابھی ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ اس نے اپنا ہاتھ پیچھے کھینچ لیا۔ اس نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔ پھر موبائل جھپٹنا چاہا تو اس نے ہاتھ اوپر کر لیا۔ نظریں مسلسل اسکے گھبرائے اور جھنجھلائے چہرے پر جمی تھیں

نیلیم نے اُچک کر موبائل لینا چاہا، مگر ناکام رہی۔ وہ بمشکل اسکے کندھے تک پہنچ رہی تھی۔ پورا اوڈی سائیں سائیں کر رہا تھا اور انٹری ٹیسٹ کے مناظر ابھی دماغ میں تازہ تھے۔ ساتھ ہی اسکا بے رحم رویہ بھی یاد آچکا تھا۔ مردہ وجود، خون۔۔ رکھیں اپنے پاس۔ وہ غصے سے کانپتی آواز میں بولی اور ساتھ ہی بقیہ سیڑھیاں اتر کر اوڈی سے باہر جانے کے ارادے سے تقریباً بھاگ رہی تھی۔ جب وہ بھی اسکے پیچھے اس سے بھی تیز رفتار میں سیڑھیاں اترنے لگا۔ اوڈی کے دروازے پر ہی اسے جالیا۔ نیلیم کے چہرے پر خوف کے سائے لہرائے تھے۔ جب کہ مقابل کا چہرہ حد درجہ سنجیدہ تھا۔ وہ آگے بڑھے لگا۔ نیلیم نے اُلٹے قدم اٹھانے شروع کر دیے۔ ایسا لگا ابھی بھی وہ اسٹاف کالونی کے سیکنڈ فلور پر کھڑی ہے۔ وہی منظر تھا۔ وہ پیچھے ہٹ رہی تھی۔ وہ آگے بڑھ رہا تھا۔ یہاں تک کہ پہلی قطار میں لگی کرسیوں سے اسکی ٹانگیں ٹکرائیں۔ وہ پورے قد سے سیٹ پر بیٹھنے کے انداز میں گری تھی۔ شہد رنگ زلفوں نے اگلے کندھے پر ڈیرا ڈال لیا تھا۔ ساتھ ہی کچھ شریر لٹوں نے عارضوں پر ریشم کا پردہ ڈالا تھا

وہ آگے بڑھا اور کرسی کی سطح پر شوز رکھے اور ایک ہاتھ ہینڈل پر ٹکا کر میجر عاص نے اسکے جانے کی تمام راہیں مسدود کر دیں۔

جب قومی ترانہ پڑھا جائے تو کیا کیا جاتا ہے؟ "بھاری آواز، سنجیدہ انداز نیلیم کی جان ہوا ہونے لگی۔ انٹری "ٹیسٹ کے تمام مناظر فلم کی طرح اسکی آنکھوں کے سامنے لہرائے تھے۔ نازک جسم کارواں رواں سنسنائو اٹھا۔

ادب سے کھڑے ہونا چاہیے نا؟ "سخت لہجے میں سوال کرتا وہ اسکا خون خشک کر چکا تھا۔"

نچ جی! اسکے گلے میں پھانس سی اٹک گئی۔ اسے لگا کہ خوف کے مارے اسے اگلی سانس نہیں آئے گی۔

- گڈ، ناؤ اسٹینڈ اپ۔ اُنکی سے اشارہ کرتے وہ پیچھے ہو کر کھڑا ہو گیا

اسٹینڈ اپ، اسے ٹس سے مس نہ ہوتے دیکھ کر وہ دھاڑا۔ نیلیم بجلی کی سرعت سے کھڑی ہوئی تھی۔

وہاں جا کر کھڑی ہو جائیں اور بلند آواز میں ترانہ پڑھیں۔ بلند آواز مطلب پورے آڈیٹوریم میں آپکی آواز کی "گو نچ ہونی چاہیے، ناؤ گو۔" اسکے ٹھکم پر وہ حیران کن نظروں سے میجر عاص کو دیکھنے لگی۔ گو! وہ ایک بار پھر

دھاڑا۔ نیلیم دوڑنے کے انداز میں اسٹیج تک پہنچی تھی۔ اب اسکی بلند کپکپاتی آواز میجر عاص کے کانوں سے ٹکرا

رہی تھی۔ وہ ایک دم سیدھا کھڑا تھا۔ ایک ہاتھ ماتھے تک لے جائے ہوئے اسکے ہر انداز سے وطن کیلئے

- عقیدت اور محبت کا احساس اُبھر رہا تھا۔ ترانے کے اختتام پر اس نے ایڑی بجا کر ماتھے پر ٹکایا ہاتھ نیچے گرا لیا

نیلیم فوراً نیچے اُتری تھی۔ عاص عالم نے ایک نظر اسکے سُرخ ہوتے چہرے کو دیکھا اور کوٹ کی اندرونی پاکٹ

- سے سیل فون نکال کر اسکی جانب بڑھایا۔ وہ تھامنے لگی تھی جب وہ بولا

اپنے ملک کا احترام کرنا سیکھیں۔ اگر آج آپ اس کھلی فضا میں بغیر رکاوٹ کے سانس لے رہی ہیں نا تو یہ "

صرف اس ملک کی مضبوط سرحدوں کی وجہ سے۔ آپ مقروض ہیں اس دھرتی کی۔ یہ نخرہ اور غرور بہر حال

"اس معاملے میں آپ پر جتنا نہیں ہے۔"

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

اسکے الفاظ زیادہ پتھر یلے تھے کہ لہجہ؟ نیلیم جانچ نہ سکی۔ سیل اسکے ہاتھ میں اب کپکپا رہا تھا۔ اس پر ایک تیز نظر ڈالتا وہ پینٹ کی ایک جیب میں ہاتھ ڈالتا اوڈی سے باہر نکل گیا۔ نیلیم نے گہرے گہرے سانس لیے اور اسکے پیچھے ہی نکل آئی۔ ڈیپارٹمنٹ آڈیٹوریم کے پچھلے حصے سے قریب پڑتا تھا۔ پچھلے حصے میں گراؤنڈ اور چند درختوں کے بعد ڈیپارٹمنٹس تھے۔ وہ ابھی اوڈی کے بالکل پچھلے حصے کی جانب پہنچی ہی تھی۔ جب اس نے میجر عاص کو جاتے دیکھا۔ وہ دیوار کی اوٹ میں ہو گئی۔ میجر عاص جا رہا تھا اور ایک عام سے لباس میں ملبوس آدمی آرہا تھا۔ جیسے کوئی مالی یا چپڑا سی ہو۔ دونوں بالکل پاس سے گزر رہے تھے۔ جب فائر کی آواز آئی۔۔۔ نیلیم کی چیخ حلق میں ہی دب گئی۔ ڈرڈر کر اس نے دیوار سے سر آگے نکالے جھانکا۔ گولی آدمی کے سینے پر لگی تھی۔ میجر عاص ریوالور واپس پاکٹ میں ڈال رہا تھا۔ پھر گاگلز چڑھائے اور ایسے چلتا بنا جیسے ابھی کچھ ہوا ہی نہیں۔ پیچھے نیلیم ایک بار پھر چکر اکر گری تھی۔ میجر عاص عالم نے پلٹ کر دیکھا۔ وہ اس سے کافی فاصلے پر تھی۔

آل ڈیڈ (سب مر گئے) "اطلاع دیتے ہی اس نے پاور بٹن پریس کیا اور اس بے ہوش وجود پر ایک نظر ڈالتا" تاسف سے سر جھٹکتا مڑ گیا۔ اسے بہت سے کام تھے۔ وہ جگہ جگہ رُک کر کمزور دلوں کی دلجوئی نہیں کر سکتا تھا۔

Writers

ڈیک تم نے کیا سوچا اور کتنی ہمت ہے؟ کب تک برداشت کرو گے؟ عاص عالم نے ریوالور پاکٹ سے نکال کر اسکی گردن میں اُبھرتی ہڈی پر رکھا۔ آج پھر وہ اسکے پاس آیا تھا

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

مم میں کلک کچھ نہیں بتا سکتا۔ ڈیک نے یہ جملہ تقریباً دو منٹ میں ادا کیا تھا۔ نقاہت سے وہ ڈھے سا گیا تھا۔ دو چار نوالوں سے اسکی غذا مکمل نہیں ہو سکتی تھی۔ ڈیک کے جواب نے اسکے جسم میں شرارے بھر دیے۔ وہ غصے سے بے قابو ہوتے اسکی جانب بڑھا تھا۔ ہاتھ آزاد تھے اسکے پیر بھی۔ وہ زمین پر بیٹھا تھا اور میجر عاص کرسی پر۔ اسکے جھٹکے سے اٹھنے پر کرسی گر چکی تھی۔ ڈیک کی شرٹ پر جو سخت گرفت ڈالی۔ وہ چرر کی آواز سے کالر سے ہی پھٹ گئی۔ مگر اس پر جنون سوار ہو چکا تھا۔ اس نے ٹانگوں کا ہاتھوں کا بھرپور استعمال کرتے ڈیک کو زخمی کر ڈالا تھا۔ خونم خون ہو چکا تھا وہ۔ بیسمنٹ کی دیواروں پر وہ اسکو کسی لچکدار گیند کی طرح اچھال رہا تھا۔ مضبوط بوٹ مار مار کر اسکا پورا منہ خون سے نہلا دیا

- اس نے اپنی وائٹ ڈریس شرٹ کے سلیوس فولڈ کیے اور پھر سے ڈیک کو کالر سے پکڑ کر کھڑا کیا

- حبیب کون ہے ڈیک؟ اس نے ڈیک کا منہ تھوڑی سے پکڑتے اپنے مقابل کیا

- مجھے جواب چاہئے۔ اسکو نفی میں سر ہلاتا دیکھ وہ دھاڑا تھا

امیلے ایوا وہ مم مار۔ ڈیک بڑبڑایا۔

- میں تمہاری بیوی اور بیٹی کو محفوظ مقام پر پہنچا دوں گا۔ تم تعاون تو کر کے دیکھو۔ عاص نے جال بچھایا

آہ آہ!! وہ کچھ بولنا چاہ رہا تھا۔ مگر نقاہت کے باعث لب ساتھ دینے سے انکاری ہو رہے تھے۔ عاص عالم نے

- پانی کا ڈبہ اسکے منہ پر دے مارا۔ پھر یہی ڈبہ اسکے ہاتھ میں تھما دیا۔ منزل واٹر پینے والا آج کھار اپانی پی رہا تھا

میں ایم آزی کی نس نس سے واقف ہوں۔ امیلے اور ایوا اسکے قبضے میں ہیں۔ جیسے ہی میں راز اُگلوں گا۔ وہ

- بے دردی سے میری بیوی بیٹی کو مار دے گا۔ بلکہ اُن کا خون تک پی جائے گا۔ ڈیک نے بمشکل بات مکمل کی

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

نہیں ہیں وہ اُسکے قبضے میں۔ عاص چیخ کر بولا۔ ڈیک بے بسی سے رونے لگا۔ جسکا مطلب تھا کہ وہ کچھ نہیں بتانا چاہتا۔

اوکے بہت نرمی سے ڈیل کیا میں نے تمہارے ساتھ۔ لیکن تم یہ نرمی ڈیزرو نہیں کرتے۔ عاص عالم نے لوہے کی راڈ اٹھالی۔ اب ڈیک کی چیخیں درود یوار ہلا رہی تھیں۔ وہ تڑپ رہا تھا، رورہا تھا۔ ہاتھ جوڑتا، گر گرہتا مگر۔ مقابل گویا پتھر تھا یار و بوٹ جس پر کوئی چیز اثر نہ کر رہی تھی۔

نہ التجائیں، نہ منتیں، نہ گر گرہٹ۔

پورے دو گھنٹے تمہارے سر پر بیٹھی رہی ہوں میں۔ میڈم بے ہوش ہو گئیں۔ بھی ایسا بھی کیا دیکھ لیا تم نے؟ چوزے کا دل لیے پھرتی ہو۔

وہ دونوں ٹیکسی میں بیٹھی گھر کو جا رہی تھیں۔ جب مہک بولی۔

عاشی اور بینا کہاں ہیں؟ نیلیم نے پڑ مردہ لہجے میں پوچھا

تمہیں ڈھونڈتے، خوار ہوتے رہے۔ بعد میں پتا چلا کہ ایک لڑکی فائر کی آواز سے بے ہوش ہو گئی تھی۔ اسے میڈیکل ڈیپارٹمنٹ لے کر گئے ہیں تو میڈم وہاں خون خون کرتی بیڈ پر سر پٹختی ملیں۔ خیر عاشی اور بینا کو تو میں نے گھر بھیج دیا۔ تمہیں ریسٹ کی ضرورت تھی۔ نرس نے جانے کونسی میڈیسن دی۔ دو گھنٹے بعد ہوش

آیا۔ میں نے صاعقہ آپنی کو کال کردی تھی کہ ہم کچھ لیٹ ہو جائیں گے۔ وجہ نہیں بتائی تھی۔ مہک تیز تیز بول رہی تھی۔

اچھا! وہ اسکی تقریر کے جواب میں فقط اتنا ہی کہہ سکی تھی۔ ٹیکسی سگنل پر کھڑی تھی۔ جب ایک بہت بزرگ فقیر آکر ٹیکسی ڈرائیور سے مانگنے لگا۔ اللہ کے واسطے دیتا، کبھی اپنی مجبوری بتاتا۔ وہ چند روپوں کی درخواست کر رہا تھا۔ ڈرائیور نے جانے کیا کہا۔ جب وہ پچھلی طرف آکر شیشہ بجانے لگا۔ نیلیم نے اپنا کلچ کھولا کہ گرین سگنل ملتے ہی ٹیکسی ڈرائیور نے اسپید لگائی۔

۔ روکو! روکو!! تمہیں سنائی نہیں دیتا۔ کوئی تیسری آواز پر ٹیکسی رکی تھی۔
۔ ہم نے اُس فقیر کو پیسے دینے تھے۔ واپس لو۔ وہ نقاہت کے باوجود چیخ رہی تھی
یار اب تو ہم کافی آگے آگئے ہیں۔ مہک نے بے بسی سے کہا۔

مہک وہ مانگ رہا تھا۔ اُس نے کھڑکی بجائی ایک بار نہیں، بار بار۔ پھر بھی یہ ڈرائیور میرے روکتے روکتے بھی ٹیکسی بھگالے گیا۔ نیلیم سخت غصے میں ڈرائیور کو گھورتے بولی۔

چلو کوئی بات نہیں غصہ نہ کرو۔ مہک نے نرمی سے کہا۔

غصہ کیسے ناکروں۔ مہک وہ فقیر ہمارے در پر آیا تھا۔ کیسی بے بسی تھی اسکے چہرے پر۔ کتنی فریادیں کر رہا تھا۔ التجا کر رہا تھا، گڑ گڑا گڑا کر۔ کھڑکی بجا رہا تھا۔ ہمارے پاس اتنا تو تھا نا کہ چند سکے اسکے کشکول میں ڈال دیتے۔ مگر نہیں ہم نے دھتکار دیا "نیلیم کا لہجہ گلو گیر تھا۔

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

کم آن نیلیم! پتا نہیں وہ مستحق تھا بھی کہ نہیں۔ کم کرد و اب اپنی یہ ہمدردیاں۔ ناؤ گرواپ۔ مہک اب کی بار ناگواری سے بولی۔

مستحق نامستحق میں نہیں جانتی مہک۔ مگر تم سوچو اگر کبھی ہم نے اللہ کا در کھٹکھٹایا اور بے شک اُسکے پاس "لا تعداد ہے نوازنے کو۔ مگر جس طرح ہم نے اس فقیر کو خالی جھولی لوٹا دیا۔ اسی طرح اگر اللہ تعالیٰ نے بھی کبھی ہوتے ہوئے بھی ہمیں نادیا۔ خالی دامن تشنالب چھوڑ دیا۔ تو ہم کیا کریں گے؟؟؟" نجانے کیوں وہ بے حد جذباتی ہو گئی تھی۔

- اللہ نہ کرے۔ مہک نے بے اختیار کہا تھا

کیا ہوا گڑیا؟ صاعقہ کے دروازہ کھولتے ہی وہ تن فن کرتی اندر گھس گئی۔ صاعقہ نے ایک معذرت خواہانہ نظر - مہک پر ڈالی۔ جو ٹیکسی کی کھڑکی سے انہیں ہی دیکھ رہی تھی پھر اندر چلی گئی

گڑیا ہوا کیا ہے؟ وہ بھی تیز تیز سیڑھیاں چڑھتی اوپر روم میں آگئی۔ جہاں وہ کلچ پٹخنے کے بعد ہلکی پھلکی پہنی - جیولری اتار رہی تھی

بتاؤ بھی۔ صاعقہ مرر کے آگے آکر کھڑی ہو گئی۔

آپی بھلا کوئی آنسوؤں کے درمیان آپ سے فریاد کر رہا ہو کچھ مانگ رہا ہو اور آپکے پاس موجود بھی ہو وہ شے مگر اُسے نہ دودھتکار دور دکر دو۔ تو کیا آپ انسان کہلانے کے لائق ہو؟ جس میں انسانیت ناہو وہ انسان کیسا؟؟؟" نیلیم چند پل کو اپنا کام ترک کیے اسے دیکھتے بولی تھی

- مگر بات تو بتاؤ۔ پھر اس نے صاعقہ کو پورا واقعہ سنا ڈالا

نیلیم کا مرکت از دیباء تبسم

ڈونٹ وری ابھی بابا عصر پڑھنے مسجد جائیں گے تو ان سے کہہ دینا کچھ پیسے مسجد میں ڈال آئیں۔ اوکے؟ صاعقہ نے اس کے گال پر تھپکی دی۔ اس نے فقط سر ہلادیا۔ وہ اس کا پھیلاوا سمیٹنے لگی تھی

ہم آجائے گا تھوڑا وقت میں۔ ایگل نے تخت سے اٹھتے کہا۔ ساتھ ہی پتے بھی چھوڑ دیے۔

- مگر تم جا کہاں رہے ہو؟ ہرب بھی اٹھ کھڑا ہوا۔ بقیہ افراد ان کو نظر انداز کرتے آپس میں گفتگو کرنے لگے

یار ہم کو جامعہ کے حوالے سے کام ہے۔ کچھ بچہ لوگ مال لے جاتا ہے۔ پیسہ نہیں دے کے جاتا۔ بس ان کو "

- ہی تھوڑا دھوکہ آجائے۔ ایگل نے منہ میں رکھی ماچس کی تیلی چبائی

- میں بھی چلتا ہوں تمہارے ساتھ۔ ہرب تیزی سے آگے بڑھنے لگا

- نیچے بجھے خستہ حال سے قالین پر بیس پچس کی تعداد بیٹھی مختلف نشوں سے لطف اندوز ہو رہی تھی

- ارے تم کیا کرے گا جا کر۔ ہمارا کام ہے ہم کو دیکھ لینے دو۔ وہ ناگواری سے کہتا تیزی سے نکل گیا

- ہرب نے شرٹ کی پاکٹ سے سیل فون نکلا اور قدرے کونے میں جا کر نمبر ڈائل کرنے لگا

- ابھی نکلا ہے وہ جلدی جاؤ۔ بات مکمل کرتے ہی اس نے کال کینسل کر دی اور واپس اپنی نشست پر آ بیٹھا

- وہ لوگ داخلی گیٹ پر پہنچے اور ٹکٹ لے کر اندر داخل ہو گئے

عاشی، بینا، نیلیم، مہک اور اسکی کزن جو عمر میں ان سب سے بڑی تھی۔ احتیاطاً اسے ساتھ بھیجا گیا تھا۔ نیلیم کی طبیعت خرابی کے باعث وہ ایک دن چھوڑ کر آئیں تھیں

اندر داخل ہوتے ہی ایک گراؤنڈ سا آگیا۔ جسکو چار چوکور حصوں میں بانٹ کر انکے اطراف میں گملے لگائے گئے تھے۔ اس کے درمیان میں تھوڑی اونچائی پر پانی کے فوارے لگے تھے۔ مگر فی الحال بند تھے۔ ہری بھری گھاس، ایک طرف کونے میں چند لوگ شوٹنگ کر رہے تھے

- مہک چلو شاہاش پہلے اسکی ہسٹری بتاؤ۔ عاشی نے اسکی کھچائی کرنے کے ارادے سے کہا یار پلیز بورنہ کرو۔ نیلیم اکتاتے ہوئے بولی۔

نہیں اب تو میں بتا کر رہوں گی۔ مہک بولنا شروع ہوئی۔ ساتھ ساتھ وہ اس ہزاروں گز پر مشتمل اس دو منزلہ عمارت کے اطراف میں چکر لگانے لگیں۔ عمارت کے چاروں طرف چار گنبد جب کہ چھت پر پانچ گنبد موجود تھے۔

- یار کس قدر حسین ہے یہ۔ نیلیم نے تعریفی انداز میں کہا

- یہ ماہر تعمیرات آغا محمد حسین نے ڈیزائن کیا ہے۔ "مہک نے بتایا"

نیلیم کا حرکت از دیاء تبسم

ایکچو نکی شیور تن موہٹا ایک ہندو تاجر نے یہ محل 1927 تعمیر کروایا تھا۔ اپنے اہل خانہ کی رہائش کیلیے۔ پہلے "یہ کراچی صرف تجارت کو آیا تھا۔ مگر اس کیلیے یہ شہر لکی ثابت ہوا۔ خیر پھر 1947 تقسیم ہند کے بعد وہ اپنی فیملی کے ساتھ ہندوستان چلا گیا۔ پھر یہاں وزارت خارجہ کا پہلا دفتر قائم کیا گیا۔ یہ دفتر 1964 تک قائم رہا۔ اسلام آباد میں دار الخلافہ قائم ہونے کے بعد اسے شفٹ کر دیا گیا اور پھر یہ عمارت فاطمہ جناح کی رہائش بن گئی۔ تب اسے "قصر فاطمہ" بھی کہا جاتا تھا۔ 1967 میں ان کی ڈیوٹی کے بعد اسے حکومت سندھ کی تحویل میں دے دیا گیا۔ ساتھ ہی یہ بھی حکم جاری کیا کہ اس عمارت کو ایک عجائب گھر بنایا جائے گا۔ جو پاکستان کے ثقافتی ورثے کی عکاسی کرے گا۔ 1999 میں موہٹا پیلس کا باقاعدہ افتتاح کیا گیا۔ یہ تھی اسکی ہسٹری۔ "وہ لوگ پیلس کے دائیں طرف تھے جہاں بہت سارے مجسمے پڑے تھے۔ کالے پتھر سے بنا شیر عجیب سا ہاتھی، سفید رنگ کا سر کٹا آدمی جس نے ہاتھ میں کوٹ تھام رکھا تھا۔ ایک عورت صراحی تھامے بیٹھی تھی۔ جس میں سے پانی گر رہا تھا، ایک سپاہی کھڑا، چیتا بیٹھا، ایک آدمی کے ساتھ بچہ کھڑا آدھے سے زائد سیاہ رنگ کے تھے۔ وہ لوگ دوبارہ سے گھوم کر داخلی دروازے کے پاس آٹھہرے تھے

- اندر سیل فون الاؤ نہیں ہے۔ عاشی نے بتایا

- اوہ نو یار یہ کیا بات ہوئی۔ ہم نے سیل فیز بھی لینی تھیں۔ نیلیم کو افسوس ہوا

- پہلے اندر گھوم آتے ہیں۔ پھر تصویریں لے لیں گے۔ مینا کی تجویز سب کو پسند آئی

اندر داخل ہوتے ہی وہ دنگ رہ گئیں۔ کیا سچ دھج تھی۔ ایسے لگ رہا تھا کہ محل میں آگئے ہیں۔ دونوں منزلوں پر سولہ سولہ کمرے تعمیر تھے۔ اندر بائیو جیو گرافیکل تھیمس، میپس آف پاکستان، ہسٹری آف پاکستان، اسلامک ہسٹری آف پاکستان یہ چند تھیمس کے علاوہ سونے کے حروف والا قرآن شریف تھا۔ پورا ویو کرنے

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

کے بعد وہ لوگ باہر آگئیں۔ اب چونکہ چار بج رہے تھے تو لوگوں کی آمد و رفت بھی بڑھ گئی تھی۔ رش ہونے لگا۔ عموماً اتنا نہیں ہوتا تھا

- ہماری بالکل اچھی نہیں آئی ڈیلیٹ کرو اسے مہک۔ نیلیم چلائی

بہت زبردست ہے ہا ہا چڑیل لگ رہی ہو۔ مہک نے تصویر دیکھتے مزاق اڑایا۔ جس میں ہوا کے چلنے کے باعث نیلیم کا پورا چہرہ اسکے بال ڈھانپ چکے تھے

- مہک ڈیلیٹ کرو۔ وہ اسکی جانب لپکی

- تم کرتی ہو؟ وہ پیچھے ہوئی۔ نیلیم اسکی جانب بڑھی، مہک نے دوڑ لگائی

- مہک! نیلیم بھی کہاں ہار ماننے والی تھی

مہک!! وہ بھی اسکے پیچھے بھاگ رہی تھی۔ مہک گھاس سے اتر کر راہداری میں بھاگنے لگی۔ نیلیم بھی پیچھے ہوئی۔ بلاک ہیل پہنے اسے کافی دُشواری ہو رہی تھی مگر وہ بھی اپنے نام کی ایک تھی

ایگل راہداری سے گزر رہا تھا۔ جانے کتنے رکشے بسیں بدل کر وہ یہاں تک پہنچا تھا۔ اسے پتا تھا کہ ہر ب نے کوئی منجر چھوڑ رکھا ہے۔ سامنے سے آتے تقریباً اپنے ہم عمر شخص کی جانب دیکھ کر اس نے سر پر بندھے رومال کو اور کس لیا۔ ساتھ ہی دائیں کندھے کو حرکت دی تھی۔ مقابل نے بھی کندھے کو حرکت دی اور آگے بڑھنے لگا۔ ایگل بھی اسکی جانب ہی بڑھ رہا تھا۔ گہرے رنگ کے کُرتے کی جیب سے ایک تہہ شدہ پرچی نکالی۔ بالکل پاس سے گزرتے وہ پرچی اس شخص کے ہاتھ میں تھمانے لگا تھا۔ جب ایک لڑکی بھاگتی ہوئی انکے بھیچ سے گزرنے لگی

- آہ کسی پہاڑ جیسے وجود سے ٹکراتی وہ گھوم سی گئی تھی

- ایڈیٹ راستے میں کھڑے ہیں۔ وہ بڑبڑاتی ہوئی آندھی طوفان کی طرح واپس بھاگ گئی

ایگل نے آس پاس نظر دوڑائی۔ پرچی زمین پر کہیں نہیں تھی۔ گملوں کے پاس دیکھا دھرا دھرا مگر جانے کہاں
- چلی گئی تھی

تم گھوم کر آؤ میں تلاش کرتا ہوں۔ ایگل رازداری سے بولا۔ وہ شخص اب میوزیم کے اندر جانے لگا تھا۔ ایسے
- پوز کر رہا تھا جیسے یہاں گھومنے آیا ہو

ایگل عقبی نظروں سے چاروں اور دیکھنے لگا۔ اسے دور سے چار پانچ لڑکیوں کا وہ گروپ اُچھل کود کرتا نظر
- آگیا

- ایگل کے قدم اسی جانب اُٹھنے لگے تھے

جب کہہ دیا تھا کہ کر دو ڈیلیٹ۔ پھر کیوں نہیں مانی؟ بھگت لیا ناب۔ وہی لڑکی جو اس سے کچھ دیر قبل ٹکرائی
- تھی۔ اونچا بولتی ہنس رہی تھی۔ اسکی ہنسی سے گویا جلتی رنگ سانج اُٹھا تھا

- آہ میرے پیر! مہک پیر سینڈل سے آزاد کرتی گھاس پر بیٹھ گئی

- سُنیں! اسنے پاس جاتے بلند آواز میں کہا

سنائیں؟ دو تین لڑکیاں شریر لہجا اپناتے ایک ساتھ کورس میں بولی تھیں۔ جب کہ ان میں سے بڑی عمر کی
- لڑکی نے سب کو گھور کر دیکھا۔ ٹکرا نے والی لڑکی اپنے سیل کی جانب متوجہ تھی

جی کہیں وہی مچیور لڑکی بولی۔

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

ایکچو نکلی کچھ دیر پہلے یہ لڑکی آکر ہم سے ٹکرائی تھی۔ اس نے نیلیم کی جانب اشارہ کرتے کہا۔ بات ابھی ادھوری تھی۔ مگر وہ فوراً سیل چھوڑ کر چند قدم آگے بڑھی تھی

ٹکرائی تھی؟ مطلب کیا ہے تمہارے کہنے کا؟ ہم جان بوجھ کر تم سے ٹکرائے تھے؟ دماغ خراب ہے ہمارا۔ دنیا جہان کے ہینڈ سم مر گئے تھے۔ جو ہم تم پینڈو کا جل کی دکان کو ٹکراماں گے۔ نیلیم نے تڑخ کر اسکا جملہ اُچکتے گولہ باری کر دی

لسن میم نہ ہی میں پینڈو ہوں ناہی کا جل کی دکان۔ ابھی وہ اُنکلی اُٹھائے مزید کچھ کہتا کہ وہ پھر بول پڑی۔ کا جل نہیں سُرماتو بھرا ہے نا؟ پورے مہینے کا ایک دن ہی لگا لیا۔ کم لگا لیتے تو شاید تمہیں ہم نظر آ جاتے۔ مگر " نہیں شوق ہوتا ہے تم جیسے لفنٹروں کو۔ خوبصورت لڑکی دیکھی نہیں کہ اندھے پن کا مظاہرہ شروع۔ نخوت سے کہتی وہ حسینہ ایگل کو زہر سے بھی بری لگ رہی تھی

- خوبصورت؟ آپ انتہائی بد تمیز، بد تہذیب اور بد زبان ہیں۔ وہ بھی جواباً دبو د بولا تھا

- او مسٹر تم! نیلیم چپ کر جاؤ۔ مہک نے اسے ہاتھ سے پکڑ کر پیچھے گھسیٹا

اصل بات بتائیں؟ مہک کی کزن آگے بڑھی۔ پتا نہیں اس لڑکے نے کیا کہا تھا۔ جب وہ مہک سے اُلجھتی نیلیم کے قریب آئی

تمہارے پاس کوئی پیپر ہے؟ کوئی پرچی وغیرہ۔

نہیں تو ہم یہاں پڑھنے کے لیے تھوڑی آئے ہیں۔ وہ منہ بناتے بولی۔

- وہ لڑکا کہہ رہا ہے کہ تمہارے ٹکرانے کے بعد اُسکے ہاتھ میں جو پیپر تھا، وہ کھو گیا۔ مہک کی کزن نے مزید کہا

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

تمہارا مطلب کیا ہے؟ ہم اتنے گئے گزرے ہیں کہ کاغذ چوری کرتے پھریں؟ مجھے تو تم شکل سے ہی کوئی کریمینل لگتے ہو۔ ابھی سیکورٹی کو بلاتے ہیں۔ وہ تپ کر بولی تو مہک اور اُسکی کزن آگے بڑھیں۔

میں اُسکی طرف سے معذرت کرتی ہوں۔ اگر آپکا پیپر ہمارے پاس ہوتا تو ہم دے دیتے۔ ریٹلی سوری۔ مہک کی کزن معذرت خواہانہ لہجے میں بولی۔ چلو لڑکیوں! نیلیم کو کھینچ کر لے جاتے وہ اونچی آواز میں بولی تو باقی سب۔
- بھی پلک جھپکتے غائب ہو گئیں

- ایگل ہاتھ ملتا وہیں کھڑا رہ گیا۔ دو گھنٹے پورا میوزیم چھان مارنے سے بھی کاغذ کا وہ ٹکڑا نہ مل سکا

مسافر بس کراچی سے سرگودھا جا رہی تھی کہ کینٹ اسٹیشن کے قریب زوردار دھماکے کے بعد اسمیں آگ لگ گئی۔ دھماکے کے نتیجے میں دس افراد جاں بحق اور ساڑھ زخمی۔ زخمیوں اور لاشوں کو جناح ہسپتال منتقل کر دیا گیا۔ جہاں چھ افراد کی حالت تشویش ناک، واقعہ کے بعد جناح ہسپتال میں ایمر جنسی نافذ کر دی گئی۔ فائر بریگیڈ کے عملے نے فوراً آگ بجھائی۔ تاہم دھماکے کے نتیجے میں بس مکمل طور پر تباہ ہو گئی اور قریبی عمارتوں کے شیشے بھی ٹوٹ گئے۔ "شہر شہر کے ٹی وی پر ایک ہی خبر بار بار چلائی جا رہی تھی۔ جلی لاشیں، بسیں، زخمی۔ لوگ، متاثرہ مکان

آآآ آئیونٹ میں بالکل خاموشی تھی۔ دم سادھے سب یہ خبر سُن رہے تھے۔ اپنی عوام کو اس مشکل وقت میں آہیں سسکیاں بھرتے دیکھ رہے تھے۔ مگر وہ جیسے بے بس ہو گئے تھے۔ جیسے ان کے ہاتھ پیر باندھ دیے گئے

ہوں۔ اگر ان سب میں کوئی شور کر کے اپنا غصہ نکال رہا تھا تو وہ "میجر عاص" تھا۔ دیوار پر لگے برساتے وہ چیخ رہا تھا۔

میں نے پوری رات لگادی۔ پورا دن لگادیا۔ میں ناکام رہا، اس سب کے پیچھے صرف اُس کا قصور ہے۔ میں چھوڑوں گا نہیں اُسے۔ جان سے مار ڈالوں گا۔ دیوار پر لگے مارتے مارتے وہ چلا کر بول رہا تھا۔ اسکے ہاتھ کا۔ گوشت پھٹ چکا تھا

عاص کول ڈاؤن یا رپاگل ہو گئے ہو کیا؟ تم نے کوشش تو کی تھی نا کوڈز بھی حاصل کر لیے تھے۔ اب اگر اللہ کو نہیں منظور

۔ نہیں، جو کچھ بھی ہوا ہے میری لا پرواہی کے نتیجے میں ہوا ہے۔ وہ اپنے ساتھی کا ہاتھ جھٹکتا بولا

میجر عاص ڈائریکٹر جنرل سے آپ کی میٹنگ ہے۔ اس کیلئے آپ کو اسلام آباد جانا ہو گا۔ آئی ایس آئی کے ہیڈ کوارٹر میں ہی آپ کی اُن سے ملاقات ہو سکتی ہے۔ اس ایک ہفتے کے اندر جیسے آپ کے پاس وقت نکلتا ہے۔ میں ٹائمنگ فکس کر دوں گا۔ کیپٹن شاہد نے اسکے برابر بیٹھتے زخمی ہاتھ سے بہتے خون کو صاف کرتے پٹی باندھی۔ ساتھ ہی اطلاع بھی دی تھی

پہلے تو مجھے مزید تباہی ہونے سے روکنی ہے۔ ایم آز کے مطابق اُس میں تین کوڈز تھے۔ ایک دھماکہ تو میں نہیں روک سکا۔ مگر باقی دو کا سراغ لگانا ہے اور اسکے لیے اگر مجھے اُسکی جان بھی لینی پڑی تو میں ایک پل کا بھی توقف نہیں کروں گا۔ وہ بے لچک لہجے میں کہتا آٹومیٹک پستل اٹھائے نکل گیا

دادو جب آپ کی صحت نہیں ٹھیک تو کیوں روزہ رکھا؟ پہلے روزے ہی ہو اسپتال کے درشن کر آئیں۔ آگیا سکون؟ نیلیم نے ابرار صاحب سے دوائیوں کا شاپر تھامتے کہا۔ جبکہ صاعقہ دادو کو تخت پر لٹا رہی تھی۔ ان کے سر کے نیچے تکیہ رکھنے لگی۔

میں روزہ کیوں نہ رکھوں بھی؟ کون سا پورے سال روزے رہتے ہیں۔ ایک یہی تو بابرکت مہینہ ہے گناہ۔ بخشوانے کا۔ توبہ کرنے کا۔ دادو آزر دگی سے بولیں

۔ کم گناہ کرنے تھے نادادو۔ وہ مسکراہٹ دباتے بولی۔ ابرار صاحب اور صاعقہ نے بھی بمشکل ہنسی ضبط کی۔ اے تیرا کیا مطلب ہے؟ دیکھ ابرار سمجھا دے اسے۔ اس وقت میرے منہ نہ لگے۔ دادو بھڑک اٹھیں۔ اماں تنگ کر رہی ہے آپ کو بس۔ ابرار صاحب ہنستے ہوئے بولے۔ ہو نہہ دادو نے اسے گھوری سے نوازتے بازو۔ چہرے پر رکھ لیا۔

میں آج دادو کے پاس ہی سو جاتی ہوں۔ صاعقہ تکیہ اٹھا کر قالین پر رکھتے ہوئے بولی۔

ہمیں نہیں آتی نیچے نیند۔ ہم اپنے کمرے میں ہی سوئیں گے۔ نیلیم منہ بسورتے ڈرائنگ روم سے نکل گئی۔ ابرار صاحب بھی جا چکے تھے

رات دھیرے دھیرے سرک رہی تھی۔ کمان کی سی ساخت لیے چاند پورے آسمان پر تنہا تھا۔ کھڑکی پر پردے سرسرا رہے تھے۔ ہواؤں کے دوش پر اڑتے رات کے سنائے میں ہلکی سی آواز پیدا کرتے

نیلیم کا حرکت از دیاء تبسم

دنیا وہاں سے بے خبر وہ وجود میٹھی نیند کی آغوش میں ہچکولے لے رہا تھا۔ بغیر کوئی آواز پیدا کیے وہ مضبوط قدم اٹھاتا آگے بڑھ رہا تھا۔ ایک ہاتھ میں ایف این فائف سیون پستل تھا مے دوسرے سے گھپ اندھیرے سے چیزیں ٹٹولتے بیڈ کی جانب بڑھ رہا تھا۔ کھڑکی کا پردہ سر کا اور بیڈ پر موجود وجود کے چہرے پر چاندنی سی بکھر گئی۔ قیامت خیز حُسن تھا۔ کئی بار اسے دھوکا لگنے لگتا کوئی کسی سے اتنی مماثلت بھی رکھ سکتا ہے؟ دنیا سے بیگانے اس وجود میں ہلکی سی جنبش ہوئی تھی۔ پورے بیڈ پر پھیلی شہد رنگ زلفوں نے کچھ اور جگہ گھیر لی تھی۔ وہ مبہوت سا آگے بڑھنے لگا۔ چند پل کیلئے وہ فراموش کر چکا تھا۔ اپنے آنے کا مقصد، یہ چہرہ اگر چاہے تو ساحل کی ساکت لہروں میں تباہی لے آئے۔ ابھی اس نے ایک قدم مزید اٹھایا تھا کہ بیڈ کے ساتھ پڑی سائڈ ٹیبل پر موجود الارم کلاک زمین بوس ہو گیا۔ وہ وجود ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا۔ اس سے پہلے کہ اسکی فلک شگاف چیخ کوئی نئی مصیبت کھڑی کرتی۔ وہ اسکا منہ بند کر چکا تھا۔ نیلیم کے ہونٹوں پر اسکا زور اتنا تھا کہ اسے لگا اسکا سر تکیے کے اندر گھس جائے گا۔ وہ بیڈ کے کنارے سیدھا کھڑا تھا اور ہاتھ اسکے منہ پر دھرا تھا جبکہ دوسرے ہاتھ میں موجود پستل اپنے لبوں پر رکھ کر خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔

شششش!!! آواز نہیں۔ اگر ذرا سا بھی منہ کھولا تو تمھارے گھر والوں کو صبح تمھاری لاش ملے گی۔ انڈر سٹینڈ؟

- نیلیم کو لگا وہ صور پھونک رہا ہے۔ وہ زور زور سے نفی میں سر ہلانے لگا

ہاتھ ہٹا رہا ہوں میں مگر آواز نہیں۔ ایک بار پھر وارن کرنے کے بعد وہ ہاتھ ہٹا چکا تھا۔ پستل سے نیچے اترنے کا اشارہ کیا

نیچے اُترو۔ مدھم آواز میں بھی غراہٹ نمایاں تھی۔ وہ کپکپاتی ہوئی نیچے اُتر گئی۔ نائٹ ڈریس میں ملبوس وہ لاپرواہ سے حلیے میں بھی ٹھٹک جانے پر مجبور کر رہی تھی۔ مگر مقابل کمزور نہ تھا۔ اُس کا بس چلتا تو اسکی جان

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

لے کر اُن دس افراد کو واپس لے آتا۔ بازو سے دبوج کر اسے بیڈ کے کنارے پر نیچے پٹھا اور خود بھی گھٹنوں کے بال اس کے مقابل بیٹھ گیا۔

وہ کاغذ کہاں ہے؟ ہونا ہو وہ تمہارے پاس ہی ہے۔ اس کے سر دلچے میں کیے گئے سوال پر چھن سے اس کے ذہن کے پردے پر وہ واپسی کا منظر لہرایا

آپی سمیٹ لیں گے نا تھوڑی دیر ریسٹ کرنے دیں تھک گئے ہیں۔ صاعقہ نے اسے ڈریس سینڈل اور "بریسلیٹ اٹھانے کا کہا۔ جو سب پہن کر وہ میوزیم گئی تھی۔ واپس آتے ہی تھکن سے ڈھے گئی۔

گڑیا! سینڈل صاف کر کے ریک میں رکھو۔ ڈریس بھی ہینگ کرو، اٹھو جلدی۔ اس کے بار بار کہنے پر وہ منہ بناتی سیل فون پٹختی اٹھی۔ سینڈل صاف کرتے اس نے بلاک ہیل کے نیچے دیکھا۔ بیل کے ساتھ کوئی کاغذ چپکا تھا۔

اوہ یہ تو وہی کاغذ ہے۔ اس نے کاغذ کا وہ تہہ شدہ ٹکڑا چپو نگم سے الگ کیا اور کھولا وہ بالکل خالی تھا۔

یہ تو خالی ہے۔ عجیب آدمی تھا۔ اس کیلئے پاگل بحث کر رہا تھا۔ اس نے کاغذ روم کی ڈسٹ بن میں ڈال دیا۔ جس میں صرف ردی ہی تھی۔ بہت سارے کاغذات میں وہ پرچی بھی گم ہو گئی

۔ کک کاغذ وہ تو ہم نے پھینک دیا۔ اس نے گھبراتے ہوئے خوفزدہ انداز میں کہا

پھینک دیا؟ میں پورے دوروز سے پاگلوں کی طرح اُسے تلاش کر رہا ہوں اور تم کہہ رہی ہو کہ پھینک دیا۔ وہ بھڑک اٹھا تھا۔

۔ وہ بالکل خالی تھا۔ ہم اچار ڈالتے اُسکا؟ اسے غصہ آگیا۔ اس بن بلائی مصیبت پر

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

- خالی نہیں تھا وہ۔ اُس میں جانیں محفوظ تھیں ہزاروں لوگوں کی۔ وہ غرایا

- ہمیں کیا۔ اسکے بحث کرنے پر وہ آپے سے باہر ہو گیا

بکواس بند کرو نہیں تو منہ توڑ دوں گا تمہارا۔ قاتل ہو تم ہزاروں لوگوں کی اور آگے سے اکڑ رہی ہو۔ وہ
- غضبناک تیور لیے بول رہا تھا

- ہہ ہمارا یقین کرو۔ گھبراہٹ کے باعث اسکی زبان لڑکھڑانے لگی

- چُپ ایک دم خاموش۔ نہیں تو ابھی گلابادوں کا تمہارا۔ وہ دبی دبی آواز میں غرایا

ہمیں کیا پتا تھا کہ وہ کاغذ کا ٹکڑا۔ اس نے نیلیم کے بال سختی سے اپنی مٹھی میں جکڑ لیے۔ چہرہ کچھ اوپر کو اٹھ گیا
تھا۔ سرخی مائل ہونٹ ادھ کھلے تھے۔ اس کے منہ سے سسکاری سی نکلی تھی۔ مگر خوف کے باعث وہ مزاحمت
- نہ کر سکی

کاغذ کا ٹکڑا نہیں تھا وہ، نہیں تھا وہ کاغذ کا ٹکڑا، ہزاروں لوگوں کی زندگیوں کا امین تھا وہ اور تم اُن کی زندگیوں
- کی قاتل ہو۔ "بے لچک لہجے میں کہتا وہ نیلیم کے اوسان خطا کر گیا تھا

آج کینٹ اسٹیشن پر جو لوگ مرے ہیں۔ اُن کی موت کی ذمہ دار تم ہو۔ "وہ اسے پریشاں کر رہا تھا کہ وہ"
- اسے کاغذ لادے

نن نہیں ہہ ہم نے کک کچھ نہیں کیا۔ اسکے آنسو روانی سے بہنے لگے۔ وہ تولال بیگ تک کو نہیں مار سکتی تھی۔
- کجا کہ جیتے جاگتے انسان مار دیتی۔ اس الزام پر اسکی جان ہوا ہونے لگی

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

وہ وہ کلک کاغذ اُس باسکٹ میں ہے۔ اسنے چھوٹی سی ڈسٹ بن کی جانب اشارہ کیا۔ جو رائٹنگ ٹیبل کے پاس غیر ضروری کاغذات ڈالنے کو رکھی تھی۔ ایگل نے جھٹکے سے اسکے ریشم جیسے بالوں کو اپنی گرفت سے آزاد کیا اور اُٹھ کر وہ باسکٹ لے آیا۔ پھر اسکے سامنے پوری باسکٹ اُلٹ دی۔ بہت سے رف پیپرز جا بجا بکھر گئے۔ کُرتے کی پاکٹ سے ٹارچ نکالی

ڈھونڈو، خود بھی ساتھ ہی مطلوبہ کاغذ کیلئے ہاتھ مارنے لگا۔ سر پر لال رنگ کا رومال لپیٹے گہرے جامنی رنگ کا کُرتا، سُرے میں ڈوبی آنکھیں، جنکی ساخت ہی معلوم نہیں ہو پارہی تھی۔ آدھے انچ تک بڑھی شیو، مو نچھیں اور گھنگریا لے کندھے سے بھی نیچے تک جاتے بال بہت عجیب و غریب حلیہ

مجھے بعد میں گھور لینا۔ پہلے کاغذ تلاش کرو۔ اسکی سرد آواز پر اس نے فوراً نظروں کا زاویہ بدل لیا۔ اسکی آواز پر۔ نیلیم ٹھٹکی تھی

یہی ہے۔ اچانک اس نے نیلیم کے ہاتھ سے کاغذ جھپٹ لیا۔ اور اُٹھ کھڑا ہوا۔

اگر کسی کو بھی اس واقعہ کی خبر ہوئی تو جان سے جاؤ گی۔ ہلکا سا اسکی جانب جھکتے ٹھہرے ٹھہرے سرد لہجے میں کہتا وہ اسکے وجود پر خوف کی چادر چڑھا گیا تھا۔

اسکے جانے کے تقریباً دس منٹ بعد وہ اُٹھی اور ڈرتے ڈرتے روم کے دروازے تک پہنچی۔ ایک آنکھ باہر نکال کر دیکھا اندھیرا ہی اندھیرا تھا۔ رات کے دو بج رہے تھے۔ تین بجے صاعقہ سحری کیلئے اُٹھتی تھی۔ وہ اس قدر خوفزدہ ہوئی کہ آہستہ آہستہ سیڑھیاں اُترتی ڈرائنگ روم میں آگئی۔ جہاں دادو اور صاعقہ سو رہی تھیں۔ بڑے صوفے پر لیٹ کر اسنے کُشن زور سے بازوؤں میں دبا کر آنکھیں میچ لیں

تیزی سے سفید کورے کاغذ پر پینسل چلاتے اسکے ہاتھ رُک گئے تھے۔ حُرُوف صاف نظر آنے لگے۔ جنہیں
- اسنے ایک اور کاغذ پر صاف اُتار لیا

کیو کے ساتھ آئی یا الف لکھا تھا۔ پھر سی بنا کر ساتھ ایک اور آئی بنایا ہوا تھا اور آخر میں اُلٹا سی۔ اسکے بعد ایک
لائن چھوڑ کر اُلٹے سی کے نیچے 1 لکھا تھا اور کیو کے ساتھ والے آئی کے نیچے 2 لکھا تھا۔ جبکہ سی اور آئی کے
- نیچے ایک لائن لگا کر 3 لکھا تھا

- اور پروالی لائن پر ٹی کے ساتھ 5 بھی لکھا تھا

اسکا کیا مطلب ہو سکتا ہے؟ اسکے ساتھی نے پُر سوچ انداز میں کہا۔ اس مشن میں چند جو نیروز اس کے حوالے
- کیے گئے تھے

یہ کاغذ منہاج کی ذہانت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ میرے پاس اتنا وقت نہیں کہ اس پہیلی کو خود سلجھانے بیٹھ
جاؤں۔ یہ کوڈ اگر کوئی بتا سکتا ہے تو وہ ڈیک ہے۔ کاغذ کا ٹکڑا اٹھا کر وہ کمرے سے نکل گیا تھا۔ اگلے دس منٹ
میں وہ ڈیک کے سامنے تھا۔ اسکی حالت دن بدن بدتر ہوتی جا رہی تھی۔ میجر عاص کے آرڈر پر اسے بجلی کے
- جھٹکے دیے گئے۔ گرم لوہے کی سلاخ سے پیٹا گیا۔ اسکا یہ حال تھا کہ شاید ہی چند روز مزید زندہ رہ پاتا

ڈیک ان کوڈورڈز کا مطلب بتاؤ۔ اس نے کاغذ کا ٹکڑا ڈیک کے سامنے لہرایا۔ سپاٹ لہجے میں پوچھا تھا۔ وہ ایک
طرف لڑھکی گردن مڑے ہاتھ پیر کے ساتھ ویسے ہی پڑا رہا۔ ذرا جنبش نہ ہو پائی۔ میجر عاص نے پانی کا
- استعمال کرتے اسکے سوئے حواس بیدار کیے۔ وہ تب بھی کچھ نابولا تو میجر عاص نے نیا طریقہ سوچا

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

ڈیک مجھے بہت افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ جس شخص کی خاطر تم نے اتنا ٹارچر سہا۔ اُس نے تمہاری بیوی اور بیٹی کو وہ دردناک موت دی ہے کہ سُن کر تمہارے رونگٹے کھڑے ہو جائیں گے۔ تڑپاڑپا کر مارا ہے۔ میری مانو اپنی بیوی بیٹی کی موت کا بدلہ لو۔ اس سے اچھا موقع تمہارے پاس نہیں آئے گا۔ ڈیک نے اسے بے یقینی سے دیکھا۔ پھر اس کا جسم ہولے ہولے لرزنے لگا۔ وہ زمین پر ایک جانب کو ڈھے گیا۔ فرش پر خون ہی خون ہو گیا۔ عاص حیران کھڑا تھا۔ اس کا سر اٹھا کر دیکھا اسکے منہ سے خون نکلا تھا۔ نبض چیک کی بند تھی۔ مطلب منہاج عز ضحاک تک پہنچنے کا ایک بڑا دروازہ بند ہو چکا تھا۔ ڈیک کی موت دل پھٹ جانے کے باعث ہوئی تھی۔ وہ شخص جس نے نجانے کچھلے کتنے سالوں سے، کتنے لوگوں کی جانیں لیں تھیں۔ بم دھماکے کروائے تھے۔ کتنی ہی آپہں اسکے کانوں میں پڑیں تھیں۔ سسکیاں، فریادیں مگر اس کا دل ہلکا سا بھی ناکا نپا تھا اور آج اپنی بیوی اور بیٹی کی موت کی جھوٹی خبر سُن کر ہی اس کا دل پھٹ گیا تھا۔ انسانیت تمام انسانوں کیلئے مر گئی تھی۔ زندہ تھی تو صرف اپنے سے جڑے اپنے سے منسلک رشتوں کیلئے

Writers

گڑیا! صاعقہ نے اس کا کندھا جھنجھوڑا۔ بارہ بج رہے تھے اور وہ پڑی سو رہی تھی۔ صبح سحری بھی ڈھنگ سے نہیں کی تھی

- آہ آہ وہ ہڑبڑا کر ہلکی سی چیخ مارتی اُٹھی تھی۔ چہرے پر گھبراہٹ اور خوف تحر تھا

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

کیا ہوا ہے؟ اتنا گھبرا کیوں رہی ہو؟؟ کوئی خواب دیکھا ہے پھر سے؟؟ صاعقہ نے ہاتھ میں پکڑی چادر برابر والے صوفے پر ڈالتے تشویش بھرے لہجے میں پوچھا۔ سحری کے بعد بھی وہ یہیں صوفے پر ہی سو گئی تھی۔ صاعقہ نے کمرے میں جانے کا کہا مگر وہ نہ مانی۔

ننہنیں، ہاں، شاید؟ وہ اپنے حواسوں میں نہیں لگ رہی تھی۔ پھر دونوں ہاتھ ماتھے تک لے جا کر بال سمیٹے۔ اور جوڑے کی شکل دینی چاہی مگر باغی زلفیں پھر بکھر گئیں۔

آپ کیا کہہ رہی تھیں؟ اس نے خود کو پرسکون کرتے پوچھا۔

کیا ہوا ہے گڑیا؟ گھبرائی ہوئی کیوں ہو؟؟ کیسے خواب ہیں یہ؟ جو تمہارا پیچھا نہیں چھوڑتے؟؟ نیلیم نے ٹانگیں۔ سمیٹ لیں تھیں۔ صاعقہ وہیں بیٹھتی سوال کرنے لگی۔

آپی! ہم جب بھی ایسے خواب دیکھتے ہیں۔ ہمیں لگتا ہے کہ ہم حقیقت میں وہاں موجود ہیں اور اب پتہ لگا ہے کہ ہمیں عربی جملے سنائی دیتے ہیں۔ کبھی فائر کی آوازیں، کبھی ایک انسان میں سے نکلتی انگنت پرچھائیاں، کبھی وہ مضبوط سفید ہاتھ۔ کچھ دن پہلے خواب میں دیکھا کہ وہی سفید ہاتھ بھورے بالوں سے بھرا ہماری طرف بڑھ رہا ہے اور جب ہم اسکی ہتھیلی پر نظر ڈالتے ہیں تو وہاں حرکت جگمگا رہا ہوتا ہے۔ ہم فوراً اسے اچک لیتے ہیں۔ وہ ہیولا واپس اندھیرے میں گم ہو جاتا ہے۔ پھر اچانک کوئی پیچھے سے ہمارا منہ دبوچ لیتا ہے اور گھسیٹنے لگتا ہے۔ اندھیرا بڑھنے لگ جاتا ہے۔ پھر ہماری آنکھ کھل جاتی ہے۔ وہ ٹھہر ٹھہر کر بول رہی تھی۔ آیت الکرسی پڑھ کر سویا کرونا۔ صاعقہ نے اسکا گال تھپتھپایا۔

نیلیم کا مرکت از دیباء تبسم

نہیں آپی! ہمیں لگتا ہے جیسے کوئی ہمارا انتظار کر رہا ہے۔ جیسے کچھ ہے جو ہمارا منتظر ہے۔ جیسے ہمارے ذمے کوئی کام لگایا ہے۔ ہمیں جانا ہے اُسے پورا کرنے کے لیے۔ وہ روز ہمیں بلاتے ہیں۔ یاد کراتے ہیں۔ وہ صاعقہ - کا ہاتھ پکڑے نم لہجے میں بولی

اے تجھے کیا ہوا ہے؟ کیوں رو رہی ہے؟ روزہ لگا ہے کیا؟؟ صاعقہ کچھ کہنا چاہتی تھی کہ دادولا ٹھی تھامے - واش روم سے باہر آئیں

- نہیں دادو! خواب دیکھ کر ڈر گئی ہے۔ صاعقہ نے اُٹھ کر دادو کی لاٹھی تھامتے تخت پر بٹھاتے بتایا ڈرانے والے بھی ڈر رہے ہیں۔ اللہ خیر کرے۔ "دادو نے جیسے رات کا بدلہ چکایا تھا۔ نیلیم نے ایک نظر" - انہیں گھورا اور کُشن پٹختی ڈرائنگ روم سے نکل گئی

کم آن لیٹس گو۔ پچھلے دو گھنٹے سے مغز ماری کرنے کے بعد جانے کتنے صفحات ضائع کرنے کے بعد، میجر - عاص عالم نے یہ کوڈ سمجھ ہی لیا تھا

دو گھنٹے ہیں ہمارے پاس۔ "میجر عاص نے پستل سنبھالی۔ اپنا چھوٹا سا بیگ اٹھایا اور نکل گیا۔ اس کا ساتھی بھی" - ساتھ ہی آیا تھا

ہم کہاں جا رہے ہیں؟ اسکو اُلٹا پڑھو۔ میجر

-عاص نے کاغذا سکی جانب بڑھایا

کیو کو الٹا کیا تو پی بنا یہ تو آئی ہے۔ "پی آئی" یہ تو سی کے ساتھ آئی لکھا ہے؟ "اس نے کارڈ رائیو کرتے عاص" سے پوچھا۔

یہ سی کے ساتھ آئی جوڑ کر دیکھو۔ ڈی بن رہا ہے اور پھر الٹا سی لکھا ہے مطلب۔ "پی آئی ڈی سی" کا علاقہ۔ "عاص نے ایک ہاتھ سے اسٹیمپنگ سنبھالے دوسرے سے کاغذ پکڑے سمجھایا۔ مگر اس سے ہمیں کیا پتا چلے گا؟ ساتھی اب تک نہ سمجھاتا تھا

یہ جو انڈر لائن ون ٹو تھری لکھا ہے۔ ان کو جوڑو تو "سی آئی ڈی" (کرائم انویسٹی گیشن ڈیپارٹمنٹ) بنتا ہے۔ اور ٹی سے مجھے سمجھ نہیں آئی اور یہ فائیو مطلب بلاسٹ کی ٹائمنگز۔ "وہ تفصیل سے بتا رہا تھا

اللہ کرے یہی ہو۔ مگر سر یہ تو بہت خطرناک ہے۔ سی آئی ڈی کے ادارے پر حملہ کرنے کا سوچ کرایم آف "نے بہت بڑا مارگٹ چننا ہے۔

ڈی آئی جی کو کال کر لی گئی ہے۔ پولیس الرٹ، رینجرز بھی اور بی ڈی ایس (بم ڈسپوزل سکواڈ) کو بھی مطلع "کر دیا گیا ہے۔ "عاص نے مزید کہتے ٹرن لیا

وہاں پر پہنچ تو گئے۔ پورے علاقے کو پولیس نے تحویل میں لے لیا۔ مگر اس ٹی کا مطلب نہیں سمجھ آیا۔ اچانک عاص کی نظر بڑے سے ٹرک پر پڑی

-ٹی ٹرک "وہ زیر لب بڑبڑایا"

پی ڈی آئی سی کا علاقہ شہر کا مرکزی اور حساس علاقہ تصور کیا جاتا ہے۔ جہاں وزیر اعلیٰ ہاؤس، فائیو اسٹار "ہوٹلز، ملک وغیرہ ملکی کمپنیز کے دفاتر واقع ہیں۔ علاقے کو ریڈ زون کا درجہ حاصل تھا۔ ایسے میں دھماکے کی صورت شدید نقصان کا سامنا کرنا پڑتا۔ مگر ایک بار پھر دشمنوں کی چال ناکام بنا دی گئی۔ دفاتر کے سامنے کھڑا بارود سے بھرا ٹرک پولیس نے اپنی تحویل میں لیا۔ یہی نہیں بلکہ وہاں موجود چار مشکوک افراد کو بھی حراست میں لے لیا گیا۔" نیلیم کے کان سائیں سائیں کرنے لگے۔

- تم ہزاروں لوگوں کی قاتل ہو۔ "کان کے پردے پھاڑتی آواز تھی"

- نہیں نہیں ہم نے نہیں مارا۔ ہم قاتل نہیں ہیں۔ "وہ دونوں کانوں پر ہاتھ رکھ کر چیخ کر بولی"

نہیں ہم نے نہیں کیا۔ "اس کے آنسوؤں گویا سیلاب کی صورت اختیار کر چکے تھے۔ وہ صوفے کے پاس ہی "نیچے بیٹھتی چلی گئی"

- کیا ہوا گڑیا؟ گڑیا؟؟ صاعقہ افطاری کی تیاری کر رہی تھی۔ کچن سے ہی بھاگتی آئی

- آپ نے ہم نے کچھ نہیں کیا۔ "وہ اسکی جانب دیکھتی سسک سسک کر روتی بولی تھی"

- ہوا کیا ہے؟ صاعقہ نے اسکا آنسوؤں سے تر چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیالے میں تھام لیا

- کچھ نہیں وہ روتی ہوئی اسکی آغوش میں چہرہ چھپانے لگی

- کسی حادثے کو بہت سوار کر لیا ہے انہوں نے اپنے اوپر۔ کوشش کریں انہیں کوئی پریشانی والی بات نہ بتائیں

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

شکریہ اظفر صاحب افطاری کے وقت میں اسے کہاں ڈاکٹر کے لے جاتا۔ تبھی آپ کو زحمت دی۔ ابرار صاحب نے اپنے ہمسائے دوست کا شکریہ ادا کرتے کہا

شکریہ کیسا؟ نیلیم میری بھی بیٹی ہے۔ وہ پیار بھری مسکراہٹ سے بولتے ان کے ساتھ نیچے چل دیے۔ صاعقہ اس پر چادر درست کرتی بال سہلانے لگی

یہ ایک اور بار ایسا ہوا ہے؟ مگر یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے۔ اسکی خبر تو میرے اور حبیب کے علاوہ کسی کو نہیں تھی۔ وہ پُر سوچ انداز میں ہاتھوں کو ایک دوسرے میں پھنساے بیٹھا تھا۔ پھر اپنی سیاہ کور والی ڈائری کھولی۔ جس میں جانے کون کون سے حساب کتاب درج تھے۔ مگر اے بی سی 123 اسی طرح کے کوڈورڈز لکھے تھے۔ 90 سے اگلا صفحہ غائب تھا۔ اسکے بعد 92 آرہا تھا

اوہ تو تم جو کوئی بھی ہو۔ میری اسٹڈی تک بھی پہنچ گئے۔ منہاج نے ڈائری غصے میں دور اُچھال دی۔ 90 والا صفحہ اس نے آخری بار استعمال کیا تھا اور اُس پر دودھماکوں کی تفصیل تھی۔ ایک تو ہو چکا تھا۔ دوسرا بھی باقی تھا۔ 91 والے صفحے پر وہ تحریر چھپ گئی تھی۔ جو اس نے 90 والے صفحے پر لکھی تھی

انیتس روزے ہی ہوتے ہیں میاں ہر سال۔ اس بار بھی اتنے ہی ہوں گے۔ دادو نے چائے کا کپڑے سے اٹھایا۔ جو نیلیم سب کو دے رہی تھی۔ ہاں نیلیم کیوں کہ آج بہت مہینوں بعد اے ایس پی آہل ان کے گھر آیا تھا۔ صرف وہی نہیں بلکہ پوری فیملی آئی تھی۔ خوشی سے سب کے چہرے چمک رہے تھے۔ اے ایس پی آہل پھر سے اپنے قدموں پر چلنے لگا تھا۔ ایسے جیسے کبھی کوئی زخم آیا ہی نا ہو۔ ہشاش بشاش چہرہ، مسکراتے ہونٹ۔

- ہلکے گرے رنگ کے کرتا شلوار اور کلین شیو میں اسکی سج دھج دیکھنے سے تعلق رکھتی تھی

- یہ نیلیم کیوں اتنی کمزور ہو گئی ہے؟ تائی امی کو اسکی مر جھائی صورت نظر آئی

رمضان کا پورا مہینہ بیمار رہی ہے۔ بس اب نکاح ہو جائے گا تو چہرہ بھی گلابی ہو جانا ہے ہا ہا۔ دادو ہلکے پھلکے لہجے میں بولیں۔ آہل کو چائے پیش کرتی نیلیم کے ہاتھ کپکپائے تھے۔ مقابل نے اسکی حالت کا بھرپور جائزہ لیا تھا۔ کچھ دیر پہلے ہی عید کا پانچواں دن ان کے نکاح کیلئے مقرر کیا گیا تھا

- لگتا ہے چاند نظر آگیا۔ "پٹاخوں کی اور فائرنگ کی آواز پر صاعقہ نے خوش ہوتے کہا"

- گڑیا آپکی کوئی سہیلی آئی ہے۔ ابرار صاحب ڈرائنگ روم میں داخل ہوتے بولے

- کون ہو سکتی ہے؟ وہ سوچتی ہوئی باہر آئی جہاں راہداری میں ہی مہک کھڑی تھی

- تم؟ نیلیم چیخی۔ ہاں میں، مہک لپک کر اسکے گلے لگی

- اور کوئی نہیں آیا؟ نیلیم نے اُدا سی سے پوچھا

- سب ہمارا ویٹ کر رہی ہیں اسٹاپ پر۔ چلو! مہک اسکا ہاتھ پکڑتے باہر کی جانب بڑھنے لگی

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

کہاں؟ نیلیم نے اسے روکا۔ یار چاند رات ہے۔ بازار گھومیں گے۔ ہلا گلا کریں گے۔ وہ چہک کر بولی

- مگر جائیں گے کیسے؟ نیلیم نے اعتراض اٹھایا

باہر کار کھڑی ہے نا اور تمہیں آتی ہے نا ڈرائیونگ؟ پھر مسئلہ کیا ہے؟؟؟

- یار صحیح سے نہیں آتی بابا نہیں مانیں گے۔ اچھا کو۔ مایوسی سے کہتے پھر فوراً چٹکی بجائی

ہمیں آپکی کار چاہیے۔ صرف ایک گھنٹے کے لیے۔ دو منٹ بعد آہل کچن میں تھا اور نیلیم اسکے سامنے کھڑی
- بتا رہی تھی۔ وہ پوچھ نہیں رہی تھی

- پوری زندگی کیلئے لے لیں۔ آہل نے مسکرا کر کہتے کرتے کی پاکٹ سے چابیاں نکال کر اسکے حوالے کیں
تھینکس! وہ چابیاں تھامتے ہی جانے لگی جب وہ بولا۔ گڑیا! آکر بات کریں گے۔ وہ پلٹے بغیر بول کر بھاگ گئی۔
- آہل نے بے بسی سے مسکراتے بالوں میں انگلیاں چلائیں

Writers

کی عالیشان عمارت سے باہر نکل رہا تھا۔ ایک ہاتھ پینٹ کی پاکٹ میں ڈالے embassy inn وہ
دوسرے سے گاگلز لگا رہا تھا۔ اسکے دونوں طرف گارڈز چل رہے تھے۔ سیاہ وردیوں میں ملبوس۔ آنے جانے
والے کتنے ہی اسکی پرسنیلٹی کو رشک سے دیکھ رہے تھے۔ اسکے گاڑی میں بیٹھتے ہی دونوں گارڈز بھی پیچھے
- جا بیٹھے اور کار ہوٹل کی پارکنگ سے نکلتی روڈ پر دوڑنے لگی

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

گھٹنے کا کہہ کر آئی تھی وہ۔ ساتھ میں سب کو یہ کہا کہ مہک کا ڈرائیور چھوڑ جائے گا۔ کسی کو نہیں بتایا کہ آہل کی کار لے کر جا رہی ہوں۔ اب تیزی سے چلا رہی تھی۔ آگے چار گن مین والی گاڑی تھی۔ تیز تیز چلتے وہ گاڑی رُک گئی تھی۔ بالکل اسکے پیچھے چلتی نیلیم کی کار بروقت بریک نہ لگانے کی صورت میں زور سے آگے والی گاڑی سے ٹکرائی۔ چمچماتی کار پر ضربیں لگ چکی تھیں۔ اسکے بونٹ کا بھی کچھ ایسا ہی حال تھا۔ مگر وہ شدید غصے میں اترنے لگی تھی کہ آگے والی گاڑی پھر سے چل دی۔ ایم آز کے اشارے پر ڈرائیور کا نہیں تھا۔ اب تو اسکے سر پر لگی اور تلووں پر بجی۔

ایک تو نقصان کیا۔ اوپر سے معافی بھی نہیں مانگی۔ نواب ہو گا اپنے گھر میں۔ اسکو تو ہم بتاتے ہیں۔ وہ تپے ہوئے لہجے میں بولتی گاڑی کی اسپید بڑھا چکی تھی۔ روڈ طویل تھا۔ اور بارہ کے قریب وقت ہو رہا تھا۔ جہاں بازاروں میں گہما گہمی تھی۔ وہیں ایسی سڑکوں پر سناٹا بول رہا تھا۔ اس نے ایم آز کی گاڑی کے سامنے اے ایس۔ پی آہل کی وہی کار لاکھڑی کی۔ جس سے ایم آز نے اسکا ایمان خریدا تھا

مسٹر نیچے اُترو۔ تم کیا سمجھے تھے؟ اتنی آسانی سے جان چھوٹ جائے گی؟؟ نکلو باہر۔ وہ ڈرائیور کی طرف والی کھڑکی سے اُچھل کر بولتی سخت غصے میں دھڑک رہی تھی۔ ڈرائیور نے ایم آز کو دیکھا۔ وہ اسے بیٹھے رہنے کا اشارہ کرتا خود نیچے اُترنے لگا۔ گاڑی کا دروازہ کھولنے ایک گارڈ فوراً لپکا تھا۔ ایم آز کوٹ کا بٹن لگاتے اپنی گاڑی کے آگے آکھڑا ہوا۔ نیلیم بھی اسکی طرف ہی آگئی۔ اس وقت بہادر سے بہادر لڑکی بھی مقابل کی رعب دار شخصیت کے دباؤ میں آجاتی۔ مگر وہ بہادر کم، بے وقوف اور کم عقل زیادہ تھی۔ رہی کسر بے پناہ حُسن نے پوری کر دی تھی۔ مغرور سی یہ لڑکی ہر راہ چلتے کو ذلیل کرنا اپنا فرض سمجھنے لگتی تھی

تم نے میری کار ٹھوک دی۔ اوپر سے معذرت بھی نہیں کی۔ نقصان بھی پورا نہیں کیا اور بھاگ نکلے۔ "نیلیم" - چیخ رہی تھی

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

- یہ آپکی کار ہے؟ مقابل نے گاگلز اُتارتے سنجیدگی سے سوال کیا۔ گاگلز سے ہی کار کی جانب اشارہ کیا تھا

جی! نیلیم چبا کر بولی۔ وہ اسکی کار کی جانب بڑھنے لگا۔ کار کو دیکھا پھر نیلیم کو۔

- کہاں نقصان ہوا ہے آپکا؟ اب بھی لہجہ جذبات سے عاری تھا

یہ دیکھو۔ اس نے بونٹ کے تھوڑا نیچے اشارہ کیا۔ ایم آسیدھا کڑ کر کھڑا تھا۔

جھک کر دیکھو گے تو نظر آئے گا۔ وہ تڑخ کر بولی۔ اس نے ایک تیز نظر نیلیم پر ڈالی اور جھک کر دیکھنے لگا۔۔۔ اسکی پینٹ کی پاکٹ سے کچھ گرا تھا۔ مگر وہ دھیان نہیں کر سکا۔ نیلیم مسلسل بول رہی تھی۔ وہ پھر سیدھا کھڑا ہو گیا۔

دیکھو مسٹر تمہاری وجہ سے ہمارا نقصان ہوا ہے۔ اور تم اسکی بھرپائی کیے بغیر جانہیں سکتے۔ اگر تم گئے تو ہم پولیس اسٹیشن جائیں گے۔ تمہاری شکایت کریں گے۔ اوہ ہم تو بھول گئے۔ ہاں یہ یہ کار اے ایس پی صاحب کی ہے۔ تمہیں جیل میں بند کر دیں گے وہ۔ اسکو واپس کار کی طرف جاتا دیکھ کر وہ اسکے پیچھے پیچھے چلتی چیخ رہی تھی۔ اس شخص نے جھک کر کار کی ونڈو سے ہاتھ اندر ڈال کر اپنا والٹ برآمد کیا۔ اس میں سے سنہری اور نیلے رنگ کے بہت سے نوٹ نکال کر اسکے ہاتھ میں تھما دیے۔ اسکا منہ کھل گیا۔ ایک نظر اپنی ہتھیلی پر پڑے نوٹ دیکھے اور دوسری اس بد تمیز شخص پر ڈالی۔ جو اپنی غلطی مان کے ہی نہیں دے رہا تھا۔

تمہیں ہم فقیر نظر آ رہے ہیں؟ نیلیم نے پیسے پوری قوت سے سامنے کھڑے مغرور شخص کے منہ پر دے مارے۔ گارڈز فوراً اچھلائیں مارتے نیچے اترے تھے۔ نیلیم کے گرد گھیرا ڈال کر بندوقیں تان چکے تھے۔ وہ دونوں ٹانگیں پھیلا کر دونوں پاکٹس میں ہاتھ ڈال کر غرور سے گردن تانے کھڑا نیلیم کو چیلنجنگ نظروں سے

نیلیم کا حرکت از دیاء تبسم

دیکھ رہا تھا۔۔ اسکی تو گویا وہ حالت تھی کاٹو تو بدن میں لہو نہیں۔ پتھرائی آنکھوں سے سامنے کھڑے مطمئن شخص کو دیکھا

تمہاری اتنے کی بھی اوقات نہیں۔ جتنے میں نے دے دیے۔ فطرانہ سمجھ لو۔ "اسکی اتنی لمبی تقریروں پر،" چیخنے چلانے پر ایم آزا کا تذلیل بھرا ایک جملہ بھاری پڑ گیا تھا۔ پھر اس نے گارڈز کو اشارہ کیا۔ سب واپس اپنی نشستوں پر بیٹھ گئے اور گاڑی زناٹے سے اسکے پاس سے گزرتی چلی گئی

لعنت بھیجتے ہیں ہم ان پیسوں پر۔ "اس نے ایک حقارت بھری نظر ان پیسوں پر ڈالی اور انہیں اکٹھا کرنے کے بجائے اپنی کار کی طرف آگئی۔ بونٹ کے پاس زمین پر اسے کچھ چمکتا ہوا نظر آیا۔ اسکے قدم بے اختیار اُس جانب اٹھنے لگے۔ نیچے گرے ہار کو اس نے اٹھا کر ہاتھ میں تھام لیا۔ دس انچ تک لمبا تھا وہ۔ اسکے درمیان میں تین بڑے بڑے سکے بنے تھے۔ جن کی چوڑائی ایک انچ تک ہوگی۔ عجیب سا تھا وہ، مگر حیرت کی بات یہ تھی کہ ان تین سکوں کے درمیان میں دو ایک ایک انچ کے لمبے زمر کے پتھر لگے تھے۔ خوبصورتی سے تراشے ہوئے۔ "مرکت" اسکے لب آپ ہی آپ پہلے تھے۔ انگلیوں کی پوروں سے اسکی ہموار سطح پر ہاتھ پھیرتے۔ نیلیم کی آنکھیں چمک اُٹھی تھیں

اگلے ہی پل اسے اپنی حرکت خاصی غیر مناسب لگی۔ یہ اُسی بد تمیز کا ہے یقیناً، ہمیں اسے یہیں چھوڑ دینا چاہیے۔ دماغ نے مشورہ دیا

اللہ کی زمین پر پڑا ملا ہے۔ کیا پتا اللہ تعالیٰ یہی چاہتے ہوں کہ یہ ہم رکھ لیں۔ واؤ کتنے چمک دار ہیں یہ۔ "دل" کی آواز پر وہ کان دھر بیٹھی تھی۔ روڈ سنسان تھا، اچانک اسے اندھیرے اور دیری کا احساس ہونے لگا۔ جلدی سے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی اور ہینڈ بیگ میں نیکلس ڈال کر کار ریورس کرنے لگی۔ ساتھ ہلکا ہلکا میوزک بھی لگا

چکی تھی۔ سرشاری کی سی کیفیت اُبھرنے لگی تھی اسکے من میں۔ وہ ایسی ہی تھی کچھ پاگل سی جذباتی سی، عقل سے زیادہ جذبوں کی ماننے والی، دیوانی سی تھی وہ

اسے پتا تھا کہ عید کے پانچویں روز اسکا آہل سے نکاح ہونے والا ہے، اسے پتا تھا کہ وہ ٹائیگر کی پُرکشش شخصیت کے سحر میں جکڑ چکی ہے۔ مگر وہ جیسے اپنے من پسند بے جان پتھر کو پا کر ہی سب فراموش کر چکی تھی۔ ابرار صاحب گھر کا بجٹ بہت سوچ سمجھ کر چلاتے تھے اور زیادہ تر دادو کے ہاتھ میں تھا۔ فضول خرچی کی سخت ممانعت تھی۔ صاعقہ کی شادی کی تیاریوں کیلئے پیسہ جمع کیا جا رہا تھا۔ ایسے میں یہ قیمتی پتھر، گو کہ بہت قیمتی نہ تھا۔ مگر اسکی پہنچ سے کچھ دور تھا۔ اب جب اسے مل گیا تھا تو وہ خوشی سے سرمست ہر بات بھول گئی

ایم آریلازہ میں قدم رکھتے ہی وہ تیزی سے آگے بڑھا اور لفٹ سے اوپری منزل پر جانے لگا۔ تقریباً آخری منزل پر

Writers

طویل راہداری سے گزرتے اسکے قدموں کی آواز بہت اونچی تھی۔ اس منزل پر اتنا سناٹا تھا کہ سوئی بھی گرتی تو باآسانی اسکی آواز سنی جاسکتی تھی۔ وہ دائیں جانب مڑ گیا۔ ڈیجیٹل ڈور لاک کھولنے کے بعد وہ اندر آیا۔ یہ کمرہ کچھ زیادہ بڑا نہیں تھا بس مناسب سائز کا تھا۔ اس نے لوہے کی صاف چمکتی الماری کھولی۔ اندر بہت سے ڈبے پڑے تھے سیاہ، مہرون اور کریم کلر کے۔ سیاہ رنگ کے لوہے کے ڈبے پر بھی ڈیجیٹل لاک تھا جسے کھولنے کے بعد اس نے اُس ڈبے میں بنے ایک چھوٹے دراز کو کھولا۔ ہیروں کی چمک اسکی غلافی آنکھوں میں عکس بن کر

اُبھری تھی۔ عنابی ہونٹ آپ ہی آپ کھل اُٹھے تھے۔ پھر اسنے اپنی پینٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالا۔ دائیں کے بعد بائیں جیب ٹٹولی۔ پھر دونوں کو چیک کیا۔ اچانک اسے بڑی گڑبڑ کا احساس ہوا۔ اسکے چہرے پر ناگواری کے ساتھ غصہ بھی عیاں تھا۔ وہ ایک بار پھر چیک کرنے لگا

-اوہ نو! اس نے دائیں ہاتھ کا مکا بناتے بائیں ہاتھ کی ہتھیلی پر پوری قوت سے دے مارا

- پھر لوہے کا سیاہ ڈبہ بند کر کے پنڈولم کی طرح ادھر سے ادھر چکر کاٹنے لگا۔ سوچنے لگا

چلا گیا۔ وہاں پر ڈیکنگ کی اور ایک نیکلس لے کر واپس آ گیا۔ embassy inn پارٹی کی کال آئی۔ وہ واپس آتے ہوئے وہ ہمارا اسکی پینٹ کی پاکٹ میں ہی تھا۔ پھر وہ لڑکی ٹکرائی۔ اسکے ذہن کے پردے پر کم عمر بے تحاشا حسین لڑکی کا چہرہ لہرایا۔ جو مسلسل بول رہی تھی

جھک کر دیکھو گے تو نظر آئے گا۔ ایک جملہ تھا جو اسکی سماعت سے ٹکرایا اور پھر۔۔

وہ ہار وہیں گر گیا ہو گا۔ اس سوچ کے آتے ہی وہ تیز قدموں سے واپسی کو چل پڑا۔ لفٹ لے بنوں پر بار بار ہاتھ مارتا ایسے جیسے ایک پل میں وہ اسے گراؤنڈ فلور پر پہنچا دے گی۔ وہ بہت عجلت میں پلازہ سے باہر نکلا۔ گارڈز الرٹ ہو گئے۔ وہ پجار واسٹارٹ کر چکا تھا۔ سکیورٹی گارڈز اسکے پیچھے ہی دوسری گاڑیاں لے کر نکل پڑے۔ دھول اڑاتی تمام گاڑیاں چند پل میں ہی پلازہ کی حدود سے باہر نکل گئیں

ہار وہاں ہوتا تو ملتا۔ چند نوٹ اب بھی وہاں گرے پڑے تھے۔ مگر جو چیز قیمتی تھی۔ وہ غائب تھی۔ اس نے کتنی ہی بار بوٹ کی نوک سے وہ جگہ چیک کی۔ جہاں نیلیم کی کار کھڑی تھی۔ مگر وہاں کچھ نہیں تھا

کیا وہ نیکلس اُس لڑکی کے ہاتھ لگ چکا ہے؟ یہ آخری سوچ تھی۔ جو منہاج عزضحاک کے دماغ میں اُبھری تھی۔

نیلیم کا حرکت از دیاء تبسم

مجھے وہ نیکس ہر حال میں واپس چاہیے۔ اس کیلئے اُس لڑکی کو تلاش کرنا ہوگا۔ مگر کیسے؟؟ وہ ایک بہت عجیب
- کشمکش میں پھنس گیا تھا

اُس ہار کی ساخت ہی ایسی ہے کہ کوئی بھی سمجھ جائے کہ یہ کوئی عام نیکس نہیں ہے۔ اگر اُس نے اسے کھول
لیا تو؟ اسکا دماغ اُلجھے جارہا تھا۔ نقصان پر نقصان اسے لگ رہا تھا جیسے ڈیک اسکا صرف رائٹ ہی نہیں لفٹ ہینڈ
- بھی تھا۔ حبیب اسکا دوست تھا۔ وہ اسکا ماتحت نہیں تھا۔ جبکہ ڈیک کی بات الگ تھی

Socialmedia

گھر پہنچ کر بس اسکی جتنی بے عزتی ہو سکتی تھی، اتنی ہوئی۔ آہل دادو کو ٹوکتا رہا۔ مگر انہوں نے اسے سب کے
سامنے ذلیل کر کے ہی دم لیا تھا۔ لیکن وہ نیلیم ہی کیا جسے بے عزتی محسوس ہو جائے۔ وہ بھی دادو کی۔ کچھ دیر
سُننے کے بعد وہ کار کی چابیاں آہل کی جانب اُچھال کر یہ جاوہ جا ہو گئی۔ عالیہ بیگم اسکے انداز پر ضبط کے گھونٹ پی
کر رہ گئیں تھیں۔ آہل کا دل بھی سُکڑ سا گیا تھا۔ کیا کیا نہیں سوچا تھا کہ عید کا چاند اکٹھے چھت پر دیکھیں گے۔
آنے والے کل کے بارے میں کچھ خواب پر وئیں گے۔ مگر یہاں تو وہ اسے گھاس ڈالنے کو تیار ہی نہ تھی۔ رات
ایک بجے انکی واپسی ہوئی تھی۔ نیلیم نے اوپر آ کر ڈور لاک کیا اور جلدی سے بیڈ پر چڑھ کر بیٹھ گئی۔ ہینڈ بیگ اُٹھایا
- اور اس میں سے ہار نکال کر اشتیاق سے دیکھنے لگی

اتنی چمک تھی اس میں کہ نیلیم کی آنکھیں جگمگا اُٹھیں۔ اگر زمر (مرکت) کو پانی میں ڈال دیا جائے تو اپنی بے
پناہ چمک کے باعث وہ پانی کا رنگ اپنے جیسا کر لیتا ہے۔ اسکا دل چاہا یہ تجربہ کرنے کو۔ مگر اس ہار میں تین

نیلیم کا مرکت از دیباء تبسم

بڑے بڑے سکوں کی موجودگی عجیب سی تھی۔ ایسے جیسے کوئی گول چھوٹی چھوٹی ڈبیا ہو۔ جس کے اندر کچھ
- بھرنا ہو

یہ اصلی مرکت ہے؟ "اس نے غور سے قریب کرتے دیکھا۔ اس میں سے اگر اسے الٹا اوائلٹ شعاؤں کے "
لیمپ میں دیکھا جائے تو اسکی اصلیت معلوم کی جاسکتی تھی۔ اگر اسکا رنگ نہیں بدلاتا تو اصلی۔ اگر اس میں لال
- رنگ کی جھلک نظر آگئی تو نقلی۔ مگر اسکے پاس ایل ای ڈی لیمپ تھا

چھوڑا اتنا اصلی نقلی۔ اتنا امیر زادہ تھا اسے کیا ضرورت نقلی مرکت خریدنے کی۔ "اس نے اپنے آپ سے ہی "
- کہتے کھلکھلاتے ہوئے زمرہ جڑے ہار کو اپنی صراحی دار گردن کی زینت بنالیا

رات کوئی نوبے کا وقت تھا۔ لوگوں کی چہل پہل جاری تھی۔ بازاروں میں حد درجہ ناسہی مگر کچھ رش تو تھا
ہی۔ وہ میا مہ گولڈ مارکٹ میں کھڑا کوئی بمشکل اٹھارہ سال کا لڑکا ہوگا۔ اس کے برابر میں ایک پیاری سی خوش
شکل لڑکی کھڑی چہک چہک کر ہر پہنائے جانے والے بریسلٹ کو انکار کر رہی تھی۔ مگر مقابل کی کشادہ، سفید
- پیشانی پر ایک بھی لکیر ناگواری کی نہیں پڑی تھی

بس کروٹوٹی اور کتنے نخرے کرو گی۔ پوری مارکیٹ چھان لی ہے۔ مگر مجال ہے جو تمہیں کچھ پسند آیا ہو۔ بلا کی
پُرکشش شخصیت کا مالک وہ لڑکا لامتی انداز میں بولا۔

بھیا مجھے وہی بریسلٹ چاہیے۔ جو آپ نے اُس عربی شاعری والی کیلیے خریدا ہے۔ وہ بیگ جھلاتے ہوئے
- نخریلے انداز میں بولی

مم میں نے؟؟؟ مقابل کو گویا چار سو چالس والٹ کا کرنٹ لگا تھا۔ برداشت کرنا مشکل تھا۔ تقریباً چلاتے
- ہوئے بولا

- بالکل آپ نے خریدا ہے۔ میں نے دیکھا تھا۔ وہ شان بے نیازی سے منہ پھلائے بولی
ٹوپی پیاری! نومور بٹرنگ۔ ہاتھ اٹھا کر مزید کہنے سے انکار کیا گیا تھا۔ دونوں ساتھ ساتھ چلتے محو گفتگو تھے۔
جب وہ اسکے آگے آکھڑا ہوا۔

یہ لو، گولڈ کا نفیس سا بریسلٹ پیٹ کی جیب سے نکالتے اس نے بہت چاہت سے اپنی بہن کی کلائی پر باندھا
- تھا

لو یو سوچ بھیا۔ "وہ اسکے بازو کو اپنی لپیٹ میں لیتے اسکے اوپر سر رکھتے بولی۔ وہ ہولے سے مسکرا دیا تھا۔ ایک "
بازو اسکی گرفت میں تھا۔ جبکہ دوسرے میں اس نے تمام شاپنگ بیگز سنبھال رکھے تھے۔ یہ سب اسکی ٹوپیہ
کی کل یعنی عید کی شاپنگ تھی۔ وزنی بیگ ایک ہاتھ میں اٹھانے سے اسکے ہاتھ تھک گئے تھے۔ مگر وہ چاہ کر
- بھی اسکا ہاتھ اپنے بازو سے نہ نکال سکا

- بھیا آپ اُس لڑکی سے فرینڈ شپ ختم کر دیں۔ شی از سو کلیور۔ وہ چلتے چلتے بولی

- لیو دس ٹاپک۔ "لڑکا ہر جذبات سے عاری لہجے میں بولا۔ ٹوپی نے اسکے بازو پر ٹکایا سر اٹھایا"

- اچھا ہم اُس کیلیے بھی کچھ خرید لیتے ہیں۔ وہ رُک گئی۔ اسے بھی رُکنا پڑا تھا۔ بازو جو ٹوپی نے تھام رکھا تھا

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

اس احسان کی وجہ؟ تبسم سا بکھر گیا تھا اسکے عنابی ہونٹوں کی تراش میں۔ اس نے گھور کر اپنے سے ایک سال بڑے بھائی کو دیکھا

- اچھا چلو! وہ اسکے ساتھ ہو لیا

دوبارہ مارکیٹ کے اندر چلے آئے۔ اسے میرے بیگ میں مت ڈالیں۔ وہ لوگ ایک نازک سی رنگ لے کر شاپ سے نکلے تھے۔ رنگ خود ثوبی نے ہی پسند کی تھی

اوکے اوکے نہیں ڈالتا۔ کم آن سسٹر تم اتنا جیلس کیوں ہوتی ہو؟ وہ اسکے شانوں کے گرد بازو پھیلاتے پوچھ رہا تھا۔

آئی ڈونٹ نو۔ بٹ میری کوئی فرینڈ نہیں، کوئی کزن نہیں یہاں، بچپن سے ہم بہن بھائی سے زیادہ دوست رہے ہیں۔ مگر جب سے وہ آئی ہے۔ آپ کی اس سے زیادہ فرینڈ شپ ہو گئی ہے۔ آئی نو آپ اس سے عید پر بھی ملنے جائیں گے۔ وہ اُدا سی سے بولی

میری بہن ہی میری دوست ہے۔ پہلی اور آخری دوست، اگر ثوبی کہے گی کہ مت جاؤ تو منہاج اُس سے ملنے نہیں جائے گا۔ وہ اسکے کندھے پر دباؤ ڈالتا ہلکے پھلکے لہجے میں کہہ رہا تھا

- پکا پراس؟ وہ رُک کر اسکی جانب ہاتھ بڑھاتے بولی

- ہاں پکا پراس۔ وہ اسکا ہاتھ پکڑ کر مروڑتے بولا

- آہ!! وہ چیخی۔ ساتھ ہی دو تین مکے اسکے کندھے پر جڑ دیے

- آپ کی وجہ سے ہمیشہ مجھے تکلیف پہنچتی ہے۔ وہ سُرخ ہوتے ہاتھ پر پھونک مارتی خفگی سے بولی

نیلیم کا حرکت از دیاء تبسم

وہ جو ماضی کی خوشگوار یادوں کو سوچنا چاہتا تھا۔ محسوس کرنا چاہتا تھا۔ اچانک اس جملے کی بازگشت پر تلخ حقیقت کی جانب کھنچا چلا گیا۔ کل عید تھی۔ پورا شہر خوشیاں منا رہا تھا۔ کبھی تیس روزے رکھنے والا صوم و صلوٰۃ کا پابند۔ شخص پچھلے گیارہ بارہ سال سے کافر بنا بیٹھا تھا

تمہیں میری وجہ سے ہی تکلیف اُٹھانی پڑی ثوبی۔ تمہاری موت کا ذمہ دار کہیں نا کہیں میں بھی ہوں۔ تم نے کتنا کہا تھا۔ بھیاشی از کلیور۔ مگر میں نہیں مانا۔ اس نے کرب سے آنکھیں موند لیں۔ پھر سینے سے لگی تصویر دیکھنے لگا۔ مسکراتا چہرہ ہر فکر سے آزار تھا۔ اسکے آنسو اس کھلکھلاتے چہرے پر گر رہے تھے۔ بے آواز روتے۔ روتے اسکی آواز بلند ہو چکی تھی

بھیا! بھیا!! آگ کے شعلوں کی لپیٹ میں وہ وجود صرف ایک ہی شخص کو پکار رہا تھا اور اس شخص کو لگ رہا تھا کہ دہکتے شعلوں کی لپیٹ میں وہ وجود نہیں بلکہ اسکا دل جل رہا تھا۔ صرف جان اسکی نہیں نکل رہی تھی۔ وہ بھی بے جان ہو گیا تھا۔ اسکو دیکھنے والی غلافی آنکھوں نے اُس پل اپنی بینائی سلامت ہونے پر شدت سے افسوس کیا تھا۔ یہ منظر دیکھ لینے سے پہلے اندھے ہو جانی کی دعا شدت سے اسکے من میں سر اُٹھا رہی تھی

ثوبی! ثوبی! بھیا کی جان!! وہ روتے میں چلا رہا تھا۔ خوبصورت شیشے کا فریم اب بھی اسکے سینے سے لگا تھا۔ اسٹڈی -- کے در و دیوار آٹھ سالوں سے اس شخص کی یہ کراہیں سُن رہے تھے۔ اپنے اندر جذب کر رہے تھے

"چھڑ جانے کی افیت موت جیسی ہے"

"موت بھی وہ جو روز آتی ہے"

پستہ رنگ کا گھیردار شیفون کافراک جسکے بارڈر پر گہرے لال رنگ کی بڑے بڑے پھولوں والی بیل بنی تھی۔ ساتھ اسی رنگ کا چوڑی دار پاجامہ اور پستہ رنگ کا ہی دوپٹہ تھا۔ گاجری رنگ کی لپ اسٹک لگاتے اس نے آئینے میں ابھرتے اپنے عکس پر ایک تعریفی نظر ڈالی تھی۔ شہد رنگ زلفوں کو کھلا چھوڑ رکھا تھا۔ جیولری کے نام پر صرف ناک میں موجود نو زین تھی۔ الماری کھل کر اس نے اپنا ہینڈ بیگ نکالا اور اس میں سے وہ نیکلس نکال کر پہنے لگی۔

یہ اسٹون ہمارے لیے بہت لکی ثابت ہوگا۔ "زمرہ کے پتھر پر ہاتھ مارتے وہ آپ ہی آپ خوش فہمیوں میں " مبتلا ہونے لگی۔

گڑیا بابا آگئے ہیں عید کی نماز پڑھ کر۔ صاعقہ کی آواز قریب آنے لگی تھی۔ اس نے جھٹ دوپٹہ دونوں شانوں پر اس طرح پھیلا لیا کہ گردن نظر آنا بند ہو گئی۔

چلو آؤ بابا سے عیدی لیں۔ ماشاء اللہ نظر نہ لگے۔ اللہ نظر بد سے بچائے۔ صاعقہ تیزی سے کمرے میں داخل ہوئی تھی۔ جیسے ہی اس اپسر پر نظر پڑی وہ دم بخود ہو کر رہ گئی۔

اچھا چلو، اسکا ہاتھ تھامے وہ سیڑھیاں اترنے لگی۔ مہرون رنگ کے لباس میں صاعقہ بھی آج جلوے بکھیر رہی تھی۔ وہ جو بس ہار پہن کر دیکھنے کے بعد اُتارنے کا سوچ رہی تھی۔ اب مصیبت میں پھنس گئی تھی۔

- بابا کہاں گئے دادو؟ نیچے آئیں تو ابراہار صاحب غائب تھے

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

ڈاکٹر صاحب کا بلاوا آیا تھا۔ کوئی بچہ لے کر اُدھر ہی گیا ہے آجائے گا۔ تو سویاں بھیج دے پڑوس میں کسی بچے کے ہاتھ۔ دادو نے ٹی وی پر عید اسپیشل پروگرام دیکھتے جلدی سے کہا اور پھر اپنے پسندیدہ مشغلے کی جانب متوجہ ہو گئیں۔

- صاعقہ نے ٹرے میں میٹھے کی پلیٹ رکھی اور اوپر جالی کا سفید بے داغ کپڑا ڈال دیا

آپی اسے پکڑاؤادھر۔ صاعقہ نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔

- اوہود تو سہی۔ اس نے آگے بڑھ کر ڈش تھام لی

ہم دے کر آتے ہیں۔ وہ جلدی سے بولتی گیٹ عبور کر گئی۔ صاعقہ ششدر کھڑی رہ گئی۔ اس نے گیٹ سے --- باہر نظر دوڑائی مگر وہ بوتل کے جن کی طرح غائب ہو چکی تھی

انس تیزی سے ہاتھ چلا رہا تھا۔ نیلے نیلے رنگ کے پیکیٹس کو کھول کر وہ آٹے کے خالی تھیلوں میں بھر رہا تھا۔ ان پیکیٹس میں سے چھوٹے چھوٹے ہیر ورن کے پیکیٹس نکل رہے تھے۔ سیاہ پینٹ شرٹ میں ملبوس وہ رف سے حلیے میں تھا۔ ابھی عید کی نماز پڑھ کر کپڑے تبدیل کرتے ساتھ اپنے ذمے لگا کام نبھانے لگا۔ ٹائیگر ابھی تک نہیں آیا تھا۔ وہ عید کی نماز کے بعد جانے کہاں غائب ہو چکا تھا۔ خیر وہ تو ایسی مخلوق تھی۔ جس کا ایک پل سے زیادہ ایک ہی جگہ ٹھہر جانا ناممکنات میں سے تھا

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

اس نے دروازے تک پہنچتے شانوں پر پھیلا دوپٹہ ایک طرف ڈالا۔ بالوں کو ایک ہاتھ سے سیٹ کیا۔ دوسرے میں ڈش تھی۔ ہونٹوں کو باہم ملا کر لپ اسٹک ٹھیک کی اور نزاکت سے دو انگلیاں موڑ کر دروازہ بجایا

کھٹکے کی آواز پر اس نے گھبرا کر ادھر ادھر دیکھا۔ ہیر وئن کے پیکیٹس جا بجا بکھرے تھے۔ محلے میں ان کی کسی سے زیادہ دعا سلام نہیں تھی تو کون آسکتا تھا؟ وہ سارے پیکیٹس کا ایک کونے میں ڈھیر لگا کر جلدی سے تھیدہ سائنڈ پر رکھتے کھڑا ہو گیا۔ اسکے ہاتھ پھرتی سے چل رہے تھے۔ وہ دروازہ کھولنے کیلئے خود کو ریلیکس کرنے لگا۔ ابھی ہاتھ بڑھایا ہی تھا کنڈی کو کھولنے کیلئے۔ جب اس کی نظر کچن کاؤنٹر پر پڑی جہاں چند اور ہیر وئن کے پیکیٹس تھے۔

اوہ مائی گاڈ یہ کب رکھے میں نے یہاں؟ وہ بڑبڑاتا ہوا کچن کی جانب چل دیا۔ دروازہ اب اور زور سے بجنے لگا۔ جب اسے کچھ سمجھ نہ آئی تو جلدی سے خالی شو گرپوٹ میں وہ پیکیٹس ڈال دیے۔ پھر ہاتھ جھاڑتا لمبے سانس لیتا۔ مقفل دروازہ وا کر دیا

آآآ؟؟؟ چند ثانیے کو تو وہ دنگ ہی رہ گیا۔ سامنے کھڑی لڑکی کسی اپسرا سے کم نہیں تھی۔ حُسن تھا کہ قیامت ڈھار ہاتھا۔ اوپر سے اسکی تیاری

وہ ہم میٹھا لائے تھے۔ وہ خوشی سے کہتے خود ہی اندر چلی آئی۔ انس کو اس سے اتنی بے وقوفی کی اُمید نہیں تھی۔ ارے آپ وہاں کیوں کھڑے ہیں؟ چیک کریں نا کیسی بنی ہیں اور برتن بھی خالی کر دیں۔ وہ کچن کاؤنٹر پر ڈش رکھ کر پلٹی تو وہ ابھی تک دروازے میں بُت بنا کھڑا تھا

جی جی! وہ مروتا مسکراتا اندر آیا۔ دروازہ کھلا چھوڑ دیا۔ وہ لڑکی بے وقوف تھی۔ مگر وہ مزید بے وقوفی کا مظاہرہ نہیں کر سکتا تھا۔ ایک بار تو اس کا دل چاہا کہ دو چمٹ لگا کر کہے کہ میں گھر میں اکیلا ہوں۔ منہ اٹھا کر اندر چلی۔ آئی ہو

- یہ لیں۔ اس نے چیخا جس کو تنہا یا اور اس کا چہرہ ایسے دیکھنے لگی جیسے ماسٹر شیف چل رہا ہو اور وہ جج ہو"

- بہت اچھی ہیں۔ وہ پھیکی سویاں کھاتے بمشکل بولا

اچھی ہیں؟؟ بالکل پھیکی۔ بھلا چھوٹی عید پر بھی کوئی پھیکی سویاں کھاتا ہے۔ مگر ابا کی شوگر کی وجہ سے ہمیں کھانی پڑتی ہیں۔ مگر اس میں آپ کا کیا قصور؟ آپ تو میٹھی سویاں کھائیں۔ پیپی ہارمونس بڑھائیں۔ اس کی زبان بجلی کی رفتار کا مقابلہ کر رہی تھی۔ ساتھ ساتھ وہ شوگر پوٹ بھی کھول رہی تھی۔ جیسے جیسے شوگر پوٹ - کھلتا جا رہا تھا۔ انس کے چہرے پر پسینے کے قطرے نمودار ہوتے جا رہے تھے

شوگر پوٹ میں چینی کے بجائے چھوٹی چھوٹی تھیلیوں میں سفید رنگ کا پاؤڈر بند تھا۔ اب پسینے آنے کی باری - اسکی تھی۔ اس کے ہاتھ کپکپائے، پوٹ نیچے گر گیا۔ جا بجا ہیر وئن کے پیکٹس بکھر گئے

اسی پل ٹائیگر داخل دروازے سے اندر آیا۔ سامنے کا منظر ایک پل میں اسے سب سمجھا گیا۔ اس نے دروازہ لاک کیا اور اپنی پینٹ کی پچھلی پاکٹ سے ریوالتور نکال کر منہ پر ہاتھ رکھے کپکپاتی لڑکی کی جانب بڑھا۔

شش!!! آواز نہ نکلے تمھاری۔ وہ اس کے منہ پر ہاتھ رکھے اسے دیوار سے لگا چکا تھا۔ ریوالتور کی موزل خوف کے مارے لرزتی لڑکی کے ماتھے پر تھی۔ اسکی جھیل سی آنکھوں سے نمکین پانی کی دھاریں بہنے لگیں۔ اسے اس بار پوسٹل سے زیادہ خوف مقابل کی اجنبیت بھری نگاہوں سے آ رہا تھا۔ بالکل بیگانہ نگاہیں، اتنی اجنبیت تھی ان میں کہ نیلیم کا دل کٹ کر رہ گیا

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

ٹائیگر! انس آگے بڑھا۔ ٹائیگر نے کاٹ دار نظروں سے اسے دیکھا۔ پھر نیلیم کو کھینچتے ہوئے اُسی کمرے میں لے آیا۔ جہاں ایسی ہی نشہ آور اشیاء بکھری پڑی تھیں

نیلیم ہلکی ہلکی سسکیوں سے رو رہی تھی۔ ٹائیگر لال بھبھوکا چہرہ لیے کمرے کے ایک کونے سے دوسرے کونے میں چکر لگا رہا تھا۔ جب کہ انس شر مندہ شر مندہ ایک طرف کھڑا تھا

اس مسئلے کا ایک ہی حل ہے ماردوں اسے۔ ٹائیگر اچانک رکتے ہوئے سفاکی سے بولا۔ نیلیم ڈر کے مارے کچھ پیچھے کو کھسک گئی۔ اسکی آنکھوں سے جھرنابہہ رہا تھا۔ تمام حسیات جیسے سو گئیں تھیں۔ وہ چیخنا چلانا چاہتی تھی مگر بے سندھ۔

چڑیا سادل کپکپائے جارہا تھا۔ آواز نکلنے سے انکاری تھی۔ ٹائیگر نے انس کو اشارہ کیا۔ جوا بھی تک اسکی بات سُن کر سکتے میں تھا

- گو!! ٹائیگر نے غصیلے لہجے میں کہا

نہیں ہہ ہم نیلیم پیچھے کھسکتی دیوار سے لگ چکی تھی۔ ٹائیگر وہیں کھڑا تھا۔ بے تاثر چہرے کے ساتھ۔ انس اندر داخل ہوا ایک رومال اسکی جانب بڑھایا

بابا! وہ اپنے پورے زور سے چیخی تھی۔ مگر آواز اتنی بھی بلند نہ تھی کہ ساتھ والے مکان تک جاتی۔ اس سے قبل کہ اسکی آواز بلند ہوتی۔ وہ آگے بڑھا اور رومال اسکے منہ اور ہونٹوں پر پوری قوت سے دبا دیا۔ چند پل کیلئے وہ پھڑپھڑائی تھی۔ پھر جھول کر زمین بوس ہو گئی۔ گلے میں موجود نیکلس میں لگے وہ زمرہ کے پتھر اب بھی چمک رہے تھے

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

ٹائیگر نے ایک بڑے کتھی رنگ کے تھیلے میں اسے ڈال کر اوپر سے منہ بند کر دیا۔ پھر کال ملائی اور دس منٹ بعد اس بورے کو اپنے کندھوں پر اٹھاتا باہر نکل آیا۔ جہاں ایک وین اسکی منتظر کھڑی تھی۔ اپنے کندھے کا بوجھ ہلکا کر کے وہ آگے وین ڈرائیور کے ساتھ بیٹھ گیا۔ وین زنائے سے اس محلے سے نکلی تھی

Socialmedia

- ابھی تک آئی نہیں نیلیم؟ ابرار صاحب نے دوسری بار پوچھا تھا

نہیں بابا ابھی تک نہیں آئی۔ عید ہے، کیا پتا آنٹی نے روک لیا ہو۔ صاعقہ بہانے تلاش کرتی بولی۔ اب کیا بتاتی کہ نیلیم ساتھ والوں کے گھر گئی ہے۔ جہاں صرف دو لڑکے رہتے ہیں۔ اگر بتا دیتی تو دونوں کی شامت آجانی تھی دادو کے ہاتھوں۔ اوپر سے عید کا دن بھی خراب جاتا۔ اندر ہی اندر وہ پریشان ہو رہی تھی۔ پچیس منٹ ہو چکے تھے

ہاں ہاں ہم گھر پر ہی ہیں۔ آپ لوگوں کا ہی انتظار ہو رہا ہے۔ جی اچھا۔ ابرار صاحب سیل فون کان کو لگائے کچن کی طرف آئے۔ جہاں صاعقہ کاؤنٹر سے ٹیک لگائے کچھ پریشان سی کھڑی تھی

صاعقہ بیٹا تمہاری تائی لوگ آرہے ہیں۔ دوپہر کے کھانے کا انتظام کر لو۔ اور یہ نیلیم کہاں ہے؟ ابھی تک نہیں آئی۔ موبائل جیب میں ڈال دیا

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

بس آتی ہی ہوگی۔ صاعقہ نے کس دل سے یہ جملہ کہا تھا وہی جانتی تھی۔ وہ بے دلی سے دوپہر کی دعوت کا سامان کاؤنٹر پر اکٹھا کر رہی تھی۔ جب اسے باہر کچھ شور کی آوازیں آنے لگیں۔ عید مبارک، دعا سلام وہ کچن سے نکل آئی۔

۔ السلام علیکم تائی امی! وہ ان سے پیار لیتی ایمن اور ایشا سے گلے ملی

۔ آہل اور ریان بھائی نہیں آئے؟ اس نے تایا ابو سے پوچھا

ہمیں چھوڑ کر کسی دوست کی طرف گئے ہیں۔ آجائیں گے گھنٹے تک۔ سب باتوں باتوں میں ڈرائنگ روم میں داخل ہو چکے تھے

۔ نیلیم کہاں ہے صاعقہ آپ؟ ایشا نے ابرار صاحب کیلئے کرسی رکھتی صاعقہ سے پوچھا

۔ نیلیم کو بلواؤ کسی بچے کو بھیج کر۔ دادو نے حکم نامہ جاری کیا

جی! وہ باہر نکل آئی۔ پھر گلی میں کھیلنے بچوں میں سے ایک دو کو آواز دی اور ساتھ والوں کے گھر سے نیلیم کو بلانے کا کہا

باجی ساتھ والے گھر کو توتا لگا ہے۔ بچہ کہہ کر بھاگ گیا۔ مگر اسکے گویا ہاتھ پیر پھول گئے۔ آسمان اسکے سر پر آگرا تھا۔ بابا! بابا! وہ بھاگ کر ڈرائنگ روم داخل ہوئی تھی

۔ کیا ہوا ہے؟ صاعقہ کی نم آنکھیں اور گھبراہٹ سب کو تشویش میں مبتلا کر گیا تھا

بابا نیلیم کراہے داروں کے گھر گئی تھی میٹھا دینے۔ مگر اب تک نہیں آئی اور ساتھ والوں کے گھر تالا لگا ہے۔ وہ ڈرتی ہوئی بتا رہی تھی

کیا پتا کسی اور کے گھر چلی گئی ہو عید ملنے۔ کسی سہیلی کے گھر۔ ابرار صاحب تحمل سے بولے۔ ورنہ غصہ تو بہت
- آیا تھا انہیں

بابا اُسکی محلے میں کہاں کسی سے اتنی بنتی ہے۔ صاعقہ کی بات پر وہ متفق تھے۔ دادو اور باقی سب بھی پریشان
- کھڑے تھے

- مصروفیت کے اس دور میں عید کا یہ دن کسی نعمت سے کم نہیں۔ ریان مسکراتے ہوئے بولا

بالکل درست فرمایا بڑے بھائی۔ وہ ہنستے ہوئے کار کی اسپیڈ بڑھا گیا تھا۔ روڈ خالی تھا اسی لیے۔ اچانک آگے پڑی
- بھاری بھاری اینٹوں سے راستہ بلاک کیا ہوا تھا۔ کار آگے جانے سے انکاری ہو گئی تھی

میں دیکھتا ہوں۔ آہل ڈرائیونگ سیٹ چھوڑ کر باہر نکلا۔ ابھی وہ جھکا ہی تھا اینٹ اٹھانے کو کہ کسی نے پیچھے سے
اسے دبوچتے منہ پر کلوروفارم سے بھیگا رومال رکھ دیا۔ وہ بے ہوش ہو کر گر پڑا تھا۔ ریان فوراً باہر نکلا تھا۔ اس
نقاب پوش کو دھکا دے کر آہل کو اٹھانا چاہا۔ جب دو تین اور نقاب پوش جانے کہاں سے نازل ہوئے تھے۔
لاتوں گھونسوں کی برسات کر کے اسے زخمی کر دیا۔ دونے مل کر آہل کو وین میں ڈالا اور اپنے ساتھیوں کو
- اشارہ کرتے چلتے بنے۔ ریان زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے چیخ رہا تھا، کراہ رہا تھا

- آہل! آہل!! وہ چاہ کر بھی اٹھ نہیں پارہا تھا۔ گھٹنوں پر بڑی بری طرح ضربیں آئیں تھیں

بابا آہل کو کسی نے اغواء کر لیا ہے۔ مجھے بہت بری طرح پیٹا ہے اُن لوگوں نے۔ میں ہاسپٹل میں ہوں۔ ریان پریشانی سے نم آواز میں بتا رہا تھا۔

کیا بکواس کر رہے ہو ریان؟ انہیں لگا کسی نے انکی جان نکال لی ہو۔ بابا وہ چار پانچ تھے۔ میں آہل کو نہیں بچا سکا۔ وہ میرے سامنے میرے بھائی کو اٹھا کر لے گئے اور میں کچھ نہیں کر سکا، وہ رونے لگا۔

کس ہاسپٹل میں ہو؟ شکست خوردہ لہجہ تھا انکا۔ ریان نے ہسپتال کا ایڈریس بتایا۔ دوسری جانب سے جلد پہنچنے کا کہہ کر رابطہ منقطع کر دیا گیا۔

نیلیم گئی تو گئی کہاں؟ تین گھنٹے ہو گئے ہیں۔ محلے میں بھی پتا کر چکے ہیں۔ کہیں نہیں ہے۔ ابراہار صاحب ٹوٹے ہوئے لہجے میں بولتے صوفے پر گرنے کے انداز میں بیٹھے تھے۔ چشمہ اُتار کر ہاتھ میں تھام لیا۔

آہل کو کسی نے اغواء کر لیا ہے اور ریان کو بھی مارا پیٹا ہے۔ اسرار صاحب نے بھی ایک بم پھوڑا تھا۔ کیا کہہ رہے ہیں آپ؟ آہل کی کسی سے کیا دشمنی؟؟ میرا بچہ ابھی تو ٹھیک بھی نہیں ہوا تھا "ال۔ عالیہ بیگم زارو۔ قطار رونے لگیں۔

امی سنبھالیں خود کو۔ ایمن روتی ہوئی آگے بڑھی۔ صاعقہ ایشاسب رو رہے تھے۔

دادو! صاعقہ کے حلق سے چیخ نما آواز نکلی تھی۔ دادو بیٹھی بیٹھی ہی ایک جانب کو لڑھک گئیں تھیں۔

اماں! دونوں بھائی دوڑ کر ماں کی جانب لپکے تھے۔

- اب کیا کرنا ہے؟ انس نے متفکر لہجے میں پوچھا

ٹائیگر نے ایک نظر سامنے پڑی نیلیم پر ڈالی۔ جسکے پورے وجود پر دوپٹہ پھیلا رکھا تھا۔ دن کی روشنی میں بھی اس چھوٹے سے اسٹور نما کمرے میں اندھیرا تھا۔ دیواروں پر جانے کیا الابلہ لکھی ہوئی تھی۔ اسپرے سے مختلف نقش و نگار بنارکھے تھے۔ سیمنٹ کا فرش تھا

اب ہاتھ پر ہاتھ دھرے تو بیٹھ نہیں سکتے۔ واپس تو جانا ہوگا۔ ٹائیگر نے تلخی سے جواب دیا۔

- اگر محلے والوں کو ہم پر شک ہو گیا۔ گھر کی تلاشی لے لی تو؟ انس کے لہجے میں خدشات بول رہے تھے

تلاشی لینے تو پولیس ہی آئے گی۔ کیا پتا انہوں نے بدنامی کے ڈر سے ایف آئی آر (فرسٹ انفارمیشن رپورٹ) نہ کٹوائی ہو۔ کیونکہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ 154 کے تحت قابل دست جرم کی ہی ایف آئی آر درج کی جاسکتی ہے اور قابل دست جرم میں اغواء بھی شامل ہے۔ مگر کسی کو نہیں پتا کہ یہ لڑکی اغواء ہوئی ہے اور ابھی تو صرف تین گھنٹے گزرے ہیں۔ پولیس چوبیس گھنٹے سے پہلے ایکشن نہیں لے گی۔ ٹائیگر نے اندازہ لگایا

- لیکن اُسکے گھر والوں کو تو پتا تھا نا کہ وہ ہمارے گھر آئی تھی۔ انس نے سوال اٹھایا

اور کسی کو کیا پتا ہم اُس وقت گھر پر تھے کہ نہیں۔ پچھلی گلی سے نکلے تھے ہم۔ کسی نے نہیں دیکھا ہوگا۔ تم صاف مکر جانا اور کہہ دینا کہ تم تو عید کی نماز کے بعد اپنے دوست کی طرف گئے تھے، اب آئے ہو۔ وہ پلاننگ کرنے لگا۔

تو تم نہیں آرہے؟

نہیں صرف تم جاؤ اور سنبھالو سب۔ بگاڑا بھی تم نے ہے اور ہاں مال جلد از جلد وہاں سے نکالنے کی کوشش کرو۔ ٹائیگر کچھ تپے ہوئے انداز میں بولا تھا

ویلم بیک اے ایس پی آہل اسرار! ہلکی سی آنکھ کھلی تھی اسکی جب وہی مخصوص رعب سے بھرپور آواز اسکی سماعت کا پردہ پھاڑنے لگی۔ اس نے بمشکل سر اٹھا کر دیکھا تھا۔ اسکے ہاتھ پیچھے کمر پر لے جا کر باندھے گئے تھے۔ جبکہ پیر بھی رسیوں میں جکڑے تھے۔ اسے پیٹ کے بل گھاس پر پھینکا گیا تھا۔ سامنے ہی ایم آز کھڑا تھا۔ اسکے ہاتھ میں رائفل تھی وہ نشانے کی پریکٹس کر رہا تھا۔ وسیع و عریض رقبے پر پھیلا یہ گھاس کامیدان۔ آہل کو جانا پہچانا لگا۔ نظر اٹھا کر دیکھی یہ وہی فارم ہاؤس تھا

کیا ہوا؟ پہچانا نہیں؟ ایم آز ایک گھنٹے پر رائفل والا ہاتھ ٹکا کر اسکی جانب جھکتا بولا۔ پھر اسکے پاس ہی ایک پیر زمین پر ٹکائے۔ دوسرا گھٹنہ موڑے بیٹھ گیا

اگر تم نے مجھے پہلے پہچان لیا ہوتا تو آج یہ دن نہیں دیکھنا پڑتا۔ ایم آرنے اسکے بال سختی سے اپنی مٹھی جکڑ کر اسکا چہرہ اوپر کیا تھا۔ آہل نے اسکی آنکھوں میں آگ کے شعلے جلتے محسوس کیے تھے۔ وہ تو سب بھول گیا تھا۔ بالکل۔ فراموش کر دیا تھا اس شرمناک اور تلخ حقیقت کو۔

میرا کوئی قصور نہیں مجھے ٹریپ کیا گیا تھا۔ وہ ٹوٹے پھوٹے لہجے میں کہتا بری طرح کراہ رہا تھا۔ بال اب بھی ایم آرنے کی سخت گرفت میں جکڑے تھے۔

ٹریپ؟؟ وہ بھی ایک پولیس آفیسر کو۔ تم اتنے احمق ہو کہ تم ٹریپ ہو گئے؟ وہ زہر خندی سے پھنکارا۔ ساتھ ہی اوندھے پڑے آہل کا منہ زمین پر دے مارا۔ اسکی دلخراش چیخ پر وہاں راؤنڈ لگاتے گاڑڈز بھی پل بھر کو تھم گئے تھے۔ آہل کو لگا اسکی ناک کی ہڈی ٹوٹ گئی ہو جیسے۔

تم میرے لیے کام کر رہے تھے اور میں اپنے کام میں کوتاہی اور لاپرواہی معاف نہیں کرتا۔ اس نے پھر اسکے بال کھینچتے سر پتھریلی زمین پر دے مارا۔ آہل کو اپنے سامنے کے دودانت ٹوٹے محسوس ہوئے۔ اب کی بار ایم آرنے اسکا سر اٹھایا تو زمین کی سطح پر سرخ رنگ کا مادہ پھیلا دیکھا تھا۔ آہل کے منہ اور ناک سے بھی خون بہہ رہا تھا۔

کہاں لگی تھی گولی؟ اسنے دنیا جہان کی چاہت اور شیرینی لہجے میں سموتے پوچھا۔ گرفت میں خود بخود نرم ماہٹ۔ سمٹ آئی تھی۔

لٹانگ میں، ناچاہتے ہوئے بھی اسکے آنسو بہہ نکلے۔ تکلیف ہی اتنی تھی "

اوہ لفٹ اور رائٹ؟ افسوس کرتے پوچھا۔

- رائٹ پر، وہ اٹک اٹک کر بولا

ایک ہی لگی تھی بس؟ آہل کے بال سنوارتے کس قدر تاسفانہ لہجہ تھا اسکا۔ جیسے پورے جہان میں ایک یہی ہمدرد ہو اسکا۔

- ہہ ہاں آہل نے تھوک نگلا۔ ویری بیڈ وہ کھڑا ہوا

آہل نے ایک گارڈ کو اسکے ہاتھ میں ریوالور تھماتے دیکھا۔ خوف سے آہل کی جان ہوا ہونے لگی۔ اسے موت سے پہلے ہی روح نکلتی محسوس ہوئی۔ وہ زور زور سے نفی میں سر ہلانے لگا

ایم آرنے اسکی آنکھوں میں وہی التجا وہی خوف دیکھا تھا۔ جو آج تک وہ ہر شخص کی آنکھ میں دیکھتا آیا تھا۔ مگر وہ ٹھہرا کب تھا؟؟؟ کب کسی کی التجاؤں نے، گڑ گڑا ہٹوں نے، گزارشوں نے اسکے قدموں میں زنجیر ڈالی تھی؟ کبھی بھی تو نہیں

ٹھاہ! ٹھاہ!! ٹھاہ!!! تین فائر سیدھا دائیں پنڈلی پر کرنے کے بعد وہ ہونٹوں کو سُکیرٹے سیٹی بجاتے ریوالور اُچھال چکا تھا۔ جسے سرعت سے اسکے ملازم نے کیچ کر لیا تھا

جتنا نقصان تم میرا کر چکے ہو۔ اس کیلئے تمہیں اتنی آسان موت نہیں دے سکتا میں اور کیا پتا تمہیں کسی نے ٹریپ کیا تھا یا تم مجھے بے وقوف بنا رہے تھے۔ خیر جب تم مجھے بتا دو گے۔ تم نے کس کے کہنے پر یہ کیا۔ میں تمہیں آسانی سے مار دوں گا۔ لیکن اگر تم نے ہونٹ سیے رکھے تو مجھے درندگی پر اُترنا پڑے گا۔ وہ اسکے اوندھے پڑے نیم بے ہوش وجود کو دولا تیں رسید کرتا اپنے گارڈز کو اشارہ کرتا نکل گیا

- پندرہ منٹ بعد اسکے بے ہوش وجود کو بیسمنٹ میں منتقل کر دیا گیا تھا

دادو! دادو!! آپ ٹھیک تو ہیں؟ صاعقہ نے سب سے پہلے ان کی آنکھوں کو حرکت کرتے دیکھا تھا۔ لپک کر
-انکی جانب بڑھی

اماں آپ نے تو جان نکال دی تھی ہماری۔ اسرار اور ابرار صاحب دونوں ان کے دائیں بائیں آ بیٹھے تو صاعقہ
-کھڑی ہو گئی۔ ابرار صاحب کے ڈاکٹر دوست ہی ان کو ٹریمنٹ دے کر گئے تھے

نیلیم! آہل!! وہ بس اتنا ہی بول سکیں۔ ابرار صاحب نے انکا گرم ہاتھ اپنی گرفت میں لیتے محبت سے دیکھتے
-کہا

-اماں آپکی طبیعت ٹھیک نہیں ہے ٹینشن مت لیں۔ ان کے بال سنوارے تھے

میں کہتی تھی تھی بیاہ دے اسے۔ اسی دن کا خوف تھا۔ جانے کن ہاتھوں میں پڑ گئی ہوگی۔ میرا دل بند ہوئے جارہا
ہے ابرار۔ وہ رو پڑی تھیں۔ انکی بات پر صاعقہ کا دل بھی پھٹ پڑا تھا۔ اب کمرے میں اسکی سسکیاں گونج رہی
تھیں۔

اماں اللہ سب بہتر کرے گا۔ عزت اور ذلت اُسی کے ہاتھ میں ہے آپ ہمت کریں، دعا کریں۔ سب ٹھیک
ہو جائے گا۔ اب کی بار اسرار صاحب نے دلاسا دیا تھا۔

-آہل کا کچھ پتا چلا؟ انہیں دوسری فکر لاحق ہو گئی

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

ایف آئی آر درج کروا آئے ہیں تھانے میں۔ ایس پی صاحب کو بھی اطلاع ہو گئی ہے۔ وہ لوگ اُسے جلد تلاش کرنے کی کوشش کریں گے۔ یہ عام کیس نہیں ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اے ایس پی آہل کو پولیس محکمے کے دشمنوں نے اغواء کیا ہو۔ ہو سکتا ہے وہ پولیس سے کوئی ڈیمانڈ کریں۔ ابھی تک کیس کا صحیح علم نہیں ہو سکا۔ انکی تفصیل پر وہ اور افسردہ ہوتیں نم آنکھوں کے گوشے صاف کرنے لگیں

دونوں خاندان پریشان کھڑے تھے۔ قسمت نے کیا عجیب ستم ڈھایا تھا۔ وہ جو خاندان بھر کو انکے نکاح کی خوشخبری دینے کا سوچ رہے تھے۔ اب انکی گمشدگی پر اشک بہا رہے تھے

جانے والے نے یہ بھی نہ سوچا محسن

جوا نہیں دیکھ کر جیتے ہیں وہ کدھر جائیں گے؟؟؟

Writers

گلاب کی پنکھڑی کی مانند لب ہلکے سے واہوئے تھے۔ سسکی سی آزاد ہوئی تھی ان سے۔ گلابی عارضوں پر سایہ فگن دراز خمدار پلکوں میں لرزش سی پیدا ہوئی تھی۔ سجدے کی حالت سے رکوع میں آتے ان پلکوں نے چند ساعتیں طے کی تھیں۔ ہلکے سبز رنگ کی گہری جھیل سی آنکھیں جب آس پاس کے منظر سے روشناس ہوئیں تو ان میں خوف در آیا تھا۔ سامنے بیٹھے دلکش نقوش کے حامل شخص نے اسکی ایک ایک حرکت بڑی دلچسپی سے

نوٹ کی تھی۔ وہ کُرسی کو موڑ کر اسکی پشت سے پیٹ لگائے اور کمنیاں بیک کے سرے پر ٹکائے، ٹانگیں
- دونوں طرف سے نکال کر بیٹھا تھا۔ اسکے ایک ہاتھ میں سیاہ رنگ کا ریوالور تھا

بڑی نازک مزاج ہیں آپ۔ اتنا وقت لگایا ہوش میں آنے میں۔ دلنشین لہجہ تھا۔ نظریں اب بھی سامنے پڑے
- ساکت وجود پر گڑھی تھیں

آپ ہمیں مت ماریں۔ وہ روتے ہوئے کسی بچے کی طرح بولی تھی۔ ہاں اپنی جگہ سے وہ ایک انچ تک نہ ہلی
- تھی

- اوہ سوری یار مارنا تو پڑے گا تمہیں۔ آخر کو تم میرے راز سے آشنا ہو چکی ہو۔ وہ ریوالور کو گھماتے ہوئے بولا
ہم سوری کرتے ہیں۔ اب کبھی آپ کے گھر نہیں آئیں گے۔ کسی کو کچھ نہیں بتائیں گے۔ وہ دیوار سے تھوڑا
- آگے کو سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔ ہاتھ کی پشت سے گلابی گالر گڑتے وہ معصومیت کی انتہا کر رہی تھی

ہیروئن کی فروخت دن بدن آپکی یونیورسٹی میں بڑھتی جا رہی ہے۔ اب جبکہ آپ یہ سب جان گئی ہیں تو ہو سکتا
ہے کہ میرا بزنس جلد ڈوب جائے۔ اور آپ کو پتا ہے؟ میں نقصان انورڈ نہیں کر سکتا۔ اسکے لہجے میں جانے کیا تھا
کہ نیلیم نے اپنے دل کے وال بند ہوتے محسوس کیے۔ پھر اچانک ہی اسے غصہ آیا تھا۔ ان جیسے اسمگلرز کی بناء پر
- ہی تو آج یہ ملک پستی کی طرف بڑھ رہا تھا

کونشہ بیچتے ہو؟ آپکو شرم نہیں آتی یہ کام کرتے ہوئے؟ "اپنی youngsters آپ اسمگلر ہو؟؟؟"
جانب سے تو اسنے ملامت کرتے کہا تھا۔ مگر مقابل بہت ہی ڈھیٹ واقع ہوا تھا۔ اسکے پھولے پھولے گلابی
- گالوں کو دیکھتے وہ کس قدر محظوظ ہوتے مسکرایا تھا۔ پھر کُرسی سے اُٹھا اور قہقہہ لگاتے اسکی جانب بڑھنے لگا

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

اسمگلر؟ ہا ہا ہا میں مرڈرر (قاتل) بھی ہوں اور افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ اب جو میں دسواں قتل کروں گا وہ " ایک قاتل حسینہ ہوگی۔ " اس کے پاس بیٹھتے وہ مزاق اڑاتے کہہ رہا تھا۔ نیلیم کا دل خون خون ہو گیا۔ پہلی بار وہ خود پاس آیا تھا۔ مگر کتنا اجنبی اور بیگانہ محسوس ہو رہا تھا۔ اسے لگا موم بتی کے کنارے کسی ورق کی طرح کوئی اس کا دل لیے کھڑا ہے اور اس دل کا کنارہ شعلوں کے سپرد کر دیا ہے۔ اسکی دہکتی گرم تپش سے اس کا دل پگھل کر پانی ہوئے جا رہا تھا۔

ہم کسی کو کچھ نہیں بتائیں گے پرامس۔ ہمیں جانے دیں۔ وہ تڑپ کر فریاد کرتی معصومیت کے تمام ریکارڈ توڑ رہی تھی۔

کئی بار تم ایسی بات کر جاتی ہو کہ مجھے سوچنا پڑتا ہے۔ تم ضرورت سے زیادہ معصوم ہو یا حد سے زیادہ بے وقوف۔ وہ بغور اس کے بھگکے نین تکتے ہوئے بولا۔

ہم بے وقوف ہی تو ہیں جو۔۔ " اسکی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی ٹائیگر نے اچک لی۔

جو تم سے محبت کر بیٹھے ہے نا؟؟ " کتنا تذلیل آمیز لہجہ تھا اسکا۔ نیلیم کے اندر تک زہر ہی زہر سرایت کر گیا۔

ہمیں نفرت ہو رہی ہے تمہارے اس دوغلے چہرے سے۔ " اب کی بار اس نے آپ کہنے کا تکلف نہیں کیا۔

تھا۔

اور میں تو جیسے تمہاری محبت میں مرے جا رہا ہوں۔ " اس نے زہر خندی سے کہا۔ نیلیم نے شکایتی نظروں سے اسے دیکھ

ایسے دیکھو گی تو میرا مارنے کو دل نہیں چاہے گا اور خوف بھی ہے۔ کہیں یہ نین کٹورے مجھے ہی نا قتل

کر دیں۔ " صاف چڑانے والا انداز تھا۔

نیلیم کا مرکت از دیاء تبسم

تم تو تب بھی ان سے قتل نہیں ہوئے تھے۔ جب یہ تمہارے ٹھکرانے پر اشک بہاتے تم سے فریاد کناں "تھے۔ اب کیا خاک قتل ہو گے۔" جانے کیوں دل مان ہی نہیں رہا تھا۔ اسکے اس دوغلے چہرے کو

- بند کرو اپنی یہ محبت کی عدالت اور اٹھو۔ "وہ بے زاری سے بولتا کھڑا ہوا"

- اسٹینڈ اپ! اسے شاکڈ بیٹھا دیکھ کر وہ دھاڑا

آڈیٹوریم کا منظر تیزی سے نیلیم کی آنکھوں میں سما یا تھا۔ اسٹینڈ اپ! دھاڑتی آواز۔ "گو" حکم دیتا بھاری لہجہ۔ کتنی بے وقوف تھی وہ۔ وہ کیسے اس آواز میں تمیز نہیں کر پائی۔ اسکو اپنا دماغ چکراتا ہوا محسوس ہوا۔ تیزی سے کھڑی ہوئی۔ مقابل کی آنکھیں دیکھیں۔ مگر نہیں وہ ایسا تو نہیں دھکتا تھا

بھورے شانوں تک آتے بال، گھنی مونچھیں، پتلی ناک، گھنی پلکیں اور مقابل کی صاف چمکتی سنہری گندمی رنگت، مغرور کھڑی ناک، بھرے بھرے کٹاؤ والے ہونٹ، کلین شیوڈ، سیاہ فوجی کٹ اسٹائل کے سلکی بال۔

آخری بار دیدارِ یار کر لو۔ "وہ اسکے گھورنے پر پینٹ کی ایک پاکٹ میں ہاتھ ڈالتا ٹیڑھا سا کھڑا ہو گیا۔ نیلیم اب "براہِ راست اسکی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔ آنکھوں کی ساخت کچھ تبدیل تھی۔ پلکیں بھی بہت گھنی تھیں۔ اور لینس اُبھرے ہوئے

تت تم کون ہو؟ کون ہو تم کیا کھیل کھیل رہے ہو میرے ساتھ؟؟ وہ ایڑھیوں کے بل اونچی ہوتی اسکا کالر۔ دبوچ چکی تھی

تت تم وہی ہوا اینٹری ٹیسٹ، والے قاتل ہو تم۔ کیوں کر رہے ہو یہ سب؟ کیوں بھرو پیے بنے گھوم رہے ہو؟؟ کیوں دھوکہ دے رہے ہو؟؟؟ ہم نے کیا بگاڑا ہے تمہارا؟ وہ تقریباً چلا رہی تھی

دماغ خراب ہو گیا ہے تمہارا؟ کون بہرہ و پیہ؟ وہ اسکا ہاتھ بے دردی سے جھٹکتے بولا تھا۔ وہ لڑکھڑا کر چند قدم پیچھے ہوئی تھی۔

- ہم تمہاری آواز پہچانتے ہیں۔ تم وہی ہو۔ وہ اس کے سخت تاثرات سے خوفزدہ ہوئے بنا بولی۔
- تم نے لینس لگا رکھے ہیں؟ وہ یکدم پھر آگے بڑھتی اسکی آنکھوں میں جھانکتی شکی لہجے میں بولی۔
- دور ہٹو پاگل ہو گئی ہو تم۔ وہ اسے بے دردی سے دور دھکیل چکا تھا۔

آہ۔۔۔ آپ! وہ لڑکھڑائی تھی۔ اس کے دھکا دینے سے بازو دیوار میں لگنے سے اسکو ہڈیاں بھی ٹوٹی محسوس ہو رہی تھیں۔ آنسوؤں کے سیلاب کے ساتھ ہی بے اختیار اس کے منہ سے آپی نکلا تھا۔ جتنے میں وہ سنبھل کر پھر اسکی جانب دیکھتی وہ غائب ہو چکا تھا۔ زنگ آلود بھاری لوہے کا دروازہ چرر کی آواز سے بند ہوا تھا۔ نیلیم چیخ چیخ کر رونے لگی۔ مسلسل گریہ وزاری سے اسکی آنکھوں کے پیوٹے سو ج چکے تھے۔

بکواس بند کرو نہیں تو منہ توڑ دوں گا تمہارا۔ قاتل ہو تم ہزاروں لوگوں کی اور آگے سے اکڑ رہی ہو۔

"جب قومی ترانہ پڑھا جائے تو کیا کیا جاتا ہے۔"

اسمگلر؟ باہا ہا میں مرڈرر (قاتل) بھی ہوں اور افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ اب جو میں دسواں قتل کروں گا۔
"وہ ایک قاتل حسینہ ہوگی۔"

"آج کینٹ اسٹیشن پر جو لوگ مرے ہیں۔ انکی موت کی ذمہ دار تم ہو۔"

"ادب سے کھڑا ہونا چاہیے نا؟؟؟"

کئی بار تم ایسی بات کر جاتی ہو کہ مجھے سوچنا پڑتا ہے۔ تم ضرورت سے زیادہ معصوم ہو یا حد سے زیادہ "بے وقوف۔"

جملے آپس میں گڈمڈ ہونے لگے۔ البتہ آواز ایک ہی تھی۔ اس نے زور سے کانوں پر ہاتھ رکھ لیے۔ چیخ چیخ کر اپنی اندر کی وحشت کو باہر کا راستہ دکھانے لگی۔ خود کو پرسکون کرنے میں وہ ناکام ہوتی جا رہی تھی۔ اب تو حلق بھی خشک ہو چکا تھا۔ اسے لگ رہا تھا جیسے کچھ بہت برا ہونے لگا ہے۔ وہ کسی جال میں جکڑی جا چکی ہے۔ آوازیں ملتی تھیں۔ مگر حلیے بالکل مختلف تھے۔ وہ پہچان نہیں کر پا رہی تھی کہ کون اصل ہے اور کون نقل۔ مگر اتنا ضرور جان گئی تھی کہ زندگی اب ایک نئی ڈگر پر نکل چکی ہے۔ انجان راستوں پر جہاں فقط اندھیرے اور خوف کے اسکا استقبال کسی تیسری چیز نے نہیں کیا تھا۔

ایم سوری ٹائیگر! میری لاپرواہی۔ انس منمنایا

شٹ اپ! جسٹ شٹ اپ!! تم سے مجھے اس حماقت کی ہر گز توقع نہ تھی۔ جو نیئر ہو یہی سوچ کر ابھی تک میں خاموش ہوں ورنہ، وہ اسکا ہاتھ جھٹکتے غصے سے کھڑا ہو چکا تھا۔ پھر بے بسی سے دیوار پر مکھڑا دیا

وہ لڑکی اتنی بھی بے وقوف نہیں۔ جتنا میں اُسے سمجھا تھا۔ غلطی میری ہے مجھے ٹون بدل کر بات کرنی چاہیے تھی۔ اوہ نواب کیا ہوگا؟ وہ مجھے پہچان گئی ہے۔ وہ دنوں ہاتھوں میں سر تھا مے پھر سے کرسی پر ٹک گیا۔ یہ وہی کمرہ تھا، جہاں بہت سے چارٹس اور بڑا سا میز پڑا تھا

نیلیم کا مرکت از دیاء تبسم

-اوہ نو تمہارا لہجہ تو مختلف تھا پھر؟ انس نے ڈرتے ڈرتے کہا۔ مبادا وہ پھر نابھڑک اُٹھے

میں اوڈی میں اُس سے ملا تھا اور غصے میں رینل ٹون یوز کر بیٹھا۔ پھر پیپر لینے گیا۔ تب بھی میں غصے میں تھا اور پھر وہی غلطی ہوئی اور آج جب میں نے اُسے دھاڑ کر اسٹینڈ اپ بولا تو تب بھی میری ٹون رینل تھی اور وہ اتنی خطرناک سیچویشن میں بھی بھانپ گئی۔

سر صحیح کہتے ہیں۔ تم غصے میں آؤٹ آف کنٹرول ہو جاتے ہو۔ یاد کرو یہ مشن تمہارے حوالے کرتے بھی سر نے تمہیں غصے پر قابو رکھنے کو کہا تھا۔ تمہارا منہاج سے نفرت کا جو پرسنل ریزن ہے۔ اسے کچھ وقت کیلئے فراموش کر دو۔ عاص تم ہمیشہ سر خر و ہوئے ہو۔ ہر مشن میں فاتح ٹھہرے ہو۔ اس بار کیوں یہ حماقتیں کر رہے ہو؟ تمہیں تو اپنے لہجے، آواز، روپ، تاثرات ہر چیز پر کنٹرول ہوتا تھا۔ اب کیا ہوتا جا رہا ہے؟ انس پریشان ہوتا پوچھ رہا تھا۔ پچھلے تین سالوں سے وہ ہر مشن پر اسکے ساتھ تھا۔ وہ سویلین تھا۔ اسکی ٹریننگ اچھی تھی۔ مگر جانے کیوں وہ نیلیم کو دیکھ کر بدحواس ہو گیا تھا۔ بری نظر نہ تھی۔ مگر سحر تو اُسے ہی کہتے ہیں۔ جو عقل پر طاری ہو جائے۔ اسکے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا تھا

پاگل ہوتا جا رہا ہوں میں۔ میرا بس نہیں چل رہا انس کہ میں اُس قاتل کا، اُس کافر کا، فرعون کا گلابادوں۔ جان سے مار دوں اُسے۔ زندہ دندنا تے دیکھ کر میں مرنے لگتا ہوں۔ جان جاتی ہے میری۔ روح نکلنے لگتی ہے۔ مجھے اپنے جسم میں شرارے بھرے محسوس ہوتے ہیں۔ میں اُسکے خون کا پیاسا ہوتا جا رہا ہوں۔ میرا صبر، میرا ضبط جاتا جا رہا ہے۔ میں کچھ کر بیٹھوں گا۔ اگر کچھ اور دن وہ ایسے ہی جیتتا رہا تو۔ میں سب بھول جاؤں گا۔ سب کچھ۔ --اور مار ڈالوں گا اُسے

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

اُسکے جسم میں دل بھی نہیں۔ جانے وہ مرے گا کیسے؟؟ آآ آ جنون کسے کہتے ہیں؟ دیوانہ ہو جانا کسے کہتے ہیں؟ عقل پر جذبات کا ہاوی ہو جانا کیا ہوتا ہے؟ انس کو اس پل سامنے کھڑے اپنے سینئر میجر عاص عالم کو دیکھ کر اندازہ ہوا تھا۔ وہ پہلی بار اسکا یہ روپ دیکھ رہا تھا۔ اسکی رنگت سُرخ ہو چکی تھی۔ اسے خود خوف آرہا تھا۔ عاص عالم نے میز پر پڑی ہر چیز زمین بوس کر دی تھی۔ انس پیچھے کو ہو کر کھڑا ہو گیا۔ پھر کمرے سے ہی نکل گیا۔

تمہیں اُس کار کا نمبر یاد ہے۔ جو چاند رات کو میری کار سے ٹکرائی تھی؟ منہاج عزضحاک نے باوردی گارڈ سے پوچھا۔

- نہیں سر! وہ سر کو اس حد تک جھکاتے بولا کہ ایم آاز کو اسکا چہرہ نہ نظر آیا

- دفع ہو جاؤ۔ اسکی دھاڑ پر وہ بجلی کی رفتار سے غائب ہوا تھا

اسلحہ پنجاب کی پارٹی کو ٹرانسفر کر دو اور مستونگ، چاغی، ہرنائی، زیارت ان تمام کے کیمپس کی رپورٹ بھی "دو۔" پھر کچھ کو ڈور ڈز استعمال کر کے اس نے رابطہ منقطع کر دیا اور اُٹھ کر شیشے کی سلامنڈ کے پاس آکھڑا ہوا۔ قد آدم کھڑکی کا شیشہ کھولتے وہ ایم آاز پلازہ کی درمیانی منزل پر کھڑا تھا۔ دونوں ہاتھ پاکٹس میں ڈالے۔ وہ ڈھنڈی ہوا کے جھونکوں سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔ آنکھیں موندیں تو تیز تیز بولتی، حسین لڑکی کا سراپا اسکی - بند غلافی آنکھوں کی پتلیوں میں آسمایا

ہیرے تمہارے پاس ہیں۔ تمہیں تلاش بہت ضروری ہے۔ "وہ دل میں عہد کرتے گہری سوچ میں پڑ گیا۔"
آج کی صبح اسکے لیے ایک نیا راستہ لائی تھی۔ ایک نیا مقصد، وہ اس لڑکی کو تلاش کرنے کے بارے میں سنجیدگی
- سے سوچنے لگا۔ آخر کو وہ اپنا نقصان کرنے والوں کا بخشتا تھوڑی تھا

- انس نے دروازہ کھولا تو کریم کلر کی چادر لیے خود کو مکمل ڈھانپے ایک نوجوان اندر داخل ہوا
شکر تم جلد آ گئے۔ ایجنٹ شعیب نے رپورٹ دینی ہے پندرہ منٹ ہیں۔ اسکے بولتے بولتے نوجوان نے چادر اُتار
دی۔ اسکے سر پر سیاہ رنگ کا رومال مثلث کے انداز میں بندھا تھا۔ جسے اس نے فوراً اُتار کر میز پر پھینکا اور دونوں
کمرؤں کے درمیان موجود چھوٹی سی جگہ پر لگے آئینے کے سامنے جا کھڑا ہوا۔ ہیرا سٹائل میں استعمال ہونے
والی پنز سے لگائے بال اس نے بہت احتیاط سے اُتارے تھے۔ سیاہ گھنگریالے گھنے شانوں تک آتے بال اب
- غائب ہو چکے تھے۔ اسی طرح داڑھی اُتارنے کے بعد وہاں پر لگے پیچ کو بھی اُتار دیا

میں نے ساری منشیات آئی ایس آئی کے آفس بھیج دیں ہیں۔ اب یہاں کچھ بھی نہیں ہے۔ انس نے ایک بوتل
- نوجوان کو تھمائی

- جس میں موجود آئل کو وہ ٹیوپ پر رگڑ رگڑ کر اُتار رہا تھا

prosthetic patch ہرب کے لگائے بندے اب تک پیچھا کر رہے ہیں؟ "انس نے اب بازو سے " اُتارتے ٹائیگر سے پوچھا۔ اس نقلی جلد کے ہٹ جانے سے ٹائیگر کے صاف شفاف بازو نظر آنے لگے۔ جہاں ایک کٹ کا نشان تھا

بہت بسیں، رکشے پکڑ کر راستے بدل بدل کر آیا ہوں۔ مجھے ہرب کا کوئی بھروسہ نہیں۔ احتیاط اچھی ہے۔ وہ کلیئزر سے چہرہ صاف کرتے کہہ رہا تھا۔ آئی ٹیپ بھی اُتر چکا تھا۔ اب اسکی آنکھیں اپنی اصل ساخت میں واپس آچکی تھیں

اُس لڑکی کے بارے میں کیا سوچا پھر تم نے؟ پورا ایک دن گزر گیا ہے۔ کچھ جھجھکتے ہوئے پوچھا

لیپ ٹاپ آن کرو تم میں آرہا ہوں۔ صاف ظاہر تھا کہ وہ اسکے سوال کا جواب نہیں دینا چاہتا تھا۔ وہ لباس تبدیل کرنے چلا گیا تو انس نے جلدی سے لیپ ٹاپ لگالیا اور ایجنٹ شعیب کو لایو لیا

ایو اور امیلے کو کچھ نہیں پتا میجر عاص۔ ایون دے ڈونٹ نو ہی از نو مور (انہیں یہ بھی نہیں پتا کہ وہ اب نہیں رہا)۔ اسکرین پر خوش شکل نوجوان کا چہرہ اُبھر رہا تھا۔ میجر عاص سفید چھوٹے سے تولیے کو گردن میں ڈالے اسی رنگ کی بغیر آستینوں کے بنیان پہنے بیٹھا تھا۔ تولیے کے ایک سرے کو پکڑ کر بالوں سے ٹپ ٹپ کرتے پانی کو صاف کیا۔ اور جو ایم آز کی گینگ ہے وہاں اُسکا کیا پتا چلا؟ وہ سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا۔ اسکے لہجے میں آفیسر زوالا رعب تھا۔ البتہ انس کے ساتھ اسکا رویہ بالکل مختلف ہوتا۔ تبھی وہ اسے تم کہہ کر مخاطب کر لیتا۔ جبکہ دوسرے جو نیئر زاسے ٹائیگر، سر اور میجر کے سوا کوئی اور نام لے کر نہیں بلاتے تھے

سروہ گینگ ڈرگز سپلائی کر رہا ہے۔ جو ناصرف پاکستان بلکہ افغانستان اور سعودیہ بھی بھیجا جاتا ہے اور مجھے شک ہے کہ سعودیہ میں بھی حبیب کا گینگ ہی اسے رسیو کر رہا ہے۔

بیجے گا۔ اسی لیے جو کنفرم ہے وہی JIX شک نہیں یقین کے ساتھ بتاؤ مجھے۔ انس یہ رپورٹ تیار کر کے بتاؤ۔ وہ بھاری لہجے میں ڈپٹنے کے انداز میں بولا تھا۔

- سوری سر! میرا ایجنٹ کاشی سے رابطہ نہیں ہوا۔ وہ شرمندگی سے بولا

کب سے رابطہ منقطع ہے؟ تو لیہ بالوں میں رگڑتے پوچھا۔ ون منتھ۔۔ وہاٹ؟؟ ایک مہینے سے؟ کہیں کچھ - گڑبڑ تو نہیں؟ حبیب تو یہاں ہے پھر؟ وہ شدید الجھن کا شکار ہونے لگا

- سر آئی ول ٹرائے ٹوکانٹیکٹ و دہم۔ ایجنٹ شعیب نے اسے مضطرب دیکھ کر تسلی دی

اوکے بیسٹ آف لک۔ کال ڈراپ کر کے وہ لیپ ٹاپ شٹ ڈاؤن کر چکا تھا اور اسی طرح ایک ہاتھ سے تو لیہ - بالوں میں رگڑتے کچن میں آگیا۔ جہاں انس کافی پھینٹ رہا تھا۔ عاص عالم اسٹول کھینچ کر بیٹھ گیا

ابرا رانکل آئے تھے نیلیم کا پوچھنے؟

- ہاں آئے تھے۔ میں نے وہی کہا جو تم نے کہنے کو کہا تھا۔ انس نے جواب دیا

پھر؟؟؟ پھر یہ کہ اے ایس پی آہل کو کسی نے کڈنیپ کر والیا ہے۔ عید کے کچھ روز بعد دونوں کا نکاح تھا۔ مگر اب دونوں غائب ہیں اور دادو کا بی پی بھی شوٹ کر گیا تھا۔ انس نے تفصیلاً بتاتے ایک مگ اسے تھمایا اور دوسرا - خود لے کر ایک اور اسٹول کھینچتے بیٹھ گیا

بیٹھے بٹھائے ایک نئی مصیبت گلے میں پڑ گئی۔ پہلے کیا کم کام تھے۔ اب ایک اور بھی۔ سب سے بڑی غلطی ہم نے یہ مکان لے کر کی۔ سوچا عام سا علاقہ ہے۔ عام سے لوگ رہتے ہوں گے اور یہاں دیکھو محلے میں ہی ڈاکٹر - ہے، ٹیچر ہے، کوئی رپورٹر ہے۔ وہ کڑھ کر بولا

ضروری تو نہیں عام علاقوں میں رہنے والے اچھے پروفیشن کے حامل نہ ہوں۔ "انس نے کافی کا گھونٹ"
- بھرتے کہا

بھیجو جلد از جلد۔ حکمیہ لہجے میں JIX اسٹاپ اٹ اب اپنا لیکچر مت شروع کر لینا۔ رپورٹ ریڈی کر کے
کہا۔

اوکے سر! وہ مؤدب بنا۔ کافی پینے کے ساتھ ساتھ پانچ منٹ میں میجر عاص نے اسے رپورٹ میں نمایاں
کرنے والے پوائنٹس بتائے اور پھر اٹھتے ہوئے اُسی آئینے کے پاس آگیا۔ پاس ہی لکڑی کی دراز لگی تھی۔ جس
میں سے بلیک کلر کے لینس تلاش کر کے لگانے کے بعد اس نے میگنٹک آئی لائیمیز لگائیں اور کمرے میں
گھس گیا۔ سفید رنگ کی شرٹ پہن کر وہ باہر نکلا

- انس! اس نے آواز دی اور سیڑھیاں پھلانگتے اترنے لگا

- انس نے دروازہ لاک کر لیا

Writers

آپی! بابا!! وہ اس زنگ آلود بھاری دروازے کے ساتھ لگی بلک بلک کر یہی نام دہرائے جا رہی تھی۔ ایک پورا
دن اور رات گزر جانے کے بعد اگلے دن کی شام بھی ہونے کو تھی۔ سورج کا آخری سرا بھی ڈوبنے کو تھا۔
جب اسے کھٹکے کی آواز آئی۔ وہ تیزی سے دروازے سے پیچھے ہٹی تھی۔ اندر داخل ہونے والی شخصیت وہی

نیلیم کا حرکت از دیاء تبسم

تھی۔ جسکے دیدار پر اسکی دھڑکن کی رفتار پہلی بار تیز ہوئی تھی۔ وہ اندر آنے کے بعد دروازے کو تالا لگانے لگا تھا۔ جب نیلیم نے اسکی کمر پر مکوں کی برسات کر دی

ہمیں جانے دو بد تمیز انسان۔ کھولو اسے۔ ہمیں جانا ہے نہیں تو۔ وہ چیختی ہوئی نازک ہاتھوں کو بھرپور استعمال کر رہی تھی۔ اسے لگا جیسے پتھر پر یا کسی بہت سخت سطح پر مار رہی ہو۔ ہاتھوں میں ٹیس مارتا درد جگنے لگا تھا

نہیں تو کیا؟؟ وہ اسکی دونوں کلائیاں ایک ہی ہاتھ میں جکڑتے بولا۔ دروازے پر تالا ڈل چکا تھا۔ اسکے ایک ہاتھ میں شاپر کے اندر ڈسپوز بیل ڈبہ تھا

۔ ہمیں جانے دیں۔ جب کچھ نہ سبھائی دیا تو وہ ایک بار پھر منت کرنے پر اتر آئی

آپکو تو خوش ہونا چاہیے کہ جس سے آپ محبت کرتی تھیں۔ وہ آپ کے پاس ہے۔ آپ کا اتنا خیال ہے۔ دیکھیں کھانا لایا ہوں آپ کیلئے۔ ایک دن سے بھوکی ہیں۔ وہ مزاق کر رہا تھا یا سنجیدہ تھا۔ وہ اندازہ نہیں لگا سکی۔ البتہ بے بسی کی مارے آنسو اور روانی سے بہنے لگے۔ وہ ایسے ہی اسکی دونوں کلائیاں جکڑے اسے دیوار والی طرف لے آیا۔ وہ گھسٹتی ہوئی اسکے ساتھ چل رہی تھی

بیٹھو، پہلے کھانا کھاؤ۔ پھر آرام و تسلی سے بات کریں گے کہ آگے کیا کرنا ہے؟ اسے بٹھا کر میجر عاص نے شاپر میں سے ڈبہ نکال کر اسکے سامنے رکھا۔ ساتھ پانی کی بوتل بھی رکھ دی

نہیں کھانا۔ ہمیں بس جانا ہے یہاں سے۔ تمھاری کیا دشمنی ہے ہمارے ساتھ؟ کیوں بھیس بدل بدل کر ہم سے ٹکراتے ہو؟؟ کیوں لائے ہو ہمیں یہاں؟؟ وہی تکرار، وہ ایک بار پھر شروع کر چکی تھی۔ مگر اس بار وہ چلانے کے بجائے عاجزی اور بے بسی سے پوچھ رہی تھی

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

تمہیں غلط فہمی ہو رہی ہے تو میں کیا کہہ سکتا ہوں؟ میں ایک عام سا اسمگلر اور مرڈرر ہوں۔ یہ بھیس بدلنے والے الزام کیوں لگا رہی ہو مجھ پر؟؟ وہ کمال معصومیت سے کہہ رہا تھا۔ ایزی سا ہو کر فرش پر ایسے بیٹھا تھا۔ جیسے اس سے سکون والی جگہ کوئی نہ ہو۔

- وہ اسکی بات کا جواب دیے بنا رونے لگی۔ گھٹنوں میں سر دیے وہ مسلسل آواز سے رو رہی تھی

تم یہ ڈرامہ بعد میں کر لینا۔ ابھی چُپ چاپ کھانا کھاؤ اور اسکے بعد میری بات سنو۔ اسکا لہجہ سخت تھا۔ ٹون وہی تھی۔ نیلیم پھر بھی ٹس سے مس نہ ہوئی۔ پورا دوپٹہ اس نے پھیلا کر لے رکھا تھا کہ جسم کے نشیب و فراز تک کا علم نہیں ہو رہا تھا

ایزیووش، نہ کھاؤ۔ ویسے بھی تمہارا مرنا میرے حق میں بہت بہتر ہوگا۔ کھڑے ہوتے وہ کس قدر سفاکی سے بولا تھا

تم لوگ جو کوئی بھی ہو۔ پولیس تمہیں چھوڑے گی نہیں۔ آہل بھائی سب کو جیل میں ڈالیں گے۔ وہ غصے کی زیادتی سے سُرخ ہوتی چلائی تھی۔ اسکی بات پر مقابل کے ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگ گئی۔ پھر نیلیم نے اسکا قہقہہ گونجتے سنا تھا۔ اچھا۔۔۔ لیکن اس کیلئے تو تمہارے آہل بھائی کا زندہ ہونا ضروری ہے نا؟؟؟ بائے داوے جس سے نکاح ہونے والا ہو۔ اُسے بھائی نہیں کہتے۔ نیلیم کو اسکی پہلی بات پر کرنٹ لگا تھا

- کیا کیا ہے تم نے آہل کے ساتھ؟؟؟ بولو، وہ بھڑک کر اُٹھی تھی

- وہی جو میں کچھ دنوں میں تمہارے ساتھ کرنے والا ہوں۔ وہ اطمینان سے بولا

کیا کیا ہے تم نے آہل بھائی کے ساتھ؟؟؟ ہم کچھ پوچھ رہے ہیں تم سے۔ وہ چیخے جا رہی تھی۔ مگر اس نے ایک نظر نیلیم پر ڈالی اور واپسی کو قدم اٹھالیے

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

ہم کچھ پوچھ رہے ہیں تم سے۔ اسے ہونٹ بھیچے دروازے کالا کھولتے دیکھ کر وہ اسے بازو سے پکڑ کر کھینچتے
- بولی

کھانا کھا لینا۔ وہ بے دردی سے اسے دور دھکیل چکا تھا اور پھر تیزی سے نکل گیا۔ تالا پڑنے کی آواز پر نیلیم گرتی
- پڑتی پھر دروازے پر آئی اور زور زور سے پیٹنا شروع کر دیا
"کھولو ہمیں آزاد کرو، کھولو۔"

Socialmedia

ایگل تم آجکل بہت مصروف رہنے لگے ہو۔ ہرب نے ایگل کو سگریٹ سُلگاتے دیکھ کر طنزیہ لہجے میں کہا۔
ہاں یہ یونیورسٹی کا بچہ لوگ کو ہینڈل کرنا بڑا کام ہے۔ بس اسے میں بڑی ہے ہم۔ وہ اسکے طنز کا نوٹس لیے بنا
- بولا

Writers

- کونسی یونیورسٹی جاتے ہو تم؟ جو اتنا وقت لگتا ہے۔ سابقہ لہجے میں ہی پوچھا گیا
تمہارے چھوڑے گئے مخبر اطلاع نہیں دیتے کیا تمہیں؟ گہرا کش لیتے اس نے دھواں ہرب کے منہ پر چھوڑ
- دیا۔ ہرب کا چہرہ ہل بھر میں سفید پڑ چکا تھا

ہا ہا ہا تمہارا چہرہ اتنا سفید کیوں ہو رہا ہے؟ ایگل عجیب انداز میں ہنستا، سیدھا ہو کر آگے کو جھکتا گھٹنوں پر کمئیاں ڈکا گیا۔ پھر سگریٹ ایش ٹرے میں جھاڑ کر پھر سے کش لیا اور سامنے بیٹھے ہرب کو دیکھنے لگا۔

تمہیں کیا لگتا ہے ہم کیا کرتا ہے؟ آج تم کھل کر بتا دے ہم کو۔ اسکی بے تاثر نگاہوں میں پل بھر کو چیلنج ابھرا تھا۔

تم جو کچھ کرتے ہو۔ جلد مجھے پتا لگ جائے گا اور اُس دن تمہارا پتہ صاف کرنے میں ایک پل نہیں لگاؤں گا۔ سمجھتا کیا ہے خود کو؟ بڑا تیس مار خان ہے تو؟؟ ہرب بھڑک اٹھا تھا۔ اسے پہلے دن سے ایگل کی قابلیت سے چڑھتی تھی۔ جو سینکڑوں بدلتے کام مکمل کر لیتا تھا۔ آنے والا ہر کسٹمر بھی اسے ہی طلب کرتا۔ ہر ڈیل اسکے ساتھ ہوتی۔ یہاں تک کہ ایم آزی بھی ہر ڈیلیوری با آسانی اسکے حوالے کر کے پرسکون ہو جاتا

چچ چچ بڑی آگ لگ رہی ہے تم کو۔ پشاور والا پارٹی بھی تمہارے بجائے سر نے ہمارے حوالے کر دیا۔ ایگل کا انداز صاف چڑانے والا تھا۔ ہرب کا کنٹرول کھونے لگا تھا۔ چہرہ ذلت کے مارے سرخ ہوئے جارہا تھا۔ اسکا مزاق اڑتا انداز ہرب کو آگ ہی لگا چکا تھا۔ وہ آگے بڑھا اور سیدھے ہاتھ کا ایک مکابنا کرپوری قوت سے ایگل کی ناک پر مارا تھا۔ خون کی باریک سی لکیر ناک سے بہہ نکلی تھی۔ ایگل کا چہرہ بھی مڑ چکا تھا۔ گیلے پن کا احساس کرتے اس نے ہاتھ کی پُشت سے اندازہ لگایا تھا۔ خون کو انگلی پر دیکھ کر ایگل کی آنکھیں بھی خون رنگ ہو چکی تھیں۔ وہ جھٹکے سے اٹھا اور ہاتھ گھما کر تیج ہرب کے دائیں گال پر رسید کیا تھا۔ اتنے بھاری ہاتھ پر وہ چند قدم لڑکھڑاتا پیچھے ہوا تھا۔ پھر اچانک وہ بھی اپنی ذلالت کا بدلہ لینے کو ایگل پر ٹوٹ پڑا۔ ایگل نے بھی اپنے دفاع میں بھرپور ہاتھ پیر چلاتے اسے زخمی زخمی کر ڈالا تھا۔ زمین پر چت لٹائے وہ اسے اندھا دھند مار رہا تھا۔ پھر ایک اور مکا بھرپور نفرت سے مارتے، وہ اپنی کہنی سے ناک سے بہتا خون صاف کرتا نفرت سے اسے دیکھتا کھڑا ہوا اور جھٹکے سے دروازہ کھولتا لمبے لمبے ڈگ بھرتا نکل گیا۔

اس (دو تین گالیاں) کے پیچھے جاؤ۔ مار مار کر ہڈیاں توڑ دو۔ ہرب بمشکل تمام اپنی بات مکمل کر پایا تھا۔ جسم میں -درد سے ٹیسیں اٹھ رہی تھیں۔ وہ کراہتے ہوئے بہت تکلیف سے اٹھا تھا

تم نے اب کھلم کھلا دشمنی مول لی ہے ایگل۔ اب اتنی آسانی سے میں تمہیں بخشوں گا نہیں۔

وہ تیزی سے نکل تو آیا تھا۔ مگر جلدی میں چادر نہیں لایا تھا۔ جسکی مدد سے وہ اکثر اپنے پیچھے چھوڑے گئے مخبروں سے بچ نکلتا تھا۔ کچھ ناک سے خون بھی بہت بہنے لگا۔ ہرب نے اسکی ناک پر نشانے لیے تھے۔ تبھی اسے اپنا سر گھومتا محسوس ہو رہا تھا۔ یہ تو اندازہ لگا چکا تھا وہ کہ ہرب بھی مکمل ٹرینڈ بندہ تھا۔ وہ اس پسماندہ سے علاقے میں آچکا تھا۔ جہاں اس نے نیلیم کو قید کر رکھا تھا۔۔۔ وہ تیزی سے اپنی پینٹ کی اندرونی پاکٹ سے چابی تلاش کر رہا تھا۔ پھر ادھر ادھر نظر دوڑائی۔ جب تسلی ہو گئی تو کچرے سے بھری اُس تنگ سی گلی سے دیوار کے ساتھ لگتا گزرنے لگا۔ اسکا ہر انداز چوکس تھا۔ دروازے کے پاس پہنچنے پر وہ دروازے کی جانب پشت کر کے کھڑا ہو گیا اور پھر بازو پیچھے کی جانب لے جاتے اندازے سے تالا کھولنے لگا۔ نظریں گلی کے چاروں اطراف کا جائزہ لے رہی تھیں۔ تالا کھلنے پر وہ تیزی سے مڑنے لگا تھا۔ جب کسی نے اوپر سے دھپ کر کے چھلانگ لگاتے اسکو پیچھے کی طرف سے دبوچ لیا۔ ایگل نے اسکے حصار سے نکلتے ہی اسے بازو سے دبوچ کر کچرے میں -پٹخ دیا

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

کھٹکے کی آواز پر وہ چونک کر سیدھی ہوئی تھی۔ اسے لگا دروازہ کسی نے کھولا ہے۔ پھر باہر چھلانگے مارنے اور اسی طرح کے جھگڑے کی آواز آنے لگی۔ وہ دروازے کے پیچھے کھسک گئی۔ ہلکے سے جھانک کر دیکھا تو کچھ سمجھ نہ آیا۔ سیاہ وردیوں میں ملبوس آدمی آپس میں گتھم گتھا ہوئے پڑے تھے۔ پھر اسکی نظر کتھی رنگ کے کرتے میں ملبوس ایگل پر پڑی

قاتل ہو تم ہزاروں لوگوں کی اور آگے سے اکڑ رہی ہو۔ نیلیم کو اسکی آواز اپنے کان میں صور پھونکتی محسوس ہوئی۔ وہ چپکے سے نکلی۔ دیوار کی اوٹ میں ہوئی۔ تین چار فٹ کے فاصلے پر گلی کا دوسرا سرا تھا۔ ایگل ایک آدمی کو مار مار کر ادھ موا کر چکا تھا۔ باقی دو اس سے مقابلہ کر رہے تھے۔ جب ایگل کی نظر اس پر پڑی

نیلیم! وہ دھاڑا۔ آدمی کا گریبان چھوڑ کر وہ اسکی جانب بھاگنے لگا تھا۔ جب ایک اور آدمی نے اسے دبوچ لیا۔ ایگل نے بازو موڑ کر کہنی اسکی ناک پر پوری قوت سے ماری تھی۔ نیلیم منہ پر ہاتھ رکھتے، روتی، کپکپاتی ٹانگوں سے بھاگنے کی کوشش کرنے لگی۔ وہ دائیں گلی مڑ چکی تھی۔ اسے لگ رہا تھا ایگل ابھی اسکے پیچھے آجائے گا۔ اس کھڑی تھی۔ جسکے پیچھے گارڈز کیلئے دو کرسیاں لگی تھیں۔ Toyota hilux نے دیکھا وہاں سیاہ رنگ کی اسے کچھ سمجھ نہ آیا تو اسی کی جانب بڑھ گئی

ایگل ان گارڈز سے نبٹ کر بھاگا۔ اب گلی مڑنے پر وہ شش و پنج میں پڑ گیا۔ دائیں کے بائیں جانب بالا آخر وہ بائیں جانب مڑ گیا

ایگل کو بھاگتا دیکھ، وہ سب بھی بھاگ نکلے اپنے نیم جان ساتھی کو وہیں چھوڑ دیا اور خود دونوں تیزی سے نکل گئے

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

چھوٹی چھوٹی دو کرسیاں اسکا وجود چھپانے میں ناکام محسوس ہو رہی تھیں۔ ایگل ابھی تک نہیں آیا تھا۔ وہ اب یہاں سے نکلنے کا سوچ رہی تھی۔ جب اس نے گاڑی کو اسٹارٹ ہوتا محسوس کیا اور پھر وہ تیز رفتار سے گندی۔ گندی تنگ گلیاں عبور کرتی نئی سڑک پر نکل گئی۔

سرایگل کو بہت پیٹا ہے ہم نے۔ وہاں ایک لڑکی بھی تھی۔ شاید اُس نے اُسے قید کیا ہوا تھا۔ ہمارے جھگڑے میں وہ لڑکی بھی بھاگ گئی۔ ڈرائیونگ سیٹ کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھے سیاہ وردی میں ملبوس آدمی نے ہرب۔ کو اطلاع دی۔

اُف تم لوگوں کو اُس لڑکی کو پکڑنا چاہیے تھا۔ وہ جھنجھلاتے ہوئے بولا

اچھا تم لوگ ایم آری پلازہ جاؤ۔ سر منہاج ابھی نکلنے کو ہوں گے۔ فوراً پہنچو اور بتاؤ انہیں کہ تم لوگوں نے ایگل کے قبضے میں کسی لڑکی کو دیکھا ہے۔ اس نے حکم دیا

اوکے سر! وہ تابعداری سے بولا دوسری جانب سے رابطہ منقطع کر دیا گیا تھا

یا اللہ ہماری مدد کر اب یہ گاڑی کہاں جا رہی ہے؟ وہ بے بسی سے اپنے رب سے فریاد کناں تھی۔ پریشانی اور آنے والے وقت کا خوف اسکے چہرے پر صاف عیاں تھا

Toyota وہ بائیں گلی میں تلاش کرنے کے بعد بدحواسی کے عالم میں دائیں گلی کی طرف مڑا تھا۔ جب اسے دھول اڑاتی دور جاتی دکھی۔ اسے پہچاننے میں ایک پل لگا تھا کہ وہ گاڑی کس کی ہے اور اب کہاں Hilux جا رہی ہے؟

نیلیم کہاں گئی؟؟؟" اس سوچ کے آتے ہی وہ پھر سے واپس اُسی گلی میں آگیا۔ جہاں ایک آدمی اب بھی نیلم - مردہ حالت میں پڑا تھا

ایگل نے ایک کمرے کے اس مکان کا بوسیدہ دروازہ کھولا۔ اندر جھانکا وہاں کوئی بھی نہیں تھا۔ وہ اسی تیزی سے پلٹنے لگا تھا۔ جب اسکی آنکھوں کی سیاہ پتلیوں میں کسی چیز کی چمک پڑی۔ وہ لپک کر اسکی جانب بڑھا تھا۔ سیاہ فرش پر پڑے اس عجیب ڈیزائن کے ہار کو دیکھ کر ایگل کے ماتھے پر الجھن بھری لکیریں نمودار ہوئیں تھیں۔ اس میں لگے گہرے سبز رنگ کے پتھر بہت چمکیلے تھے۔ جب کہ سکے کی طرح کا ڈیزائن کچھ مشکوک تھا۔ فی الحال اس نے ہار اٹھا کر تینوں سکوں کو ایک دوسرے کے اوپر ترتیب دیتے اسکو چھوٹا کرتے اپنی جینز کی اندرونی - پاکٹ میں ڈال لیا۔ پھر باہر نکل گیا

وہ لڑکی کہاں ہے؟؟؟" وہ اس زخمی زخمی شخص کا گریبان پکڑ کر کھڑا کرتے غضبناک لہجے میں پوچھ رہا تھا۔ " مگر مقابل میں اتنی سی بھی جان نہ تھی کہ اپنے بل بوتے پر کھڑا ہو سکتا۔ ایک جانب کو ہی لڑھکا ہوا تھا۔ ایگل نے جھٹکے سے اسے چھوڑتے زمین پر پٹخ دیا اور خود وہاں سے چل دیا پندرہ منٹ کا راستہ طے کر لینے کے بعد وہ ایک ٹیکسی روک چکا تھا۔ اس ٹیکسی کا رخ ایم آری پلازہ کی جانب تھا۔

حبیب میں سوچ رہا ہوں۔ اس کنٹریکٹ کے سائن ہوتے ہی چاغی والے کیمپ کی ڈیل افغان لڑکے سے کنفرم کر دیتے ہیں۔ افغانی ہو یا ایرانی ہمارا مطلب پیسے سے ہے اور کافی حد تک ممکن ہے کہ اسکا سارا الزام بھی پاکستان پر آجائے۔ اس ملک کی تباہی کا ایک فیصد چانس بھی میں گنونا نہیں چاہتا۔ وہ اور حبیب میٹنگ میں کرنے والی گفتگو کو پہلے ہی فائنل کر رہے تھے۔ چلتے چلتے بات کرنا ایم آزی کی مخصوص عادتوں میں سے ایک تھی۔ گارڈز ان کے دائیں بائیں چل رہے تھے۔ بڑے سے پارکنگ ایریا میں آکر منہاج اور حبیب کھڑے ہو گئے۔ گارڈز ان کے ہمراہ جانے کو پہلے ہی تیار تھے۔ اسکی پراڈو بھی آکر بالکل سامنے رُک گئی۔ اس سے پہلے کی پچھلی سیٹ پر سے جھلکتے پستہ رنگ Toyota Hilux کہ وہ آگے بڑھتا۔ پارکنگ ایریا میں آنے والی۔ کے آنچل پر اسکی نظر پڑ گئی۔

- منہاج! حبیب نے اسے مخاطب کیا

- شش!!! اس نے ہاتھ اٹھا کر اسے چُپ رہنے کو کہا۔ پھر چھوٹے چھوٹے قدم اُٹھاتا آگے بڑھنے لگا

باہر نکلو، گاڑی کے پاس پہنچ کر وہ بلند آواز میں بولا۔ گارڈز پہلے ہی نکل کر کھڑے ہو چکے تھے۔ نیلیم کی منہاج کی جانب پشت تھی۔ وہ آنکھیں میچ کر بیٹھی۔ چار قُل پڑھنے میں مصروف تھی۔ "یا اللہ بچالے پلیز پلیز" اسکی۔ بڑبڑاہٹ کچھ مدہم تھی

اے لڑکی! تم سے کہہ رہا ہوں، باہر نکلو۔ اب کی بار اسکی دھاڑ پر وہ اُچھل کر سیدھی ہوئی تھی۔ چہرہ دونوں۔ ہاتھوں سے ڈھانپ رکھا تھا

- اللہ جی بس کسی طرح ہمیں گم کر دیں یہاں سے پلیز۔ "وہ دل میں یہاں سے غائب ہونے کی دعا کرنے لگی"

ہاتھ ہٹاؤ چہرے سے۔ وہ بالکل اسکے سامنے کھڑا تھا۔ ناگواری سے بولا۔ اس نے دائیں جانب رکھے ہاتھ کی اُنکلیاں موڑ لیں۔ اسکی ایک آنکھ نظر آنے لگی تھی

۔ لائٹ گرین کلر کے لینس دیکھ کر منہاج عزضاحاک کی آنکھوں میں چھم سے کسی کا سراپا لہرایا تھا

نیچے اُترو، اسکی شیر جیسی دھاڑ پر نیلیم کا چڑیا جیسا دل اُچھل کر حلق میں آگیا۔ فٹ سے چہرے سے ہاتھ ہٹائے تھے۔ گھبراہٹ کے آثار کے علاوہ یہ چہرہ وہی تھا۔ اُنیس بیس کا بھی فرق نہیں تھا۔ منہاج کی تلاش شروع ہونے سے پہلے ہی ختم ہو چکی تھی

نیچے آؤ، اسکی آواز جانے کیوں مدھم ہو گئی تھی اور آنکھیں بھی عجیب تاثر دے رہی تھیں۔ وہ ڈرتی ڈرتی کھڑی ہوئی۔ گھٹنوں تک آتا گھیردار فراک اسکے کھڑے ہونے سے پھیل چکا تھا۔ آنچل سنبھالتی وہ بہت مشکل سے اُتری تھی۔ حبیب بھی ایم آز کے برابر آکھڑا ہوا۔ سامنے کوئی اٹھارہ سال کی قیامت خیز حُسن کی ملکہ لڑکی کودیکھ کر اسکی رال ٹپکنے لگی تھی۔ حسیناؤں کی زلفیں اسکی اولین کمزوری تھیں۔ گلی گلی ملک ملک حُسن دیکھا تھا اس نے۔ مگر ایسا مکمل اور بے عیب حُسن۔ وہ دعویٰ سے کہہ سکتا تھا کہ اُس نے اپنی پوری زندگی میں اس قدر حسین چہرہ نہیں دیکھا تھا

۔ حُسن، معصومیت، پاکیزگی، اداکیانہ تھا اس افسر امیں

۔ واؤ وہاٹ آبیوٹی؟؟ "اپنی خباثت کو وہ زیادہ دیر پوشیدہ نہ رکھ سکا"

تم میٹنگ کیلیے جاؤ حبیب۔ منہاج سنجیدگی سے بولا۔ نیلیم حبیب کے کمنٹ پر دانت پر دانت جما چکی تھی۔ اسکے ماتھے کے درمیان میں ایک نیلی سی نس اُبھری، اسکے غصے کا پتا دے رہی تھی

میٹنگ؟؟؟ میں تو کہتا ہوں اُنہیں یہیں بلاؤ۔ اس حور کا ایک دیدار کراؤ۔ سیکنڈ لگے گا کنٹریکٹ حاصل کرنے میں۔ وہ دو قدم آگے بڑھا

بکواس بند کرو اپنی ذلیل انسان، بے غیرت، منہ نوج دیں گے ہم تمہارا۔ وہ غیض و غضب کے عالم میں چلائی تھی۔

ہا ہا ہا لگتا ہے تعریف پسند نہیں آئی شہزادی کو؟ وہ بے غیرتی کی انتہا کرتے چند قدم اور آگے بڑھا۔ نیلیم کی برداشت جواب دے گئی۔ وہ عادی تھی ایسے جملوں کے جواب دینے کی۔ بھلا اب کیسے ضبط کر لیتی۔ وہ شیرنی بنی اسکی جانب لپکی تھی۔ لمبے ناخن جو سرخ کیو ٹکس سے رنگے تھے۔ ان کا بھرپور استعمال کرتے وہ حبیب کا چہرہ لہو لہان کر چکی تھی۔ اسے کہاں اُمید تھی اس دھان پان سی لڑکی سے اس بہادری کی۔ اس سے پہلے کہ وہ کوئی ردِ عمل ظاہر کرتا، سُن کھڑا منہا ج آگے بڑھا اور نیلیم کی کلائی سختی سے اپنی گرفت میں لیتے اندر کی جانب چل پڑا۔ ابھی وہ پلازہ کے اندرونی دروازے سے اندر بھی نہیں بڑھا تھا کہ وہ چلائی ہمارا ہاتھ چھوڑو، نہیں تو تمہارا بھی حشر بگاڑ دیں گے۔

اسکا ہر انداز جان لیوا تھا۔ اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ سنجیدگی طاری رکھے وہ اندر کی جانب بڑھے جارہا تھا۔ نیلیم اسے پہچان چکی تھی۔ چاند رات کا ٹکراؤ تیزی سے یاد آیا تھا۔ اس نے گردن پر ہاتھ پھیر کر کسی چیز کی موجودگی کا یقین چاہا تھا۔ اسے بھول گیا کہ ابھی بھی اسکی کلائی کسی کی ہتھیلی میں جکڑی ہوئی ہے۔ ہار غائب تھا اسکی جان ہوا ہونے لگی۔ ہر احساس جاتا رہا۔ محسوس نہ ہوا کہ کہاں ہے؟؟؟ مقابل کون ہے؟؟؟ اور وہ تیزی سے اسے لیے اندر چلے جارہا تھا۔ بڑے سے کشادہ ڈرائنگ روم میں داخل ہوتے، اس نے نیلیم کی کلائی اپنی گرفت سے

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

آزاد کردی۔ گیٹ پر کھڑے ملازم نے اشارہ پاتے ہی شیشے کی سلائڈ آگے کرتے ڈرائنگ روم میں آنے اور جانے کے تمام راستے بند کر دیے۔

پہچان تو گئی ہوگی تم مجھے؟ اب جلدی سے میری امانت واپس کرو اور نکلو یہاں سے۔ وہ سنجیدہ لہجے میں بولتا اسکے آگے اپنی چوڑی ہتھیلی پھیلا چکا تھا۔ نیلیم نے پل بھر کو نظر اٹھا کر اس وجہہ شخصیت کے حامل سنجیدہ شخص کو دیکھا۔

نیلیم اب کیا ہوگا؟؟؟ وہ دل ہی دل میں خود سے مخاطب تھی آس پاس نظر دوڑائی۔ کیا شاندار روم تھا۔ قیمتی۔ صوفے اور آرائش کا ہر سامان موجود تھا۔ خوبصورت ساڈیکوریٹ کر رکھا تھا۔

غالباً ہم یہاں پہلی بار آئے ہیں؟ وہ ڈرائنگ روم پر طائرانہ نگاہ ڈالنے کے بعد پر اعتماد انداز میں بولی۔ صحیح کہا تم نے۔ مگر مجھ سے تم چاند رات کو مل چکی ہو۔ غالباً دو روز قبل کی بات ہے۔ وہ اس سے بھی زیادہ پُر اعتماد انداز میں کہہ رہا تھا۔

سوری مسٹر نہ میں آپ کو پہچانتی ہوں نا ہی میں نے چاند رات کو کسی کو ملاقات کا شرف بخشا تھا۔ وہ تنک کر بولی۔ (اُف اتنا بڑا جھوٹ یا اللہ معاف کرنا بس اس مصیبت سے نکال دیں ہمیں) دل کی کیفیت باہر سے الگ تھی۔

جھوٹ مت بولو۔ تمہاری کار ٹکرائی تھی میری کار سے۔ تم نے بحث بھی خوب کی تھی۔ میں نے پیسے تمہارے منہ پر مارے تھے۔ اب تو یاد آگیا ہوگا۔ وہ چبا چبا کر بولا۔ جانے کیوں اس سے سختی برتنے کو دل مان نہیں رہا تھا۔

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

عجیب بد دماغ آدمی ہو تم۔ ریت کے ذرے جتنی بھی آشنائی کی رفق محسوس نہیں ہوئی ہمیں تم سے اور تم ہو کہ ملاقاتیں یاد کروانے سے فرصت نہیں۔ ارے بھی نہیں ملے ہم آج سے پہلے تم سے، نہ ہی یہ شکل دیکھنے کا اتفاق آج سے پہلے کبھی ہوا ہے؟؟؟ اندر سے وہ جتنی مرضی خوفزدہ تھی۔ مگر اس وقت کمزور پڑنا اپنے پیر پر کلہاڑی مارنے کے مترادف تھا۔ وہ دھڑلے سے مکر گئی تھی۔

شٹ اپ! میری نظریں دھوکا نہیں کھا سکتیں نا ہی دماغ غلط سائن دے سکتا ہے۔ اب شرافت سے بتاؤ تم کس کے کہنے پر آئی ہو یہاں؟؟؟ کوٹ کو دونوں ہاتھوں سے پیچھے کرتا پائکٹس میں ہاتھ ڈالتا وہ دو قدم آگے بڑھا تھا۔ آنکھیں سُکیر کر سامنے کھڑے حُسن و رعنائی کے بھرپور پیکر کو دیکھا تھا

- آئی نہیں ہوں مسٹر لے کر آئی گئی ہوں۔ وہ تپ کر بولی

- مطلب کیا ہے تمہارا؟؟؟ وہ اُلجھا تھا

تمہارے گارڈز کو گاڑی چلانے کی اتنی جلدی تھی کہ ہمیں اُترنے ہی نہیں دیا اور لے آئے اس جہنم نما جگہ پر۔ وہ کلس کر بولی

- تم گاڑی میں کر کیا رہی تھی؟ وہ دبے دبے غصے میں غرایا

- تمہیں اس سے مطلب؟ نیلیم نے ناک سے مکھی اڑائی

- پاگل سمجھ رکھا ہے مجھے؟ باتوں میں اُلجھا رہی ہو؟ ہار دو میرا۔ یکدم وہ غصے سے پھنکارتا آگے بڑھا

- کک کون سا ہار؟؟ پل بھر میں اعتماد کا طوطا ہوا میں بلند ہوا تھا۔ اسکی سٹی گم ہو گئی

- وہی جو اُس رات تم نے زمین پر پڑا دیکھ کر اپنی ملکیت سمجھ لیا تھا۔ طنز کرتے وہ اور آگے بڑھا

-ہم نے؟ خوف کے باعث ایک گٹھلی سی اسکی صراحی دار گردن میں اُبھرتی معدوم ہو گئی

-جی! وہ غضبناک لہجے میں تصدیق کرتا بولا

ہمارے پاس نہیں ہے تہ تمہارا ہار

-گھبراہٹ کے باعث اسکی زبان لڑکھڑانے لگی

-تو تم ایسے نہیں بتاؤ گی؟ وہ اسکی جانب خطرناک تیور لیے بڑھا

جب ہمارے پاس ہے ہی نہیں تو؟ اسکی بات ابھی درمیان میں ہی تھی، جب وہ بجلی کی سرعت سے اس تک

پہنچا اور بازو سے کھینچتا ڈرائنگ روم سے باہر نکلنے لگا۔ ملازم نے فوراً شیشے کی سلائیڈ کھولتے راستہ دیا تھا۔ اسی

- طرح اسے گھسیٹتے وہ لفٹ تک لایا تھا

ہمیں چھوڑو، ہمارے پاس نہیں ہے تمہارا ہار۔ ہم سچ کہہ رہے ہیں۔ ہمیں جانے دو۔ ہمارا یقین کرو۔ ہمارے

پاس نہیں ہے۔ ہم کیوں اٹھائیں گے وہ ہار؟؟ ہمیں کچھ نہیں پتا اس بارے میں۔ لفٹ کے اوپر تک پہنچنے میں

جتنا وقت لگا۔ وہ منتیں کرتی اسے یقین دلاتی روئے جارہی تھی۔ پل پل رنگ بدلتی وہ لڑکی اسے حیران کرنے

-پر تلی تھی۔ پورے گیارہ سال بعد صنفِ نازک سے اسکا پالا پڑا تھا

تم بہرے ہو کیا؟؟ تمہیں ہماری بات سنائی نہیں دے رہی؟؟ جب وہ منت سماجت سے بھی نامانا تو وہ اسکی

گرفت سے اپنی بازو آزاد کرواتی چلائی۔ لفٹ سے نکل کر وہ اسے لیے راہداری سے گزر رہا تھا۔ نیلیم کو اب

حالات کا اندازہ ہوا تھا۔ اسے سچ مچ خوف آنے لگا تھا۔ سنسان راہداری؟ اس نے تھوک نگلا۔ پھر کسی سوچ کے

آتے کرخت تاثرات چہرے پر جمائے تیز تیز چلتے ایم آز کو دیکھا اور پوری قوت سے اپنے لمبے ناخن اسکے ہاتھ

کی پشت میں گاڑھ کر پوری جان سے کھینچے تھے۔ جلد کچھ اُکھڑ سی گئی تھی۔ لال لال رنگ کے قطرے سفید

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

رنگت پر اُبھرتے صاف نظر آئے تھے۔ جلن کے مارے ایم آز کی جان فنا ہونے لگی۔ ایسے لگا جیسے ان ناخنوں میں زہر بھرا ہو۔ کافی سالوں بعد اسے کسی نے زخم دیا تھا۔ چوٹ لگائی تھی۔ درد کا اٹھنا فطری تھا۔ مگر برداشت کا استعمال اسکے معاملے میں وہ ضرورت سے زیادہ کر گیا تھا۔ راہداری کے ختم ہوتے ہی مڑنے پر جو پہلا کمرہ آیا تھا۔ اس پر لکڑی کا مضبوط اور بھاری دروازہ لگا تھا۔ جسے ایک زوردار ٹھوکر سے کھولنے کے بعد اس نے نیلیم کو طیش کے عالم میں پوری قوت سے فرش پر دھکادیا تھا۔ وہ سنبھلنے سے پہلے ہی زمین بوس ہو چکی تھی۔ ماتھے اور ہونٹوں کے کنارے پر زخم آئے تھے۔ وہ درد سے چیخ اٹھی تھی۔ کبھی کسی نے پھول کی پتی بھی نہ ماری تھی اور اب جیسے وہ ٹھوکروں کی زد میں آگئی ہو۔ اس نے ہتھیلی پر زور ڈالتے سر اٹھایا تھا

جانتی نہیں ہو تم مجھے۔ تب ہی اتنے دھڑلے سے جھوٹ بول رہی ہو۔ دھوکہ دینے کی کوشش کر رہی ہو۔ چند گھنٹے میری مہمان نوازی میں رہو گی تو سب اُگل دو گی۔ ابھی تو صرف ہار کا بتانے پر راضی نہیں ہو۔ کچھ وقت گزرتے ہی اپنے تمام ساتھیوں کے نام پتے بھی بتا دو گی۔ وہ اسکو تیز نگاہوں سے گھورتا بلند آواز میں بولا تھا۔

- ہمیں یہاں کسی نے نہیں بھیجا۔ وہ روتے ہوئے بولی

اگر ایسا ہی ہے، تب بھی میں اپنے نقصان پورا کیے بنا تمہیں نہیں چھوڑوں گا۔ وہ سرد لہجے میں کہتا دروازے کے پاس پڑے ایک دراز سے تالا چابی نکالتا باہر بڑھ گیا۔ نیلیم اسکا ارادہ جان کر جب تک دروازے کے پاس پہنچی۔ وہ لاک لگاتا نکل گیا تھا

ہم سچ کہہ رہے ہیں ہمارے پاس نہیں ہے آپکا ہار۔ آپ ہم سے پیسے لے لیں۔ ہمیں جانے دیں۔

- وہ دروازہ پیٹتے پیٹتے بے ہوش ہو چکی تھی

وقت کی ستم ظریفی تو دیکھیے
ناحُسن سے پگلے ہے نہ ادا دیکھے ہے

Socialmedia

- داد و پلیز تھوڑا سا کھالیں۔ آپ کو دوا بھی لینی ہے۔ صاعقہ نم لہجے میں بولتی انہیں کھانے پر اکسار ہی تھی
کتنے حرام خور کمینے ہیں یہ۔ میری بچی کو اب تک تلاش نہیں کر پائے۔ ان کی اپنی اغواء ہوں تو پتا چلے۔ دادو
- بد دعائیں دیتیں آنکھیں رگڑنے لگیں
- محلے والے بھی عجیب باتیں بنا رہے ہیں۔ دادو کی فکریں دراز تھیں

محلے والوں کی فکر آپ رہنے دیں۔ ان کا تو کام ہے باتیں بنانا، بات سے افسانہ بنانا اور پھر اسکی تشہیر کرنا۔ ابرار
صاحب جانے کب کمرے میں داخل ہوئے تھے۔ ماں کو تسلی دیتے بولے۔ اماں پولیس تلاش کر رہی ہے۔
- آپ دعا کریں وہ جہاں بھی ہو محفوظ ہو۔ یقیناً سب اچھا ہوگا۔ ان کا حوصلہ دیکھنے سے تعلق رکھتا تھا

ہمارا معاشرہ ایسی لڑکیوں کو جینے نہیں دیتا ابرار! نیلیم واپس آگئی تو پریشانیاں تب بھی ختم نہیں ہوں گی۔ وہ
- آنے والے وقت کا حقیقت پسندی سے نقشہ کھینچتی کیا کہنا چاہ رہی تھیں۔ ابرار صاحب بخوبی سمجھ رہے تھے

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

اُن کو معاشرہ اس لیے نہیں جینے دیتا کہ اُن کے باپ بھائی اس گھٹیا معاشرے کا ساتھ دیتے ہیں۔ مگر میں ایک باشعور شخص ہوں اور ایک پُر اعتماد باپ۔ میری بیٹی اگر کسی حادثے کا شکار ہو بھی گئی۔ تب بھی میں اُسکی - ڈھال بنارہوں گا۔ ایک آنچ نہیں آنے دوں گا اپنی گڑیا پر۔ ان کا لہجہ مضبوط اور آنکھیں نم تھیں

بابا وہ بہت بزدل ہے۔ وہ تولال بیگ سے ڈرتی ہے۔ اندھیرے سے خوفزدہ ہوتی ہے۔ بادلوں کی گڑ گڑاہٹ اسکا دل سہا دیتی ہیں۔ کہاں ہوگی وہ؟؟ کس حال میں ہوگی میری گڑیا؟؟ بابا میں مر جاؤں گی اگر میری گڑیا کو کچھ ہوا تو۔ بابا! بابا! اُسے واپس لے آئیں۔ بابا وہ، وہ بہت ڈرپوک ہے۔ میرا دل کہتا ہے وہ کسی مشکل میں ہے بابا۔ صاعقہ ابرار صاحب کے گھٹنوں پر ہاتھ رکھتی روتے گڑ گڑاتے بول رہی تھی۔ پھر ہار ماننے کے انداز میں - ان کے گھٹنے پر سر رکھے ہچکیوں سے رونے لگی۔ ابرار صاحب نے کھینچ کر اسے اپنے سینے میں سمولیا

ہماری گڑیا کو کچھ نہیں ہوگا میرے بچے۔ ان کے لہجے کی تڑپ وہ بخوبی محسوس کر سکتی تھی۔ دادو بھی بلک بلک - کر رودی تھیں۔ انہیں آج محسوس ہوا تھا کہ وہ ایک لڑکی کتنے دلوں کو اپنے ساتھ لیے پھر رہی ہے

Writers

بکواس بند کرو نہیں تو۔ وہ نیلیم کو چھوڑ کر پھر سے پارکنگ کی جانب آیا تھا۔ جہاں اب ایگل اور ہرب دونوں شدید غصے میں دکھ رہے تھے۔ دونوں کو گارڈز نے قابو کر رکھا تھا۔ ورنہ وہ ایک دوسرے کو مرنے مارنے پر - تلے ہوئے تھے

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

یہ کیا ہو رہا ہے؟؟ ایم آز کی تیز آواز پر ایک دوسرے پر جملوں کی گولہ باری کرتے وہ دونوں خاموش ہو چکے تھے۔

- چھوڑوا نہیں، ایم آز نے گارڈز کو حکم دیا

کیا میں اس جنگ کی وجہ جان سکتا ہوں؟؟ پتھر یلا لہجہ تھا۔

- سریہ ہمارے کام میں ٹانگ اڑانا بند کرے۔ ایگل ہاتھ موڑتے اسکی پشت سے ناک رگڑتے بولا

- تاکہ تمہارا یہ دوغلہ چہرہ ہم سب سے چھپا رہ سکے؟؟ ہرب چلایا

بھونکننا بند کر۔ ایگل بے خوف و خطر دھاڑا تھا۔ ایم آز پلازہ کے در و دیوار تک ہل گئے۔ جانے اسے اتنا غصہ کس بات پر تھا؟

- ایگل خاموش ہو جاؤ۔ "ایم آزد بھی آواز میں مگر حکمیہ لہجے میں بولا"

سرجو لڑکی ابھی یہاں آئی ہے۔ اُسے ایگل نے قید کر رکھا تھا۔ ہرب نے بم پھوڑا۔ منہاج عزضحاک نے خون - خوار نظروں سے اسے گھورا تھا۔ جیسے ابھی اسکی جان لے لے گا

سر میری پوری بات سن۔ اسکی بات بیچ میں ہی رہ گئی۔ منہاج نے ایک مکا اسکے جڑے پردے مارا۔ اسکا منہ ایک جانب کو لڑھک گیا۔ ہونٹ پھٹ چکا تھا۔ البتہ اپنی جگہ سے وہ ایک انچ بھی نہ ہلاتا تھا۔ چٹان کی طرح اکڑ کر - کھڑا تھا

کیا لگتی ہے وہ لڑکی تمہاری؟ اسکو گریبان سے تھام کر اپنے مقابل کرتے اسکی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھے وہ - سوال کر رہا تھا۔ شعلے نکل رہے تھے اسکی آنکھوں سے۔ جب کہ مقابل کی آنکھیں بے تاثر تھیں

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

میرے ہاتھ بندھے ہیں فی الحال منہاج عزضاحاک ورنہ تمہارے جسم کا ریشہ ریشہ کر کے دنیا کیلئے فرعون کے)۔
بعد ایک اور عبرت کی نشانی کا سامان کر دیتا (وہ دل میں نفرت سے اس سے مخاطب تھا

یہ اڈے سے نکلا تھا۔ گارڈز کو میں نے اسکا پیچھا کرنے کو کہا۔ تبھی یہ ایک خستہ حال سے کمرے کا تالا کھول رہا تھا۔ گارڈز نے حملہ کر دیا۔ اسی دوران لڑکی وہاں سے فرار ہو گئی۔ یہاں آکر مجھے پتا چلا کہ وہ گارڈز کی ہی گاڑی میں چھپ کر یہاں پہنچ گئی ہے۔ ہر بے بات مکمل کرتے ہی خشمگیں نظروں سے ایگل کو گھورا۔ منہاج نے ہاتھ کے اشارے سے گارڈ سے پسٹل مانگا۔ پھر اسے لوڈ کرتے ایگل کو ٹارگٹ پر رکھا۔
مجھے سچ سننا ہے۔ وہ بے لچک لہجے میں بولا

تم مجھے مارو گے ایم آزی؟؟؟ تمہیں تو میں ماروں گا۔ پل پل موت کا ذائقہ تمہاری رگوں میں اُتاروں گا۔ اور تم)۔
بے خبر رہو گے (اسکے ہونٹ ترچھے سے ہوئے تھی اپنی سوچ پر

سر وہ لڑکی ہم کو اسٹوڈنٹ لوگ کونشہ بچتے دیکھ لیا تھا اور دھمکی دے رہی تھی کہ وہ سب کو بتائے گی۔ میڈیا لوگ کو بتائے گی۔ تبھی ہم اُسکو اغواء کر لیا۔ اگر ہم ایسا نہ کرتا تو وہ لڑکی کچھ بھی کر گزرتا۔ وہ صاف لہجے میں
بغیر ہچکچاہٹ کے بولا

کہانی اچھی سنائی ہے تم نے۔ اب یہ دیکھتے ہیں کہ تمہاری کہانی اُس لڑکی سے کتنی ملتی ہے؟ وہ گن کو نیچے کرتا اندر پلازہ کی جانب چل پڑا۔ پندرہ بیس گارڈز نے گول دائرے میں اسے گھیر لیا تھا۔ سب کی رائفل لوڈ ہوئی۔
بلٹ آزاد کرنے کو تیار تھیں۔ بس ایم آزی کا ایک اشارہ چاہیے تھا۔ بس ایک اشارہ

پندرہ منٹ بعد وہ پھر اُسی دروازے کے سامنے کھڑا تھا۔ مگر اب کی بار اسکے ساتھ دو گارڈز بھی تھے

اُٹھو، اندر داخل ہوتے ہی اس نے نیلیم کے بے ہوش وجود کو بیزاریت سے دیکھا اور بازو سے پکڑ کر ہلایا تھا

نیلیم کا حرکت از دیاء تبسم

سریہ بے ہوش ہے۔ پانی ڈالیں۔ گارڈ نے پانی کا گلاس اسکی طرف بڑھایا تھا۔ جسے منہاج نے پکڑتے ساتھ اسکے دلکش چہرے پر پورے زور سے پھینک دیا۔ وہ کھانستے ہوئے سیدھی ہو بیٹھی۔ دونوں ہاتھوں سے چہرہ صاف کرتے سامنے کے دھندلے منظر کو صاف کیا تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتی، اس نے جھٹکے سے اسے کھڑا کیا اور پھر اپنے ساتھ گھسیٹتے نیچے لے جانے لگا۔ تقریباً پانچ سے سات منٹ بعد وہ پھر سے اُسی جگہ تھی۔ جہاں سے اسے کچھ دیر پہلے وہ لے کر گیا تھا۔ مگر اب وہاں منظر بدلا ہوا تھا۔ اسکے آتے ہی دو تین گارڈز دائرے سے ہٹ گئے تھے۔

- منہاج عزضحاک اسی بے دردی سے نیلیم کو بازو سے پکڑے اسکے مقابل لایا تھا

نیلیم کی آنکھوں نے سامنے کا منظر دیکھا تو دل پر قیامت ٹوٹ پڑی تھی۔ اتنے گارڈز کے گھیرے میں تنی بندوقوں کے درمیان بھی وہ نڈر بے خوف کھڑا تھا۔ نیلیم کی آنکھوں میں مرچیں بھرنے لگی تھیں۔ جانے کیوں اسے یوں موت کے اتنے قریب کھڑے دیکھ کر اسکا دل تھس نہس ہو گیا تھا۔ اسکے دل پر چاقو چلنے لگے تھے۔ کیوں یہ بے بسی تھی۔ جس سے بھاگی تھی۔ اب اُسی کیلئے موت سے لڑنا چاہ رہی تھی۔ اس نے دل میں اُس لمحے کو کو سا جب وہ وہاں سے بھاگی تھی۔ دونوں آمنے سامنے کھڑے تھے

جانتی ہوا سے؟؟ ایم آزاد دونوں کے درمیان آکھڑا ہوا۔ لمبا ہاتھ کر کے ریوالور اس نے ایگل کی کنپٹی پر رکھ دیا اور نظریں ساکت کھڑی نیلیم پر گاڑھ دیں۔ جس کا جسم ہولے ہولے لرز رہا تھا۔ آنچل ایک شانے پر لٹکا تھا۔ زُلفیں بکھری پڑی تھیں۔ پیوٹے بھاری ہو رہے تھے۔ مٹھیاں بھیج رکھی تھیں۔ گداز گلابی ہونٹ کا کنارہ زخمی تھا

یہ وہ لڑکی نہیں ہے۔ ہم اس کو اغواء نہیں کیا۔ ایگل نے ہاتھ ہلاتے جھنجھلائے انداز میں کہا۔ ایم آرنے خشمگین
- نظروں سے اسے گھورا۔ جواباً وہ خاموش کھڑا ہو گیا

تم سے پوچھ رہا ہوں لڑکی۔ حقارت بھرے لہجے پر وہ ٹھٹھکی۔ مطلب یہ طے ہوا کہ اسے مجھ سے کوئی سروکار
نہیں۔ پہچاننے سے انکاری ہو گیا تھا وہ آج۔ نیلیم کی آنکھیں جل رہی تھیں۔ ضبط کے کڑے مراحل طے کر کے
- اس نے خشک ہونٹ سرد آہ لیتے آزاد کیے

ہم اسے نہیں جانتے۔ ناہی ہمیں کسی نے اغواء کیا تھا۔ جب وہ بولی تو اس کا لہجہ لڑکھڑاہٹ اور گھبراہٹ سے پاک
- تھا

تو تم کار میں کیوں بیٹھی؟ ایم آرنے تیکھے لہجے میں سوال کرتے اب پسٹل کا رخ اسکی جانب کر لیا تھا۔ وہ آہستہ
- آہستہ چلتا اسکے قریب پہنچ چکا تھا

ہم اپنی سہیلیوں کے ساتھ گھومنے نکلے تھے۔ مزاق مستی میں سنسان گلی میں مڑ گئے اور کار میں چھپ گئے۔
فقط انہیں پریشان کرنے کو۔ ہمیں کیا پتا تھا کہ الٹا پریشانی ہمارے گلے پڑ جائے گی۔ وہ اس اعتماد سے جواب دے
- رہی تھی۔ جیسے پاس کھڑے سخت گیر شخص کے ہاتھ میں پسٹل کے بجائے پلاسٹک کا کھلونا ہو

- تم لوگ بتاؤ کیا یہ وہی لڑکی ہے؟ ایم آرنے گارڈز سے دریافت کیا

- سر اس وقت ہاتھ پائی میں ہم نے بس لڑکی کو مڑتے دیکھا تھا۔ شکل نہیں دیکھ سکے۔ ایک گارڈ سر جھکائے بولا

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

مگر سر لڑکی کا لباس اسی رنگ کا تھا۔ دوسرے گارڈ نے مداخلت کی۔ ہرب کے چہرے پر شیطانی مسکراہٹ نے ڈیرا ڈالا تھا۔ ایم آج جھٹکے سے پلٹا اور پستل کی موزل نیلیم کی گردن پر زور سے دبائی۔ جیسے کھال میں سوراخ کر دینا چاہتا ہو۔ نیلیم کی گردن میں گٹھلی سی اُبھری تھی۔ چہرہ کچھ اونچا ہو گیا تھا

- کیا گیم کھیل رہی ہو میرے ساتھ؟ سخت لہجہ مگر سرد تھا۔ ایگل نے دانت پر دانت جمار کھے تھے

ہم وہ نہیں ہیں آآ آپ کو کوئی۔ آگے کی بات خوف کے مارے منہ میں ہی رہ گئی۔ الفاظ ادا ہونے سے انکاری ہو چکے تھے

- سریہ اتفاق کے سوا کچھ نہیں۔ ہم سچ کہہ رہا ہے۔ ایگل نے خوشامدی انداز اپنایا

- خیر حقیقت کا پتا تو جلد ہی لگ جائے گا

فی الحال تم آرڈر پہنچاؤ۔ ہرب تم ڈرائنگ روم میں میرا ویٹ کرو اور تم باربی ڈول! اچانک ہی اسکی ٹون بدلی تھی۔ ہونٹ مسکرائے تھے اور نظریں گہرائی میں اتر کر اسکے چہرے کا طواف کرنے لگی تھیں۔ نیلیم کے چہرے پر ناگواری چھا گئی

تم میرے ساتھ چلو اپنے شاندار مہمان خانے میں۔ عجیب سی ہنسی تھی اسکی۔ سر کو ہلکے سے خم دینے کے ساتھ، اس نے ریوالور سے سب کو دور ہٹ جانے کا اشارہ دیا۔ گول دائرہ ختم ہو چکا تھا۔ ہرب اور ایگل نے ایک دوسرے کو نفرت سے دیکھا۔ ایگل نے ناک سے بہتے خون کو کہنی سے صاف کیا اور نظروں ہی نظروں میں ہرب کو انتقامی کاروائی کا چیلنج کیا تھا۔ ہرب نے بھی اپنی شرٹ کا کالر درست کیا اور اسے پیچھے دکھاتا کلف لگے وجود کے ساتھ پلازہ میں داخل ہونے لگا

ہم کہیں نہیں جائیں گے۔ سچ بتاؤ دیا ہے تمہیں۔ نیلیم کو اپنے بازو پر اسکی گرفت کسی ناگ کی لپیٹ سے کم نہ محسوس ہوئی۔

ایک حساب اور سب سے مہنگا حساب ابھی رہتا ہے ملکہ حُسن۔ "وہ گھمبیر لہجے میں کہہ رہا تھا۔ نیلیم کو ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ سی محسوس ہوئی تھی

لک کون سا حساب؟ وہ اسکے ساتھ کھینچتی چلی جا رہی تھی۔ مڑ کر فقط ایک نظر ایگل کے بے تاثر چہرے کو دیکھا تھا۔

مجھے وہ نیکلس واپس کر دو اور دفع ہو جاؤ۔ مجھے بھی کوئی شوق نہیں تمہیں اپنے پاس رکھنے کا۔ پل بھر میں اسکے لہجے میں غراہٹ نمایاں ہوئی تھی۔ ایسے جیسے شیر شکار کی تلاش میں غراتا ہے۔ نیلیم کو اسکے پتھریلی تاثرات سے انجانا سا خوف محسوس ہوا۔ وہ پھر سے اُسی کمرے میں پہنچ چکی تھی

۔ میرے پاس وہ نیکلس نہیں ہے۔ اس نے بے بسی سے کہا۔ آنسوؤں نجانے کیوں بہنے لگے تھے

بہت ہی کوئی لالچی لڑکی ہو۔ ہیروں سے زیادہ حُسن خود لیے گھوم رہی ہو۔ میری مانو ڈار لنگ نیکلس کا بتا دو۔ کچھ نہیں کہوں گا۔ ہو سکتا ہے ایک ہیرے کی رنگ تمہیں بھی گفٹ کر دوں۔ اسکو رو تا دیکھ وہ ہلکے سے طنز سموئے لہجے میں بولا۔ نیلیم وہیں بیڈ کے کنارے بیٹھ گئی۔ چہرہ دونوں ہاتھوں میں ڈھانپ لیا۔ اسے زیادہ رونا ایگل کی بے حسی پر آ رہا تھا یا پھر ہار کے کھو جانے پر وہ سمجھ نہیں پار ہی تھی

ایم آرنے ایک نظر اسکے ہچکولے لیتے نازک بدن کو دیکھا اور پھر چہرہ موڑے لمبی سانس خارج کی۔ خود کو کمپوز کرتے وہ چند قدموں کا فاصلہ سمیٹتے اسکے پاس ہی بیٹھ گیا۔ نیلیم نے سر اٹھائے شکایتی نظروں سے اسے دیکھا تھا۔

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

دیکھو کتنی گہری چوٹ لگ گئی۔ حالانکہ ابھی میں تمہارے ساتھ حد درجہ نرمی سے پیش آرہا ہوں۔ "منہاج" نے اسکے سرخی مائل ہونٹ کے پھٹے کنارے پر شہادت کی انگلی پھیرتے کہا

آہ! وہ بپھر کر اسکا ہاتھ جھٹکتے پیچھے ہوئی۔ پسٹل والا ہاتھ گھٹنے پر ٹکا کر وہ نیلیم کی اس حرکت پر سر جھٹکتا مسکرایا تھا۔ عنابی ہونٹوں کی تراش میں ہلچل مچاتی مسکراہٹ یک لخت ہی غائب ہوئی تھی اور پھر وہی وحشیانہ پن اسکے اندر۔ انگڑائی لے چکا تھا

کروڑوں کی مالیت کے ہیرے تھے وہ۔ تمہاری جان بھی میرا نقصان پورا نہیں کر سکتی۔ "وہ اسکی صراحی دار" گردن کو اپنے سفید مضبوط ہاتھوں میں دبوچ چکا تھا۔ اسکے سبز کانچ میں سے نمکین پانی کی دھاریں بہنیں لگیں۔ سانس اُکھڑتی محسوس ہوئی۔ دل کی رفتار مدھم لگنے لگی تھی۔ اپنے بچاؤ کو جب اسے کچھ نہ سجھائی دیا تو اپنے سر دپڑتے سفید مومی ہاتھ ایم آز کے سینے پر رکھے دو ردھکیلنا چاہا۔ مگر وہ ہاتھ انجانے میں ٹھیک اسکے دل پر ٹھہر گیا۔ منہاج کی گرفت یکدم ڈھیلی پڑ گئی تھی۔ اسکا دل اتنی زور سے دھڑکا کہ اسے اسکی دھک دھک اپنے کانوں کا پردہ پھاڑتی محسوس ہوئی۔ محبت نے زمین پر قدم دھر دیا تھا۔ آواز آسمان تلک گئی تھی

کک کون سے ہیرے؟؟؟ "وہ جو سر جھکائے اپنے سینے کی جانب دیکھ رہا تھا۔ نیلیم کی آواز پر غائب دماغی سے" اسے دیکھنے لگا۔ وہ اب اس سے کافی فاصلے پر تھی۔ ہاتھ ہٹ چکا تھا۔ اسکی گرفت بھی ختم ہو چکی تھی۔ نیلیم کا سوال اس نے سنا ضرور تھا۔ مگر دماغ نے سمجھا نہیں تھا کہ وہ کیا پوچھ رہی ہے۔ نیلیم کو اسکی نظروں سے اب اُلجھن ہو رہی تھی

منہاج آگے بڑھا، اسکا نرم ملائم ہاتھ پکڑ لیا۔ نیلیم کی آنکھیں خوف سے پٹھنے کے قریب تھیں۔ سانس حلق میں ہی دم توڑ گئی اور اسکی اگلی حرکت نے اسکے پیروں تلے سے زمین کھینچ لی تھی۔ وہ اس کی سفید مخروطی انگلیوں

نیلیم کا مرکت از دیباء تبسم

والا ہاتھ اپنے چوڑے سینے کے بائیں طرف رکھ چکا تھا۔ اسکے ہاتھ پر اپنا ہاتھ دھرے۔ وہ جیسے کسی اور ہی جہان میں پہنچ گیا ہو۔ پھر آنکھیں بند کر کے اپنی دھڑکن سننے لگا۔ کانوں کے پردے پھاڑتی آواز، اسے لگا جیسے وہ پھر جی اٹھا ہے۔ جسم میں موجود جامد خون میں ہلچل ہوئی تھی۔ لگتا تھا جیسے صدیوں بعد رگوں میں آگ کے بجائے ٹھنڈک اُتری ہے۔ احساسات یوں تھے کہ گویا تمام بدن میں چبھی سوئیاں نکال دی گئی ہوں۔ آگ کے دریا سے سمندر کی گہرائی میں اُتر گیا ہو۔

میری زندگی کے مالک میرے دل پر ہاتھ رکھ
تیرے آنے کی خوشی میں کہیں میرا دم نکل نہ جائے

- وہ جو اسکے اس عمل پر حیرت کے سمندر میں غوطہ زن تھی فوراً ابھر آئی

چھوڑو ہمارا ہاتھ بد تمیز انسان۔ اس نے غصے سے سرخ ہوتے حقارت سے کہا۔ ساتھ ہی اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔ اس قدر ناگواریت تھی اس کے چہرے پر کہ اگر ایم آرز ہوش میں ہوتا تو اپنی تذلیل پر اسے زمین میں گاڑھ چکا ہوتا۔ مگر اسکے برعکس وہ پسٹل والے ہاتھ کو ہی ماتھے تک لے جا کر پسینہ صاف کرنے لگا۔ وہ نیلیم کی جانب نہیں دیکھ رہا تھا۔ پھر فوراً اٹھ کر لمبے لمبے ڈگ بھرتا کمرے سے نکل گیا۔ ہاں باہر کھڑے گارڈز کو اشارہ کرنا نہ بھولا تھا۔ جس کے ملتے ہی وہ دروازہ لاک کر چکے تھے

کسی معصوم لمحے میں کسی مانوس چہرے سے
محبت کی نہیں جاتی محبت ہو جاتی ہے

-اُسے کہوا بھی چلا جائے اور ہاں اب مجھے ڈسٹرب مت کرنا۔ اس نے انٹرکام زور سے پٹخا

جہازی سائز بیڈ کی سنہری رنگ چادر پر شکن تھی۔ کوٹ کہیں پڑا تھا تو واچ کہیں اور نفاست سے سجائے بال
اب کافی حد تک منتشر ہو چکے تھے۔ بلکہ کر دیے گئے تھی۔ دونوں ہاتھوں میں سر تھا مے وہ جانے کس چیز کا
ماتم کر رہا تھا۔ پھر کسی سوچ کے آتے، چیختے ہوئے بیڈ کی سائڈ ٹیبل پر دھرا فریم زمین بوس کر دیا۔ ساتھ ہی دو
-گالیاں بھی اسکے لبوں سے آزاد ہوئی تھیں

منہ کے زاویے کافی حد تک بگڑے ہوئے تھے۔ دو تین مکے دوسرے ہاتھ کی ہتھیلی پر مارنے کے بعد پھر سے
بالوں میں ہاتھ پھنسا لیے۔ پھر بیٹھے بیٹھے ہی بیڈ پر ڈھے گیا۔ ٹانگیں نیچے لٹک رہی تھیں اور آنکھیں کمرے کے
وسط میں لگے فانوس پر ٹکی تھیں۔ یک لخت ہی اسکا ہاتھ میکا کی انداز میں اپنے دل پر جاٹھرا۔ آنکھیں بند کیے وہ
اس لمس کو محسوس کرنے لگا۔ کیا تھا اس لمس میں کہ اسکا سارا اضطراب جاتا رہا۔ عجب لذت تھی اس لمس میں،
سرور تھا یا نشہ؟؟؟

جلتے شعلوں پر شبنم کی پھوار برس جائے جیسے

پیاسے کو سمندر کی گہرائی میں اُتار دیا ہو جیسے

محبت جدوجہد سے حاصل نہیں ہوتی۔ اسے کوشش مسلسل سے جیتا نہیں جاتا۔ اس کے لیے دولت، علم، شکل و صورت کچھ بھی تو معنی نہیں رکھتا۔ اسکے حصول کی اسکی آمد کی کوئی شرط تھوڑی ہے۔ یہ تو عطا ہے، - نصیب ہے، مقدر ہے، قسمت ہے بلکہ وہ شخص قسمت کا دھنی ہے، محبت تو نصیب کی بات ہے

زمین کے سفر میں اگر کوئی چیز آسمانی ہے تو محبت ہے۔

محبت تو اپنے آپ میں بادشاہ ہے اور محبت میں بادشاہ سوالی۔

محبت میں تو سکندر بھی سوالی، شاہ بھی سوالی، امراء بھی سوالی

جسے محبت کی دین عطا ہو جائے

وہ دھڑکنوں سے آشنا ہو جاتا ہے

وہ آہٹیں پہچاننے لگتا ہے

خوشبوؤں کو محسوس کرنے لگتا ہے

محبت میں ناممکن کچھ بھی نہیں، محبت تو لا حاصل کا حصول ہے

محبت میں ڈوب جاؤ تو ابھرنے کی تمنا نہیں ہوتی۔

اس میں سلگ جاؤ تو بھگنے کی خواہش نہیں جاگتی۔

اس میں بکھر جاؤ تو سمٹنے کا جی نہیں چاہتا۔

- محبت جب روئے زمین پر قدم رکھتی ہے تو آہٹیں آسمان تک سنائی دیتی ہیں

نہیں میں آنہیں سکتا۔ مسئلہ بہت گھمبیر ہو گیا ہے۔ ایم آز کا شک اب یقین میں بدل جائے گا۔ اگر ایک اور کوتاہی ہوئی تو؟ مجھے تو لگتا ہے کہ ابھی بھی اُس نے محض اپنے کام کی بناء پر مجھ سے زیادہ تفتیش نہیں کی۔ ایگل ہلکی ہلکی آواز میں محو گفتگو تھا۔ ایک ڈھابے نما جگہ پر بیٹھا ہاتھ میں چائے کی پیالی تھام رکھی تھی۔ آس پاس لوگ جو اکھیلنے اور واہیات گفتگو کرنے میں مصروف تھے۔ یہ ایک تھرڈ کلاس ایریا تھا

مگر تم نے اچھا نہیں کیا ٹائیگر، اس سب میں اُسکی لڑکی کا کوئی بڑا نقصان بھی ہو سکتا ہے۔ اُسکی حفاظت ہمارا فرض ہے۔ وہ ایک عام شہری ہے۔ ہمیں اُسے کسی بھی طرح کا نقصان پہنچانے کی اجازت نہیں۔ انس کے لہجے سے پریشانی صاف عیاں تھی

تو کیا کرتا؟ وہ سب سچ بتا دیتی اور میرے کئی مہینوں کی محنت تباہ ہو جاتی۔ بے وقوفی اُس نے کی۔ اُسے فرار ہونے کو کس نے کہا تھا؟ لا پراہ انداز میں کہا گیا۔

تو تم نے اُسے کب بتایا تھا کہ تم میجر ہو۔ آئی ایس آئی کیلئے کام کرتے ہو۔ اپنے مشن کیلئے یہ سب کر رہے ہو۔ اگر تم یہ سب بتا دیتے تو شاید مسئلہ اتنا نہ بڑھتا۔ انس کا انداز سمجھانے والا تھا۔

نیلیم کا حرکت از دیاء تبسم

ہمیں اپنے گھر والوں کو بتانے کی اجازت نہیں ہوتی اور تم مجھے کہہ رہے ہو کہ اُس بے وقوف لڑکی کو بتادیتا" اور آج جیسے ہم آمنے سامنے تھے تو وہ سب ایم آز کو بتادیتی اور وہ وہیں مجھے گولی مار دیتا اور تمہیں کاشی شعیب سب کو ڈھونڈ نکالتا۔ "وہ برہم ہوا تھا اسکی بات پر۔ دے دے لہجے میں غراتے اس نے بمشکل خود کو کنٹرول کر رکھا تھا۔

اگر اُس نے بتانا ہوتا تو وہ آج ہی بتادیتی۔ جب تم نے اُسے پہچاننے سے ہی انکار کر دیا تھا۔

خیر یہ تو مجھے بھی سمجھ نہیں آیا کہ میرے مکر جانے پر اُس نے میرا ساتھ کیوں دیا۔ چاہتی تو سچ بول دیتی اور بدلہ لے لیتی اپنے اغواء کیے جانے کا۔ یہاں آکر وہ خود شش و پنج میں پڑ گیا تھا

یار وہ لڑکی ہے بھی اتنی پیاری۔ اگر ایم آز نے اُسکے ساتھ کوئی غلط حرکت۔ تم سمجھ رہے ہونا؟؟ وہ کچھ سنبھل کر بولا۔

ہا ہا ہا ہاٹ آجوک؟ ایم آز لڑکیوں سے سخت الرجک ہے۔ تبھی تو ہر اُلٹا کام کرنے کے باوجود وہ لڑکیاں اسمگل نہیں کرتا۔ حالانکہ حبیب یہ کام کرتا ہے اور اُسکا بی بیویر بھی نیلیم کے ساتھ سخت تھا۔ وہ جتنی بھی حسین ہوا ایم آز کے مردہ دل میں ہلچل مچانا کوئی عام بات نہیں۔ تسلی آمیز لہجہ تھا

اپنے بارے میں کیا خیال ہے؟ اُسکا تو دل مردہ ہے۔ تمہارے پاس تو دل ہی نہیں۔ ورنہ جس حد تک وہ تمہارے لیے برداشت کر چکی ہے۔ ایک چھوٹی سی چنگاری کا جنم لینا تو بنتا تھا۔ انس نے طنز کیا

کو سیکنڈ رپورٹ سینڈ کرنے کیلئے شعیب کو ویڈیوز بھیجنے کا کہو۔ اسکی بات JIX میرے پراسرچ بند کر داور کو صاف نظر انداز کر دیا گیا تھا۔

سر!! وائٹ شرٹ پر بلیک واسکٹ پہنے ملازم نے کیک پیس کی ٹرے اسکی طرف بڑھائی۔ جسے اس نے ہاتھ کے اشارے سے منع کر دیا۔ ملازم پریشان کھڑا تھا۔ منہاج عزضحاک کو آج ناشتے کی طلب نہیں تھی۔ اور نج جو س کا گلاس تھا مے وہ گھونٹ گھونٹ حلق میں اتار رہا تھا۔

مجھے اُس لڑکی سے ان زخموں کا بدلہ لینا ہے منہاج۔ "حبیب نے بیئر کا گلاس رکھتے سیٹ سے پشت لگاتے" قدرے مغرورانہ انداز میں کہا۔

سوری! میں تمہیں اُس لڑکی کے نزدیک بھی بھٹکتے نادیکھوں۔ "دونوں کمنیاں میز پر لگائے وہ تھوڑا آگے" کو جھکتا قطعی لہجے میں بولا۔

ہا ہا حُسن پرست نکلے تم بھی۔ حبیب نے خباثت کا مظاہرہ کیا۔

وہاٹ ایور "وہ بحث نہیں کرنا چاہتا تھا۔ جھٹکے سے اُٹھا۔ دوسری جانب کھڑے اسکے خاص ملازم نے کوٹ ایم" آز کی جانب بڑھایا۔ جسے ایک ہاتھ سے کندھے پر ڈالتا، وہ آگے بڑھنے والا تھا۔ جب حبیب کی آواز اسکی پشت پر ابھری

کتنے لوگ اس اپسرا کے؟ آواز صاف تھی۔ منہاج کو لگا اسکے کان میں پگھلا ہوا سیسہ اُنڈیل دیا گیا ہو یا صورِ اسرافیل پھونک دی گئی ہو۔ ضبط کی کوشش میں اسکی سرخ و سفید رنگت پر نیلی نسیں ابھر گئیں تھیں۔ ہاتھوں کی مٹھیاں اس حد تک بھیچ رہی تھیں کہ انگلیوں کے ناخن ہتھیلی میں سوراخ کرتے محسوس ہونے لگے

- نظر پڑ گئی ہے حبیب کی اس پر اب جتنے بھی مانگے گا دوں گا۔ "وہ تو جیسے آج ہی نیلامی پر اتر آیا تھا"

ایک لفظ اور نہیں۔ "وہ مڑا تھا اُنکی اٹھا کر غیض و غضب سے بھرے لہجے میں دھاڑا۔ ڈانٹنگ ہال میں لگے " شیشے کے سلائڈ ڈور بھی جیسے کپکپا گئے ہوں۔

آخر تم اُس لڑکی۔۔ "میں اس بارے میں ایک لفظ بھی نہیں سننا چاہتا حبیب، ناؤشٹ اپ! اب کی بار اسکا لہجہ - سرد تھا۔ حبیب کا آدھا فقرہ منہ میں ہی رہ گیا۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتا نکل گیا

اگلادن چڑھ آیا تھا۔ وقت پانی کی طرح بہہ رہا تھا یاریت کی طرح سرک رہا تھا۔ نیلیم کو بس اسکی رفتار بہت تیز لگ رہی تھی۔ روشنی کی رفتار سے بھی تیز۔ اسے یاد نہیں پڑتا، کبھی وہ زندگی میں اتنا روئی ہوگی۔ کبھی جو اس نے اتنی سختیاں برداشت کی ہوں گی۔ وہ تو موم کی گڑیا تھی۔ اسے چاہنے والے اسکے پگھل جانے سے خوفزدہ رہتے تھے

آج وہ ان سب کو پس پشت ڈال کر ایک ان دیکھی راہ، ایک انجانے جذبے کی جانب بڑھ رہی تھی۔ کوئی ماروائی طاقت تھی جس نے اسے مجبور کیا جھوٹ بولنے پر۔ آخر کیوں اس نے ایگل کا بیج نہیں بتایا؟ ٹائیگر، ایگل، کمیٹی ممبر سب آپس میں گڈ مڈ ہو گئے تھے۔ مگر چہرہ تو وہی تھا نا۔ جسے وہ انجانے میں دل کی دیواروں پر چسپاں کر بیٹھی تھی۔ روگ لگ گیا تھا محبت کو، داغ لگ گیا تھا عزت کو۔ دونوں قیمتی چیزیں ایک ہی وقت میں چھن گئیں تھیں۔ پہلی مرتبہ اسے اپنے اتنے دن تک گھر سے باہر رہنے کا احساس شدت سے ہوا تھا۔ پہلی بار

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

اس لاپرواہ لڑکی کو معاشرے کی فکر ستائی تھی۔ رات کا آیا کھانا بھی اس نے چند نوالوں کے ساتھ زہر مار کر لیا تھا۔ کم از کم ان بے ضمیر لوگوں سے خود کو بچانے کیلئے کچھ ہمت درکار تھی

ہلکی سی آواز کے ساتھ دروازہ کھلا تھا۔ وہی یونانی دیوتاؤں سا مغرور شخص دروازے کے فریم میں ابھرا تھا۔ اسکی کل کی حرکت بجلی کی سرعت سے نیلیم کے ذہن کی اسکرین پر ابھری تھی۔ اسکی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ سی پیدا ہوئی۔ انجانے خوف کی لپیٹ میں اسکا بدن کپکپانے لگا۔ اب وہ کمرے کے وسط میں کھڑا تھا۔ ملازم نے ٹرائی اندر دھکیلی۔ منہاج نے اسے واپس جانے کا اشارہ کیا اور خود اسکی جانب بڑھنے لگا۔ اُٹھو کھانا کھاؤ۔ پھر تم نے ہار کا بھی بتانا ہے۔ کھڑے کھڑے ہی وہ سنجیدگی سے بولا

زہر ڈالا ہے اس کھانے میں؟ "نیلیم نے تلخ سوال کیا۔"

نہیں اس طرح مارنے کا مزہ نہیں آتا۔ "وہ اطمینان سے بولا۔ ساتھ ہی ٹرائی سے چیزیں اُٹھا کر میز پر رکھنے لگا۔ اسے یاد نہیں پڑتا، کتنے سالوں بعد اس نے کسی کیلئے یہ کام کیا تھا

ہم کہہ رہے ہیں نا وہ ہمارے پاس نہیں ہے۔ "وہ بے بسی سے چیخی۔۔۔ پلیٹ میز پر رکھتے منہاج نے ایک "نظر اس پر ڈالی اور اسکے پاس چلا آیا۔ نیلیم اسکو ہار کے کھو جانے کی حقیقت بتاتی تو مجبوراً ٹائیگر اور ایگل کا سچ بھی بتانا پڑتا۔ تبھی وہ لب سے بیٹھی تھی

مان لیا نہیں ہے تمہارے پاس ہار۔ اب اُٹھو ناشتہ کرو۔ "بے تاثر لہجہ۔ ہہ ہمیں بھوک نہیں ہے۔ اسکے پاس "آکر کھڑے ہونے پر نیلیم نے نامحسوس طریقے سے پیر سمیٹے تھے

گھر جانا ہے تمہیں؟؟ وہ ایک گھنٹہ ہار ڈو وڈ کے فرش پر لگائے اسکے سامنے بیٹھ گیا

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

ہاں، وہ بے قراری سے فوراً سر اٹھا کر بولی۔ سبز کانچ نم تھے۔ پلکیں بھیگی پڑی تھیں۔ رخسار سرخی مائل ہو رہے تھے۔ ہونٹ کا کنارہ زخمی تھا۔ اس کا سفید بھورے بالوں سے بھرا مضبوط ہاتھ اٹھا تھا۔ ہولے سے نیلیم کے چہرے کی جانب بڑھنے لگا تھا۔ جب وہ اور پیچھے کو سرک گئی۔ منہاج سر کو جھکاتے ہاتھ بھی واپس لے آیا پہلے ناشتہ کرو پھر سوچیں گے۔ تمہاری معافی کی کیا قیمت لگائی جائے۔ وہ کھڑا ہو چکا تھا۔ نیلیم نے سر اٹھا کر اس۔ دراز قد شخص کو دیکھا

- آؤ، وہ صوفے کی جانب اشارہ کرتا بولا۔ نیلیم بھاری بھاری قدم اٹھاتی صوفے کی طرف بڑھ گئی شروع کرو جلدی۔ وہ حکمیہ لہجے میں بولا۔ پھر خود بیڈ پر کہنی کے بل دراز ہو کر سیل فون استعمال کرنے لگا۔ کھاتے کھاتے نیلیم اسے بھی دیکھ رہی تھی۔ اُسے مکمل مصروف پا کر وہ تیزی سے اٹھی اور دروازے کی جانب لپکی۔ جلدی سے دروازہ کھولنے لگی، مگر وہ لاک تھا۔ زور زور سے کھینچنے کے بعد وہ بے بسی سے آنسو بہانے۔ میں مصروف ہو گئی

کر لی بے کار کوشش۔ اب واپس آ جاؤ اور اسے فنفش کرو جلدی۔ ایم آزی کی آواز پر وہ لب کچلتی پلٹی۔ اور صوفے پر بیٹھی انگلیاں مروڑتی رونے لگی۔ پانچ منٹ گزر گئے۔ وہ اٹھا اور میز کے پاس چلا آیا۔ ایک نظر میز پر پڑے۔ لوازمات پر ڈالی اور ایک اسکے صبر کو آزماتی اپسر پر

ہار کا بتا د اور چلی جاؤ۔ وہ تیز آواز میں بول کر رکا نہیں تھا۔ اسکے جاتے ہی وہ دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپائے۔ پھوٹ پھوٹ کر رو دی

رات کے ایک بجے کا وقت تھا۔ ایم آرز پلازہ میں سناٹا بول رہا تھا۔ سوئی گرتی تب بھی آواز پیدا ہوتی، اس حد تک خاموشی تھی۔ وہ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے ادھ کھلی آنکھوں سے جاگ رہی تھی۔ نیند حاوی ہو رہی تھی۔ لیکن غافل ہونے سے خوف آرہا تھا

ایگل کو حبیب نے بلایا تھا۔ منشیات کا حساب کتاب کرنے کے بعد ایگل نے کالے رنگ کا بستہ اسے تھما دیا۔ جسے کھولنے پر اندر چاندی کے اوراق میں لپٹے پیسوں کی گڈیاں ملی تھیں۔
- شہباز میرے چیتے۔ "حبیب نے اسکی کمر پر دھپ رسید کرتے کہا"

اب ہم جائے؟ ایگل نے اجازت طلب کی۔ حبیب نے سر کے اشارے سے اسے جانے کا کہہ دیا۔ مگر وہ نیچے جانے کے بجائے لیفٹ سائنڈ پر آگیا۔ اوپر فلور پر لفٹ کے رکتے ہی اس نے کان میں لگے بلیو ٹو تھ انیئر فون کے ذریعے انس کو مخاطب کیا

ڈن "اچانک پورا ایم آرز پلازہ اندھیرے میں نہا گیا۔ گپ اندھیرا۔ وہ دھیرے دھیرے آگے بڑھا اور ایک "چابی کی مدد سے بھاری دروازہ کھول دیا

خاموشی کو چیرتی دروازے کی آواز پر نیلیم فوراً ٹھٹھک گئی۔ وہ کمرے کے وسط میں کھڑی اندھیرے سے گھبرا رہی تھی۔ اس نئی مصیبت پر اسکی چیخ نکلتی والی تھی۔ جب ایگل نے ٹارچ بیڈ پر اُچھالتے، ایک رومال جیب سے برآمد کرتے، اسکے منہ پر رکھے بے ہوش کر دیا۔ پھر اسے اپنے بائیں کندھے پر ڈال دیا۔ اسکے بے جان ہوتے ہاتھ لٹکے پڑے تھے اور لمبے بال ایگل کے گھٹنوں کو چھو رہے تھے

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

سکے برابر لائٹ والی ٹارچ اس نے سیڑھیوں پر ڈالی اور وہاں پڑے کتھی رنگ کا تھیلا نیلیم کے اوپر ڈالا دیا۔ اسکا منہ بند کرنے کے بعد وہ بہت تیزی سے سیڑھیاں اترنے لگا۔ اس تمام کارروائی میں اسے ابھی تک پانچ منٹ - ہو چکے تھے

وہ تھرڈ فور تھ فلور کی سیڑھیاں اتر رہا تھا۔ جب اسے منہاج کی چنگھاڑتی آواز سنائی دی۔ وہ ملازمین پر چیخ رہا تھا - کہ لائٹ کیوں گئی ہے؟ جزیٹر اون کرو۔ ٹائنگر میں نکل گیا ہوں۔ انس کا پیغام آیا

- پچھلے حصے میں کوئی ہے تو نہیں۔ وہ دبی آواز میں دریافت کرتا گراؤنڈ فلور پر پہنچ چکا تھا

نہیں، جواب ملتے ہی وہ پلازہ کے پارکنگ ایریا کی جانب بڑھ گیا۔ اس کا اندازہ اتنا پکا تھا کہ وہ بغیر لائٹ اور - روشنی کے پارکنگ ایریا تک آیا تھا۔ ایک ایک راستہ اسے حفظ ہو چکا تھا

جھپاک سے پورا ایم آف پلازہ روشنوں میں نہا گیا۔ الرٹ کھڑے گارڈز کی بھی آنکھیں ایک پل کو چندھیا - گئیں۔ ایگل نے ٹرک میں رکھنے والے منشیات کے تھیلوں کے ساتھ ہی وہ تھیلا بھی رکھ دیا

ارے یہ لائٹ کو کیا ہو گیا تھا؟ ایگل نے تھیلا ٹرک میں رکھتے ہوئے سرسری لہجے میں چوکنہ گارڈ سے پوچھا۔ جو - لوڈڈ رائفل تانے پارکنگ ایریا کا راونڈ لگا رہا تھا

- سازش لگتی ہے کسی کی۔ آج تک ایسا ہوا تو نہیں۔ گارڈ نے اپنی حیرت چھپائی نہیں تھی

اللہ خیر کرے۔ "ایگل نے کہتے ساتھ ایک بچا تھیلا بھی ٹرک میں رکھا اور آگے ڈرائیونگ سیٹ پر آ بیٹھا۔" ٹرک تیز رفتاری سے ایم آف پلازہ سے نکل گیا۔ اس سے پہلے بھی دو ٹرک جا چکے تھے۔ اسی لیے ایگل پر کسی کا

- شک نہ گزرا

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

منہاج عزضحاك تیزی سے لفٹ کی جانب بڑھا۔ اسكے ہر ہر عضو سے بے چینی جھلک رہی تھی۔ وہ وقفے وقفے سے لفٹ كے بند دروازے پر مكار سید كرتا اپنا غصہ نکال رہا تھا۔ لفٹ مطلوبہ فلور پر پہنچ چكي تھی۔ وہ دوڑتے۔ ہوئے آخری كمرے کی جانب بڑھا۔ دروازہ كھلا تھا اور كمرہ خالی تھا۔ وہی ہوا جسكا اسے ڈر تھا

- اوہ نو، اس نے بھاگنے کی وجہ سے ماتھے پر آئے بالوں کو چار انگلیاں پھنسا کر پیچھے کیا

وہ خود بھاگی ہے یا بھاگئی گئی ہے؟ یہ سوال بہت خاص تھا۔ منہاج كے پورے جسم میں شرارے دوڑنے لگے۔ اسی كے گھر میں گھس كر اسے ہی شكست سے دوچار كر دیا گیا تھا۔ اسے تو سمجھ نہیں آ رہا تھا كہ كوئی مین بورڈ تك پہنچا كیسے؟ یہی نہیں جنریٹر آن كرنے جانے والے دو گارڈز كو بھی بے دردی سے زخمی كر دیا گیا تھا

اس نے روم سے باہر نكلتے اپنے پیچھے زور سے دروازہ بند كر دیا اور دل ہی دل میں اسے پھر سے تلاشنے كا منصوبہ ترتیب دینے لگا۔ اب کی بار بات صرف ہار کی نہیں تھی۔ کچھ اور تھا جسکی بناء پر یہ تلاش اب اور اہمیت اختیار - کر گئی تھی

Writers

ٹائنگر نے بیس منٹ کی ڈرائیو كے بعد سنسان سڑك پر ٹرك روك دیا۔ زیادہ دیر اسے بند كر كے ركھنے سے - خاطرہ بھی ہو سكتا تھا

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

وہ ڈرائیونگ سیٹ سے اتر اور ٹرک کے پچھلے حصے کی جانب بڑھ گیا۔ اُس میں سے ایک تھیلے کا منہ کھولا۔ اندر وہ گٹھری بنی پڑی تھی۔ اسے بمشکل باہر نکالنے کے بعد ایگل چھلانگ مارتے نیچے اتر اور پھر سے ڈرائیونگ سیٹ کی جانب بڑھ گیا۔ اسے دور سڑک پر کسی کار کی ہیڈ لائٹس نظر آرہی تھیں۔ اس نے جلدی سے ٹرک۔ اسٹارٹ کیا اور رفتار تیز کر دی

ٹائیگر اسے پہلے والی جگہ پر مت لے کر جانا۔ ایم آرز کے بندوں کو اُس جگہ کا پتالگ گیا ہے۔ کچھ بھی ہو سکتا ہے۔ انس کی آواز ایئر فون سے ابھری

یہ مال تو کیفے ٹیریا ہی لے کر جانا ہے فی الحال میں وہی جا رہا ہوں۔ اس وقت وہاں کوئی نہیں ہوتا۔ ٹائیگر نے

ٹرن لیتے اپنے ارادے سے آگاہ کیا

اور ہرب؟ ڈونٹ وری، وہ رات رنگین کرنے گیا ہے۔ اطمینان سے جواب دے کر رابطہ منقطع کر دیا

مزید کچھ وقت گزرنے کے بعد وہ کیفے ٹیریا کے پاس پہنچ چکا تھا۔ اس کے پچھلے احاطے میں ٹرک روکنے کے بعد وہ جلدی سے ڈرائیونگ سیٹ سے اتر اور ٹرک کے پچھلے حصے کی جانب بڑھ گیا۔ نیلیم بھاری بھاری ہیر وٹن سے بھرے تھیلوں پر بے سُدھ پڑی تھی۔ ایگل نے آگے کو ہوتے اسکو پیر سے اپنی جانب کھینچا۔ جب آدھا وجود باہر آگیا تو اسے پہلے کی ہی طرح کندھے پر اٹھالیا۔ کیفے ٹیریا کے پچھلے حصے میں بنے کمرے کی گول سیڑھیاں چڑھنے کے بعد وہ دروازے پر کھڑا تھا۔ ایک ہاتھ سے بے ہوش وجود کو سنبھالا اور دوسرے سے جینز کی پاکٹ سے چابیاں نکالنے لگا۔ لاک کھول کر اندر بڑھ گیا۔ کمرے میں اندھیرا تھا۔ اندازے سے چلتے اس نے نیلیم کو لکڑی کے تخت پر لٹا دیا۔ پھر شیڈ کی جانب بڑھ گیا۔ لائٹ جلانی کچھ روشنی ہو گئی تھی۔ پانی کی بوتل

تلاش کرتا وہ واپس اسکی جانب چلا آیا۔ دو تین چھینٹے پانی کے مارے ہی تھے ابھی کہ دھاڑ کی آواز سے لوہے کا
- دروازہ کھولتے کوئی اندر بڑھا۔ ایگل فوراً پلٹا ساتھ ہی پیٹ کی پاکٹ سے ریوالور نکال لیا

تو میرا شک صحیح تھا۔ ہرب نے طنزیہ لہجے میں کہتے ساتھ پسل بھی تان لی۔ ایگل بھی ریوالور تھامے الرٹ
- ہو گیا۔ نیلیم تخت پر بیٹھی صورتحال سمجھنے میں کوشاں تھی

کیا لگتی ہے یہ تیری؟؟؟ مفت میں اتنی حسین اسامی تیرے ہاتھ لگ گئی۔ واہ!!! وہ سوال کے ساتھ چنگاری
- بھی اڑا رہا تھا

خود چل کر موت کے پاس آئے ہو تم ہرب۔ اب زندہ سلامت واپس نہیں جا پاؤ گے۔ ایگل نے پسل تانے
- چیلنج کیا

ہا ہا بڑی آگ لگ رہی ہے۔ مزہ کر کر کر دیا نا تیرا؟؟؟ چل ڈیل کر لیتے ہیں۔ دونوں مزے لے۔ اسکی معنی
- خیر گھٹیا بات مکمل ہونے سے پہلے ہی ایگل عقاب کی طرح اس پر جھپٹ پڑا

بکو اس کیے جارہا ہے، کیے جارہا ہے اب بھگت۔ "ایگل اسے اپنے مضبوط کسرتی بازؤں میں دبوچے غضبناک"
لہجے میں بولا۔ ساتھ ہی گھٹنا موڑ کر اسکے پیٹ میں دے مارا۔ ایک نہیں دو نہیں بار بار۔ ہرب نے پسل اب
تک تھام رکھی تھی۔ اس ہاتھ پائی میں اگر وہ فائر کرتا تو شاید اسے بھی نقصان پہنچتا۔ تبھی وہ خود کو چھڑانے کی
کوشش کرنے لگا۔ بالا آخر ایگل کے پیٹ میں کہنی مارنے کے ساتھ اسکے سر میں بھی دے ماری۔ پھر ٹانگ کا
- استعمال کرتے اسے دو ردھکیلا اور جلدی سے فائر کر دیا۔ مبادا وہ پھر نا اس پر چڑھ دوڑے

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

فائر کی آواز سے بلند چیخ نیلیم کے گلے سے برآمد ہوئی تھی۔ اس تمام کاروائی کے دوران وہ لرزتی کانپتی آنسو بہانے میں ہی مصروف تھی۔ پے درپے واقعات نے اسکی تمام صلاحیتیں جیسے مفلوج کر کے رکھ دی تھیں۔

ٹائیگر! نیلیم کی بے جان ٹانگوں میں جانے کہاں سے اتنی جان آئی تھی کہ وہ فرش پر گرے ایگل کی جانب بڑھی تھی۔ گولی اسکے کندھے کو چھو کر گزری تھی۔ سرخ انار رنگ خون بہہ نکلا تھا۔ ہرب نے پھر سے اسے ٹارگٹ پر رکھا۔ مگر اسکے آگے نیلیم تھی۔ عاص عالم نے ایک ہاتھ سے اپنے قریب بیٹھی نیلیم کو دوردھکیلا اور ڈائریکٹ فائر کیا۔ پسٹل ہرب کے ہاتھ سے نیچے گر چکا تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ اسے اچکتا اندر داخل ہوتے ایک نقاب پوش نے اسے پشت سے دبوچتے نیچے پھینکا اور دھڑادھڑلاتوں گھونسو کی برسات کر دی۔ ہرب بھی کم نہیں تھا۔ اس نے بھی اپنے دفاع میں ہاتھ پیر چلانے شروع کر دیے۔ نقاب پوش زمین بوس ہوا۔ ہرب پسٹل لینے آگے بڑھا۔ میجر عاص نے اسکے گٹھنے پر اپنا بوٹ مارا۔ وہ منہ کے بل گرا۔ خون اسکے منہ سے نکل کر آلودہ فرش کو اور آلودہ کر چکا تھا۔ میجر عاص نے اسکی گرن اپنی بازو میں دبوچ کر موڑ لی۔ پھر نقاب پوش سے بولا۔ انس نیلیم کو لے کر جاؤ۔ اسکے پیر کے نیچے ہرب کا پسٹل تھا۔ جسے اس نے انس کی جانب دھکیل دیا۔

اوکے سر! وہ پسٹل اٹھا کر نیلیم کی جانب آیا۔ جو ابھی تک فرش پر بیٹھی حالات سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔ اٹھیں، اس نے نیلیم کو جلدی سے اٹھنے کا کہا۔ مگر اسکی نظریں ہرب کی گردن کو بے دردی سے دبوچے ایگل پر گڑھی تھیں۔ انس نے ایک نظر اسکی نظر کے تعاقب میں دیکھا۔ پھر اسے بازو سے تھام کر گھسیٹنے کے انداز میں باہر لے آیا۔ گول سیڑھیاں اترنے کے بعد وہ اس گلی سے نکلنے والے تھے۔ جب وہ ہوش میں آئی

۔ ٹائیگر! یہ ہم ٹائیگر کو چھوڑ کر کیسے جاسکتے ہیں؟ وہ بڑبڑائی

۔ چھوڑو ہمیں، اس نے انس کی سخت گرفت سے اپنے آپ کو آزاد کروانا چاہا

- نیلیم ابھی آپ میرے ساتھ چلیں۔ میں آپ کو سیو جگہ لے کر جا رہا ہوں۔ "اسکے چلانے پر وہ رُک گیا تھا"

ٹائیگر اندر ہے وہ۔۔۔۔۔ وہ اُسے مار دے گا یہ ہم نہیں جاسکتے۔ ہمیں ٹائیگر کے پاس جانا ہے۔ آپ چھوڑیں"

- ہمیں۔ "عاجزی و بے بسی سی کہتی آخر میں وہ اپنے مخصوص انداز میں چیخ پڑی

ٹائیگر کو کچھ نہیں ہوگا۔ وہ میجر ہے۔ ہرب کو کنٹرول کرنا اسکے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ ڈونٹ وری، بٹ مین"

پر اہم یہ ہے کہ ہرب کے پیچھے حبیب نہ آجائے۔ آپ سمجھ کیوں نہیں رہی۔ اتنی مشکل سے آپ کو وہاں سے

نکال کر لائے ہیں۔ ہم پر بھروسہ کریں۔ "وہ اسے دھیمے سے سمجھاتا رام کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔ اسکی

گرفت ڈھیلی پڑی تھی۔ نیلیم نے اسے دھکا دیا اور واپس بھاگ گئی۔ انس کو اس سے ایسی دلیری کی توقع نہیں

تھی۔ وہ سنبھل تو گیا۔ مگر اسکے پیچھے کچھ دیر بعد لپکا تھا۔ وہ تیز تیز بھاگتی گول سیڑھیاں چڑھ رہی تھی۔

آنکھوں کے آگے صرف ایگل کے کندھے سے بہتا خون دکھ رہا تھا۔ جب وہ دروازے پر پہنچی تو اندر کے منظر

نے اسکی روح تک ہلا دی تھی۔ ایگل خون میں لت پت ہرب کے اوپر گھٹنہ موڑ کر بیٹھا تھا۔ ایک گھٹنہ فرش

پر لگا تھا۔ ریوالتور ہرب کے منہ میں تھا۔ ایک دو تین جانے اسنے کتنے فائر کیے تھے۔ آنکھوں کے آگے اندھیرا

چھا جانے کی بناء پر وہ لہرا کر دروازے میں ہی گر گئی۔ میجر عاص عالم نے ایک ٹھوکر ہرب کو رسید کی اور کھڑا

ہو گیا۔ وہ نیلیم تک پہنچا تھا۔ جب تک انس بھی آگیا۔ میجر عاص عالم نے تیز اور خفگی بھری نظر اس پر ڈالی تھی۔

- وہ سر جھکا کر رہ گیا

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

آپ ہمیں کہاں لے آئے ہیں ٹائیگر کہاں ہے؟؟ انس کمرے میں داخل ہوا ہی تھا کہ وہ بیڈ سے اٹھتی بولی۔
نقاہت کے باعث آواز بہت مدہم تھی۔ کمر کافی کشادہ تھا۔ فرنیچر بھی میچنگ کا، مگر لکڑی کا تھا۔ ڈارک
براؤن ہی پردے لگے تھے۔ ایل ای ڈی بلب کی روشنی بھی کافی تیز تھی۔ جو اسکے سر پر لگا تھا۔ بیڈ پر لیٹی نیلیم
- اب اٹھ بیٹھی تھی

آتا ہو گا وہ، آپ یہ جو سپی لیں۔ انس نے جو س کا گلاس اسے تھما نا چاہا۔ مگر وہ ٹانگیں سمیٹ کر ان کے گرد
- بازو باندھے اور ان پر سر رکھ کر رونے لگی۔ انس پریشان ہو گیا
آپ رونا تو بند کریں پلیز! سب ٹھیک ہو جائے گا۔ آپ محفوظ ہیں یہاں۔ انس کھڑے کھڑے ہی کہہ رہا تھا۔
اسے سب سے مشکل کام لگ رہا تھا۔ کسی روتی لڑکی کو چپ کرانا۔ اسکی بات پر وہ مزید زور و شور سے رونے
- لگی

اچھا دیکھیں میں آپ کو بتاتا ہوں۔ وہ ٹھیک ہے۔ ہاسپٹل گیا ہے۔ جلدی آجائے گا۔ اب آپ بھی اسے پکڑ
- لیں "انس نے جو س کا گلاس پھر اسکی جانب بڑھایا۔ نیلیم نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔ انس نے نظریں چرائیں
ہم کہاں پھنس گئے ہیں؟ تم کون ہو؟ ٹائیگر کون ہے؟ ہمیں کیوں چھڑوا یا وہاں سے؟ تم سب کی آپس میں کیا
دشمنی ہے؟ ہمیں کیوں بیچ میں گھسیٹ لیا ہے؟ ہمارا کیا قصور ہے؟ کس چیز کی سزا مل رہی ہے ہمیں؟ ہم تھک
گئے ہیں ایک جگہ سے دوسری جگہ، ایک قید سے آزادی ملتی ہے دوسری قید میں جانے کو۔ وہ روتے ہوئے
- اس سے شکایتیں کر رہی تھی۔ انس نے گہری سانس لے کر خود کو ریلکس کیا

ابھی آپ کو سب سچ پتا چل جائے گا۔ کچھ انتظار کریں۔ انس دھیمے لہجے میں بولا۔

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

ہمیں ابھی بتائیں ٹائیگر کون ہے؟ اُسکے اتنے روپ کیوں ہیں؟ آپ نے نہیں بتایا تو ہم، ہم شور مچا دیں گے۔ نیلیم نے کہتے ساتھ ہی سائیڈ ٹیبل پر پڑا گلدان بھی اٹھالیا۔ انس اب بھی خاموش کھڑا تھا۔ جیسے اسکی دھمکی پر۔ کوئی فرق نہ پڑا ہو۔

ٹائیگر میجر عاص عالم ہے اس کے علاوہ کچھ بھی آپ کو بتانا، ہمارے لیے خطرہ ثابت ہو سکتا ہے۔ "وہ بات" کرتے کرتے کب نیلیم کی طرف آیا۔ وہ محسوس نہیں کر سکی۔ اس نے گلدان اسکے ہاتھ سے آرام سے لے لیا۔ اور جو س کا گلاس تھما دیا۔

اب جلدی سے اسے ختم کریں اور مزید دھمکیاں دینے کے لیے جان پیدا کریں۔ وہ طنز کر رہا تھا۔ شاید پتا نہیں بس نیلیم نے اسے مسکراتے دیکھا تھا۔ پھر اس نے جلدی سے جو س ختم کر لیا۔ انس نے ٹیبل پر پڑا جگ اٹھایا اور اسکے ہاتھ سے گلاس لینے کے بجائے اور جو س ڈال دیا۔ نیلیم نے حیران نظروں سے اسے دیکھا۔

دیکھ کیا رہی ہیں ختم کریں اسے، رزق ضائع نہیں کرتے۔ دادی اماؤں والا لہجہ۔ اس نے گلاس لبوں سے لگا لیا۔ انس ٹیبل کے کنارے ہی بیٹھ گیا۔ کمرے میں بیڈ کے سوا ایک صوفہ موجود تھا بیٹھنے کو۔

- گڈ گرل "نیلیم کے ہاتھ سے خالی گلاس لیتے وہ شاباشی دینے لگا۔"

وہ اب سیل کی جانب متوجہ ہو چکا تھا۔ اسکی انگلیاں تیزی سے ٹائپنگ کرنے میں مصروف تھیں۔ پھر وہ کال پر مصروف ہو گیا۔ ایک منٹ کی بات کے بعد وہ کمرے سے باہر نکل گیا۔ نیلیم بھی جلدی سے بیڈ سے اتر گئی۔ کمرے کے باہر لاؤنج تھا خاصا بڑا تھا۔ ایک تھری سیٹر صوفہ تھا۔ جب کہ باقی چار سنگل صوفے گول دائرے میں لگے تھے۔ ایک طرف کچن تھا اور کچن کے سامنے تھوڑی سی جگہ پر چار کرسیوں والا سیٹ تھا۔ جسے ایک - چھوٹے سے ڈائننگ ہال کا نام دیا جاسکتا تھا۔

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

نیلیم دروازے سے جھانک رہی تھی۔ جب اس نے مین گیٹ سے کسی کو اندر آتے دیکھا۔ اسنے گرے کلر کی شرٹ پہن رکھی تھی۔ جس کے بٹن کھلے تھے۔ اسکا کسرتی بدن صاف نظر آرہا تھا۔ مگر اسکے سینے پر پٹی بندھی تھی۔ جس پر خون کے دھبے بھی معلوم ہو رہے تھے۔ سیلوس فولڈ تھے۔ ایک ہاتھ پر بھی اسی طرح سفید کاٹن لپٹا تھا۔ بال ماتھے پر ڈیرہ ڈالے ہوئے تھے۔ نیلیم کو اپنے پیروں تلے زمین نکلتی محسوس ہوئی۔ اسکے شولڈر پر گولی لگی تھی اسے یاد آیا۔ وہ فوراً باہر نکلی

-کک کیا ہوا ہے آپ کو؟ اسکی آواز بلند اور شک سے بھرپور تھی

-کیسے لگی ہے یہ چوٹ؟ ہم آپ سے کچھ پوچھ رہے ہیں، وہ چلائی

چوٹ مجھے لگی ہے۔ شور آپ نے مچا رکھا ہے۔ وہ اسکے چلانے پر ناگواری سے بولا۔ نیلیم جھٹکے سے اسکے قریب ہوئی تھی۔ اوپن شرٹ کا ایک سراپکڑ کر اسے اپنی جانب ہلکے سے کھینچا

چوٹ آپ کو لگی ہے۔ مگر تکلیف ہمیں ہو رہی ہے اور جب تکلیف برداشت سے باہر ہو جائے نا میجر عاص " عالم، انسان شور بھی تب ہی مچاتا ہے۔ "وہ اس وقت اس حد تک اس کے قریب تھی کہ میجر عاص ان سبز کانچ میں اپنا عکس صاف دیکھ سکتا تھا۔ اپنے لیے ٹھاٹھیں مارتا جذبات کا طوفان باآسانی ملاحظہ کر سکتا تھا۔ اس نے ایک پل کو اپنی نظریں نہ جھکائیں تھیں۔ اسکی آنکھوں میں دیکھتی، وہ اپنے جنون کی انتہا بتا رہی تھی۔ بہک جانے کو مجبور کر رہی تھی

کیوں نہیں کرتے آپ ہم سے محبت؟ شرٹ پر گرفت اور مضبوط کر کے ایک اور جھٹکے سے مزید فاصلہ سمیٹ لیا۔ اسکی سیاہ ذہانت سے چمکتی آنکھوں میں دیکھتے جذبات سے بو جھل لہجے میں استفسار کیا تھا۔ میجر عاص نے سانس تک روک لی تھی۔ پھر چہرہ موڑ لیا۔ تاب نہیں لا پار ہاتھ وہ ان جذبوں سے لبریز نگاہوں میں دیکھنے کی

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

نیلیم چھوڑیں "وہ دبے دبے لہجے میں اسکے ہاتھ اپنے شرٹ سے ہٹاتے بولا۔ انس دروازہ لاک کرتا پلٹا تھا۔"

- میجر عاص کو انس کے سامنے اسکی یہ بے باکی سخت کھلی تھی۔ نیلیم ذرا فاصلے پر ہو چکی تھی۔ انس پاس چلا آیا

ٹائیگر یہاں کیوں کھڑے ہو اندر چلو۔ انس کے کہنے پر وہ کمرے میں چلا گیا۔ نیلیم بھی پیچھے ہی آنے لگی تھی۔

- جب انس بولا

پلیز آپ یہیں ایڈجسٹ کر لیں۔ "انس کا لہجہ معذرت کرتا تھا۔ مگر اسنے تیکھی نظر انس پر ڈالی اور کمرے"

- میں چلی گئی۔ انس بھی اسکے پیچھے ہی چلا آیا

ہمیں سب سچ سچ بتادیں۔ یہ سب کیا چل رہا ہے؟ اور ہمیں اس میں کیوں گھسیٹا جا رہا ہے؟ ٹائیگر بیڈ کراؤن

- سے ٹیک لگائے بیٹھا تھا۔ نیلیم سامنے کھڑی قدرے غصے میں بولی

پہلی بات آپ نے خود اس کھائی میں چھلانگ لگائی ہے اور دوسری بات میں نے آپ سے کچھ جھوٹ نہیں

- بولا۔ جو آپ سچ بتانے کا کہہ رہی ہیں۔ ہمیشہ کی طرح سخت لہجہ سنجیدہ انداز

ہم نے چھلانگ لگائی ہے یا آپ نے دھکا دیا ہے؟ کاٹ دار لہجہ۔

میں نے نہیں کہا تھا کہ آپ اکیلی عید کے دن کسی کے گھر میں دھڑلے سے گھس جائیں نا ہی میں نے آپ کو

- ایم آزا کا ہار اپنے پاس رکھنے کا کہا تھا۔ وہ اطمینان سے نیلیم کو اسکی غلطیاں بتا رہا تھا

ہمیں حرکت بہت پسند ہیں اور یہی ہماری غلطی تھی۔ آپ صحیح کہہ رہے ہیں۔ ہمیں وہ ہار نہیں اٹھانا چاہیے

تھا۔ وہ پہلی بات کو نظر انداز کرتی اپنی غلطی تسلیم کرتی بیڈ کے پاس پڑے ٹیبل پر ہی بیٹھ گئی۔ انس کمرے سے

- جانے کب گیا تھا، اسے محسوس نہیں ہوا

نیلیم کا مرکت از دیباہ تبسم

- مرکت یو مین ز مرد کا پتھر؟ "نیلیم نے سر جھکائے اثبات میں ہلایا"

آپ کو پھر بھی وہ ہار نہیں اٹھانا چاہیے تھا۔ کئی بار ہماری پسندیدہ چیزیں ہی ہمیں سخت نقصان سے دوچار کرتی ہیں۔ "وہ سر اونچا کرتا کمرے کی چھت کی جانب دیکھ رہا تھا۔ شرٹ اب تک کھلی تھی۔ نیلیم اب اسکی جانب دیکھنے سے ہچکچا رہی تھی۔ جب کہ کچھ دیر پہلے وہ کیسے اسکے لیے بے قرار ہو گئی تھی

آپ کو کس نے بتایا کہ میں میجر عاص عالم ہوں؟ جذبات میں آکر نیلیم نے اسکا پورا نام لے لیا تھا۔ وہ خود تو بھول چکی تھی۔ مگر میجر عاص شارپ مائنڈ ڈانسان تھا۔ اسکی زیرک نگاہیں تو انسان کا اندر تک چھان لیتی تھیں۔

- وہ، وہ نیلیم انگلیاں مروڑنے لگی۔ عاص عالم کو سمجھ نہیں آتی تھی۔ یہ لڑکی عجیب سے بھی عجیب تر تھی

- کبھی بولڈنس کا مظاہرہ کرتی کبھی بلاوجہ نروس ہوتی

- کبھی پسٹل دیکھ کر ہی سچ بول دیتی، کبھی ریوالور کو گردن میں محسوس کر کے بھی جھوٹ پر ڈٹی رہتی

میں نے بتایا تھا سر! انس ایک پلیٹ میں ہلدی ملا دودھ کا گلاس لیے اندر داخل ہوتا بولا۔ عاص عالم نے شکایتی نظروں سے اسے دیکھا۔ پھر اسکی بڑھائی پلیٹ سے گلاس اچک لیا

نیلیم کا مرکت از دیباہ تبسم

ہرب کا سیل مسلسل آف جا رہا ہے۔ آئی ڈونٹ نو وہاٹ ہیپینڈ وِہم۔ حبیب شدید جھنجھلاہٹ میں مبتلا کہہ رہا تھا۔

ایگل سے کانٹیکٹ کر لو۔ وہ ڈیٹیلز بتا دے گا۔ ہی از آر سپو نسل گائے۔ ایم آرنے کانٹے میں لگے ڈرائے کیک۔
- کا پیس کھاتے کہا

- تم نے یہاں بزنس تو اچھا سیٹ کر رکھا ہے۔ بائے داوے۔ حبیب نے تعریف کی
گتے کا کاروبار بہت منافع بخش ہے۔ میرے اصل بزنس کیلیے۔ کسی کو خبر ہی نہیں ہوتی، اتنے بڑے بڑے
- کارٹنز میں اسلحہ جا رہا ہے، ہیر وئن یا امریکن، سعودیہ کرنسی۔ وہ اب بھی ناشتے میں مصروف بول رہا تھا
- اگر کبھی ریڈ پڑ جائے تو؟ حبیب بولا

ارڈر لارٹ ہیں اور پولیس محکمے میں بھرتی ایس ایچ او بھی ہر خبر وقت سے پہلے پہنچا دیتا ہے۔ ایک ایس پی
- بھی تعاون کر رہا ہے۔ ایم آرنے آرام دہ لہجے میں کہا

- پاکستان کی پولیس تو بڑی ہی لالچی ہے یار۔ حبیب نے کمنٹ پاس کیا

ایسی بات نہیں ہے۔ ہر محکمے میں اچھے برے لوگ ہوتے ہیں۔ بس جن کو پیسے کی لالچ ہو، وہ اپنوں کی پیٹھ میں
چھرا گھونپنے میں وقت نہیں لگاتے اور کچھ ڈیک کی بھی محنت ہے۔ خیر اب تم دیکھ رہے ہو تو وقت پر پیسے
ٹرانسفر کر دیا کرو ان کے اکاؤنٹس میں۔

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

اسی لیے تو ہرب کو کال کر رہا تھا کہ کل جو مال ایگل نے ڈیلور کیا ہے۔ اُس میں جس پولیس آفیسر نے مدد کی ہے۔ اُس سے کتنے کی ڈیل ہوئی تھی؟ مگر وہ ہے کہ کال ہی نہیں اٹینڈ کر رہا۔ حبیب نے بیئر کا گلاس رکھتے، پھر سے سیل پر انگلیاں چلائی شروع کر دیں۔

ایک تم لوگوں کی یہ پینے اور ریڈلائٹ ایریا کا راونڈ لگانے کی عادت سے میں بہت تنگ ہوں۔ ایٹ لیسٹ ڈیک میں یہ عادت نہیں تھی۔ وہ ناگواری سے بولا۔ پھر پانی کا گلاس ہونٹوں سے لگالیا

یار کیا یاد کروادیا؟؟ وہ لڑکی، یقین مانو منہاج ایسا حُسن میں نے کبھی زندگی میں آج سے پہلے نہیں دیکھا۔ تم سوچ نہیں سکتے وہ لڑکی کتنی قیمتی ہے، کوہ نور سے بڑھ کر ہے۔ سونا تو پانی بھرتا ہے اُسکے سامنے۔ اسکو دیکھ کر ہی۔۔۔۔۔ حبیب نے آگے واہیات الفاظ استعمال کرنا شروع کر دیے۔ ہاتھ میں پکڑے کانٹے کو ایم آرنے زور سے پلیٹ میں پٹھا اور سرخ انگارہ آنکھوں سے حبیب کو گھورا

- کول ڈاؤن بروہا ہا ہا اب کیوں غصہ ہو رہے ہو؟ وہ تو گئی نا تمہاری نامیری۔ "حبیب کا انداز چڑانے والا تھا" وہ میری ہے۔ "منہاج عزضحاک نے جن نظروں سے اسے دیکھتے یہ بات کی تھی حبیب کو وہ اپنے حواسوں میں نہیں لگا تھا۔ حبیب کے سامنے پڑا بیئر کا گلاس اسکے منہ پر اُنڈیلنے کے بعد، اسے بالوں سے پکڑ کر چہرہ اوپر کر دیا۔ پھر اسکے چہرے پر تھوڑا جھکا اور لال انگارہ آنکھوں سے گھورا

یہ تمہاری آخری غلطی تھی حبیب۔ اب اگر تم نے اُس لڑکی کے بارے میں ایک لفظ بھی کہا تو دوستی، دشمنی میں بدلتے میں ایک لمحہ نہیں لگاؤں گا۔ "سرد لہجے میں کہتے ایک جھٹکے سے اسکے بال چھوڑے

نیلیم کا مرکت از دیباء تبسم

آریومیڈ؟؟ ہوش میں آؤ منہاج عزضحاک ہوش میں آؤ۔ یہ پاگل پن یہ دیوانگی تمہیں پہلے بھی لے ڈوبی تھی۔ اب کی بار بھی کہیں ایسا ہی نہ ہو۔ تب تم روحانی موت مرے تھے۔ اب حقیقی موت مرنا چاہتے ہو؟ حبیب - کاٹ دار لہجے میں بولا

- وہ ایسی نہیں، وہ بہت معصوم ہے۔ "منہاج نے اسکی جانب پیٹھ کر لی تھی"

ہاہاہاہاہا حبیب کا قہقہہ گونجا۔

پاگل مت بنو منہاج اور اُس لڑکی کو تلاش مت کرو۔ ورنہ وہ برباد کر دے گی تمہیں۔ اگر اُسے پاس رکھو گے تو وہ تمہارے اندر کے جانور سے ڈر جائے گی اور ہے تو اسی ملک کی باسی، جس نے تمہاری زندگی کو جلا ڈالا۔ تم اس ملک کی باسی سے محبت کرنے چلے ہو۔ جس نے تمہاری کائنات کو ثوبی بنا دیا۔ حبیب اسکے سامنے آکھڑا ہوا۔

- مم میں تمہیں جو ابدہ نہیں ہوں۔ پہلی بار اسکا لہجہ لڑکھڑایا تھا

- ڈونٹ سے کہ تمہیں محبت ہو گئی ہے۔ "حبیب کا طنز بہت گہرا تھا"

ہو گئی ہے حبیب یہ دیکھو میرا دل دھڑکنے لگا ہے۔ "اس نے حبیب کا ہاتھ تھام کر اپنے سینے پر ٹھیک دل کے" - مقام پر رکھا

حبیب ہنسا، پھر پیچھے ہٹا اور ایم آؤ کے اُلجھن بھرے چہرے کو دیکھا۔ پھر اسکی ہنسی قہقہوں میں بدل گئی۔

- ڈائننگ ہال گھومنے لگا تھا۔ حبیب کے قہقہے اونچے ہوتے جارہے تھے

- چپ ہو جاؤ، ایم آؤ نے دھاڑتے ساتھ میز پر سبے چند لوازمات بھی زمین بوس کیے

ہنسی آرہی ہے مجھے تمہاری بے وقوفی پر۔ محبت ہا ہا ہا، ایک بار استعمال کرو۔ دو بار، تین بار، دل بھر گیا چھوڑ دو۔
- محبت نا کرو۔ "عجیب سے لہجے میں کہتا وہ پھر منہاج کے پاس آیا اور اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولا
محبت کرو گے تو مارے جاؤ گے میرے دوست۔" پھر وہ اسکے دل پر ہاتھ مارتا نیچے گرے ٹوٹے برتنوں سے "
پیر بچا نکل گیا۔ منہاج وہیں کھڑا تھا۔ درحقیقت وہ آج بھی وہیں کھڑا تھا۔ اُسی مقام پر بدلے کی آگ میں جلتا
- سلکتا

Socialmedia

جیسے جیسے ریکارڈنگ چلتی جا رہی تھی۔ میجر عاص عالم کے چہرے کے زاویے بدلتے جا رہے تھے۔ حبیب
جاچکا تھا منہاج وہیں کھڑا تھا۔ انس نے ایک نظر میجر عاص عالم کو دیکھا اور پھر لپ ٹاپ کی اسکرین کی جانب۔
پھر وہ اٹھا اور لاؤنج میں چلا آیا۔ اسے اپنے حلیے کی بھی پرواہ نہیں تھی بغیر شرٹ کے سویا تھا۔ پھر شعیب کی
بھیجی ویڈیوز دیکھیں اور منہاج کی ڈائری کی چند تصاویر جو اسکے پاس موجود تھیں۔ اُن پر لکھے کوڈ ووڈز سمجھنے
لگا۔ حبیب کو کال کر کے مال کی ڈیلیوری کا بتایا اور اب انس کی لائی ویڈیو دیکھنے لگا۔ انس ایم آف پلازہ میں گارڈ کے
گیٹ اپ میں گھس جاتا تھا۔ اتنے گارڈز تھے وہاں کہ اس کو پہچاننا مشکل تھا۔ ویسا ہی یونیفارم تیار کیا تھا اور
- ایک خاص نشانی جو گارڈز کے یونیفارم پر ایک لوگو تھا وہ بھی لگوا یا تھا

تقریباً گیارہ بجے کا وقت تھا اور وہ ابھی پڑی سو رہی تھی۔ صوفے پر موجود سفید چادر میں لپٹے وجود کو دیکھ
- کر میجر عاص عالم کے تن بدن میں آگ کے شعلے بھڑک اُٹھے تھے

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

ہماری نیندیں حرام کر کے تم مزے سے سو رہی ہو۔ "میجر عاص نے اسے بازو سے پکڑ کر کھڑا کیا۔ وہ جو دادو" کی ڈانٹ پھٹکار، بابا کی آوازوں اور صاعقہ کے بالوں میں انگلیاں چلانے سے بھی نہ جاگتی تھی۔ اسکی دھاڑ پر اور مضبوط آہنی گرفت پر پیل بھر میں ہوش میں آئی تھی

میں نے تم جیسی پاگل لڑکی پوری دنیا میں کہیں نہیں دیکھی۔ تمہیں اپنے گھر سے غائب ہوئے آج چوتھا دن " ہے اور تم ہو کہ تمہاری نیندیں پوری نہیں ہو رہیں۔ "میجر عاص نے ایک زوردار جھٹکے سے اسے صوفے پر پھینکا۔ وہ بیٹھنے کے انداز میں گری تھی

کون سے تیر چلا کر آئی ہو۔ اُس وحشی درندے پر کہ وہ گھائل ہو چکا ہے۔ بولو، اسے بالوں سے پکڑ کر ایک جھٹکے سے اپنے مقابل کیا تھا

بتاؤ مجھے، اسکی آنسوؤں سے بھری آنکھوں میں شکایت تھی۔ نا سمجھی تھی، درد تھا، ساتھ ہی اس سے خوف بھی لکھا تھا۔ میجر عاص کی گرفت اسکے شہر رنگ بالوں پر مزید سخت ہو گئی

- آہ!! اس نے درد سے آنکھیں میچ لیں

سر پلیز! انس نے اسے بازو سے پکڑ کر پیچھے کیا۔ عاص نے ایک غصیلی نظر اس پر ڈال کر اپنا بازو چھڑایا۔ نیلیم

- سہم کر گٹھنے اپنے سینے سے لگا چکی تھی اور ہولے ہولے لرز رہی تھی

جان سے مار دوں گا میں اس آفت کو۔ میرے مشن کی سب سے بڑی رکاوٹ دور ہو جائے گی۔ "وہ خون" خوار نظروں سے اسے گھورتا آگے بڑھا تھا۔ نیلیم کے منہ سے ہلکی سے چیخ نکلی اور چہرہ صوفے کی پشت میں چھپا لیا

- ٹائیگر اس میں اس بے چاری کی کیا غلطی؟ انس اس کے آگے آگیا

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

بے چاری؟؟ اپنی یہ معصوم شکل اور حسین چہرہ لے کر یہ نجانے کونسی دشمنی نکال رہی ہے مجھ سے۔ میرے
- ہر راستے پر دیوار بن گئی ہے۔ وہ اب بھی ڈری سہمی کانپتی ہوئی نیلیم کو گھور رہا تھا
ہم آپ کے دشمن نہیں ہیں۔ اسکے الزام پر وہ تڑپ کر بولی۔

بکواس بند کر واپنی۔ "اچانک وہ پھر کراسکی جانب بڑھا اور صراحی دار گردن کو اپنے دائیں زخمی ہاتھ سے "
- تھام لیا۔ زخمی ہاتھ میں بھی اتنی طاقت تھی کہ نیلیم کو اپنی سانس رکتی محسوس ہوئی تھی
سر چھوڑیں اسے۔ انس نے زبردستی اسے پیچھے کیا۔ عاص نے صوفے کو اتنی زور سے لات رسید کی کہ نیلیم کو وہ
- صاف ہلتا محسوس ہوا تھا

منہاج اب اسکی تلاش کرے گا۔ اب اسے واپس بھی نہیں بھیج سکتے۔ اپنے پاس بھی نہیں رکھ سکتے۔ کیا کریں
اس مصیبت کا؟ عذاب بن گئی ہے یہ لڑکی میرے لیے۔ وہ سخت نفرت سے کہہ رہا تھا۔ نیلیم کے ہچکیوں سے
- رونے پر اسے اور غصہ آ رہا تھا

انس اسے کہوچپ ہو جاؤ۔ اس سے پہلے کہ میں اسے گولی مار کر سارا قصہ تمام کر دوں۔ وہ جو سنگل صوفے پر
- بیٹھا تھا اچانک کھڑا ہوا۔ اسکے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھے انس نے اسے بازو سے پکڑ کر بٹھایا
- نیلیم پلپلے آ۔ آپ روم میں جائیں۔ انس آنسو بہاتی نیلیم سے بولا

نہیں جارہے ہم، مار دو ہمیں۔ وہ شدید غصے میں آنسو رگڑتی چلائی تھی۔ عاص کا غصہ سوانیزے کو پہنچ گیا۔ وہ
اسکی جانب لپکنے لگا تھا۔ جب انس نے اسے پھر پیچ راستے میں ہی روک لیا۔ نیلیم اپنے ازلی غصے کی بناء پر بول تو چکی
تھی۔ مگر اسکے تیور دیکھ کر خوفزدہ ہوتی صوفے سے چھلانگ مارتی کمرے کی طرف بھاگ گئی۔ اتنے پریشان
- کن حالات میں بھی انس کے ہونٹ مسکرائے تھے

منہاج نے ایک جعلی سروے ٹیم تشکیل دی تھی۔ جو گھر گھر جا کر لوگوں سے جامعہ میں پڑھنے والے اسٹوڈنٹس کا پوچھتی۔ اگر کوئی اسٹوڈنٹ ہوتا تو اسے ایک پیپر دیتی جس پر چند اسٹڈی سے کری ایٹ ہوتے ڈپریشن کے جملے لکھے ہوتے ان کے آگے خانے بنے تھے جوابات کے۔ اس کو پُر کرنے سے پہلے اپنا نام اور جامعہ کا نام لکھنا ہوتا، ساتھ عمر بھی۔ یہ ٹیم اُسی علاقے کے آس پاس گردش کر رہی تھی۔ جہاں پر نیلیم گارڈز کو ملی تھی۔ ان پڑھ لوگ اس ایریا میں زیادہ تھے

سراسر ایریا میں تو بارہ گرلز یونیورسٹی کی اسٹوڈنٹ تھیں اور کسی کی بھی شکل اس لڑکی سے نہیں ملتی۔ جسکی آپ نے تصویر دی تھی۔ ٹیم کے سربراہ نے انفارمیشن دی

منہاج نے نیلیم کو اس کمرے میں اسی لیے قید کیا تھا۔ کیوں کہ وہاں کیمرہ نصب تھا اور اسی سے تصویر لی گئی تھی۔

اچھا پھر اسکے ساتھ جو ایریا ہے۔ وہاں بھی یہ سروے کرو۔ منہاج نے صوفے سے اُٹھتے کہا۔

لیکن سر ایسے سروے یونیورسٹیز میں ہوتے ہیں تو۔۔ وہ کچھ کہتے کہتے رُک گیا

تو کیا؟؟ آپ کوئی بھی بہانا بنا دیں۔ مجھے بس وہ لڑکی چاہیے۔ منہاج نے اسکی بات کاٹتے کہا اور پھر عادتاً گوٹ کا بٹن بند کرتے باہر نکل گیا۔

انس فرانگ پین میں انڈہ توڑ کر ڈال رہا تھا اور میجر عاص رف حلیے میں ٹراؤزر شرٹ پر گیلے بال لیے اُس ہار کو کھولنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اسکے ایک ہاتھ میں چھوٹا سا پیچ کس تھا۔
- کھلا؟ انس انڈہ پلٹتے چیخ ہاتھ میں لیے ہی اسکی طرف آیا

بس ہو گیا۔ عاص نے چھوٹا سا کیل کاؤنٹر پر رکھا اور وہ سکے نما ڈبہ کھولا۔ اس کو کھولتے ہی تیز چمک نے ان کی ڈایا میٹر کے کافی سارے ہیرے تھے۔ mm اور 7 carat آنکھوں میں دیکھا تھا۔ اسکے اندر 1.5 دوسرے سکے میں اور تیسرے میں بھی ان کی چوڑائی اتنی زیادہ تھی کہ وہ آسانی سے اس میں سما گئے تھے۔ وہ
- سب اوول کٹ میں تھے

عاص نے ایک ڈائمنڈ سٹون اٹھایا اور کچن کے روشن دان سے آتی تیز دھوپ میں قریب سے دیکھنے لگا۔ اس کے اندر ایک دو سیاہ دھبے نظر آئے تھے جو کہ کاربن کے ذخائر کی بناء پر تھے۔ ان کی اصلیت کا اندازہ ہو چکا تھا۔ میجر عاص نے گہرا سانس لیتے اسے واپس رکھ دیا۔ انس نے اسکے سنجیدہ چہرے کی جانب دیکھا

عاص اور وہ روشن دان کی جانب کھڑے تھے۔ کاؤنٹر پر ہیرے اور زمرہ کے پتھر پڑے تھے۔ میجر عاص عالم نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ نیلیم کاؤنٹر کے پاس کھڑی تھی۔ اسکے ایک ہاتھ میں زمرہ کا پتھر تھا اور وہ اس پر انگلی پھیر رہی تھی اور سامنے چھوٹے چھوٹے الماس بکھرے پڑے تھے۔ جن کی چمک اسکے حسین چہرے پر پڑ رہی تھی۔

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

کہتے ہیں کوہِ نور جو کہ اس وقت دنیا کا بہترین اور سب سے قیمتی پتھر ہے۔ اسکی قیمت اندازاً دس ہزار ارب روپے ہوگی۔ اگر وہ ہیرا بھی اسکے سامنے رکھ دیا جاتا اور ایک طرف زمرہ رکھ دیا جاتا تو وہ زمرہ کو ہی ترجیح دیتی۔ یہ تو پھر عام سے ہیرے تھے

- ایک اور عجیب بات تھی اس لڑکی میں جو میجر عاص عالم نے شدت سے محسوس کی تھی

- انس نے میجر عاص کی جانب دیکھا جو نیلیم کو دیکھ رہا تھا

کیا کر رہی ہو تم یہاں؟ اسکی آواز میں ہمیشہ ہی ایک رعب ہوتا تھا۔ جو اب بھی قائم دائم تھا۔ نیلیم نے ہڑبڑا کر اسے دیکھا اور پھر زمرہ کا پتھر زور سے مٹھی میں بھینچ لیا

جاؤ یہاں سے۔ وہ دھاڑا۔

- نیلیم جانے لگی تو اس نے دوبارہ آواز دی

سنو! نیلیم کے بڑھتے قدم تھم گئے تھے۔ وہ تو اس کے ایک اشارے پر برف بھی ہو سکتی تھی۔ سو پلٹ گئی۔ میجر عاص نے اسکے پلٹنے پر اسکی صراحی دار سفید گردن پر اپنی انگلیوں کے نشان بہت واضح دیکھے تھے

- اسے واپس رکھو۔ میجر عاص نے اسکی بند مٹھی کی جانب اشارہ کیا

- وہ۔۔۔ اس نے مٹھی اور زور سے بھینچ لی

اگر آپکو کوئی چیز پسند ہو تو اسکا مطلب یہ نہیں کہ اُسے ہر غلط طریقے سے حاصل کرنے کی کوشش کرو اور جو چیز آپکی ہے ہی نہیں اس پر آپکا حق جتنا بنتا بھی نہیں ہے۔ "وہ

سنجیدہ تھا۔ یہ اسکی پوسٹ تھی یا عہدے کا اصول کہ اسکے مزاج میں نرمی تھی ہی نہیں۔
نیلیم اسکی بات پر شرمندہ ہوتی، آگے آئی اور ایک نظر کاؤنٹر پر بکھرے الماس اور زمرہ کے
-پتھر پر ڈالی اور پھر میجر عاص کی جانب دیکھتے اطمینان سے دوسرا پتھر بھی اُچک لیا

یہ ہار بھی تو آپ کا نہیں ہے۔ پھر آپ نے کیوں اپنا حق سمجھ کر اسے کھولا اور ہیرے "
-نکالے؟" اسکی حاضر جوابی نے میجر عاص کی غصے کی رگ پھر سے پھڑکا دی تھی

میں نے تم سے کہا انہیں واپس رکھو۔" اسکا لہجہ حکم دیتا ہوا تھا۔ ماتھے پر انگنت بل پڑ چکے "
تھے۔

-یہ لیں جہیز میں لے جایئے گا۔" اسکے غصے پر وہ پتھر کاؤنٹر پر پٹخ کر چلی گئی "

بہت ہی بدتمیز لڑکی ہے۔" اسکے لب بڑبڑائے۔ انس مسکراہٹ ضبط کرنے کو ہیرے ہاتھ "
میں لیے ان پر سر جھکا گیا۔ بہر حال اس نے کبھی میجر عاص کو کسی سے اتنا جھنجھلاتے اور
چڑتے نہیں دیکھا تھا اور اسے یہ بھی اعتراف کرنا پڑا کہ اس نے کبھی کسی لڑکی کو میجر
-عاص کو ایسے تڑخ کر جواب دیتے بھی نہیں سنا تھا

فارم ہاؤس میں بڑے بڑے کارٹنز بکھرے پڑے تھے۔ بہت سارے آدمی کاموں میں جُتے نظر آرہے تھے۔ ہیروئن اور کوکین کے علاوہ دوسری نشہ آور اشیاء بھی موجود تھیں

ایگل کہاں ہو؟ ہرب کال کیوں نہیں اٹینڈ کر رہا ہے؟ میں نے پیکنگ شروع کروادی ہے۔ یہ سب کیفے ٹیریا منتقل کرنا ہے اور وہاں سے ہی یونیورسٹیز میں بھیجنا ہے۔ یونیورسٹیز کے نام میں بعد میں بتادوں گا۔ پہلے تم اسے ناظم آباد، گلبرگ، بن قاسم والے ہوٹلز میں بھیج دو اور ہاں پیمنٹ کیلئے ایم آاز پلازہ آجانا

ہوٹلز والا مال میں بھیج رہا ہوں اور اس بار قیمت میں اضافہ کیا ہے۔ ڈیل تو ڈن ہے پھر بھی کوئی چوں چراں کرے تو ٹی ٹی نکال لینا سمجھے؟ حبیب نے پہلی مرتبہ اسے سیل پر پورا پروگرام بتایا تھا۔ ورنہ وہ ایسا رسک بہت کم لیتے تھے۔ مگر چونکہ ہرب نے لاپرواہی برتی تھی تو اسے کام کو وقت پر انجام دینا تھا۔

ہم اپنا سارا کام مکمل کر کے اب کیفے ہی جا رہا ہے۔ بلکہ پہنچ گیا ہے۔ ہرب یہیں ہوگا۔ ہم پوچھ لیتا ہے اُس سے کہ آپ کو خبر کیوں نہیں کیا۔ ایگل تیز تیز بول رہا تھا۔ شاید سیڑھیاں چڑھ رہا تھا۔ حبیب نے یہی محسوس کیا تھا۔

ہے وہ وہاں؟ حبیب نے لمبی خاموشی کے بعد دریافت کیا۔ دوسری جانب ایگل نے تالا کھول کر کیفے کے پچھلے کمرے میں قدم رکھا

تم بول کیوں نہیں رہے ایگل؟ حبیب نے جھنجھلاتے ہوئے پوچھا۔

سسر وہ، وہ ہرب یہاں ہے تو مم مگر، اس نے سامنے پڑی ہرب کی زخمی گلی سڑی لاش کو دیکھ کر کہا۔ جسکے اوپر چیونٹیوں اور کیڑوں نے جھرمت ڈال رکھا تھا۔ ان کا بس چلتا تو ہرب کی لاش کو اٹھا کر لے جاتے۔ یہ کوئی ہورر مووی کا سین نہیں، ایک حقیقت تھی۔ جسکا سامنا کرنا کسی عام شخص کے بس کی بات نہیں تھی۔ اس وقت ہرب کی لاش کی جو حالت تھی۔ اس سے گھن ہی کی جاسکتی تھی

مگر کیا؟ حبیب کو کسی انہونی کا احساس ہوا تھا۔ ہرب کی لاش پڑی ہے اس وقت ہماری آنکھوں کے سامنے۔ ایگل نے آہستہ آہستہ کہتے حبیب کے پیروں سے زمین کھسکا دی کیا کہہ رہے ہو تم؟؟؟ وہ تقریباً چلایا تھا۔ دو گالیاں بھی غصے میں اسکے منہ سے نکلی تھیں۔ سر وہ مر چکا ہے۔ کیڑے اسکی لاش کے ساتھ چپکے پڑے ہیں۔ " ایگل اب بھی بول رہا تھا " جبکہ حبیب سُن کھڑا تھا۔ فارم ہاؤس کے لان میں ہر طرف کام جاری تھا۔ مگر اسکے آس پاس سناٹے تھے۔ انکی ٹرائے اینگل ٹیم کی ایک سائڈ ختم ہو چکی تھی۔ مگر درحقیقت یہ خبر بھارت کیلئے کسی بم بلاسٹ سے کم نہ تھی۔ تو کیا انکی کامیابی ابھی مکمل ہونے سے پہلے ہی ڈوب گئی تھی؟

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

رات کی تاریکی بڑھتی جا رہی تھی۔ آسمان سیاہ چادر اوڑھے اندھیرا پھیلانے کی سر توڑ کوشش کر رہا تھا۔ مگر شوال کا باریک چاند بھی اسے مات دینے کو سرگرداں تھا۔ تارے بھی اپنے مہتاب کے حلیف تھے۔ تبھی ہر ممکنہ کوشش کے باوجود ہلکی ہلکی روشنی آسمان کے سینے سے پھوٹی زمین پر چمک رہی تھی۔ وہ مدہوشی کی نیند سو رہا تھا۔ جیسے ننھے بچے پیٹ بھر جانے پر میٹھی نیند کی آغوش میں جا سوتے ہیں۔ اسکے سرہانے پر وہ سفید گلابی رنگ کی ڈائری کھلی پڑی تھی۔ ہوا کے دوش پر اسکے ورق پھڑپھڑا رہے تھے۔ پلٹ پلٹ کر شاید درست جگہ تھم جانے کی سعی کر رہے تھے۔ بلا آخر ان کا سفر تمام ہوا۔ لکھائی کا آخری صفحہ کھلا تھا۔ جس پر اس فرعون صفت شخص نے چند عربی جملے تحریر کیے تھے

کیا تضاد تھا یہ؟ کوئی بیک وقت ظلم اور محبت کیسے کر سکتا ہے؟؟؟

شاید ہر شعور رکھنے والا شخص اس حقیقت کو ماننے سے انکار کر دے کہ ظالم کے دل میں محبت کی کوئیل پھوٹ رہی ہے۔ مگر قدرت کے ہر فیصلے میں راز پوشیدہ ہے، اسرار چھپا ہے۔ ہر کوئی اسے کھوج لینے کا مستحکم نہیں ہو سکتا

خوابِ محبت کی کسی حسین وادی میں اُترا وہ یونانی دیوتا نیند میں کسمسایا۔ سفید رنگت والا - آہنی بازو ڈائری کے صفحے پر آگیا۔ جہاں اسکے تحریر کردہ جملے صاف پڑھے جاسکتے تھے

عیناک مثل اللیة الماطرة

مراکب غارقة فیہما

کتا بتی منسیۃ فیہما

إِنَّ الْمَرَايَا لَهَا ذَاكِرَةٌ

تمہاری آنکھیں مثل ہیں شبِ بارش کے)

میری کشتی اس میں ڈوب سی جاتی ہے

میرا لکھا ان میں غرق ہو جاتا ہے

(بلاشبہ آئینوں کی یاداشت نہیں ہوتی

-- نزار قبانی کا شعر تحریر تھا

- جسے شاید اشک بہاتی کسی آنکھ کی یاد میں لکھا تھا

محبت کی وادی میں سیر کرتے یونانی دیوتاؤں سا وہ شخص بہت دور نکل آیا تھا۔ پھول،
پودے، درخت، بہتی ندیاں، میٹھے چشمے، سب کتنی تسکین پہنچا رہے تھے ان غلافی آنکھوں
کو۔ اچانک زلزلہ آیا زمین کی تہہ بدل گئی۔ وادی تو کہیں نیچے دب گئی۔ آگ کے شعلے بلند
ہو گئے اور کمال تھا یہ کہ آگ سمندر میں لگی تھی۔

بھلا پانی میں بھی آگ بھڑک سکتی ہے؟

عقل سے میل نہ کھاتی تھی یہ بات۔ مگر وہ دیکھ رہا تھا۔ سب اسکے سامنے تھا۔ بہت قریب،
- بے حد نزدیک۔ وہ آگ میں جل رہی تھی

نیلیم کا حرکت از دیاء تبسم

اسکے سبز کانچ جیسے نینوں میں آگ کے شعلوں کا عکس تھا۔ نگاہیں اس پر تھیں، منہاج عز ضحاک پر۔ جسکے ساتھ چوبیس گھنٹے درجن رکھوالے رہتے تھے۔ بھلا وہ جسے عرصے سے ایک خراش نہیں آئی تھی۔ وہ بھلا اس کے لیے کود سکتا تھا اس آتش میں؟

اگر ہاں تو یہ نیلیم ابرار کا انگشتِ بدنداں کی کیفیت سے گزر تھا۔ وہ دوڑ پڑا تھا اسکی جانب جو نذرِ آتش ہو رہی تھی۔ اس گول آتش کے دائرے میں داخل ہوتے ہی، وہ کسی ماروائی مخلوق کے مثل غائب ہو چکی تھی۔ اور آتش شعلے اسکی طرف بڑھنے لگے تھے۔ گھیرا تنگ ہونے لگا تھا۔ اسے پسینے آنے لگے تھے۔ سفید رنگ چہرہ، آگ کے بھڑکنے پر سرخ ہونے لگا۔ ہر راستہ بند تھا۔

آگ ہی آگ، شعلے ہی شعلے، آہ! آہ!! اسکی آواز کافی بلند تھی۔ وہ ہڑبڑا کر اٹھا تھا۔ پانچ۔ چھ گارڈز تیزی سے اندر داخل ہوئے۔ دو سلائیڈز ونڈو سے اور بقیہ دروازے سے منہاج کا پورا چہرہ اے سی کی تیز کولنگ میں بھی پسینے سے تر تھا۔ اسکی بلیک ٹی شرٹ میں سے جھانکتی تنی ہوئی گردن بھی پسینے سے بھیگی پڑی تھی

کیا ہوا؟ حبیب برق رفتاری سے اندر داخل ہوا۔ گارڈز کو راستے سے ہٹاتے ہی منہاج کی طرف بڑھا۔ جو ابھی تک بستر پر بیٹھا تھا اور چہرے کا پسینہ بازوؤں سے صاف کرتا اپنے حواسوں میں نہیں لگ رہا تھا۔

ایوری تھنگ فائن؟ آر یو اوکے؟؟ حبیب اسکے ڈبل بیڈ کے کنارے کھتے پوچھ رہا تھا۔ ساتھ ہی ہاتھ منہاج کے بازو پر رکھا تھا

میں مرنے والا ہوں؟" اس نے سر اٹھاتے عجیب سی بات کردی۔ بہر حال یہ سوال حبیب " کیلیے بہت ہی غیر متوقع تھا۔

وائے آر یو آسکنگ سلی کو نسچن؟؟؟ (تم بے وقوفانہ سوال کیوں کر رہے ہو؟؟؟)" حبیب " نے ناگواری سے سوال کیا

میں اُس کے جانے کے بعد سے پاگل سا ہو گیا ہوں۔ میرے حواس ساتھ چھوڑنے لگے " ہیں۔ بس وہ، وہ یاد ہے۔ وہ آنکھیں نظر آتی ہیں۔ وہ فریادی آواز سنائی دیتی ہے۔ وہ لمس محسوس ہوتا ہے۔

حبیب اسکے۔۔ (وہ اٹکا، پھر بیڈ سے نیچے اتر گیا اور دونوں ہاتھوں میں اپنا سر تھام لیا۔ وہ (شدید اضطراب کے عالم میں تھا پھر دوبارہ سلسلہ کلام جوڑا

اسکے علاوہ میری یادداشت، بصیرت، سماعت، محسوسات سب فنا ہو گئے ہیں۔ ایسے لگتا ہے کوئی سحر پھونک دیا ہو۔ جیسے مسحور کر لیا گیا ہے مجھے۔ "اُنگلیاں بالوں میں پھنسائے حالت دیوانگی میں بولا۔

۔یو آر ناٹ ان یور سنسز (تم اپنے حواسوں میں نہیں ہو)۔ حبیب نے تاسف سے کہا

ہاں میں نہیں ہوں اپنے ہوش و حواس میں۔ میں اپنے آپ میں نہیں ہوں اور اگر میری " جگہ کوئی اور ہوتا تو وہ بھی اس وقت اسی دیوانگی کا مظاہرہ کر رہا ہوتا۔

تم وہ بیڈ پر ٹکے حبیب کی جانب بڑھا۔ اسکو دونوں بازوؤں سے تھام کر بھڑکتے ہوئے کھڑا کیا۔ گارڈز حبیب کے آتے ہی جاچکے تھے

تم بتاؤ، یہ شعلہ سا کیا ہے؟ جو میرے خرمن دل کو جلانے دے رہا ہے؟"
جس نے میرے نفس کو نچوڑ کر رکھ دیا ہے۔

یہ کیسا مادہ ہے جو تلخ آمیز لذت لیے میرے رگ و پے میں اترے چلے جا رہا ہے؟
(مجھے بتاؤم (اس نے حبیب کو جھنجھوڑا

مجھت بتاؤ یہ کس کے پر ہیں؟ جو شب کی خاموشی میں میرے بستر کے گرد پھڑپھڑاتے
ہیں؟

اور میری آنکھ کھل جاتی ہے؟؟

اس کا انتظار کرنے لگتا ہوں جس سے میں نا آشنا ہوں۔

میں ہمہ تن گوش رہتا ہوں، اس آواز پر جو سماعت سے ماورا ہے۔

نظریں جمائے اس وجود پر، جو بصارت سے ماورا ہے۔

اور سوچنے لگتا ہوں اس کو، جو میرے لیے ناقابل فہم ہے۔

اور محسوس کرتا ہوں اُسکو، جو میرے لیے ماورائے ادراک ہے۔

میں اس انجانی قوت کے سامنے کیوں سرنگوں ہو گیا ہوں؟ جو مجھے مار رہی ہے، جلا رہی
ہے، نذرِ آتش کر رہی ہے، خاک میں ملا رہی ہے۔ "اس نے جھٹکے سے حبیب کو چھوڑا اور
پھر رُخ موڑ گیا۔ اپنے بہنے کے قریب آنسوؤں کو اندر دھکیلنے لگا۔ مگر وہ بغاوت کرنے کو

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

تیار تھے۔ گوشوں کو عبور کرنے کیلئے سرکش تھے۔ اس نے دنگ کھڑے حبیب کو بازو سے تھاما اور دروازے سے باہر چھوڑ آیا۔ تیزی سے دروازہ مقفل کر دیا۔

پھر بیڈ کراؤن سے ہوتی اسکی نظر اوپر گئی۔ جہاں کبھی اسکی تصویر تھی۔ وہاں کچھ گھنٹوں پہلے کسی اور کی تصویر لگادی گئی تھی۔ بادامی ساخت والی موٹی آنکھوں سے آنسو بہہ کر گلابی عارض پر تیر رہا تھا۔ ہونٹ ادھ کھلے تھے۔ جیسے کلام کرنے کے خواہشمند ہوں۔ ناک کا اگلا حصہ ایسے سرخ تھا، جیسے مری یا سوات میں برف باری کے مقامات پر اکثر لوگوں کا ہوتا ہے۔ شہد رنگ زلفوں کی چند لٹیں میدے سی رنگت کو مات دیتے چہرے کے اطراف میں۔ بکھری پڑی تھیں۔

وہ بیڈ پر کھڑا ہو گیا اس لارج پکچر پر ہاتھ پھیرنے لگا۔ اس کا ہاتھ آنکھوں تک تو نہ گیا۔ بس۔ اس بہتے آنسو کو چھو سکا تھا۔ پھر ایک ایک نقش پر انگشتِ شہادت رکھے محسوس کرنے لگا۔ تم نے کبھی سمندر کو ہرا دیکھا ہے؟؟؟

میں نے دیکھی ہے اک چشم ایسی بھی
تم نے کبھی یا قوت کو گداز دیکھا ہے؟؟؟

میں نے دیکھے ہیں دو لب ایسے بھی
تم نے کبھی ریشم سے بھی ملائم شے کو چھوا ہے؟؟؟

میں نے محسوس کیے ہیں گیسو ایسے بھی

پچھلے دس گیارہ سالوں میں یہ پہلی رات تھی جو کرب اور افیت میں لپٹی منہاج عز ضحاک
- کے وجود پر چڑھ چکی تھی

ہائے ابرار ہائے میرے بچے، صاعقہ دادو کی تکلیف دہ بڑبڑاہٹ اندھیرے کمرے کی خاموشی
کو چاک کر رہی تھی۔ یکایک پورا کمرہ روشنی میں نہا گیا۔ ابرار صاحب تیزی سے ماں کی
جانب لپکے، جو دل پر ہاتھ رکھے تخت سے اٹھنے کی ناکام کوشش کر رہی تھیں۔ صاعقہ نیچے
قالین پر سوئی تھی۔ اسکی جب تک آنکھ کھلی ابرار صاحب ماں کو تھام کر بٹھا چکے تھے۔ وہ
بھی سرہانے پڑا دوپٹہ درست کرتی ان کے پاس چلی آئی۔ دادو کو کیا ہوا؟ صاعقہ نے والد
سے پوچھتے بال سمیٹ کر کان کے پیچھے اڑس دیے۔

- پانی دو، ابرار صاحب نے ماں کا ہاتھ تھامے کہا

ابرار میری بچی کہاں ہے؟ کچھ پتا چلا؟؟ دادو اُکھڑی سانسوں کے درمیان بولیں۔

اماں پانی پی لیں۔ ابرار صاحب نے انکی بات سرے سے ہی نظر انداز کردی۔ صاعقہ نے گلاس باپ کو تھمایا اور خود بھی دادی کے بستر کی پاننتی کی جانب آ بیٹھی۔ ان کے پیر -سہلانے لگی۔ دادو نے چند گھونٹ بھرنے کے بعد گلاس واپس تھما دیا

-کیا ہوا تھا آپ کو؟ ابرار صاحب نے گلاس صاعقہ کو دیتے دریافت کیا

تہجد پڑھ کر لیٹی تھی۔ تھوڑی دیر آنکھ لگی۔ خواب میں نیلیم کو آگ کے دریا میں کودتے دیکھا۔ میرا دل بہت گھبرا رہا ہ کچھ کر ابرار۔ جو رپٹ (رپورٹ) لکھوانی تھی، تھانے میں لکھوائی؟ کچھ پتا چلا؟ وہ بے صبری سے پوچھ رہی تھیں۔

ایف آئی آر لکھوا چکا ہوں اماں دو دن ہو گئے۔ پولیس تلاش کر رہی ہے۔ وہ ماں کے -سرہانے ہی بیٹھے تھے۔ بات کرتے ان کی نظریں سامنے دیوار پر جمی تھیں

پھر کیا؟ کچھ اندازہ؟ کوئی بات؟؟ کیا کہا پولیس نے؟؟ اب کی بار بھی بے صبری عیاں تھی۔ انہوں نے سرد آہ بھری پھر اپنے ہاتھوں کی جانب دیکھتے بولے، جو ایک دوسرے میں -پیوست تھے

پولیس کا شک ہے کہ وہ رُکے۔

کہ؟؟؟ دادو نے انکے مضطرب چہرے کی جانب دیکھا۔

--کہ شاید نیلیم نکاح کی وجہ سے گھر چھوڑ

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

نہیں بابا! گڑیا ایسا کر ہی نہیں سکتی۔ میں نہیں مانتی۔ ناممکن، پولیس والے بکواس کرتے ہیں۔
-آپ نے اُنکی بات سُن بھی کیسے لی۔ منہ کیوں نہیں توڑ دیا۔ صاعقہ پھر کر کھڑی ہوئی
اعتبار ہے مجھے بھی اپنی بیٹی پر۔ میری جان، میرے جسم کا ٹکڑا ہے وہ۔ تبھی اُنکی بات کو رد
کردیا۔ کہا ہے اُن سے کہ سو فیصد وہ کسی حادثے کا شکار ہوئی ہے۔ پولیس کل آئے گی،
علاقے میں پوچھ گچھ کرنے۔ ابرار صاحب کے کہنے پر صاعقہ گرنے کے انداز میں تخت پر
-بیٹھ گئی

-یا اللہ میری بچی کی عزت و آبرو کی حفاظت کرنا۔ "دادو نے ہاتھ دعا کیلئے بلند کرتے کہا"
یہ معاشرہ، یہاں گلیاں، سڑکیں حیوانوں سے بھری پڑی تھیں۔ بھوکے کتوں کی مانند جسموں
کی بو سونگھتے، یہ درندے تو کم صورت عورت کو نہیں بخشتے تھے۔ وہ تو پھر حُسن و جمال
-میں اپنا ثانی نہیں رکھتی تھی

کئی بار منفرد ہونا، غیر معمولی ہونا بھی ہمارے لیے عذاب سے کم نہیں ہوتا۔

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

وہ کمرے کا دوازہ کھولے باہر لاؤنچ میں آیا۔ پیچھے ہی دروازہ بند کر دیا۔ لاؤنچ میں آتے ہی اس نے چاروں طرف نظر دوڑائی۔ وہ آئی ایس آئی جیسے حساس اور خفیہ ادارے میں اپنی خدمات سرانجام دے رہا تھا، تو یہ کیسے ممکن تھا کہ ہلکی ہلکی سسکیوں کی آواز اسکے کانوں کے پردے پر دستک نہ دیتی۔ اسے تھری سیٹر صوفے کے ساتھ ٹیک لگائے نیچے بیٹھی، گھٹنوں میں سر دیے سسکتی لڑکی نظر آگئی۔ وہ پرسکون سانس خارج کرتا، گاجری رنگ کے کرتے کے بازو رول کرنے لگا۔ اسکی چوڑی ہتھیلی اس عمل کے دوران مزید چوڑی دکھائی دے رہی تھی۔ آہستہ آہستہ ننگے پیر چلتا، وہ اسکی جانب قدم بڑھا رہا تھا۔ صاف شفاف بادامی رنگ کی ٹائلز سے سجا فرش، اس وقت کچھ ٹھنڈا سا محسوس ہو رہا تھا۔ ہر سو خاموشی کا راج تھا

کیوں رو رہی ہو؟ اس سے چند قدم کے فاصلے پر کھڑے اسنے سوال داغا۔ نیلیم نے تیزی سے سر اٹھایا

ہمیں گھر جانا ہے۔ ہمیں دادو، آپی، بابا سب بہت یاد آرہے ہیں۔ پلیز ہمیں گھر چھوڑ آئیں۔ ہم کسی کو کچھ نہیں بتائیں گے۔ جو چاہے قسم لے لیں، ہر وعدہ نبھائیں گے، ہم جھوٹ نہیں کہہ رہے۔ وہ روتے ہوئے بار بار ہاتھ کی پُشت سے بھیکے رخسار صاف کرتی بول رہی تھی۔ روتے ہوئے نچلے لب کو زروٹھے بچے کے انداز میں موڑتی، وہ میجر عاص پر اپنی ام مچھوڑی ظاہر کر رہی تھی

فی الحال اس بارے میں کچھ کہا نہیں جاسکتا۔ تم نہیں جانتی تم کس مسئلے میں پھنس گئی ہو۔ تمہارا فیصلہ اب ہیڈ کوارٹر ہی کرے گا۔ تب تک کیلیے خاموشی سے یہاں رہ لو۔ پریشان

ہونے کی کوئی بات نہیں۔ تم یہاں مکمل طور پر محفوظ ہو۔ ہاں باہر نکلتے ہی تمہارے ساتھ کیا کیا ہو سکتا ہے۔ تمہیں اسکا اندازہ نہیں ہے۔ ہمیشہ کی طرح سنجیدہ انداز پر اعتماد لہجہ۔
-ساکت آنکھیں، کوئی مجسمہ ہو جیسے۔ جذبات و احساسات سے بے بہرا

میجر عاص ہمارا دم گھٹ رہا ہے یہاں۔ ہم مر جائیں گے، اگر چند پل اور دور رہے اپنی آپ سے، بابا سے، دادو سے۔ وہ کھڑے ہوتے بولی اور ایک بار پھر بہتے آنسو صاف کیے

شٹ اپ! میرے اتنے ضروری کام پڑے ہیں اور میں یہاں تمہارے ساتھ مغز ماری کر رہا ہوں۔ تمہارے اندر عقل نام کی کوئی چیز ہے کہ نہیں؟ اردو زبان سمجھ نہیں آتی کیا؟
کل تک میڈم مزے سے بے فکری کی نیند سو رہی تھیں، محبت کے دعوے کر رہی تھیں، سب جاننے پر بضد تھیں اور اب گھر جانا ہے۔ وہ ایگل کے گیٹ اپ میں تھا۔ اسے معلوم کرنا تھا کہ رات کے اندھیرے میں اسلحے سے بھرے کارٹن کس ملک کو سپلائی کیے جا رہے ہیں؟ اور یہاں یہ لڑکی اسکا وقت برباد کر رہی تھی۔ جسکا ایک ایک منٹ قیمتی تھا

تو جلدی سے ہمیں بتادیں نا کہ آپ کون ہیں اور یہ سب کیا ہے؟ آپ کے اتنے روپ کیوں ہیں؟؟ اور آپ اُس جلاد قسم انسان کو کیسے جانتے ہیں؟؟؟ اور ڈرگزر سپلائی کیوں کرتے ہیں اسٹوڈنٹس کو؟؟؟ اب وہ رونا بھول چکی تھی۔ اسکے لہجے میں تجسس کا عنصر صاف
-نمایاں تھا

انس اپنے کام سے باہر جائے گا۔ باہر سے لاک لگا کر جائے گا۔ شور وغیرہ مچانے کا کوئی فائدہ نہیں۔ میں نے آس پاس کے لوگوں کو بتادیا ہے کہ دو دن پہلے ہی اپنی ایک رشتہ دار

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

لڑکی کو پنجاب سے علاج کیلئے لایا ہوں۔ پاگل پن کے دورے پڑتے ہیں اُسے۔ اگر چلانے وغیرہ کی آوازیں آئیں تو پریشان یا فکر مند نہ ہوں۔ اس نے پوچھا کیا تھا، وہ بتا کیا رہا تھا۔ مگر جو اس نے بتایا تھا نیلیم کو یقین کرنے میں دقت کا سامنا کرنا پڑا۔ جب تک وہ ان الفاظ پر یقین کر پائی تھی۔ تب تک وہ جاچکا تھا۔ اسے مین گیٹ بند ہونے کی آواز نے چونکایا تھا وہ جو پہلے ٹائیگر کی قید سے خوفزدہ تھی اور پھر منہاج کی قید میں ڈر کا شکار رہی تھی۔ میجر عاص کی حقیقت جان لینے کے بعد کافی حد تک پُر سکون ہو چکی تھی اور وہ اسی بات کا - طعنہ دے گیا تھا، بلکہ محبت کا بھی۔ پہلا طعنہ کس کر مارا تھا

ایک طرف گھر والوں کی یاد تھی تو دوسری طرف سب جان لینے کا تجسس، اس بندے کی - حقیقت سے آشنائی کی تمنا بھی اتنی ہی زور آور تھی۔ جتنی اپنوں سے ملنے کی خواہش

Writers

ایگل اس وقت؟ حبیب طلوعِ سحر کے وقت ایگل کو فارم ہاؤس میں داخل ہوتا دیکھ کر ٹھٹھک گیا۔ اسکی اجازت پر گارڈز نے ایگل کو اندر آنے کا حکم جاری کر دیا تھا۔ حبیب بنگلے میں موجود لاؤنج کی گلاس ونڈو سے پردہ ہٹاتے، خود کلامی کے انداز میں کہہ رہا تھا۔ پھر کھڑکی کا پردہ چھوڑ کر واپس اپنی جگہ پر آ بیٹھا۔ پوری رات اسکی جاگتے گزری تھی۔ صابر - بھی یہیں موجود تھا

ایجنٹ ونود کی موت۔ "اس سے پہلے کہ صابر مزید کچھ کہتا حبیب نے اسے خاموش " ہو جانے کا اشارہ کیا اور پھر تیزی سے سامنے پڑی بوتل کا ڈھکن کھول کر اس میں موجود مشروب گلاس میں بھرنے لگا۔ شرٹ کے اوپری بٹن کھول کر گرنے کے انداز میں صوفے پر بیٹھ گیا۔ اسکے ایک ہاتھ میں مشروب کا گلاس تھا

صابر نے بھی شیشے کا وائن گلاس اُچک لیا۔ وہ اپنے ساتھی کے اشارے سے ہی واقف تھا۔ ایگل کشادہ دروازے کے درمیان کھڑا نشے میں دھت حبیب کو دیکھنے لگا اور عید کے چاند کی مانند نظر آنے والے صابر کو بھی یہاں پا کر ٹھٹھک گیا تھا

آؤ ایگل آؤ، حبیب بھاری آواز میں ہاتھ سے اشارہ کرتے بولا۔ ایگل چند قدم آگے بڑھا۔ سر ہم کو ہرب کی موت کا بڑا افسوس ہے۔ اب اُسکی ذمہ داری بھی ہم کو نبھانا ہے تو ہم سوچ رہا تھا کہ جامعہ جانے کا وقت نہیں ملے گا۔ تبھی صبح صبح حاضر ہوا۔ ہوٹلز کی ڈیلیوری کا کام آج ہی ختم کر دے گا ہم۔ ایگل نے کھڑے کھڑے اپنے مخصوص لب و لہجے میں کہا۔

ہرب مر گیا میرا دوست مر گیا۔ تمہیں پتا ہے اُسے کس نے مارا؟ حبیب بہکے بہکے قدم اٹھاتا اسکے پاس آرکا۔ پھر گرنے کے انداز میں اسکے سینے سے ٹکرایا۔ میجر عاص کیلئے بس اتنی نزدیکی بہت تھی۔ وہ جان گیا تھا کہ مقابل نشے میں ہے یا نشے میں ہونے کا ڈھونگ کر رہا ہے۔

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

سر حوصلہ کرو۔ ہمیں لگتا ہے کہ یونیورسٹی کے تنظیمی جھگڑے کی بدولت مرا ہے۔ ہم سب کا ہرب بھیلا۔ ایگل نے آنکھوں کے نم گوشے صاف کیے

ہرب کو تو لگتا ہے، لوٹا ہے کسی نے۔ اُسکا بٹوہ، اُسکا فون، سب غائب تھا۔ حبیب اسکے کندھے پر سر رکھے آواز سے روتے بولا۔ صابر بھی غمگین نظر آ رہا تھا۔ میجر عاص کی ہر۔ جس چوکنا ہو گئی تھی

سر کسی نے مارنے کے بعد وہاں پھینکا ہے۔ ہم کو لگتا ہے کسی بچے نے مال کا پیسہ نہ دیا ہوگا اور جھگڑا ہوئے گیا ہوگا۔ وہ حبیب کا کندھا سہلاتا بول

لاش پر مٹی ڈال دی، یادوں پر نہیں ڈال پا رہا ایگل۔ حبیب آنکھیں رگڑتا اس سے دور ہو گیا۔

چلو تمہیں ٹرکوں کا بتادوں۔ وہ اسے لیے باہر نکل گیا۔ ایگل نے ہلکا سا رخ موڑ کر صابر کو دیکھا۔ جو اسکے جاتے ہی تیزی سے موبائل نکال کر اس پر مصروف ہو گیا

یہاں تو بہت سا ٹرک کھڑا ہوتا تھا۔ ابھی تو صرف تین ہے۔ ایگل نے فارم ہاؤس کے وسیع۔ لان میں کھڑے تین ٹرک دیکھ کر پوچھا

میورک اسلحے والے ٹرک لے گیا۔ حبیب نے سرسری لہجے میں کہا اور اسے ہدایات دینے لگا۔

ہاں ہم کو سمجھ آگیا ایگل نے تابعداری سے کہا اور ٹرک لے کر نکل گیا۔ باہر نکلتے ہی اس نے سب سے پہلے ایک ای میل ہیڈکوارٹر سینڈ کی جس میں میورک کے متعلق اطلاع دی۔ کہ وہ اسلحے سے لیس ٹرک لے کر نکل چکا ہے اور اسلحہ ڈبوں میں بند ہے

پورا دن اس کام میں لگ گیا۔ منشیات ہوٹلرز پہنچانے کے بعد آفیسرز کو اطلاع دی۔ اب آگے آرمی اور پولیس کا کام تھا۔ کس طرح کرنا تھا کہ ایگل پر شک بھی نا ہو اور گرفتاریاں بھی۔ ہو جائیں۔ یہ آرمی بہتر جانتی تھی۔ اسکا کام محض جاسوسی کر کے اطلاعات فراہم کرنا تھا کنفرم نیوز دینے تھی اور وہ کامیاب رہا تھا۔

پیمینٹ لے کر جب ایم آرز پلازہ پہنچا تو شام ہوگئی۔ ایم آرز نے اسے اپنے روم میں ہی بلوالیا۔ سننے میں آیا تھا کہ اسکی حالت کچھ خراب ہے۔ میجر عاص جانتا تھا محبت کا بخار ہے۔ شروع میں شدت سے ہی چڑھتا ہے۔ کمرے میں داخل ہوتے ہی اسکی نظروں نے جو دیکھا اسے یقین نہیں آیا۔ کمرہ بہت کشادہ اور وسیع تھا۔ میجر عاص دروازے کے پاس ہی تو کھڑا تھا۔ مگر وہ لارج پکچر میں اُداس چہرہ اسکی زیرک نظروں نے فوراً بھانپ لیا تھا۔ تبھی وہ غصے میں کھولتا فلیٹ پہنچا تھا۔ انس یقیناً پرانے محلے گیا تھا۔ آج پولیس نے علاقے میں پوچھ گچھ کرنے آنا تھا۔ انس بس اسی کام سے گیا تھا۔ انس کا صبح کا سارا وقت تو گارڈ کی وردی

نیلیم کا حرکت از دیاء تبسم

میں ایم آز کے فارم ہاؤس کے چکر کاٹتے گزرا تھا۔ ڈپلی کیٹ کیز کا استعمال کرتے لاک
-کھولا اور تیزی سے اندر داخل ہوتے ہی گیٹ لاک کر لیا

اتنے دن ہو گئے تھے اسے۔ ان ہی نیٹ کے کپڑوں کو زیب تن کیے ہوئے۔ تبھی وہ ہاتھ
لے کر نکل رہی تھی۔ جب روم کا دروازہ دھڑ سے کھلا۔ میجر عاص عالم کے تیور کسی خیر
کی خبر نہیں دے رہے تھے۔ اسکے جسم میں جلتے شراروں کو نیلیم کے حلیے نے اور ہوا دے
دی تھی۔ وہ اسکے بلیک ٹراؤزر کے ساتھ آف وائٹ کلر کا کرتا پہنے کھڑی تھی۔ کرتے کے
بازو اتنے لمبے تھے کہ اسکے ہاتھوں کی انگلیاں ایک انچ تک نظر آرہی تھیں۔ کرتا بے حد کھلا
تھا۔ اس جیسی دو اور سما جاتیں۔ ٹراؤزر کے پانچے موڑ موڑ کر بے چارے کو بمشکل اپنے سائز
کا بنایا تھا۔ ایک ہاتھ میں تولیہ تھا۔ دوسرے ہاتھ سے دائیں کندھے پر بکھرے شہد رنگ
بھگے بالوں کو جھٹک کر پیچھے کیا جا رہا تھا۔ مگر میجر عاص کے آتے ہی اسکا ہاتھ ہوا میں ہی
معلق رہ گیا۔ چہرے پر موجود شبنمی قطرے ایسے محسوس ہو رہے تھے، گویا کھلے گلاب پر
-شبنم پڑ رہی ہو جیسے

وہ، وہ میں اسے بات نہیں سوجھ رہی تھی۔ ٹاول کو مضبوطی سے تھامے اس نے خشک
-ہوتے گلے میں کانٹوں کی چبھن محسوس کی

وہ غصے کے عالم میں آگے بڑھا۔ دماغ میں منہاج کے جملے گونج رہے تھے تو آنکھوں کے
-سامنے لارج پیکر تھی

ڈونٹ سے کہ تمہیں محبت ہو گئی ہے۔"

نیلیم کا حرکت از دیاء تبسم

ہو گئی ہے حبیب، یہ دیکھو میرا دل دھڑکنے لگا ہے۔" ویڈیو ریکارڈنگ میجر عاص کی آنکھوں کے سامنے چلنے لگی۔ کبھی وہ پکچر آجاتی۔ وہ اسکے پاس آکر رُک گیا۔ ریوالور پینٹ کی پچھلی -پاکٹ سے نکال لیا۔ نیلیم نا محسوس طریقے سے پیچھے ہٹی تھی

ایم آرم سے محبت کرنے لگا ہے۔ تم اُسے عزیز ہو گئی ہو۔ تمہاری تلاش میں زمین آسمان " ایک کرنے کو سرگرداں ہے وہ۔ "اسکے چہرے پر بلا کی سنجیدگی تھی۔ وہ اسکی اگلی بات کی -منتظر تھی۔ جب اس نے ہاتھ بڑھا کر اسے اپنی جانب کھینچ لیا

نیلیم کے منہ سے بے اختیاری میں چیخ نکل گئی۔ اسکا بازو میجر عاص کے سخت شکنجے میں جکڑا ہوا تھا۔ اس نے اپنا خون رکتا ہوا محسوس کیا۔ نظریں جھکی تھیں۔ پلکیں بری طرح لرزنے لگیں۔ اس سے دور ہونا چاہا، تو اس نے ایک اور جھٹکے سے مزید فاصلہ سمٹ لیا۔ نیلیم نے خوفزدہ ہوتے اسکے خطرناک تیور دیکھے

کتنی تکلیف ہوگی نا منہاج عز ضحاک کو، اگر میں تمہاری چلتی سانسیں روک دوں تو۔ "اس" نے ہاتھ میں تھاما ریوالور اسکی پسلی پر رکھا تھا۔ نیلیم نے ایک نظر ریوالور کو دیکھا اور پھر اسکے خون چھلکاتے دلکش چہرے کو۔ اسکی آنکھوں میں بے یقینی تھی اور مقابل کی آنکھوں میں نفرت ہی نفرت۔

کتنا درد پہنچے گا منہاج کو تمہاری موت سے۔ میں اتنا سنہری موقع کیسے جانے دے سکتا " -ہوں؟" پسٹل پر گرفت مضبوط کر دی۔ نیلیم کو پسٹل اپنی پسلی توڑتا محسوس ہونے لگا

اگر ہماری موت سے آپکو سکون پہنچتا ہے تو مار دیں ہمیں۔ ہماری سانسیں ویسے ہی " مقروض ہیں آپکی۔ "نیلیم نے خمار آلود لہجے میں کہا۔ بھیگا چہرہ، جذب کے عالم میں کیا اقرار، قیامت خیز حُسن، تنہائی، کوئی بھی چیز مقابل کو کمزور نہ کر سکی تھی۔ اس نے اس بری طرح سے اسے اپنے آپ سے دور کیا۔ جیسے وہ کوئی اچھوت ہو

آہ! وہ بیڈ پر گری تھی۔۔۔ لہجے بال بکھر بکھر گئے تھے۔ تم نے اگر اپنی یہ ڈائلاگ بازیاں بند نہ کیں تو سچ میں جان سے مار دوں گا۔ اس نے کہنی کے بل اٹھتی نیلیم کی صبح پیشانی پر -ریوالور رکھتے کہا

آخر آپ ہم سے اتنی نفرت کیوں کرتے ہیں؟ وہ زرا بھی خوفزدہ نہ ہوئی تھی۔ چلاتے ہوئے پوچھا۔

کیوں کہ منہاج تم سے محبت کرتا ہے۔ جتنی شدت اُسکی محبت میں آتی جائے گی اُس سے " دوگنی شدت تم میری نفرت میں تم پاؤگی۔ منہاج عز ضحاک کے بعد اگر مجھے دنیا میں کسی سے شدید ترین نفرت محسوس ہوئی ہے تو وہ تم ہو نیلیم ابرار، تم۔ "اور نیلیم ابرار نے اس لمحے زندگی میں پہلی بار قوتِ سماعت سے محروم ہو جانے کی دعا پوری شدت سے مانگی تھی۔ -اسکی بے یقین آنکھیں کروفور سے کہتے میجر عاص پر جمی تھیں

کیا ہوا ہے؟ آپ، آپ اتنے غصے میں کیوں ہیں سر؟ انس ابھی ابھی روم میں داخل ہوا تھا۔ اسکی آواز پر میجر عاص نے پسٹل والا ہاتھ نیچے گرا لیا۔ پھر ایک قہر آلود نظر اس حیرت -زدہ حسین مجسمے پر ڈالتا باہر نکل گیا۔ انس نے بھی اسکی تقلید میں قدم بڑھا دیے

ہوا کیا ہے؟ میجر عاص فریج سے بوتل نکالے، اسکو منہ لگائے غٹا غٹ پانی چڑھاتے، اپنا
- غصہ ٹھنڈا کرنے کی موہوم سی کوشش کر رہا تھا

- انتہائی بے باک اور جذباتی لڑکی ہے۔ میجر عاص ناگواری سے بولا

تم بتاؤ پھر ہوا کام؟ میجر عاص نے اسکے جواب کا انتظار کیے بنا ہی اگلا سوال کر دیا۔ ویسے
- بھی اُس نے رائے دی تھی۔ ایسے میں جواب کا منتظر رہنا بے وقوفی تھی

یہ دیکھو بہت پٹ کر آیا ہوں۔ ایجنٹ انس نے اپنی شرٹ کے اوپری بٹن کھول کر گردن
دکھائی۔ جہاں انگلیوں کے نشان تھے اور پھر آستینیں فولڈ کر کے زخم دکھائے بہت خراشیں
- آئیں تھیں اسے۔ ہلکے ہلکے خون کے دھبے شرٹ پر بھی لگے تھے

گھٹنوں پر بھی لگی ہے۔ وہ ہنستے ہوئے بتا رہا تھا۔ کامیابی کی خوشی میں چوٹ کا غم بھی ہنسی
- میں بدل گیا تھا

- پورا قصہ سناؤ اپنے زخموں کا۔ "وہ بوتل کا ڈھکن لگاتا بولا"

چار بجے کے قریب محلے کی ایک لڑکی صبا جو ہر چھوٹی چھوٹی بات پر واویلا کھڑی کر دیتی "
ہے یاد آیا؟ " اس نے میجر عاص سے پوچھا

آگے بتاؤ، وہ بیزاری سے بولا۔

وہ سینٹر سے آرہی تھی۔ میں نے اُس کو دیکھ کر گانا گایا۔ پھر ہاتھ پکڑ لیا۔ پھر کیا تھا میڈم نے زوردار چمٹاٹ رسید کردی۔ ساتھ والے گھر سے انکل رضوان نکل آئے اُن کے بھائی بھی اور لڑکی کو چھیڑنے پر خوب دھلائی کی۔ آتے جاتے لوگوں نے بھی خیر کے اس کام میں ہاتھ بٹادیا۔ پھر انکل ابرار کے ہاں عدالت لگی کہ صرف لڑکوں کو مکان کیوں دیا ہے؟ اور نتیجہ یہ نکلا کہ دو دن بعد مکان خالی کر دیا جائے۔ میں مکان کو تالا لگا کر آگیا ہوں۔ پولیس ابھی تک نہیں آئی تھی۔ انس نے پوری تفصیل میجر عاص کے گوش گزار کی۔ گڈ اور فارم ہاؤس سے کوئی اطلاع ملی؟ اس نے دائیں طرف سنگل صوفے پر بیٹھے انس سے ایک اور سوال کیا۔

ٹائیگر مجھے لگتا ہے فارم ہاؤس کے تہہ خانے میں کوئی ہے اور میں نے تہہ خانہ بھی تلاش " کر لیا ہے۔ "انس کی بات پر میجر عاص کی تمام حسیات بیدار ہو گئیں

تم میپنگ کر کے بیسمنٹ کا راستہ بتاؤ۔ اندر تک جانا میرا کام ہے۔ میجر عاص کے چہرے پر گہری سوچ کے سائے تھے

پہلے مجھ گھائل کی مرمت تو کردو۔ کچھ خدمت کردو یار، بھوک لگ رہی ہے۔ اوہ، بھوک " سے یاد آیا نیلیم نے صبح سے کچھ نہیں کھایا۔ میں نے بریک فاسٹ کا پوچھا تھا اُس نے منع کر دیا۔ "انس اپنے دکھڑے روتے روتے نیلیم کے بارے میں بھی بتا گیا

-تف ہے تم پر، میجر عاص اسے لتاڑ کر اٹھ کھڑا ہوا

سر ایجنٹ ونود کی موت کے پیچھے آئی ایس آئی ہی ہے۔ مجھے پورا یقین ہے۔ اُسے جس " بے دردی سے مارا گیا ہے۔ وہ کسی لٹیرے کا کام نہیں۔ "کرا کشادہ اور ویل ڈیکوریٹڈ تھا۔ چاروں اطراف میں موجود ہر کھڑکی بند تھی اور ان دریچوں پر پڑے گہرے دبیز پردے اسے علاقہ ممنوعہ قرار دے رہے تھے۔ بیڈ پر سیاہ رنگ کا بیگ کھلا پڑا تھا۔ اس میں سے لیپ ٹاپ نکال کر بیڈ پر رکھا گیا تھا۔ جسکی اسکرین اوپن تھی۔ چند سی ڈیز بھی پڑی تھیں۔ اور کچھ یو ایس بیز، مطلب ڈیٹا اتنا زیادہ تھا کہ ڈیوائسز کی تعداد بڑھ گئی تھی

اوہ نو اٹس آویری بیڈ نیوز فار اس۔ "دوسری جانب موجود آفیسر نے افسوس کا برملا اظہار " کیا تھا۔

ایجنٹ آکاش پاکستان کے پاس موجود، چند ملٹری ہارڈویئر کی جی پی ایس لوکیشن حاصل " کرنے میں تقریباً کامیاب ہو گیا ہے۔ تمہیں سارا ڈیٹا لے کر بذریعہ سعودیہ، بھارت پہنچنا ہے۔ ایجنٹ آکاش سے ہمارا رابطہ بالکل منقطع ہے۔ یہ انفارمیشن ایجنٹ ارجن کے تحت ہم تک پہنچی ہے۔ "را کے سربراہ نے اسے آگے کا لائحہ عمل سمجھایا۔ پاکستان کے وجود کو آج تک تسلیم نہ کرنے والا سیکولر ملک بھارت، اپنے ناپاک عزائم کی کامیابی کیلئے سر توڑ کوشش کر رہا تھا۔

سر ایجنٹ ارجن کہاں ہے؟ اس نے محتاط انداز میں پوچھا۔ اُس نن آف یور بزنس۔ سختی سے جواب دیا گیا تھا۔

سر میں اُس سے کانٹیکٹ میں رہنا چاہتا ہوں۔ ہمارا دہلی تباہ کر کے یہ سکون سے بیٹھے ہیں۔ منہاج (منہ بھر کر گالی نکالی) کو عشق کے دورے پڑ گئے ہیں۔ پاگل ہوا پڑا ہے۔ کراچی میں امن و سکون قائم ہے، لاہور خوشحال ہے۔ اگلے بلاسٹ کا مشورہ دیا ایم آز کو، مگر وہ نجانے کن چکروں میں پڑ گیا ہے۔ ایجنٹ ارجن کے تحت میں ایک دھماکہ کرنا چاہتا ہوں۔ کراچی کو تباہ و برباد کرنا ہے۔ جیسے 2008 میں ہمارا دہلی ہوا تھا۔ اسکے سینے میں آگ بھڑک رہی تھی۔ وہ را کا جانا مانا ایجنٹ تھا۔ تبھی تو اسکا کانٹیکٹ ڈائریکٹ ادرائے کے - سربراہ سے تھا

اسکے کوئی شواہد ابھی تک سامنے نہیں آئے۔ فی الحال ہمیں ملٹری ہارڈویئر کے متعلق " معلومات چاہئے۔ " انہوں نے گویا بات ہی ختم کر دی۔ وہ بیج و تاب کھا کر رہ گیا

میں سری لنکا نے پاکستان سے 50 ملین ڈالر کا اسلحہ خریدا اور 2009 میں اور 2007 " اضافہ کر کے 150 ملین ڈالر کا اسلحہ فراہم کیا۔ تامل ٹائیگرس کا خاتمہ کر کے پاک فضائیہ کے پائلٹوں نے بہت بڑی دشمنی مول لی ہے۔ ان کے ہتھیار اب ان کے ہی خلاف استعمال کیے جائیں گے۔ " میٹنگ کچھ وقت اور چلنی تھی۔

اب چونکہ میجر عاص عالم کا غصہ کافی حد تک اُڑن چھو ہو گیا تھا تو وہ دبے پیر کمرے میں داخل ہوا۔ اس نے چیخ کر لیا تھا۔ اب وہ اپنے عام سے حلیے میں گھوم رہا تھا۔ ڈھیلی ڈھالی شرٹ اور ٹراؤزر میں ملبوس، نکھرا نکھرا سا وہ نیلیم کے سامنے آکھڑا ہوا۔ جو وقت گزاری کو ایک کتاب کھولے عدم دلچسپی سے پڑھ رہی تھی۔

آپ نے صبح سے کچھ کھایا کیوں نہیں؟ اسنے اپنے مخصوص سنجیدہ انداز میں پوچھا۔ نیلیم کا دل چاہا اسکا سر پھوڑ دے۔

-جواباً وہ خاموش رہی۔ جیسے کسی اور سے سوال کیا گیا ہو

میں آپ سے کچھ پوچھ رہا ہوں۔ ٹائیگر نے تھل کا مظاہرہ کیا۔

ہمیں اپنے گھر جانا ہے اور کوئی دوسری بات نہیں کرنی آپ سے۔ وہ ہر جذبے سے عاری لہجے میں کہہ رہی تھی۔ کتاب سے چہرہ بس پل بھر کو اٹھایا تھا کہ کہیں نظر بے اختیار نہ ہو جائے،

اور میں کہہ چکا ہوں جب تک ہیڈ کوارٹر سے آپ کے بارے میں فیصلہ نہیں آجاتا۔ آپ یہیں رہیں گی۔ وہ ناگواری سے بولا۔

کون سا ہیڈ کوارٹر؟ اور جب آپ ہم سے نفرت کرتے ہیں۔ ہم آپکی نظروں میں کھٹکتے ہیں تو کیوں روک رکھا ہے ہمیں؟ وہ تڑخ کر اپنے ازلی لہجے میں سوال کر گئی۔

پہلی بات اس ٹون میں مجھ سے گفتگو کرنے سے پرہیز کریں اور دوسری بات میں آپکے کسی سوال کا جواب دینے کا پابند نہیں ہوں مائنڈ اٹ۔ اس نے انگلی اٹھا کر وارن کیا۔ وہ بیڈ سے نیچے اتر آئی۔

اتنی عزت سے مت مخاطب ہوا کریں ہم سے۔ تم کہہ کر پکار لیا کریں۔ آشنائی کی ہلکی سی رمت محسوس ہونے لگتی ہے۔ وہ پھر بات کو اُسی موزع پر لے آئی تھی۔ جس سے میجر عاص کو چڑھ تھی۔

ہم تو کچھ بھی کھا لیتے ہیں۔ تم بتا دو کیا کھانا ہے۔ اتنی دیر بھوکا رہنا صحت کیلئے اچھا نہیں۔ میجر عاص نے بیڈ پر پڑی کتاب اُٹھاتے کہا۔ وہ بات بدل گیا تھا۔ نیلیم نے گہری سانس لی۔ ہمیں میکرونیز بہت پسند ہیں۔ وہ ابرو اُچکاتے بولی۔ فرمائشی پروگرام چل رہا ہے؟ میجر عاص کتاب کمرے میں لگی شلف پر رکھتے پلٹ کر بولا۔ پھر آپ نے پوچھا کیوں تھا؟؟ اس نے دل جلاتی مسکراہٹ اُچھالی۔

بنانی آتی ہے آپ کو؟ کتنی آرام سے بات کر رہا تھا وہ۔ بلاشبہ اسکے بے شمار چہرے اور انداز تھے۔

- نہیں، نیلیم نے یک لفظی جواب دیا

اوکے، وہ کمرے سے نکل گیا۔ تھوڑی دیر بعد اسے مین گیٹ بند ہونے کی آواز آئی تھی۔ شاید وہ باہر گیا تھا۔ وہ لانج میں آگئی۔ جہاں صوفوں کے سامنے پڑے میز پر کچھ ورق پھیلے

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

تھے اور چند پنسلیں، مارکر اور انس ایک بڑے سے چارٹ پر جھکا پینسل چلا رہا تھا۔ نیلیم
-اسکی طرف بڑھ گئی۔ اس نے ابھی تک عاص کے کپڑے پہن رکھے تھے

ایم آز پلازہ میں ایس پی بلال کی آمد ہوئی تھی۔ وہ سبے سبائے ڈرائنگ روم میں موجود تھا
اور ہر آنے والے کی طرح ایم آز کا انتظار کر رہا تھا۔ مگر اسے زیادہ وقت انتظار نہیں کرنا
پڑا۔ وہ جلد ہی آگیا تھا۔ ایس پی اپنی جگہ کھڑا ہو گیا۔ منہاج نے اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا اور
-خود بھی سامنے والے صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھ گیا

ایس پی صاحب بہت کام آئے ہیں آپ میرے۔ مگر اس بار کام کچھ اور نوعیت کا ہے۔ اپنے
اندر جلتے شعلوں کی بھنک صرف اس نے حبیب کو پتا چلنے دی تھی۔ ابھی وہ مکمل اپنے اصلی
روپ میں، مغرور انداز سے بول رہا تھا۔

آپ کیلئے جان بھی حاضر ہے سر، بس حکم کیجیے۔ خوشامدی انداز۔ "اس لڑکی کو تلاش کرنا
ہے۔" منہاج نے ایک درمیانی سائز کی تصویر ایس پی بلال کو تھمائی۔

سر یہ، یہ تو کوئی انگریز لگ رہی ہے۔ وہ کچھ لمحات ٹھٹک کر اس حُسن سے بھرپور چہرے کو
دیکھنے کے بعد بولا۔ جسکا نقش نقش حسین تھا۔ خلیہ خلیہ تعریف کا حقدار تھا۔ چہرہ دیکھتے ہی
اسکی یہ حالت تھی اگر وہ سامنے ہوتی تو شاید وہ حواس قابو نہ کر پاتا۔

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

- نہیں یہ انگریز نہیں۔ منہاج نے اسکی بات کی تردید کی

سر کوئی مخصوص علاقہ جسکے بارے میں کچھ شک ہو کہ یہ لڑکی وہاں مل سکتی ہے۔ اسکی بات پر منہاج سیدھا بیٹھ گیا اور تھوڑا آگے کو جھکتے بولا۔

کراچی کا کونہ کونہ، گوشہ گوشہ چھان مارو۔ مجھے تمہاری طرف سے مایوسی کا سامنا نہ کرنا " پڑے اوکے؟" وہی سرد لہجہ جو مقابل کو سرتاپا خوف کی قید میں مقید کردے۔

جی جی، ایس پی نے زور زور سے سر ہلا دیا۔

ٹھک کی آواز پر اس نے گردن موڑ کر دیکھا تھا۔ ٹائیگر چند شاپرز کے ساتھ اندر داخل ہو رہا تھا۔ ریک کے پاس جو گرز اُتارے تھے۔ نیلیم نے اسے جو گرز پہنتے ہی دیکھا تھا۔ شوز کا استعمال شاید وہ کم ہی کرتا تھا۔ انس نے سر نہیں اُٹھایا تھا۔ نیلیم اسکے پاس ہی نیچے بیٹھی تھی۔ عاص سامان کچن میں رکھ کر واپس آیا

تم یہاں کیا کر رہی ہو؟ انس! اس نے نیلیم سے سوال کرتے انس کو پکارا اور اس پکار میں کیا معنی پنہاں تھے وہ بخوبی سمجھ گیا

ٹائیگر اسے کیا پتا۔ "وہ منمنایا۔"

واٹ ایور اٹس ناٹ سیو۔" وہ برہمی سے بولا تو انس نے نیلیم کی جانب دیکھا۔"

نیلیم! تم ٹائیگر کی کھانے میں مدد کرو جاؤ۔ وہ پچکارنے والے انداز میں بولا۔ اسکے نرم لہجے پر میجر عاص تاؤ کھاتے کچن کی جانب بڑھ گیا۔ اسے نیلیم کو برداشت کرنا تھا۔ مطلب اپنی برداشت کا امتحان لینا تھا۔

کیا لائے ہیں آپ؟ وہ اشتیاق سے پوچھتی سامان دیکھنے لگی۔ میکرونی کا سامان دیکھ کر اسکا چہرہ چمک اٹھا۔

واؤ، آپ کو پتا ہے ہماری آپی اتنے مزے کا اور ٹیسٹی کھانا بناتی ہیں کہ، اسکی بات سچ میں ہی تھی جب وہ شرٹ کے سلیوس کہنیوں تک فولڈ کرتے بولا۔
پتا ہے مجھے۔ اس نے شاپر سے سامان نکال کر کاؤنٹر پر رکھا۔

اوہ ہم تو بھول گئے تھے کہ آپ میجر عاص کے ساتھ ساتھ ٹائیگر بھی ہیں۔ وہ چھلانگ لگا کر کاؤنٹر پر بیٹھ گئی۔ میجر عاص کا ہاتھ پل بھر کو رکا تھا، پھر سے مصروف ہو گیا۔

آپ ہر وقت اتنے ہی سڑو۔ میجر عاص نے گردن اٹھا کر اسے جن نظروں سے دیکھا نیلیم نے بات گھمانے میں سیکنڈ لگایا۔

مطلب سیریس رہتے ہیں؟ وہ واپس جالی کی ٹوکری میں ضرورت کی سبزیاں اکٹھی کرنے لگا۔

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

جی، یک لفظی جواب بھی پتھر مار انداز میں آیا تھا۔ پھر وہ سینک کی جانب گیا اور سبزیاں دھونے لگا۔ نیلیم اسکی چوڑی پشت کو دیکھنے لگی۔ نل بند کر کے وہ ٹوکری کاؤنٹر پر رکھنے لگا۔
- پھر سبزی کاٹنے کو بورڈ نکالا

لے لوں؟ نیلیم نے دھلی سبزیوں میں سے گاجر اُچکتے پوچھا۔ میجر عاص نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ گاجر دانتوں سے کترنے لگی۔ کاؤنٹر خاصا بڑا تھا۔ وہ کھلے انداز میں کام کر رہا تھا ہم آپکی ہیلپ کر دیتے، مگر ہمیں چائے کے سوا اور کچھ نہیں بنانا آتا۔ وہ منہ بنا کر بولی۔
انڈا بھی نہیں؟ میجر عاص کے منہ سے جلدی میں نکل گیا۔ شاگڈ ہو کر پوچھا تھا اس نے۔
- بوائےل کرنا آتا ہے۔ اس نے فخر سے بتایا

کچھ نہیں ہو سکتا آپ کا۔ وہ افسوس کا اظہار کرتا پیاز کاٹ رہا تھا۔ ٹک ٹک کی آواز پیدا ہو رہی تھی۔ آپ کو کیسے پتا؟ میں اچھی طرح جان گیا ہوں آپ کو۔ آپ کیا ہیں اور کیا پوز کرتی ہیں؟ اسکے لہجے کی کاٹ کو وہ نظر انداز کر گئی

ہماری آپی سے زیادہ نہ ہمیں کوئی سمجھتا ہے نا ہی جانتا ہے۔ اسنے پیر جھلاتے کہا۔ پھر گاجر کو سفید موتیوں جیسے دانتوں میں دبا لیا

اچھا، وہ لمبی لمبی کٹی شملہ مرچ اب شیشے کے گول باؤل میں ڈال رہا تھا۔ نظر اٹھا کر اس لاپراہ حسینہ کو دیکھنا گویا حرام تھا۔ نیلیم نے اسکے مصروف انداز کو جل کر دیکھا تھ

وہ کہتی ہیں عشق انسان کو ذلیل کر کے رکھ دیتا ہے۔ "عام سا لہجہ تھا اسکا۔ میجر عاص کے "یا قوتی ہونٹوں پر تمسخرانہ مسکراہٹ سمٹ آئی

ننانوے فیصد درست کہتی ہیں۔ "وہ تیزی سے بورڈ پر پڑے ٹماٹر کو تیز دھار چاقو سے "ٹکڑے ٹکڑے کر رہا تھا۔

"اگلی بات وہ سو فیصد درست کہتی ہیں۔"

-کیا؟؟ اب بھی وہ اسکی جانب دیکھنے سے احتراز برت رہا تھا

نیلیم ابرار ذلیل ہونے والوں میں سے نہیں، کرنے والوں میں سے ہے۔ "وہ اسکی جانب "تھوڑا جھکتے ہوئے پُر اعتماد انداز میں کہہ رہی تھی۔ میجر عاص عالم کی سیاہ رنگ آنکھیں بے اختیار اٹھی تھیں

کتنا وقت مزید لگے گا۔ میرے پیٹ میں چوہے دوڑ رہے ہیں "انس نے کچن میں داخل ہوتے کہا۔ میجر عاص نے فوراً پلٹ کر اسے دیکھا

اگر تم اسے یہاں سے لے جاؤ گے تو مزید بیس منٹ لگیں گے۔ اس نے نیلیم کی جانب اشارہ کیا تھا

ہم آپ کو تنگ تھوڑی کر رہے ہیں۔ آرام سے بیٹھے ہیں۔ وہ منہ بسورتے بولی۔ انس کو ہنسی آگئی۔ میجر عاص کے گھورنے پر وہ فوراً چلا گیا۔ باقی کا وقت وہ خاموشی سے گاجر کھاتی، اسے کام میں مصروف دیکھتی رہی۔ اتنا اچھا لگ رہا تھا نیلیم کو یہ وقت کہ دنیا جہان کے الفاظ ہر زبان کے حرف اسکی کیفیت بیان کرنے سے قاصر تھے

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

ہائے کتنے اچھے لگ رہے ہیں آپ، اس طرح کام کرتے۔ ٹائیگر میکرونی کو دم پر رکھ چکا تھا۔ کاؤنٹر سے پلیٹیں نکال رہا تھا۔ جب اسکی آواز کانوں میں پڑی

کچھ کام آپ بھی کر لیں۔ اس نے پلیٹیں کاؤنٹر پر بیٹھی نیلیم کی گود میں رکھ دیں۔

کیا پتا اس طرح آپ بھی مجھے اچھی لگنے لگیں۔ وہ طنز کر رہا تھا یا سنجیدہ تھا نیلیم سمجھ نہ سکی۔ مگر ذرا کی ذرا وہ مسکرایا تھا۔ پلیٹیں چھوڑ دیں۔ نیلیم نے ہڑبڑا کر اسکے چہرے سے نظر ہٹاتے نیچے دیکھا۔ پھر میجر عاص کے چہرے کی جانب نگاہ اٹھائی۔ جس پر صاف لکھا تھا کہ تم سے نہ ہو پائے گا۔

-سوری، اس نے منمناتے ہوئے روہانے لہجے میں کہا

میجر عاص نے تاسف سے سر ہلایا تھا۔

Writers

کل میں سعودیہ کیلئے نکل رہا ہوں۔ وہاں بہت کام پھنسے پڑے ہیں۔ جان کے لالے پڑ رہے ہیں میرے ساتھیوں کو اور تمہیں تو فرصت نہیں عشق فرمانے سے۔ جب کوئی کام ہوگا تو بلوا لینا۔ حبیب نے اپنے جانے سے آگاہ کرتے ساتھ طنز بھی دے مارا۔ رات کے نو بجے -دونوں ڈنر ٹیبل پر موجود تھے

تمہیں اچانک سعودیہ کی یاد کیوں ستانے لگی؟ منہاج نے اسکے طنز کو نظر انداز کرتے مطمئن لہجہ اپنایا۔

جب ساحل میں ہلچل ہی نہیں تو شور کس کا سنوں گا؟ حبیب نے سلاد میں سے کھیرا کانٹے میں پھنسایا۔

وہاٹ ڈو یو مین؟ وہ سمجھا نہیں تھا۔ اس نے کھانے سے ہاتھ روک لیا۔ دونوں کمنیاں میز پر ٹکی تھیں۔ ایک ہاتھ میں کانٹا دوسرے میں چھری تھام رکھی تھی۔ بیچ میں پلیٹ پڑی تھی اور نظریں رغبت سے سلاد کھاتے حبیب پر جمی تھیں جو شکل سے انگریز نظر آتا تھا۔ اسکی رنگت کافی صاف تھی اور نین نقش بھی مناسب تھے۔

مطلب یہ کہ جب تم نے ایک ہفتے بعد منعقد ہونے والے سیاسی اجلاس میں بلاسٹ کرنے سے ہی منع کر دیا ہے تو فائدہ؟ کس کا شور سننے کو رکوں؟؟ وہ اب بھی سکون کا مظاہرہ کر رہا تھا۔

میرے اندر اتنا شور ہے کہ قوتِ سماعت سے محروم ہو جانے کا خدشہ لگتا ہے میں اور آواز "ابھی برداشت نہیں کر سکتا۔" منہاج نے پھر سے کھانا شروع کر دیا۔

بہت ہی کم برداشت ہے تمہاری۔ تم تو وہ دریا نکلے جو کوزے میں بھی باآسانی سما جاتا ہے۔ حبیب نے شائستگی سے طعنہ دیا۔

چینج دی ٹاپک۔ وہ بدمزگی سے بولا۔

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

ہاہاہا (کاٹ دار ہنسی) اپنی ویز میں آج رات باہر رہوں گا اور کل سعودیہ جاؤں گا۔ ہیروئن کی اسمگلنگ بھی جاری ہے اور میورک اسلحہ بھی ڈیلیور کر رہا ہے۔ وہ کچھ زیادہ بتاتا نہیں ہے۔ اُس سے تم خود رابطہ کر لینا۔ اسکے رات باہر گزارنے کے مطلب سے ایم آز واقف تھا۔ حبیب نے چلتے بزنس کے حالات اسکے گوش گزار کیے جو دو دن سے دنیا و جہاں سے بے بہرہ پڑا رہا تھا۔ سوگ منا لیا تھا۔ اس نے جوگ نہیں لیا تھا ابھی۔



کچھ ہاتھ بڑھ گیا ہے
کچھ تھامنا ابھی ہے باقی
کچھ وقت گزر گیا
کچھ گزارنا ابھی ہے باقی
کچھ پالیا ہے
کچھ کھونا ابھی ہے باقی
کچھ رات اندھیری ہے
کچھ اجالے ابھی ہیں باقی
کچھ چاہا ہے
کچھ چاہنا ابھی ہے باقی

میورک نے اسلحہ کہاں بھیجا ہے پتا چلا؟ وہ دونوں لاؤنچ میں بیٹھے تھے۔ نیلیم کمرے میں سو رہی تھی۔ میجر عاص نے انس کے سوال پر نقشے سے نظر ہٹالی

اسلحہ بحری سفر کے ذریعے پاکستان سے نکالا جا چکا ہے۔ کوئی کارروائی ابھی اسی لیے نہیں کی " کہ پتا چل سکے کہ میورک اسلحہ کہاں بھیج رہا ہے؟ " عاص نے بتایا۔

ٹائیکر تمہیں کیا لگتا ہے میورک کون ہے؟ " انس نے پھر اسکے دکتے بے نیاز چہرے کو " دیکھا جو دوبارہ سے سامنے پڑے نقشے کو دیکھنے لگا تھا۔ دونوں درمیان والے تھری سیٹر صوفے پر براجمان تھے۔

ایم ون ہنڈرڈ اینڈ ون پرسنٹ شیور، ہی از فرام سی آئی اے۔ وہ پر یقین تھا۔

چلو ہمارے ساتھی اس پر نظر رکھے ہوئے ہیں۔ پتا لگ جائے گا اور میں نے نیکسٹ رپورٹ بھی سینڈ کر دی ہے۔ ہیروں کے متعلق بھی لکھا ہے اور نیلیم کے بارے میں بھی آگاہ کر دیا کے بعد آرمی آفیسرز کو پریزنٹ کی جائے گی۔ میری غلطی پر سب JIX ہے۔ اب رپورٹ - کتنا برسیں گے۔ وہ افسردہ ہوا

تم نے نیلیم کی تصویر بھی بھیجی ہے نا؟ میجر عاص نے سوال کیا۔

نیلیم کا حرکت از دیاء تبسم

ہوں جو تم نے کہا تھا سب لکھ دیا۔ ایجنٹ شعیب نے جو امیلے اور ایوا کی ویڈیوز بھیجی تھیں
- وہ بھی ساتھ بھیج دیں۔ الماس بھی اور ہرب کا سیل فون بھی۔ اس نے مزید بتایا

اور حبیب کی جانب سے خدشہ بھی ظاہر کر دیا ہے میں نے۔ بس بارہ بجے تک انفارمیشن
مل جائے گی۔ ہرب کے سیل میں موجود ڈیٹا شاید ہمارے کوئی کام آجائے۔ اگر ڈائریکٹ
پاسورڈز کھولے تو ڈیٹا اڑ جائے گا۔ اس سلسلے میں وہ ہیکرز کے ہاتھ میں دیا ہے۔ میجر عاص
- نے اپنی انفارمیشن شیئر کی

مجھے کیوں لگتا ہے انس کہ یہ کڑیوں سے کڑیاں مل رہی ہیں۔ امریکہ، سعودیہ، افغانستان،
بھارت ان سب کے خفیہ ایجنسیاں بذریعہ منہاج پاکستان میں گھس گئی ہیں۔ آخر کو بلوچستان
میں تربیت دیے جانے والے دہشت گردوں کو افغانستان کیوں بھیجا گیا؟ سی آئی اے کے
ایجنٹ افغانستان میں ڈیرہ ڈالے ہوئے ہیں۔ افغان طالبان سے انکی ٹکر اب تو میڈیا کی بھی
زینت بنی پڑی ہے اور ایک اطلاع کے مطابق سعودیہ نے افغانستان میں 15 ڈالر کا اسلحہ
بھیجا ہے اور ہوسکتا ہے یہ افغان طالبان کے استعمال میں آئے۔ چند دنوں پہلے ہی تو آئی
ایس آئی کے ہیڈ کوارٹر میں اسکی میٹنگ پاک آرمی میں لیفٹیننٹ جنرل جو اب آئی ایس آئی
- کے ڈائریکٹر جنرل کے عہدے پر فائز ہو گئے تھے، سے ہوئی تھی

اچھا یہ نقشہ سمجھ آگیا ہے؟ انس نے پوچھا۔

ہاں آگیا ہے۔ اس پر آج ہی کام کر لیتا، مگر مجھے انتظار ہے ہیڈ کوارٹر سے آنے والی کال کا۔
- اسی وقت کال آئی تھی۔ میجر عاص نے فوراً بلیو ٹوٹھ ایئر فون کان میں سیٹ کیا

میجر عاص ایک بری خبر بھی ہے اور ایک اچھی بھی۔ "ایک ایجنٹ ہی جانتا ہے جب بری " خبر کا لفظ استعمال کیا جائے تو اسکے دل پر کیا گزرتی ہے۔

ٹیل می کو نیکی آفیسر۔ "وہ فوراً کھڑا ہو گیا۔ اسکا پورا وجود کان بن گیا تھا۔ ملنے والی اطلاع " کسی بلاسٹ سے کم نہ تھی۔

RAW ہرب "

(Reserach And Analysis)

کا ایجنٹ تھا۔ اسکے سیل سے اسکی اور تین چار اور ایجنٹ آکاش، ارجن، پریم، راکیش، ابھے کی سفری معلومات ملی ہے۔ ان تمام شخصیات کی آئی ڈیز اور پاسپورٹ کی تصاویر بھی مل گئی ہیں۔ ان کا ایک ساتھی کالی بھیڑ بن کر ہم مارخوروں میں گھس بیٹھا ہے۔ اس کے پاس ہمارے ملٹری ہارڈویئر کی جی پی ایس لوکیشن ہے۔ جو اس نے آج ایجنٹ ابھے کو دینی ہے۔ میں نے ایک فائل تمہاری ای میل کے ساتھ اٹیچ کر کے سینڈ کی ہے۔ سب کی تصاویریں چیک کرو اور معلوم کرو، کون آرہا ہے آج رات اس کالی بھیڑ سے ملنے اور ہاں تحمل کا مظاہرہ کرنا، میجر عاص۔ وہ باحفاظت ہمارے تک آنے چاہیے ہیں۔ "آرام آرام سے کہنے کے بعد اس نے چند کوڈ ورڈز میں اسے کچھ اور بھی بتایا تھا۔ پھر رابطہ منقطع کر دیا

جلدی گیٹ اپ چینج کرو۔ انس تمہیں فارم ہاؤس جانا ہے میں ایم آرز پلازہ جا رہا ہوں۔ دو "

ایجنٹ

-سے بھی آرہے ہیں۔" وہ جلدی سے میپ بند کرتا ہدایات دے رہا تھا

مطلب را کے ایجنٹ کے خلاف محاذ پر جارہے ہیں ہم؟" کاؤنٹر انٹیلیجنٹ بیورو را کے
-خلاف کام کرتی ہے۔ تبھی اس ڈیپارٹمنٹ کا نام سنتے ہی انس سمجھ گیا تھا

ہاں، وہ یک لفظی بولتا کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے جلدی سے کمرے کا مقفل دروازہ
کھولا تھا۔ جلدی میں وہ ٹھک کر کے پیچھے دیوار سے لگا تھا۔ بیڈ پر بے خبر چادر میں لپٹا وجود
ہڑبڑا کر اٹھا تھا۔ رات کا ایک بج رہا تھا۔ میجر عاص ایک لباس لے کر کمرے سے ملحق واش
روم میں گھس گیا۔ جب وہ واپس آیا تو اس نے وائٹ کلر کی بغیر شکنوں کے شرٹ زیب
تن کی ہوئی تھی۔ ساتھ ڈارک براؤن ٹائٹ جینز، بازوؤں کے بٹن کھلے تھے۔ بال کشادہ
پیشانی پر بکھرے پڑے تھے۔ وہ غضب ڈھا رہا تھا اس حلیے میں۔ کبھی محسوس کیا ہے تیز
دھاری آری کے نیچے کلیجی کے ٹکڑے کو کترتے، بالکل یہی حالت نیلیم کی تھی۔ وہ اسے
نظر انداز کیے اب سیلوس فولڈ کر رہا تھا۔ بیڈ کے کنارے اس نے ڈارک کیرمیل رنگ کا
کوٹ نکال کر رکھا تھا۔ پھر مرر کے سامنے جاکھڑا ہوا۔ پاس ہی ایک چھوٹی سی الماری تھی۔
اسکو کھول کر اس نے جانے کیا نکالا تھا۔ نیلیم کی جانب اسکی پشت تھی۔ تقریباً سات منٹ
بعد وہ پلٹا۔ نیلیم دنگ رہ گئی۔ اسکی آنکھیں سنہری رنگ پکڑ چکی تھیں اور بال بھی اسی
رنگ کے تھے۔ اس نے ہیجر ویکس استعمال کی تھی۔ شاید ایک کان میں چھوٹا سا ٹاپس تھا۔
برانڈ گھڑی۔ وہ کوٹ اٹھانے کو جھکا تھا۔ جب نظر بے اختیار نیلیم پر پڑی۔ وہ اس کی نظروں
سے انجان بن رہا تھا، پر تھا نہیں۔

-آئی ایم ریڈی، انس اندر داخل ہوا۔ گارڈ کے حلیے میں تھا وہ

-او کے دیکھو کار آئی؟ اس نے انس کو آرڈر دیا

آ---آپ--آپ دونوں کہاں جارہے ہیں؟ وہ بیڈ سے نیچے اُتری۔ ٹائیگر کوٹ پہن رہا تھا۔
-جس کے دائیں طرف سفید رنگ کے دھاگے کی کڑھائی تھی۔ اس پر خوب بچ رہا تھا
ہاں ہم کام سے جارہے ہیں۔ باہر سے لاک کر کے جائیں گے۔ ڈرنے کی ضرورت نہیں۔ اس
نے عام سے لہجے میں مصروفیت سے جواب دیا

آپ، آپ کہیں نہیں جائیں گے سنا آپ نے؟ یکدم ہی وہ دروازہ زوردار انداز میں بند
کرتے اسکے ساتھ ٹیک لگاتے بولی۔ ڈریسنگ کے سامنے کھڑے عاص نے خونخوار نظروں سے
-اسے دیکھا

-پاگل تو نہیں ہوگئی تم؟ وہ غصے سے چلایا

پلیز مت جائیں۔ ہم اکیلے رات کو اس گھر میں، نہیں ہم نہیں رہ سکتے پلیز۔ وہ رونا شروع
-ہوچکی تھی۔ اس کے رونے سے میجر عاص کو شدید چڑ تھی

-نیلیم آپ ہٹ جائیں دروازے سے، میرا جانا بہت ضروری ہے۔ وہ ٹھہرے لہجے میں بولا

آ آپ نہیں جائیں گے۔ اس ٹائم کیا کام ہو سکتا ہے آپکو؟ اور آپ نے یہ ڈریسنگ کیوں کی
-ہے؟ اب کی بار اسکا فطری تجسس عود کر آیا تھا

تم جاننا چاہتی تھی نا میں کون ہوں تو آج سن لو۔ "اسکے چہرے کے پتھر یلے تاثرات نیلیم "
-کو خوفزدہ کرنے لگے تھے

"I'm a Snake Eater"

"میں آئی ایس آئی ہوں۔"

"پاکستان کے دفاع کی آخری لکیر۔"

"میں ملکِ پاکستان کے ہر دشمن کی موت ہوں۔"

"میں وہ للکار ہوں، جس پر دشمن لرز جاتا ہے۔"

"میں سرحدوں کا محافظ ہوں۔"

"ہوں۔ Spy میں"

"ایک ایجنٹ"

"دنیا مجھے جاسوس کہتی ہے۔"

"میری کوئی پہچان نہیں میرا کوئی ایک روپ نہیں، میں ایک ہوں میرے چہرے سو۔"

"میں اپنے ملک کی خاطر کھول اٹھا سکتا ہوں۔ بھارت کی سرحد کے گرد منڈلاتا فقیر بن
"سکتا ہوں۔"

"میں کیمرہ اٹھائے کبھی صحافی بنا ملوں گا تو کبھی کسی ادارے میں استاد کے روپ میں، کبھی
"امریکہ کا کوئی رئیس بزنس مین تو کبھی کسی مسجد کا امام۔"

نیلیم کا مرکت از دیباء تبسم

کبھی آوارہ بن جاتا ہوں تو کبھی اپنے ملک کیلئے دیوانہ، خاکروب بن کر، پھیری والا بن کر "

"ہر روپ میں ملتا ہوں میں، میں گننام ہوں۔

"کوئی مجھے نہیں جانتا۔"

"کوئی میری کھوج نہیں لگا سکتا۔"

"کوئی مجھ تک نہیں پہنچ سکتا۔"

"کوئی مجھے نہیں پہچان سکتا۔"

"میں دنیا کی نمبر ون خفیہ ایجنسی کا ٹائیگر ہوں۔"

My next target is to achieve the tittle of "BLACK TIGER."

وہ دم سادھے اسے سُن رہی تھی۔ جسکے جنون کی کوئی حد نہیں تھی۔ جسے اپنا اگلا ہدف ہر

-قیمت پر حاصل کرنا تھا

آآ آپ آئی ایس آئی سے ہیں؟" اسکی آنکھیں حیرت سے پھٹنے کے قریب تھیں۔ اپنی "

اتنی لمبی تقریر کے جواب میں، ایسا بچکانہ سوال سن کر میجر عاص کا دل اسے ایک ہی گولی

سے اڑا دینے کا کیا تھا۔ گاڑی کے ہارن کی آواز آنے لگی۔ اسکے جانے کا وقت ہو گیا تھا۔ سر

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

پر کفن باندھ کر نکل رہا تھا وہ۔ کیوں کہ یہ کھیل ایسا تھا، جہاں کھیل پر کھیل کھیلا جاتا ہے۔ جہاں چالوں پر چالیں چلی جاتی ہیں۔ جہاں پیچھا کرنے والے کا بھی پیچھا کیا جاتا ہے۔

دیکھنا یہ تھا کہ آج وہ

"Game Changer"

-کہلائے گا کہ نہیں

ہٹو، اسنے آگے بڑھ کر نیلیم کو بازو سے تھاما اور راستے سے ہٹا دیا۔

-وہ ایسے ہی اپنے راستے صاف کرتا تھا۔ دروازہ کھول کر وہ باہر نکل چکا تھا

میجر عاص، نیلیم اسکے پیچھے لپکی۔ اسکی آواز میں کچھ ایسا تھا کہ ٹائیگر کے بڑھتے قدم تھم گئے۔ وہ مین گیٹ کھولنے لگا تھا۔ ہاتھ چند ثانیے کو لاک پر ٹھہر سا گیا تھا۔ اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا وہ اس سے کافی دور کھڑی تھی۔ اسکے آنسو اب بھی بہہ رہے تھے

"اللہ نگہبان"

(اللہ کی امان میں)

اسکے کپکپاتے لبوں سے ادا ہوا جملہ میجر عاص کے کانوں سے ٹکرایا۔ اس نے گہرے سانس لیتے ہلکی سی مسکراہٹ سے اسے نوازا تھا اور یہ منظر نیلیم کے دل کے نہاں خانوں میں قید ہو گیا تھا۔ پھر وہ پلٹ گیا۔ چلا گیا اور وہ --- وہ وہیں کھڑی رہی

اب کی بار اسے کالی رات کی گہری تنہائی سے خوف نہیں آرہا تھا۔ اب اسے صرف اُسے کھو
-دینے سے خوف آرہا تھا۔ جسے کبھی پایا ہی نہیں تھا

نیچے شاندار کار کے پاس کھڑا انس اسکا منتظر تھا۔ میجر عاص کے آتے ہی اس نے کار ڈور
اوپن کیا اور میجر عاص نے ڈرائیونگ سیٹ کے ساتھ والی سیٹ سنبھال لی۔ ایجنٹ انس
دوسری جانب سے گھوم کر آیا اور کار اسٹارٹ کرنے لگا۔ عاص نے ڈیش بورڈ پر پڑا لیپ
ٹاپ اٹھایا۔ جو سائز میں کچھ چھوٹا تھا۔ ٹچ اسکرین لیپ ٹاپ پر میجر عاص کی انگلیاں اب
تیزی سے چل رہی تھیں۔ بھیجی جانے والی بہت سی تصاویر میں سے اس نے بالا آخر یہ
چہرہ پہچان ہی لیا تھا۔ وہ کوئی اور نہیں حبیب تھا۔ پاسپورٹ سائز تصویر میں وہ ایک عربی
-ہی دکھ رہا تھا۔ جسکی پہچان کرنا مشکل تھا

کار کی اسپید عام رفتار سے بہت زیادہ تھی۔ کچھ ہی وقت میں یہ چمچاتی سیاہ رنگ کار ایم آز
-پلازہ کے سامنے رُک گئی

لوہے کا مین گیٹ بہت بڑا تھا۔ سامنے کھڑے الرٹ گارڈز فوراً متوجہ ہوئے۔ میجر عاص ابھی
تک باہر نہیں نکلا تھا۔ گارڈ کی وردی میں ملبوس انس اب گیٹ کیپر کے پاس کھڑا تھا۔
ایک منٹ کے گزرنے کے بعد وہ واپس کار کی طرف آیا اور کار ڈور اوپن کر کے میجر
-عاص کو باہر نکلنے کا اشارہ دیا

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

سر تشریف رکھیے۔ میجر عاص پُروکار انداز میں چلتا ہوا اندر داخل ہوا تھا۔ لفٹ کے ذریعے تھرڈ فلور پر پہنچنے کے بعد ڈرائنگ روم میں داخل ہوئے۔ تب ساتھ چلتے ملازم نے ادب سے کہا تھا۔ انس وہیں کھڑا ہو گیا اس کے صوفے کے عقب میں

تین منٹ کے مزید انتظار کے بعد منہاج عز ضحاک نے ڈرائنگ روم میں قدم رکھا تھا۔ وہی مغرور چال چلتا۔ سراپاء گھمنڈ۔

ہائے، میجر عاص نے اپنی جگہ سے اُٹھتے کہا اور مصافحے کیلئے ہاتھ بھی بڑھا دیا۔ جسے ایم آز نے پل بھر کو تھامتے، اسے بیٹھنے کا اشارہ دیا اور خود بھی سامنے والے صوفے پر ٹانگ پر

-ٹانگ چڑھائے بیٹھ گیا

کس سلسلے میں ملنا تھا آپ کو حبیب سے؟ ایم آز نے بغیر تمہید باندھے بات شروع کی۔ وہ

-ایسا ہی تھا مختصر بولنے والا

حبیب اپنی ڈیکنگ سے مکر گیا ہے۔ ہی از ناٹ آ سعودی گائے۔ ہی از فرام سیکرٹ ایجنسی آف پاکستان۔ میجر عاص کا انداز ایسا تھا کہ اگر منہاج کی جگہ کوئی اور ہوتا تو اسکی بات کو

-سو فیصد درست جانتا۔ آخر کو اتنے پر اعتماد انداز تھا اُسکا

-ہاہاہاہا ایم آز کا طنزیہ قہقہہ ڈرائنگ روم کے در و دیوار سے ٹکرایا تھا

وہاٹ آ جوک؟ ہاہاہا (پھر ضبط کرتا تھوڑا آگے کو جھکا) گڈ ٹرائے، بٹ ٹرائے آگین۔ اسکا

-انداز مذاق اڑاتا تھا

آئی نو اٹس ان بلیو ایبل فار یو۔ بٹ آئی ہیو آپروو۔ "میجر عاص کا حلیہ ہی نہیں لہجہ بھی " انگریزوں والا تھا۔ اتنی شائستگی سے انگریزی بول رہا تھا۔ جیسے کبھی اُردو یا کوئی اور زبان کے الفاظ اسکے منہ سے ادا ہی نہیں ہوئے ہوں۔ میجر عاص نے کوٹ کی اندرونی پاکٹ سے کم چوڑائی والا جدید ماڈل کا سیل فون نکالتے، اس پر انگلیاں گھمانا شروع کر دیں۔ مطلوبہ ویڈیو ملتے ہی اسکے یا قوتی لبوں پر پل بھر کو تمسخرانہ مسکراہٹ اُبھری تھی۔ انس آگے بڑھا اور سیل فون میجر کے ہاتھ سے لیکر منہاج کی جانب بڑھایا

ویڈیو میں حبیب رات کے اندھیرے میں ایک سنسان اور قدرے ویران علاقے میں کھڑا کسی کا منتظر ہے۔ پھر ایک شخص کے آتے ہی وہ کالے رنگ کا چمڑے کا بیگ اس سے لے لیتا ہے اور ویڈیو ختم ہو جاتی ہے۔

یہ، یہ کیا؟ مطلب تم کیسے کہہ سکتے ہو اتنے وثوق سے کہ اس بیگ میں میرے خلاف ثبوت ہیں؟ منہاج کا انداز اب کچھ مضطرب سا تھا

میرا مقصد تمہیں آگاہ کرنا تھا۔ کیونکہ حبیب اور میری ڈیکنگ ہوئی تھی۔ ہیروئن کے کیس " میں چند لوگوں کو پھنسوانے کیلئے مجھے حبیب کی مدد درکار تھی۔ مگر اس نے اُلٹا گیم کھیلا۔ میرے خلاف کیس کر دیا کہ میں ہیروئن اسمگل کرتا ہوں۔ اپنی ویز میرا انتقام پورا ہوا۔ تمہیں کوئی تصدیق کرنی ہو تو شوق سے کر لینا۔ " میجر عاص نے پولیس اسٹیشن کا ایڈریس بتایا۔ اور اپنا سیل فون نمبر اور نام بھی

تھینکس فار یور پریشیئس ٹائم (آپکے قیمتی وقت کا شکریہ)۔ وہ کھڑا ہو چکا تھا۔ سیل فون واپس لینے کو ہاتھ بڑھایا۔

منہاج کی نظر اسکے چہرے کی جانب اُٹھی۔ اسکی رنگت ایسی تھی جیسے سورج کی روشنی میں سونا چمکتا ہے۔ ایم آز نے سیل فون سے بلیوٹوٹھ کے ذریعے ویڈیو اپنے پاس محفوظ کرتے۔ سیل فون اسے واپس لوٹا دیا۔

میں تصدیق ضرور کروں گا۔ اگر تمہاری بات میں ذرا سا بھی جھول ہوا تو، تم ایم آز کے شکنجے سے بچ نہیں پاؤ گے۔ ایم آز دھمکانا نہیں بھولا تھا۔ میجر عاص نے پینٹ کی پاکٹس میں ہاتھ ڈالتے نظریں نیچے کیں۔ سر بھی ہلکا سا جھک گیا تھا۔ پھر جب اس نے سر اٹھایا تو وہ مسکرا رہا تھا۔ ایم آز کو اسکی مسکراہٹ کچھ کہتی کچھ جتاتی محسوس ہوئی، مگر کیا؟

- یہ وہ خود بھی نہیں جانتا تھا

سون وی ول میٹ اگیں۔ میجر عاص کا لہجہ بھی مسکراتا ہوا تھا۔ جیسے وہ کسی بچے کی خوفزدہ صورت پر مسکرا رہا ہو۔ ایم آز خاموش اور اُبھی نظروں سے اسے جاتا ہوا دیکھتا رہا۔

- اب اسکا رخ حبیب کے کمرے کی جانب تھا

میجر عاص اور انس لمبی سی راہداری سے گزرتے لفٹ کی جانب بڑھ رہے تھے۔ لفٹ کا دروازہ کھلا، اندر سے نکلنے والے دو سیکیورٹی گارڈز میجر عاص کو دیکھ کر ہلکا سا مسکرائے تھے۔ نظروں ہی نظروں میں جانے کن جملوں کا تبادلہ ہوا تھا اور پھر وہ لفٹ سے باہر نکل آئے جبکہ میجر عاص اور انس لفٹ میں سوار ہو کر واپس چل پڑے۔

سیاہی مائل رات اپنے پنکھ پھیلانے تمام اُجالوں کو شکست دیے ہر شے پر چھائی تھی۔ یہ جگہ بہت قدیم کھنڈرات کی سی معلوم ہوتی تھی۔ آس پاس موجود مکان اور بنگلے خالی ویران اور ٹوٹ پھوٹ کا شکار تھے۔ دراڑیں پڑی دیواریں گویا ہوا کے ایک جھونکے پر ہی گرنے کو تیار تھیں۔ یہاں موجود قدیم حویلی نما مکان بھوتوں کا مسکن معلوم پڑ رہا تھا۔ جس کے سامنے کھڑے دو نفوس آپس میں سرگشیوں میں گفتگو کر رہے تھے۔ ان کا انداز چوکس تھا۔ اس حویلی کے آس پاس چھوٹے چھوٹے بوسیدہ مکان تھے اور تنگ گلیاں۔ یہ علاقہ جیسے سالوں سے لوگوں کی رہائش سے محروم رہا تھا

ایک بزرگ سفید داڑھی اور شلوار قمیض میں ملبوس تھا اور دوسرا بھی کچھ اسی طرح کا حلیہ اپنائے ہوئے تھا۔ جیسے کوئی غربت کا مارا ضعیف انسان ہو۔ دونوں نفوس پانچ منٹ مزید باتوں میں مصروف رہے پھر ایک نے دوسرے کے ہاتھ سے سیاہ رنگ چمڑے کا بیگ تھام لیا اور چیل کی طرح آس پاس نظریں گھمائیں اور بیگ -کندھے پر ڈالتا واپسی کو روانہ ہو گیا۔ جب کہ دوسرا کھنڈر نما حویلی میں گھس گیا

میجر عاص ہی از گونگ۔ وہ جو دیوار کی اوٹ میں سوکھی جھاڑیوں کے جھنڈ میں دبکا بیٹھا تھا۔ اطلاع ملنے پر برق رفتاری سے بغیر آواز پیدا کیے اُس بیگ والے شخص کے پیچھے ہولیا۔

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

اسکے نکلنے کے کچھ دیر بعد دوسرا شخص حویلی سے باہر نکلا۔ پینٹ شرٹ میں ملبوس سفید دمکتی رنگت پر سیاہ گاگلز لگائے، قیمتی ریسٹ وائچ پہنے وہ بہت شاندار شخصیت کا مالک تھا۔ وہ بھی -واپسی کو چل پڑا

حبیب کا سیل فون پہلے ہی ایجنسی ٹریس کر چکی تھی۔ دو بار غلط فون نمبر ٹریس کیے گئے۔ جو وہ حبیب بن کر استعمال کرتا تھا۔ مگر ہرب (ایجنٹ ونود) کے سیل فون سے ملنے والی معلومات سے اسکا اصل نمبر بھی معلوم ہو چکا تھا۔ تبھی اسکی ملاقات کی فون کال بھی سُن لی گئی تھی اور ساتھ ہی لوکیشن بھی ٹریس کر لی گئی تھی۔ را کا ایجنٹ ابھے (حبیب) اس سے ملنے آنے والا تھا۔ کاؤنٹر انٹیلیجنس بیورو کے دونوں ایجنٹس ان کے پیچھے تھے۔ ایک ویڈیو -بنا کر انہوں نے آرڈر کے مطابق میجر عاص کو سینڈ کر دی تھی

ایجنٹ آکاش اپنا روپ بدل کر نکل گیا تھا۔ اسکی ہر جس الرٹ تھی۔ مگر وہ جان نہ سکا کہ ان بوسیدہ عمارتوں کی چھتوں پر کھڑے ملکِ پاکستان کے محافظ اس سے بھی زیادہ چوکنا --تھے۔ اس سے دو قدم پیچھے ہی اسکی موت چل رہی تھی اور وہ

وہ بے خبر تھا۔ بلکہ سرشار سا تھا۔ اب اسے پھر سے خود کو مارخور ظاہر کرنا تھا۔ جس میں وہ -کافی ماہر ہو چکا تھا۔ آخر کو چھ سال ہو گئے تھے اسے بہروپیہ بنے

وہ تیز تیز قدم اٹھاتا اس گنجان و ویران علاقے سے نکل رہا تھا۔ ایک تنگ گلی مرٹے، کونے -میں موجود مکان کے لکڑی کے لٹکتے دروازے سے اسے آواز آئی

سر ایجنٹ ابھے جیسے ہی یہاں سے گزرے گا میں اُس پر حملہ کردوں گا۔ ہم سب یہیں " چھپے بیٹھے ہیں۔" حبیب نے جیب میں ہاتھ ڈال کر پسل ٹولا۔ معاً اسے یاد آیا۔

ہم سب مطلب ایک سے زیادہ۔" ایسے میں وہ بے وقوفی کا مظاہرہ نہیں کر سکتا تھا۔ وہ " خاموشی سے واپس پلٹ گیا۔ اسکی رفتار بہت تیز تھی۔ وہ اُلٹا بھاگ رہا تھا تاکہ دیکھنے والا قدموں کے نشانات سے کسی کو آتا محسوس کرے نہ کہ جاتا۔ اُلٹے قدموں بھاگنے پر بھی اسکی رفتار عام انسان کی رفتار سے کافی زیادہ تھا

وہ واپس اُسی مقام پر آگیا تھا۔ وہ تیزی سے حویلی کے اندر گھس گیا۔ کھلا کشادہ صحن، گھپ اندھیرا ہر چیز سیاہ نظر آرہی تھی۔ اس نے اپنے کرتے کی جیب سے موبائل نکالا اور ساتھ ہی موزوں میں چھپایا۔ تیز دھار چاقو نکال لیا۔ وہ دبے پیر بیگ پر ہاتھ کی گرفت مضبوط کرتے آگے بڑھنے لگا۔ اپنے دیس کیلئے آج وہ جان پر کھیل رہا تھا۔ غیر زمین پر کھڑا وہ ملک کیلئے لڑ رہا تھا۔ تن تنہا اتنی عوام کیلئے لڑنا کوئی آسان کام نہ تھا۔ دونوں ممالک کی دشمنی سے پورا ایشیاء آگاہ تھا۔ کتنی خون کی ندیاں بھی تھیں برصغیر کی تقسیم کے وقت بلکہ اُس سے قبل بھی خون کی ہولی آئے روز کھیلی جاتی تھی اور اسکی تقسیم کے بعد بھی

سرحدوں پر کٹے سر ملتے ہیں تو جیلوں میں مخالف ملک کے باسیوں کی آہیں گونجتی ہیں۔ انسانیت دم توڑتی محسوس ہوتی ہے اس دشمنی میں۔ شاید دنیا میں اس سے بڑی انا کی جنگ کسی نے نہیں لڑی ہوگی۔ جو پاکستان لڑ رہا ہے بھارت سے۔ اسکی انا سے۔ جو پاکستان کا وجود۔ آج بھی تسلیم نہیں کرتا

ایجنٹ ابھے آہستگی سے آگے بڑھنے لگا۔ اسکے پاس اس وقت اپنے ملک کی طاقت میں اضافے کو ایک قیمتی بیگ تھا اور یہ چمڑے کا سیاہ بیگ اسے کسی نہ کسی طرح بھارت پہنچانا تھا۔

اسے لگا کوئی اسکے تعاقب میں ہے۔ موبائل کی ٹارچ آن کرتے اسکی روشنی میں دیکھا تو کچھ بھی نہ تھا، سوائے سناٹے کے۔ اب اسے دوسری طرف سے آواز آئی۔ اس نے وہی عمل دہرایا۔ اب ہر جانب سے قدموں کی آواز آتی محسوس ہوئی تھی۔ اس نے اپنی جیب سے پسٹل نکالا۔ مگر اسی دوران فائر کی آواز گونجی اور بلٹ اسکی ہتھیلی پر لگی۔ سیل فون چھوٹ کر نیچے جا گرا تھا۔ تین چار افراد چھلانگیں مارتے صحن میں اترے تھے۔ ایجنٹ ابھے کو معلوم ہو گیا تھا کہ اب وہ پھنس چکا ہے۔ اب واپسی ممکن نہیں۔ اسے شدید غم نے اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ منزل کے اتنے قریب آکر وہ ناکام ہو گئے تھے۔ ایجنٹ آکاش کی چھ سالہ محنت ڈوبنے کو تھی

ایجنٹ ابھے کی آنکھیں اس سیاہ اندھیری رات میں بھیگی تھیں۔ مگر کوئی محسوس نہ کر سکا۔ برآمد کرتے ہی اسے برق رفتاری سے اپنے منہ میں sucide pill کرتے کی جیب سے ڈالتے ہی چبانا شروع کر دیا۔ یہ سب ساٹھ سیکنڈ سے بھی کم وقت میں ہوا تھا۔ میجر عاص اور اسکے ساتھی اسے گھیر چکے تھے۔ اسکی طرف سے وہ شاید کسی ردِ عمل کے انتظار میں تھے۔ مگر ابھے کے سامنے اپنی محبوب بیوی، دو ننھے بچے اور ماں کا چہرہ لہرایا تھا۔ اسکی فیملی، اسکا خاندان جن سے ملے، جانے اسے کتنا عرصہ ہوا تھا۔ وہ نہیں جانتا تھا۔ اسکے بچے کتنے

بڑے ہو گئے ہوں گے۔ اسکی ماں اسے کتنا یاد کرتی ہوگی۔ اسکی بیوی اسکی منتظر ہوگی۔ اسکی واپسی کی راہ تنگتی ہوگی۔ مگر وہ سب بے خبر تھے کہ وہ کہاں ہے؟ کیا کر رہا ہے؟

دشمن کا تشدد برداشت کرنا بہت مشکل ہے، بلکہ ناممکن۔ تم اپنے ملک کے حساس راز نہ " اُگل دو۔ اسی لیے اپنے دیس کی مٹی سے وفا کرنا، اس کیپسول کو نگل لینا۔ یہ ملک تمہاری قربانی صدا یاد رکھے گا۔ " اسکے دماغ نے یہی الفاظ آخری بار سنے تھے، دہرائے تھے۔ کیپسول ختم ہو چکا تھا۔ مگر اس میں چند سانسیں ابھی باقی تھیں

اپنے آپ کو ہمارے حوالے کر دو ایجنٹ ابھے۔ تم ناکام ہو چکے ہو۔ میجر عاص نے پسٹل تانے ہی اپنی مخصوص گرج دار آواز میں کہا

- حبیب کے ہونٹ تلخی سے مسکرائے تھے اور پھر وہ بل کھاتا زمین پر لہرا کر گرا تھا
اوہ نو، میجر عاص نے اسکی نبض چیک کرتے بے اختیار افسوس کیا تھا۔ پتا نہیں قسمت کو کیا منظور تھا؟

- نقصان ہونے سے وہ بچا لیتا تھا۔ مگر فائدہ ابھی تک نہ ہوسکا تھا

- بیگ مل چکا تھا۔ میجر عاص نے بیگ اُچک لیا

وہ بے چینی سے ادھر ادھر پنڈولم کی طرح چکر کاٹ رہی تھی۔ گھڑی کی سوئی اب چار کا
-ہندسہ عبور کرنے کو بے تاب تھی

گڑیا دادو کے ڈر سے نماز پڑھنے کا کیا فائدہ؟ نماز تو اللہ کے ڈر سے پڑھی جاتی ہے۔ وہ فجر
کے وقت کسلمندی سے پڑی رہتی تھی۔ دادو کی جھڑکیاں سننے کے بعد ہی کہیں اُٹھتی تھی۔
-اُن کی لمبی ڈانٹ سے ڈرتے وہ فجر ادا کرتی تھی

اسکا دل یکدم بھر آیا۔ اندر باہر ایک عجیب سا خالی پن محسوس ہوا۔ ویرانی سی ہو جیسے۔ سناٹا،
خاموشی نیلیم کو اپنا دل بند ہوتا محسوس ہو رہا تھا۔ کتنی لاپرواہ تھی وہ۔ اس نے جانے کتنے
دنوں سے نماز نہیں ادا کی تھی۔ حالانکہ اس نے دو تین بار میجر عاص اور انس کو گھر میں
نماز پڑھتے بھی دیکھا تھا۔ شاید وہ قضا ادا کر رہے تھے۔ اس نے اپنا حلیہ دیکھا اور پھر روم
میں آکر الماری کھولنے لگی۔ مگر وہ مقفل تھی۔ اس نے الماری کے ساتھ والی دیوار پر نظر
ڈالی۔ ایک اسٹینڈ پر کافی کپڑے لٹکے تھے۔ اس میں ہی ایک موٹی سی چادر تھی۔ خاکی رنگ کی
اسے نکالنے کے بعد وہ وضو کرنے چل پڑی۔ جیسے جیسے وہ وضو کر رہی تھی۔ اسکے آنسو بہہ
رہے تھے۔ چار، پانچ دن کے بعد وہ اللہ کے حضور کھڑی ہونے جا رہی تھی۔ اپنی غفلت اور
لاپرواہی اسے آج سے پہلے کبھی اتنی بری نہیں لگی تھی۔ سر کا مسح کرتے اسکے ہاتھ کپکپانے
-لگے تھے

"اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو"

نماز کو ادا نہیں، قائم کرو۔

نماز صرف سجدے کا نام نہیں۔ بلکہ دل کی پوری رضامندی سے اپنے رب کے حضور جھکنے کا نام ہے۔ اپنی افضل ترین شے، پیشانی ٹیکنے کا نام ہے۔ نماز کے ادا کرنے اور اسے قائم کرنے میں بڑا فرق ہے اور وہ ہمیشہ اسے ادا کرتی آئی تھی۔ صرف زبان سے پڑھتی آئی تھی۔ مگر آج

آج وہ دل سے نماز پڑھنے اُٹھی تھی۔ آج اس نے اذان سے پہلے وضو کیا تھا۔ پہلے وہ لاپرواہ تھی، بے فکر تھی۔ اسے کبھی اللہ تعالیٰ سے لمبی لمبی دعائیں نہیں مانگنی پڑی تھیں۔ بلکہ اسے یاد نہیں پڑتا کہ کبھی وہ کسی چیز سے پریشان ہوئی ہو۔ غمزدہ ہوئی ہو۔ وہ شروع سے ہی بے فکر، لاپرواہ اور بے نیاز تھی۔ مگر اب اسے اللہ تعالیٰ سے کچھ مانگنا تھا اور اس میں کوئی شک نہیں کہ انسان بہت خود غرض ہے۔ وہ ہمیشہ اولے پڑنے پر ہی اپنے رب کو یاد کرتا ہے۔ وہ بھی انہی گناہگاروں میں سے تھی۔

وضو سے فارغ ہوئی چادر لپیٹی، پانچ منٹ کے انتظار کے بعد مؤذن بلند آواز غفلت کے ماروں کو جگانے لگا۔ کامیابی کی طرف بلانے لگا۔

اس نے اذان کا جواب دیا اور نماز کی نیت باندھ لی

"اللہ اکبر"

(اللہ سب سے بڑا ہے)

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

دو سنت اور دو فرض کے بعد اس نے دونوں ہتھیلیاں دعا کے انداز میں جوڑ دیں۔ اپنے جڑے ہاتھ جب اس نے کچھ بلند کیے تو پھوٹ پھوٹ کر رودی۔ اسے محسوس ہوا وہ غفور و رحیم، وہ دو جہانوں کا مالک، ہمیں پیدا کرنے والا جیسے اسکی صدا سُن رہا ہے۔ اسکی سسکیاں - سُن رہا ہے اور وہ تو وہ بھی سُن رہا تھا۔ جو اس نے کہا نہیں تھا

فرشتے کہتے ہیں اگر انسان کو معلوم ہو جائے کہ وہ دورانِ نماز کس کے روبرو ہے تو کبھی - سلام نہ پھیرے

اسکی سسکیاں بلند ہوتی گئیں۔ اسے شرمندگی محسوس ہو رہی تھی۔ اللہ تعالیٰ کے روبرو اپنا - مطالبہ پیش کرتے۔ اسے اپنا آپ کمتر حقیر معلوم ہو رہا تھا

یا اللہ " اس کے لب کپکپائے۔ وہ کیسے با وضو ہو کر ایک نامحرم کا تذکرہ اپنی دعا میں کرے۔ " اس نے پھر کچھ نہیں مانگا اور روتے ہوئے اپنی نم آنکھیں اُٹھی ہوئی ہتھیلیوں میں چھپالیں۔ اسکا پورا وجود ہچکولے لے رہا تھا۔ وہ سسک رہی تھی۔ جب دروازہ کھلنے کی آواز پر اس نے تڑپ کر سر اُٹھایا۔ وہی تھا اسکی دھڑکنوں کا مالک، اسکے دل کا مکین۔ اسکی بے تابیاں، - بے قرار یوں کا ذمہ دار۔ اسے لگا اللہ تعالیٰ نے بن کہے بھی اسکی سُن لی ہو

"!!!ٹائیگر"

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

وہ پچھلے دو گھنٹے سے اسکے کمرے کی تلاشی لے رہا تھا۔ کتنے لاکس تڑوائے تھے اس نے۔ سارا کمرہ الٹ پلٹ کر رکھا تھا۔ حبیب کے کپڑے سارے بیڈ پر بکھرے تھے۔ بہت ساری فائلز تھیں۔ جو ایم آز کے بزنس سے متعلق تھیں۔ وہ اب الماری کا آخری خانہ کھلوانا چاہ رہا تھا۔ مگر گارڈ سے اسکا تالا کھل کے ہی نہیں دے رہا تھا

-ایک لاک نہیں کھل رہا تم سے۔ ایم آز دھاڑا

-سسر وہ یہ۔۔ گارڈ نے پسینہ صاف کرتے گڑبڑاتے ہوئے کہا

-منہ بند کرو اور ہاتھ چلاؤ۔ وہ اسکے سر پر پہنچ کر چیخا۔ گارڈ جلدی سے پھر شروع ہو چکا تھا

-ٹک ٹک! بالآخر تالا کھل گیا

ایم آز کارخانے پر پولیس کی ریڈ پڑ گئی ہے بی کونیک۔ میورک شب خوابی کے لباس میں

-ملبوس تیزی سے اندر آیا

-وہاٹ؟؟؟ منہاج عز ضحاک کو چار سو چالس والٹ کا کرنٹ لگا تھا

بھلا ایس پی صاحب نے اسے اطلاع کیوں نہیں دی تھی؟؟ منہاج کو پے در پے جھٹکے دیے

-جار ہے تھے

گارڈ سے کہو کار نکالے۔ وہ تیزی سے روم سے باہر نکلتے باآواز بلند بولا۔ اسکے جوتے کوریڈور

میں ڈک ڈک کی آواز پیدا کر رہے تھے۔ اسکے قدموں کی رفتار تیز تھی۔ آدھے سے زیادہ

منشیات تو کارخانے میں پڑی تھیں۔ سب سے بڑا خطرہ ہی یہی تھا۔ وہ دوسری بری خبر کے

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

ملتے ہی نکل گیا تھا۔ ہاں گارڈز کو باہر نکلنے کا اشارہ کر دیا تھا۔ مگر اسکے جاتے ہی باوردی گارڈ حبیب کے کمرے میں داخل ہوا اور دراز سے برآمد ہونے والی سی ڈیز، یو ایس بیز، پیپرز اور چھوٹے سائز کا لیپ ٹاپ نکال لیا۔ دراز کے اندر چند فائلز ڈال کر اس نے بند کر دیا اور دبے پیر باہر نکل گیا۔ جہاں اسکا ساتھی اسکا منتظر تھا۔ پوزیٹو سائن ملتے ہی دونوں - پُرسکون ہو چکے تھے

Socialmedia

- تقریباً پندرہ منٹ بعد وہ اپنے کارخانے کے سامنے کھڑا تھا

آپ بغیر اجازت کے اس طرح کیسے میرے کارخانے کی تلاشی لے سکتے ہیں۔ پولیس نے کارخانے میں تباہی مچا رکھی تھی۔ پولیس حوالداروں نے ہر چیز تھس تھس کر دی تھی۔ ڈبے جابجا بکھرے پڑے تھے۔ مشینری کو بھی چیک کیا جا رہا تھا۔ واش رومز تک نہ چھوڑے تھے۔ ایم آف سخت غصے میں مٹھیاں بھیجنے کھڑا تھا اور دل میں ایس پی بلال کی خبر لینے کا تہیہ کر چکا تھا۔ اسے ڈر تھا کہیں حبیب نے کارخانے میں موجود خفیہ تہہ خانے کا راز فاش نہ کر دیا ہو۔ بقول اُس انگریز اجنبی کے حبیب نے اسکے تمام راز اُگل دیے ہیں

کارخانہ سیمنٹ کا بنا تھا۔ کوئی رنگ و روغن نہ تھا اس پر، مگر چار فلورز پر مشتمل اس بڑے - کارخانے کی تلاشی کوئی آسان کام نہ تھا

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

پولیس آفیسر بڑے دھڑلے سے حکم دیتے کونہ کونہ، گوشہ گوشہ چھان رہے تھے۔ مزید ایک گھنٹہ ایم آز نے دل ہتھیلی پر رکھے گزارا تھا۔ اتنے عرصے میں پہلی بار اتنی بری طرح چیکنگ ہوئی تھی کہ منہاج عز ضحاک کو سب ختم ہوتا محسوس ہو رہا تھا۔ ابھی تو وہ یہ یقین نہیں کر پارہا تھا کہ حبیب اسکا سعودی دوست آئی ایس آئی کا ایجنٹ ہے اور اسکی پیٹھ میں چھرا گھونپتا رہا ہے۔ پولیس آفیسر کڑک دار لہجے میں معذرت کرتا، سرد آنکھوں سے ایم آز کے تاثرات کا جائزہ لیتا چلا گیا۔ اسکے پیچھے ہی سب نکل گئے اور کارخانہ خالی ہو گیا۔ اب وہاں صرف ان کے دو آدمی میورک اور ایم آز موجود تھے

آ۔۔۔آپ۔۔۔آپ نے اتنی دیر لگادی آپ کو پتا ہے ہماری جان نکل جاتی۔ اگر آپ ایک "منٹ بھی اور دیری کرتے تو۔" وہ بے تابی سے اسکی جانب بڑھتی بے قرار سی بولی تھی۔ میجر عاص نے ٹھنڈی سانس بھرتے ایک سرسری نظر اس پر ڈالی اور جو گرز اُتارنے لگا۔ اس نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ نیلیم کو اسکا رویہ گراں گزرا تھا۔ اسکے ہاتھ میں ایک سیاہ رنگ۔ بیگ تھا۔ جسے تھامے وہ اندر کمرے میں چلا گیا۔ نیلیم بھی اسکے پیچھے ہی چل دی

آپ ٹھیک تو ہیں ہم آپ کیلئے ہی دعا۔ وہ کوٹ اُتار رہا تھا۔ جب نیلیم کی آواز پر اسکی بات۔ بیچ میں ہی کاٹتے بولا

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

شٹ اپ، میجر عاص نے کوٹ زور سے بیڈ پر پٹخا اور غصیلے تاثرات لیے اسکی جانب پلٹا۔
نیلیم ڈر کر عادتاً دو قدم پیچھے ہٹی تھی۔ چادر میں لپٹا اسکا وجود آدھے سے زیادہ چھپا ہوا تھا۔
-چہرے پر آنسوؤں کے نشان صاف محسوس ہو رہے تھے

وہ اسے یہ نہیں کہہ سکا کہ دس سال بعد کسی نے اسکے لیے دعا مانگی ہے، کسی نے اس کیلئے بے قرار ہو کر رات گزاری ہے، کسی نے اس کیلئے اپنا قیمتی خزانہ، آنسو لٹائے ہیں۔ اُلٹا
-وہ اس پر غصہ ہو رہا تھا

آ--- آپ غصہ کیوں ہو رہے ہیں؟ وہ اٹکتے ہوئے معصومیت سے سوال کر رہی تھی۔ انس
کمرے کے باہر ہی ٹھہر گیا۔ پھر پلٹ کر لاؤنج میں پڑے صوفے پر ڈھے گیا اور سیل نکال
-کر اپنے دوسرے ساتھیوں سے رابطہ کرنے لگا

نیلیم آپ میرا پیچھا چھوڑ کیوں نہیں دیتی؟ کیا چاہتی ہیں مجھ سے؟؟ جب ہر بات واضح "
آپ کو بتا چکا ہوں تو کیوں بار بار اپنے آپ کو گراتی ہیں۔ بے مول کر دیتی ہیں میری
نظروں میں۔" وہ بہت حقارت سے کہہ رہا تھا۔ سبز کانچ سے اشکوں کی دھاریں بہنے لگیں۔
-جیسے مہتاب پگھل رہا ہو ان عارضوں پر

میجر عاص! ہمیں وہ آئینہ بنادیں، جسمیں صرف آپکا عکس لہرائے۔ ہمیں اُس دریا میں اُتار "
دیں، جسکا کنارہ صرف آپ ہوں۔ ہمیں ایسے راستے کا نقشہ کھینچ دیں، جو آپ تک آتا ہو۔
ہمیں جادوگری کے وہ گرہ سکھادیں، جو آپ کو ہم اور ہمیں آپ کر دے۔ ہم، ہم آپ کے

بغیر نہیں رہ سکتے۔ لوگ کہتے ہیں ایسا مگر ہم، ہم سچ کہہ رہے ہیں۔ "وہ بے تابی سے دو قدم آگے بڑھتی بولی تھی

فار گاڈ سیک یہ ڈائیلاگز میرے ساتھ مت بولا کریں۔ وہ ناگواری سے بولتا اپنا کوٹ ہینگ کرنے لگا

ہماری محبت کو اتنی حقارت سے مت دیکھیے ہمیں تکلیف ہوتی ہے۔ "کتنی معصومیت سے " بول رہی تھی وہ۔ اس بات سے انجان کے وہ اسے تکلیف ہی تو دینا چاہتا تھا۔ میجر عاص اسکی بات پر ذرا سا مسکرایا۔ اپنے زخمی لہجے پر نیلیم کو اسکی مسکراہٹ نمک کا چھڑکاؤ لگی تھی۔ وہ لمحے بھر میں اپنے ازلی روپ میں واپس آئی تھی۔ اسکی شرٹ کو سینے سے مٹھیوں میں بھینچ لیا

ہماری تڑپ کا، ہماری بے قراری کا تماشا دیکھتے ہیں آپ؟ جیسے مچھیرے ساحل کے کنارے " بے آب مچھلی کو زندگی کیلئے ایڑیاں رگڑتے دیکھتے ہیں۔

آپ کے اشاروں پر ناچتے ہیں ہم۔

جیسے مداری کی ڈگڈگی پر بندر ناچتا ہے۔ "اسکی آواز کافی حد تک اونچی ہو چکی تھی۔ آنسو بھی تیز رفتاری سے ٹپ ٹپ کرتے تھوڑی سے لڑھکتے نیچے گر رہے تھے

نا ہی میں کوئی مچھیرا ہوں نا ہی مداری۔ ہاں اگر آپ خود کو مچھلی یا بندر سمجھتی ہیں تو وہ " الگ بات ہے۔ "اس نے نیلیم کی دونوں کلائیاں بے دردی سے جکڑ لیں۔ اسکی گرفت ڈھیلی پڑ گئی تو میجر عاص فاصلے پر ہو گیا

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

ٹائیگر! دروازہ کھلا ہونے کے باوجود انس نے دستک دی تھی۔

آؤ، وہ غصے سے بولا۔ نجانے انس کیا سوچتا ہوگا؟ اس جذباتی لڑکی کی وجہ سے میجر عاص کو اپنا میج خراب ہوتا نظر آرہا تھا

-وہ، انس نے اشارہ دیا

-اچھا تم اسے بٹھاؤ میں آرہا ہوں۔ میجر عاص نے اسے جانے کا کہا۔ انس باہر نکل گیا
آپ اب باہر نہیں آئیں گی۔ اس نے ساکت کھڑی نیلیم کو حکمیہ انداز میں کہا۔ وہ کسی ٹرانس
کی کیفیت میں چلتی ہوئی بیڈ کے کنارے بیٹھ گئی۔ میجر عاص نے ایک نظر اسکے افسردہ و
-حسین چہرے کو دیکھا اور بیگ اٹھائے باہر نکل گیا

ایم آاز پلازہ واپس آکر اس نے سب سے پہلے حبیب کو کالز کیں۔ مگر کوئی جواب نہ پا کر
اسے اُس اجنبی کی باتیں درست لگ رہی تھیں۔ مزید تصدیق حبیب کے دراز سے نکلنے والی
-چند فائلز میں منشیات کی اسمگلنگ کے متعلق کچھ ڈیٹیلز دیکھ کر ہوگئی تھی

ایس پی بلال تم نے پہلا کام مکمل نہیں کیا تھا کہ ایک اور غلطی کر بیٹھے۔ میں تمہیں بخشنے والا نہیں ہوں۔ منہاج گرجدار آواز میں مقابل پر دھاڑا۔ ایس پی بلال کو اپنے سیل فون کا اسپیکر پھٹتا محسوس ہوا تھا

سر بلیو می میرا لاہور ٹرانسفر ہوئے ابھی ایک ہی دن ہوا ہے۔ میں آپ کو بتانے والا تھا۔ لیکن، وہ گھبراتے ہوئے صفائیاں پیش کرنے لگا

اتنی جلدی؟؟ کچھ دن پہلے تک تو ایسا کچھ نہیں تھا۔ ایم آاز کو اسکی بات ہضم نہ ہوئی۔ سر اُس لڑکی کی تلاش جاری ہے۔ آپ فکر مت کریں۔ جیسے ہی کوئی اطلاع ملے گی۔ میں آپکو بتا دوں گا۔ اس بار ایس پی بلال کا انداز مکمل اعتماد لیے ہوئے تھا۔

مجھے وہ لڑکی تلاش کردو ایس پی! تم سوچ بھی نہیں سکتے کہ میں تمہیں اس کام کی کتنی اجرت دوں گا۔ تمہاری اگلی سات نسلیں بھی بیٹھ کر کھائیں گی تو ختم نہیں ہوگا۔ ایس پی بلال نے اس لڑکی کی اتنی بڑی قیمت پر بمشکل خود کو کس حیرت بھرے اظہار سے روکا تھا۔

سر انشاء اللہ! یہ کام بہت جلد مکمل ہو جائے گا۔ دوسری جانب سے ایم آاز نے رابطہ منقطع کرتے سیل فون بیڈ پر اُچھال دیا۔ وہ ابھی فریش ہو کر نکلا تھا۔ آج کی پوری رات اسکی بھاگ دوڑ کی ہی نظر ہو گئی تھی اور اب اسکے حواس مکمل طور پر پھر اُس اپسرا کے حوالے ہو چکے تھے۔ بیڈ کراؤن کے اوپر موجود لارج فوٹو دیکھتے، اسے اپنے زندہ ہونے اور دل کے دھڑکنے کا احساس شدت سے ہوا تھا۔ دو تین دن ہو گئے تھے۔ اس نے نہ تو کوئی بلاسٹ کا

نیلیم کا مرکت از دیباء تبسم

پلان کیا تھا اور نہ ہی کوئی قتل کیا تھا۔ ورنہ آئے روز کوئی پولیس آفیسر تو کوئی گارڈ یا کوئی مخالف پارٹی کا بندہ اسکی درندگی کا نشانہ بنتا رہتا تھا

وہ اسٹڈی روم میں گھس گیا۔ وہی اپنی من پسند ڈائری اُچکتے اس نے سنہری قلم مضبوط ہاتھوں میں تھام لیا، وہ لکھ رہا تھا۔ اپنی من پسند زبان میں اپنا من پسند جملہ اپنی من پسند ہستی کیلئے

"اُحب خیالی لَانہ یختر البعد وحبیبک"

(مجھے اپنے تصورات سے محبت ہے یہ مجھے تمہارے سنگ باندھ دیتے ہیں)

اتنے خوبصورت الفاظ کیا کوئی دہشت گرد لکھ سکتا تھا؟؟

وہ شخص دل کی دھڑکن محسوس کر سکتا تھا کیا؟ جو دلوں کو نکال کر رکھ دیتا ہو؟؟

-اس میں کوئی شک نہیں کے اوپر والا جب چاہے جسکے دل میں چاہے نرمی پیدا کر دے

وہ چاہے تو پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائے۔

وہ چاہے تو دریا میں راستہ پیدا ہو جائے۔

وہ چاہے تو کیا ہو نہیں سکتا؟؟

میجر عاص تھری سیٹر صوفے کے درمیان میں بیٹھا تھا۔ اسکے برابر میں اسکا ایک اور ساتھی بھی موجود تھا۔ جو کچھ وقت پہلے ہی حبیب کے دراز سے نکالی چیزیں لے کر حاضر ہوا تھا۔ اسکے دوسری جانب انس بیٹھا تھا۔ میجر عاص نے سیاہ رنگ کا چمڑے کا بیگ کھولا۔ تینوں دیکھنے کو تیار تھے کہ را کے ایجنٹ نے ملٹری ہارڈویئر کی جی پی ایس لوکیشن کیسے حاصل کر لی؟؟

- مگر بیگ کے کھلتے ہی اس میں اخبارات کے سوا کچھ نہ ملا۔ ردی کے ٹکڑے

- اور ایک کاغذ پر ایک تحریر تھی

"کھیل پر کھیل کھیلا جاتا ہے۔"

- میجر عاص کا چہرہ شدت جذبات سے سرخ انداز ہو چکا تھا

میجر عاص نے حبیب کا لیپ ٹاپ کھولا۔ وہ آن ہی نہیں ہوا تھا۔ بلینک اسکرین ان کا منہ چڑا رہا تھی۔ میجر عاص نے تمام یو ایس بیز اور سی ڈیز اپنے لیپ ٹاپ میں بار بار لگا کر چیک کیں۔ سب خالی تھیں کوئی فولڈر نہیں ملا۔ بس ایک سی ڈی میں حبیب (ایجنٹ ابھے) کی ریکارڈنگ تھی

مجھے پتا ہے کہ تم لوگ ہم تک پہنچ گئے ہو اور میں جانتا ہوں کہ کسی نہ کسی روز تم یہ " سب حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاؤ گے۔ اسی لیے میں نے فیصلہ کیا اپنے ملک کیلئے جان

دینے کا۔ میرے لیے یہ بڑے اعزاز کی بات ہے۔ میری موت تمہارے کچھ فائدے کی "نہیں۔ مگر میرے ملک میں بسنے والی عوام کیلئے بہت فائدہ مند ہے۔

-اسکی آواز بہت صاف اور ہر قسم کی گھبراہٹ سے عاری تھی

کے آفیسرز سے رابطہ کریں۔ آئی تھنک وہ ضرور جانتے ہوں گے کہ یہ CIB میجر عاص" سب کیا ہو رہا ہے؟" اسکے ساتھی نے مشورے سے نوازا۔

ہوں، میجر عاص نے منہ پر ہاتھ پھیرتے جیسے اپنے تاثرات بہتر بنانے کی ناکام کوشش کی تھی۔ میجر عاص نے اپنا سیل فون اٹھایا ہی تھا کہ اُس پر کال آنے لگی۔ اس نے یس کا بٹن پُش کیا۔ یہ سیل اسے دورانِ مشن اپنے ساتھیوں اور ادارے سے کانٹیکٹ کرنے کیلئے دیا گیا تھا۔ اسی لیے کسی رانگ نمبر کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔

-یس سر اوکے وی ول کم۔ اس نے سنجیدگی سے کہتے رابطہ منقطع کر دیا

تم واپس چلے جاؤ اور پلازہ اور فارم ہاؤس میں ہونے والی ایک ایک چیز پر نظر رکھنا۔ میں اور انس آفس جارہے ہیں۔ میجر عاص نے حکم دیا اور لیپ ٹاپ اور دوسری ڈیوائسز سمیٹ کر سیاہ بیگ میں ڈالنے لگا

-اوکے سر! اسکا ساتھی اٹھا اور ماتھے تک ہاتھ لے جاتے میجر عاص کو سلیوٹ کرتا نکل گیا

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

ٹائیگر اور انس بھی اسکے جاتے ہی نکل گئے۔ باہر سے لاک لگاتے انہیں یہ نہیں یاد رہا کہ اندر ایک نازک وجود ان کے اس طرح سے غائب ہونے پر کتنا پریشان ہوگا۔ حقیقت تو یہ تھی کہ انہیں اس وقت صرف اپنی ذمہ داری اور ملک کا دفاع یاد تھا۔ انہیں یاد تھا تو صرف یہ کہ وہ اس ملک کے محافظ ہیں اور یہی انکی اولین ترجیح ہے۔ ملک کی حفاظت اور بس۔

Socialmedia

بلیک شرٹ اور مسٹرڈ کلر کی جینز پہنے آنکھوں پر گاگلز لگائے، کہنیوں کے بازو فولڈ کیے ایک ہاتھ میں سیاہ رنگ لیپ ٹاپ بیگ تھامے، وہ کاغذی کاروائی مکمل کرچکا تھا۔ سیاہ رنگ کے چمچماتے جوتے جناح انٹرنیشنل ایئرپورٹ کے فرش پر دھمک پیدا کر رہے تھے اور وہ passenger boarding bridge (PBB) مغرور سا شخص باوقار چال چلتا، اب سے گزر رہا تھا۔ جسکا مقصد ایئرپورٹ ٹرمینل گیٹ سے مسافروں کو جہاز تک پہنچانا تھا۔ وہ اپنی نشست سنبھال چکا تھا۔ سیٹ نمبر تیرہ پر بیٹھا، وہ کافی مطمئن تھا۔ سرشار سا مگر بے نیاز بنا، وہ کسی بھی طرح کا ردِ عمل یا اپنی خوشی کو اپنی باڈی لینگویج سے ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا۔ وہ جو ظاہر کر رہا تھا۔ لوگ وہی سمجھ رہے تھے۔ مگر وہ انجان تھے کہ بظاہر کوئی بزنس مین نظر آنے والا یہ ڈیشنگ پرسنیلٹی کا مالک شخص، ایک بہروپیہ ہے۔ جہاز نے ٹیکسی کی

نیلیم کا حرکت از دیاء تبسم

اور رن وے پر آگیا۔ پانچ چالیس کے قریب کا وقت تھا ملگجا ملگجا اندھیرا، مگر فضا پُرسکون تھی۔ ٹیکسی وے کو ہلکے نیلے رنگ کی روشنیوں سے منور کیا ہوا تھا۔ تاکہ رن وے اور ٹیکسی وے میں تفریق کی جاسکے۔ رن وے جسکی چوڑائی ڈھائی سو فٹ اور لمبائی تین ہزار Threshold, میٹر سے زائد تھی، کے کناروں پر بھی مختلف رنگوں کی لائننگ تھی۔ جو designator, touch down zone, centerline, aiming point

کے مطابق لگائی گئیں تھیں۔ جن سے رن وے پر طے کیا گیا راستہ معلوم کیا جاسکتا تھا۔ جناح ایئرپورٹ کے رن وے میں ایک گھنٹے میں پندرہ پروازوں کو ہینڈل کیا جاسکتا تھا۔ جبکہ ٹیکسی وے پر بارہ پروازوں کو

تھی۔ جہاز رن وے پر تیار کھڑا تھا۔ اڑان بھرنے sq m پارکنگ ایریا کی پیمائش 266000 کو، آسمان سے باتیں کرنے کو، بلندیوں میں پہنچنے کو، آسمان کے سینے پر منڈلانے کو، ایک دم تیار۔ پندرہ سو فٹ کا راستہ طے ہوچکا تھا۔ اب جہاز کی رفتار میں تیزی آنے والی تھی۔ جب اچانک سے جہاز رُک گیا

"یہ پرواز کچھ خرابی کی بناء پر ایک گھنٹے کی تاخیر سے اڑان بھرے گی۔"

کراچی میں موجود آئی ایس آئی کے آفس میں ایک میٹنگ جاری تھی۔ جس میں ڈی آئی جی، ایس پی بلال، سی آئی بی کے آفیسرز اور میجر عاص کے مشن میں شامل دو ایجنٹس، آئی ایس آئی کے ڈائریکٹر جنرل اور اسکے علاوہ آرمی آفیسرز بھی شامل تھے

ہرب کا سیل فون جب ہماری تحویل میں آگیا تھا۔ را کو تبھی خبر ہوگئی تھی کہ ہم جان " گئے ہیں کہ را کا ایجنٹ ابھے، ایجنٹ آکاش سے ملاقات کو آرہا ہے اور اس ملاقات میں آکاش ابھے کو وہ سارے راز فراہم کر دے گا، جو اس نے چھ سال سے آئی ایس آئی میں داخل ہو کر حاصل کیے ہیں۔ تبھی انہوں نے پلان چینج کر لیا۔ ایجنٹ آکاش نے ابھے سے پہلے ایک اور بندے سے بھی ملاقات کی تھی۔ شام کے وقت اور وہ تھا ایجنٹ ارجن، جس کے پاس اب وہ سیاہ بیگ ہے۔ ہمارے ملک کا قیمتی خزانہ ہے وہ۔ سی آئی بی کے ایجنٹس کو پتہ چل گیا تھا کہ "بابر حمید" نامی شخص دراصل را کا ایجنٹ "آکاش" ہے۔ تبھی سے اسکی ہر کاروائی پر نظر رکھی جانے لگی اور اب سی آئی بی کی رپورٹ کے مطابق آکاش کا سیل فائل کو ہیکرز نے encrypted فون ان کے قبضے میں آچکا ہے۔ جس میں موجود

کہا جاتا ہے جسکا مقصد اپنے خفیہ پیغامات cryptography کر دیا ہے۔ (اسے decrypt کر دیا جاتا decrypt یا encrypt کا تحفظ ہوتا ہے۔ اس میں ڈیٹا کو ایک کی کے ذریعے ہے اور یہ کی صرف سینڈر اور رسیور کو ہی معلوم ہوتی ہے کوئی اور اس پیغام کو نہیں پڑھ سکتا) اور اس میں موجود مسیج کے متعلق ایجنٹ ارجن تقریباً ایک گھنٹے بعد پی آئی اے (پاکستان انٹرنیشنل ایئر لائنز) کی پرواز سے دبئی پہنچ جائے گا اور اسکے بعد بھارت۔ " وقت بہت کم ہے میجر عاص! میٹنگ کے بقیہ حصے میں میجر عاص کا کوئی کام نہیں تھا۔ اُسے اُسکا

کام بتا دیا گیا تھا۔ وہ کھڑا ہو چکا تھا اسکے ساتھ دو سی آئی بی کے ایجنٹ بھی نکل گئے تھے
- اور انس بھی۔ ان کے جانے کے بعد اصل میٹنگ شروع ہوئی تھی

انٹرنل ونگ نام سے external اور internal ہیں۔ wings انٹیلیجنس بیورو کے دو
ہی پتا لگتا ہے کہ یہ اندرونی معاملات کو دیکھتا ہے جب کہ ایکسٹرنل ونگ کا کام بیرونی
ممالک میں ملکی مفادات کی حفاظت کرنا ہے۔ انٹیلی جنس بیورو کا ایک شعبہ کاؤنٹر
انٹیلیجنس بیورو بھی ہے۔ جس کا مقصد اپنی ہی انٹیلیجنس کے معاملات پر نظر رکھنا ہوتا ہے۔
تاکہ خفیہ سروس کے اہم ترین ادارے پر ایک چیک اینڈ بیلنس رہے اور کوئی ملک دشمن یا
- دوسری غیر ملکی ایجنسیاں حساس راز چوری کرنے میں کامیاب نہ ہو سکے

بیرون ملک سے روز سینکڑوں کی تعداد میں لوگ ہوائی جہازوں یا بحری راستوں سے پاکستان
آتے ہیں۔ کوئی سعودیہ سے، تو کوئی بھارت، دبئی یا امریکہ سے۔ انٹیلی جنس بیورو کا یہ فریضہ
ہے کہ وہ ان کی جاسوسی کرے اور جو مشکوک نظر آئے اسکے متعلق رپورٹ تیار کی
جائے۔ اسی لیے جیسے ہی ایجنٹ آکاش کی سرگرمیاں مشکوک نظر آنے لگیں۔ اسکی جاسوسی
شروع کردی گئی۔ یہ حساس ادارے ہوتے ہی ایسے ہیں۔ یہاں جاسوسی کرنے والوں کی بھی
جاسوسی کی جاتی ہے اور پھر جب یہ معلوم ہوا کہ ایجنٹ آکاش دراصل آئی ایس آئی یعنی
پاکستان کی ہی ایک خفیہ ایجنسی کا کارکن ہے تو معاملہ اور اُلجھ گیا اور مزید تحقیقات کی گئیں
- اور بات سامنے آگئی

سفید بے داغ شرٹ اور براؤن ٹائٹ جینز اسکی سونے کی مانند دمکتی رنگت پر بہت بچ رہی تھی۔ سنجیدہ چہرہ، تیز رفتاری کے باعث کشادہ پیشانی پر ننھے ننھے موتی چمک رہے تھے۔ وہ پڑھتے آیا تھا اور اس میں اسے اپنے کام کا decrypted message پورے راستے نقطہ مل چکا تھا۔ ہر خفیہ ایجنسی کا جاسوس ایک چہرے میں سو روپ لیے ہوتا ہے۔ اسے پہچاننا کئی بار ناممکنات میں سے ہوتا ہے۔ ایجنٹ ارجن جس حلیے میں ایجنٹ آکاش سے ملنے آیا تھا۔ وہ مختلف تھا اور اب کی بار جانے وہ کون سے روپ میں ہوگا؟؟؟

جو پیغام کے آخر میں لکھا تھا۔ یہ پانچ حرف کا کوڈ میجر عاص کیلئے کیا A2057 کوڈ نمبر تھا۔ اسکا اندازہ پوری دنیا میں صرف وہی لگا سکتا تھا

سے گزرتے میجر عاص نے یہ پیغام ٹائپ کیا تھا۔ چند A2057؟ PBB ویراز یو" مسافر اس خوب رو نوجوان کی جانب متوجہ ہو چکے تھے۔ جو اب تیزی سے بھاگ رہا تھا۔ اسکے قدموں سے دھپ دھپ کی آواز پیدا ہو رہی تھی۔ اسکے تمام ساتھی ٹیکسی وے پر مختلف روپ دھارے کھڑے تھے۔ کوئی مسافر تھا تو کوئی وہاں کا ورکر۔ اگر ایجنٹ ارجن کو فرار ہونا تھا تو سب سے پہلے ٹیکسی وے پر آنا تھا۔ جہاں اس کی سوچ کے برعکس جال بچھا تھا

وہ اب پارکنگ ایریا میں تھا۔ جہاں مختلف وردیوں میں پائلٹس، ورکرز، ٹیکسی ڈرائیورز انجینئرز اپنے اپنے کاموں میں مصروف تھے۔ ٹیکسی مسافروں کو لے جانے کیلئے تیار تھی۔ میجر عاص بھی اسی میں سوار ہو گیا۔

اس نے سیل فون چیک کیا۔ جس پر ایجنٹ ارجن نے اپنی کرنٹ لوکیشن سینڈ کی تھی۔ ساتھ میں سیٹ نمبر بھی تحریر تھا

جہاز میں ایسی کیا خرابی ہو گئی ہے کہ ایک گھنٹہ ہونے کو آیا ہے اور یہ پرواز کرنے کا نام ہی نہیں لے رہا۔ ایجنٹ ارجن کو پریشانی نے گھیر لیا تھا۔ آکاش کو رپلائی کر چکا تھا۔ اب وہ اسکی جانب سے کسی قسم کے سیکیورٹی انتظام یا نئے حکم کا انتظار کر رہا تھا۔ اسے کچھ گڑبڑ کا احساس ہو رہا تھا۔ ایجنٹ آکاش مختلف نمبرز سے رابطے رکھتا تھا۔ اسی لیے وہ شش و پنج میں گھرا تھا۔ پھر اس کے دماغ نے تیزی سے کام کیا۔ اس نے اپنے آگے والے مسافر کو دیکھا۔ اسکی آنکھیں چمک پڑیں

مطلوبہ طیارے پر سیڑھیاں پہلے سے لگی تھیں۔ میجر عاص سیدھا جا کے جہاز کی سیٹ نمبر 13 کے پاس کھڑا ہو گیا

جس پر ہلکے آسمانی رنگ کے لباس میں ملبوس ایک نوجوان نیم دراز انداز میں بیٹھا تھا۔ ایجنٹ ارجن تم دبئی نہیں جاسکتے۔ "وہ لوڈڈ ریوالور اسکی پیشانی پر ٹکائے بولا"

کوئی مسافر اپنی جگہ سے نہیں ہلے گا۔ "چار پانچ نوجوان بندوقیں تانے جانے کہاں سے "۔ برآمد ہوئے تھے کہ ہر مسافر دنگ رہ گیا۔ ان سب کے چہرے پریشان تھے

آنے والے پانچ نوجوانوں میں سے دو نے عام لباس کے اوپر نارنجی رنگ کی جیکٹس پہنی تھیں جو کہ پارکنگ ایریا کے عملے نے پہن رکھی ہوتی ہیں۔ باقی تین ویل ڈریسڈ تھے۔

مم۔۔ میں میں؟؟ جس مسافر کو میجر عاص ایجنٹ ارجن سمجھا تھا۔ وہ گھبراتے ہوئے کچھ کہنے کی کوشش میں ہلکان ہو رہا تھا۔ اسکی نیند بھک سے اڑ گئی تھی۔ وہ صحیح معنوں میں ہوش میں تھا۔ آچکا تھا۔ سامنے کھڑے کرخت تاثرات والے دلکش چہرے کو اس نے بے بسی سے دیکھا۔

ایجنٹ ارجن اگلی نشست پر اطمینان سے بیٹھا دل ہی دل میں اپنی قابلیت کو سراہ رہا تھا۔ جب اچانک اسے اپنی گردن کے پچھلے حصے پر چھن کا احساس ہوا۔ پھر اسکے کانوں نے وہ سنا جسکی اسے اُمید نہ تھی۔

کم آن ایجنٹ ارجن تم کیا سمجھے تھے سیٹ بدلنے سے انسان بدل جاتا ہے؟؟ "سرد آواز " بھاری لہجہ، ایجنٹ ارجن کا سانس اٹک گیا۔ اس پر کپکپی طاری ہو گئی۔ سامنے سے دو پولیس آفیسر آرہے تھے۔ چند منٹ بعد ہتھکڑیاں اسکی کلائیوں میں تھیں۔

Writers

"Game Changer!!!"

اسکی آنکھ کب لگی تھی اسے پتا بھی نہ چلا۔ کب وہ غنودگی میں گئی اور کب وہ سب گھر سے گئے؟

ٹائیگر! ٹائیگر!! وہ پورے گھر میں اسے آہستگی سے آوازیں دے رہی تھی۔ دبے دبے پیر کچن میں، واش رومز میں دیکھا۔ وہ اور انس دونوں غائب تھے۔ اس نے گہری سانس لیتے خود کو ریلکس کرنا چاہا۔ اس نے چاہا اسکا دماغ سمجھ جائے کہ وہ ان کیلئے ضروری یا اہم نہیں ہے۔ وہ بس یہاں اسے پھینک کر اپنے کاموں میں لگے ہیں۔ یہاں تک کہ اسے اپنے پاس رکھنا بھی ان کی مجبوری تھی۔ ورنہ انہوں نے کوئی مسافر خانہ نہیں کھول رکھا تھا۔ وہ کیوں میجر عاص سے اُمیدیں لگائے بیٹھی تھی؟ اور کب تک وہ اسکے طنز کے تیر سہے گی؟؟ وہ یہاں کیوں رُکی ہے؟؟؟ اگر میجر عاص کو اسکی کوئی پرواہ نہیں تھی۔ اسکے دل کی فکر نہیں تھی تو وہ کیوں اسکے مشن کی خاطر اپنے گھر والوں سے دور رہتی؟؟ وہ کیوں اپنے دل کو قابو کیے اپنے گھر والوں کو، اپنے بابا کو اور آپنی کو بھلائے بیٹھی تھی۔ اب وہ اسکی ایک نہیں سنے گی۔ چلی جائے گی۔ اس سے دور رہے گی تو شاید اسے بھول جائے گی۔ شاید پھر اسکے قرب کی تمنا فنا ہو جائے گی۔ شاید محبت کی اڑتی اڑتی چنگاری ساحل کی گہرائی میں اُتر جائے گی۔ شاید زرد موسم میں بہار کی اُمنگ آجائے۔۔ شاید اُس بے رحم صنم کو رحم آجائے

وہ صوفے پر ہارے ہوئے جواہری کی طرح بیٹھی تھی۔ اسکی آنکھیں سوچ سوچ کر سُرخ ہو چکی تھیں۔ لال لال ڈورے ان میں تیر رہے تھے۔ ہر انسان کا مزاج، اسکی شخصیت، اسکا رنگ و روپ، اسکی سوچ سب منفرد ہوتا ہے دوسرے سے۔ ایک لفظ ہوتا ہے جذباتی، مگر وہ اس لفظ جذباتی کی عملی تفسیر تھی۔ وہ اُن لوگوں میں سے تھی جو صبر کے "ص" سے

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

بھی واقف نہیں ہوتے۔ جن کے اندر خواہش انگڑائی لے لے تو اندر کی ایک ایک نس بل کھانے لگتی ہے۔ جلنے لگتی ہے۔ پھر یہ آتش ان کے سینے کی جانب بڑھتی ہے۔ دل کا رخ کرتی ہے اور جب کوئی چیز جل رہی ہو، دھواں اُٹھ رہا ہو تو اسکا حل صرف ایک ہی ہوتا ہے "آب" پانی۔ آتش کو آب ہی ٹھنڈا کر سکتا ہے۔ اسی طرح عشق کی آگ پر صنم کی توجہ ہی پھوار بن کر برس سکتی ہے۔ نیلیم ابرار کو بھی اسی پھوار، اسی برسات کی چاہ تھی اور اس چاہ میں وہ پریوں سے حُسن کی ملکہ، وہ اپسرا کتنی بے مول ہو گئی تھی۔ وہ جان نہیں سکی تھی اور اب تو جیسے لگتا تھا کہ یہ آگ اور تیزی سے بھڑک رہی ہے۔ جلے جا رہی ہے، جلے جا رہی ہے۔۔

تجھے ناز ہے تو حسین ہے

تیرے گلستان کی مثال کیا؟؟؟

مجھے فخر ہے، میں عشق ہوں

جلا نہ دوں تو کمال کیا؟؟؟

اس نے صوفے کی پشت سے ٹیک لگا رکھی تھی۔ جب دروازہ کھلنے کی آواز آئی۔ وہ تب بھی ایسے ہی بے حس بنی پڑی رہی۔ وہ جانتی تھی آنے والا کون ہے؟

نیلیم ابرار اب میجر عاص کی خوشبو پہچاننے لگی تھی۔ جسکے روپ بڑے بڑے جاسوس، یہاں تک کہ ایم آز جیسا شاطر بندہ نہیں پہچان سکا تھا۔ وہ پہچان گئی تھی۔ وہ سمجھتا تھا، وہ اسے اسکی آواز سے پہچان پائی تھی، مگر وہ کیسے جانتا کہ وہ تو اسے محبت کی عطا کردہ جس سے

پہچان گئی تھی۔ وہ اسے اسکی خوشبو سے اسکے انداز سے پہچانتی تھی۔ وہ کم عقل تھی۔ اسکی نظر میں بے وقوف اور جذباتی تھی۔ اب تو اس فہرست میں بے باکی بھی شامل ہوگئی تھی

مگر نیلیم ابرار کیلئے وہ کیا تھا؟ شاید وہ کبھی نہیں جان سکتا تھا، اگر وہ جان لیتا تو؟؟ یا اگر وہ کبھی جان گیا تب؟؟؟ اگر وہ محسوس کر گیا اسکی محبت کو، دیوانگی کو، عشق کو تب؟؟؟ تب کیا ہوگا؟؟؟

وہ اسے دیکھ رہا تھا۔ وہ جان گئی تھی۔ مگر چشم تر کھلنے کو تیار نہ تھی۔ پلکیں رکوع نہیں کرنا چاہتی تھیں۔ اس شخص کے سامنے تو کم از کم ابھی وہ نہیں اٹھنا چاہتی تھیں۔ اسکے کٹاؤ والے سرخی مائل ہونٹ ادھ کھلے تھے۔ میجر عاص نے اسکی ٹوٹی پھوٹی ذات کو سمیٹنا تو درکنار، ایک کے بعد دوسری نظر ڈالنا گوارا نہیں کیا تھا۔ اسکے پیچھے ہی ایجنٹ انس کے اندر آنے اور دروازہ بند کرنے کی آواز آئی تو وہ کمرے میں چلا گیا۔ انس بھی اسکے پیچھے ہی چل پڑا۔ اس نے نیلیم کو نہیں دیکھا تھا۔ میجر عاص نے تیزی سے الماری سے لیپ ٹاپ نکالا اور بیڈ کے کنارے کھتے اسے آن کرنے لگا۔ انس بھی اسکے برابر ہی بیٹھ گیا۔ ایجنٹ کاشی اور شعیب سے رابطہ ہوئے انہیں کافی وقت ہو گیا تھا۔ آج دونوں نے پیغامات اور آگے کا لائحہ عمل بھیجنا تھا۔ ابھی وہ بھیجے جانے والا پیغام کھول بھی نہ پایا تھا کہ نیلیم اندر داخل ہوئی۔ اسی کے لباس میں ملبوس بکھرے شہد رنگ بالوں میں، وہ دکھ و غم کی عکاسی کر رہی تھی۔ نماز والی چادر غائب تھی۔ مگر بکھرے بال اور ڈھیلا لباس اسکا پردہ رکھے ہوئے تھے

ہمیں گھر جانا ہے۔ ہر جذبات سے عاری آواز تھی اسکی۔ وہ میجر عاص کو دیکھ رہی تھی۔ جو لیپ ٹاپ پر نظریں جمائے ہوئے تھا۔ اس آواز پر میجر عاص نے سر اٹھایا۔ انس نے ایک

نظر اس پر ڈالنے کے بعد میجر عاص کے بھنچے لب دیکھے اور خاموشی سے باہر نکل گیا۔
میجر عاص نے کوئی بھی جواب دیے بغیر سیاہ رنگ ذہانت سے چمکتی آنکھیں دوبارہ لیپ
-ٹاپ کی اسکرین پر مرکوز کر دیں۔ نیلیم کو ایک لمحہ لگا تھا لہجہ بدلنے میں

آپ کو سنائی نہیں دے رہا۔ ہمیں گھر جانا ہے۔ "وہ اپنی پوری قوت لگا کر چیخی تھی۔ ساتھ "
ہی آگے بڑھ کر لیپ ٹاپ کی اسکرین بند کر دی۔ ٹھک، کی آواز پیدا ہوئی تھی۔ ٹائیگر نے
ناگواری سے اسے دیکھا۔ جو شعلہ جوالہ بنی کھڑی تھی

گھر جانا ہے کہ اُس درندے کے پاس جانا ہے؟؟" اس نے بھی ہر لحاظ بالائے طاق رکھے "
-پوچھا۔ قہر برساتی نظریں نیلیم ابرار کے سرخ ہوتے چہرے پر جمی تھیں

اگر وہاں جانا ہی ہوتا تو اتنے دن یہاں آپ جیسے پتھر کے ساتھ سر نہ پھوڑ رہے ہوتے۔
شدت جذبات سے اسکا گلا رندھ گیا تھا۔ وہ شکوہ کر رہی تھی۔ مگر مقابل پر کوئی اثر نہ ہوا۔
-نہ گلوگیر آواز کا نہ ہی گلابی عارضوں پر بہتے شفاف موتیوں کا

میں نے کہا تھا سر پھوڑنے کو؟؟ اس نے بھی گویا بھگو بھگو کر تیر مارنے کا قصد کر رکھا
-تھا

ہم آپ سے محبت کرتے ہیں۔ "وہ ٹوٹے ٹوٹے لہجے میں بولی۔ وہ اس کے سامنے پھر کاسہ "
-لے کر کھڑی ہو گئی

ہاتھ میں کاسہ، کلائی میں کڑا سجتا ہے

در بڑا ہو تو سوالی بھی کھڑا سجتا ہے

میں ترے کنج تعافل سے نکلتی کیسے؟؟؟

میرا سامان اسی کونے میں پڑا سجتا ہے

دل پہ سامانِ زمانہ کبھی رکھا ہی نہیں

اس گھڑونچی پر محبت کا گھڑا سجتا ہے

یہ الگ بات، وہ دیوار میں خود ہوں لیکن

عشق دیوار گرانے پر اڑا سجتا ہے

یہ صفِ دلزگاں ہے تجھے احساس رہے

توں یہاں صرف میرے ساتھ کھڑا سجتا ہے

جس چیز کا عہد وہ ابھی کچھ وقت پہلے خود سے کر کے ہٹی تھی کہ اس کے سامنے نہیں

روئے گی، نہ گرڈ کڑائے گی، چلی جائے گی۔ اسکی پرواہ نہیں کرے گی۔ وہ اب پھر اسکے

سامنے محبت کا کشتول لیے چند سکوں کی منتظر تھی۔ لوگ محبت میں، عشق میں بھی خودداری

نہیں بھولتے۔ انہیں جب محبت بھیک میں ملنے لگے تو ٹھکرا دیتے ہیں اور وہ۔۔۔ وہ تو خود

اسکے سامنے سوالی بن جاتی تھی۔ وہ بار بار دھتکارتا تھا اور وہ بار بار در کھٹکھٹاتی تھی اور وہ

۔ اسکی اسی حرکت سے عاجز آجاتا تھا

میں نے کہا تھا محبت کرنے کو؟" وہی طنزیہ لہجہ، مگر اس بار حقارت بھی صاف نمایاں تھی۔ اسکا بس نہیں چل رہا تھا کہ سامنے کھڑی لڑکی کو سنگسار کر کے رکھ دے۔ جسے اپنی عزت نفس کی رتی برابر پرواہ نہیں تھی۔ کم از کم ان حرکتوں سے، وہ میجر عاص کا دل نہیں جیت سکتی تھی۔ آخر وہ مان کیوں نہیں لیتی تھی کہ وہ اسے تسخیر نہیں کر سکتی

بالکل صحیح کہا آپ نے۔ آنسو ٹپ ٹپ گر رہے تھے۔ جیسے ہموار سطح پر بارش کی بوندیں گرتی ہیں۔ آ۔۔۔ وہ ہکلائی تھی۔۔۔ شاید الفاظ درد کا سینہ چیرنے میں دقت محسوس کرنے لگے تھے۔ آ۔۔۔ آپ نے تو نہیں کہا تھا۔ ہمیں محبت کرنے کو۔ ہم مانتے ہیں آپ نے نہیں کہا تھا۔ م۔۔۔ مگر آج ایک بات آپ کو بھی ماننی پڑے گی۔ اس نے اپنے نازک ہاتھ سے گلابی عارضوں پر بہتے سیال کو رگڑ کر صاف کیا۔ ہم نے محبت کو نہیں چنا تھا۔ محبت نے ہمیں چنا تھا اور ہماری بد قسمتی تو دیکھیے، ہم نے ابتدائے عشق کا آغاز بھی انتہائے عشق سے کر ڈالا۔ یار پر سب وار دینا عشق ہے۔ آپ ہمیں کاٹ ڈالیں، جلا ڈالیں، مار ڈالیں آپ کو حق ہے۔ ہم اُف نہیں کریں گے۔ "جس لمحے ان لبوں سے حرف شکایت ادا ہوا۔ اگلے حرف کی مہلت نہیں مانگے گی یہ زندگی!" درد سے چور لہجہ، سحر انگیز آواز، کوئی اس سے دامن چھڑا سکتا تھا تو وہ شاید اس پوری دنیا میں "میجر عاص عالم" ہی تھا

اتنی محبت کرتی ہو تو چند دن اور رُک جاؤ۔ ایس پی بلال کے مطابق دو دن میں، وہ یہ "رپورٹ دے دے گا کہ تم وہاں سے فرار ہونے کے بعد روڈ ایکسیڈنٹ میں ماری گئی ہو۔ پھر تم ہر خاطرے سے آزاد ہو جاؤ گی۔" وہ اطلاع دے رہا تھا اسے پروفیشنل لہجے میں

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

کیا اسکا دل ایک بار بھی نہ کانپا نیلیم ابرار کو مردہ کہتے ہوئے؟ اسکے دل میں سوئی چھوئی تھی۔ چھن کا احساس بہت زیادہ تھا۔ نمکین پانی کی دھاریں اور تیزی سے بہنے لگیں

ہم مر جائیں گے تو آپ کو کوئی فرق نہیں پڑے گا؟" میجر عاص دوبارہ لیپ ٹاپ کے ساتھ مصروف ہو گیا تھا جب نیلیم نے افسردہ آواز میں سوال کیا

فار گاڈ سیک لیو می الون (خدا کے واسطے مجھے تنہا چھوڑ دیں)۔ وہ دانت پیس کر بولا۔

ٹھیک ہے چلے جاتے ہیں۔ جب آپ ہمیں یاد کریں گے نائب ہم بھی واپس نہیں آئیں گے۔ "اس نے آنسو پونچھتے نروٹھے انداز میں جواب دیا۔ جیسے کوئی بچہ لڑائی ہونے پر بولتا ہے۔

-آپ کی نوازش ہوگی! وہ چڑ کر بولا تو نیلیم مزید ایک لمحہ بھی رُکے بغیر کمرے سے نکل گئی

سراپا عشق ہوں میں، اب بکھر جاؤں تو بہتر ہے

جدھر جاتے ہیں یہ بادل اُدھر جاؤں تو بہتر ہے

ٹھر جاؤں یہ دل کہتا ہے تیرے شہر میں کچھ دن

مگر حالات کہتے ہیں کہ گھر جاؤں تو بہتر ہے

دلوں میں فرق آئیں گے تعلق ٹوٹ جائیں گے

جو دیکھا جو سنا اُس سے منکر جاؤں تو بہتر ہے

یہاں ہے کون میرا جو مجھے سمجھے گا فراز

میں کوشش کر کے خود ہی سنور جاؤں تو بہتر ہے

بڑے سے ڈانگ روم میں آج بھی ہمیشہ کی طرح پُر تکلف ناشتے کے لوازمات میز پر سجے تھے۔ سورج پورے پرتپاک انداز میں آسمان کے سینے میں اکڑا بیٹھا تھا۔ اسکی شعائیں تندہی سے نکلتی سنہری رنگ زمین کو منور کر رہی تھیں۔ گیارہ بجے کے وقت بھی دوپہر کا سماں تھا۔ حبیب کی اصلیت کُھلنے کے بعد منہاج عز ضحاک کیلئے آنکھ لگانا ناممکنات میں سے تھا۔ وہ چینی کی پلیٹ میں رکھے آملیٹ کو کانٹے کی مدد سے بس کاٹ رہا تھا۔ سوچیں کہیں دور۔ نکل گئی تھیں۔ کھانا آج بھی وہ سادہ کھاتا تھا۔ ناشتے میں چیز آملیٹ اسکا پسندیدہ ترین تھا

اگر حبیب آئی ایس آئی کا بندہ تھا تو اسکا مطلب شاکر بھی آئی ایس آئی کا ہی ایجنٹ ہے۔ "مگر نہ ہی شاکر سے اسکا رابطہ تھا۔ نہ ہی حبیب کل سے ایم آاز پلازہ واپس آیا تھا۔

میورک ناشتے سے مکمل انصاف کرنے میں مصروف تھا۔ فروٹس اور جوس ان دو چیزوں کا وہ کثرت سے استعمال کرتا تھا۔ تبھی بڑھتی عمر کے باوجود وہ چست و توانا تھا

سر دو گارڈز آپ کیلئے ایک اطلاع لے کر آئے ہیں۔ بہت ضروری ہے۔ کہتے ہیں آپ سے بات کر کے ہی جائیں گے۔ اسکے خاص ملازم نے کھانے کی میز کے کنارے کھڑے ہوتے

کہا۔ سفید رنگ کی وردی میں ملبوس نوکر کو ایم آرنے ہاتھ کا اشارہ کیا تو وہ فوراً کھسک گیا۔ اسی طرح کا نوکر جو میورک کے پاس کھڑا تھا وہ بھی چلا گیا

کیا بات کرنی ہے انہیں؟ منہاج نے پہلا لقمہ منہ ڈالتے سنجیدگی سے پوچھا۔

سر کہہ رہے ہیں کہ کسی لڑکی کے متعلق اطلاع دینی ہے۔ "وہ تابعداری سے سر جھکائے" ہاتھ باندھے کھڑا تھا۔ منہاج کا چلتا منہ پل بھر کو رُک گیا تھا۔ پھر اس نے پانی کا گلاس چڑھاتے نوالہ چبائے بغیر ہی نگل لیا اور نیپکن سے ہاتھ صاف کرتا کرسی کھسکا کر کھڑا ہو گیا۔ اسکا رُخ اب ڈرائنگ روم کی جانب تھا۔ ایم آرنے کبھی کسی گارڈ سے تفصیلی بات نہیں کی تھی۔ اسے ان کے چہرے بھی کم ہی یاد رہتے تھے۔ گارڈز بدلتے رہتے تھے۔ مرتے رہتے تھے۔ کبھی اسکے ہاتھوں، کبھی مخالف پارٹی کے ہاتھوں۔

وہ ڈرائنگ روم میں داخل ہوا جہاں گارڈ کی وردی میں ملبوس دو افراد پریشان سے کھڑے تھے۔ ایم آرنے آگے بڑھا اور اپنی مخصوص نشست سنبھال لی۔ ہمیشہ کی طرح چوڑے ہو کر ٹانگ پر ٹانگ جماتے بیٹھا تھا

بولو، مختصراً بولتے اس نے اجازت دی۔ دونوں گارڈز نے ایک دوسرے کو دیکھا اور پھر ایک کچھ جھجھکتے ہوئے سر کو مزید جھکاتے ہوئے بولا

سر جو لڑکی غلطی سے ہماری کار میں سوار ہو گئی تھی وہ۔ "اسکے بعد وہ اٹک گیا یا دانستہ" رُک گیا تھا۔

وہ کیا؟؟؟ "منہاج مضطرب سا دھاڑا"

- سر اُس لڑکی کو ہم نے ایگل کے ساتھ دیکھا ہے۔ "دوسرا گارڈ جلدی سے بولا"

کیا بکواس کر رہے ہو؟؟ زخمی شیر کی سی دھاڑ تھی اسکی۔ وہ اپنی نشست چھوڑ کر کھڑا ہو چکا تھا۔ ایگل اسکی ناک کے نیچے اسکی محبت کو بھگا لے گیا تھا اور اسے پتا ہی نا چلا تھا۔ وہ بے وقوف بن گیا۔ منہاج عز ضحاک کو بے وقوف بنادیا اُس نے۔ اسکے پورے جسم میں شرارے دوڑ گئے تھے۔ اسکے تن بدن میں آگ لگ گئی۔ اس وقت اگر ایگل اسکے سامنے ہوتا تو وہ ایک منٹ کی بھی تاخیر کے بناء اسکے سینے سے دل نکال لیتا

سسر ہم سچ کہہ رہے ہیں۔ بہت پیچھا کیا اُن کا۔ مگر وہ بایک پر تھے اور ہم گاڑی میں، تبھی ٹریفک میں پھنس گئے اور وہ لوگ نکل گئے۔ گارڈ نے شرمندہ ہوتے کہا

منہاج نے زیر لب دو تین گالیوں سے اسے نوازنے کے بعد صوفے کے پاس پڑی شیشے کی میز سے صراحی اٹھا کر اسے دے ماری۔ خون کا لاوا اُبل کر اسکے ماتھے سے بہنے لگا۔ اسکا پورا منہ اس لال رنگ کے مادے سے سج گیا تھا۔ اسکے ساتھ کھڑا گارڈ کپکپانے لگا۔ ایم آز کی دہشت اتنی تھی کہ وہ بڑھ کر اپنے ساتھی کا خون بھی نہ صاف کر سکا۔ اسکا ساتھی لہرا کر زمین بوس ہوا تھا اور منہاج اسے ایک ٹھوکر رسید کرتا ڈرائنگ روم سے نکل گیا۔ وہ تیزی سے چلتا اپنے کوٹ کا بٹن لگاتا، لفٹ کی جانب بڑھ رہا تھا۔ جب پیچھے سے اسکا خاص ملازم بھاگتا ہوا آیا

سر یہ مین گیٹ کے پاس پڑا ملا ہے۔ اس پر آپ کا نام لکھا ہے۔ "اس نے خاکی رنگ کا " لفافہ اسکے سامنے کرتے کہا۔ ایم آز نے سرخ ہوتی نگاہوں سے اسکو گھورا اور جھپٹنے کے

انداز میں لفافہ تھام لیا۔ اسنے محسوس کیا لفافے میں کوئی تصویر یا فائل ہے۔ اس نے لفافہ چاک کرنے کے بجائے اس کاغذی لفافے کو آگے سے پھاڑ دیا۔ اندر اُلٹی تصویر پڑی تھی جسکی بیک پر

"M AZ loser!!! "

تحریر تھا۔ ان چند الفاظ نے اسکی حالت بگاڑ کر رکھ دی۔ غصے کی شدت سے اسکے دماغ کی رگ پھڑپھڑانے لگی تھی اور رہی کسر تصویر کے پلٹنے اور اس میں موجود ہستیوں کے چہروں نے نکال دی تھی۔ اس نے دانتوں پر دانت اس انداز میں جما رکھے تھے کہ جبروں میں -موجود باریک باریک نیلی نسیں اُبھر پڑی تھیں

انس ناشتے کی ٹرے اُٹھائے کمرے میں داخل ہوا۔ نیلیم شاید گھنٹہ پہلے ہی غسل لے کر نکلی تھی۔ اس نے اپنا وہی عید والا لباس زیب تن کر رکھا تھا۔ ہلکے نم بال شانوں کے اطراف میں بکھرے تھے۔ وہ ٹانگیں دراز کیے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے بیٹھی تھی۔ اسکے بال اتنے دراز تھے کہ وہ اسکی کمر سے لٹکتے بیڈ پر بھی بکھرے پڑے تھے۔ نیٹ کا دوپٹہ دونوں -شانوں پر ترتیب دے رکھا تھا

نیلیم ناشتہ کر لیں۔ اس نے ٹرے میز پر رکھتے اسے مخاطب کیا۔ مگر جواب ندارد۔

نیلیم کا حرکت از دیاء تبسم

نیلیم!!! انس نے پھر پکارا۔ میجر عاص نے اسے بھیجا تھا۔ نہیں کھانا ہمیں لے جائیں اسے۔ وہ سیدھی ہوتی گلا پھاڑ کر چلائی۔ انگلی سے ٹیبل پر پڑی ٹرے کی جانب اشارہ کیا۔ انس حیران۔ سا اسکی بدتمیزی برداشت کرنے لگا

سنائی نہیں دے رہا آپ کو۔ وہ پھر اپنی پوری قوت لگا کر چیخی تو انس کو اسکا دماغی توازن۔ بگڑا محسوس ہوا

کیا ہوا؟ میجر عاص جلدی سے کمرے میں داخل ہوا۔ جہاں بیڈ پر بیٹھی لڑکی غیض و غضب کی تصویر بنی ہوئی تھی۔ جبکہ کچھ فاصلے پر پڑی میز کے پاس کھڑا انس حیران سا تھا

نیلیم ابرار مرگئی ہے اور کچھ نہیں ہوا۔ "وہ سابقہ انداز میں ہی چلائی تھی۔ انس غصہ ضبط "

کرتا باہر نکل گیا

پاگل " وہ زیر لب بڑبڑایا تھا۔ میجر عاص نے رحم بھری نظروں سے روتی ہوئی لڑکی کو " دیکھا

۔ وہ ٹرے لے کر اسکے پاس بیڈ پر رکھتے کافی فاصلے پر بیٹھ گیا

نیلیم!!! اس نے اتنی نرمی سے اسکا نام لیا کہ نیلیم ابرار کو آج سے پہلے کبھی اپنا نام اتنا۔ پیارا نہ لگا ہوگا

نیلیم آپ نے اتنی مدد کی ہے میری۔ تھوڑا سا صبر اور کرلیں۔ "وہ کتنا میٹھا بول رہا تھا۔ نیلیم " کو اپنے کانوں پر یقین نہیں آیا۔ اسے لگا وہ خواب دیکھ رہی ہے۔ یہ آواز میجر عاص کی نہیں!!! ہو سکتی۔ اس نے اپنے مقابل بیٹھے میجر عاص کو دیکھا اور دل نے صنم کو دیکھا

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

ہمیں گھر جانا ہے میجر عاص پلینز ہمیں جانے دیں۔" اس نے اپنے سفید نازک ہاتھ اسکے سامنے جوڑ دیے۔ جسکے ناخن ابھی تک لمبے تھے۔ اسکا فریادی لہجہ اور برستی آنکھیں وہ بے بسی کی اداس تصویر تھی

نیلیم آپ میری ایک بات نہیں مان سکتیں؟" وہ کتنے مان سے پوچھ رہا تھا۔ اس کے ٹپ ٹپ بہتے آنسو پل بھر کو تھم گئے۔ نیلیم ابرار اس سے برف کی ہوگئی تھی

آئی ایم سوری میں بہت روڈ ہو جاتا ہوں۔ ایکچوئلی پرابلم بہت بڑی تھی۔ ساری فرسٹریشن آپ پر نکال دی۔ ریٹیلی سوری فار دیٹ پلینز رونا بند کریں اور اچھے بچوں کی طرح ناشتہ کریں ہری ایپ۔" وہ اسے صفائی پیش کر رہا تھا۔ اپنے رویے کی معافی مانگ رہا تھا۔ نیلیم بے ہوش ہو جانے کے قریب تھی

اب میں اپنے ہاتھوں سے نہیں کھلا سکتا۔" اسکو بے حس و حرکت سُن بیٹھے دیکھ کر میجر "عاص ہلکے سے مسکراتے بولا۔ کیا تھا یہ شخص؟ کتنے روپ؟؟ کتنے انداز تھے اسکے؟؟؟ وہ چکرا کر رہ گئی تھی۔

Writers

چلیں کھائیں۔ عاص نے ٹرے مزید اسکے قریب کھسکا دی۔ نیلیم نے ایک نظر ٹرے میں موجود بریڈ کے پیسز، چائے اور آملیٹ کو دیکھا اور دوسری نظر میجر عاص پر ڈالی۔ اس نے ابرو کے اشارے سے کھانے کو کہا تو نیلیم اسکے اس انداز پر نا چاہتے ہوئے بھی مسکرا دی

نیلیم کا حرکت از دیاء تبسم

ویسے تو ہمیں چیز آملیٹ پسند ہے۔ مگر پیاز والا بھی کھالتے ہیں۔ اس نے بریڈ پر آملیٹ رکھتے کہا۔

سوری مجھے چیز آملیٹ بنانا نہیں آتا۔ وہی ہلکی سی مسکراہٹ۔

اوہ! تو یہ ناشتہ آپ نے بنایا ہے؟ اس نے حیرت سے پوچھا۔ نوالہ ابھی تک ہاتھ میں تھا۔ میجر عاص نے سر ہلایا۔ ایک تو وہ ویسے ہی دل کے تار چھیڑتا رہتا تھا۔ ابھی تو گویا ساز بجانے کا پورا قصد کر رکھا تھا اس نے۔

آپ کو کونگ کس نے سکھائی؟؟ وہ اب مزے سے کھاتے اس کو باتوں میں مصروف کرنے لگی۔ وہ بھی فرصت سے بیٹھا تھا شاید۔

زندگی نے۔ "نیلیم نے اسکے چہرے کی جانب دیکھا۔ اس کا سر جھکا تھا۔ بیڈ شیٹ کے ڈیزائن پر اُنکی پھیر رہا تھا وہ۔

-زندگی کب کچھ سکھاتی ہے؟؟" وہ اسکی بات کا مزاق اُڑاتے بولی

زندگی سے بڑا کوئی استاد نہیں، یہ کیا کیا نہیں سکھاتی انسان کو؟" اسکی بات پر رغبت سے "کھاتی نیلیم نے سر اٹھایا اور نا سمجھی سے اسے دیکھنے لگی

چھوڑو تم نہیں سمجھو گی۔ "وہ کھڑا ہو گیا" پھر چلا گیا۔ نیلیم نے کندھے اُچکاتے میجر عاص کے "ہاتھوں کی بنی چائے کی چسکیاں لینی شروع کر دیں

اسکے ہاتھ میں موجود تصویر میں نیلیم اُسی عید کے لباس میں ملبوس تھی اور ایگل اسکو دیکھ رہا تھا۔ دونوں کے چہرے تقریباً بالشت بھر کے فاصلے پر ہوں گے۔ پکچر بہت زوم کر کے لی گئی تھی۔

تم نے اچھا نہیں کیا ایگل۔ "اس نے دانت پیستے خود کلامی کے انداز میں کہا۔"

تم بچ نہیں سکو گے۔ اب دیکھو میں تمہارے ساتھ کرتا کیا ہوں۔ "اس نے تصویر کو دو " ٹکڑے کر دیا جس سے نیلیم اور ایگل کے چہرے الگ الگ ہو گئے تھے۔ اس نے لفٹ میں قدم رکھا اسکا خاص ملازم بھی ساتھ ہولیا

۔ اس نے سیل فون نکالتے اس پر تیزی سے مسیج ٹائپ کیا

میورک ایگل کو فارم ہاؤس پر بلاؤ اٹس ارجنٹ۔ "پیغام پہنچ چکا تھا۔ اس نے سیل فون کوٹ کی پاکٹ میں رکھا اور دونوں ہاتھ پینٹ کی پاکٹس میں ڈال کر کھڑا ہو گیا۔ دونوں پیروں میں دو بالشت کا فاصلہ تھا اور چہرہ بالکل سیدھا گردن اکڑ سے تنی پڑی تھی

۔ میں تمہیں بتاؤں گا کہ لوزر کون ہے؟" اسکے لب پہلے تھے"

پتا نہیں ایسا کون سا کام پڑ گیا ہے۔ جو میورک نے اتنی ایمر جنسی میں بلایا ہے۔ اس نے رکشے سے اترتے سوچا۔ وہ اپنے مخصوص حلیے میں موجود وہ فارم ہاؤس کی جانب بڑھنے لگا۔ عجیب و غریب اندازے لگاتے، وہ فارم ہاؤس کے اندر داخل ہو چکا تھا۔ لان میں خاموشی ہی خاموشی تھی۔ تمام گارڈز دروازے کے آگے چکر کاٹ رہے تھے۔ نا ہی کوئی اسلحے کا ٹرک وہاں کھڑا تھا اور نہ ہی کوئی منشیات کا۔ وسیع رقبے پر پھیلی ہری بھری گھاس کے سوا کچھ نظر نہ آرہا تھا۔ دور سے پارکنگ میں کھڑی پراڈو اور جیپ نظر آئی تھی فقط۔ اسے کسی گڑبڑ کا احساس ہونے لگا۔ پشٹل اور چاقو اسکے پاس موجود تھے۔ مگر وہ ان کا استعمال نہیں کر سکتا تھا

"ہے ایگل مائی ڈیر اینی"

(ایگل میرے پیارے دشمن)

یہ آواز تو ایگل اچھے سے پہچانتا تھا۔ وہ جو مین گیٹ کی طرف منہ کر کے کھڑا تھا فوراً پلٹا۔

ایم آز فارم ہاؤس کے دروازے سے کچھ آگے ماربل کی ٹائلز پر کھڑا تھا۔ دونوں ہاتھوں کو پینٹ کی پاکٹس میں ڈالے اور دونوں ٹانگیں چوڑی کرے چہرہ اوپر اٹھائے کھڑا تھا۔ ایگل نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔ ساٹھ سیکنڈز مزید گزرے تھے۔ جب پورا لان گارڈز سے بھر گیا۔ رائفلز تانے وہ سب بہت بڑے گول دائرے میں اسے گھیر چکے تھے۔ منہاج نے

دائیں ہاتھ کی تین انگلیاں بائیں ہاتھ کی ہتھیلی پر ماریں۔ ایک آواز پیدا ہوئی تھی۔ جب سامنے
-کھڑے گارڈ نے ریوالور اسکی جانب اُچھالا۔ جسے اس نے سرعت سے کیچ کیا تھا

کیا سمجھا تھا تم نے تم اُس لڑکی کو غائب کروا کر مجھ سے بچ جاؤ گے؟؟ وہ دھیرے
دھیرے قدم اُٹھاتا آگے بڑھ رہا تھا۔ اس دائرے میں داخل ہو رہا تھا۔ جس نے ایگل کو گھیر
رکھا تھا۔

کون سی لڑکی؟" وہ بغیر کسی لڑکھڑاہٹ اور خوف کے بولا۔"

میرے ساتھ گیم کھیل رہے ہو؟ منہاج نے ایک زوردار تیج اسکے دائیں گال پر دے مارا۔
ایگل لڑکھڑا کر چند قدم دور ہوا تھا۔ مگر گرا نہیں تھا۔ گارڈز اور پھیل کر کھڑے ہو گئے۔
ایگل کا ہونٹ پھٹ چکا تھا۔ اس نے ہاتھ کی پشت سے خون صاف کرتے ایم آز کو دیکھا۔
ساتھ ہی اسکے پہلو میں کھڑے گارڈ کو۔ جو آگے بڑھنے لگا تھا۔ مگر عاص نے آنکھ کے ہی
-اشارے سے اسے روک دیا

اُس لڑکی سے کیا رشتہ ہے تمہارا؟ ایم آز نے اسے کالر سے پکڑ کر اپنے برابر کھڑے
-کرتے کہا، ایگل خاموش رہا

کیا لگتی ہے وہ تمہاری؟؟ اس نے ایگل کے پیٹ میں گھٹنہ موڑ کر دے مارا۔ وہ دوہرا
ہو گیا۔ پیٹ پر ہاتھ رکھے اس نے ایم آز کو دیکھا۔

مجھے بتاؤ وہ لڑکی کہاں ہے؟" اسے خاموش پا کر وہ دھاڑا۔ ساتھ ہی اسے کالر سے پکڑ کر "
جھنجھوڑ ڈالا۔

میں نہیں جانتا اُس لڑکی کو۔" وہ منہ سے بہتے خون کو کہنی سے رگڑتے بولا۔

جھوٹ مت بولو۔ ایم آرنے اسے زمین پر دھکا دے کر پیٹ پر بوٹ مارا۔ ایک نہیں دو نہیں بار بار۔ مگر وہ خاموش تھا۔ چہرے پر درد کے تاثرات تھے۔ مگر منہ سے ایک آہ نہیں نکالی تھی۔

میں تمہاری جان نکال لوں گا بتادو لڑکی کہاں ہے؟" اس نے زمین پر اکڑوں بیٹھتے ایگل۔ کو گردن سے دبوچ لیا۔

بتاؤ، وہ اسکی گردن کو پوری قوت سے دبوچ کر بولا۔ ایگل نے اسکا ہاتھ اپنی گردن سے ہٹانے کی کوشش کی مگر ناکام رہا۔ اسکی گرفت میں وحشیانہ پن آچکا تھا۔

مجھے وہ لڑکی چاہیے ہے ایگل۔" اس نے ریوالور اسکے سینے پر مارا۔ پھر اسکی میگزین والی۔ سائڈ اسکی گردن کے ابھار میں تین چار بار ماری۔

مم مجھے نہیں پتا اُس ل۔۔ لڑکی کا۔" وہ سانس لینے میں دشواری محسوس کر رہا تھا۔ سینے پر " بہت زخم آئے تھے پہلے ہی ہرب سے نبرد آزمائی میں۔ وہ بری طرح زخمی ہوا تھا اور پروپر ٹریمنٹ نہ لینے کی وجہ سے زخم تازہ تھے۔

تمہیں نہیں پتا تو کسے پتا ہوگا؟؟؟ منہاج نے ریوالور اسکی کنپٹی پر مارا۔ پھر بار بار مارنے لگا۔ اس نے ایگل کے منہ پر تیج مارنے شروع کر دیے، کبھی ریوالور مارتا۔

بتاؤ لڑکی کہاں ہے؟ اسکا ایک ہی سوال رہا۔ وہ مار کھاتا رہا۔ مگر نیلیم کے بارے میں ایک لفظ نہیں بتایا۔ ایسا نہیں تھا کہ وہ کمزور تھا یا وہ منہاج کے وار کا جواب نہیں دے سکتا تھا۔ وہ

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

چاہتا تو اسکے ایک ایک وار کا زبردست جواب دیتا۔ مگر وہ ٹھہر گیا تھا اور یہ پہلی بار نہیں ہوا تھا۔ ایسے کتنے ہی مواقع آئے تھے۔ جب وہ اپنے ملک کیلئے اس میں بسنے والے باسیوں کیلئے چپ چاپ زخم کھاتا تھا اور آہ بھی نہ کرتا تھا۔ یہ کہانی صرف میجر عاص کی ہی نہیں بلکہ ہر اُس نوجوان کی تھی۔ جو ایک وردی پہننے کے بعد اس ملک کا محافظ ہو جاتا ہے۔ پھر اسکا اپنا کچھ نہیں رہتا سب دھرتی پر قربان ہو جاتا ہے۔

Socialmedia

تم نے میرا کام کیا اور میں نے تم کو پیسہ دیا۔ اب سے نہ تو مجھے جانتا ہے۔ نہ میں تجھے "سمجھا۔" چاکلیٹ براؤن کلر کے شلوار سوٹ میں ہلکی ہلکی شیو کے ساتھ گندمی رنگت کا مالک وہ شخص کرخت لہجے میں بولا۔ سامنے کھڑا گارڈ مؤدب بنا سر ہلانے لگا۔ اسکے سر پر پٹی بندھی تھی۔ اس نے پیسے تھام لیے۔

Writers

تصاویر کیلئے اپنے ساتھی کا شکریہ ادا کرنا اور یہ انعام بھی اُس کے حوالے کر دینا۔ "اس" نے ایک اور خاکی رنگ کا لفافہ اسکے حوالے کرتے کہا

شکریہ صاحب " وہ مشکور نظر آرہا تھا۔ "

چلو اب اپنے راستے ہو جاؤ۔ اس نے بے نیازی سے حکم دیا تو گارڈ سر ہلاتا شکریہ ادا کرتا مڑ گیا۔ یہاں تک کہ وہ اس گلی کے کنارے سے مین روڈ کی جانب نکل گیا۔ گارڈ کے جانے

کے بعد اس نے ایک نمبر ملایا اور سیل فون کو کان سے لگاتے کال اٹینڈ ہونے کا انتظار کرنے لگا۔

ہاں دے دیے پیسے۔ کام اچھا کیا دونوں نے ایم آز کو شک بھی نہیں گزرا۔

ہاں پکچر بھی بنوائی تھی میں نے۔ کم آن تمہیں کیا لگتا تھا وہ بخش دے گا ایگل کو؟

ہاہا ایسی درگت بنائی ہے نا ایم آز نے ایگل کی کہ تم دیکھ لیتے تو دل میں ٹھنڈک اُتر جاتی۔

دوسری جانب سے بھی بلند و بانگ فہقہہ لگایا گیا تھا

رات ہونے کو آئی تھی انس اور میجر عاص دونوں ہی غائب تھے۔ میجر عاص نے تو جلدی آنا تھا۔ مگر نجانے کیا ہو گیا تھا کہ وہ اب تک واپس نہیں آیا تھا۔ اسکا دل بہت گھبرا رہا تھا۔ یہاں آکر سب سے زیادہ تو وہ اپنی ڈائٹ کا خیال نہیں رکھ رہی تھی۔ وہ پوچھتے کھانے کا تو کھا لیتی۔ نخرے کر کر کے، نہیں تو رہنے دیتی۔ ابھی بھی صبح کا ناشتہ کیا تھا بس۔ پورا دن -یونہی کمرے سے لاؤنج، لاؤنج سے کمرے میں گزر جاتا

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

گھڑی کی سوئیاں اب رات کے بارہ بجنے کا اعلان کر رہی تھیں۔ وہ عشاء پڑھ چکی تھی۔ بھوک پہلے بہت شدت سے محسوس ہو رہی تھی۔ مگر اب ٹینشن کے مارے جیسے کوئی احساس ہی باقی نہ رہا تھا۔ وہ انگلیاں مروڑتی اب لاؤنج میں یہاں سے وہاں چکر لگاتی بے چین سی تھی۔ جب دروازے پر کسی کے ہونے کا احساس ہوا۔ وہ دوازے کے تھوڑا قریب جا کر کھڑی ہو گئی۔ دروازہ کھلا اور ٹائیگر!!! اس کے منہ سے فلک شکاف چیخ برآمد ہوئی ل تھی۔ اس کے بعد میجر عاص اور انس نے اسے زمین بوس ہوتے دیکھا تھا

اس کے سر پر بینڈج ہوئی تھی اور گردن پر بہت سی خراشیں آئیں تھیں۔ جن سے خون کے قطرے چمکتے نظر آرہے تھے۔ کندھے پر پہلے ہی گولی کا زخم تازہ تھا۔ وہاں بھی اب بینڈج کی ہوئی تھی۔ اس کے نچلے ہونٹ کا کنارہ بھی پھٹا ہوا تھا۔ میجر عاص نے انس کی طرف دیکھا۔ تو وہ جلدی سے دروازہ بند کرتا کچن کی طرف بڑھ گیا

واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں پانی کا گلاس تھا۔ جس سے چند چھینٹے اس نے نیلیم کے چہرے پر مارے تو وہ کچھ ہوش میں لوٹی۔ اس نے پہلے تو نا سمجھی سے انس کو دیکھا۔ پھر سیدھی ہو بیٹھی۔ میجر عاص ریک میں شوز رکھ رہا تھا۔ اتنی تکلیف میں بھی گویا اسے بے ترتیبی کا خوف تھا۔

ٹائیگر تم روم میں جاؤ۔ میں دودھ لاتا ہوں۔ پین کلر لے کر ریٹ کرو۔ انس وہیں سے واپس کچن میں جاتے بولا۔ اس کی آواز میں ہی اپنے سینئر دوست کیلئے پریشانی اور فکر مندی جھلک رہی تھی۔ میجر عاص اب کمرے کی جانب بڑھ رہا تھا۔ نیلیم کپڑے جھاڑتی کھڑی ہو گئی۔

اسکے بعد وہ انس کے پاس کچن میں چلی گئی۔ اسکا نازک دل میجر عاص کو اس حالت میں نہیں دیکھ سکتا تھا۔

ٹائیگر کو کیا ہوا ہے؟ اسکی آواز بہت دھیمی تھی۔ کچن کی دہلیز پر کھڑے اس نے پوچھا تھا۔
چوہے پر پین رکھتے انس نے ایک لمحے کو اسے دیکھا۔ اسکی سرد نظروں سے نیلیم کو عجیب سی کاٹ محسوس ہوئی۔

انس آپ، وہ مصلحتاً آگے بڑھی۔

پلیز بخش دیں آپ، میجر عاص کی زندگی۔ پہلے ہی کم مصیبتیں نہیں ہیں میرے دوست کی زندگی میں۔ جو آپ بھی چلی آئی ہیں۔ پہلی بار انس کا لہجہ کڑواہٹ سے پُر ہوا تھا۔ نیلیم کے لب کپکپا کر رہ گئے۔ وہ میجر عاص کی اس حالت کا ذمہ دار اسے ٹھہرا رہا تھا

ہہ۔۔۔ ہم نے کیا کیا ہے؟ نا چاہتے ہوئے بھی اسکے تیار بیٹھے آنسو موقع پاتے ہی بہنے لگے۔
کیبنٹ سے کپ نکالتے انس نے اسے کاٹ دار نظروں سے دیکھا۔

برامت مانے گا۔ مگر آپ کا سب سے بڑا تصور آپ کا خوبصورت، سوری حسین ہونا ہے۔"
پھر حد سے زیادہ بے وقوف ہونا۔ نا عید کے دن آپ بن سنور کر دھڑلے سے اکیلیے مرد کو دیکھ کر گھر میں داخل ہوتیں۔ نہ آپ اس مصیبت میں پھنستی۔ پھر دوسری بے وقوفی آپ نے
زمرد کے پتھروں کی چاہ میں کی اور منہاج کو بھی اپنا دیوانہ بنادیا۔ اب آپ میجر عاص کے
سامنے پل پل اپنی محبت کا اظہار کرنے کھڑی ہو جاتی ہیں۔ آپ کیا چاہ رہی ہیں؟ جن دو
مردوں کے درمیان پہلے ہی دشمنی کی آگ لگی ہوئی ہے۔ اُن کے بیچ اپنے وجود کو لا کھڑا

نیلیم کا حرکت از دیاء تبسم

کیا ہے آپ نے۔ جل جل کر راکھ ہو جائیں گے۔ ہاتھ کچھ نہیں آئے گا۔ صرف اذیت ملے گی۔ دونوں جانب سے۔ بولتے بولتے اسکا چہرہ سُرخ ہو چکا تھا۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ یہ سب کہنا نہیں چاہتا تھا۔ مگر مجبوراً کہہ رہا ہے۔ آپ ہر چیز کا الزام ہمیں کیوں دے رہے ہیں؟؟ وہ آنسو پونچھتے بولی۔

تو کس کو دوں الزام؟ انس نے مگ کاؤنٹر پر مارا۔

آج میجر عاص نے اُس کمینے سے صرف آپ کیلئے مار کھائی ہے نا نکالتے آپ کو اُس " درندے کے جنگل سے۔ تب پتا چلتا کہ آپ نے وہ ہار اُٹھا کر کتنی بڑی بے وقوفی کی ہے۔ بھلا کوئی ایسے بھی کرتا ہے۔ کسی کی چیز پسند آئی تو اپنی سمجھ کر رکھ لی۔ "اسکی بات پر نیلیم کی گردن جھک گئی تھی۔ وہ اور سوسوس کر تی رونے لگی۔ پتا نہیں وہ اتنی معصوم بنتی تھی۔ یا حقیقتاً تھی۔ انس اندازہ نہ کر سکا۔

آئی ایم سوری، وہ روتے ہوئے بولی۔

انس اسے اب ہچکیوں سے روتا دیکھ کر پریشان ہو گیا تھا۔ فریج سے پانی کی بوتل نکال کر۔ گلاس اُٹھایا اور اس میں پانی ڈالتے اسکی جانب بڑھایا۔

اب آپ روئیں تو نہیں۔ اس نے گلاس تھماتے کہا۔ نیلیم نے گلاس تھام کر لبوں سے لگالیا۔

انس دودھ مگ میں ڈال کر اب ایک ٹرے میں گلاس رکھنے لگا۔

پوری رات اسکی آنکھوں میں کٹی تھی۔ وہ بے چین رہا تھا۔ ایگل کو اس نے صرف اس شرط پر چھوڑا تھا کہ وہ اُس لڑکی کا پتا جلد بتا دے۔ اگر وہ ایسا نہیں کرے گا تو جان سے جائے گا۔ اس نے ایگل کو صرف اسی لیے چھوڑا تھا کہ اُس لڑکی کا پتا صرف اُسکو تھا۔ اگر وہ جذبات میں آکر اسے مار دیتا تو وہ کبھی بھی اُس لڑکی تک نہیں پہنچ سکتا تھا

صبح کے نو بج رہے تھے۔ جب ایس پی بلال کی کال آئی۔ منہاج نے تیزی سے کال اٹینڈ کی تھی۔ وہ اپنے روم میں کھڑکیوں کے پردے برابر کیے نیچے لان کے نظارے کر رہا تھا۔ شبِ خوابی کا لباس ابھی تک اسکے بدن کی زینت بنا ہوا تھا

ہاں بولو ایس پی کیا خبر ہے؟؟ اس نے بے تابی سے پوچھا۔

سر وہ، ایس پی بلال کی گھبرائی آواز کسی اچھی خبر کی پیش گوئی نہیں تھی۔

کیا ہوا ہے ایس پی؟ سچ سچ بتاؤ مجھے۔ وہ دانت پیس کر غصہ دبانے کی ناممکن کوشش کرتا ہوا بولا۔ سر پلیز میری بات تحمل سے سنیے گا۔ ایس پی بلال نے تمہید باندھنی شروع کی۔

تم بکواس کرو کیا ہوا ہے؟" وہ نہایت بدتمیزی سے مخاطب تھا۔

سر وہ ایک ہسپتال سے معلومات ملی ہے۔ جیسی تصویر آپ نے دی تھی۔ ایسی لڑکی تین دن پہلے روڈ ایکسیڈنٹ کے کیس میں ان کے پاس آئی تھی۔" پھر وہ خاموش ہو گیا۔

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

پھر؟؟ منہاج کی بے قراری دیکھنے سے تعلق رکھتی تھی۔

"پتا چلا ہے کہ وہ لڑکی اب۔۔"

کوئی غلط بکواس مت کرنا ایس پی۔ ایم آزدھاڑا۔

سر وہ شاید اب اس دنیا میں نہیں ہے۔ "ایس پی بلال آرام آرام سے ایک ایک لفظ ادا " کر رہا تھا اور دوسری جانب منہاج کے دل پر گویا آریاں چل پڑی تھیں۔ دل ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا تھا۔ پھر سے جینے کا احساس ایک دم مردہ ہو گیا تھا۔ وہ ساکت کھڑا تھا۔ اسکی پتھرائی آنکھیں نیچے خالی لان پر جمی تھیں۔ جسکی ہری بھری گھاس اب اسے لال اناری دکھ رہی تھی۔

وہی ہے میجر عاص کی اس تکلیف کی ذمہ دار، وہ آج جس بھی پریشانی میں ہے۔ وہ سب " اسکی مرہونِ منت ہے۔ " یہ الفاظ بار بار اسکے دماغ کے دروازے پر دستک دینے چلے آتے۔ وہ پوری رات انس کی باتوں کے زیرِ اثر جاگتی رہی تھی۔ اس میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ -میجر عاص سے اسکی طبیعت معلوم کر لیتی

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

ابھی وہ سو کر بلکہ وہ سوئی تو تھی ہی نہیں، اُٹھ کر بیٹھ چکی تھی۔ وہ لان کے صوفے پر دراز تھی۔ جبکہ ٹائیگر اور انس روم میں سوئے تھے۔ میجر عاص روم سے باہر آیا۔ اسے تو گویا زخموں کی کوئی پرواہ نہیں تھی۔ نہا کر نکلا تھا وہ۔ اسکے گیلے بال پیشانی پر پڑے تھے اور بینڈیج اب غائب تھی۔ اسکے ماتھے پر بڑی ضربیں آئیں تھی۔ لمبا چوڑا ورزشی جسم، وہ ان زخموں سے بھی جیسے بے نیاز گھوم رہا تھا۔ شرٹ کے اوپر کے چند بٹن کھلے تھے۔ گردن پر پڑی خراشیں صاف واضح تھیں۔ ہونٹ کا کنارہ اب قدرے بہتر تھا۔ چہرے پر پانی کے قطرے اب بھی چمک رہے تھے۔ وہ نیلیم کو ایک نظر دیکھ کر کچن کی جانب بڑھ گیا۔ نیلیم بھی اسکے پیچھے چلی آئی۔ ڈائننگ ٹیبل کے پاس کھڑی ہو گئی۔ میجر عاص نے کوئی خاص نوٹس نہیں لیا اور چپ چاپ لاؤنج میں اُسی صوفے پر جا کر بیٹھ گیا۔ جس پر سے وہ اُٹھ کر آئی تھی۔

میجر عاص! آپ کو ہمیں وہاں سے لانا ہی نہیں چاہیے تھا۔ "وہ جو گھونٹ گھونٹ پانی پی رہا تھا اسکی سنجیدہ آواز پر سر اٹھا کر اسے دیکھنے لگا۔ وہ کچھ فاصلے پر کھڑی بول رہی تھی۔ اسی وقت انس بھی آگیا اور پہلی بار ان دونوں کی گفتگو سننے کے لیے وہیں لاؤنج میں موجود سنگل صوفے پر بیٹھ گیا۔

-اب اس بات کا مطلب؟" وہ اطمینان سے پوچھنے لگا۔ گلاس کو پھر لبوں سے لگا لیا۔

آپ ہمیں واپس اُس کے پاس چھوڑ آئیں۔ ہماری وجہ سے آپ لوگوں کو کوئی تکلیف " -اُٹھانے کی ضرورت نہیں ہے۔ "وہ ہاتھ باندھے، منہ موڑے اکڑ سے بولی

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

آپ اپنے چھوٹے سے دماغ کا استعمال کم از کم اتنے نازک موقع پر تو نا ہی کریں تو بہتر " ہے۔ "وہ پانی ختم کر چکا تھا۔ نیلیم کے آنسو پھر تیار ہونے لگے۔ وہ اسے اتنا کم عقل کیوں سمجھتا تھا۔

ہم نے سوچ لیا ہے ہم چلے جائیں گے اُس کے پاس۔ "وہ آنسو صاف کرتے مستحکم لہجے " میں بولی۔

تمہارا تو دماغ خراب ہو گیا ہے۔ ایک ہی رٹ لگا رکھی ہے۔ "ٹائیگر نے شیشے کا گلاس پوری " قوت سے فرش پر دے مارا۔ اسکی آواز نے گویا ہال کے درودیوار ہلا دیے تھے۔

ہاں ہو گیا ہے ہمارا دماغ خراب۔ نہیں دیکھ سکتے ہم آپ کو اتنی تکلیف میں۔ "وہ بھی جواباً " چلائی۔ "تو کون کہہ رہا ہے دیکھو؟" وہ غصے سے اسکی جانب بڑھا۔

مجبور ہیں ہم۔ "وہ پھر رو دی۔ "لیکن میجر عاص مجبور نہیں ہے نا ہی اتنی سی تکلیف سے " میجر عاص مر جائے گا۔ تم نے ابھی دیکھا ہی کیا ہے؟" وہ اسکے آنسوؤں سے ذرا متاثر نہ ہوا۔

آپ ہماری فکر کیوں کر رہے ہیں۔ ہمارے جینے مرنے سے جب آپکو کوئی فرق نہیں پڑتا تو " جانے دیں ہمیں۔

ایسے ہی جانے دوں۔ منہاج گولیاں بھی چلا دے تو بھی میں تمہیں اُس کے حوالے نہیں " کروں گا۔ "وہ دھاڑا۔

آپ کو ہمارے لیے مرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ "وہ زہر خندی سے بولی۔ "

مر جاؤں گا تمہارے لیے، کیا کر لوگی؟ بولو،"

-انس سر پکڑے بیٹھا دونوں کو ایک دوسرے کیلئے لڑتے دیکھ رہا تھا

ایک لڑکی تھی جو محبت میں بھی لڑتی تھی۔

اور ایک لڑکا تھا جو نفرت میں بھی مرتا تھا۔

ہمارے لیے مریں گے؟" نیلیم نے اپنی جانب شہادت کی اُنکی کرتے بے یقینی سے پوچھا۔ " میجر عاص نے انس کو دیکھا۔ جو سر تھامے بیٹھا تھا اور عاجزی سے ان دونوں کو ہی دیکھ رہا تھا اور پھر نیلیم کو

-میرا وہ مطلب نہیں تھا۔" اس نے سر جھٹکا۔ دھیمی آواز تھی اسکی

پھر کیا مطلب تھا آپ کا؟؟؟" وہ آنکھیں سُکیر کر پوچھنے لگی۔

دماغ خراب مت کرو میرا۔" اچانک وہ زور سے دھاڑتے بلاوجہ غصہ ہونے لگا۔ پھر ٹھک "

-کی آواز سے دروازہ بند کرتے کمرہ نشین ہو گیا

-انس نے نیلیم کی جانب دیکھا تو وہ مسکرا رہی تھی

آپ اچھا نہیں کر رہیں۔" وہ دبے دبے لہجے میں جانے اسے کیا کہنا چاہتا تھا۔ نیلیم نے اسکی

-بات پر کان دھرنا ضروری نہیں سمجھا۔ وہ تو خود کو ہواؤں میں اڑتا محسوس کر رہی تھی

دوپہر تین بجے کا وقت تھا۔ وہ صبح سے بغیر ناشتے کے تقریباً پچھلے چار گھنٹوں سے پنچنگ بیگ پر اپنے اندر کی بھڑاس اور آگ نکالتا پاگل ہوئے جا رہا تھا

-وہ شاید اب اس دنیا میں نہیں ہے۔" اس کے کان میں صور پھونکا گیا تھا، وہ چلانے لگا

شٹ اپ! جسٹ شٹ اپ!! وہ دونوں کانوں پر ہاتھ رکھے چلایا کہ شاید یہ آواز دب جائے۔ شاید یہ جملہ پھر اس کے کان میں نہ گونجے

جب اس نے نیلیم کو دیکھا تھا تو وہ بہت حسین دیکھی تھی۔ مگر وہ اس کے حُسن پر فدا نہیں ہوا تھا۔ اس نے بہت حسین چہرے دیکھے تھے۔ مخالف پارٹی کے لوگ عورتوں کا استعمال کرتے رہتے تھے۔ جب جشن ہوتا رقص و مہ کشی کی محفلیں سمجھتیں۔ تب بھی وہ دامن بچائے رکھتا۔ اس کی زندگی میں صرف ایک ہی لڑکی آئی تھی۔ جس نے اس کا سب کچھ تباہ و برباد کر دیا تھا۔ اُس کے بعد سے نہ کوئی چاہ رہی تھی۔ ناکسی نے چاہا تھا۔ زندگی تو تب ہی ختم ہو گئی تھی۔ جب اُس نے اپنی اصلیت دکھائی تھی

ابھی تو وہ جینے کا سوچ رہا تھا۔ ابھی تو اس کے دل نے دھڑکنا شروع کیا تھا۔ ابھی تو اس کی سانسیں لوٹنے لگیں تھیں۔

ابھی تو شہزادی نے اس برف کے مجسمے کو آنچ پر رکھنا تھا۔ پھر کیا ہوا؟ اس مجسمے کو پھر چھوڑ دیا گیا۔ کوئی تو اسے جذبوں کی آنچ پر پگھلاتا۔ کوئی تو اس کی روح میں چبھی سوئیاں نکالتا۔ کیا کوئی اس کے لیے نہیں؟؟ کیوں نہیں؟؟؟

جب وہ یہ سوال کرتا تو مردہ ضمیر سے کوئی آواز نہ آتی۔ اگر آواز آجاتی تو شاید اسے اپنا ہیبت ناک اور بد صورت چہرہ نظر آنے لگتا۔ شاید وہ اگلی سانس نہ لے پاتا۔ پھر وہ برف کا - مجسمہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا۔ مگر ساری بات تو ضمیر کی تھی۔ جو برسوں سے مردہ پڑا تھا

ایم آرز شاکر آیا ہے تم سے ملنا چاہتا ہے۔ وہ جو دونوں ہاتھوں میں اپنے براؤن بال بھینچے بیٹھا تھا۔ اس آواز پر شاید حال میں لوٹ آیا تھا۔ اسکی آنکھیں سُرخ ہو چکی تھیں۔ اسکا چہرہ تر تھا۔ وہ کب رویا اسے معلوم نہ ہو سکا۔ پہلے اسے لگتا تھا کہ وہ اسے تلاش کر لے گا۔ ڈھونڈ نکالے گا۔ زمین آسمان ایک کردے گا۔ بھلا کوئی کام ہے جو منہاج نہ کر سکے۔ مگر اب، اب بے بسی ہی بے بسی تھی۔ کتنا پاگل تھا وہ؟ جب اللہ نہ چاہے تو کوئی کیا کر سکتا ہے؟؟

کچھ بھی تو نہیں۔ آتا ہوں، کتنی دیر بعد اسکی مری مری آواز آئی تھی۔ شیشے کے سلائیڈنگ - ڈور کے پار کھڑا میورک کندھے اُچکاتا مڑ گیا

وہ پندرہ منٹ بعد فریش ہو کر اپنے مخصوص صاف ستھرے حلیے میں نیچے آیا تھا۔ اسکی مخصوص پرفیوم کی خوشبو ایم آرز پلازہ کے ہر اُس گوشے میں محفوظ ہو جاتی تھی۔ جہاں سے اسکا گزر ہوتا۔ اسکی قدموں کی دھمک سے ایم آرز پلازہ گونجتا تھا۔ اسکی آواز اس پلازہ کے - درودیوار میں سمائی ہوئی تھی

ڈرائنگ روم میں داخل ہوتے، وہ وہی منہاج عزضاک تھا۔ جس کے سینے میں دل نہیں تھا۔ جس سے رحم کی توقع کرنا نہایت حماقت تھی۔ جسکی دہشت سے اسکی ساتھی بھی کپکپاتے تھے، کانپتے تھے۔ شاکر مکمل اعتماد کے ساتھ صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھا

تھا۔ اسنے میز پر ایک بیگ رکھا تھا۔ اسکے دائیں اور بائیں طرف دو گارڈز تھے۔ ہاتھوں میں بندوقیں تھامے الرٹ کھڑے تھے۔ منہاج اپنی مخصوص مغرور چال چلتا آگے بڑھنے لگا۔ وہ ہر کام کی شروعات تحمل سے کرتا تھا۔ پہلے مقابل کو سُن کرتا۔ پھر وار کرتا۔ ایم آز نے آتے ساتھ اپنی نشست سنبھال لی۔ چوڑے ہو کر بیٹھا، یہ شخص اندر سے کتنی ٹوٹ پھوٹ کا شکار تھا۔ کوئی نفس نہیں جانتا تھا۔ وہ اپنا اندر مخفی رکھے ہوئے تھا۔ وہ انڈر ورلڈ کی دنیا میں وہی تھا۔ جو نظر آتا تھا۔ یہ کھیل عجب تھے۔ ہر کوئی اپنے چہرے پر نیا چہرہ لگائے گھوم رہا تھا۔ انڈر ورلڈ کے لوگوں میں جانے کتنے سیاست دان شامل تھے، تو کتنے دہشت گرد، اسمگلر اور پھر ان سیاست دانوں کی جاسوسیاں کرتے۔ انہیں ملکوں کے خفیہ اداروں کے کارکن بھی اس دلدل میں کود جاتے۔ پھر راستہ مزید آگے جاتا اور اس طرح ملک در ملک، وطن در وطن، سڑک در سڑک یہ سلسلہ چلتا جا رہا تھا۔ کسی کو نہیں معلوم تھا کہ مقابل کون ہے دوست یا دشمن؟

- ہر کسی کو بس اپنے کام سے مطلب تھا

شاکر نے نظر اٹھا کر سامنے بیٹھے ایم آز کو دیکھا اور ایک ٹانگ نیچے اتارتے، دونوں کمنیاں گھٹنوں سے اوپر ٹکاتے آگے کو جھک کر بیٹھ گیا

حبیب کہاں ہے؟ ہرب کون تھا اور میں یہاں کیوں آیا ہوں؟ یہ سارے سوال تمہارے دماغ میں گردش کر رہے ہوں گے۔ بس انہیں کو حل کرنے آج یہ ناچیز حاضر ہوا ہے۔ وہ بلا کے اعتماد سے اسکی طرف دیکھتے بولا۔ ایم آز کو یاد نہیں پڑتا تھا کہ کبھی شاکر سے

تم تینوں ایک ہی ہو۔ اب یہ بتاؤ کہ ہو کون؟ ایم آز نے بھی بغیر گھمائے پھیرائے پتے کی بات کی۔

میں، ہرب اور حبیب تینوں سعودیہ میں اسمگلنگ کا کاروبار کرتے ہیں اور امن پسند تنظیموں کے کارکن ہیں۔ "اس نے اطمینان سے کہتے پشت صوفے سے لکادی

کس قسم کی اسمگلنگ؟" ایم آز نے غلافی آنکھیں سُکیرتے پوچھا۔ بیٹھا اب بھی وہ ایسے " تھا۔ جیسے سامنے موجود شخص سے اسے کوئی خطرہ نہ ہو۔

"سونے کی، ڈرگز اور گرلز کی اسمگلنگ۔"

حبیب اور ہرب کہاں ہیں؟ ایم آز اصل مدعے کی جانب آیا۔

زیرِ زمین دفن ہیں۔ "شاکر نے اسکی توقع کے برخلاف جواب دیا تھا"

وہاٹ؟؟؟ ایم آز نے بے یقینی کا اظہار کیا۔

لیس ہرب اور حبیب کو آئی ایس آئی نے مارا ہے اور اُسکا گھیرا اب تمہاری طرف آچکا " ہے۔ بلکہ یوں کہا جائے کہ دن بہ دن تمہارے گرد تنگ ہوتا جا رہا ہے۔ "اسکی آواز میں پختگی تھی۔

اچھی تقریر کرتے ہو مگر میں ذرا خوفزدہ نہیں ہوا۔ "ایم آز کے عنابی ہونٹوں پر تمسخرانہ " مسکراہٹ اُبھری۔

میں تمہیں خوفزدہ کرنا بھی نہیں چاہتا صرف الرٹ کر رہا ہوں۔ اس نے اپنے لہجے پر قابو پاتے کہا۔

حبیب، ہرب اور شاکر تینوں میرے ہی گینگ کا حصہ بن کر مجھے ہی دھوکہ دے رہے ہو؟ بات ختم کرتے ہی اس نے شاکر کے دائیں جانب بالکل ایک انچ کے فاصلے پر فائر کیا۔ منہاج نے کب پستل نکالی اسے پتا ہی نا چلا تھا۔ وہ اُچھل کر کھڑا ہوا۔ اسکے اس طرح دیکھنے پر ایم آز کا قہقہہ بے ساختہ تھا

-ڈر گئے حالانکہ حساس ادارے کے کارکن ہو اتنی بزدلی۔ "اس نے مزاق اُڑایا"

منہاج کے فائر کرنے پر اسکے گارڈز بھی آگے آگئے اور ان کے آتے ہی باہر دروازے پر موجود ایم آز کے گارڈز بھی اندر آگئے۔ دونوں طرف سے رائفلز تان لی گئیں تھیں۔ مگر ایم آز کے اشارے پر اسکے گارڈ پیچھے ہو گئے

یہ --- یہ دیکھو، حقیقت تمہیں خود معلوم ہو جائے گی۔ شاکر نے جلدی سے بیگ کھول کر اس میں سے ایک فائل برآمد کرتے کہا۔ منہاج اپنی نشست چھوڑ کر اُٹھ کھڑا ہوا۔ عادتاً -کوٹ کو دونوں ہاتھوں سے پیچھے کیا اور اسکے ہاتھ سے فائلز تھام لیں

یہ حبیب کے فنکر پرنٹس ہیں۔ جو ان فائلز سے بالکل میچ نہیں کرتے۔ جو تمہیں اُسکے دراز سے ملیں۔ اُس پر موجود فنکر پرنٹس مختلف ہیں۔ جن فائلز کو حبیب نے ہاتھ ہی نہیں لگایا۔

تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ وہ فائلز اس سے تعلق رکھتی ہیں؟ اس نے غور سے دونوں فائلز کو دیکھتے ایم آز کے سنجیدہ چہرے کی جانب دیکھتے کہا

تمہیں ان فائلز کا کیسے پتا چلا؟ منہاج نے شدید غصے کے زیر اثر فائل اسکے منہ پر دے ماریں۔

ایگل کے پیچھے لگائے مخبروں کی مدد سے پتا چلا کہ ایگل کیا پلان کرتا پھر رہا ہے۔ وہ مجھے، حبیب اور ہرب کو تمہاری نظروں میں دغا باز بنا کر ڈیک کی جگہ لینا چاہتا ہے۔ مجھے پہلے شک تھا۔ مگر اب یقین ہے کہ ایگل آئی ایس آئی کا بندہ ہے۔ "شا کر نے جذباتی ہوتے تیز تیز لہجے میں کہتے بات مکمل کی۔ منہاج الجھن بھری نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا۔

تم خود سوچو جب ایگل اُس لڑکی کو جانتا ہی نہیں تو اُسکو کیوں نکالا ایم آز پلازہ سے؟ ایگل جب منشیات کی اسمگلنگ کرتا ہے۔ پیچھے سے پولیس کی ریڈ پڑ جاتی ہے، جب خود کش حملہ آوروں کی حقیقت اور انکی تربیت کے اسکولوں کا ایگل کو پتا چلا۔ پولیس آرمی نے پھر وہاں آپریشن کر ڈالا۔ یہ سب ایک ہی اشارہ دے رہے ہیں۔ جب ہرب نے اُس لڑکی کو ایگل کی پناہ میں دیکھا تو ایگل نے اُسے بھی مار ڈالا۔ پھر حبیب کو بھی۔ "ایم آز کو الجھتے دیکھ وہ آرام آرام سے ایک ایک پتہ پھینکنے لگا۔ منہاج کی اب وہ حالت تھی کہ اڑ کر ایگل کے پاس پہنچ جائے اور قبر سے حبیب کو نکال کر سچ اُگلوا لے۔

تمہیں نہیں لگتا کہ اُس روز پولیس کی تمہارے کارخانے پر حاضری بھی اسی سلسلے کی کڑی تھی۔ تمہیں ایگل کو زندہ نہیں چھوڑنا چاہیے تھا۔ "وہ کڑیوں سے کڑیاں ملا رہا تھا۔ منہاج کا

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

دماغ جھنجھنا اُٹھا تھا۔ وہ ایک لڑکی کو حواسوں پر اتنا سوار کر چکا تھا کہ اسکے آس پاس موت
-منڈلا رہی تھی اور اسے خبر ہی نہ تھی

انس دوپہر کا کھانا باہر سے لایا تھا۔ میز پر کھانا سجاتے اس نے سامنے صوفے پر ٹانگیں اوپر
کیے بیٹھی نیلیم کو دیکھا۔ جو ٹی وی پر شاید کوئی ڈرامہ دیکھ رہی تھی۔ بالکل اندر گھس چکی
-تھی۔ آس پاس کے ماحول سے بیگانہ

آکر کھانا کھالیں۔ انس نے چیچ پلیٹ میں سجاتے اسے متوجہ کیا۔ لاؤنج کافی بڑا تھا اور کچن
-کے پاس چار کرسیوں والا ڈائننگ ٹیبل تھا وہ اُٹھ کر یہیں چلی آئی
-ٹائیگر کو بھی بلا لائیں؟؟ اس نے کمرے کی جانب اشارہ کرتے پوچھا
آپ کی مہربانی میں خود ہی بلا لاتا ہوں اُسے۔ وہ بے زاری سے کہتا سالن کا ڈونگا رکھ کر پلٹنے
-لگا تھا۔ جب نیلیم نے پکارا
-جی، اس نے بادل نخواستہ کہا

آپ تو جاتے ہوں گے نا اپنے پرانے گھر۔ آپ، بابا سب کیسے ہیں؟ انس نے اسکی آنکھوں
-میں اپنوں کی جدائی کی نمی محسوس کی تھی

- ہمیں وہاں سے نکال دیا گیا ہے۔ ہمارا کام ختم ہو چکا تھا۔ اس نے گہرا سانس لیتے کہا
ٹائیگر نے آہل بھائی کے ساتھ کیا کیا ہے؟ اس نے جھجھکتے ہوئے پوچھا۔

اے ایس پی آہل کو کسی نے اغواء کر لیا ہے۔ وہ ابھی تک واپس نہیں آیا اور اسکے پیچھے
ٹائیگر کا کوئی ہاتھ نہیں۔ مگر آپ کیوں کہہ رہی ہیں کہ ٹائیگر نے کیا کیا؟ انس اُلجھا۔ انہوں
نے ہمیں دھمکاتے ہوئے کہا تھا کہ وہ ہمارے ساتھ بھی وہی کریں گے۔ جو آہل کے ساتھ
کیا۔ اس نے اُنکلیاں مروڑتے کہا۔ ڈونٹ وری پرانی بات ہے۔ آپ کو خوفزدہ کرنے کیلئے کہا
ہوگا۔ انس نے اسے مطمئن کیا اور کمرے کی راہ لے لی۔ نیلیم کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گئی۔ کچھ
دیر بعد انس آیا اور کھانے کی ٹرے تیار کرنے لگا۔ کھانے میں مصروف نیلیم نے سر اٹھا کر
اسے دیکھا۔

میجر نہیں آرہے؟ اسکے سوال پر انس نے نفی میں سر ہلایا۔ ہمیں دیں ہم لے کر جاتے
ہیں۔ وہ کرسی چھوڑ کر کھڑی ہو گئی۔ نہیں اسکی ضرورت نہیں ہے۔ انس ٹرے میں پانی کا
-گلاس رکھتے بولا

او ایم جی آپ یہ کھانا دیں گے ٹائیگر کو؟ اتنے مصالحوں والے؟ نیلیم نے ٹرے کی جانب
دیکھتے کہا۔ ٹائیگر میٹھا نہیں کھاتا۔ پرہیزی کھانے میں دلیہ، سویاں یا پھر بریڈ دودھ کے ساتھ
-یہی ہوتا ہے اور وہ ایسا کچھ نہیں کھاتا۔ اس نے ٹرے اٹھاتے کہا

ادھر دیں ہمیں، دیں نا؟ اس نے ٹرے زبردستی انس کے ہاتھ سے تھام لی۔ پھر کچن کاؤنٹر
-پر لے جا کر رکھ دی اور فریج سے دودھ نکالنے لگی

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

کیا کر رہی ہیں آپ؟ انس کچن کے وسط میں کھڑا پوچھ رہا تھا۔

آپ کھانا کھائیں۔ ٹائیگر کو کھانا ہم خود دیں آئیں گے۔ اس نے دودھ کی پتیلی چولہے پر چڑھاتے کہا تو انس شدید بھوک کی وجہ سے چپ چاپ جا کر کھانے کے ساتھ انصاف کرنے لگا۔

چلو لیتے ہیں تمہارا بھی ایک امتحان۔ ایم آز نے شاکر کی جانب دیکھا۔ جو اسکے اطمینان کو دیکھ کر چونکا تھا۔ مگر سنبھلتے ہوئے بولا۔

ہر امتحان منظور ہے۔ میری بات غلط نکلے تو تمہاری بندوق میرا سینہ۔ اسنے باآواز بلند کہا۔ اوکے لیٹس سی۔ منہاج نے فائلز میز پر اچھالیں۔

چلو، اس نے شاکر سے کہا اور خود آگے چل پڑا۔ کوٹ کا بٹن لگاتے، وہ ہارڈ ووڈ کے فرش پر دھم دھم کرتے قدم رکھ رہا تھا۔ شاکر بھی اسکے پیچھے ہی قدم اٹھاتا نکل گیا۔

لفٹ میں داخل ہوتے بھی ایم آز خاموش رہا۔ یہاں تک کہ ایم آز پلازہ کے ٹاپ فلورز میں سے ایک پر لفٹ جارکی۔ لمبی راہداری سے گزرتے ایم آز کے پیچھے اسکے ہی دو گارڈز

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

چل رہے تھے۔ جبکہ شاکر کے گارڈز نیچے ہی رہ گئے تھے۔ کوریڈور کے اختتام پر جو پہلا کمرہ آیا ایم آرنے اس پر موجود فنکر پرنٹ لاک اپنے انگوٹھے سے کھولا

آؤ، شاکر کو تذبذب کا شکار دیکھ کر اس نے مڑتے کہا۔ شاکر کمرے کا جائزہ لیتا اندر آچکا تھا۔ ڈارک لیمن اور لائٹ پیرٹ کلر کے خوبصورت کمہینیشن کا استعمال کرتے کمرے کو ڈیکوریٹ کر رکھا تھا

- بیٹھو، ایم آرنے حکم پر وہ نا سمجھی سے اسے دیکھنے لگا

کم آن شاکر ابھی تو اسٹارٹ ہے۔ وہ ہنسا۔ کیا جتنی ہنسی تھی اسکی۔ شاکر خاموشی سے کمرے میں موجود صوفے پر بیٹھ گیا

گڈ، ایم آرنے پوسٹ نکالی اور دروازہ بند کرنے چل پڑا گارڈز دروازے کے باہر ہی کھڑے تھے۔ شاکر نے اسے دروازہ بند کرتے دیکھ اپنے دائیں پیر کو بائیں ٹانگ پر رگڑتے وہاں موجود ہتھیار کا یقین چاہا تھا اور جب یقین ہو گیا تو وہ مطمئن سا بیٹھ گیا۔ مگر ایم آرنے کی زیرک نظریں اسکا اطمینان بھانپ گئیں تھیں

سیل فون، پوسٹ، نائف؟ سب نکال کر یہاں رکھ دو۔ منہاج نے ریوالور لوڈ کرتے کہا۔ شاکر نے دانت پیسے اور دل ہی دل میں اسے چند گالیوں سے نوازا

ہری اپ، اس نے پوسٹ کا رخ اسکی جانب کرتے دھاڑنے کے انداز میں کہا تو اس نے سب کچھ نکال کر رکھ دیا۔ منہاج نے اپنا سیل فون نکالا اور کوئی نمبر تلاش کرنے لگا۔ جب کہ نظریں سامنے بیٹھے شاکر پر مرکوز کر رکھی تھیں

لعل شہباز قلندر پر بہت رش ہے۔ یار اتنے لوگ جمع ہو گئے ہیں اور تمہیں پتا ہے نا کہ " لوگوں کے اس رش اور ہجوم سے مجھے کتنی اکتاہٹ ہوتی ہے۔ " دوسری جانب پتا نہیں کون تھا۔ منہاج نے یہ الفاظ اُسے کہے تھے

ہاہا ہا بہت سمجھدار ہو۔ میرے چیتے، پھر اُمید رکھوں؟ تم میرا فیورٹ میوزک بجانے والے ہو؟؟ اس نے ایک بے ہنگم قہقہہ لگانے کے بعد کہا۔ "دھماکہ ایسا ہو کہ سو سے کم کی تو بات ہی نہ ہو۔" اس نے ایک اور ہدایت دی

ہاہا ہاں آج ہی رات تک۔ اس نے مزید کوئی بات کیے بغیر کال کاٹ دی۔ پھر حیران نظر آتے شاکر کے پاس گیا اور صوفے کی سیٹ پر بالکل اسکے قریب اپنا دایاں پیر رکھ دیا۔ گٹھنے پر کہنی رکھے ہاتھ میں تھامے ریوالور کا ٹریگر انگلی میں گھماتے، اس نے شاکر کو سرد نگاہوں سے دیکھا۔

اگر تو تم ہوئے آئی ایس آئی تو آج میں دیکھوں گا تمہاری بے بسی۔ تمہاری باتوں میں کتنی حقیقت ہے اور کتنا فسانہ؟ یہ پانچ چھ گھنٹے بعد پتا لگ ہی جائے گا۔ وہ اسے اپنے ارادوں سے آگاہ کر رہا تھا۔۔ ل شاکر کے لب مسکرا دیے

مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا تم پورے پاکستان کو آگ لگاؤ یا صرف ایک دربار کو۔ "اسکے اس " قدر بشاش لہجے پر ایم آز سیدھا کھڑا ہو گیا۔ پھر کچھ بھی کہے بنا پلٹا اور دروازہ کھولا۔ ایک گارڈ اندر آیا اور شاکر کی پسٹل اور دوسری اشیاء اٹھانے لگا۔ پھر باہر نکل گیا۔ اسکے بعد ایم آز

بھی چلا گیا۔ دروازہ بند ہو چکا تھا۔ شاکر نے گہرا سانس لیتے خود کو پرسکون کیا اور صوفے کی پشت سے ٹیک لگاتے اسکے ہینڈل پر انگلیاں بجانے لگا

کسی اور کے آنگن میں شعلہ پھینک آیا ہے

ناداں سمجھ رہا ہے کہ میرا چمن جلے گا

(از خود)

اس نے شیشے کے خوبصورت سے باؤل میں سویاں نکالیں۔ بھاپ کے اثر سے اسکی بائیں ہاتھ کی جلی انگلیوں کی جلن میں مزید اضافہ ہو گیا تھا۔ سویاں اُبال کر اس میں سے پانی نکالتے اسکی انگلیاں گرم پانی سے جل گئیں تھیں۔ آنسو گالوں پر سہنے لگے تھے۔ پہلی بار اس نے ایسا کوئی کام کیا تھا۔ ورنہ چائے کے سوا کبھی اس نے کچھ نہیں بنایا تھا۔ ٹرے اٹھا کر وہ باہر آئی۔ انس غائب تھا۔ شاید کسی کام سے گیا تھا۔ ویسے بھی دونوں گھر پر کم ہی ٹکتے تھے۔ ان کا کام ہی ایسا تھا۔ وہ کمرے میں داخل ہوئی۔ دروازہ بند تھا۔ اس نے ناک کرنے کی

زحمت نہیں کی تھی۔ اس کا اندازہ تھا کہ وہ لیٹا ہوگا۔ آرام کر رہا ہوگا۔ مگر چین اسکی ہڈی کو کہاں تھا؟

آپ ریٹ کیوں نہیں کرتے؟ نیلیم نے فائل کی اسٹدی میں غرق ٹائیگر کو دیکھ کر جھنجھلاتے ہوئے کہا۔ اسکے بائیں جانب بھی دو فائلز اور لیپ ٹاپ پڑا تھا۔ پاس ہی ایک ڈیوائس تھی۔ جس سے نیلیم ناواقف تھی۔ میجر عاص نے کوئی جواب نہیں دیا۔ فقط منہ کے زوایے بگاڑنے پر ہی اکتفا کیا تھا

۔ اسے ہٹائیں ہمیں ٹرے رکھنی ہے۔ نیلیم اب تک ٹرے پکڑے کھڑی تھی آپ کو کس نے کہا تھا یہ سب کرنے کو؟ وہ ناگواری سے کہتا، فائلز ہٹا کر ٹرے رکھنے کی جگہ بنانے لگا۔

۔ یہ کیا ہے؟ کس نے بنایا؟؟ میں یہ نہیں کھاؤں گا؟؟ اسکے تیور بگڑ چکے تھے یہ سویاں ہیں۔ میں نے بنائی ہیں اور یہ آپ کو کھانی پڑیں گی۔ نیلیم نے بھی اسی کے انداز میں جواب دیا اور بیڈ کے کنارے پر ٹک گئی

۔ لے جائیں اسے۔ وہ لیپ ٹاپ اٹھا کر گود میں رکھنے لگا

میجر عاص پلیز کھالیں۔ آپ صبح سے بھوکے ہیں اور میڈیسن بھی لینی ہے۔ مصالحو والا کھانا " زخمی حالت میں نہیں کھاتے۔ " وہ تیز تیز بول رہی تھی۔ ہلکا ہلکا غصہ بھی اسکے لہجے میں نمایاں تھا۔ مگر میجر عاص اب فائل بھی تھام چکا تھا۔ مطلب اپنے کام میں پھر سے غرق ہو گیا۔

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

چھوڑیں اسے، نیلیم نے لیپ ٹاپ جھپٹنے کو ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ میجر عاص نے سختی سے اسکا -بایاں ہاتھ تھام لیا۔ غصے سے اسکی جانب دیکھنے لگا

آہ! نیلیم کے منہ سے سسکی نکلی۔ وہ اپنے ہاتھ کو دیکھنے لگی جو میجر عاص کے مضبوط ہاتھ میں سختی سے جکڑا ہوا تھا۔ اسکی جلی انگلیاں بری طرح مڑ چکی تھیں۔ میجر عاص نے بھی اسکی سرخ ہوتی نازک مخروطی انگلیاں دیکھیں۔

یہ کیا ہوا ہے؟ اسکی گرفت یکدم نرم پڑی تھی۔ انگلیوں کی لال لال پوروں پر میجر عاص نے ہلکے سے اپنی دائیں انگلی پھیرتے پوچھا۔ نیلیم جو یک ٹک اسے دیکھ رہی تھی۔ اسکے لمس پر کرنٹ کھا کر اپنا ہاتھ اسکی گرفت سے نکال لیا

جل گیا تھا۔ اسکی بڑبڑاہٹ بہت دھیمی تھی۔

کیسے جلا؟ میجر عاص کی نظریں اسکی جھکی پلکوں پر تھیں۔ وہ بیڈ کے پاس کھڑی تھی۔ جب کہ وہ سابقہ پوزیشن میں بیٹھا تھا۔

آج کل آپ ہماری بڑی فکر کرنے لگے ہیں۔" وہ واپس اپنی جون میں آچکی تھی۔ اٹھلا کر " بولی۔

خوش فہمی ہے تمہاری۔" وہ بھی کڑوے لہجے میں کہتا پہلے والا ہی میجر عاص بن چکا تھا۔

آپ مان کیوں نہیں لیتے کہ آپ کو بھی ہم سے محبت ہے۔" وہ اپنے ازلی تیکھے لہجے میں " بول رہی تھی۔ عجیب تھی وہ۔ بھی محبت کا اظہار بھی زبردستی کروا رہی تھی

"why are you not accepting that you also love me???"

دس سال پہلے کا کہا، کسی کا جملہ میجر عاص کے کانوں میں گونجا تھا۔ اسکی رگ رگ میں زہریلا مادہ گردش کرنے لگا۔ اسے لگا "لیزا حسن" دس سال بعد پھر اسکے سامنے آکھڑی ہوئی ہے۔

-لیزا مت بنو نیلیم۔" اس نے ہاتھ میں پکڑی فائل میز پر پٹخ دی"

کون لیزا؟" وہ نا سمجھی سے پوچھنے لگی۔ مگر ٹائیگر کے لبوں سے کسی لڑکی کا نام اسکے اندر " آگ لگا گیا تھا۔

نیلیم! میجر عاص کے لب دھیرے سے ہلے۔

-کیا؟؟ نیلیم کو وہ کہیں اور ہی پہنچا محسوس ہوا

-کچھ نہیں، میجر عاص نے لیپ ٹاپ بند کیا اور بیڈ سے نیچے اُترنے لگا

-لیزا کون ہے؟" نیلیم نے اسکا راستہ روکا"

"Be in your limits"

وہ اسے سائڈ پر کرتے باہر نکل گیا۔ سویاں ویسے ہی پڑی تھیں۔ اب اُنکلیوں سے زیادہ دل -جلتا محسوس ہو رہا تھا نیلیم ابرار کو

یہ محبت کا آتش جلایا کس نے ہے؟؟؟

اس الاؤ میں صرف دل ہی کیوں جلتے ہیں؟؟؟

(از خود)

یہ منظر ہے اسلام آباد کے ایک بڑے اور مشہور کالج کا، جہاں امیر کبیر بزنس ٹائیکونز، سیاست دان، انڈسٹریلسٹ اور اونچے عہدوں پر موجود دیگر افراد کے بچے زیرِ تعلیم ہیں۔ سفیدے کے قد آور درختوں سے گھرا یہ وسیع و عریض رقبہ پر پھیلا لان تھ جس میں فٹ بال میچ کھیلا جا رہا تھا۔ وہ سیلولیس نیوی بلیو شرٹ کے ساتھ وائٹ شارٹس اور قیمتی جاگرز پہنے، اپنے اسٹیٹس کو صاف شو کر رہا تھا۔ سرخ و سپید رنگت میں ہلکا ہلکا گلابی پن شاید سرد ہوا کے جھونکوں کے باعث پیدا ہوا تھا۔ اسکی کشادہ پیشانی پر ننھے ننھے پسینے کے قطرے گویا وائٹ للی پر شبیہ قطرے محسوس ہو رہے تھے۔ مغرور ناک اسکی شخصیت کو چار چاند لگاتی تھی۔ ورزشی جسم کے ساتھ وہ ہر لحاظ سے پرفیکٹ تھا۔ پسینہ اب گردن تک آنے لگا تھا۔ مگر وہ فٹ بال کو ہاتھ سے بار بار زمین کی سطح پر مارتا۔ وہ اُچھل کر پھر اوپر آجاتا اور مخالف ٹیم کے تمام کھلاڑی اس پاس جمع، اس سے بال جھپٹنے کو بے تاب تھے۔ جب وہ بڑی ہوشیاری سے اس جھنڈ سے نکلتا تیزی سے بال کو پیروں کی ٹھوک پر (جیسے پوری دنیا کو

رکھتا تھا) رکھے آگے بڑھتا جا رہا تھا۔ یہاں تک کہ بال اسکی ایک زوردار ٹھوکر سے فٹ بال گول نیٹ میں جاگرا اور اوہ نو، کا شور مخالف ٹیم سے اٹھنے لگا۔ اسکے یاقوتی لب فتح مندی سے پھیل گئے۔ پھر وہ میچ کے احاطے سے باہر نکلنے لگا۔ راستے میں آتے اسکے کلاس فیلوز انگوٹھے کے اشارے سے ویل ڈن کہہ رہے تھے۔ وہ باہر کھڑے سپورٹرز میں ہی آگیا۔ جہاں اسکا گروپ بے صبری سے اسکا انتظار کر رہا تھا۔ وہ بھی ان ہی میں شامل تھی۔ وائٹ جینز پر ڈارک پریل کلر کی شارٹ شرٹ پہنے، بالوں کو جوڑے کی شکل دیے، وہ بھی یہاں موجود ہر دوسری لڑکی کی طرح اپنی خوبصورتی نمایاں کر رہی تھی۔ حالانکہ وہ کیا پورا کالج جانتا تھا کہ اسکے حُسن کا مقابلہ کوئی نہیں کر سکتا۔ وہ جہاں سے گزرتی تھی۔ آنکھیں پتھر ہو جاتی تھیں۔ کئی بار تو شک گزرتا تھا کہ وہ کسی انگریز کی اولاد ہے یا پھر مصر کی ملکہ۔ قلو پطرہ پھر سے زندہ ہو گئی ہے

-کانگریٹس عاص! سب نے ایک کورس میں کہا تھا

ہئے عاص! میں کب سے تمہارا انتظار کر رہی تھی۔ یو آر گورجیئس مین! اس نے عاص کا بازو تھامتے اسکے ساتھ کھڑے ہوتے تعریفی انداز میں کہا۔ عاص نے نامحسوس انداز میں اپنا بازو چھڑوایا تھا اور پاس پڑی کرسی پر بیٹھ کر ٹیبل سے پانی کی بوتل اٹھا کر منہ سے لگالی۔ پارٹی کیلئے اپنے اپنے ڈانس پارٹنر سیلیکٹ کر لیے ہیں۔ بس لیزا farewell عاص سب نے رہ گئی ہے۔ جمی (جمشید) پاس پڑی کرسی گھسیٹ کر بیٹھتے شرارت سے بولا۔

سو وہاٹ؟؟ وہ بوتل کا ڈھکن لگاتا بدتمیزی سے بولا۔

"Aas will you be my dance

partner???"

-لیزا نے مخمور لہجے میں کہتے اپنا نازک سفید ہاتھ اسکی جانب بڑھایا

سوری، وہ ترچھی مسکراہٹ کے ساتھ کہتے اپنا بیگ اٹھا کر چل پڑا۔ سب کو اس سے یہی اُمید تھی۔ لیزا ان کی جونیر تھی۔ اسکا تعلق ایک مشہور و معروف ہستی سے تھا۔ جس کا باپ بزنس کی دنیا میں اپنا ایک نام و مقام حاصل کرچکا تھا۔ وہ تو پاکستان میں نہیں رہتا تھا۔ مگر اسکی بیٹی امریکہ سے پاکستان آئی تھی اور اس کالج میں داخلہ لیتے ہی عاص کے پیچھے گویا ہاتھ منہ دھو کر پڑ گئی تھی۔ جہاں وہ ہوتا اسکے گرد منڈلانے لگتی۔ وہ اسکی اس حرکت سے سخت چڑتا تھا۔ ان کی یہ سٹوری اب پورے کالج کی زینت بن گئی تھی۔ یہ فسانہ اب ہر کسی کی زبان پر تھا۔ مگر لیزا حسن کو تو گویا کوئی فرق ہی نہیں پڑتا تھا۔ اب بھی تمام اسٹوڈنٹس -لیزا حسن کو عاص عالم کے پیچھے جاتے دیکھ رہے تھے

کرنل انکل نے بیٹے کو کچھ زیادہ ہی نخرے وراثت میں دیے ہیں۔ ناک پر مکھی نہیں بیٹھنے " دیتا یہ لڑکا۔ "جی نے جلتے ہوئے کہا۔ یہاں پڑھنے والے اسٹوڈنٹس تقریباً سترہ اٹھارہ کے تھے۔ مگر ان کی حرکتیں وہی تھیں۔ جو ہائی سوسائٹی کے نوجوانوں کی ہوتی ہیں۔ ان میں سے اگر کوئی مختلف تھا تو وہ تھا کرنل انکل کا بیٹا۔ اسے زیادہ تر اسٹوڈنٹس "کرنل کا بیٹا" بھی کہتے تھے

نیلے اُفق پر پرندے چہچہاتے پھر رہے تھے۔ کچھ ہی وقت رہتا تھا۔ دوبارہ اپنے غول میں
- سمٹنے کا۔ لہذا من موجی بنے آزادی کی چند سانسیں اور بھرنے لگے تھے

کراچی سے تقریباً ایک سو اسی میل کے فاصلے پر دریائے سندھ کے کنارے، یہ زمین
سیہون شریف کی ہے۔ اسی مقام پر صوفی بزرگ لعل شہباز قلندر کا مزار ہے۔ تنگ تنگ
گلیوں سے گزرتے ہیں تو گویا یہاں ہر وقت ایک ہنگامہ، ایک ہجوم برپا رہتا ہے۔ گلیوں
کے کناروں پر چھوٹی چھوٹی دکانیں بنی، جن میں میوہ جات پڑے تھے تو کئی دکانیں تازہ
پھولوں کی تھیں۔ گلاب اور کلیوں سے پروئے گئے ہار۔ یہاں حاضری دینے والے لوگوں کی
توجہ کا خاص مرکز تھے۔ دربار پر چڑھائی کی چادریں بھی انہیں دکانوں میں سچی نظر آجاتی
تھیں۔ ہر آنے والا اپنے ساتھ حاجات و تمناؤں کی ڈھیریاں لاتا تھا تو کسی کا ماننا تھا کہ
یہاں جالی کی بنی دیوار پر رنگ برنگے دھاگے باندھنے سے حاجات پوری ہو جاتی ہیں تو کسی
- کو یہ اُمید نوافل ادا کرنے سے تھی

لعل شہباز قلندر کا اصل نام دراصل "سید عثمان مروندی" تھا۔ ان کا خرچہ تابدار یا قوتی
رنگ کا تھا۔ مطلب سرخ مہرون اس لیے انہیں "لعل"، خدا پرستی کی وجہ سے "شہباز" اور
- قلندرانہ مزاج کی بناء پر "قلندر" کہا جانے لگا

مزار کے باہر ڈھول کی تھاپ پر دھمال ڈالا جاتا ہے۔ آس پاس سے بیگانہ یہ دیوانے، ایک ہی روحانی گیت پر دھمال ڈالتے نظر آتے ہیں۔

دما دم مست قلندر" یہ گیت دراصل تیرہویں صدی عیسوی میں سب سے پہلے "امیر"
خسرو" نے لکھا۔ بعد میں بلھے شاہ نے اس میں ترمیم کی۔ پھر یہ گیت بہت سے موسیقاروں
- نے گایا

دربار کا اندرونی حصہ سو مربع گز کے قریب ہے۔ جہاں بہت سے حاضرین جمع تھے۔ جن میں بچے، بزرگ اور نوجوان شامل تھے۔۔۔ دربار میں ایک طرف نوافل ادا کرنے کی جگہ تھی۔ جہاں لوگوں کا ایک وسیع ہجوم عبادت میں مشغول تھا۔ یہاں کبوتر بہت منڈلاتے تھے۔ ایک دیوار سے اُٹھتے دوسرے پر جا بیٹھتے۔ یہاں موجود ہر نفس، ہر پرندہ اس بات سے بے خبر تھا کہ کچھ ہی لمحوں میں یہاں کا منظر الٹ جانا ہے۔ جہاں دھمال پر نوجوان محوِ رقص ہیں۔ وہاں پھر نوے گائے جائیں گے۔ آہ و بکا ہوگی۔ وہ بے خبر تھے کہ ایک ظالم دہشت گرد نے اسلام دشمن عناصر کے ساتھ مل کر کیسا نشانہ لگایا ہے۔ کیسا منصوبہ ترتیب دیا ہے۔ اس ملک کے محافظوں کے دل جلانے کو وہ نجانے کتنے ملک دشمن اور دشمنِ اسلام - کے راستے ہموار کیے جارہا تھا

وہ لان میں پڑے صوفے پر یو نہی پڑا تھا۔ آنکھوں پر بازو رکھے ماضی کی جھلکیوں میں گم تھا۔ جب انس کی آواز نے اسے واپس حال میں پہنچا دیا۔

ٹائیگر یہ "زوئی شیر خان" کون ہے؟ انس کے ہاتھ میں وہی لیپ ٹاپ تھا جو عاص لیے بیٹھا تھا۔ اس میں ایک لڑکی کی تصویر بھی تھی۔ جس نے مختصر لباس زیب تن کر رکھا تھا۔ اسکے نین نقش ہو بہو نیلیم کی کاپی تھے۔ انیس بیس کا فرق ہو شاید

لیزا حسن "میجر عاص اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اسکی آواز مدھم اور شکستہ خوردہ تھی۔ انس کو کمرے " کی چھت اپنے اوپر گرتی محسوس ہوئی۔

وہاٹ؟؟ اسکا لیپ ٹاپ تھا ہاتھ پل بھر کو ڈمگایا تھا۔ اس نے جلدی سے لیپ ٹاپ صوفے کے سامنے پڑی میز پر رکھا اور عاص کا سُرخ ہوتا چہرہ دیکھنے لگا۔
تت۔۔۔ تم نے مجھے پہلے کہوں نہیں بتایا؟

اوہ میرے خدائے ہم جتنا اس لڑکی کو مشن سے دور رکھنا چاہتے ہیں۔ قدرت اُسے اتنا ہی اس سب میں انولو کر رہی ہے۔ انس وہیں میز کے پاس نیچے چوکڑی مارے بیٹھ گیا

میرے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ سات آٹھ سال پہلے کا ریکارڈ اتنی جلدی کھل جائے گا۔ بلکہ رپورٹ میں مینشن کر دیا گیا ہے اور شاید اب نیلیم کو بھی ہیڈ کوارٹر جانا پڑے۔ "عاص نے سر صوفے کی پشت سے اٹکا رکھا تھا۔ اسکا چہرہ کافی اونچا ہو گیا تھا۔ وہ چھت کو گھورنے لگا۔

میں بھی کہوں تم نیلیم سے اتنا روڈ کیوں ہو جاتے ہو؟ اتنے دنوں سے یہ ٹینشن اکیلے جھیل " رہے تھے۔ مجھے کیوں نہیں بتایا؟ " انس اسکی کیفیت اب سمجھ رہا تھا۔ نیلیم کو دیکھ کر میجر عاص کو کیا کیا یاد نہیں آیا ہوگا؟ کس کرب، کس افیت سے گزرتا ہوگا؟ وہ یہ چہرہ دیکھ کر، یہ صرف وہی جانتا تھا۔ اسکی تکلیف کا اندازہ بھی نہیں لگایا جاسکتا تھا

انس میرا صبر جواب دیتا جا رہا ہے۔ میں شاید اب مزید برداشت نہ کر سکوں۔ میں انسان ہوں، مجھے میری برداشت سے زیادہ کیوں آزما رہا ہے اوپر والا؟ اسکی آواز ٹوٹ پھوٹ کا شکار تھی۔ اس نے شہادت کی اُنکلی اور انگوٹھے سے دونوں آنکھیں رگڑیں۔ باہر دروازے پر دستک ہونے لگی تھی

کون ہو سکتا ہے؟ میجر عاص نے انس کی جانب سوالیہ نظروں سے دیکھا تو وہ اسے بیٹھنے کا اشارہ کرتا خود دروازہ کھولنے چل پڑا۔ سیاہ چادر میں لپٹا ایک بزرگ تیزی سے اندر داخل ہوا اور میجر عاص کی جانب بڑھنے لگا۔

سر آئی ہیو آ بیڈ نیوز؟ " اسکی اڑی اڑی رنگت کچھ اچھا ہونے کا تاثر دے بھی نہیں رہی " تھی۔

- کیا ہوا ہے؟؟ میجر عاص بھی کھڑا ہو گیا

سر شاکر نے وہ فائلز حاصل کر لیں ہیں جو میں نے حبیب کی دراز میں رکھی تھیں اور " اُس پر سے میرے فنگر پرنٹس بھی مل گئے ہیں۔ شاکر نے حبیب کو اور اپنے آپ کو بے قصور ثابت کرنے کی کوشش میں آپ کو گھسیٹ لیا ہے۔ اس نے ہر نقصان کی کڑی کو

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

ایگل سے جوڑ دیا۔ اب منہاج آپ کے خون کا پیاسا ہو گیا ہے۔ جانے اُس نے اور شاکر نے آپ کو ایم آر پلازہ بلوانے کیلئے کون سا پلان تیار کروایا ہے۔ "وہ جلدی جلدی بول رہا تھا۔ چادر اس نے اُتار دی تھی۔ وہ گارڈ کے حلیے میں تھا۔ میجر عاص نے ماتھے پر ہاتھ پھیرتے۔ خود کو کچھ سوچنے کے قابل کرنے کی کوشش کی

-دروازہ پھر بجنے لگا۔ انس دوبارہ گیا ان کے دو ساتھی اور آئے تھے۔ ایسے ہی چادریں لپیٹے سر شاکر کو منہاج نے قید کر رکھا ہے۔ اوپر کے فلور میں اور۔۔۔ وہ رُک گیا اپنے دوسرے۔ ساتھی کو دیکھنے لگا

-اور کیا؟؟؟ میجر عاص غصے سے چیخا

سیہون میں لعل شہباز قلندر کی درگاہ زائرین سے بھری پڑی تھی۔ روایتی دھمال جاری تھا " کہ اچانک زوردار دھماکے کی آواز آئی، دھماکہ درگاہ کے اندر ہوا۔ جی ناظرین خود کش حملہ دربار کے اندر ہوا۔ موجودہ اطلاعات کے مطابق اسی سے زائد افراد شہید اور ڈھائی سو کے قریب زخمی بتائے جا رہے ہیں۔ "اگر یہ خبر کسی کے کانوں کو اچھی لگ رہی تھی، مسرت و خوشی فراہم کر رہی تھی تو وہ تھا منہاج عز ضحاک اور وہ اسلام دشمن تنظیم، جس کے اسکے ساتھ روابط تھے۔ پلازہ کے لاؤنج میں بڑی ایل ای ڈی پر چلتی یہ خبر، سامنے کافی کا مگ

تھامے شخص کے سینے میں ٹھنڈک اُتار رہی تھی۔ اسکی رگ رگ میں ان مظلوم و بے گناہ لوگوں کی آہیں سرد خون بن کر سرایت کر رہی تھیں۔ اس نے کافی کا مگ اپنے عنابی ہونٹوں سے لگاتے، اسکرین کی جانب دیکھا۔ جہاں قیامتِ صغریٰ کا منظر تھا۔

ریسکیو اور ایبولینس کی کمی کے باعث لوگوں نے اپنی مدد آپ کے تحت زخمیوں کو قریبی ہسپتال منتقل کرنا شروع کر دیا۔ درگاہ میں بھگدڑ مچ گئی۔ دور دراز سے نیاز کرنے والے افراد کی ایک بڑی تعداد زخمیوں اور شہداء میں شامل۔ "نیوز اینکر کی دی گئی خبر پر اسکا قہقہہ - فلک شگاف تھا۔ مسرت و شادابی سے اسکا چہرہ چمک رہا تھا

وہ قہقہے لگاتا اپنے اندر کی خوشی کو باہر کا راستہ دے رہا تھا۔ کافی کا مزہ دوبالا ہو گیا۔ ان مظلوم و بے قصور لوگوں کی آہ و بکا اسکا پسندیدہ ترین میوزک تھا اور یہی میوزک اسکی روح کی غذا تھی۔ وہ پھر سے حیوانیت پر اُتر آیا تھا

شاکر یا ایگل جو بھی گیم کھیل رہا ہے اب سامنے آئے گا۔ جب اپنی عوام کو روتا، بلکتا خون " میں لٹھڑا دیکھے گا، جب جلی لاشیں دیکھے گا۔ ہاہا آنا تو پڑے گا ایگل! تمہیں اپنی اس بے بس مجبور عوام کیلئے۔ آئی ایم وٹنگ۔" وہ مسکراتے ہوئے جاکر قد آدم کھڑکی میں کھڑا ہو گیا۔ ایل ای ڈی کی آواز اسی کے ولیم پر سیٹ تھی۔ مظلوم لوگوں کی آہوں سے لطف - اندوز ہوتے، وہ آرام سے ٹھنڈی ہوا کے جھونکوں کو اپنے سینے سے ٹکراتا محسوس کر رہا تھا

میجر عاص نے مٹھیاں بھیجی ہوئی تھیں۔ لب بھی ایک دوسرے میں مدغم تھے۔ دماغ کی رگیں ابھری پڑی تھیں۔ جتنی آہیں سسکیاں وہ سُن سکتا تھا۔ وہ اسکی برداشت سے زیادہ تھیں۔

-بیس بچے شہید" ایک اسکی حالت، اس پر متضاد نیوز اینکر کی بار بار دل دہلا دینے والی خبر" ٹی وی پر بے گناہ و مظلوم لوگوں کی آہ و بکا کی آوازیں سُن کر نیلیم بھی باہر آگئی تھی۔ مگر اپنی پریشانی میں وہ سب اسے نا دیکھ سکے تھے۔

سر منہاج نے یہ کھیل اسی لیے کھیلا ہے کہ ہم منظرِ عام پر آجائیں۔" ایک ایجنٹ نے " افسردہ آواز میں کہا۔ کسی کا بھی حال میجر عاص سے مختلف نہیں تھا۔ خون کی جو ہولی درگاہ پر کھیلی گئی تھی۔ اس نے ان سب کے دلوں کا خون خشک کر دیا تھا۔ درگاہ کے درودیوار لال رنگ پکڑ چکے تھے۔ لاشوں سے لپٹے اپنے پیاروں کو روتے لوگ، ان کے دلوں پر آریاں چلا رہے تھے۔

ایم آزی ہی چاہتا ہے نا کہ میں منظرِ عام پر آجاؤں تو ٹھیک ہے مجھے منظور ہے۔" اس کے " فیصلے نے نیلیم ابرار کے کانوں میں پگھلا سیسہ اُنڈیل دیا تھا۔ میجر عاص اپنی نشست چھوڑ کر اب کھڑا ہو چکا تھا۔ وہ چند قدم ہی آگے بڑھا تھا۔ جب نیلیم کے پتھر وجود میں حرکت ہوئی۔

میجر آپ نہیں جائیں گے۔" وہ دونوں بازو پھیلائے اسکے راستے میں کھڑی ہو گئی۔ باقی "تین افراد کے ساتھ انس نے بھی ابھی اسے دیکھا تھا۔ وہ تینوں اپنے سینئر گروپ لیڈر میجر عاص کیلئے ایک کم عمر حسین لڑکی کی ایسی کاروائی دیکھ کر ساکت ہو گئے تھے۔

ہٹو راستے سے۔ اس کا چہرہ ضبط سے سرخ پڑا ہوا تھا۔ اس نے نیلیم کو بے دردی سے بازو سے دبوتے راستے سے ہٹایا۔ وہ آگے بڑھنے لگا۔ نیلیم نے اسکا بازو تھام لیا

آپ مت جائیں میجر عاص وہ آپ کو مم۔۔۔ مار دے گا۔" نیلیم نے روتے ہوئے کہا۔ اسکا "ایک بازو اس نے دونوں ہاتھوں سے تھام رکھا تھا۔ مگر پھر بھی اسکی گرفت کمزور تھی اتنا پاگل نہیں ہوں میں۔ تم اپنے مشورے اپنے پاس رکھو۔ میجر عاص نے اسکی گرفت سے اپنا بازو چھڑوایا

ہم کہہ رہے ہیں آپ نہیں جائیں گے۔" نیلیم پھر اسکے سامنے آتی چلا کر بولی۔ اسکا دوپٹہ "اس کھینچا تانی میں زمین کو سجدہ کر چکا تھا۔ وہ سب بھی جانے کو تیار تھے۔ مگر لیڈر کا حق پہلا تھا اور جب لیڈر کی ہی راہ میں وہ رکاوٹ بنی کھڑی تھی تو وہ سب کیسے ہل پاتے۔ آپ گئے تو۔۔۔ تو ہم خود کو مار لیں گے۔" اسکی بات پر گویا وہاں موجود ہر شخص سُن "ہو گیا تھا۔ سوائے میجر عاص کے۔ وہ اسکے جلال کو اب صحیح معنوں میں دعوت دے چکی تھی۔

تت--- تم! میجر عاص شدید طیش کے عالم میں اسکی جانب بڑھا۔

سر!!! اس سے پہلے کہ میجر عاص کوئی ردِ عمل ظاہر کرتا۔ ایک ساتھی کی بھاری آواز نے اسکے قدم جکڑ لیے۔

وہاٹ ہسپنڈ؟؟ وہ پتھر لے تاثرات لیے پلٹا۔

سر ایجنٹ 46 آرہا ہے۔ "اس نے لیپ ٹاپ کی جانب دیکھتے اطلاع دی۔ جس پر گھر کے " -باہر کے مناظر کی فوٹیج صاف دکھائی دے رہی تھیں

مگر وہ کیسے آسکتا ہے؟؟ "عاص نیلیم کو مکمل فراموش کرچکا تھا۔ جبکہ وہ ابھی تک دروازے سے لگی کھڑی تھی۔ جیسے نہ کسی کو اندر آنے دے گی نہ باہر جانے دے گی۔

سر آئی تھنک وی شد ٹو ریڈی فار اینی بیڈ نیوز۔ (ہمیں ہر بری خبر کیلئے تیار رہنا چاہیے)۔ وہ صوفے پر گود میں لیپ ٹاپ لیے جانے کیا کیا کرتا۔ انہیں کچھ برے ہونے کے تاثرات دے رہا تھا۔ جبکہ باقی سب اسکے آس پاس ہی جمع تھے۔ میجر عاص کچھ فاصلے پر کھڑا کسی سوچ میں غرق تھا۔ جب دروازے پر دستک ہوئی سب سے پہلے وہ آگے بڑھا۔ نیلیم کو کلائی سے پکڑ کر کھینچتے، دروازے کے آگے سے ہٹایا اور مقفل دروازہ وا کر دیا

ٹائنگر بہت بڑی پرابلم ہوچکی ہے۔ منہاج کے گارڈز نے 44 اور 42 کی لوکیشن فائنڈ کر لی " ہے۔ منہاج کو پتا لگ چکا ہے کہ ایگل کے روپ میں کوئی آئی ایس آئی کا ہی بندہ تھا اور یہ بھی کہ وہ اسی جگہ ہے۔ اُس نے کسی ایس ایچ او سے رابطہ کیا ہے۔ وہ چند منٹ بعد ہی گھر پر دھاوا بول دیں گے۔ جب پولیس وردی میں ملبوس افراد حملہ کریں گے تو کھلم کھلا گولیاں

چلے گئیں۔ ہم جوانی کاروائی بھی نہیں کر سکے گے۔" وہ بلٹ پروف جیکٹ میں ملبوس تھا۔ گویا جنگی میدان سے ہی آیا تھا۔

اب کیا ہم ڈر کر بھاگ جائیں؟" ایجنٹ 42 پھرتے ہوئے بولا۔ اسے اپنے ساتھی سے " اختلاف تھا۔

کم آن ایجنٹ 42 یہ کوئی فلم کی شوٹنگ نہیں چل رہی۔ خون خرابا کرنا ہمارا مقصد نہیں ہے۔ اگر ہم سب منظر عام پر آگئے تو آدھے ہم مارے جائیں گے، آدھی پولیس۔ ایم آز کا کچھ بھی نہیں جائے گا اور ٹائیگر کو ہیڈ کوارٹر سے آرڈر ہیں۔ اس گرل کی سیفٹی کے اور ایسے میں یہ منہاج کے ہاتھ لگ گئی یا کسی بلٹ کی نذر ہوگئی تو ہم ادارے کو کیا جواب دیں گے؟" وہ ان سے سینئر اور زیادہ قابل ہونے کی وجہ سے معاملے کی سنگینی بیان کر رہا تھا۔ ان سب کو ایک دوسرے کے نام تک نہ معلوم تھے۔ تبھی کوڈ نیم رکھے تھے کہ مبادا کوئی ایک دشمن کے ہتھے چڑ جائے تو تشدد برداشت نہ ہوپانے کی صورت میں اپنے دوسرے ساتھی کا راز نہ بتادے۔ میجر عاص آگے کا لائحہ عمل سوچ رہا تھا اور وہ سب آپس میں بحث میں مصروف، اپنے لیڈر کے اگلے اقدام کے منتظر تھے۔ "ایجنٹ 46 آگاہ کرنے کا شکریہ اور سامان کا بھی۔ اب تم جاؤ، میجر عاص نے اسے حکم دیا۔ وہ اسے سلیوٹ کرتا نکل گیا اور سیاہ رنگ کا بیگ وہیں چھوڑ گیا۔ جو اپنے ساتھ لایا تھا

سب جیکٹس زیب تن کرو اور دھیرے دھیرے مختلف گیٹ آپس میں نکلنا شروع کرو۔" ایجنٹ 41 (انس) تم ہارڈ کاپی میٹریل بسٹ کردو اور ساری ڈیوائسز بھی غائب کردو اور جی

پی ایس ٹریکیز بھی لے جانا۔ مجھ سے مکمل رابطے میں رہنا۔ میں اپنی لوکیشن بتا کر آگے کا پلان سمجھا دوں گا۔ نکلو تم بھی، وہ جلدی سے بولا۔ انس کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

ایجنٹ 42 اینڈ 44 تم لوگ غائب ہو جاؤ۔ تم لوگوں کے تو فنگر پرنٹس بھی ایم آف کے " ہاتھ لگ چکے ہیں۔ "اسکے اگلے حکم پر وہ دونوں اپنی داڑھی مونچھیں اتار کر گیٹ اپ بدلنے لگے۔

تم سب یہاں کی اطلاعات ایجنٹ 41 کو دو گے اوکے؟؟؟" اس نے ایک بار پھر سب کی " جانب دیکھتے کہا اور ٹیبل پر پڑی واحد جیکٹ پہنے لگا۔ اسکے بعد روم میں گیا اور سیاہ رنگ کا اپنے جو گرز کے switchable knives کوٹ پہن لیا۔ اسکی جیکٹ چھپ چکی تھی تلووں اور موزوں میں چھپا لیں۔ ریوالور بھی پینٹ کی پچھلی پاکٹ میں ڈال لیا۔ کچھ بلٹس اس نے اندرونی جیبوں میں چھپا لیں۔ تقریباً سب ہی اپنی اپنی تیاریوں میں لگے تھے اور وہ پریشان اور حیران سی بُت بنی کھڑی تھی۔ حالات ایسے تھے کہ اس سے اب کچھ بھی ڈھکا چھپا نہیں رہا تھا۔ اگر کمرے میں انس کے پاس بھیجتے تو سارا ڈیٹا اسکے ریکارڈ میں آجاتا۔ بہر حال اسکا لاؤنج میں ہی رہنا بہتر تھا۔ انس نے ایک لوہے کا بڑا سا تسلا کچن شیڈز کے نیچے سے برآمد کیا اور اس میں فائلز، چارٹس، میپس رکھ کر پیٹرول چھڑکا اور اپنے ساتھیوں کو دیکھا جو سب نکلنے کو تیار تھے۔ ہر ایک میجر عاص کو سلیوٹ کرتا نکلتا گیا۔ ان کے پاس وقت بہت کم تھا۔ میجر عاص نے سیاہ رنگ بیگ میں لیپ ٹاپ، جی پی ایس ٹریکر، سیل فون اور پاکستانی کرنسی بھری، دو چٹ پیک رکھے اور زیپ بند کر دی۔ وہ جو ابھی تک لاؤنج کے دروازے سے کچھ سائڈ پر کھڑی تھی۔ حیرت سے اسے دیکھنے لگی۔

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

یہ اوڑھ لو۔" میجر عاص نے سیاہ رنگ کی بڑی سی چادر اسکو تھمائی۔ چادر تھی یا کپڑے کا " تھان؟ نیلیم فیصلہ نہ کر پائی۔ چادر تھامے تذبذب کا شکار نظر آرہی تھی۔ وہ جو کبھی چادر - اوڑھتی تھی۔ وہ بھی دوپٹے کے جتنی ہوتی تھی۔ جسے سنبھالنا کبھی اس نے سیکھا ہی نہیں تھا - انس!! سب کے نکل جانے کے بعد میجر عاص نے اسے پکارا

ڈونٹ وری ٹائنگر میں ہینڈل کر لوں گا۔ دس منٹ ہو چکے ہیں تم لوگ نکلو۔" وہ اب پیٹرول - پورے کچن پر چھڑک چکا تھا

- ٹیک کئیر، انس نے کچن سے ہی کھڑے، اسے سیلوٹ کیا تو وہ زبردستی مسکرا دیا

- چلو، نیلیم نے چادر کو شانوں پر ڈالا ہوا تھا۔ میجر عاص کی تیوری چڑھ گئی

زبان چلتی ہے تمہاری دماغ نہیں۔" اس نے گلے میں لٹکا نیلیم کا دوپٹہ کھینچ کر انس کی " - طرف اُچھال دیا

اسے بھی جلادو۔" پھر سرخ چہرہ لیے نیلیم کی جانب مڑا اور چادر سے اسکا سر ڈھانپ دیا " اور ایک پلو اسے تھماتے بولا۔

چہرہ ڈھانپ لو اس سے۔۔ اب یہ چادر اُترنی نہیں چاہیے اور چہرہ بھی نظر نہ آئے۔" وہ " درشتگی سے بولا تو نیلیم نے اسکے ہاتھ سے چادر کا دوسرا پلو تھامتے ناک اور ہونٹ چھپا لیے۔ - سیاہ چادر میں سے اب بس ہرے رنگ کے نین کٹورے جھانک رہے تھے

آؤ، میجر عاص نے اسکا ہاتھ تھما اور تیزی سے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔ جہاں نیلیم کے خیال میں اسکے دو ساتھی اور تھے مگر اندر داخل ہوتے ہی اسے کمرہ خالی اور بکھرا ملا۔ ساتھ ہی کمرے سے عجیب قسم کی گندی بو آرہی تھی۔ وہ اسی طرح اسے ساتھ گھسیٹتا واش روم میں گھس گیا۔ اسکا ہاتھ چھوڑ کر میجر عاص نے واش روم کا دوسرا دروازہ کھولا اور بیگ پر گرفت مضبوط کرتے نیچے چھلانگ لگادی۔ نیچے تقریباً آٹھ فٹ کے فاصلے کے بعد جنگلا لگا تھا۔ لوہے کی گرل میں بڑے بڑے ڈبے تھے کہ اگر ذرا بھی بے احتیاطی ہوتی تو -چھلانگ مارنے والے کی ٹانگ پھنس جاتی

چھلانگ مارو جلدی۔" اس نے نیچے جھانکتی خوفزدہ نیلیم سے کہا۔ جسکے ہاتھ سے چادر کا پلو " بھی چھوٹ چکا تھا۔

۔۔۔ ہم نہیں، اسکی زبان میں لڑکھڑاہٹ پیدا ہونے لگی

گھر میں آگ پھیلنے والی ہے باہر پولیس آچکی ہے۔ جلدی کرو۔" وہ دھاڑا۔ نیلیم کو " سیڑھیاں چڑھنے کی آوازیں آنے لگیں ٹھک ٹھک ہو رہی تھی۔ انس کچن میں تیلی پھینک کر کب سے چھت پر جاچکا تھا۔ وہاں سے آس پاس کی چھتیں پھلانگ کر کسی دور گلی میں اترنا اسکے لیے بائیں ہاتھ کا کام تھا۔ "چھلانگ مارو نیلیم! بھروسہ کرو، تمہیں کچھ نہیں ہوگا۔ میں ہوں نا۔ اس نے نرمی سے کام لیا۔ اُسے بس کام لینا تھا۔ وہ جس طرح چاہے اپنا کام نکلوانے میں ماہر تھا۔ نیلیم نے اس پر بھروسہ کرتے چھلانگ ماردی۔ اس سے پہلے کہ اسکے پیر جنگلے کو چھوتے۔ میجر عاص نے اسے کمرے سے پکڑتے ہوا میں ہی معلق رہنے دیا۔ اس نے ڈرتے -ڈرتے آنکھیں کھولیں۔ کوئی اور وقت ہوتا تو وہ اس قربت پر بے ہوش ہوچکی ہوتی

میرے پیچھے پیچھے آتی جاؤ۔" اس نے اینٹ پر پیر رکھ کر اوپر والے دروازے کو بند کرتے " کنڈی لگائی۔ وہ حیرت سے اسکی جمناسٹک دیکھ رہی تھی۔ اس نے پھر سے جنگلے پر چھلانگ ماری۔ جہاں نیلیم کھڑی تھی اور اسکی جانب دیکھے بغیر جنگلے پر بنی کھڑکی کا تالہ کھولنے لگا۔ اسکے ہاتھ میں چھوٹی چھوٹی چابیوں کا گجھا سا تھا۔ گرل کا چھوٹا سا حصہ کھلنے کے بعد نیچے ایک اور ایسا ہی جنگلا تھا

میرے پیچھے تمہیں چھلانگ لگانی ہے۔ جلدی اوکے؟" وہ جنگلے پر گھٹنے ٹیکے بیٹھا، اسکی جانب " مڑتے بولا۔ اسکے دونوں ساتھی بھی یہیں سے نکلے تھے۔ باقی چھتوں سے۔ میجر عاص نے چھلانگ لگائی۔ اب اسکی باری تھی

آؤ، اس نے دونوں بازو اوپر اٹھاتے۔ سرگوشی میں کہا۔ نیلیم نے اس پر بھروسہ کرتے ایک اور چھلانگ ماری۔ میجر عاص نے سابقہ طریقے سے ہی اسے تھامتے بچایا اور پھر دو تین چھلانگیں مارنے کے بعد اوپر والے جنگلے پر پہنچا۔ بیگ نیلیم کے پیر کے پاس پڑا تھا۔ جنگلے پر لگی ایک لوہے کی راڈ پر گرفت کرتے، اس نے جنگلے کا کھلا حصہ پھر سے لاک کیا۔ وہ ہوا میں معلق تھا۔ اسکے قدموں سے دو فٹ نیچے والے جنگلے پر نیلیم کھڑی پھٹی پھٹی نگاہوں سے اسکی ساری کاروائی دیکھ رہی تھی۔ اس نے چھلانگ ماری۔ نیلیم کے پاس پڑا بیگ اٹھایا اور پھر سے اُسی طرح جنگلا کھولا اور چھلانگ لگائی۔ یہی عمل دو بار پھر دہرانے کے بعد وہ لوگ کسی تہہ خانے میں اترے تھے۔ مگر بعد میں نیلیم کو اندازہ ہوا کہ یہ گراؤنڈ فلور پر موجود گھر کا اسٹور روم ہے۔ میجر عاص نے کندھے سے دو ٹھوکریں مارتے جام دروازہ کھولا۔ ایک چھوٹی سی راہداری میں نیلیم کو ہاتھ سے پکڑتے گھسیٹتے نکلنے لگا۔ پھر جینز کی پچھلی پاکٹ سے

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

ریوالور نکالا اور لوڈ کرنے لگا۔ ٹریگر پر گرفت مضبوط کرتے، وہ سفید رنگ کا چھوٹا سا دروازہ کھولنے لگا۔ عقابی نگاہیں باہر گندی سی تنگ گلی پر دوڑانے کے بعد۔ پیچھے مڑے بغیر اسکا ہاتھ پھر سے تھامتے، باہر نکل گیا۔ سڑک ختم ہونے پر اس نے دور سے دیکھتے مین روڈ پر نظر ڈالی۔ جہاں پولیس کے افراد کی ایک بڑی تعداد جمع تھی۔ اس نے ایئر فون کان میں سیٹ کیا۔

--ایس پی بلال پولیس یہاں کیا کر رہی ہے؟" وہ دانت پیستے بولا۔

سوری سر اوپر سے آرڈر آئے تھے۔ پولیس بھیج دوں۔ ایس ایچ او بک گیا ہے۔ ایم آز کو " شک ہوتا تو میں بھی جاتا اور مشن بھی۔ آپ اپنے عمل میں آزاد ہیں۔ یہ سارے رشوت خور ہیں۔" اسکی تقریر پر میجر عاص نے دو حرف بھیجتے رابطہ منقطع کیا

-چادر ٹھیک کرو۔" دبی دبی آواز میں غراتے، اس نے نیلیم کو خونخوار نظروں سے گھورا۔

س---سوری، اس نے جلدی سے چادر درست کرتے چہرہ چھپالیا۔ اسکا پورا وجود ویسے ہی چادر نے ڈھانپ رکھا تھا۔ وہ احتیاط سے چلتے مخالف سمت کو بڑھنے لگا۔ مگر وہاں رکتے ہی ایم آز کے گارڈز کا پہرہ ملا تھا۔ نیلیم کے ساتھ وہ چھتیں نہیں پھلانگ سکتا تھا۔ ورنہ کب کا اپنے ساتھیوں کے ساتھ غائب ہو جاتا۔

دیکھو بغیر کسی ہچکچاہٹ کے آرام سے میرے ساتھ چلنا۔ ایسے پوز کرنا جیسے ہم یہاں سے گزر رہے ہیں بس اوکے؟؟ نیلیم نے اسکی سرگوشی نما آواز پر زور سے سر ہلایا۔ وہ تو ویسے

ہی کانپ رہی تھی۔ کہاں اس نے کبھی گولی کی آواز نہیں سنی تھی اور کہاں جنگی میدان کا حصہ بن گئی تھی۔ جہاں ہر طرف بندوقیں، گولیاں اور موت کی سی دہشت تھی

اس نے ہینڈ گن اندر رکھی اور بیگ سے ایک عربی رومال نکال کر پٹھانوں کی طرح سر پر باندھ لیا۔ نیلیم کا ہاتھ تھامے گلی سے نکلنے لگا۔ وہ دونوں آرام سے چلتے جا رہے تھے۔ ایک گارڈ نے ان کو دیکھ کر دوسرے کو آنکھیں گھمائیں اور پھر یہ سلسلہ شروع ہو گیا۔ میجر عاص نے بھانپ لیا کہ وہ ان کا پیچھا کرنا چاہ رہے ہیں۔ مگر قدموں کی رفتار نارمل رکھی

اس نے ہاتھ میں پہنی رسٹ وایچ پر کچھ نمبرز ڈائل کیے۔ دارصل یہ رسٹ وایچ موبائل تھا۔ جو اس نے سیلوس میں چھپا رکھی تھی۔ وہ بغیر دیکھے ٹائپنگ کر رہا تھا۔ اسے ہر فنکشن ازبر ہو چکا تھا۔ اتنی مہارت تھی اسکے انداز میں کہ ساتھ چلتی نیلیم بھی جان نہ سکی کہ وہ کسی سے رابطے میں ہے۔

اسکے پیچھے چلتے گارڈ کی پیٹھ میں ہوا میں چھوڑا چاقو لگا اور وہ دھڑام کی آواز سے زمین بوس ہو چکا تھا۔ میجر عاص نے پیچھے مڑ کر نہیں دیکھا۔ اسے پتا تھا کہ یہ کس نے کیا ہے؟ چیخ کی آواز پر نیلیم نے پیچھے مڑنا چاہا تو میجر عاص نے اسکا نازک مومی ہاتھ بے دردی سے مروڑا۔

شششش!!! خاموشی سے چلو۔ نیلیم نے ڈبڈبائی آنکھیں سڑک پر گاڑ دیں۔ اسے اپنے پیچھے دو اور مختلف آوازوں میں چیخیں سنائی دیں۔ دو تین گارڈز ڈھیر ہو چکے تھے

سر آگے پولیس ہے۔ "اسکے ایر فون میں ایجنسی کے کارکن کی آواز ابھری۔"

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

سر ٹرنڈ لیفٹ۔" اسکی ہدایت پر میجر عاص مڑ گیا اور اسی طرح چند گلیاں مڑنے اور اپنے " کارکنوں کی ہدایت پر وہ نیلیم کو لیتا دور نکلتا گیا اور پیچھے وہ پولیس اور گارڈز کو اپنے ساتھ مصروف رکھنے میں کامیاب رہے۔ ایک کارکن کو گٹھنے میں گولی لگی تھی۔ مگر وہ انکے باحفاظت نکل جانے پر سکون میں تھے۔ یہ گولیاں تو جیسے اب ان کی خوراک ہو چکی تھیں۔ کھڑی تھی۔ اسکے bullet proof toyota land cruiser سڑک کے کنارے ہی پاس ہی ایک آدمی عام شلوار سوٹ میں ملبوس نشے میں لگ رہا تھا۔ اسکے ایک ہاتھ میں جلتا ہوا سگریٹ تھا۔ گھپ اندھیرا تھا گلی میں۔ مگر سڑک کے آخری سرے پر اسٹریٹ لائٹس کی روشنی کے ساتھ اکا دکا لوگ بھی موجود تھے۔ جب وہ پاس پہنچا تو نشے والا آدمی اٹھا اور اسکے پاس آیا۔ ایسے پوز کرنے لگا جیسے اس سے بھیک مانگ رہا ہو۔ مگر اس نے میجر عاص کو کیز تھمائی تھیں۔ ابھی وہ مڑنے ہی لگا تھا کہ کسی نے اسکی گردن میں پیچھے سے بازو ڈال دیا۔ میجر عاص نے فوری طور پر اپنا ریوالور نکلا۔ نیلیم کار کے پاس ہی کھڑی کانپ رہی تھی۔ پولیس وردی میں ملبوس اُس بندے نے نشے والے آدمی کو دبوچ رکھا تھا۔ اسکے پیچھے ہی دو اور پولیس مین اور تین گارڈز بھی موجود تھے

اب فائر کرنے کے سوا کوئی چارہ نہ تھا۔ اس نے بلٹ پستول کی نالی سے آزاد کردی۔ فضا فائر کی آواز سے گونج اٹھی تھی۔ ایک نہیں دو نہیں لگاتار یہ میوزک بجتا رہا تھا۔ میجر عاص نے تھر تھر کانپتے اسکے وجود کو دیکھا

شش!!! سامنے مت دیکھنا۔" اس سے پہلے کے نیلیم سڑک کا ہولناک منظر دیکھ کر فلک " شکاف چیخ مارتے بے ہوش ہوتی۔ میجر عاص نے اسکے پنکھڑی لبوں پر مضبوط ہاتھ رکھتے

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

ہدایت دی۔ اسکے بھرپور مردانہ وجود کے سامنے آتے ہی سڑک کا منظر چھپ گیا تھا۔ مگر وہ اب تک خوف و دہشت کے حصار میں تھی۔ آنکھوں کی پتلیوں کے سائز میں بھی اضافہ ہو چکا تھا۔ اس نے دھیرے سے ہاتھ ہٹاتے اسکو بازو سے تھاما اور گھوم کر ڈرائیونگ سیٹ کے ساتھ والی طرف آیا۔ اس گھومنے کے چکر میں نیلیم نے سڑک پر پڑی چار لاشیں دیکھ لی تھیں۔ گارڈز کے سر مڑے پڑے تھے۔ وردیاں پھٹ چکی تھیں۔ ایک حوالدار کے سر کے درمیان میں گولی لگی تھی وہاں سے سیاہی مائل خون کا دریا بہہ رہا تھا۔ سارا روڈ اس مادے سے رنگ چکا تھا۔ نیلیم کا دل آنکھوں میں دھڑکنے لگا تھا۔ اسکو لگا ابھی اسے اُبکائی آجائے گی۔ میجر عاص نے اسے ڈرائیونگ سیٹ کے ساتھ والی پیئجر سیٹ پر دھکیلا اور دوسری جانب سے آتے ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی۔ اسکے ساتھی جاچکے تھے۔ غداروں میں سے دو اپنی درد ناک موت تک جا پہنچے تھے۔ قانون کے رکھوالے ہی جب قانون کی دھجیاں بکھیرنے لگ جائیں، رشوت خور بن جائیں تو ان کا یہی انجام ہوتا ہے۔ ان کے گھر والے۔ کہیں رشوت کے پیسوں سے اے سی کی ٹھنڈک میں سکون کی نیند سو رہے ہوں گے۔ ٹائیگر ہمارا دل گھبرا رہا ہے۔" ابھی اس نے گاڑی صاف روڈ پر ڈالی ہی تھی کہ وہ برا سا "منہ بنا کر بولی۔

بی بریو، اس نے یک لفظی جواب دیا۔

ہمارا دل خراب ہو رہا ہے ہمیں ووٹنگ۔ اسکی بات ابھی ادھوری ہی تھی کہ میجر عاص نے فوراً بریک لگائی۔

تمہیں اسی لیے منع کیا تھا کہ مت دیکھنا سڑک پر۔ اس نے جھنجھلاتے ہوئے بولتے پچھلی سیٹ پر پڑی پانی کی ٹھنڈی بوتل اٹھائی۔

-یہ لو پانی پیو، نیلیم نے بوتل تھام کر پانی پیا

ہمارا دل بند ہوا جا رہا ہے۔ کتنے گندے ہیں آپ لوگ۔ بے رحم پتھر دل، اسکا دل واقعی خراب ہو چکا تھا

اگر ہم بھی تمہاری طرح چڑیا کا دل رکھنے لگے تو جی لی اس بیس کروڑ عوام نے آزادی کی زندگی۔ "وہ ڈیش بورڈ پر کچھ تلاشنے گا۔ پھر ایک ٹیبلٹ کا پیکٹ اٹھایا اور نیلیم کی جانب بڑھاتے بولا۔

یہ کھالو، نیلیم نے مشکوک نگاہوں سے اسے گھورا۔ پکڑو، نیلیم نے خاموشی سے ٹیبلٹ پانی کے ساتھ نگل لی۔ "گڈ گرل" میجر عاص نے کار پھر سے اسٹارٹ کردی۔

اف ٹائیگر اب ہمیں بھوک لگ رہی ہے۔ بہت زور کی بھوک لگ رہی ہے۔ "اس نے " پیٹ پر ہاتھ رکھتے کہا۔ اسکے منہ کے زاویے ایسے تھے کہ میجر عاص کے یاقوتی لبوں پر مسکراہٹ مچل مچل گئی۔ یہاں سے ہمارا گھر آتا ہے۔ اچانک بازار سے گزرتے اس نے کار ونڈو سے جھانکتے کہا۔ جسکی بلیک کھڑکیوں سے بمشکل ہی باہر کا منظر دیکھ رہا تھا۔

ہمیں ہمارے گھر چھوڑ دیں۔ آپ، بابا سے ملنا ہے ہمیں۔ ہمیں آپ کے ساتھ نہیں جانا۔ " اچانک وہ اسکا بازو تھام کر کار رُکوانے لگی۔

نیلیم کا مرکت از دیباء تبسم

شٹ اپ! اتنی ڈھیٹ ہو تم کہ میڈیسن بھی اثر نہیں دیکھا رہی۔ وہ جھنجھلا کر اسکے ہاتھ جھٹکتا بولا۔

-کون سی میڈیسن دی ہے آپ نے ہمیں؟" اسکی صدمے سے بھرپور آواز آئی"

--اُف بھوک سے ہمارے پیٹ میں دد---درد"

-ہہ اسکی آنکھوں کے آگے اندھیرا چھانے لگا اور پھر وہ لڑکھڑا کر سیٹ پر گر سی گئی

اب کم از کم دو ڈھائی گھنٹے سکون رہے گا۔" میجر عاص کی ہلکی آواز نے اے سی کی " -ٹھنڈک میں لو دی تھی

آج جسے چُپ کروایا ہے بے دردی سے

کبھی تمہیں اُسکا تکلم یاد آئے گا

Writers

(ازخود)

گھپ اندھیرے میں صرف قدموں کی چاپ آواز پیدا کر رہی تھی اور یہ آواز اب فاصلہ سمیٹے قریب چلے آرہی تھی۔ ہر قسم کی زنجیروں سے آزاد۔ مگر دیواروں میں قید، وہ قیدی اس آواز پر کان دھرے آنے والا کا منتظر تھا۔ گرد میں اٹے کپڑے بال، خون جی ٹانگ، وہ بے بسی سے فرش پر پڑا اپنی زندگی کی چند سانسیں اور لے رہا تھا۔ اسکی حالت بہت نازک تھی۔ کمرے میں فقط ایک ٹب تھا۔ جس میں ایک ہفتے سے پہلے کا پانی پڑا تھا۔ اب تقریباً ایک گلاس رہ گیا ہوگا۔ ان سات دنوں میں اس نے ایک نوالہ حلق سے نہیں اُتارا تھا۔ اسے تعجب ہو رہا تھا کہ وہ اتنی تکلیف میں ابھی تک زندہ کیسے ہے؟ کتنے عرصے بعد تو وہ چلنے کے قابل ہوا تھا۔ کتنا خوش تھا وہ۔ اللہ سے کتنی معافیاں مانگی تھیں کہ اب رشوت نہیں لے گا۔ کوئی غیر قانونی، درحقیقت غیر انسانی کام نہیں کرے گا۔ شاید اسکی دعاؤں میں صداقت نہیں تھی۔ وہ دل سے نہیں مانگی گئیں تھیں یا پھر اسکا رب اسے آزمانا چاہتا تھا۔

بیسمنٹ کا دروازہ کھلا اور درمیان میں لگی لائٹ آن ہو گئی۔

-ہیلو اے ایس پی آہل اسرار! بھاری آواز تہہ خانے کی دیواروں سے ٹکراتے واپس پلٹی آہل نے گرے ہوئے سر کو تھوڑا سا اوپر کرتے، آنے والے کو دیکھا۔ مگر اندھیرے کے باعث کچھ نظر نہیں آیا

-آواز سے ہی پہچانا جاسکتا تھا کہ وہ کون ہے اور اس نے پہچان بھی لیا تھا

بھوک لگی ہے؟ اس نے آواز میں مصنوعی فکر بھرتے پوچھا۔ فرش پر تڑپتے وجود نے زور-زور سے سر ہلانا شروع کیا۔ بات کرنے یا جواب دینے کی سکت نہیں تھی اس میں

یہ لو کھاؤ، منہاج نے گارڈ سے پلیٹ تھام کر اسکے آگے کھسکائی۔ جسے للچائی نظروں سے دیکھتے آہل نے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ منہاج نے ریوالور کی میگزین سے ایک بولٹ کو کم کیا۔ فائر پلیٹ کی جانب بڑھتے اسکے ہاتھ کے پاس کیا گیا تھا۔ آہل نے ڈر کر ہاتھ ہٹایا ہاہاہا اسکا بے ہنگم قہقہہ تہہ خانے میں گونجا۔

کھاؤ، اس نے حکم دیا۔ آہل نے پلیٹ کی جانب ڈرتے ہوئے ہاتھ بڑھایا کہ اچانک ایک بھاری وجود کا کتا اسکی طرف بھونکتے ہوئے آیا۔ آہل کا جسم سرد پڑ گیا۔ اسکے حلق سے آواز نہ نکلی۔ مگر منہاج نے کتے کی رسی تھام کر اسے مزید قریب جانے سے روک دیا چلو شاباش کھانا شروع کرو۔ "ایم آرنے اُس پلیٹ کی جانب اشارہ کیا۔ جس میں ابھی کتے " نے منہ مارا تھا۔ رشوت کا نوالہ تو اس سے بھی گندہ ہوتا ہے۔ پھر وہ کیسے کھالیتے ہیں لوگ؟

حدیث مبارکہ کے الفاظ ہیں "الراشی و المرثی کلاهما فی النار" (رشوت لینے اور رشوت دینے والا دونوں جہنمی ہیں)۔

آہل نے ایک کنارے سے (جہاں اسکے خیال میں کتے نے منہ نہس مارا تھا) چاول کھانے شروع کیے۔ ابھی تین چار نوالے ہی لیے تھے کہ ایم آرنے کتے کی رسی ڈھیلی چھوڑ دی۔ اُس نے آگے بڑھ کر پلیٹ اُچک لی۔ وہ آہل کو بھی اسی طرح نگل لیتا۔ مگر ایم آرنے اسکی رسی پھر سمیٹ لی۔ "اے ایس پی آہل مجھے بتاؤ۔ اپنے کارکنوں کے بارے میں اور ایگل کی

اصلیت کے بارے میں شاباش۔" وہ پچکارنے کے انداز میں بولا تو آہل کے رونگھٹے کھڑے ہو گئے۔

مم۔۔۔ پانی دو اسے۔ منہاج کی غراہٹ پر کوئی ہلا تھا۔ قدموں کی آواز آنے لگی۔ پھر پانی کا۔ ڈبہ اسکی جانب بڑھایا گیا

چلو شروع سے بتاؤ۔ کیسے تم نے میرے راز خفیہ اداروں تک پہنچائے؟ اور ایگل کو جانتے " ہو؟؟؟ جھوٹ سوچ سمجھ کر بولنا وہ کیا ہے نا اس نے، ایم آز نے کتے کی پیٹھ پر پیار سے ہاتھ پھیرا، کافی دنوں سے انسانی گوشت نہیں چکھا۔ "سرد لہجہ تھا اسکا۔ آہل نے تھوک نگلا۔ مم۔۔۔ میں نہیں جانتا اااا۔۔۔۔۔ ایگل کو۔ "اسکی مردہ سی آواز کے نکلنے کی دیر تھی۔ کتے کی " رسی بھی ایم آز کے ہاتھوں سے نکل گئی۔

کتے کے بھونکنے کی آواز بہت زیادہ تھی۔ اسکے منہ کھولتے ہی گرم لو نکلنے لگتی۔ اس نے آہل کی زخمی ٹانگ دانتوں میں دبوچ لی۔ اسکی حلق پھاڑ چیخوں سے بھی مقابل کے پتھر دل پر شگاف نہ پڑا تھا۔ یہ درد ناک چیخ اسے سکون عطا کر گئی۔ پکڑو اسے، گارڈ نے حکم ملتے ہی آہل کی ٹانگ کتے سے چھڑوائی۔

سوچ لو، اسکے ایک لفظ میں جو معنی پنہاں تھے یہ آہل بخوبی جانتا تھا۔

کک۔۔۔ کوئی بھی قسم لے لو۔ میں کسی ادارے کا کارکن نہیں ہوں نا ہی میں کسی ایگل کو جانتا ہوں۔ درد کے مارے اسکے آنسو بھل بھل بہہ رہے تھے۔

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

ٹھیک ہے مرو یہاں۔ ایم آرنے اسے ایک ٹھوکر رسید کی اور نکل گیا۔ جب تک یہ طے نہیں ہو جاتا کہ وہ اسکے خلاف کسی ایجنسی کا ساتھ دے رہا تھا۔ وہ اسے نہیں مار سکتا تھا۔ اسکے نکلتے ہی گارڈ کتے کی رسی تھامے اسکے پیچھے ہی باہر نکل گیا اور لوہے کے بھاری دروازے پر تالے ڈال دیے۔

منہاج اب کوریڈور سے گزرتے سوچ رہا تھا کہ اسکے خلاف کام کرنے والا پورا گروہ اچانک کہاں غائب ہو گیا۔ آسمان کھا گیا انہیں یا زمین نکل گئی۔ شاکر کے دیے فنگر پر نٹس بھی کسی گارڈ کے فنگر پر نٹس سے میچ نہیں ہوئے تھے۔

کراچی سے اس نے گاڑی موٹر وے پر ڈالنے کیلئے پہلے پاس لیا۔ بڑی گاڑی ہونے کے باعث پاس کے چار جز زیادہ لگے تھے۔ اب اسکی لینڈ کروزر موٹر وے پر دھول اڑا رہی تھی۔ اسکی کنڈیشن اتنی اچھی نہ تھی۔ مگر ہمت کرے انسان تو کیا نہیں ہو سکتا؟

اب گاڑی نوری آباد میں داخل ہو چکی تھی۔ یہ علاقہ زیادہ تر فیکٹریوں کے گھیرے میں تھا۔ اسے انڈسٹریل ایریا بھی کہا جاتا ہے۔ یہاں سے اب موٹر وے پر پاس کی ادائیگی کے بعد کار آگے بڑھالی۔ اب تک تو نیلیم کو ہوش آ جانا چاہیے تھا۔ مگر وہ بے سدھ پڑی تھی۔

اتنی نزاکت "اسکے سپید چہرے کی جانب دیکھتے وہ بڑبڑایا۔"

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

ٹائیگر فارم ہاؤس کے بیسمنٹ میں اے ایس پی آہل اسرار قید ہے۔ منہاج کو لگتا ہے کہ "وہ ہمارے ادارے کا کارکن ہے یا ہم سے ملا ہوا ہے۔"

تم میں سے کون گیا تھا وہاں؟؟ اس نے کار کی سپیڈ بڑھادی۔ یہ اسکے اندر اُٹھتے اُبال کا نتیجہ تھا۔

-میں خود گیا تھا۔ انس نے بتایا

تمہیں نہیں جانا چاہیے تھا میری اجازت بنا۔

سوری سر! وہ اسکا جملہ مکمل ہونے سے پہلے ہی معذرت کر گیا۔ اسکی یہی عادت تو میجر عاص کو مجبور کر دیتی تھی۔ اسکا گرویدہ ہو جاتا تھا وہ۔ "ہیڈ کوارٹر سے کیا آرڈر آئے ہیں؟ اور دوسری کار کہاں ہے؟" اس نے اگلا سوال کیا۔

سر آپ نیلیم کو لے کر نواب شاہ پہنچ جائیں۔ فی الحال یہی آرڈر ہیں۔ "انس نے آگاہ کیا۔" ابھی ہیڈ کوارٹر رابطہ کرنا میجر عاص کیلئے خطرناک ثابت ہو سکتا تھا۔ منہاج سے کوئی بھی اُمید کی جاسکتی تھی

"اور کار ہالہ پر ملے گی آپ لوگوں کو۔"

"تمہیں کیا لگتا ہے منہاج کو نیلیم کی وہاں موجودگی کا پتا چل گیا ہے؟"

سوری ٹائیگر اس بارے میں کچھ کہا نہیں جاسکتا۔

باقی سب کیسے ہیں؟؟ اسکے لہجے میں اپنے ساتھیوں کیلئے فکر مندی تھی۔

سر ایجنٹ 42 کو ایک گولی لگی ہے۔ بٹ ہی از فائن ناؤ۔ "انس نے کہا۔"

اوکے مجھ سے رابطے میں رہنا اور ہوشیاری سے آہل کی پشت پناہی کرتے رہنا۔ منہاج اُسے کوئی نقصان نہ پہنچائے اور پتا لگاؤ کہ اُسے نیلیم کی موت کا کتنا یقین ہے اور ہاں شاکر کا سیل فون نمبر حاصل کر کے ہیڈ کوارٹر رپورٹ سینڈ کرو۔ شاید اُسکے موبائل ڈیٹا تک رسائی ممکن ہو جائے۔ حیرت کی بات ہے اسکے پاس سعودیہ کا پاسپورٹ کیسے آیا۔ بہت تیز اور شاطر دماغ ہے وہ۔ تم ہوشیار رہنا۔ وہ تیز تیز بول رہا تھا۔ جب اچانک نیلیم کے وجود میں۔ جنبش پیدا ہوئی تو اس نے رابطہ منقطع کر دیا

کراچی سے اب حیدر آباد آچکا تھا۔ اسے ڈرائیو کرتے ڈھائی گھنٹے گزر چکے تھے۔ موٹر وے کے اختتام پر تقریباً پچیس کلو میٹر بعد ٹیاری آتا ہے M9

ہہ۔۔۔ ہم اتنی دیر سوتے رہے۔ ہم کہاں جارہے ہیں؟ اس نے میجر عاص سے سوال کیا۔
-نواب شاہ" اسکا فوکس ڈرائیونگ پر تھا"

مگر کیوں؟ وہ سیدھی ہو بیٹھی۔ نظریں میجر عاص کے چہرے کا طواف کر رہی تھیں۔
تمہاری وجہ سے۔ "پھر ٹکا سا جواب آیا۔"

آپ کبھی سیدھے منہ بھی بات کر لیا کریں۔ وہ چڑ گئی۔ تمہیں کس نے کہا ہے کہ مجھ سے بات کرو؟ میجر عاص نے ایک نظر اس پر ڈالتے پھر سے سامنے دیکھنا شروع کر دیا

بھوک لگ رہی ہے ہمیں۔ "اس نے میجر عاص کی بات یکسر نظر انداز کر دی۔"

کچھ دیر صبر کر لیں۔ ابھی ہم ہالہ پر رکیں گے۔ وہاں سے کچھ کھا لیجیے گا۔ اسکا انداز پھر سے پروفیشنل ہو گیا۔

اس انداز میں ہم سے بات مت کیا کریں۔ وہ سینے پر ہاتھ باندھتی ونڈ اسکرین کی طرف دیکھنے لگی۔ میجر عاص نے فقط کندھے اُچکانے پر ہی اکتفا کیا تھا۔ کچھ دیر بعد اس نے کار روک دی۔ ابھی تک وہ نیشنل ہائی وے پر تھے۔ موٹر وے پولیس نے گاڑی کے کاغذات وغیرہ چیک کیے تھے۔ مگر نیشنل ہائی وے پر یہ مسئلہ نہیں تھا آگیا نواب شاہ؟ میجر عاص کو باہر نکلتے دیکھ کر اس نے پوچھا۔

نہیں، وہ کار سے اتر کر اسکی جانب آیا اور دروازہ کھولا۔ آؤ، کار کی بیک سیٹ پر سے اپنا بیگ اٹھایا اور کار لاک کردی

کتنا ٹائم اور لگے گا؟ اس نے انس سے رابطہ کیا۔

تیس، چالیس منٹ۔ اوکے، رابطہ ختم کرتے اس نے نیلیم کو دیکھا۔ جسکے بکھرے بال ہوا کے دوش پر لہرا رہے تھے۔ میجر عاص کے چہرے پر ناگواری پھیل گئی

بیٹھ جاؤ وہ پھر سے ڈرائیونگ سیٹ سنبھال چکا تھا۔ گاڑی نیشنل ہائی وے سے اتر کر اب کچی آبادی میں گھس رہی تھی۔ دھول مٹی کا ایک جم غفیر تھا یہاں۔ کچے راستے پر انکی لینڈ کروزر ہچکولے کھا رہی تھی۔ بالا آخر ایک آبادی بھرا علاقہ آگیا۔ یہ ضلع ٹیاری کا ایک چھوٹا سا شہر ہے۔ اسکے شروع اور آخر میں کچی آبادی اور دیہات ہی دیہات واقع ہے۔ وہ ابھی

درمیانی علاقے میں تھے۔ جسے ہالا اولڈ بھی کہا جاتا ہے اور شہری علاقہ ہالا نیو کہلاتا ہے۔
- جسکی بنیاد 1800 میں مخدوم میر محمد نے ڈالی

ہالا سندھ کا تاریخی، ثقافتی اور ادب و تہذیب کا ایک شاندار اور ناقابل بیان حصہ ہے۔ لوگ
سوات کاغان ناران کی تعریف کرتے ہیں۔ مگر ادب و تہذیب کے ساتھ ساتھ روحانیت کو
- پسند کرنے والے لوگ اس شہر نما گاؤں کے دیوانے ہیں

نیو ہالا میں کار روکتے، انہوں نے ایک مناسب سے ہوٹل کا انتخاب کیا اور وہاں آرڈر دیتے
بیٹھ گئے۔ ہوٹل کیا یہ ہالا اولڈ کی جانب لگتا حصہ تھا۔ جہاں ڈھابے نما ہوٹل اور ایسے ہی
- اسٹالز نما بازار تھے۔ رات کے گیارہ بج رہے تھے

اُف یہاں کتنے مچھر ہیں۔ اوپر سے یہ بلیک چادر۔ "بار بار بازو پر لمبے ناخن گھسیٹتی، وہ "
- اب کی بار چلائی تھی

ذرا سا مچھر نے کاٹا ہے۔ سانپ نے نہیں جو اتنا چلا رہی ہیں آپ۔ "میجر عاص جو اس کچے "
سے علاقے میں گردش کرتی ہوا میں اپنے دیس کی مٹی کی خوشبو محسوس کر رہا تھا۔ بدمزہ
- ہو کر بولا

اور چادر کی خوب کہی۔ وہ جالی کا دوپٹہ لے کر نکلتی تو اب تک ایم آرز پلازہ میں اے سی "
کی ٹھنڈک میں سو رہی ہوتی۔ "اسکے طنز پر نیلیم نے تخت پر درمیان میں پڑا شیشے کا گلاس
اُٹھایا۔ میجر عاص کے گھورنے پر زور سے واپس رکھ دیا۔ ورنہ زمین بوس ہو چکا ہوتا۔ اس
فرمانبرداری پر گول تکیے سے کمر لگائے بیٹھے میجر عاص کے لب ذرا کے ذرا مسکرائے۔

آپ کو ڈر نہیں لگا اگر میں آپ کو کہیں اور لے جاتا تو؟" ویٹر کھانا رکھ گیا۔ لکڑی کے تخت پر مہرون چادر بچھی تھی۔ دو گول تکیے اور ٹھنڈی ہوا رات کی چاندی کتنا پُر لطف سماں تھا۔ میجر عاص کیلئے۔ مگر نیلیم ابرار کو یہ مٹی سے اٹا علاقہ، مچھروں کی بھنبھناہٹ، لکڑی کا تخت سب ناگوار گزر رہا تھا۔

ہم آپ سے محبت کرتے ہیں اور محبت کی پہلی شرط تو بھروسہ ہے۔ جو ہمیں آپ پر ہے " اور ہمیشہ رہے گا۔ "اس چاندنی رات میں سامنے بیٹھی چاند کی سہیلی پتھر کے راجکار سے اظہار کر رہی تھی۔ ہر شے بالائے طاق رکھے، پس پشت ڈالے۔

ہماری ہماری نوجوان نسل کا سب سے گھمبیر مسئلہ پتا ہے کیا ہے؟ محبت۔۔۔ دنیا میں جیسے " اور کوئی کام رہا ہی نہیں ہے کرنے کو اور تم بھی انہیں نوجوانوں میں شمار ہوتی ہو۔ "میجر عاص نے مٹی کی مٹکی میں خوشبو اڑاتے اچار گوشت کو اپنی پلیٹ میں نکالا

ہمیں سخت مچھر کاٹ رہے ہیں۔ نہیں کھانا کھانا ہمیں۔ " اسکی آواز تیز ہو گئی تھی۔ جلدی " سے تخت سے نیچے اُتری اور جوتا پہنے لگی

اُف آپ صبح سے بھوکی ہیں۔ ابھی مزید سفر کرنا ہے۔ کیا پتا اور کچھ ملے کھانے کو کہ " نہیں۔ "پہلا نوالہ ہاتھ میں ہی ٹھہر گیا۔ وہ منہ میں نہ ڈال سکا۔ صبح سے تو وہ بھی بھوکا تھا۔ مگر اسے یہ جملہ کسی نے نہیں بولا تھا۔ وہ جیسی خود لا پرواہ تھی۔ اسکی محبت بھی ویسی ہی لا پرواہ سی تھی

یہ کالی چادر مچھروں کو کھانے پر بلا چکی ہے میں کیسے کھاؤں؟" وہ چادر کا ایک پلو کھینچ " کر بولی

اچھا چلو، تمھاری چادر بدلواتے ہیں۔ نوالہ وہیں چھوڑ کر ہوٹل کے مالک کو کچھ دیر انتظار کا بول کر، وہ اسے اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کرتا چھوٹی چھوٹی تنگ گلیوں میں، جہاں کھمبوں کے ساتھ لال ٹین اور پیلی روشنی کے بلب لگے تھے گزرنے لگا۔ وہ بھی نا سمجھی سے ساتھ آگئی۔

کتنا گندہ علاقہ ہے یہ پاکستان کا۔" اسکے پیر مٹی سے اٹ گئے تھے۔ شدید جھنجھلاہٹ میں " وہ بڑبڑائی

میرے پاکستان کا تاریخی حصہ ہے یہ۔ ہماری ثقافت کا حصہ یہاں بھٹ شاہ ہے۔ عبداللطیف " بھٹائی کا مزار ہے۔ ایک عظیم شخصیت، جن کے کلام کی جتنی تعریف کی جائے کم ہے۔ یہ اثاثہ ہے پاکستان کا۔ بتاؤ ہے یہ امریکہ کے پاس؟ روس کے پاس؟ پیرس کے پاس؟ تم لوگ اپنے ملک کے بارے میں جانتے ہی کیا ہو؟ یا جان کر بھی انجان بنتے ہو۔ کبھی اسکی خوبصورتی دریافت تو کرو۔" وہ شدید نالاں تھا اسکے رویے پر۔ جسے اتنی تاریخی جگہ کا نہیں پتا تھا۔ نیلیم سر جھکائے اسکی لعن طعن سنتے آگے بڑھ رہی تھی۔ جب وہ رُکا۔ اسکا سر میجر عاص کی پشت سے ٹکرایا۔

میرے بابا پتا ہے پاکستان کو کیسے ڈیفائن کرتے تھے۔ ایک نظم انہیں میں نے لکھ کر دی " تھی۔ الفاظ اُن کے تھے بس جمع کیا تھا میں نے۔ جب میں پندرہ سال کا تھا۔ میٹرک کے

نیلیم کا مرکب از دیباہ تبسم

امتحان دیے تھے میں نے۔ پھر بابا کی ساگرہ پر اُنہیں یہ نظم لکھ کر دی تھی۔ " وہ اس کے ٹکڑے کا نوٹس لیے بغیر بولا۔

نیلے اُفق کی چادر سنہری دھرتی ڈھانپے

لش لش کرتے کھیتوں میں دھان اور گندم کے گوشے

پھاڑوں سے بہتا جھرنہ بھیگی سرد ہوا ناپے

!!! یہ دیس ہے میرا پاکستان

وادیِ کلام ہے یہاں اور نیلیم ہے

کاغان، ناران، سوات اور جہلم ہے

کوئل کی کوک، پیپے کی بولی ہے

محبت کی ست رنگی ہولی ہے

ہمسائے، مسافر سب کے حقوق ہیں

مہمان نوازی کے الگ شوق ہیں

!!! یہ دیس ہے میرا پاکستان

جہاں نہ فرقے ہوں نہ ذاتیں ہوں

نیلیم کا مرکت از دیباء تبسم

پیار محبت کی سب باتیں ہوں
امن کا گیت ہو، فاختائیں ہوں
مل جو بیٹھے تو حسیں یادیں ہوں
جن کے بعد نکلے سویرا وہی راتیں ہوں

خزاں میں بہار کی سوغائیں ہوں
!!! یہ دیس ہے میرا پاکستان
دشمن کا جو کبھی وار ہوتا ہے
اگلے دن بھی بستہ تیار ہوتا ہے
بھڑکتا ہوا جہاں آگ کا شعلہ ہوتا ہے
دھرتی کے محافظ کا وہیں پہرہ ہوتا ہے
جنت کے اس ٹکڑے پر ہر لمحے دشمن کا گھیرا ہوتا ہے

جیسے بیٹھے رس پر مکھیوں کا بسیرا ہوتا ہے
!!! یہ دیس ہے میرا پاکستان

(از خود)

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

آج نیلیم ابرار نے پاکستان کو میجر عاص کی نظروں سے دیکھا تھا اور پہلی بار اسے لگا تھا کہ دھرتی کا یہ ٹکڑا دنیا میں سب سے زیادہ حسین ہے۔ اسکے نزدیک وہ بس صوفی شاعر تھے۔ جبکہ عاص عالم کے نزدیک وہ اسکے پاکستان کا اثاثہ تھے۔ وہ پھر سے چلنے لگا۔ ایک اجرک کے اسٹال پر رُک کر اس نے چادریں دیکھنا شروع کیں اور نیلیم ابرار نے اس دھوپ چھاؤں، پتھر موم سے شخص کو۔

یہ کیسی ہے؟" میجر عاص نے یاقوتی اور سٹیل گرے رنگ کی ایک خوبصورت اجرک اسکی " - طرف بڑھاتے پوچھا۔ وہ اتنی موٹی نہ تھی۔ اسے اوڑھا جاسکتا تھا

نواب اور رکھ رکھاؤ والے لوگ، جب کسی کو تحفہ دیتے ہیں تو عزت دیتے ہیں اور اس " سے پیارا تحفہ کیا ہوگا بیٹی آپ کیلئے؟" دکاندار نے اسے چادر کی ملائمت جانچتے دیکھا تو بولا۔ جبکہ اسکے تحفے والی بات پر دونوں نفوس کی آنکھوں کا زبردست ٹکراؤ ہوا تھا۔ یہ شہر کھڑی اور اجرک کی وجہ سے بہت مشہور ہے۔ یہاں کی اجرک باہر ممالک تک بھی جاتی ہے۔ مشکل ہی اس بات کو کوئی تسلیم کرتا ہوگا۔ یہی نہیں یہاں کے چینی کے برتن بھی بہت مشہور ہیں

اچھی لگی ہے ہمیں۔" نیلیم نے چادر تھامتے کہا۔ یہ ایک منفرد اور خاص تحفہ تھا۔ پہلا تحفہ، " ہالا کی ہوائیں نیلیم ابرار کو اب گنگناتی محسوس ہو رہی تھیں۔ بابا بلھے شاہ کا کلام میجر عاص کے ثقافتی شہر ہالا کی خوشبوؤں سے لبریز، ہوا کی لے پر رقص کرنے لگا تھا۔ اجرک ہاتھ میں تھامتی وہ چاندنی رات کے حُسن میں اضافہ کرتی، پرستان کی شہزادی اس مغرور اور منفرد مرد کے ہمراہ چل رہی تھی۔ جس نے اسے پہلا تحفہ ہالا کی اجرک دی تھی۔ یہ اجرک

نیلیم کا مرکت از دیباء تبسم

نیلیم ابرار کے وجود کا حصہ بنی ہالا کی ہواؤں میں محوِ رقص بابا بلھے شاہ کا کلام اپنے اندر
-جذب کر رہی تھی اور یہ ہوا اک ان دیکھا حصار کھینچنے لگی

جس دل وچ سجن وس جایئے

اس دل تے ظلم کمائی دا نئی

جدوں پیار کسی نال پایئے

اوهنوں کلیاں چڈھ کے جائے دا نئی

تینوں کی وسوں تو جان دا نئی

ایہہ پیار دی گل فریدہ

جیہڑہ زخم دلبر یار ڈیوے

اس زخم تے مرہم لائی دا نئی

-کون ہے صاعقہ؟ دادو نے عینک درست کرتے بچ پارہ بند کیا

دادو خالہ بشیرہ آئی ہیں۔ صاعقہ نے باہر کا دروازہ بند کرتے ایک عورت کو اندر آنے کی اجازت دی۔

تو اندر لے آنا بچے، دادو پھر سے بولیں۔

-جی دادو! آئیں خالہ، وہ انہں ساتھ لیے راہداری گزرتے ڈرائنگ روم میں آگئی

جا اپنی خالہ کیلئے ایک کپ چائے بنا لا۔ دادو کے اگلے حکم پر وہ فرمانبرداری سے سر ہلاتی جانے لگی۔

صاعقہ چینی نہ ڈالنا بیماریوں کی جڑ ہے میٹھا۔ وہ بلند آواز بولیں۔ جب تک صاعقہ کچن میں جاچکی تھی

ارے تمہیں کیا بیماری لگ گئی؟ دادو نے عینک اُتار کر سرہانے کے پاس رکھی۔

شوگر ہائی رہنے لگی ہے۔ انہوں نے آہ بھری۔

تو ٹینشن کم لیا کرو نا۔ مجھے دیکھ لو ستر کو جانے لگی ہوں۔ مگر مجال ہے جو بیماری میرے بستر کے نزدیک پنکھ بھی مار جائے۔ بزرگوں والا انداز تھا ان کا۔

ہاں بھئی آپ کی تو گل ہی دکھری ہے۔ جوان جہان لڑکی کو گئے ہفتہ ہو گیا ہے، پر تھانو "تے نا فکر نہ فاقہ۔" خالہ بشیرہ عادت سے مجبور اپنے چٹخارے موضوع کی جانب آچکی تھیں۔

غائب کا کیا مطلب خالہ؟ پڑھنے گئی ہے دوسرے شہر۔ صاعقہ پھر سے ڈرائنگ روم میں داخل ہوئی۔

ہیں۔۔ منہ پر ہاتھ رکھے حیرت کا اظہار کیا۔ شہر پڑھنے گئی ہے تو تھانے میں رہیٹ " (رپورٹ) کیوں لکھوائی تھی؟" دادو نے صاعقہ کو دیکھا۔ جو خالہ بشیرہ کے ساتھ والے صوفے پر بیٹھ رہی تھی۔

وہ ضد بہت کر رہی تھی خالہ۔ مگر ابا نہیں مان رہے تھے۔ تبھی بغیر بتائے چلی گئی۔ تین دن پہلے ہی فون کھڑکا دیا کہ لاہور میں ہی ایڈمیشن لے گی اور ہاسٹل میں رہے گی۔ اب شوق تھا اُسکا تو ابا نے بھی کہا۔ مت آئے واپس پڑھ لے، کر لے شوق پورا۔ "صاعقہ نے تفصیلاً بتایا۔

عجیب کہانی سنائی ہے تم نے۔ خالہ بشیرہ جی بھر کر بدمزہ ہوئیں۔

خالہ کہانی ہوتی تو سنائی، جو سچ ہے وہی بتایا ہے۔ اس نے بھی لحاظ نہ کیا صاعقہ جا چائے لے آ۔ جی دادو دم پر رکھی تھی۔ وہ اُٹھ گئی۔

کراچی چھوڑ کر لاہور پڑھنے جانے والی بات سمجھ نہیں آئی مجھے۔ وہ دادو سے مخاطب ہوئیں۔

مجھے بھی، دادو بیزاری سے بولیں۔ خالہ بشیرہ مزید دس منٹ بیٹھیں۔ چائے چڑھائی اور یہ جا وہ جا۔

دادو اب آپ سب سے یہی کہیں گی کہ نیلیم لاہور گئی ہے۔ میں نے یہی کہا ہے سب " سے۔ کالج جاتی ہوں تو بھی سب ایک ہی سوال کرتے ہیں۔ "وہ بہت ڈسٹرب نظر آرہی تھی۔

-ہوں، دادو نے دوپٹے کے پلو سے آنکھیں رگڑیں

ہالا پر گاڑی تبدیل کر کے کھانا کھانے کے بعد، وہ فریش بھی ہو چکے تھے۔ کار ایک بار پھر نیشنل ہائی وے پر اڑان بھرنے لگی۔ دونوں نفوس خاموش تھے۔ نیلیم کے وجود پر اب سیاہ چادر کے بجائے یاقوتی رنگ کی خوبصورت سی اجرک تھی۔ جسے اس نے اچھے سے لپیٹ رکھا تھا۔ نیم دراز انداز میں بیٹھی، وہ کھڑکی سے باہر جھانک رہی تھی۔ جہاں صاف لمبی روڈ پر اکا دکا اور گاڑیاں بھی رفتار پکڑے ہوئے تھیں۔ سعدیہ آباد، صابو راہو، سکرنڈ پھر نیشنل ہائی وے سے سپر ہائی وے پر لنک کیا اور گاڑی نواب شاہ کو روڈ پر ڈال دی۔ تمام راستے وہ خاموشی سے ڈرائیو کرتا رہا۔ نیلیم نہ سو رہی تھی نا جاگ رہی تھی۔ عجیب سی، اداس سی بیٹھی تھی۔

کبھی جذباتی ہو جاتی کبھی نرم پڑ جاتی۔ کبھی بدتمیزی کا مظاہرہ کرتی کبھی بے باکی کا۔ میجر عاص -اسکے رنگ و روپ ابھی تک سمجھ نہیں پایا تھا

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

اس نے فرنٹ ونڈ اسکرین سے پل بھر کو نظر ہٹاتے، اپنی ساتھ والی سیٹ پر آنکھیں
-موندے سیٹ کی پشت سے ٹیک لگائے، وجود کو دیکھا۔ جسکی پلکیں بار بار لرز رہی تھیں

-کیوں؟؟ وہ دماغ میں ابھرتے سوال کو زبان پر لا نہ سکا

-مگر اس چہرے سے جڑی اسکی ہر بری، بھیانک یاد زندہ ہونے لگی تھی

اسے نیلیم ابرار سے نفرت تھی۔ کیوں؟؟؟

اگر منہاج اُس سے محبت کرتا ہے۔ وہ منہاج کی خوشی ہے تو اس میں اُسکا کیا قصور ہے؟
اگر لیزا حسن نے اسے استعمال کیا تھا۔ اسکے باپ تک رسائی حاصل کرنے کو تو اس میں نیلیم
کا کیا قصور تھا؟

اگر وہ ایک بار یہ سب سوچ لیتا تو شاید اسے یہ لڑکی اتنی بری نہ لگتی، جتنی اب لگتی تھی۔
- یا پھر وہ لیزا حسن کی طرح بے باک نہ ہوتی

اگر تمہاری حفاظت کا آرڈر نہ ہوتا تو شاید اب تک میں تمہارا قتل کرچکا ہوتا۔ مجھے جب "
جب تم میں لیزا حسن دیکھتی ہے۔ میرا تب تب دل چاہتا ہے تمہیں افیت دینے کو۔ تمہارا
-چہرہ اتنا کیوں ملتا ہے اُس سے؟" وہ اپنے آپ سے مخاطب تھا

بابا کو لگتا تھا کہ میں ایک اچھا آفیسر، ایک اچھا محافظ نہیں بن سکوں گا۔ کاش بابا آج "
آپ مجھے دیکھ لیتے۔ دیکھ لیتے کہ آپ کا بیٹا کتنی افیت میں، کتنی تکلیف میں ہے۔ آج اُسی
چہرے کی حفاظت کر رہا ہے۔ جس نے کبھی ہمارے ہنستے بستے آشیانے میں آگ لگائی تھی۔

کاش آج آپ اپنے بیٹے کو اس ملک کی حفاظت کیلئے خود سے لڑتے دیکھتے۔ بابا آپ کو اب تو یقین آگیا ہو گیا نا کہ میں بھی، آپ کی ہی طرح پاکستان کی حفاظت کیلئے کچھ بھی کر سکتا ہوں۔ اپنی جان بھی دے سکتا ہوں۔ مسلسل دائرہ آتش میں رہ سکتا ہوں۔ ہاں یہ چہرہ آتش ہے۔ میرے لیے، دنیا کیلئے یہ حسین ترین نقوش ہیں اور میرے لیے اتنے ہی بھیانک۔"

- فرنٹ ونڈ اسکرین پر اب میجر عاص کو ماضی کی جھلک دکھائی دینے لگی

عاص گڈ مارنگ مائی سن۔ کمرے کی کھڑکیوں پر پڑے دبیز گہرے رنگ کے پردوں کو ہٹاتے، مسز عالم نے اپنے سترہ اٹھارہ سالہ بیٹے کو مخاطب کیا۔ جو بیڈ پر اوندھے منہ پڑا سو رہا تھا۔ اسکے ایک ہاتھ میں کشن دبا تھا اور دوسرا ایک اور کشن پر دھرا تھا

مام پلیز نو مارنگ۔ اس نے ہاتھ میں دبا کشن کھڑکی سے آتی جبھتی سورج کی روشنی کی جانب پھینکا اور سر کے نیچے لیا۔ تکیہ اب اوپر منہ پر دبا لیا

عاص بابا ویٹ کر رہے ہیں ٹیبل پر، ساڈھے دس ہو رہے ہیں۔ بابا غصہ ہوں گے اتنی دیر سونے پر۔ وہ اسکی کتابیں سمیٹتے بول رہی تھیں۔ جو نیچے کارپٹ پر کھلی بند پڑی تھیں۔ صفحے بکھرے تھے۔ ساونڈ سسٹم بھی بہت ہلکی آواز پر چل رہا تھا۔ اتنی مدھم آواز کہ بس نیند ہی آجائے

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

اتنی بے ترتیب کہیں سے کرنل کے بیٹے نہیں لگتے۔ وہ مسکراتے ہوئے بڑبڑائیں۔ کمرہ کشادہ ہونے کے ساتھ ساتھ ویل ڈیکوریٹڈ بھی تھا۔ اسٹڈی روم میں تو اسے پڑھنے کی عادت ہی نہیں تھی۔ کرپٹ پر پھیلاوا ڈال کر پڑھنا اسکا پسندیدہ ترین مشغلہ تھا

عاص اٹس انف، انہوں نے آگے بڑھتے اسکے چہرے سے پلو کھینچا۔ مام! وہ چلایا۔ پھر ان کے گھورنے پر منہ بناتے بولا۔

-اسلام و علیکم! سلامتی بھیج کر وہ پاؤں نیچے لٹکاتا واش روم کی سمت بڑھ گیا
بس اب ڈسٹنگ کردو۔ وہ واپس آیا تو مسز عالم اسکا کمرہ چکا چکی تھی۔ ملازمہ کو حکم دے کر وہ عاص کی طرف دیکھنے لگیں۔ جو بال رگڑنے کے بعد ٹاول صوفے پر پھینک چکا تھا اور
-اب ڈریسنگ کے سامنے کھڑا بال بنا رہا تھا

بابا تین دن بعد کراچی سے آئے ہیں اور تم انہیں کتنا انتظار کروا رہے ہو۔

اوپس سوری مام! وہ برش رکھنے کے بعد ان کے شانوں کے گرد بازو پھیلاتے نیچے آگیا۔
جہاں کرنل شہیر عالم ڈائمنگ ٹیبل پر براجمان اخبار کا مطالعہ کرنے میں مگن تھے۔

اسلام و علیکم بابا! گڈ مارنگ کے الفاظ کرنل صاحب کو سخت ناپسند تھے۔ وہ کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گیا۔ بڑا سا ڈائمنگ ہال وائٹ ٹائلز سے جمگما رہا تھا۔ ملازمہ ٹیبل لگا رہی تھی۔

واہ آج تو بارہ بجے سے پہلے ہی مارنگ ہوگئی عاص عالم کی۔ انہوں نے اخبار تہہ لگا کر ٹیبل پر رکھا

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

بابا! وہ چلایا۔۔ مسز عالم مسکرا دیں۔ شادی کے پانچ سال بعد بہت منت و مرادوں کے بعد انہیں اللہ تعالیٰ نے ایک بیٹے سے نوازا تھا۔ اسکے بعد بس وہی انکی زندگی کا محور بن گیا تھا۔

- بابا میں صبح اُٹھا تھا۔ جاگنگ کی، فجر پڑھی، قرآن پاک کی تلاوت کی

اور پھر سو گیا۔ مسز عالم نے اسکی بات کاٹی تو کرنل صاحب کی مسکراہٹ گہری ہو گئی۔

اٹس ناٹ فیئر مام، میں رات بھر اسٹڈی کرتا رہا ہوں۔ اس نے جوس کا گلاس خالی کیا۔ وہ اپنی ڈائٹ کا خاص خیال رکھتا تھا۔

تمہارے ایگزائمز تو ابھی ختم ہوئے ہیں۔ کرنل صاحب نے نوالہ منہ میں ڈالتے کہا۔

میں آرمی جوائن کرنا چاہتا ہوں۔ بس اُسی کی ابھی سے تیاری اسٹارٹ کر دی ہے۔ ٹیسٹ "ول بی کنڈکٹڈ آفٹر فار منتھس مے بی۔" وہ بریڈ پر شوگر فری جیم لگانے لگا

ہاہا ہاہا کرنل صاحب نے نوالہ چھوڑ دیا۔ انکی ہنسی تھم کر نہ دے رہی تھی۔ اتنی بارعب شخصیت کا قہقہہ ملازموں کو بھی چونکا گیا۔

آئی ایم ناٹ جوکنگ ڈیڈ۔ اسکا موڈ خراب ہوا۔

برخوردار یہ آپ کے بس کا کام نہیں ہے۔ جسکے روم میں، کالج میں، ایون کار میں بھی اے سی فٹ ہے۔ جو دو قدم بھی اپنی بی ایم ڈیلیو کے بغیر نہیں چلتا۔ جو بارہ بارہ بجے تک سویا رہتا ہے۔ جس سے اپنا ایک کمرہ نہیں سنبھالا جاتا۔ وہ ملک کی حفاظت کا ذمہ سنبھالے گا؟

بابا آپ میری انسلٹ کر رہے ہیں۔ اسکے وجیہہ چہرے پر ناراضگی چھا گئی۔

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

اپنی ویز آپ آرمی جوائن نہیں کر رہے۔ جو کام آپ مکمل ذمہ داری سے نہیں کر سکتے۔ اس میں ہاتھ نہیں ڈالنا چاہیے۔ اس ناٹ آپارٹ آف ایڈونچر مائے سن، حکمیہ لہجہ۔

-بابا میں آرمی جوائن کرنا چاہتا ہوں۔ وہ ضدی لہجے میں بولا

کیوں؟ انکے نقوش پل بھر میں بدلے۔ چہرے پر کرختگی چھا گئی۔

تاکہ فیوچر میں سب میرے بیٹے کو بھی کرنل کا بیٹا کہیں۔ وہ انکا موڈ خوشگوار کرنے کو بولا اور حقیقتاً وہ ہنس پڑے۔ مسز عالم کی بھی ہنسی ڈانگ ہال میں گونجی۔ بالا آخر اس نے باپ کو منا لیا تھا۔ آرمی میں شمولیت اختیار کرنے کو

وائے ناٹ میں اپنے بیٹے کو مکمل گائیڈ کروں گا۔ دونوں اب ناشتے سے انصاف کرتے فوج کی باتیں کر رہے تھے۔ جب ملازم آیا۔

چھوٹے صاحب آپ کی دوست آئی ہے۔

میری دوست؟ کون؟؟ اس نے ناشتے سے ہاتھ روک لیا۔ لیزا حسن، کرنل صاحب نے بیٹے کا چہرہ دیکھا۔ جسکی رنگت پہلے زرد اور پھر نیلی پڑ گئی۔ اسکے جسم پر کپکپی طاری ہونے لگی تھی۔ اسے لگا تھا وہ اپنا مقصد حاصل کرنے کے بعد اس سے ملنے کبھی نہیں آئے گی۔ مگر وہ آچکی تھی۔ وہ اپنے بابا کو کیا بتاتا کہ وہ اپنے ضمیر کا بوجھ ہلکا کرنے کو فوج میں جانا چاہتا ہے۔ وہ ان کو کیا بتاتا کہ وہ کیا کر چکا ہے؟ وہ کتنی بڑی سازش کا شکار ہو چکا ہے؟؟ وہ انہیں کیا بتاتا کہ آج سے تین ماہ پہلے اسکے ساتھ کیا ہوا تھا؟

اگر اسکا باپ جان لیتا تو تب اسے پتا چلتا کہ سب سے بڑا مجرم تو اسکا خود کا بیٹا تھا اور اس میں کوئی شک نہ تھا کہ اس حقیقت کو جان لینے کہ بعد وہ اپنے بیٹے کو کبھی معاف نہ کرتا۔

بابا اپنی ایک غلطی کی سزا میں آج تک جی رہا ہوں۔ مگر میں کیا کرتا؟ میں کتنا بے وقوف " تھا۔ جب موت لکھی ہو تب ہی آتی ہے۔ بھلا میں کسی کو چند سانسیں کیسے دان کر سکتا ہوں۔ میں اپنے بابا کی چند سانسیں اور نہیں حاصل کر سکا۔ منہاج نے چھین لیں وہ سانسیں۔ وہ آپکی سانسیں لے رہا ہے۔ اگر اُس رات وہ دھماکہ نہ ہوتا تو دس سال پہلے ہی یہ مشن اپنے اختتام کو پہنچ چکا ہوتا۔ " وہ اپنی سوچوں سے نکلا تو جھٹکے سے کار روکی

نواب شاہ آگیا؟ جس چہرے سے ابھی وہ نفرت کا اظہار کر رہا تھا۔ وہی حقیقتاً اسکے سامنے تھا۔

Writers

منہاج تم نے کیا سوچا ہے پھر شاکر کے بارے میں؟ ایم آرز پلازہ میں رات کا ڈیڑھ بج رہا تھا۔ منہاج عز ضحاک لان میں ٹھنڈی ہوا میں چکر لگا رہا تھا۔ جب میورک کی کار اندر داخل ہوئی اور خود وہ منہاج کے سر پر پہنچ گیا۔

تمہارا اس سے کیا کام؟ اس نے سگریٹ سلگا رکھا تھا۔ دھواں ہوا کے سپرد کرتے، وہ اسکے سفید چہرے کی جانب دیکھتے بولا۔

میں تو بس ویسے۔ میورک کو لگا وہ اس پر شک کر رہا ہے۔

تم اپنے دماغ اور نظروں کا استعمال، وہاں تک ہی رکھو۔ جہاں تک میں نے اجازت دی ہے۔ اس سے آگے بڑھنے کی ضرورت نہیں۔ وہ سرد لہجے میں بولا۔ اندھیرے میں بھی اسکی غلافی آنکھیں دہک رہی تھیں۔

تم مجھ پر شک کر رہے ہو؟ میورک نے اپنے سینے پر اُنکی رکھتے پوچھا۔ وہ جو رات کے اس پہر بھی سفید بے شکن شرٹ اور بلیک جینز میں ملبوس تھا۔ ماتھے پر انگنت سلوٹیں ڈالے اسکی جانب دیکھنے لگا۔ عنابی ہونٹوں کا گول سا دائرہ بنا کر دھواں چھوڑا اور میورک کو دیکھنے لگا۔ پینٹ کی ایک پاکٹ میں ہاتھ ڈالے جوتے کی نوک سے اس نے گھاس کو اُکھاڑ دیا۔ پھر دھیرے سے چلتے ہوئے میورک کی جانب آیا اور جلتا سگریٹ اسکی گال پر رگڑا۔ میورک کی چیخ بہت بلند تھی۔ وہ بدک کر اس سے پیچھے ہٹا۔ جب کہ وہ مطمئن سا دونوں ہاتھ اب پینٹ کی جیبوں میں ٹھونسے اسکی حالت سے حظ اُٹھا رہا تھا۔ ہوا اسکے براؤن سلکی بالوں کو تھرتھرا رہی تھی۔ شرٹ کے اگلے دو کھلے بٹن اسکے چوڑے سینے کو واضح کر رہے تھے۔

یہ کیا کیا تم نے؟ تم ہوش میں تو ہو؟؟ میورک چلایا۔ اسکا چہرہ اس سبکی پر سُرخ ہو چکا تھا۔ ہاہا ہاہا ہاہا بس اتنی سی تکلیف نہیں برداشت ہوئی؟ وہ اسکی آنکھوں میں جھانکنے لگا۔ ت۔۔۔ تم پاگل ہو چکے ہو۔ میورک نے دانت پیستے گال سہلایا۔ پھر اسکو دیکھا۔ جو پھر سے سگریٹ سلگا رہا تھا۔ میورک نے یہاں سے چلے جانا مناسب سمجھا۔

تم کہاں لائی ہو مجھے؟؟؟ وہ اسکے ساتھ نا سمجھی سے چلتا پوچھ رہا تھا۔ یہ بنگلہ بہت وسیع و عریض رقبے پر پھیلا تھا۔ شاندار عمارت، منہاج نے پہلی مرتبہ اپنی اٹھارہ سالہ زندگی میں۔ اتنا خوبصورت گھر دیکھا تھا۔ کرڑوں کی مالیت کا

- یہاں کون ہے؟ وہ اپنے سے آگے چلتی اپنی ہی ہم عمر لڑکی سے مخاطب تھا

یہاں پارٹی ہے یار جشن " وہ آنکھ دبا کر بولی "

- مگر کس چیز کا؟ وہ حیران ہوا

تمہیں اپنی بہن کا بدلہ لینا ہے نا پاکستان سے؟ تو سمجھو آج سے تم ایک نئے راستے پر " قدم رکھنے لگے ہو۔ دنیا دیکھو گے اب تم۔ " اچانک وہ اسکے ہم قدم ہوتی اسکا ہاتھ تھام گئی۔ وہ جو تین ماہ سے کمرہ نشین، اپنے ماں باپ، بہن کی چیخوں سنتا پاگل ہوئے جا رہا تھا۔ اسکی مدد لینے کو تیار ہو گیا۔ اب وہی تھی اس کا سب کچھ۔

صرف بہن کا ہی نہیں مجھے اپنے پیرنٹس کا بھی ریونج (بدلہ) لینا ہے۔ کپکپاہٹ سے اسکے دانت بجنے لگے۔ اسے وہی آتش نظر آنے لگی۔ جس میں اسکا باپ اور بہن جل جل کر دم توڑ چکے تھے۔ وائے ناٹ، وہ اسکے شانے پر سر دھرے اندر آگئی۔ جہاں ایک بڑا سا ہال تھا۔ اندھیرے کو کم کرتی ہلکی ہلکی رنگ برنگی لائٹنگس اور بے ہنگم میوزک، قہقہے، ڈانس فلور پر ناچتے نیم برہنہ وجود۔ نشے میں دھت ڈگمگاتے نفوس، ان سب کے چہرے اور انداز اس بات کا ثبوت تھے کہ وہ سعودی نہیں تھے یا پھر اس ملک میں رہنے کے باوجود دوسری - سرگرمیوں میں ملوث تھے

یہ تم مجھے کہاں لائی ہو؟ اسکے قدم دہلیز نے جکڑ لیے۔ بے اختیار اس نے اللہ سے توبہ کی اتنی غلیظ جگہ پر نظر ڈالنے کی وجہ سے۔

تمہیں کسی سے ملوانے لائی ہوں۔" وہ اسے گھسیٹنے کے انداز میں لیے اندر چلی گئی۔"

ہئے گائز، ایک بڑے سے گروپ کی شکل میں موجود ٹولے کے پاس پہنچ کر اس نے نزاکت سے کہا اور پھر اسکا سب سے ملنے کا انداز خاص کر گروپ میں شامل چار لڑکوں کی بے باکی، منہاج کا چہرہ سُرخ کر گئی۔ بے حیائی کا یہ منظر اسے پانی پانی کر گیا۔

میٹ ہم ایم آ، وہ اسے ایم آ ہی کہتی تھی۔ سب کی نظریں اسکا جائزہ لینے لگیں۔ بلیک شرٹ کے ساتھ براؤن جینز پہنے بالوں کو ماتھے پر سیٹ کیے۔ وہ سادہ حلیے میں بھی غضب ڈھا رہا تھا۔ اسکی مردانہ وجاہت کو اس گروپ کے لڑکے لڑکیوں سب نے للچائی نظروں سے دیکھا۔ اسکی غلافی آنکھوں میں ناگواری ابھری

مست ہے۔" ایک لڑکے نے ہونٹ گول کرتے چلا کر ہاتھ گھٹنے پر مار کر کہا تو وہاں سب " کا چھت پھاڑ قہقہہ گونجا۔

آؤ ایم آ، وہ ششدر کھڑے منہاج کے بازو میں اپنا بازو ڈالتے بولی۔

مجھے جانا ہے۔ وہ اسکا بازو جھٹکنے لگا۔

جانا ہے؟ تمہارا دماغ خراب ہے۔ میں تمہیں اتنے بڑے بندے سے منٹیں کر کے ٹائم لے کر لائی ہوں۔ صرف تمہارے لیے اور تمہیں جانا ہے۔ وہ چلائی تو منہاج نرم پڑ گیا

جاؤ اور دوبارہ مت آنا۔ وہ ایسے ہی اسے ایمو شٹل بلیک میل کرتی تھی اور وہ ہوجاتا تھا۔
چپ چاپ جا کر ایک صوفے پر ٹک گیا۔ وہ سب بھی بیٹھ گئے۔ مگر اسے اب تک عجیب
- نظروں سے گھور رہے تھے

لو، وہ دو مشروب کے گلاس ٹرے میں رکھے اسے پیش کرتے بولی۔

جوس ہے، اسے گوگو کی کیفیت میں دیکھ کر وہ بولی تو منہاج نے ایک گلاس اٹھالیا۔ وہ
نہیں جانتا تھا کہ آج سے وہ کس راستے پر نکل پڑے گا۔ انتقام کی آگ میں جل جل کر وہ
درندہ بن جائے گا۔ اس نے سوچا بھی نہیں ہوگا۔ جوس کا گلاس ختم ہوچکا تھا۔ ان سب میں
سے بڑا لڑکا دونوں ٹانگیں میز پر رکھے اسے ہی گھور رہا تھا۔ اسکے جوتوں کے تلوے منہاج
کے منہ کی طرف تھے۔ اسے ان سب کے چہرے گڈ مڈ ہوتے نظر آنے لگے۔ اسکے بعد
اسے ہوش نہ رہا کہ اس کے ساتھ کیا ہوا؟ درحقیقت اسکے بعد اسے کبھی ہوش آیا ہی
نہیں۔ منہاج عز ضحاک تو اُسی دن مر گیا تھا۔ اگر کوئی زندہ تھا تو ایم آرز۔

لم اَبک اطلاق لکنما

"بکیت عیشی فیک اذ ولی

ماضی کی اس جھلکی پر منہاج عز ضحاک کے لب دھیرے سے ہلے تھے۔

کون کسی بوسیدہ کھنڈر پر روتا ہے)

روتا ہے اپنے بیتے جیون پر

کر سکتے ہیں نا؟ وہ کچے راستے پر چل رہے تھے۔ اونچی نیچی stay ہم شہر میں بھی تو
- پگڈنڈیوں پر چلتے نیلیم کوفت سے بولی

آؤ، چلتے پانی کا نالہ تھا۔ وہ جس پر سے میجر عاص نے چھلانگ لگاتے، اسے بھی آنے کا کہا۔
ہم نے تو مثال دی تھی بندر کی۔ آپ نے تو چھلانگیں ہی لگوانا شروع کروادی ہیں۔ وہ
کنارے پر کھڑی بولی۔

ایک جمپ کرنا ہے۔ درخت پر نہیں چڑھنا، وہ بگڑا۔

۔ ہم نہیں مار سکتے چھلانگ۔ وہ نفی میں سر ہلانے لگی

آئیں، میجر عاص نے بادل خواستہ ہاتھ بڑھایا۔ اندھیرے میں میجر عاص کے ہاتھ میں تھامی
ٹارچ کی روشنی نیلیم کے چہرے پر پڑ رہی تھی۔ خود وہ تاریکی کا حصہ بنا ہوا تھا۔ وہ اسکے
- تاثرات نہ دیکھ سکی۔ پھر اسکا بڑھا ہاتھ تھامے بغیر ہی چھلانگ لگادی

آآآ اسے لگا تھا اسکی دوسری ٹانگ گئی نالے کے اندر۔ مگر بروقت میجر عاص نے اسے بازو
- سے کھینچتے بچایا۔ اسکا سر میجر عاص کے مضبوط کشادہ سینے سے ٹکرا کر واپس گیا تھا

نیلیم کا حرکت از دیاء تبسم

چند پل تو وہ کچھ بول نہ سکی۔ جب کہ وہ آگے بڑھ گیا۔ وہ ہل بھی نہ پارہی تھی۔ رات کا سناٹا سائیں سائیں کر رہا تھا۔ کتوں، گیدڑوں کے بھونکنے کی آوازیں اب دہشت قائم کرنے لگی تھیں۔ جب نیلیم گھبرا کر تیز تیز قدم اٹھاتی اسکے پیچھے چلنے لگی۔ کھیتوں کو پانی لگایا گیا تھا شاید یا ہل چلایا تھا۔ خیر نیلیم نے پہلی بار ایسی جگہ دیکھی تھی۔ کاش! یہ سب وہ صبح کے اُجالے میں دیکھتی۔ وہ میجر عاص سے چند قدم پیچھے تھی

آگے آجائیں، راستہ خطرناک ہے۔ سناٹے میں اسکی بھاری آواز اُبھری تو وہ اسکے ہم قدم ہوگئی۔ آدھا گھنٹہ ہو گیا تھا انہیں چلتے ہوئے۔

اور کتنا چلنا ہے ہمارے پیر دُکھ رہے ہیں۔ وہ رونے والی ہوگئی۔ درخت کے پاس پڑے پتھر پر ٹک گئی۔ میجر عاص نے احتیاطاً ریوالور لوڈ کر لیا۔ ایک تو آپ کے نخرے، اس نے دانت کچکچائے۔

آپ کو یہ نخرے لگ رہے ہیں؟ ہر انسان زیادہ چلنے سے تھک جاتا ہے۔ البتہ آپ انسانوں میں نہیں آتے۔ وہ الگ بات ہے۔ اس نے بھی حساب برابر کیا۔ category کی آدھا گھنٹہ، صرف تیس منٹ چل کر تھک جانے والوں کو نخریلا ہی کہا جاتا ہے میڈم۔ وہ آس پاس ٹارچ گھماتا الرٹ تھا۔

ہم سے اور نہیں چلا جا رہا۔ وہ پیر جوتی سے آزاد کر چکی تھی۔

یہ سرائے نہیں ہے اور اُٹھیں۔ یہاں ٹھہرنا خطرے سے خالی نہیں۔ اس نے ریوالور سے اشارہ کرتے نیلیم کو اُٹھنے کا کہا۔

ٹائیکر ہم۔۔۔ جوتا پہنو۔ اسکی بات ابھی بیچ میں ہی تھی کہ میجر عاص نے اسے بازو سے پکڑ کر پتھر پر سے کھڑا کیا۔ اسے پتا تھا کہ اگر وہ سختی نہیں کرے گا تو وہ اسی طرح نخرے کرتی رہے گی۔

اچھا ایک بار پیر دھولیں؟ تھوڑا فاصلے پر لگا ٹیوب ویل دیکھ کر اس نے پوچھا۔

نہیں پیر درد کریں گے۔ چلنے سے خون گرم ہو گیا ہے۔ ٹھنڈا پانی فوراً نہیں ڈالتے۔ شاباش " اُٹھو تھوڑا سا راستہ ہے۔ " اس نے نیلیم کو ساتھ گھسیٹا تو وہ مجبوراً چل پڑی۔ آگے کما د تھا۔ گیدڑوں کی تعداد وہیں زیادہ ہوتی ہے۔ میجر عاص نے اس کے ہاتھ سے ٹارچ لے لی

شش!!! اسے کچھ بولنے کو پر تو لے دیکھ کر میجر عاص نے کہا۔ اس خطرناک راستے سے باحفاظت گزر کر وہ سامنے گیلی زمین پر آگئے۔ جسکے آگے مٹی کے کچے مکان تھے۔ یہ خالص دیہاتی علاقہ تھا۔ میجر عاص نے لمبی قطار میں بنے ایک گھر کا دروازہ کھٹکٹایا۔ جس کے دروازے کو لوہے کی زنجیر میں تالا ڈال کر مقفل کیا گیا تھا

آآ آ سنائے میں نیلیم ابرار کی چیخ گونجی۔ ساتھ ہی اسکا بازو بھی دبوج لیا۔

کیا ہوا؟ میجر عاص ریوالور اوپر کرتے آس پاس دیکھا۔

بیچ۔۔۔ چھپکی، نیلیم نے دیوار کی جانب اشارہ کیا اور خود اس کے پیچھے چھپ گئی۔ میجر عاص کا دل چاہا اسے کھڑے کھڑے شوٹ کر دے۔

حد ہے بزدلی کی۔ اس نے اپنا بازو چھڑوایا اور ایک بار پھر دستک دی۔

نیلیم کا مرکت از دیاء تبسم

اسلام و علیکم! عاص نے اندر داخل ہوتے سلام کیا۔ نیلیم بھی اسکے پیچھے ہی اندر آچکی تھی۔ وہ ایک کمرے میں داخل ہو گئے۔ لال اینٹوں کا بنا کمرہ جس میں چار پائیاں پڑی تھیں۔ ایک تیس بتیس سال کا شخص اندر آیا اور پانی پیش کیا

سر فریش ہو جائیں آپ۔ اس نے میجر عاص کو پانی کا گلاس تھمایا۔ جو سگنلز لانے کی کوشش کر رہا تھا

ہوں، اس نے کوٹ اُتارتے سٹیل کا گلاس تھام لیا۔

آپ ریٹ کر لیں۔ میجر عاص نے نیلیم سے کہا اور اپنا بیگ لے کر باہر نکل گیا۔ اسکا ساتھی بھی جاچکا تھا

سر ہیڈ کوارٹر سے آرڈر آیا ہے کہ آپ لڑکی کو لے کر اسلام آباد ہیڈ کوارٹر پر حاضری " دیں۔ "میجر عاص کے شرٹ اُتارتے ہاتھ تھم گئے۔

کب؟ سر آپ کو جلد از جلد اسلام آباد پہنچنا ہے۔

لگتا ہے مجھے خود ہی رابطہ کرنا پڑے گا۔ ہیڈ کوارٹر۔ میجر عاص نے اپنا بیگ خالی کرنا شروع کیا۔

سر آپ سمجھ نہیں رہے۔ وہ لڑکی بہت ینگ اور امچور ہے۔ یہی نہیں وہ بہت بے وقوف " بھی ہے۔ "پانچ بجے وہ جاگنگ کرنے نکلا تھا۔ اب اتنی دور آچکا تھا کہ باآسانی کسی سے بھی رابطہ کیا جاسکتا تھا۔ تبھی وہ ہیڈ کوارٹر رابطہ کرنے کی غلطی کر بیٹھا تھا۔

میجر عاص وہ لڑکی کتنی ینگ اور کتنی بے وقوف ہے۔ اسکا فیصلہ ہم اُس سے مل کر ہی " کریں گے۔ ایجنٹ 42 شہید ہوچکا ہے۔ اُسے بلوچستان میں پھیلی دہشت گردی کا کوئی سراغ مل گیا تھا یا تو را کے ایجنٹس وہاں ڈیرہ ڈالے ہوئے ہیں یا سی آئی اے کے اور دونوں کا "کنکشن منہاج سے ہی ہے۔ سات ماہ ہو گئے ہیں تمہیں۔ مگر نفع کوئی نہیں ہوا۔

سر زیاں بھی تو نہیں ہوا۔ وہ فوراً بولا۔

---کیوں نہیں ہوا؟ درگاہ پر دھماکہ

-سر انٹری ٹیسٹ کا دھماکہ

فضول بحث مت کرو عاص۔ انہوں نے سختی سے ٹوک دیا تو میجر عاص نے غصے سے مکا پاس لگے درخت پر مارا۔

منہاج کو ہینڈل کرنے کا طریقہ آگیا ہے۔ جو لیزا حسن نے منہاج کی مدد کیلئے کیا۔ وہی " نیلیم ہماری مدد کو کرے گی۔ وہ اپنے ملک کیلئے اتنا تو کر ہی سکتی ہے۔ "وہ اصل بات کی جانب آیا۔

-سر آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟ اسکی رگیں تن گئیں

نیلیم کو مشن کیلئے سائن کرنا چاہتا ہوں۔ اب بس وہی ہے جو کم وقت میں منہاج کا "بھروسہ جیت کر ایم آرز پلازہ میں رہ سکتی ہے۔ ورنہ ہم اس مشن پر سالوں لگا دیں گے۔" منہاج کے پاس ہر ساتھی کی کمزوری ہے۔ کوئی بھی اُس کے خلاف منہ نہیں کھولتا۔

سر جب ہم ماضی میں انڈر ورلڈ کی بڑی بڑی شخصیات تک پہنچ گئے۔ وہ آج انڈر گراؤنڈ "ہیں تو منہاج کیا چیز ہے؟" اس نے تنفر سے کہا۔

یاد رہے منہاج اُن کی ہی پیداوار ہے۔ اُسے اُنہیں لوگوں نے ٹرین کیا ہے۔ اب اسکے اثر "رسوخ بڑھتے جا رہے ہیں اور اُن شخصیات تک رسائی میں ہمارے تین کارکن بھی شہید "ہوئے تھے۔

پھر بھی سرگستاخی معاف آپ ایک ایسی لڑکی سے اُمیدیں باندھ رہے ہیں۔ جو قومی ترانے "کے ادب میں ٹانگوں کو زحمت دینا پسند نہیں کرتی، جسے ایک موقع ملے تو وہ اس دھرتی پر دو حرف بھیج کر کسی اور ملک چلی جائے۔ سر جو لڑکی آدھا گھنٹہ چلنے پر تھک جاتی ہے، جو کاکروچ چھپکلی کو دیکھ کر چیخیں مارنے لگتی ہے۔ جو ہر چھوٹی چھوٹی بات پر آنسو بہانے بیٹھ جاتی ہے۔ جو غصے میں ہر بات کہہ جاتی ہے۔ آپ اُسے اتنے حساس مسئلے میں انولو کرنا چاہ رہے ہیں؟ وہ پاکستان کیلئے اپنا ایک ناخن نہیں مروڑ سکتی۔ وہ کیا ہماری مدد کرے گی؟" اسکے لہجے میں حقارت ہی حقارت تھی۔

وہ ضرور کرے گی۔ ایک لڑکی ہے اور لڑکیوں کا دل بہت حساس ہوتا ہے۔ وہ اتنے "بے گناہوں کو مرتا کیسے دیکھ سکتی ہے؟" انہیں یقین تھا۔

مجھے اُس کی مدد نہیں چاہیے۔ میں اِس مشن کیلئے کچھ اور لائحہ عمل سوچنا شروع کروں " "اگ۔

ہم نے خود عورتوں کو بزدل اور کم ہمت سمجھ رکھا ہے۔ گرلز بھی آرمی جوائن کرتی ہیں۔" اس میں مضائقہ ہی کیا ہے؟ میں اُسے پراپر اسائن کروں گا تھرو آئی ایس ایس بی۔ تم اُسے ٹرین کرو گے اور وہ تمہارا مشن مکمل کرے گی۔ دیٹس اٹ۔ رابطہ منقطع ہو چکا تھا۔ میجر -عاص نے سیل فون سے سم نکال لی

ہونہہ نیلیم ابرار کرے گی مدد؟" وہ غصے سے پھنکارا اور تیز تیز دوڑ لگانے لگا۔ یہاں تک " کہ اسکا پورا جسم پسینے سے شرابور ہو گیا۔ حدِ نگاہ تک پھیلے کھیتوں میں وہ بھاگتا جا رہا تھا تو کیا ماضی کی کہانی پھر سے لکھی جانے والی تھی؟ منفرد کرداروں کے ساتھ؟؟

Writers

اندھیرا ہی اندھیرا تھا۔ تاریکی میں وہ رو رہی تھی۔ ٹپ ٹپ آنسو بہہ رہے تھے۔ اسکے گلابی عارض بھیگ رہے تھے، نم تھے۔ وہ کسی اونچی مسند پر بیٹھی تھی پر کہاں؟ اسے کچھ نظر نہ آیا۔

"ولو خیرونی لکرت جبک للمرة الثانية"

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

(اگر مجھے ایک بار پھر موقع ملے تو میں تب بھی ایک بار پھر تمہیں ہی محبت کیلئے چنوں گا)
خمار آلود لہجے میں کوئی کہہ رہا تھا۔ اسے اپنے ہاتھ پر مضبوط سفید جلد اور بھورے بالوں والا
ہاتھ محسوس ہوا۔ گھٹنوں کے پاس بیٹھے شخص نے سر اٹھایا۔ اس سے پہلے کہ وہ اسکا چہرہ
دیکھتی، سب غائب ہو گیا اندھیرا تھا

"میں اندھی ہوں مجھے نظر نہیں آتا۔"

یہ اسکی اپنی آواز تھی۔

"لو خیرونی لکررت جبک للمرة الثانية

یہ عربی زبان میں کیا اقرار تھا۔

الفاظ گونجنے لگے۔ اندھیر نگری دونوں نفوس سے خالی ہو گئی۔

آآ وہ چیخ مارتی اُٹھی تھی۔ پچھلے دو سالوں سے آنے والے خواب اسے اب خوفزدہ کرنے
لگے تھے۔ حالانکہ وہ ڈراؤنے خواب نہ تھے

کیا ہوا؟ وہ ابھی ابھی جاگنگ سے آیا تھا۔ چھ بجے کا وقت تھا۔

چھپکلی دیکھ لی؟ اس نے اپنی جانب سے اندازہ لگایا۔

نن۔۔۔ نہیں، پانی۔ وہ اپنے چہرے سے پسینہ صاف کرنے لگی۔ پوری رات کروٹیں لیتی گزری
تھی۔ دو گھنٹے پہلے ہی تو آنکھ لگی تھی۔ میجر عاص نے پانی کا گلاس اسے تھمایا۔

آپی! ہمیں آپی کے پاس جانا ہے۔ وہ بچوں کی طرح رونے لگی۔ میجر عاص نے پانی کا گلاس اس سے پکڑ لیا۔

اب آپ کی آپی کو میں یہاں کیسے لاؤں؟ وہ تنک کر بولا۔

مت لائیں ہم خود چلے جائیں گے اُن کے پاس۔ "وہ اپنے اوپر لی چادر ہٹا کر دروازے کی " جانب بھاگی۔ بکھرے بال، روئی روئی آنکھیں، وہ اپنے حواسوں میں نہیں لگ رہی تھی۔ میجر عاص اس کے پیچھے لپکا۔ وہ صحن تک پہنچ چکی تھی۔

نیلیم! میجر عاص نے اسکا بازو دبوچتے روکا۔

چھوڑیں ہمیں، ہمیں جانا ہے۔ آپ کو سنائی نہیں دے رہا؟ چھوڑیں ہمیں کہیں نہیں جانا۔ یہ آواز ہمارا پیچھا کر رہی ہے۔ یہ قریب آتی جا رہی ہے۔ ہمیں اندھا کر دے گی۔ چھوڑیں، وہ ہذیبانی انداز میں چلانے لگی۔ میجر عاص کے بازوؤں کو اپنے لمبے ناخنوں سے نوچ ڈالا۔ اسکا حصار توڑنے کی کوشش میں وہ بے دم سی ہوتی جا رہی تھی۔ اس کے کانوں میں اب تک وہی جملہ گونج رہا تھا۔

"ولو خیرونی لکررت جبک للمرة الثانية"

بند کرو اس آواز کو چُپ ہو جاؤ۔ جانے دو ہمیں۔ وہ جتنا تڑپ رہی تھی۔ اسکی گرفت اتنی مضبوط ہوتی جا رہی تھی۔ نیلیم کا دم گٹھنے لگا۔ میجر عاص کیلئے اسکی یہ حالت، یہ انداز بالکل نیا تھا۔

- نیلیم کون سی آواز؟؟ وہ چلایا۔ اسے دونوں بازوؤں سے تھام کر اپنے مقابل کیا

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

سنا نہیں آپ نے وہ وہ آرہا ہے۔ آپ کو نہیں سنائی دے رہا۔ سنیں اس آواز کو سنیں۔ "وہ" -
-چینے جارہی تھی۔ اسکی گرفت سے نکلنے کو پھڑک رہی تھی

آپ کو کیوں نہیں سنائی دے رہی یہ آواز؟ "وہ چلائی تو میجر عاص کا ہاتھ گھوم کر اسکے "
چہرے پر پڑا۔

پاگل ہوگئی ہو؟ "نیلیم کچے مٹی کے فرش پر گری تھی۔ اسکی شال میجر عاص کے پیروں "
-میں پڑی تھی۔ بال اسکے پورے وجود کا احاطہ کیے ہوئے تھے

کون سی آواز؟ "میجر عاص اسکے پاس پنچوں کے بل بیٹھتے، اسے بازو سے پکڑ کر اپنے "
مقابل کرتے پوچھنے لگا۔ میجر عاص کی پڑی چار انگلیاں اسکے دائیں گال پر ثبت تھیں۔ لال
لال نشان پڑے ہوئے تھے۔ مگر اسکے آنسو تھم گئے تھے۔

Writers

اسکا تھپڑ اتنا بھاری تھا کہ نیلیم کو اپنے منہ میں خون کا نمکین ذائقہ محسوس ہوا۔ جلن سے
گال میں چیونٹیاں دوڑتی محسوس ہوئیں۔ اس نے بے یقینی سے ٹائیگر کو دیکھا۔

آئیام آسکنگ سم تھنگ (میں کچھ پوچھ رہا ہوں)۔ وہ اسکے عجیب سے انداز سے دیکھنے پر اپنی
-بھاری مردانہ آواز میں بولا

نیلیم کا حرکت از دیاء تبسم

ہمیں واپس جانا ہے اپنی آپ کے پاس۔ وہ اٹل لہجے میں بولی۔

میجر عاص نے گہری سانس لیتے خود کو ریلکس کیا۔ دیکھیں نیلیم، ہمیں کچھ نہیں دیکھنا۔ اسکے مصلحتی انداز پر وہ چیخ کر گویا ہوئی۔

ہمیں یہاں سے جانا ہے بس۔ وہ ضدی پن سے بول نہیں بلکہ چیخ رہی تھی۔ میجر عاص نے محسوس کیا تھا۔ وہ جتنے غصے سے اسے ہینڈل کرتا تھا۔ وہ اتنا بگڑ جاتی تھی اور جب نرمی سے مخاطب ہوتا تو وہ سب مان جاتی تھی۔ ابھی بھی اسکے تھپڑ کے جواب میں اس نے چلانا اور ضد کرنا بند نہیں کیا تھا۔

اچھا چلتے ہیں۔ پہلے آپ فریش ہو کر چیخ کر لیں۔ اس نے نیچے پڑی اجرک نیلیم کو اوڑھائی۔ اس نے سختی سے میجر عاص کے ہاتھ جھٹکے۔ وہ ہونٹ بھینچ کر اٹھ گیا۔

نیلیم! اسے ویسے ہی بیٹھا دیکھ کر اس نے پھر پکارا۔ نیلیم نے سخت غصیلی نظروں سے اسے دیکھا اور پیر پٹختی اندر چلی گئی۔ کچھ دیر بعد وہ نیلیم کے کمرے میں آیا تو اسکے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا بیگ تھا۔

اس میں لیڈیز ڈریسز ہیں۔ آپ اپنے ناپ کے کپڑے نکال کر پہن لیں۔ ٹائیگر نے بیگ اسکے سامنے والی چارپائی پر رکھ دیا۔ نیلیم نے کوئی جواب نہ دیا۔ گھٹنوں میں سر دیے بیٹھی رہی۔ ٹائیگر کمرے سے نکل گیا۔

دوپہر کا وقت تھا۔ سورج کا راج، دھوپ آج جم کر نکلی تھی۔ ایم آرز پلازہ کو اس دھوپ سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔ لاتعداد ۱۱ سی ہر کمرے کی زینت تھے۔ حرام کی کمائی سے وہ اس گرمی سے تو بچ گئے تھے۔ مگر دوزخ کی گرمی سے تپش سے انہیں کون بچا سکے گا؟ جس نے انسانیت کا قتل کیا۔ ظلم کیے۔ لاکھوں کی تعداد میں گھر برباد کیے۔ جس نے آپہیں سسکیاں کچھ نہ سنیں۔ جس نے رحم نہیں کیا تو کیا وہ رحم کرے گا؟ جس کے بندوں کے ساتھ وہ شرمناک کھیل کھیلتا رہا ہے۔ جنہیں زندہ جلاتا رہا ہے۔ موت تو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اور وہ خود خدا بنا لوگوں کی زندگیوں اور موت کے فیصلے کرتا پھرتا ہے۔

:حدیث مبارکہ ہے

"اللہ تعالیٰ اُس پر رحم نہیں کرتا، جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا۔"

بے شکن ٹی شرٹ اور بلیک ٹراؤزر میں وہ آج پورا دن ورزشی آلات کے ساتھ نبرد آزما کرتا رہا تھا۔ مضبوط بازو اور کسرتی بدن اسکی محنت کا منہ بولتا ثبوت تھے۔ چھوٹا سا وائٹ ٹاول ہاتھ میں تھامے۔ اس سے پسینہ پونچھتا اپنے کمرے میں آیا۔ جہاں اسکے خاص ملازم نے اسکا کام مکمل کر دیا تھا۔ اب اپنا لیپ ٹاپ آن کر کے ایم آرز کے سامنے رکھ رہا تھا۔ جو قیمتی نرم صوفے پر گرنے کے انداز میں بیٹھ گیا۔ اندر آتے ملازم نے اسے جوس پیش کیا۔ جو اس نے لیپ ٹاپ پر نظریں جماتے ٹرے سے اٹھایا اور اسے باہر جانے کا اشارہ کیا۔

اب کمرے میں صرف دو نفوس تھے۔ ایک ایم آز اور دوسرا اسکا خاص بندہ جو کب سے ان کے ساتھ تھا۔ مگر ایم آز نے اسے موقع نہ دیا تھا۔ لیپ ٹاپ پر ویڈیو پلے ہونے لگی۔ کرتا شلوار میں ملبوس شخص، ایک باوردی گارڈ سے مخاطب تھا۔ دونوں سنسان سڑک پر کھڑے تھے۔

میں نے ایگل اور اُس لڑکی کی جعلی تصویر بنوائی تھی۔ تم سے بس اور کس چیز کے پیسے "چاہیے ہیں تمہیں؟"

تمہیں یاد نہیں میں نے ایم آز سے جھوٹ کہا کہ ایگل اور وہ لڑکی مجھے نظر آئے تھے اور "اس پر ایم آز کا جو قہر برسا۔ اُس نے مجھے نوکری سے بے دخل کر دیا اور تم چند روپے دے کر چلتے بنے۔ میں اب کون سی نوکری کروں۔ میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔ بہنیں کنواری بیٹھی ہیں۔ خرچے بڑھتے جارہے ہیں اور تمہاری وجہ سے اتنی اچھی نوکری بھی چلی گئی۔ مجھے نوکری لگوا کر دو یا پیسہ دو۔ کچھ بھی کرو نہیں تو میں ابھی جا کر تمہاری پول کھول دوں گا۔" گارڈ بولنے پر آیا تو دھمکی بھی دے ڈالی۔ جس پر سامنے کھڑے نوجوان کے ہونٹ ہلکے سے مسکرائے۔ ڈل مہرون کرتا شلوار میں اسکی سفید رنگت نمایاں تھی

تم مجھے دھمکی دے رہے ہو؟ اس نے بازوؤں کے کف چڑھانے شروع کیے۔

مجھے پیسہ چاہیے بس۔ گارڈ ناگواری سے بولا۔

اوہ کتنا حرام کھاؤ گے؟

نیلیم کا حرکت از دیاء تبسم

جتنا کھانے کو ملے گا۔ گارڈ بھی ڈھٹائی سے بولا۔ یہ لو ایک گولی کھا کر دیکھو۔ گارڈ کو پتا بھی نہ چلا کب اس نے پستل لوڈ کیا اور نکالا۔ گارڈ کے گھبرائے چہرے کو دیکھتے اسکی سنجیدگی میں مزید اضافہ ہو گیا۔

ٹھاہ! گولی سیدھی اسکے ماتھے میں لگی۔ سرخ رنگ مادہ اسکے چہرے پر تیرنے لگا۔ آنکھوں سے ہوتا گالوں پر، ہونٹوں پر، پورا چہرہ اور قمیض خون سے بھرنے لگی اور وہ چند سیکنڈز بعد زمین بوس ہو گیا۔

ویڈیو ختم ہو چکی تھی۔ منہاج کی نظریں اب بھی اسکرین کا طواف کر رہی تھیں۔

مجھے اس بندے کی لوکیشن فائنڈ کر کے بتاؤ۔ اسکرین پر ہی نظریں جمائے اس نے کہا۔

سر میں نے اپنے بندے اسکے پیچھے لگا دیے ہیں۔ جیسے ہی کوئی اطلاع ملے گی۔ فوراً حاضر ہوں گا۔ منہاج نے اسے ہاتھ کے اشارے سے جانے کا کہا تو وہ لیپ ٹاپ اٹھا کر چلتا بنا۔
بھلا کون ہے؟ جو ایگل اور اس لڑکی کو میری نظروں میں مشکوک کرنا چاہتا تھا؟؟ اسکے دماغ میں سوال ابھرا۔

شاکر، دماغ نے فوراً کر سر گھماتے جواب تلاش کرتے ہی سینڈ کر دیا۔

ہیلو! ایس پی بلال مجھے اس بندے کی شناخت کروانی ہے۔ جسکی پکچر تمہیں پانچ منٹ بعد میل کر دی جائے گی۔

جو حکم سر! ایس پی بلال نے خوشامدی لہجے میں کہا۔

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

مجھے اُسکے پاسپورٹ، این آئی سی، رزیڈنشل ایڈریس، ایجوکیشن سب کی ڈیٹیلز چاہیے ہیں۔
اس نے حکم جاری کیا۔

سر اگر وہ شخص بیرون ملک مقیم ہوا تو اُس کا

NICOP (national identity card for overseas pakistani)

- ملے گا

National Database and Regastration Authority (NADRA)

-- سے ڈیٹیلز ملتے کچھ وقت لگتا ہے میں دو دن تک

تمہارے ایس پی ہونے کا کیا فائدہ؟ اپنا عہدہ استعمال کرو۔ اس سے پہلے کہ میں اپنا ریوالور
استعمال کرنا شروع کروں۔ وہ دھاڑا۔

سوری سر، وہ کھسیا کر بولا۔

سر میورک نے اسلحہ نے افغانستان بھیجا ہے۔ اسامہ نے چائے کی پتیلی چولہے سے اُتارتے
کہا۔ یہاں پر سلنڈر کی مدد سے وہ چولہے کا استعمال کر سکتے تھے۔ اسامہ کو ہیڈ کوارٹر سے ان
کی مدد کیلئے ارجنٹ بھیجا گیا تھا۔ وہی اس مشن کی فائلنگ کر رہا تھا۔ اسے تقریباً سب پتا تھا۔

ہم تو ایف ٹی مشن پر تم کام کر رہے ہو؟؟ میجر عاص نے دونوں ہاتھ سینے پر باندھ رکھے تھے۔ چار پلر پر کھڑے کچن کے ایک پلر سے ٹیک لگائے وہ نیچے مٹی کے فرش پر پرسکون بیٹھا تھا۔

بس رپورٹنگ کر رہا ہوں۔ اس نے چائے پیالیوں میں نکال لی تھی۔

میورک نے اسلحہ افغانستان کیوں پہنچایا؟ اس کی نظریں تیزی سے کام میں مصروف ایجنٹ اُسامہ پر تھیں۔

جہاں تک ڈیٹیلز جمع ہوئی ہیں۔ مجھے اس میں افغان طالبان کا کوئی چکر لگتا ہے۔ سی آئی اے ہی تلاش کرے گا۔ اُسامہ نے ناشتے کی ٹرے JIM اب کیا کرنا چاہتی ہے۔ اس کا سراغ تو تیار کر کے اسکی جانب دیکھا۔ جسکی پُر سوچ نظریں سامنے والے پلر پر جمی تھیں۔

اپنی پرابلم سر؟ عاص نے گرم سانسیں ٹھنڈی ہوا کے سپرد کیں۔ یہاں کا موسم کافی اچھا تھا۔ دوپہر کے وقت بھی سکون تھا۔

میں سوچ رہا تھا کہ کام کہاں سے شروع کیا تھا اور شاخیں کہاں کہاں سے نکل رہی ہیں ابھی تو JIM, JIX, JCIB اب۔ تقریباً ہر ڈیپارٹمنٹ اس مشن میں شامل ہو گیا ہے۔ منہاج کے آس پاس پہنچے تھے کہ اُسکی اتنی شاخیں دیکھ لیں۔ جب اندر جھانکیں گے تو جانے کیا کیا راز افشاں ہوں گے۔ ابھی تو انڈر ورلڈ تک پہنچنا ہے اور ان سیاست دانوں تک بھی۔ جو اپنے ہی ملک کو نگل رہے ہیں۔ حرام خور ہیں سب کے سب۔ اللہ کے عذاب

سے انہیں ڈر نہیں لگتا۔ کیسے حکمران ہیں یہ؟؟؟ کیا انہیں اپنے ملک سے رتی بھر بھی
-ہمدردی نہیں؟؟ وہ پھر سے اپنے وطن کی بگڑتی حالت پر افسردہ ہو چکا تھا

ڈونٹ وری سر، جس ملک کو اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کبھی اُسے "
بکھرنے یا ڈوبنے نہیں دے گا۔ بھروسہ رکھیں۔ اُس پاک ذات پر جس نے پاکستان کا حصول
ہمارے لیے ممکن کر دیا تھا۔ وہ اسکی حفاظت میں بھی ہماری مدد کرے گا۔" ایجنٹ اُسامہ کے
الفاظ میں اتنی تاثیر تھی کہ میجر عاص کی مایوسی پل بھر میں چھٹ گئی۔ بلاشبہ اُسامہ لفظوں
-کا کھلاڑی تھا

انشاء اللہ " میجر عاص کے لب ہلے۔ "

سر کام کمپلیٹ ہو گیا سارا؟ میجر عاص پچھلے پانچ گھنٹوں سے کمرے میں بند تھا۔ اس نے اُسی
متعلق پوچھا۔

ہوں، وہ کھڑا ہو گیا۔ کوئی اُمید افزاء خبر؟ ایجنٹ اُسامہ نے اس کے نقوش کھوئے۔

میری سعودیہ اور امریکا دونوں کی ٹیمز اپنے کام میں دن رات ایک کیے ہوئے ہیں۔ مگر "
مسئلہ یہ ہے کہ ایک پزل حل ہوتا ہے تو دوسرا سوال آکھڑا ہوتا ہے۔ ایک نقاب اُترتا ہے
تو دوسرا چڑھ جاتا ہے۔ خیر تم نہیں سمجھو گے لمبی کہانی ہے۔ فی الحال شکریہ۔" میجر عاص نے
ٹرے اُٹھالی۔ جو بھی ہو وہ اسے اپنے مشن کے بارے میں کھل کر نہیں بتا سکتا تھا۔ احتیاط
لازم تھی۔ اس نے لکڑی کے مقفل دروازے کو پیر کی ٹھوکر سے کھولا اور اندر داخل
-ہو گیا

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

وہ سرخ کرتی کے ساتھ سفید ٹراؤزر اور دوپٹہ لیے ہوئے تھی۔ کرتی اچھی خاصی کھلی تھی۔ نیلیم نے اسکے بازو فولڈ کر رکھے تھے۔ اسکی اوپل سٹون جیسی رنگت پر سرخ رنگ غضب - ڈھا رہا تھا

جلدی سے اسے ختم کر لیں، پھر ہم چلیں گے۔ اس نے ٹرے نیلیم کے پاس چارپائی پر رکھی۔ ہمیں کچھ نہیں کھانا چلیں۔ وہ اٹھ گئی۔ وہ ہر بات پر ضد کیوں کرتی تھی

پہلے کھالیں پھر چلیں گے۔ وہ قطعی لہجے میں بولا۔ نیلیم نے دانت پیسے۔

تھپڑ سے پیٹ بھر گیا ہے ہمارا۔ "اسکے طنز پر میجر عاص کی نظر اسکے گال پر پڑی۔ جہاں " ابھی تک انگلیوں کے نشان چسپاں تھے۔

سوری فار دیٹ۔ وہ بے نیازی سے بولا۔ صرف لفظ تھے۔ شرمندگی کا کوئی احساس نہیں تھا۔ جلدی سے اسے ختم کریں میں پانچ منٹ میں آرہا ہوں۔ اسے مزید بولنے کا موقع دیے بغیر - وہ باہر نکل گیا

Writers

تمہاری موت کی خبر کان کے پردے پھاڑتی محسوس ہوئی تھی۔ میری زندگی میں چراغ " بھی عجب قسم کے ہیں۔ جلتے ہیں تو روشنی مہیا کرنے کے ساتھ ساتھ مجھے بھی جلاتے ہیں۔

تمہیں دیکھ کر لگا تھا جیسے اندھیری غار میں کوئی دیپ جلا ہے۔ مگر یہ روشنی اتنے کم لمحوں تک رہی اور میرے بچے ہوئے وجود کو بھی جلا گئی۔ مجھے خوشی ایک لمحے کی اور دُکھ - صدیوں کے کیوں ملتے ہیں؟؟؟" وہ لارج پکچر کو دیکھتے پوچھ رہا تھا

کیا میں کبھی تمہیں مسکراتا دیکھ سکوں گا؟ وہ صوفے سے اُٹھ کر دھیرے دھیرے چلتا آگے بڑھنے لگا۔ بیڈ کے پاس جا کر ٹھہر گیا۔

میں نہیں مانتا میرا دل تمہاری موت کو تسلیم نہیں کرتا۔ مجھے کیوں لگتا ہے کہ ان ہواؤں " میں اب بھی تمہاری سانسوں کی خوشبو موجود ہے۔ میرا دل اس خوشبو کو محسوس کرتا ہے۔" اس وحشی انسان کا مردہ دل ایک بار پھر جاگ اُٹھا تھا۔ صرف اپنے لیے اپنے درد کیلئے۔ انسانیت کہیں دور کھڑی چیخ رہی تھی کہ تمہارا دل ان لوگوں کے درد کو محسوس کیوں نہیں کرتا؟ جن کے گھروں کو اُجاڑا دیا تم نے۔ جن کے چراغ گل کر کے تاریکیاں پیدا کر دیں۔ کیوں تمہیں ان ہواؤں میں اُن کے درد کی آنسوؤں کی نمی محسوس نہیں ہوتی؟ کیوں تمہیں اپنے کیے ظلم یاد نہیں؟ کیا تمہیں نظر نہیں آتا تم نے انسانیت کو زخم زخم کر دیا ہے؟

کیا تم بہرے ہو، اندھے ہو تمہیں اُن مظلوموں کی آہیں، سسکیاں نہیں سنائی دیتیں جو اپنے پیاروں کی دردناک موت پر آج بھی دہل اُٹھتے ہیں؟

کیوں تم دل کا نام لیتے ہو؟ تمہارے پاس گوشت کا یہ ٹکڑا ہے ہی نہیں۔ مت لیا کرو اسکا نام، انسانیت کو درد ہوتا ہے۔ دل بھی اپنی بے حرمتی پر خون کے آنسو بہاتا ہے۔

نیلیم کا مرکت از دیباء تبسم

کاش تم جان سکتے کہ دل کہتا ہے۔ مجھے اس شخص کے سینے سے نکال دو۔ تم کیا جانو تمہارا
!!! دل کتنی بار ایک ہی آرزو کرتا ہے کہ میں پھٹ جاؤں میں فنا ہو جاؤں

دل دے درد ہر کوئی سناوے

دل نوں درد ہوئے تے کینوں سناوے

SocialMedia

(از خود)



گھپ اندھیرے میں اسکی چلتی نبض میں کسی نے بڑی بے رحمی سے سوئی چھوئی تھی۔ اسکے
منہ سے آآ کی آواز ضرور نکلتی۔ مگر منہ پر بندھے کپڑے کے باعث وہ اُف بھی نہ کر سکا۔
اسکو اپنے جسم میں آگ گردش کرتی محسوس ہوئی۔ ٹانگیں بے جان ہونے لگیں۔ اسے لگا اب
وہ مر جائے گا۔ ایک پل بھی مزید زندہ نہ رہے گا۔ مگر زندگی اس پر بڑی مہربان تھی۔ اسے
عاص عالم سے ابھی بہت کچھ وصول کرنا تھا، بہت کچھ۔۔

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

اسکے وجود کو موٹی رسیوں میں اس مضبوطی سے جکڑا گیا تھا کہ وہ ہل بھی نہ پارہا تھا۔ اپنی سترہ اٹھارہ سالہ زندگی میں وہ پہلی بار ایسی صورتحال سے نبرد آزما ہو رہا تھا۔ اسکے بابا نے اسے بہت سیکیورٹی میں رکھا تھا۔ وہ فوج کے اعلیٰ عہدے پر فائز تھے۔ یہی نہیں ان کا تعلق حساس اداروں سے بھی تھا۔ یہ سب انہوں نے کس محنت اور تگ و دو سے حاصل کیا تھا۔ یہ وہی جانتے تھے۔ کرنل کا بیٹا، ہونے کا اعزاز اسکے لیے جتنا فخریہ تھا۔ اتنا ہی خطرناک بھی۔ کتنی بار ہی کرنل صاحب کے اکلوتے بیٹے کے خلاف سازشی جال بچھایا گیا تھا۔ ہر مشن، ہر کیس میں کرنل صاحب کو یہ مصیبت جھیلنی پڑتی تھی۔ مگر فوج کی اعلیٰ سیکیورٹی کے باعث وہ سترہ سال تک دشمنوں سے بچا رہا تھا۔ البتہ فور کلاس میں اسکول سے واپسی پر اسکی کار پر جان لیوا حملہ ہوا تھا۔ ڈرائیور موقع پر ہی جاں بحق ہو گیا تھا۔ جب کہ اللہ تعالیٰ نے اسے ایک بھی خراش نہ آنے دی۔ ہاں خوف کے باعث وہ بے ہوش ضرور ہو گیا تھا۔ ابھی بھی وہی واقعہ اسے یاد آیا تھا۔ اسکے منہ پر بندھا کپڑا اُتار دیا گیا۔

عاص عالم تمہیں پچھلے ایک ہفتے کی مہلت دی تھی۔ سوفٹ ویئر ابھی تک نہیں دیا تم " نے۔ "کسی کی سرد آواز اسکے کانوں میں پڑی، مردانہ آواز۔ تو کیا لیزا حسن نے اسے ٹریپ کیا تھا؟

مم۔۔۔ مجھے نہیں پتا، آآ آپ کون سے سوفٹ ویئر کی بات کر رہے ہیں؟ وہ بمشکل بول پارہا تھا۔ اسکے اندر آگ جیسی جلن کا احساس انگڑائیاں لے رہا تھا۔

نہیں پتا؟ ایک اور نیڈل اسکے ورزشی بازو میں جارحانہ انداز میں گھسائی تھی۔ اسکی چیخیں بلند ہو گئیں۔ کبھی سرد ہوا نے نہیں چھوا تھا اسے۔ "سچ کہہ رہا ہوں۔ بابا کا ایک ہی لیپ ٹاپ

ہے۔ جو وہ ہمیشہ سنبھال کر رکھتے ہیں۔ مجھے اجازت نہیں ہے اُسے چھونے کی بلکہ کوئی بھی بابا کی اسٹڈی میں نہیں جاسکتا۔" وہ روبورٹ کی طرح بولا۔

بابا بابا منہاج عز ضحاک کا زبردست قہقہہ اسکے کانوں نے سنا تھا۔

یہ تو اور بھی زبردست ہے۔ اب تمہارا کام ہے کہ تم اُس لیپ ٹاپ کو اپنی بیسٹ فرینڈ کو "دوگے۔ دوگے نا؟" اس نے ایک ٹانگ کرسی پر رکھ کر اسکے بال اپنی مٹھی میں قید کر لیے۔ نہیں دوں گا۔" درد کی شدت برداشت کرتے عاص چلایا۔"

واہ واہ کیا محبت ہے؟؟؟ باپ کے نقش قدم پر چل رہے ہو۔" اس نے عاص عالم کے " خوبصورت چہرے کو نفرت سے دیکھا۔ سُرخ و سفید رنگت، دلکش نقوش اسکا لائف اسٹائل اسکے اندر آگ بھڑکا گیا

جب اسکی بہن پاکستان کے دہشتگردوں کے ہاتھوں ماری گئی تھی۔ بے رحم طریقے سے جلائی گئی تھی۔ تب عاص عالم کا باپ اپنے عہدے کا فرض کیوں نہیں نبھا سکا؟ اسکا دل چاہا عاص عالم پر پٹرول چھڑک کر آگ لگا دے۔

اس نے کرسی پر بندھے کم عمر لڑکے پر مکوں اور گھونسوں کی برسات کردی۔

میرے بابا تمہیں نہیں چھوڑیں گے۔" وہ اسکی ضربوں پر چیخا۔"

میں تجھے چھوڑوں گا تو تیرا باپ مجھے چھوڑے گا نا۔" وہ اب اسکے منہ میں زبردستی ہیروئن " کا پیکٹ کھول کر ڈال رہا تھا

اسے یہ تشدد برداشت کرتے تیسرا دن تھا۔

کاش تم مجھے نا چھوڑتے۔ بس میرے بابا کو چھوڑ دیتے منہاج۔ "عاص عالم کے دل پر ماضی" کی یاد نے گھونسا مارا تھا۔ جلدی سے شرٹ کے بٹن بند کرتے، اس نے ماضی کی یادوں کا صندوق بھی بند کر ڈالا۔

سر ہیلی کاپٹر لینڈ کرنے والا ہے۔ آپ لوگ جلدی نکلیں۔ سٹیشن چیف کی طرف سے "میٹنگ ٹائمنگ الاٹ کردی گئی ہیں۔" اُسامہ کمرے میں داخل ہوتا بولا۔ میجر عاص نے ٹریولنگ بیگ سنبھالا۔ پتا نہیں اب اسکا اگلا ٹھکانہ کیا تھا۔

نیلیم آپ تیار ہیں تو نکلیں؟ اس نے کمرے میں جلے پیر کی بلی کی طرح چکر لگاتی نیلیم سے پوچھا۔ اسے دیکھ کر وہ رُک گئی۔

جانا ہم نے ہے۔ آپ کیوں اپنا بیگ تیار کیے بیٹھے ہیں؟ اس نے بیگ دیکھ کر دریافت کیا۔

اپنی انویسٹیشن بعد میں کر لیجیے گا؟ اس نے ٹوک دیا۔ نیلیم نے چارپائی سے اجرک اٹھا کر شانوں پر ڈال لی اور اسکے ہم قدم ہو گئی۔ بیس منٹ کی مسافت طے کر لینے کے بعد وہ لوگ ایک کھلے سے میدان کے کنارے پہنچ گئے۔ ہیلی کاپٹر سیف لینڈنگ کے مراحل سے گزر رہا تھا۔ نیلیم کو گھبراہٹ ہونے لگی۔ مٹی کے مرغولے اُڑ رہے تھے۔ اس نے اجرک منہ emergency پر لے لی۔ شور بھی بڑھ رہا تھا۔ میجر عاص پیچھے مڑا۔ اسکے ہاتھ میں

تھی۔ جس سے وہ دوسری جانب کسی سے communication system device
-رابطہ کرتا، چیختے ہوئے بول رہا تھا

"ایس سر میجر عاص عالم اسپیکنگ"

"اٹ واز ڈن سر"

"یہ مائی ورکنگ آن تھرڈ ڈی از ڈن سر۔ ایجنٹ شعیب از کمنگ بیک"

نیلیم ابرار سر "دوسری جانب سے جانے کیا کہا گیا تھا جب اس نے تیز آواز میں نیلیم کا "
-نام لیا

"سوری سر"

وی آر کمنگ "رابطہ منقطع کرتے وہ نروس کھڑی نیلیم کے پاس آیا۔"

ہم کہاں جارہے ہیں؟ وہ دانت پیتے پوچھ رہی تھی۔ یہ وقت سوال جواب کا نہیں ہے۔ چلو،
وہ آگے بڑھنے لگا۔ ہم آپ کے ساتھ کہیں نہیں جائیں گے، وہ چلائی۔ نیلیم میرے ساتھ اور
ممبرز بھی ہیں۔ پلیز تھوڑا سا کوآپریٹ کریں۔ میری ڈیوٹی ہے یہ۔ میں آپ کے ساتھ سختی
نہیں کرنا چاہتا نا ہی مجھے اسکی اجازت ہے۔ وہ دھیمے لہجے میں بولا۔

تھپڑ مارنے کی اجازت ہے؟ اس نے ابرو اٹھاتے تیکھے لہجے میں کہا اور میجر عاص کا دل چاہا
اپنا سر پھوڑ لے۔ آپ مجھے مجبور کر رہی ہیں۔

مجبور تو آپ نے ہمیں کر رکھا ہے۔ وہ تھوڑا آگے بڑھا اور پھر اُسی ڈیوائس کا استعمال کرتے کسی سے رابطہ کیا۔

سرشی ڈزنٹ وانٹ ٹو کم (وہ آنا نہیں چاہتی)۔

اوکے، اس نے ڈیوائس نیلیم کو تھمائی

نیلیم میجر عاص آپ کو باحفاظت ہم تک پہنچائیں گے۔ آپ اُن پر بھروسہ رکھیں۔ مجھے " آپ سے چند ضروری باتیں کرنی ہیں۔ اُمید ہے آپ میری درخواست رد نہیں کریں گی۔ " دھیما مگر رعب دار انداز تھا۔ نیلیم کو پل بھر میں قائل کر گیا۔ اس نے ڈیوائس واپس میجر عاص کو تھما دیا۔ جس نے اس دوران سیاہ گالز لگا لیے تھے۔ تیز ہوا سے اس کے سلکی بال اُڑ اُڑ کر پیشانی چوم رہے تھے۔ دونوں جیبوں میں ہاتھ ٹھونسے، وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا شاید۔ پھر ڈیوائس تھام کر آگے بڑھ گیا۔ اب نیلیم ابرار اس کے پیچھے چل رہی تھی۔ اس کے قدموں کے نشان اپنے پیروں کے نشانات سے ماند کرتی

تیرے قدموں کے نشان پر چل تو پڑا ہوں

میری چھاپ تیرے نشان کہیں ماند نہ کر دے

کمرے کی گلاس وال میں

finger touch interactive white board

کے سامنے کھڑے پینٹ شرٹ میں ملبوس گریس فل پر سنیلیٹی کا شخص سنجیدہ اور پُر سوچ انداز لیے اسکرین کی جانب دیکھ رہا تھا۔ جہاں ایک یونیورسٹی کے کوریڈور میں ٹک ٹک کی آواز پیدا کرتا ایک شخص پروفیسر دکھ رہا تھا۔ وائٹ گلاسز اور آسمانی رنگ کی شرٹ بے فکر -چہرہ

وائٹ بورڈ کے قریب ہاتھ لے جا کر ایک شخص نے اسے زوم کیا تو وہ پروفیسر کلوز نظر آنے لگا۔

اس شخص نے سنجیدہ کھڑے "کرنل شیر عالم" کی جانب دیکھا۔

"سر آئی تھنک، وہ پروفیسر یہی ہے۔"

زونی شیر خان "دکھاؤ مجھے کرنل صاحب نے ایک اور حکم دیا۔"

ساتھ موجود شخص نے سینسر پین وائٹ بورڈ پر لگایا۔ اب منظر بدل چکا تھا۔

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

زونی کلاس روم میں بیٹھی سیل فون پر ٹائپنگ کر رہی تھی۔ اس لڑکی کی کار میں جی پی ایس ٹریکر تھا۔ مجھے دو گھنٹے بعد اسکی ایک ہفتے کی تمام لوکیشنز چاہیے ہیں۔ کرنل شہیر خان حکم دیتے نکل گئے۔

تو جس چیز کا ڈر تھا وہی ہوا۔ میرے بیٹے کا استعمال کر کے تم نے اچھا نہیں کیا۔ شیر کی کچھار میں ہاتھ ڈالا ہے۔ میں اپنے بیٹے کے ساتھ کی گئی زیادتی برداشت نہیں کروں گا۔ بلیک سٹار، کرنل شہیر عالم انڈر ورلڈ کی ایک جانی مانی شخصیت کا مشہور نام لے رہا تھا۔

یہ اسلام آباد میں موجود آئی ایس آئی کا ہیڈ کوارٹر تھا۔ چیف سٹیشن سے ملاقات کے بعد وہ نروس سی نیلیم کو لے کر ایک کمرے کی جانب بڑھ گیا۔ اس نے مضبوطی سے میجر عاص کا ہاتھ تھام رکھا تھا۔ بالکل اسکول گرل لگ رہی تھی وہ۔ چہرے پر بلا کی معصومیت، جیسے بھری دنیا میں کوئی شہزادی بھٹک گئی ہو۔ ہیڈ کوارٹر کو دیکھ کر اسے اندازہ تو ہو گیا تھا کہ یہ کوئی معمولی جگہ نہیں تھی۔

میٹنگ روم کے دروازے پر دستک دے کر اس نے اجازت چاہی۔ نیلیم آس پاس نظریں گھما کر دیکھ رہی تھی۔

- کم ان، وہ اندر داخل ہوئے

میجر عاص کے اندر داخل ہوتے ہی پانچ چھ آفیسر کھڑے ہو گئے۔ میجر عاص نے انہیں
- سیلوٹ کیا

ہیو آ سیٹ ٹائیگر " اسے سب اسی نام سے بلاتے تھے۔ یہ نام کرنل شہیر عالم کی یاد تازہ " رکھے ہوئے تھا۔ جنہوں نے اس ملک کیلئے جان کا نذرانہ پیش کیا تھا۔ مگر غداری نہیں کی،
- بیٹے کی بھی پرواہ نہیں کی تھی۔ ان سب کی نظریں نیلیم ابرار کے چہرے پر جمی تھیں
آئی ایم شاکڈ۔ "ایک آفیسر بولا۔"

سر کیا آپ کو نہیں لگتا "زونی شیر خان" سامنے کھڑی ہے؟ " ایک اور آفیسر نے کہا۔ " سب سے سینئر آفیسر سربراہ کی کرسی پر بیٹھا۔ ان سب کی باتیں سنتا اے سی کی ٹھنڈک
میں بھی پسینے میں شرابور وجود کو دیکھ رہا تھا۔ جسکی ٹانگیں کپکپا رہی تھیں۔

نیلیم بیٹھ جائیں۔ "ٹائیگر نے گول میز کی ایک کرسی کھینچ کر اسے بیٹھنے کا کہا۔ مگر وہ جوں " کی توں ہی کھڑی رہی

- سر کیا یہ صرف اتفاق ہے یا کوئی سازش کوئی جال؟ " ایک اور آفیسر بولا "

سر شی از ویری ینگ۔ لوکنگ لائک آ اسکول گرل۔ "وہ پسینے میں نہاتی جا رہی تھی۔ ٹائیگر " اسکے پاس گیا۔

- بی بریو نیلیم کنفیوز کیوں ہو رہی ہیں؟ " وہ سرگوشی نما آواز میں بولا "

پلیز چلیں یہاں سے۔" وہ اسکا بازو تھامتے بولی۔ تمام آفیسرز کی نظریں نیلیم کی اس "بے تکلفی پر جم گئیں۔ میجر عاص نے نیلیم کا ہاتھ ہٹاتے اسے گھورا

مس نیلیم پلیز" سربراہ نے سیٹ کی جانب اشارہ کیا تو وہ خاموشی سے آبیٹھی۔ ٹائیگر اسکے "سامنے والی کرسی پر بیٹھنے لگا تو وہ بے اختیار بولی۔

آپ یہاں بیٹھ جائیں۔" اس نے اپنے ساتھ والی کرسی کی جانب اشارہ کیا تو سب آفیسرز "کے چہروں پر نا چاہتے ہوئے بھی مسکراہٹ دوڑ گئی۔ جبکہ نیلیم رو دینے والی صورت بنا کر -دانت پیستے میجر عاص کو دیکھ رہی تھی۔ وہ اسے گھور کر رہ گیا

میجر عاص" سربراہ نے پکارا تو وہ سر ہلاتے نکل گیا۔"

آپ کہاں جارہے ہیں؟ جب تک وہ اسکے پاس پہنچتی۔ وہ باہر جاچکا تھا۔ کمرہ لاک ہو گیا تو -نیلیم کا چہرہ نیلا پڑ گیا

وہ میجر عاص کے بتائے گئے سے زیادہ ڈرپوک تھی۔ "مس نیلیم ریلکس ہو جائیں آپ سے چند سوال کرنے ہیں بس۔" ان کے کہنے پر وہ کھڑی ہی رہی۔ آ۔۔۔ آپ۔۔۔۔ جلدی سے پوچھ لیں۔ اسکا بس چلتا تو فوراً بھاگ جاتی۔

ہر سوال کا تیزی سے جواب دینا ہے۔ ورنہ آپ پر کیس کیا جاسکتا ہے۔ دس سال سزا اور دس لاکھ جرمانہ۔ ان کی سخت آواز پر وہ اور گھبرا گئی۔

کہاں رہتی ہیں آپ؟

کراچی میں۔

کتنی ایجوکیشن ہے؟ ایک اور آفیسر بولا۔

انٹر میڈیٹ، جلدی سے جواب آیا۔

فیملی ممبرز کتنے ہیں؟ دوسرا آفیسر بولا۔

چار۔

کون کون؟ ایک اور جانب سے سوال آیا۔

صاعقہ آپی، دادو، بابا اور میں۔

ٹائیگر کو کب سے جانتی ہیں؟

جب وہ ہمارے یہاں پے انگ گیسٹ کے طور پر رہنے آئے تھے تب سے۔

ایک سے دوسرا، دوسرے سے تیسرا بہت سارے ایسے ہی سوالات کیے گئے۔ جب انکی تسلی

ہوگئی تو انٹر کام اٹھالیا۔ میجر عاص اندر داخل ہوا۔ نیلیم نے اسکی جانب نہیں دیکھا۔

تھینکس، یو مے گو ناؤ آفیسرز۔ "سب ایک ایک اٹھ کر نیلیم ابرار کو جانچتی نظروں سے"

دیکھتے باہر نکل گئے۔ نیلیم اور عاص دونوں آخری کرسیوں پر براجمان ہو گئے

مس نیلیم آپ منہاج عز ضحاک کو جانتی ہیں؟ اس نے سر ہلایا۔ کیا جانتی ہیں؟

وہ ایک برا انسان ہے بم بلاسٹ کرواتا ہے۔ "اب اسکے اعتماد بحال ہونے لگا۔"

کیا آپ پاکستان کیلئے کچھ کر سکتی ہیں؟ انہوں نے اس کے چہرے کی جانب دیکھتے پوچھا۔
نہیں، صاف جواب آیا تھا۔ ایسے کورے جواب پر میجر عاص نے پہلو بدلا۔ جب کہ آفیسر نے
مٹھیاں بھینچ لیں۔

کیوں؟؟ ہم کوئی دہشت گرد نہیں ہیں نا ہی آج تک کوئی جرم کیا ہے۔ جو آپ لوگ
مسلل ہمیں ٹارچر کر رہے ہیں۔ ہماری مرضی ہم کچھ کریں نا کریں۔ آپ لوگ ہمیں ہمارے
گھر جانے کی اجازت دے دیں بس۔ اسکا ضبط یہیں تک تھا

جرم تو کر رہی ہیں آپ۔ آفیسر نے ٹھنڈے لہجے میں کہا۔ آپ جھوٹ بول رہے ہیں پروو
کریں۔ وہ بھی دوبدو بولی۔ آفیسر حیران ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ کہاں وہ ابھی اتنی خوفزدہ تھی
- اور اب یہ دیدہ دلیری

ظلم ہوتے دیکھ کر خاموش رہنے والا بھی ظالم کے ساتھ شریک ہے تو کیا یہ جرم نہیں "
ہوا؟" نیلیم نے نا سمجھی سے ان کی جانب دیکھا۔

ایم آز کے خلاف مشن میں آپ کی مدد درکار ہے اور اُمید ہے کہ آپ ظلم کے خلاف "
اس کاروائی میں ہمارا ساتھ دیں گی اور اگر نہیں دیں گی اور خاموش رہیں گی تو مجرم
کہلائیں گی۔" وہ ایسے ہی تو اتنے بڑے عہدے پر فائز نہ تھے۔

یہ پیپرز ہیں ان پر سائن کر دیں۔ اگر آپ اس مشن میں میجر عاص کی مدد کرنا چاہتی ہیں "
تو۔۔ ٹائیگر آپ کو ٹرین کرے گا۔ آپ کے گھر والوں کو اس میں انوالو نہیں کیا جائے گا۔
آپ کو ہر قدم پر سپورٹ کیا جائے گا۔ مزید آپ کو میجر عاص ہی قائل کریں گے۔" وہ

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

ایک فائل اسکے سامنے رکھ کر میجر عاص کی جانب دیکھتے باہر نکل گئے۔ اب کمرے میں مکمل خاموشی چھا گئی۔۔۔ صرف دو نفوس تھے وہاں۔ نیلیم سوچ چکی تھی اسے کیا کرنا ہے؟ چلیں فائل کر کے دکھائیں ہمیں۔" اس نے دونوں ہاتھ سینے پر باندھ کر سیٹ کی پشت " سے ٹیک لگاتے کہا۔

فائل تو میں آپ کو تب کروں نا جب میں چاہوں کہ آپ یہ پیپرز سائن کریں۔" ٹائیگر " نے اطمینان سے کہتے چیئر گھما کر اسکی جانب کرلی۔
- پیپرز تو میں سائن کروں گی۔" اس نے ابرو اُچکاتے کہا "
- مجھے اُمید ہے تم میری بات نہیں ٹالو گی۔" اس نے دانہ ڈالا "

اُمیدوں کا کیا ہے ٹوٹتی رہتی ہیں۔" وہ آگے کو ہوتی میز پر پڑے کاغذات کی جانب دیکھتی " کاٹ دار لہجے میں بولی۔

میجر عاص عالم کی بات سے انحراف کر رہی ہو؟ مجھے، ٹائیگر کو انکار کر رہی ہو؟" اسے یقین " نہیں آیا کہ سامنے بیٹھی کم عمر لڑکی اس سے ٹکر لے رہے تھی۔ اسکی حکم عدولی کر رہی تھی۔

ہاں کر رہے ہیں انکار۔" وہ اسکی جانب دیکھتے مکمل اعتماد سے بولی۔ پھر قلم اپنی ہتھیلی میں " - قید کرتے پیپرز پر جھک گئی

پتا ہے تمہیں یہ کس چیز کے پیپر ہیں؟" ٹائیگر نے کاغذات اسکے ہاتھ سے جھپٹ کر " سیٹ گھماتے اسکا رخ اپنی جانب کیا۔ دونوں ہینڈلز پر ہاتھ لگا کر اپنی شعلے اُگلتی سیاہ آنکھیں اسکے ہرے سمندر میں گاڑ دیں۔ جس جھٹکے سے اس نے سیٹ گھمائی تھی اور جتنا اسکا چہرہ غصے کی شدت سے متمتا رہا تھا۔ نیلیم ابرار کی جگہ کوئی اور لڑکی ہوتی تو خوف سے کپکپا جاتی۔ موت کے۔ "یک لفظی جواب آیا تھا۔ میجر عاص کے تنے اعصاب اسکے نڈر انداز پر ڈھیلے " پڑ گئے۔

ڈر نہیں لگتا موت سے؟" جانے وہ کیا پرکھنا چاہتا تھا۔ براہ راست اسکی آنکھوں میں دیکھتے " -سوال کیا

موت تو آنی ہے میجر آج نہیں تو کل سہی۔ مرنا تو ہے ہی۔ آپ پر تو مر کر دیکھ لیا۔ اب " آپ کیلئے مر کر دیکھنا چاہتے ہیں۔ "اسنے بھی پلکیں نا بھپکیتھیں۔

تاریخ گواہ ہے بڑے بڑے دعوے کرنے والے ہی ہمیشہ آزمائش کے وقت ڈگمگاتے " ہیں۔ "وہ ترچھی مسکراہٹ سے اسکو آگ ہی لگا گیا

دیکھتے ہیں کون ڈگمگاتا ہے۔ آپ بھی یہیں ہیں اور ہم بھی۔ "وہ کہاں کم تھی۔ تیکھے لہجے " میں بولی۔

آج تک مجھ سے کسی لڑکی نے اس انداز میں بات نہیں کی۔ "میجر عاص بہت برداشت والا " بندہ تھا۔ مگر مقابل کا چہرہ ماضی سے جڑا تھا۔ جہاں اسکا ضبط پل بھر میں جواب دے جاتا۔ اسکی گرفت سیٹ کے ہینڈلز پر اور مضبوط ہو گئی۔ آنکھیں انگارے برسا رہی تھیں۔

-مجھے پر بھی آج تک کسی لڑکے نے ہاتھ نہیں اٹھایا۔"اس نے بھی بدلا پورا کیا"

تو تم اُس تھپڑ کا بدلا لے رہی ہو؟"اسکی گرفت ڈھیلی پڑ گئی۔"

جو آپ سمجھیں۔"اس نے کندھے اُچکاتے مزے سے کہا۔"

میں اُس کیلئے سوری کر چکا ہوں نیلیم۔"میجر عاص کا لہجہ دھیما تھا۔"

-وہاٹ ایور۔"وہ پیپرز سائن کرنے لگی"

"ایک بار پھر سوچ لو۔ اس پر صاف صاف لکھا ہے کہ"

کہ اگر اس مشن کے دوران ہم مارے گئے تو ادارہ اور آپ اسکے ذمہ دار نہیں ہوں "

گے۔"اس نے بات کاٹتے سر اٹھا کر کہا۔

ٹھیک ہے پھر تم نے آگ میں خود چھلانگ لگائی ہے۔ مجھ سے اب کوئی اُمید مت رکھنا۔"

وہ خفا نظر آرہا تھا۔

ہمیں آپ سے ویسے بھی کوئی اُمید نہیں تھی۔"وہ ہر پیپر پر سائن کرتی اسے جواب دے "

رہی تھی۔

تم نے میری بات نہ مان کر اچھا نہیں کیا۔"وہ اسکے خوبصورت ہاتھوں کو دیکھ رہا تھا۔ جو "

دستخط کرنے میں تیزی سے مصروف تھے۔

ہم نے کہا تھا ہمیں گھر چھوڑ دیں۔ آپ نہیں مانے۔ لے آئے ہمیں۔ درحقیقت آپ بھی " یہی چاہتے تھے تو اب یہ لڑائی کیوں؟ آپ جس مقصد کیلئے لائے تھے۔ وہ پورا ہو گیا۔ آپ کو تو خوش ہونا چاہیے۔ " وہ سائن کر چکی تھی۔ عاص کی جانب دیکھتے بولی۔

تم مجھ پر شک کر رہی ہو؟ " وہ غرایا۔ "

"ہمیں اپنے غصے سے خوفزدہ کرنے کی کوشش مت کریں۔"

تم انتہائی بدتمیز لڑکی ہو۔ " وہ خواہ مخواہ ہی بھڑک رہا تھا۔ "

آپ پہلے بھی بتا چکے ہیں۔ " اس کے اطمینان میں ذرا فرق نہ آیا۔ "

- گو ٹو ہیل " اس نے میز پر مکا رسید کیا "

غصے کی وجہ جاننے کی گستاخی کر سکتا ہوں میجر عاص عالم؟ " رعب دار مردانہ آواز پر " دونوں نے مڑ کر دیکھا۔

Writers

وہ، جو بھی تھا وہ ان کے سامنے لحاظ و مروت کا پابند تھا۔ عزت و احترام سب سے پہلے۔

اگریمینٹ سائن ہو چکا ہے سر۔ " جب اس سے کوئی بات نہ بن پائی تو بولا۔ "

تو اس میں غصہ ہونے والی کیا بات ہے؟" عاص جانتا تھا۔ اب اسکی کلاس ہونی ہے۔ مگر " دل میں دعا کر رہا تھا کہ نیلیم کے سامنے وہ خاموش ہی رہیں۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس لڑکی کو اسکے ماضی کی ہلکی سی جھلک بھی دکھائی جائے۔ جواباً وہ خاموش رہا۔

نیلیم اپنی نشست چھوڑ کر ان تک گئی اور فائل تنہا دی۔ جسے چیک کر کے اپنی تسلی کرتے وہ مطمئن ہو گئے۔

مس نیلیم آپ کی ایج اندازاً بھی سیونٹی بیٹین ہوگی؟" وہ میز پر کمینیاں ٹکائے بول رہے تھے۔

بیٹین سر " وہ ان کی بات ٹوک گئی۔

ہوں، جب کوئی آپ کا سینئر یا اونچے عہدے کا آفیسر مخاطب ہو تو بات نہیں کاٹتے۔ یہ " ادارے کے آداب میں شامل ہے۔ میجر عاص سکھا دیں گے آپ کو۔ "انکی بات پر نیلیم نے انگلیاں مروڑنا شروع کر دیں۔

ہوں، تو مس نیلیم اکورڈنگ ٹو اوور ریکوارمنٹ آپکی کوالیفیکیشن ایٹ لیسٹ گریجویشن ہونی چاہیے تھی۔ بٹ اپنی ویز آپ کو اسپیشل ٹریٹ کیا جائے گا۔ سکس منتھس کی ٹریننگ ٹو منتھس میں دی جائے گی۔ آپ کو میجر عاص کے ہر حکم کی تعمیل کرنے ہے۔ چالیس دن تک آپکی ٹریننگ میجر عاص کے انڈر ہوگی۔ جس میں شوٹنگ، جمپنگ، فائٹنگ، سیلف سیکورٹی،

رائڈنگ، جوڈو کراٹے کی چند ٹرکس۔ اسکے بعد آپ کو ہیکنگ ڈیپارٹ میں paragliding

ٹو ویکس رہنا ہوگا۔ اور پھر آپ کو مس بشرہ (اسسٹنٹ ڈائریکٹر) ایک ویک اٹینڈ کریں گی۔
اسکے بعد آپ کو آئی ایس ایس بی کا ٹیسٹ کلیئر کرنا ہے۔

Psychological tests, out door test, interviews, testing
program

ان سب کی ڈیٹیلز میجر عاص آپ کو بتا دیں گے۔ آپکو ریجکٹ تو نہیں کیا جاسکتا۔ مگر آپکی
ٹریننگ عام آفیسرز اور اسپیشلی گرنرز سے بہت زیادہ ہارڈ ہوگی۔ سو بی بریو اوکے؟ انہوں نے
بہت تفصیل سے اسے بتایا تھا۔ عاص ان کے رویے پر کافی حد تک حیران تھا۔ نیلیم کے
ساتھ ان کا رویہ بہت نرم خو تھا۔ نیلیم نے زور سے سر ہلانے کے سواء کچھ نہیں کہا تھا
ایک بات میں یہاں کلیئر کرتا چلوں۔ اگر آپ کو یہ لگ رہا ہے کہ آپ کا یوز ہو رہا ہے تو
اٹس ٹوٹلی رانگ۔ اینڈ تھرڈ کلاس تھننگ، ادارے کے کام کی نوعیت ایسی ہے کہ گرنرز کی
ریشو بہت کم ہے اور پوسٹنگ بھی چھوٹے اسٹیشنز پر نہیں ہوتی۔ ایجوکیشن اور ایج بھی زیادہ
ہونی چاہیے۔ آئی مین ٹوٹلی مچور گرنرز آپ سمجھ رہی ہیں نا؟
جی، درحقیقت اسے یہ تمہید سمجھ نہیں آئی تھی۔ دیکھیں آپ، وہ کچھ سوچتے ہوئے بولے۔
ایسا لگ رہا تھا کہ وہ کچھ کہنے کیلئے تیمید باندھ رہے ہیں۔

آپ بہت ینگ ہو اور منہاج عز ضحاک کیلئے آپ کو کیوں چوز کیا ہے۔ یہ تو آپ جانتی
ہیں نا؟ "بے فکر رہیں، ہمیں اپنی حفاظت کرنا خوب آتا ہے۔ جب ہم کمزور تھے۔ تب بھی
منہاج کی قید میں اُسکے ہاتھ دراز نہیں ہونے دیے تھے۔ اب تو میجر عاص ٹرین کریں گے۔

ہم حدود کا دائرہ ہمیشہ کھینچے رکھیں گے۔" جو بات وہ کب سے اسے سمجھانے کی کوشش کر رہے تھے۔ کتنی آسانی سے اور پردے میں وہ انہیں جواب دے چکی تھی۔

ایک بات جو آپ کیلئے بہت ضروری ہے۔ اپنے دل میں ایک بات بٹھالیں کہ منہاج " ہمارے ملک کا دشمن ہے۔ بلکہ وہ، وہ پل ہے جو پاکستان کے ہر دشمن کو ہماری زمین پر اترنے کیلئے اپنے آپ کو پیش کر دیتا ہے۔ ہر دہشتگرد، ہر مجرم، قاتل کے پیچھے بہت دردناک کہانیاں چھپی ہوتی ہیں۔ ان پر سے پردہ اٹھ بھی جائے تو ہمدردی کو دل میں جگہ مت دیجیے گا۔ اس بات کا ہمیشہ خیال رکھیے گا۔ آپ کی طرف سے اگر ہمارے مشن کو یا ادارے کو کوئی بھی خطرہ ہوا یا آپ کی کارکردگی پر ہلکا سا بھی شک گزرا تو میجر عاص کو فُل اتھارٹی حاصل ہے کہ وہ آپ کو موقع پر ہی شوٹ کر دیں۔ اور مجھے مکمل بھروسہ ہے کہ ٹائیگر ایسا کرنے میں ایک لمحہ نہیں لگائے گا۔ ایم آئی رائٹ میجر عاص؟" انہوں نے عاص کو مخاطب کیا۔ جو کہنی سیٹ کے ہینڈل پر ٹکائے اور ہتھیلی پر چہرہ رکھے انکی گفتگو سُن رہا تھا۔

یس سر ہینڈل پر سنٹ رائٹ۔" اسکے جواب میں نا کوئی لڑکھڑاہٹ تھی نا ہی کوئی کشمکش " کی جھلک۔ صاف کھرا جواب بلکہ ایک عزم تھا۔ نیلیم کو اپنی ریڑھ کی ہڈی میں ٹھنڈک محسوس ہوئی۔ وہ اسکے جواب پر جھرجھری لے کر رہ گئی

- سو بیٹ آف لک۔" وہ اپنی نشست چھوڑ کر کھڑے ہوئے تو وہ دونوں بھی اٹھ گئے "

میجر عاص " نیلیم باہر جا چکی تھی۔ اسکو جاتا دیکھ کر وہ پکارے۔ "یس سر" وہ ڈور لاک کرتا " واپس آیا۔

زونی شیر خان کو بھول جاؤ۔ میجر عاص وہ ماضی کا حصہ تھی۔ یہ حال ہے۔ ایک چہرہ جس " نے دس سال پہلے بلیک سٹار کیلئے کام کرتے کرنل شہیر عالم تک پہنچنے کو تمہارا استعمال کیا تھا۔ آج وہی چہرہ بلیک سٹار کا نام و نشان مٹانے میں ہماری مدد کرے گا۔ " میجر عاص کی جانب ان کی پشت تھی۔

عاص میں تمہارے درد کا اندازہ لگا سکتا ہوں اور مجھے تمہاری برداشت کا بھی بخوبی اندازہ " ہے۔ اس بار بھی تم اپنی برداشت کے وسیع دائرے کی پیمائش کم نہیں کرو گے۔

سر کیا نیلیم کو ٹریننگ کوئی اور۔۔۔ " یہ کرنل شہیر عالم کا ہی رتبہ تھا۔ جسکی بناء پر وہ " ادارے کے سربراہ سے ایسے کھلم کھلا ہر بات کر جاتا تھا۔

نہیں!!! نیلیم کی تمہاری ساتھ ایجنٹ کسی کی بھی نظر سے پوشیدہ نہیں رہی۔ بہر حال تم " اُسے بہتر طریقے سے ڈیل کر سکتے ہو اور مجھے لگتا ہے وہ تمہارے ساتھ کمفرٹیبیل رہے گی۔ اُسے یہ محسوس نا ہو کہ اُس پر برڈن ڈالا جا رہا ہے اور نا ہی اُس کو بیزاریت محسوس ہو۔ اُس کی برین واشنگ کرنی ہے۔ اپنی مدر لینڈ کیلئے۔ اُس کے دل میں احساس جگانا ہے۔ وہی جذبہ اُسکے اندر پیدا کرنا ہے جو ہم نے تم لوگوں میں پیدا کیا ہے۔ اُسے اتنا مضبوط کر دو کہ "خون کو بھی پانی سمجھے اور آگ کو برف۔

ساٹھ دن بعد مجھے نیلیم ابرار نہیں۔ ایجنٹ نیلیم ابرار ملنی چاہیے اور تم جانتے ہو کہ ان دو " ناموں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔

"!!! ایس سر"

تم اُسے زوئی شیر خان سے کمپیئر نہیں کرو گے۔" وہ مڑ کر اسکی جانب دیکھتے بولے۔ جو " سیدھا کھڑا تھا۔ ان کے کہنے سے کیا ہوتا وہ تو اُسے کبھی زوئی سمجھتا تھا تو کبھی منہاج کی !!! محبت۔ کبھی بے باکی کبھی ضدی اور بد تمیز

بیسٹ آف لک آگین " انہوں نے عاص سے مصافحے کیلئے ہاتھ بڑھایا۔

-تھینک یو سر" اس نے ہاتھ تھامتے کہا۔

Socialmedia

اسلام آباد کی صاف شفاف سڑکوں پر اسکی جیپ اڑان بھر رہی تھی۔ جیپ پر سرکاری ٹیگ بھی لگا تھا۔ ستمبر کا مہینہ تھا اور موسم کافی خوشگوار تھا۔ سیاہ گاگلز لگائے اسکی نظریں ہری بھری گھاس کو بھی سیاہی مائل کیے دے رہی تھیں۔ پتا نہیں اس کا دل کیوں نہیں چاہ رہا تھا۔ قدرت کی اس خوبصورتی کو دیکھنے گا۔ نیلیم نے بھی نا بولنے کی قسم کھا رکھی تھی۔ اپنی دانست میں وہ اس سے خفا تھی

موسم تو ویسے ہی خوشگوار تھا۔ شام کا وقت ہلکی ہلکی کن من برسنے لگی تھی۔ کچھ سفر ایسے ہوتے ہیں کہ بے اختیار ان کے کبھی نا ختم ہونے کی دعا کرنے کا دل چاہتا ہے۔ ایسی ہی ایک خواہش سُرخ و سفید لباس والی شہزادی نے کی تھی۔ اس نے اداسی سے سر سیٹ کی

پُشت سے لگا لیا۔ آنکھیں موند لیں۔ پانی کے ننھے ننھے قطرے جو نا ہونے کے برابر تھے۔ اسکی گھنیری پلکوں پر نشست سنبھالنے کو بے تاب ہونے لگے۔

گڑیا کتنی بے وقوف ہو تم پتھروں سے سر پھوڑو گی تو زخمی تو ہوگی۔ زخم لگے گا تو اُداسی تو ہوگی۔ یہ پیچ تو ازل سے چلتا آرہا ہے۔ بائے ون گیٹ ون فری۔ اس نے پٹ سے آنکھیں کھولیں۔ ایسا لگا کہ صاعقہ اسلام آباد کی اس طویل سڑک پر کھڑی اس سے مخاطب ہو۔ مگر یہ بات تو صاعقہ نے کبھی ماضی میں پتھروں سے اسکی محبت اور جنون دیکھتے کہی تھی

-ایک منٹ پلیز یہاں روکیں۔" اس نے جیپ سے باہر جھانکتے خوشی کے مارے اُچھلتے کہا "پلیز روکے نا پلیز! پلیز!! ابھی وہ منہ پھلائے بیٹھی تھی اور اب-- میجر عاص نے جیپ "سائڈ پر روکتے، گاگلز اُتارے۔

کیا ہوا؟ سنجیدگی سے پوچھا۔

کیا یہاں سے مارگلہ کی پہاڑیاں آتی ہیں؟ اس نے اُچھل کر کھڑکی سے باہر دیکھتے دریافت کیا۔ جہاں دور روڈ کے دو حصے جارہے تھے۔ آس پاس درختوں کا جھنڈ تھا۔ بلاشبہ زمین کا یہ حصہ بے انتہا خوبصورت تھا۔

اسلام آباد سطح مرتفع پوٹھوہار میں مارگلہ پہاڑی کے دامنِ کوہ میں واقع ہے۔ اسکی بلندی 540 میٹر اسکے ساتھ ہی راولپنڈی واقع ہے۔ انہیں جڑواں شہر بھی کہا جاتا ہے۔ اسکے شمال مشرق میں پہاڑی علاقہ واقع ہے اور جنوب مشرق میں ٹیکسلا کھوٹ۔

ہاں یہاں سے پہاڑی سلسلہ شروع ہوگا۔ مگر ہم سیدھے جارہے ہیں۔ اس نے گانگز لگاتے
- جیپ اسٹارٹ کی

ٹائیگر ہم نے مارگلہ کی پہاڑیاں دیکھنی ہیں وادی کالام، راول لیک، قلعہ رات، وہ دونوں "
ہتھیلیاں جوڑ کر انتہائی جوش سے کہہ رہی تھی۔

ہم ٹرپ پر نہیں آئے مس نیلیم۔ "اسکی سرد آواز پر نیلیم کا سارا جوش و ولولہ جھاگ کی "
- طرح بیٹھ گیا

وہ خاموش ہوگئی۔ جیپ میں ایک بار پھر سناٹا چھا گیا۔ جیپ اب پہاڑوں کے ساتھ بنی روڈ
پر چل رہی تھی۔ گول دائرے میں بنا روڈ ختم ہوا اور سیدھی سڑک آئی۔ جسکے کناروں پر
ریسٹورینٹ کی جانب رواں monal بھی پہاڑی سلسلے کے شواہد موجود تھے۔ یہ جیپ اب
تھی۔

کچھ دیر بعد جیپ چرر کی آواز سے رکی تو منہ موڑے بیٹھی نیلیم نے اسکی جانب دیکھا۔
آئیں، میجر عاص نے اسکی جانب کا دروازہ کھولا۔

نیلیم نے قدم نیچے رکھا تو ٹھٹک گئی۔ یہ لگشری ریسٹورینٹ تھا۔ جس پر بڑے بڑے انگریزی
حروف میں اسکا نام لکھا تھا۔ اسکے سامنے پارکنگ جیسی جگہ تھی۔ وہاں سے اگر دیکھا جائے
تو پورا اسلام آباد نظر آتا تھا۔ نیلیم بھاگ کر وہاں تک پہنچی تھی اور گرل پر ہاتھ رکھے سامنے
دیکھنے لگی۔ جہاں تک اسکی نظر جارہی تھی۔ پہاڑ درخت ان کے درمیان موجود شاہراہیں، کیا
منظر تھا۔ تیز ہوا، ریسٹورینٹ کا آرکیٹیکچر ایسا تھا۔ جیسے اسکے سر پر چھتری رکھی ہو اور نیچے

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

کا دھڑ موٹا تھا۔ جسکی بناء پر وہ چھتری بس اوپر کے فلور کو شیڈ دے رہی تھی۔ نیچے والے فلوز کھلے آسمان تلے تھے۔ بلیک گرل سے انہیں کور کیا گیا تھا۔ پنتالیس ڈگری کی سلوپ نما سیڑھیاں بھی نظر آتی تھیں۔

واؤ یہ منظر کتنا خوبصورت ہے۔ "اس نے اپنے برابر کھڑے میجر عاص سے کہا۔ جو دونوں ہاتھ سینے پر باندھے سامنے ہی دیکھ رہا تھا۔ اس نے گالز اتار دیے۔

لیٹس گو، وہ آگے بڑھ گیا۔ نیلیم اب تک یہ حسین و دلکش منظر دیکھ رہی تھی۔

نیلیم! وہ پیچھے مڑ کر بولا تو وہ بھاگتی ہوئی اسکے ہم قدم ہوئی۔ خوشی اسکے چہرے سے پھوٹ رہی تھی۔

آپ کو پتا ہے صاعقہ آپنی کو دامنِ کوہ کی سیر کا کتنا شوق ہے۔ انہیں کریز ہے اسلام آباد " گھومنے کا، مارگلہ جانے کا۔ اُف۔۔ میں نے پتا ہے انہیں کیا مشورہ دیا تھا؟ " وہ اتنی خوش کیوں ہو رہی تھی۔ وہ سمجھ نہ سکا۔ مگر اسکی باتیں سننے لگا۔ "ہم نے انہیں کہا۔ آپ حارث بھائی کے ساتھ ہنی مون پر چلی جائیے گا۔ بابا بابا اُس کے بعد وہ اپنا سفر نامہ چھوڑ کر ہمارے کان کھینچنے کو بھاگیں۔ حارث بھائی نے کہا تھا۔ وہ مجھے بھی ساتھ لے کر جائیں گے۔ مگر میں نے منع کر دیا۔ "وہ بولے جارہی تھی بغیر سوچے سمجھے۔ دونوں سیڑھیاں چڑھتے اوپر جارہے تھے۔

نیلیم کا حرکت از دیاء تبسم

آپ یہاں پہلی بار آئے ہیں؟ ویسے مجھے لگ نہ رہا آپ پاکستان سے باہر کبھی گئے ہیں؟ کہاں کہاں گھومے ہیں آپ؟ یہ آپ کا فیورٹ ریسٹورینٹ ہے؟ وہ اب ایک ٹیبل پر آکر بیٹھ چکے تھے۔ مگر اسکی زبان کو بریک نہیں لگی۔

کیا آرڈر کروں؟ میجر عاص نے اس سے پوچھا۔

جو آپ کو پسند ہو۔

"coffee???"

نہیں ہم کافی نہیں پیتے آسکریم۔ اس نے فرمائش کی۔

ڈن کردی۔ میجر عاص نے آرڈر پلیس کیا اور super sundae ice cream اس نے سیل فون نکال کے بیٹھ گیا۔ وہ ادھر ادھر دیکھنے لگی۔

آپ کیا کر رہے ہیں؟ وہ کہنی ٹیبل پر ٹکائے اسکی ہتھیلی تھوڑی کے نیچے رکھے ہوئے تھی۔

سیل فون یوز "اسکرین کی جانب دیکھتے بولا۔"

وہ تو ہمیں بھی پتا ہے، اچھا۔ آپ نے میرے ایک بھی سوال کا جواب نہیں دیا تھا۔ اس نے شکایت کی۔ انٹرویو دینے کا موڑ نہیں تھا میرا۔ وہ سیل فون آف کر چکا تھا۔

آپ کو آسکریم نہیں پسند؟

مجھے میٹھا نہیں پسند۔ "نیلیم کو سویاں یاد آگئیں۔ تبھی میں کہوں آپ اسمائل کیوں نہیں کرتے۔ شوگر یوز کریں گے تو ہیپی ہارمونز کری ایٹ ہوں گے نا۔" وہ منہ بگاڑ کر بولی۔

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

"آپ اب آنسکریم کھا کر پورے راستے مسکراتی رہیے گا اوکے؟"

-ہم پاگل نہیں ہیں۔"وہ برا مان گئی تھی"

کیا اب ہم یہاں رہیں گے؟" رات نو بجے جیپ ایک علاقے میں رُکی۔ جہاں اینٹوں کی بڑی بڑی دیواریں بنی تھیں۔ گارڈز نے دروازہ کھولا۔ لوہے کا بڑا سا گیٹ۔

اندر کا منظر بڑا ہی عجیب تھا۔ اینٹیں، پتھر دیواریں کھڑی کر کے مورچے بنائے گئے تھے۔ بوریاں پڑی تھیں۔ اکا دکا آدمی چل رہے تھے۔

-آئیں، میجر عاص جیپ سے اتر گیا

ابھی آپ آرام کریں۔ کل صبح سے ٹریننگ اسٹارٹ ہوگی۔" اندر کی جانب بڑھتے وہ بول رہا " تھا۔ اندر راہ داری سے گزرتے وہ ایک کمرے کے پاس رُک کر بولا۔

یہ آپ کا کمرہ ہے۔" اس نے لاکڈ ڈور اوپن کیا۔ اندر سنگل پلنگ، رائٹنگ ٹیبل اور ایک " چھوٹی سی الماری تھی۔ کمرہ صاف ستھرا تھا۔

"یہاں اور لوگ نہیں ہیں؟"

ہیں، میجر عاص نے پنکھے کی اسپید بڑھاتے بتایا۔ یہاں کون لوگ رہتے ہیں؟

آپ اسے ایک ٹریننگ سینٹر ہی سمجھ لیں اور یہ ہاسٹل۔" وہ اسکی اُجھتی نگاہوں میں دیکھتے " بولا۔ گڈ نائٹ، نیلیم اجرک اُتار کر تہہ لگاتے بولی۔ مطلب جانے کا کہہ رہی تھی۔

تھک گئی ہیں؟ اس نے کچھ کھوجنا چاہا۔

کچھ پوچھا ہے میں نے۔ اسکی جانب سے کوئی جواب نہ پا کر وہ بولا۔

میجر عاص ہمیں نیند آرہی ہے۔ آپ جائیں گے یا یوں ہی ہمارے سر پر سوار رہیں گے۔ اس نے اجرک زور سے پلنگ پر پھینکتے جھنجھلاتے ہوئے کہا۔ میجر عاص نے ہونٹ بھیچ لیے۔

اس پر ایک قہر برساتی نظر ڈالتا لمبے لمبے ڈگ بھرتا نکل گیا۔ جاتے ہوئے دروازہ اتنی زور سے مارا کہ نیلیم اپنی جگہ سے اُچھل گئی۔

"کہیں ہم آپ کو حاصل کرنے کی چاہ میں اپنی فیملی تو نہیں گنوا بیٹھے؟"

"ہم کس کے لیے یہ سب کر رہے ہیں؟"

"کہیں ہم کچھ غلط تو نہیں کر بیٹھے؟"

"کیا بابا نے ہمیں تلاش نہیں کیا؟"

"کیا ہمیں واپس چلے جانا چاہیے؟"

"میجر عاص سے دور رہ سکیں گے ہم؟"

تم نہیں رہ سکتی اُسکے بغیر۔ کیا پتا تم اُسکا دل جیتنے میں کامیاب ہو جاؤ۔ مشن ختم ہوتے ہی " تمہیں واپس بھیج دیا جائے گا۔ بس چند مہینوں کی دوری برداشت کرلو۔ پھر تمہارے ساتھ

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

میجر عاص بھی ہوگا اور تمہارے بابا، دادو بھی اور آپی بھی کتنی خوش ہوں گی۔ جب اُنہیں پتا چلے گا کہ تم آرمی جوائن کر چکی ہو۔ "کوئی آواز اسے بہلا رہی تھی۔ اسکے وہم دور کر رہی تھی یا پھر سبز باغ دیکھا رہی تھی۔ جو بھی تھا۔ اب وہ بہتر محسوس کر رہی تھی۔ نئی جگہ ایک۔ انجان راستے کی شروعات، وہ گھبرا رہی تھی

راستے خوفزدہ کرنے لگے ہیں مجھے

میں انجانی منزلوں سے ڈر رہی ہوں

مجھے ضرورت ہے اک ہمسفر کی

اگر وہ ہاتھ تھام لے تو کیا حسین خواب ہو

مجھے مسافتوں کی نہ تھکن ہو

اگر جو تیرا ساتھ ہو

تو جو ہمسفر ہو

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

اسکے سر پر لگا انٹرکام بجے جا رہا تھا۔ بجے جا رہا تھا۔ نیلیم کی ہڑبڑا کر آنکھ کھلی۔

کک کون؟ "میجر عاص اسپیکنگ۔" اوہ آپ، اس نے لمبی سانس خارج کی۔

جلدی سے باہر آؤ۔ تمہیں جاگنگ پر جانا ہے۔ جسٹ ان فائیو منٹس۔ وہ ہدایت دے کر انٹرکام رکھ چکا تھا۔

اللہ ہمیں نیند آرہی ہے۔ اس نے منہ پر ہاتھ رکھتے کہا اور پھر سے پلنگ پر ڈھیر ہو گئی۔ ابھی وہ صبح سے لیٹ بھی نہ پائی تھی کہ انٹرکام کی چنگھاڑتی آواز آئی۔ کیا تکلیف ہو گئی ہے۔ وہ جھنجھلاتی ہوئی اُٹھی۔

یو ہیو فائیو منٹس مس نیلیم۔ "وہی آواز تھی۔"

میجر ہمیں نہیں سمیٹتے "اس نے لمبی جمائی لی۔"

اوکے آئی ایم کمنگ "وہ غصے میں بولا"

اوہ نو! اوہ نو بھاگو!! "اس نے الماری سے ٹریک سوٹ نکالا اور واش روم بھاگی۔ دو منٹ "میں باہر نکلی۔ گلے میں وائٹ اسٹولر ڈالا۔ کلائی میں پونی پہن رکھی تھی۔ وہ کمرہ لاک کرتی۔ تیزی سے پلٹی تھی۔ جب اسے سامنے کھڑے دیکھا

دیکھیں ابھی تو تین منٹ ہی ہوئے ہوں گے "اس نے کھلی زلفوں کو پونی میں قید کرتے "بے چارگی سے کہا

چار منٹ دس سیکنڈ۔ "وہ اسے سرتا پیر دیکھتے بولا۔"

تو کیا ہوا پچاس سینڈ ابھی بھی باقی ہیں۔" اسکی ڈھٹائی عروج پر تھی۔ وہ اسے گھورتا واپس " پلٹ گیا۔ نیلیم کو اسکے ہم قدم ہونے کو بھاگنا پڑ رہا تھا۔

آپ تو بہت تیز چلتے ہیں میجر۔" وہ اسکے پیچھے چلتی بول رہی تھی۔ وہ خاموش رہا۔ ہاسٹل نما " جگہ سے نکل کر وہ گراؤنڈ سے بھی آگے نکل گئے۔ اس گراؤنڈ میں شوٹنگ کی ٹریننگ ہو رہی تھی۔ وہ اب جہاں آئے تھے۔ وہ ہری بھری گھاس والا پارک سا تھا۔ جس میں ٹیسٹ کی تیاری کر رہی تھیں۔ (Rope) کیلئے چند اسٹینڈ لگے تھے تو کچھ روپ chin up میجر عاص انکی ٹرینز کے پاس سے گزرا تو انہوں نے سلیوٹ کیا۔ نیلیم اسکے پیچھے ہی چلی آرہی تھی۔ ٹراؤڈر ٹی شرٹس میں ملبوس لڑکیاں ایک عزم سے رسیوں کو پکڑ کر چڑھ رہی تھیں۔

جب ہم سلیکٹ ہو جائیں گے تو کیا ہمیں بھی ایسے ہی سلیوٹ کیا جائے گا۔ اس نے اشتیاق سے میجر عاص کے پیچھے بھاگتے پوچھا۔

"پہلے آپ سلیکٹ تو ہو جائیں۔ اسکے ہاتھ میں ایک لیپ ٹاپ تھا۔" وہ تو ہم ہو چکے ہیں۔ میں ریکٹ کرنے کی اتھارٹی رکھتا ہوں۔" وہ رُک گیا۔

ہم آپ کو موقع ہی نہیں دیں گے۔" وہ اسکی جانب دیکھتے ہوئے بولی۔ تیزی سے چلنے کے باعث اسکا سانس پھول چکا تھا۔ میجر عاص کے ہونٹوں پر تلخ مسکراہٹ دوڑ گئی۔

لیٹس سی، وہ آگے چل پڑا۔ ایک بیچ پر بیٹھتے اس نے نیلیم کو مخاطب کیا۔

"ایک راؤنڈ لگا کر آئیں۔"

اکیلے؟

جی، وہ لیپ ٹاپ آن کر چکا تھا۔

اور ہاں یہ جو دیواریں نظر آرہی ہیں نا ان کے ساتھ ساتھ دوڑنا ہے۔ لال اینٹوں کی
-دیواروں کی طرف اشارہ کیا

-نیلیم نے دوڑ شروع کر دی

پورا ایک راؤنڈ لگا کر وہ چالیس منٹ میں واپس آئی تھی۔ دوڑ کیا تھی۔ وہ تھک جاتی تو رُک
جاتی اور پھر دوڑنے لگتی۔ بالا آخر اس نے راؤنڈ مکمل کیا اور اسکے پاس آئی۔

یو ہیو ٹو ڈن ٹو مور راؤنڈز ناؤ گو۔ "اس کے ہانپ کر رُکنے پر وہ بیچ سے کھڑے ہوتے "
اسکا پسینے سے بھیگا ٹریک سوٹ اور چہرہ دیکھتے بولا۔

یو ہیو جسٹ ون آر ہری اپ۔ "اسے ایسے ہی گھٹنوں پر ہاتھ رکھے لمبے لمبے سانس کھینچتے "
دیکھ کر وہ بے نیازی سے حکم دے رہا تھا۔

ہم تھک گئے ہیں ٹائیگر اور ایک گھنٹے میں دو چکر؟ "اسکی آنکھیں پھیل گئیں۔ کہنی فولڈ "
کرتے پسینہ پونچھا۔

کل تک کوئی بہت بڑے بڑے دعوے کر رہا تھا۔ "وہ ٹراؤزر کی جیبوں میں ہاتھ ٹھونسے "
آگے بڑھا۔ نیلیم نے سُلگتی نظروں سے اسکی جانب دیکھا۔ جو سلگا دینے والی مسکراہٹ یا قوتی

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

ہونٹوں پر سجائے۔ اس سے چار قدم کے فاصلے پر کھڑا تھا۔ نیلیم اسکی سائیڈ سے نکلتی دور جا چکی تھی۔

اب میں تمہیں بتاؤں گا کہ زندگی کیا کیا سکھاتی ہے؟ ابھی تو آگ کی تپش بھی نہیں تم "۔
تک پہنچی نیلیم ابرار۔ "اس نے نظروں سے اوجھل ہوتے بلور کی مانند نازک وجود کو دیکھا

یہی ڈیٹا جمع کر سکا ہوں میں ایک دن میں۔ "ایس پی بلال نے فائلز کی ورق گردانی کرتے "۔
منہاج کو دیکھا۔

ہاؤز اٹ پوسٹیل؟ منہاج نے فائلز میز پر اُچھالیں اور کھڑکی کے پاس پیٹھ کر کے کھڑا
ہو گیا۔ دونوں ہاتھ دیوار پر ٹکا دیے۔

اگر ایگل بھی سچا ہے اور شاکر بھی، تو جھوٹا کون ہے؟ اسکے دماغ نے سوال اٹھایا۔
سرکین آئی گو؟

وہ لڑکی مری نہیں ہے ایس پی بلال۔ "وہ مڑے بغیر سرد آواز میں بولا۔ ایس پی بلال کا "۔
خون خشک ہو گیا۔

نیلیم کا مرکت از دیباء تبسم

تمہاری خبریں پکی نہیں ہوتیں اور کچی اور ناپائیدار چیزیں مجھے پسند نہیں اور جو مجھے پسند " نہیں اُسکا انجام تو تم جانتے ہو نا؟" وہ اب بھی نہیں پلٹا تھا۔ ایس پی بلال اپنی جگہ سے کھڑا ہو گیا۔ اگر منہاج کو اسکی حقیقت پتا لگ گئی ہے تو یہ اسکی زندگی کا آخری لمحہ ہے م۔۔۔ میں نے درست۔ جھوٹ نہیں، وہ کوٹ کا بٹن لگاتے پلٹا۔ سوری سر! لیکن مجھے یہی -نیوز

اپنی نیوز کنفرم کرو۔ اس سے پہلے میں تمہیں اوپر والے کے پاس ڈیلیور کروں۔ اس نے بات کاٹ ڈالی۔

جی سر میں ایک بار پھر کنفرم۔ آؤٹ، اس نے صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ چڑھاتے بیٹھ کر کہا۔ ایس پی بلال اپنا سامنہ لے کر چلا گیا۔

تم زندہ ہو مجھے یقین ہے۔" اس نے تصورات میں ہی نیلیم ابرار کو مخاطب کیا تھا۔"

Writers

" 1.6 km

آٹھ منٹ میں دوڑنا ہے اور آپ نے بائیس منٹ لگائے ہیں۔" وہ گھڑی دیکھتے بولا۔ لیپ ٹاپ پر اسکا کام ختم ہو چکا تھا اور نیلیم کے راؤنڈز بھی۔

-ہم سیکھ جائیں گے۔ پتا نہیں کب؟ وہ لیپ ٹاپ اٹھا کر چلتا بنا

آئیں، آگے چلتے بھی اسے پتا لگ چکا تھا کہ وہ اب تک وہیں کھڑی ہے۔

آپ کی چار آنکھیں ہیں کیا؟ اس نے جل کر پوچھا۔

نہیں چھ اور اُس میں سے دو تمہیں ڈونٹ کرنی پڑیں گی۔ طے ہوا وہ کبھی اسکا من پسند جواب نہیں دے سکتا تھا۔

آپ یہاں رُکیں ہم پانچ منٹ میں آئے۔ وہ چلا گیا تو نیلیم نے اس گرافنڈ کو دیکھا۔ جہاں ابھی شوٹنگ ٹیسٹ ہو رہا تھا۔

آئیں، میجر عاص نے اسے ساتھ آنے کا بولا۔

وہاں جا کر کھڑی ہو جائیں۔ اس نے جہاں اشارہ کیا تھا۔ وہاں ٹارگٹ بورڈ لگا تھا۔ جس پر درمیان میں گول سُرخ دائرہ تھا۔ ایک بلٹ کے برابر۔

ڈونٹ موو" اسے ڈر کر فاصلے پر کھڑے ہوتا دیکھ۔ وہ گن ٹیبل پر رکھے۔ اس تک آیا اور " کاندھوں سے پکڑ کر بورڈ کے پاس کھڑا کیا۔ " میں فائر کروں گا۔ آپ نے تب بھی موومنٹ نہیں کرنی۔ ہاتھ سیدھے اوکے؟؟؟ اس نے سر ہلایا۔ وہ واپس چلا گیا۔

آآ فائر کی آواز پر وہ چلاتے ہوئے کئی فٹ دور بھاگی۔ میجر عاص نے رائفل ٹیبل پر پٹختی۔
-دستانے اُتارے اور اسکے پاس پہنچا

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

ادھر آؤ، آئی سیڈ کم ہیئر۔ اسکی دھاڑ پر دوسرے گراؤنڈز میں ٹریننگ کرتے آرمی کیڈٹس بھی گھبرا گئے تھے۔ اتنا تو پتا لگ گیا تھا کہ یہ کوئی آفیسر ہے۔ جو کسی لڑکی کو ٹریننگ دے رہا ہے۔ نیلیم اسکی دھاڑ پر اور سہم گئی

یہاں سے اب ہلنا نہیں۔ اسکے بر فیلے لہجے پر وہ اُڈنے والے آنسو پی گئی۔ فائر کی آواز پر۔ اس نے اب کی بار چیخ نہیں ماری تھی۔ بس آنکھیں میچ لیں تھیں

ٹو انچ مور " وہ دو انچ اور قریب کھڑی ہو گئی۔ میجر عاص کی آواز اتنی تھی کہ اسے شاید ہی کبھی مائیک کی ضرورت پڑی ہو۔

ٹو انچ مور " اسکے اگلے حکم پر وہ پتے کی مانند لرز کر رہ گئی۔ "

کوئیکی " اس نے ہاتھ سے آگے ہونے کا اشارہ دیا تو وہ اُس لال سوراخ سے ایک بالشت " دور تھی۔ فائر کی آواز پر اب کی بار آنکھ میچنے کی بھی اجازت نہیں تھی۔ سات آٹھ مزید۔ بلٹس ضائع کرنے کے بعد بالا آخر اسکا خوف کم ہو گیا

ویل ڈن " وہ گن ٹیبل پر رکھ کر اپنے بازو کو گول گول گھمانے لگا۔ نیلیم کو اشارے سے " اپنے پاس آنے کا کہا

اُٹھاؤ اسے " وہ ٹیبل پر بیٹھتے بولا۔ پھر پانی کی بوتل منہ سے لگا لی۔ نیلیم اس سے کافی " خوفزدہ نظر آرہی تھی۔ رائفل اُٹھانے کو آگے بڑھی۔ اسکا وزن اتنا زیادہ تھا کہ وہ ایک ہاتھ سے تو اُٹھا نہ پائی۔ دونوں ہاتھ میں کسی بچے کی طرح اُٹھا لیا۔ میجر عاص نے بوتل کا ڈھکن لگاتے، گن پکڑے کھڑی گھبرائی ہوئی نیلیم کو دیکھا تو اسکا قہقہہ بے اختیار گونجا تھا۔

نیلیم کا حرکت از دیاء تبسم

-ہاہاہا ہاہاہا اسکا ہنس ہنس کر برا حال ہو گیا

اوکے اسٹاپ اٹ میجر عاص ہاہاہا۔ وہ اپنے آپ سے ہی بول رہا تھا۔ نیلیم جو کب سے آنسو ضبط کیے کھڑی تھی۔ اب اسکی برداشت جواب دے گی۔ وہ ہنس رہا تھا اس پر۔ نیلیم نے رانفل بمشکل میز پر رکھی اور سفید ہاتھوں کی پشت سے آنسو صاف کرتے تیز تیز قدم اٹھاتی۔ واپس جانے لگی

نیلیم! نیلیم!! آخر کار اسکی ہنسی ختم گئی تو وہ اسکے پیچھے لپکا۔ وہ اور تیز چلنے لگی۔ گراؤنڈ وسیع و عریض رقبے پر پھیلا تھا۔

نیلیم آپ پھر رو رہی ہیں۔" وہ تھوڑا جھک کر اسکے ہرے سمندر میں دیکھنے لگا۔ جہاں لہریں ساحل کی حدود بھی پار کرنے کو بے تاب تھیں۔ نیلیم نے آنسو پونچھتے منہ موڑ لیا۔ اچھا بریک فاسٹ کا ٹائم ہو گیا ہے۔ پہلے ناشتہ کر لیں پھر آپ کو گن چلانا سکھاؤں گا۔ وہ سیدھا ہوتا بولا۔

نہیں سیکھنا ہمیں گن چلانا۔ وہ نروٹھے پن سے بولی۔

یہ تو پیپرز سائن کرنے سے پہلے سوچنا تھا نا۔" اب وہ پھر سے اپنے اصلی روپ میں آچکا " تھا۔

غلطی ہو گئی۔" تو اب سزا بھگتیں۔" وہ سفاکی سے بولا۔

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

آپ ہم سے بدلے لے رہے ہیں؟" اس نے بھیگی پکیں اٹھائیں۔
تو کیا تم نے نہیں لیا تھا؟" وہ بھی اسکی آنکھوں میں دیکھتا بولا۔
میں نے وارن کیا تھا نا؟" اسنے نیلیم کی شکایتی نظروں میں دیکھتے پوچھا۔
"کیا تھا نا منع؟"

"مانی میری بات؟"

آپ بہت برے ہیں میجر عاص۔" اس نے گال پر آتے آنسو کو صاف کیا۔
شکریہ!! وہ اپنے چوڑے سینے پر ہاتھ رکھتے ہلکے سے جھک کر بولا۔
نیلیم پیر پٹختی چلی گئی۔

Writers

یہ کوٹھی شیشے کے گلاسز اور سنہری رنگ کے انٹریز کے باعث حد سے زیادہ حسین نظر آتی تھی۔ ملازموں کی ریل پیل تھی یہاں۔ باوردی ملازم، گارڈز، عورتیں اور مرد سب شامل تھے۔ وسیع لاؤنج میں شاید ہی کوئی شے ہو۔ جو کسی باہر ملک سے نا آئی ہو۔ منہاج نے لاؤنج میں پہنچتے اپنے گانگز اُتارے۔ پیسہ پانی کی طرح اس محل نما کوٹھی پر بہایا گیا تھا اور یہی نہیں اس کے مالک کے بے شمار گھر، بنگلے دوسرے ممالک میں بھی تھے۔

بلیک سٹار تمہارا ہی ویٹ ہو رہا تھا۔ "بلیک جینز اور قیمتی شرٹ کے کھلے بٹن، بڑا سا نکلا " پیٹ، منتشر بال، یہ ایک مشہور سیاستدان تھا۔

کیا کمپلین ہے تمہیں مجھ سے؟ ایم آرنے اس کے خوشامدی لہجے پر سرد آواز میں پوچھا۔

مجھے میرا مال پورا نہیں ملا۔ وہ دبی دبی آواز میں بولا

اندر چل کر بات کرتے ہیں۔ اس نے منہاج کو ساتھ چلنے کا کہا۔ ایک بڑے سے ڈرائنگ روم میں پہنچ کر منہاج نے نشست سنبھالی۔

مجھے پورے ہیرے چاہیے۔ وہی امیر و کبیر سیاسی شخصیت والا رعب۔ اگر میں نادوں تو؟

ہا ہا ہا کیا کہہ رہے ہو بلیک سٹار۔ وہ کھسیانا سا ہو کر بولا۔ "مجھے لگتا ہے پاکستان کی عوام کو اپنے سیاست دانوں کا اصلی چہرہ دکھا دینا چاہیے۔" اس نے ٹانگ پر دوسری ٹانگ رکھے، پیر جھلاتے ہوئے کہا

کک۔۔ کیا کہہ رہے ہو؟ اسے لینے کے دینے پڑنے لگے۔ منہاج اطمینان سے سگار پینے لگا۔ دھواں چھوڑتے اس نے مقابل کا گھبرایا چہرہ دیکھا

گھبراؤ نہیں ایک ڈیل کرنے آیا ہوں تم سے۔ "اس نے آگے کو جھکتے کہا۔"

مجھے "شیر خان" کا پتا بتادو۔ وہ جب بولا تو اسکی آواز سرد تھی۔

"وہ قصہ بلیک سٹار کی موت پر ہی ختم ہو گیا تھا۔"

تو تم لوگوں نے میرا نام بلیک سٹار رکھ دیا۔ مگر ایک بات تم بھول رہے ہو، اسد زبیر " لغاری کہ "منہاج عز ضحاک" اتنی آسانی سے مرنے والا نہیں ہے۔ میں پورے پاکستان کو مار کر بھی نہیں مرنے والا۔" اس نے اپنے سامنے بیٹھے بے زار سی شکل بنائے۔ اس مشہور و معروف سیاسی شخصیت کو دیکھا۔

دیکھو ایم آز ہماری ڈیل اب کی نہیں۔ بہت پہلے کی ہے۔ بلیک سٹار کے زمانے سے جانتا " ہوں تمہیں۔ جب گندے نالے سے کھینچ کر وہ تمہیں انڈر ورلڈ کی دنیا میں لایا تھا۔ اپنا دایاں بازو بنایا۔ بھارت سے میرے تعلقات اس سے بھی پرانے ہیں۔ خیر تب بھی ہیرے جواہرات کی اسمگلنگ میں بلیک سٹار میری مدد کرتا تھا۔ اب تم کرتے ہو۔ اگر تم اپنا کام مکمل نہیں کرو گے تو شاؤٹ تو میں کروں گا۔ اسکا مطلب یہ نہیں کہ تم مجھے دھمکیاں لگانے بیٹھ جاؤ۔" وہ آخری جملے پر حلق کے بل دھاڑا۔

آواز نیچی، ایم آز نے ایک سیکنڈ لگایا تھا پسٹل نکالنے میں۔ "تیرا گلا یہیں کاٹ کر چلا جاؤں گا۔ دنیا کا کوئی قانون نہیں روک سکتا مجھے۔ یہ تجھ سے زیادہ بہتر کون جانتا ہے۔ چل اب شرافت سے بتا "شیر خان" کہاں ہے؟ اس نے اسد زبیر کے سر پر پسٹل رکھتے ایک ٹانگ -صوفے پر رکھے اسکا راستہ روک لیا

بلاؤ اپنے رکھوالوں کو ہے ہمت تو بچا لیں تجھے۔ اس نے ریوالور اسکی کنپٹی پر زور سے مارا۔ اسد زبیر کو آج اپنے ہی اعتماد کے ہاتھوں موت کی سولی پر چڑھنا پڑ رہا تھا۔ منہاج کی موجودگی میں اسکے گارڈز اندر نہیں آتے تھے کہ ان کے راز کسی اور کو نہ پتا لگ جائیں۔ اسی لیے ابھی بھی دونوں تنہا تھے۔

دد۔۔۔۔دیکھو ایم آز مم۔۔۔ میں شیر خان کا پتا بتا دیتا ہوں مگر میرا نام "ایم آز نے پسل " نیچے کر لیا اور اسکے سامنے والی میز پر بیٹھ گیا۔

شیر خان نے ہی اپنی بیٹی کو کرنل شہیر عالم کے خلاف استعمال کیا تھا۔ "وہ آہستہ سے بول " رہا تھا۔

بیٹی؟ منہاج کو دھچکا لگا۔

وہ اسکی انگریز بیوی کی پہلی شادی سے تھی۔ غضب کی حسین، مصر کی ملکہ قلوپترہ جیسی، " جسکا حُسن دم بخود کردے۔ بس اسی لیے اُس نے زوئی کو کرنل شہیر عالم کے بیٹے عاص عالم کے کالج میں بھیجا۔ اسکے پیچھے اصل مقصد کرنل شہیر عالم کی لائبریری کا وہ ریکارڈ حاصل کرنا تھا۔ جو اس نے بلیک سٹار کی سرگرمیوں کے ثبوت کے طور پر جمع کیا تھا۔ اسکے پاس اتنے شواہد جمع ہو چکے تھے کہ اگر یہ حقیقت کھل جاتی تو پاکستان اور بھارت کے درمیان کشیدگی مزید بڑھ جاتی۔ یہی نہیں بلکہ پاک آرمی "بلیک سٹار" کو بھارت کی زمین سے بھی کھینچ نکالتی۔ پھر سارے راز فاش ہو جاتے۔ شیر خان بھی بلیک سٹار کا خاص بندہ تھا۔ اس نے اپنے اثر رسوخ استعمال کر کے زوئی کو کرنل کے گھر تک بھیج دیا۔ "وہ روبرٹ کی طرح بول رہا تھا۔

تو وہ لڑکا عاص تھا۔ جسے زوئی نے میرے پاس بھیجا تھا؟ " منہاج نے تصدیق چاہی۔ "

ہاں وہ کسی پارٹی میں کرنل کے بیٹے کو ساتھ لے گئی تھی۔ پھر ڈرنک میں بے ہوشی کی دوا " ملا کر اس نے شیر خان کو بتا دیا کہ اُسکا کام مکمل ہو گیا ہے۔ پھر شیر خان کے بندے بلیک

سٹار کے حکم پر عاص کو تمہارے حوالے کر گئے۔ مگر کرنل نے بیٹے کی جان کی بھی پرواہ ہوٹل میں ایک میٹنگ اریج کر لی۔ اس میٹنگ میں کچھ سیاسی marriot نہیں کی اور "۔ شخصیات بھی شریک ہوئیں۔ حساس ادارے بھی اور فوج کے اعلیٰ عہدے دار بھی

اور اس سے پہلے کہ میٹنگ سٹارٹ ہوتی بلیک سٹار کے کہنے پر میں نے وہاں بارود سے " بھرے ٹرک کے ذریعے دھماکہ کروادیا۔ "منہاج اسکی بات کاٹ کے بولا۔

ہاں، اسد زبیر نے سر ہلایا۔

اسکے بعد بلیک سٹار آرمی کے ہاتھ کیسے لگ گیا؟ زوئی کے بارے میں مجھے کیوں لاعلم رکھا " گیا؟ شیر خان کہاں غائب ہے؟؟ ہو نا ہو اس سب کے پیچھے اُسکا ہی ہاتھ ہے۔ بلیک سٹار تک پہنچنے میں اُس ہی نے مدد دی ہے اور اب میرے خلاف سازش کر رہا ہے۔ "وہ پھر سے دھاڑنے لگا۔

زوئی نے یہ کام خالصتاً شیر خان کے کہنے پر کیا تھا۔ اس لیے اُسکو ہمارے گینگ سے دور " رکھا گیا تھا اور شیر خان کیوں ایسا کرے گا۔ اگر اُس نے یہی کرنا ہوتا تو وہ زوئی کو استعمال ہی کیوں کرتا؟ " اسد نے اسکو ٹھنڈا کرنا چاہا۔

مجھے بہلاؤ مت اسد زبیر لغاری۔ مجھے شیر خان کا پتا بتاؤ۔ " اس نے ریوالور پھر اسکی کنپٹی پر " رکھا۔

بولو، اسکی دھاڑ میں خون آشام درندے کی سی پھنکار تھی۔

مم--- میں نہیں جان---" اسکی بات ابھی منہ میں ہی تھی کہ منہاج کا ایک گھونسا اسکی ناک پر اور تین چار پیٹ میں پڑے۔ اسکو کالر سے پکڑ کر وہ زمین پر پٹخ چکا تھا۔ اس نے اسد زبیر کی گردن پر اپنے قیمتی جوتے رکھ دیے اور زور سے رگڑنے لگا۔
بولو، وہ پھر دھاڑا۔

وہ وہ پچھلے دس سالوں سے آئی ایس آئی کے قبضے میں ہے۔ کوئی نہیں جانتا۔ وہ مر گیا ہے " یا زندہ ہے اور زوئی ملتان سینٹرل جیل سے فرار ہوتے پولیس کے ہاتھوں ماری گئی۔ "اس نے تیزی سے کہا

اوہ ایڈیٹ مین! تم یہ سب مجھے اب بتا رہے ہو۔ "منہاج نیچے اکڑوں بیٹھ کر اسے کالر " سے پکڑ کر اٹھاتے بولا۔

بتانے کا کیا فائدہ ہوتا جو ہونا تھا وہ تو ہو گیا۔ بلیک سٹار کو علاقہ غیر میں روپوش ہوئے دو " سال ہوئے تھے۔ جب کرنل کے بعد ایک اور ایجنٹ کو یہ مشن دیا گیا تو وہ بذریعہ شیر خان بلیک سٹار تک پہنچ گیا۔ مگر غلطی یہ ہوئی کہ بلیک سٹار اُسکے ہاتھوں مارا گیا اور ہمارا کاروبار چلتا رہا۔ " وہ اپنے ناک سے نکلنے والا خون اب ٹشو پیپر سے صاف کر رہا تھا۔

تو اب انہیں ہمارے راز چاہئیں۔ ہماری چین کا پتہ لگانا چاہتے ہیں یہ۔ "منہاج پُرسوچ انداز " میں بولا۔

ہاں، کیا تم شاکر کو جانتے ہو؟ اس نے اسد زبیر لغاری کی جانب دیکھا۔

آج آپ دو منٹ لیٹ ہو گئی ہیں۔ مگر آئندہ یہ غلطی نہ ہو۔ اس نے دور سے آتی نیلیم کے قریب جا کر کہا۔

ناشتہ کرنے میں ٹائم تو لگتا ہے۔ وہ منہ بنا کر بولی۔ کتنا کھاتی ہیں آپ جو آدھا گھنٹہ لگ گیا؟
--- وہ بھی کہاں بخشنے والا تھا۔ آ

اب بحث کرنے میں ٹائم ویسٹ مت کریں۔" اسے بولنے کو منہ کھولتا دیکھ کر وہ ٹوک " گیا۔

- ہونہ نیلیم سر جھٹکتی اسکے پیچھے چلنے لگی۔ وہ پھر سے اُسی گرافنڈ میں تھے

یہ پسل ہے میجر عاص نے بلیک کلر کا ریوالور اٹھاتے کہا۔

نظر آرہا ہے ہمیں۔ اس نے ناک سکیرٹی۔

اب اگر آپ نے اپنی اس فضول گوئی سے پرہیز نہ کیا تو میں سزا دینے میں زیادہ ٹائم " نہیں لگاؤں گا۔" وہ سخت لہجے میں بولا۔

ہم تو۔۔ ششش!! میجر عاص نے اسے چُپ رہنے کا اشارہ کرتے، ریوالور کا میگزین کھولا۔

نیلیم کا حرکت از دیاء تبسم

اس میں بلٹس ڈلتی ہیں۔ دیکھیں اسے کیسے ڈالتے ہیں۔ پھر اس نے میگزین بند کر کے ریوالور لوڈ کرنا سکھائی۔

یہ ٹریگر ہے۔۔ آپ کا نشانہ کیسا ہے؟ اس نے نیلیم کی جانب دیکھا۔

پتھر مارنے میں تو بہت اچھا ہے۔ یاد ہے آپ کو بھی مارا تھا چھت پر، یاد آیا؟؟؟ وہ جوش میں بول رہی تھی۔ جب نظر میجر عاص کے سنجیدہ چہرے پڑی۔

سوری، اس نے سر جھکا لیا

یہ لاسٹ ٹائم تھا۔ وہ بول کر پیچھے مڑا۔ شلوار کرتا میں کھڑے ایک آدمی کو اشارہ کیا اور کچھ لانے کو کہا۔

یہاں کھڑی ہوں۔ اس سے آگے نہیں بڑھنا۔ میجر عاص نے اسے میز کی سیدھ میں کھڑا ہونے کا کہا۔ یہ لیں، آدمی کے ہاتھ سے ایک چھوٹا سا باکس لے کر اسے پکڑا لیا۔ جس میں چھوٹے چھوٹے تیر تھے۔ فقط نشانہ پکا کرنے کو۔

ماریں، اس نے نیلیم کو ہونق بنے کھڑے دیکھ کر کہا۔ ایک، دو، تین اسکا نشانہ زبردست تھا۔ میجر عاص کو چھت کا وہ منظر یاد جب اس نے ایک چھوٹا سا کنکر اتنے فاصلے سے میجر عاص کو مارا تھا۔

گڈ، میجر عاص نے اس سے باکس تھامتے کہا۔ پھر ریوالور اس کے ہاتھ میں تھمائی اور خود اس کے پیچھے جا کر کھڑا ہو گیا۔

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

دونوں ہاتھ سیدھے رکھیں۔ اس نے ہدایت دی۔ نیلیم نے عمل کیا۔

سامنے دیکھیں۔ وہ اسکے پیچھے کھڑا بول رہا تھا۔ اس نے آگے بڑھ کر دونوں ہاتھ نیلیم کے کپکپاتے ہاتھوں پر رکھتے ریوالور کو ٹارگٹ پر سیٹ کیا۔

سامنے دیکھیں ریڈ ڈاٹ کو فوکس کریں۔ اسکی آواز نیلیم کے کان کے بہت قریب سنائی دے رہی تھی۔ ٹریگر کو پریس کرنے سے پہلے ریوالور پر گرفت مضبوط رکھنی ہے۔ وہ انگلش میں اسے گائیڈ کر رہا تھا۔ بالکل پروفیشنل انداز میں۔ جب کہ نیلیم کا دم گھٹ رہا تھا اسکے حصار میں۔

ریلیکس اسکے ماتھے پر پسینے کے قطرے دیکھتے وہ بولا۔

ٹریگر پریس کریں۔ اس نے ڈرتے ڈرتے عمل کیا۔

ٹھاہ! آآآ گولی کی آواز کے ساتھ نیلیم ابرار کی چیخ بھی گونجی تھی۔

وہاٹ از یور پرابلم؟ وہ جو آنکھیں میچے حلق کے بل چیخ رہی تھی۔ اسکی دھاڑ پر یک دم خاموش ہو گئی اور آہستگی سے آنکھیں کھول کر اسکے سخت غصیلے چہرے کی جانب دیکھنے لگی۔

---||| نیلیم سے بات نہ بن پائی۔ ابھی صبح میں ہی تو اس نے اتنی پریکٹس کروائی تھی کہ وہ فائر کی آواز پر خوف زدہ نہ ہو۔

صبح کتنی پریکٹس کروائی تھی میں نے۔ مگر افسوس آپ جیسی بزدل، کم ہمت اور ڈرپوک لڑکی سے میں اُمید لگا رہا تھا۔ آپ رونے کے سواء کچھ نہیں کر سکتیں۔ ناؤ گیٹ لاسٹ فرام ہیئر۔ اسکے اتنے سخت لہجے اور الفاظ پر اسکے بھل بھل آنسو بہنے لگے۔

سوری، وہ سوں سوں کرتی سر جھکا کر بولی۔

آئی سیڈ گو " وہ اسکی جانب سے رُخ پھیر کر پینٹ کی پاکٹس میں ہاتھ ڈالے کھڑا ہو گیا۔ " نیلیم اسکی بے حسی پر اپنے آنسو صاف کرتی پلٹ گئی۔

ہمیں کئی بار خود پر حیرت ہوتی ہے کہ ہماری محبت کا قد کاٹھ بھی عجب ہے۔ ہمارے دل میں ہے تو قطرہ خوں کے برابر۔ اگر باہر نکل جائے تو آسمان کو قد اونچا کرنا پڑ جائے اور زمین کو اپنی وسعت میں اور کشادگی پیدا کرنی پڑ جائے۔ آخر آپ میں ایسا کیا ہے میجر عاص؟ جو ہم ہر بار آپ کو ہاتھوں ذلیل ہو کر بھی آپ سے نفرت نہیں کر پاتے، بدگمان نہیں ہوتے۔ ایسا کیوں ہے کہ ہمارا دل ناراض نہیں ہوتا آپ سے؟ آپ نے ہم سے ہمارا کر کے رکھ paralyse ہر احساس چھین لیا ہے۔ آپکی محبت نے ہمارے ہر جذبے کو جیسے دیا ہے۔ "وہ گراؤنڈ سے نکلتے سوچ رہی تھی۔

یہ شکل پہلے کبھی دیکھی ہے؟" اس نے اپنے سیل فون سے شاکر کی تصویر اسے دکھائی۔
نہیں میں اسے نہیں جانتا۔ اور اسے؟ منہاج نے ایگل کی تصویر دکھائی۔

نہیں، منہاج نے گہری سانس لیتے بیک پر ٹچ کیا تو ہوم اسکرین سامنے آگئی اور اس پر لگا
نیلیم ابرار کا وال پیپر۔

یہ۔۔۔ یہ۔۔۔ یہ تمہارے پاس کیسے آئی؟ کون ہے یہ لڑکی؟ اوہ مائی گاڈ ہاؤز اٹ پوسٹل؟ یہ "
دھوکہ ہے میں یقین نہیں کر سکتا۔ "وہ ایم آز کے سیل فون پر ہاتھ لگاتے بول رہا تھا۔ جیسے
یہ تصویر ابھی باہر نکال لے گا۔

شٹ اپ کیا بول رہے ہو؟" منہاج کو اسکی یہ حرکت زہر لگی۔

ت۔۔۔ تم تو کہہ رہے تھے کہ تم نے زوئی کو نہیں دیکھا۔ تم نہیں جانتے کہ عاص کو "
زوئی نے ٹریپ کیا تھا۔ "وہ منہاج کی جانب دیکھ کر تیز تیز اور بے یقین لہجے میں بول رہا
تھا۔

تو تمہیں کیا لگ رہا تھا میں جھوٹ بول رہا تھا؟ منہاج کی تیوری چڑھ گئی۔

ن۔۔۔ نہیں تو۔ وہ اسکا خراب موڈ دیکھ کر سنبھلا۔ یہ۔۔۔ یہ۔۔۔؟

کیا یہ یہ؟ ٹیل می وہاٹ از ان یور مائنڈ؟ منہاج اسکی جانب جھکتے صوفے پر ہاتھ رکھتے
بولے۔

یہ لڑکی زوئی جیسی ہے۔ بالکل وہی چہرہ ہے۔ میں نے زوئی کو پکچرز میں دیکھا تھا اور ایک بار حقیقت میں بھی۔ کرنل کے گھر جب دعوت پر گیا تھا۔ وہاں یہ آئی تھی۔ عاص کی دوست کی حیثیت سے۔ "حبیب بول رہا تھا اور منہاج کے کان سائیں سائیں کرنے لگے۔

کیا کہہ رہے ہو اسد زبیر لغاری؟ اسکی تمام حسیات جیسے اپانچ ہو گئیں تھیں۔

بلیو می بلیک سٹار یہ وہی چہرہ ہے بس معصومیت زیادہ ہے۔ "اس نے اپنی بات پر اسٹامپ لگاتے کہا۔

اپنی ویز یہ لڑکی تمہارا مسئلہ نہیں ہے اور ہیرے کی اسمگلنگ کیلئے دو بندے اور ہائر کرو۔" بحری راستوں پر سیکیورٹی سخت ہو گئی ہے۔ "منہاج نے اپنے تاثرات چھپا لیے تھے، ہمیشہ کی طرح۔

Writers

کل وہ ایک ٹرینر سے ریکوسٹ کر کے گیا تھا۔ جس نے بعد میں اور کیڈٹس کے ساتھ اسے chin up, roop up بھی

کی ٹریننگ دی تھی۔ اسکے بعد رات کا کھانا کھایا اور وہ خود ہی ایک اسٹاپ واپس لے کر گراؤنڈ میں نکل گئی۔ میجر عاص اپنے مشن کے کام سے نکل گیا تھا۔ وہ اسلام آباد میں ہو کر

بھی منہاج کے ہر کام پر نظر رکھے ہوئے تھا۔ اسکی پوری ٹیم اسے ٹریس کر رہی تھی۔ مگر ایم آف پلازہ کے اندر دوبارہ جانے کی اجازت اس نے ابھی تک کسی کو نہیں دی تھی۔ اسلحے کی اسمگلنگ کیلئے ایک اور ٹیم تشکیل دے دی گئی تھی۔ جسکے نتائج بہت مثبت اور حوصلہ افزاء تھے۔

افسوس آپ جیسی بزدل کم ہمت اور ڈرپوک لڑکی سے میں اُمید لگا رہا تھا۔ آپ رونے کے سواء کچھ نہیں کر سکتیں۔ ناؤ گیٹ لاسٹ فرام ہیئر۔" وہ بھاگ رہی تھی۔ جتنا تیز وہ بھاگ سکتی تھی۔ وہ اپنی ہمت سے زیادہ خود کو آزمانے لگی تھی۔ اگر میجر عاص کہتا تھا کہ وہ جذباتی ہے تو وہ سو فیصد درست تھا۔ وہ حد سے زیادہ جذباتی لڑکی تھی۔ اسکا پورا وجود پسینے سے تر تھا۔ خون گردش کے مراحل سے گزر کر اب اُبلنے لگا تھا۔ مگر اسے پرواہ کہاں تھی؟

افسوس آپ جیسی بزدل کم ہمت اور ڈرپوک لڑکی سے میں اُمید لگا رہا تھا۔ آپ رونے کے سواء کچھ نہیں کر سکتیں ناؤ گیٹ لاسٹ فرام ہیئر۔" اس کے پیروں کو بریک لگا۔ گھٹنوں پر ہاتھ رکھے وہ لمبے لمبے سانس بھرنے لگی۔

پندرہ منٹ" اسے افسوس ہونے لگا۔ وہ سمجھ رہی تھی کہ وہ ایک ہی دن میں سیکھ لے گی۔ حالانکہ یہ پندرہ منٹ بھی بہت زیادہ تھے۔ جو دوسرے کیڈٹس ہفتے میں سیکھتے تھے۔ وہ اس نے ایک دن میں سیکھ لیا تھا۔ مگر وہ افسردہ تھی

میجر عاص صحیح کہتے ہیں ہم سے کچھ نہیں ہو سکتا۔" وہ بیچ پر بیٹھ گئی۔ آنکھیں بند کر لیں۔ "آپی ہم سے فرکس کے نمیریکلز نہیں حل ہوتے۔ کہیں ہم اس میں رہ نہ جائیں۔"

پڑھی میں نے اُس میں وہ Alchemist کی Paulo Coelho ایسے ہی رہ نہ جائیں " :کہتا ہے

"And when you want something All the Universe conspires in helping you to acheive it"

اگر تم یہ سوچو گی کہ تم نہیں کر سکتی تو واقعی تم کبھی نہیں کر سکتی اور اگر تم نے ٹھان لی کہ تم کر کے دکھاؤ گی تو دنیا کی کوئی طاقت، کوئی زنجیر، کوئی دیوار، کوئی سوچ، کوئی شخص، کوئی ریت رواج، کوئی بھی تمہیں اُس چیز کے حصول سے نہیں روک سکتا۔ سوائے اللہ تعالیٰ کی پاک ذات کے۔ "نیلیم ابرار کی آنکھیں کھل گئیں۔ اسے یاد آیا کہ پھر اس نے فرسٹ ایئر میں نوے فیصد مارکس لیے تھے۔ فرکس میں اور اسے یہ سبجیکٹ اتنا اچھا لگنے لگا کہ اُس نے لیکچرر بننے کا سوچ لیا۔

ہم کر سکتے ہیں اور ہم کر کے دیکھائیں گے۔ " وہ اُٹھ کر دوسرے گراؤنڈ کی جانب چل پڑی۔

وہ جیپ میں سوار اندر داخل ہو رہا تھا۔ آج ہیڈ کوارٹر میں ایک میٹنگ بھی تھی۔ مگر چونکہ جلد ہی برخاست ہو گئی تو وہ وقت سے پہلے اکیڈمی آگیا۔ ابھی رات کے تین بج رہے تھے۔ جبکہ اس کی واپسی فجر کے وقت تھی۔

یہ لڑکی کون ہے؟ وہ جیپ پارک کر کے اندر آچکا تھا۔ ہاسٹل ایریا کی جانب جانے سے پہلے اس نے مڑ کر وارڈن انچارج سے پوچھا۔ جو رات کے پہرے راؤنڈ پر تھا۔

سر یہ وہی لڑکی ہے۔ جو آپ کے ساتھ آئی ہے۔ "وہ بتا رہا تھا۔"

واٹ؟؟ میجر عاص کے سیلوس چڑھاتے ہاتھ رک گئے۔

اسکو پسل کس نے دی؟" وہ سختی سے پوچھ رہا تھا۔ سر میں نے۔ کس سے پوچھ کر؟ اسکی " سختی بتدریج قائم تھی۔

"وہ سر کیڈٹ گرل نے کہا کہ آپ نے۔۔"

اچھا، وہ گراؤنڈ کی جانب بڑھ گیا۔ نیلیم ابرار کی اسکی جانب پشت تھی اور فاصلہ اتنا زیادہ تھا کہ وہ اسکے پہنچنے تک ایک میگزین خالی کر چکی تھی۔

آپکو پتا ہے جھوٹ کا سہارا لینے سے انسان اکثر اپنوں کی نظروں میں گرجاتا ہے۔ "وہ جو " ریوالور کو ٹھیک ٹارگٹ پر سیٹ کر رہی تھی۔ اسکی آواز پر ہلکے سے گردن موڑ کر دیکھا اور پھر ٹریگر دبا دیا۔

ٹھاہ!! کی آواز سے بلٹ ریڈ ڈاٹ کے کافی نزدیک لگی تھی۔ مگر ٹھیک نشانے پر نہیں۔ یہ نیلیم ابرار کی تین گھنٹے کی محنت تھی۔ میجر عاص نے ٹارگٹ بورڈ کے پاس گرے بہت سے تیر دیکھے۔ جو شاید اس نے پریکٹس کیلئے استعمال کیے تھے۔

تو آپ ہمیں اپنا مانتے ہیں۔ وہ ریوالور نیچے کر کے اسکی آنکھوں میں دیکھتے بولی۔ گراؤنڈ " میں لگی پول لائنس کی روشنی میں میجر عاص کا سایہ نیلیم پر پڑ رہا تھا۔

آپ سے زیادہ ڈھیٹ بھی کوئی ہوگا اس دنیا میں؟ وہ بھی اسی کی جانب دیکھ رہا تھا۔

"میں؟؟؟ Genius book of World record واؤ پھر کب آرہا ہے ہمارا نیم"

بحث کرنے کی عادت آپ کی مجھے بالکل پسند نہیں۔ وہ عادتاً سینے پر ہاتھ باندھے کھڑا تھا۔

آپ کو ہماری ایک بھی عادت نہیں پسند میجر عاص۔ آپ کو نیلیم ابرار نہیں پسند۔ بلکہ آپ کو نیلیم ابرار سے نفرت ہے۔ "وہ پلٹ کر میز تک آئی اور ریوالور رکھ کر جانے لگی۔

میں تمہاری ایک بھی بات کو جھٹلا نہیں سکتا اور اسکے لیے میں تم سے معذرت خواہ ہوں۔" اسے اپنی پشت پر وہی دلفریب دھڑکنوں کو منتشر کرتی آواز سنائی دی۔

ہمیں آپ کی کوئی معذرت قبول نہیں میجر عاص " وہ پلٹے بغیر بولی تھی۔ میجر عاص کے لب دھیرے سے مسکرائے تھے۔

تیری آہوں پر مسیحا کو ہنسی آتی ہے "

"اس سے زیادہ بھی تماشے کی تمنا ہے تجھے

اسے دو دن مزید گزر گئے تھے یہاں آئے۔ میجر عاص اسے روز پریکٹس کروا رہا تھا۔ اسکی ٹریننگ سخت سے سخت ترین ہوتی جارہی تھی۔ کل شام میجر عاص نے تین گھنٹے اسے پالتو

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

کتے کے ساتھ بند رکھا تھا۔ جسکی شکل ہی کسی شیر کی طرح تھی۔ وہ اپنے آپ کو چیلنج کر چکی تھی کہ وہ اب بزدلی کا مظاہرہ نہیں کرے گی۔ بہت زیادہ خوفزدہ ہونے کے باوجود paragliding, اس نے یہ امتحان بھی پاس کر لیا تھا۔ ریسنگ بھی ٹھیک جارہی تھی۔ اب کیلئے انہیں انتہی گلی جانا تھا۔ hiking

انتہی گلی اسلام آباد سے اسی کلو میٹر کے فاصلے پر ہے۔ یہ مری اور ایبٹ آباد کے درمیان میں آٹھ ہزار دو سو فٹ کی بلندی پر ہے۔

ہم کب تک پہنچیں گے۔ نیلیم نے جنرل نانج کی کتاب بند کرتے کہا۔ جو اسکو آئی ایس ایس بی کے ٹیسٹ کیلئے رٹنی تھی۔

جب آپکا یہ چیپٹر مکمل ہو جائے گا۔ وہ ونڈ اسکرین کی جانب دیکھتے بول رہا تھا۔

بس ہمارا دماغ پک گیا ہے اب۔ وہ سیٹ کے ساتھ ٹیک لگاتے آنکھیں موند گئی تو میجر عاص کو بھی خاموش ہونا پڑا۔ ویسے بھی آج کل نیلیم ابرار کی خوش اخلاقیوں چھٹی پر تھیں۔ آخری بار جو اس نے ڈانٹا تھا۔ اسکے بعد سے وہ اس سے کچھ کھنچی کھنچی سی تھی۔ اپنے مطلوبہ مقام پر پہنچ کر اس نے جیپ روک دی۔ اب یہاں سے اوپر ہمیں پیدل چلنا ہے

چلیں آپ کو ہائیکنگ ٹریک پر چلنا بھی آجائے گا۔ وہ جیپ کی پچھلی طرف چلا گیا۔

یہ کیا ہے؟

"trekking sticks "

اس نے جواب دیتے دو اسٹکس اسے پکڑائیں۔

برف باری کا موسم لگ رہا ہے۔ "وہ ٹریک پر اسٹکس کی مدد سے چڑھ رہا تھا۔ جینز اور " شرٹ کے ساتھ نیوی بلیو اور وائٹ جیکٹ میں، اس خوبصورت منظر کا حصہ بنے وہ نظر لگ جانے کی حد تک نیلیم ابرار کو حسین لگ رہا تھا

چلیں، آپ آگے چلیں۔ میں یا پھر ایسا کریں میرے ساتھ ساتھ چلیں اور دیکھیں ہائیکنگ ٹریکس پر کیسے چلتے ہیں؟ وہ اسکی جانب دیکھ کر بولا۔ جس نے وائٹ لیلن کی شرٹ کے ساتھ جینز پہن رکھی تھی۔ اس پر لمبا کوٹ تھا۔ کندھوں پر شال اور سر پر ہیٹ۔

کچھ رہ گیا تھا تو وہ بھی پہن لیتیں۔ "اسکو ہنسی آئی بمشکل ضبط کی۔"

وہ بولی تو کچھ نہیں۔ بس دانتوں کو آپس میں جوڑ لیا جو مسلسل بج رہے تھے۔ وہ اسکے ساتھ ساتھ ٹریک پر چلنے لگی۔ راستہ تنگ ہونے سے اسکی کہنی میجر عاص کے ہاتھ سے ٹکرا جاتی۔ اُف کتنا لمبا راستہ ہے۔ نیلیم نے سوچا۔ مگر بولی نہیں۔

وہ لوگ اب ایک کھلے سے میدان میں آگئے تھے اور برف باری بھی شروع ہو چکی تھی۔ سردی بڑھنے لگی۔ سرد برفیلی ہواؤں کے تھپیڑوں نے نیلیم ابرار کے گلابی گالوں کو سرخ قندھاری انار میں بدل دیا تھا۔ اس پر گھنیری پلکوں کی چھاؤں، وہ دل موہ لینے والا چہرہ رکھتی تھی۔ آس پاس لوگ نہ ہونے کے برابر تھے۔ برف اور رفتار سے برسنے لگی، ٹھنڈ -مزید بڑھ گئی

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

وہ لوگ اب ایک اونچے مقام پر تھے۔ جہاں سے آس پاس سے مارگلہ اور ایبٹ آباد دیکھائی دے رہا تھا۔ نیلیم اس حسین منظر کو دیکھ رہی تھی۔ ٹریکنگ اسٹکس اب بھی ان کے ہاتھوں میں تھیں۔

ہمیں یقین نہیں آرہا کہ یہ پاکستان ہے۔ "اسکی بڑبڑاہٹ بہت دھیمی تھی۔ مگر میجر عاص" کے کان بہت تیز۔ کیوں؟؟؟ "اتنا خوبصورت" وہ بول اس سے رہی تھی۔ مگر اسکی ہری آنکھیں سرسبز و شاداب مناظر پر جمی تھیں اور میجر عاص کی اس پر۔

پاکستان اس سے بھی زیادہ خوبصورت ہے۔ سوات، ناران، کاغان، جہلم، مانسہرہ ابھی تو تم" نے یہ سب نہیں دیکھا۔ "وہ خاموش رہی۔

نیلیم؟؟؟ کیا پر اہلم ہے تمہارے ساتھ؟ میں تم سے بات کر رہا ہوں۔ ان پہاڑوں سے نہیں۔ وہ اب بھی چپ تھی۔

آپ میری ایک ڈانٹ نہیں برداشت کر سکتیں۔ آپ کیا کریں گی؟ وہ اسے بولنے پر آگسا رہا تھا۔

ہم آپ کیلئے کچھ بھی کر سکتے ہیں۔ "وہ اسکی جانب دیکھتی بولی۔"

اچھا کیا؟؟؟ "نیلیم ابرار آپ کیلئے کسی کی جان لے بھی سکتی ہے اور اپنی جان دے بھی سکتی ہے۔" اسکی آواز انتہی گلی میں برستی برف باری کی سماعتوں سے ٹکرائی۔ برف کے گولے چشم دید گواہ بن گئے تھے۔ اس لڑکی کے جنون کے، دیوانگی کے۔

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

کون جانتا تھا کہ انہوں نے یہ آواز محفوظ کر لی تھی۔ اس سرد روئی کو انتظار تھا۔ اُس وقت کا جب اس نے یہی الفاظ لوٹانے تھے۔

برف میں گاڑھ کر خود چار قدم آگے بڑھی۔ سردی کی tips کی trekking sticks، شدت سے اسکی چھوٹی سی ناک سرخ ٹماٹر ہو چکی تھی اور اس میں پہنی نوز پن کی چمک مزید بڑھ گئی تھی۔

بابا بابا بابا بابا! ایسا محسوس ہو رہا تھا۔ جیسے میجر عاص عالم کے قہقہے میرا نجان کی چوٹی سے ٹکراتے واپس آرہے ہوں۔

غالباً یہ کسی مووی کا ڈائلاگ ہے۔ اپنی ویز مس نیلم ابرار مجھے آپکی جان نہیں چاہیے۔ بلکہ "عاص عالم چاہتا ہے کہ نیلم ابرار اتنی سخت ہو جائے کہ اسکی جان اتنی آسانی سے نہ لی جاسکے اور سخت ہونے کیلئے سختیاں تو جھیلنی پڑتی ہیں نا؟؟؟" نیلم نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔

برف باری تب شروع ہوتی ہے۔ جب گراؤنڈ ٹمپریچر زیرو سینٹی گریڈ سے لیس ہو یا 32°F بھی ہوا تو آپ چھ گھنٹے تک اسی -C۔ اگر ابھی انتہیائی سردی کا درجہ 2°F ہے جگہ کھڑی با آسانی زندہ رہ سکتی ہیں۔ "وہ اپنے اصل مقصد کی جانب آچکا تھا اور نیلم سمجھ رہی تھی۔ اسے اسکی ناراضگی کی پرواہ ہے۔"

اپنا کوٹ اور ہیٹ مجھے دے دیں ورنہ آپ کو سردی نہیں لگے گی۔" وہ ہاتھ اسکی جانب " بڑھاتے بولا۔ نیلم نے بے یقینی سے اسے دیکھا۔

نیلیم کا مرکت از دیباہ تبسم

جلدی کریں، پھر وہ اسکا کوٹ اور ہیٹ لے کر چلا گیا۔ نیلیم نے اسے بڑے بڑے سرسبز درختوں میں گم ہوتے دیکھا تھا۔

میں تمہارے نام لکھوں گی محبت کی کہانی

پتھروں سے سر پھوڑتے جذبوں کی کہانی

کرنل شہیر عالم آپکی بہادری، آپکی دیدہ دلیری کے ہم سب قائل ہو چکے ہیں۔ اپنے بیٹے کو "دشمن کے حوالے کر دیا آپ نے۔ مگر سر نہیں جھکایا۔ ظلم کے خلاف اپنی عوام کو شرمندہ نہیں کیا۔ کاش ہم ان کو حقیقت بتا سکتے۔ آپ کا دل چیر کے دیکھا سکتے۔" لیفٹینینٹ جنرل نے انہیں سراہتے ہوئے کہا۔

تین ماہ پہلے مجھے عاص نے کہا تھا کہ وہ آرمی جوائن کرنا چاہتا ہے۔ میں نے تب اسے "ٹائیگر کا نام دیا تھا۔ میں نے اس کے اندر ایک بہادر اور نڈر انسان دیکھا تھا اور آج میرے بیٹے نے ثابت کر دیا۔ بلیک سٹار کی قید میں بھی اُس نے کہا۔

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

بابا میری فکر مت کریں۔ میں نے غلط کیا آپکی فائل بچ دی۔ میں ڈر گیا تھا۔ آپ کو کھونا " نہیں چاہتا تھا۔ مجھے بلیک میل کیا جا رہا تھا۔ مگر آج اللہ تعالیٰ نے مجھے موقع دیا ہے۔ اپنی غلطی کا کفارہ ادا کرنے کا اور میں پیچھے نہیں ہٹوں گا۔ اگر ایک میری جان جانے سے "ہزاروں بے گناہ بچ جاتے ہیں تو میں خود کو خوش قسمت سمجھوں گا۔

میں نے کہا کہ میں اُسے شہید سمجھوں گا۔ "ناچاہتے ہوئے بھی کرنل شہیر عالم کی آنکھیں " بھگ گئیں تھیں۔

"marriot hotel

میں میٹنگ ارینج کی ہے عاص عالم کو کچھ نہیں ہوگا۔ اللہ پر بھروسہ رکھیں کرنل شہیر عالم " - بریگڈیئر شاہ نواز نے انہیں حوصلہ دیا۔ وہ فقط نم آنکھوں سے مسکرا دیے انہیں کیا پتا تھا کہ کل وہ اور ان کی اہلیہ اپنی زندگی کا آخری دن گزاریں گے؟

نیلیم! وہ ٹھیک چھ گھنٹے بعد واپس آیا تھا۔ مگر وہ وہاں نہیں تھی۔

نیلیم!! اس نے پھر پکارا۔ ٹھنڈ تھی کہ اسکی پکار پر منہ سے سرد ہوا کے مرغولے نکلتے۔

- کہاں چلی گئی؟ " نیلیم! وہ اسے پکارتا میرا نجانی کے قریب پہنچ گیا "۔

"نیلیم یہ مزاق نہیں ہے۔"

"نیلیم مجھے پریشان مت کرو۔"

نیلیم! نیلیم!! نیلیم!!! وہ درختوں سے گھرے راستے سے اوپر چڑھتا صرف ایک ہی نام پکار رہا تھا۔ میرانجانی کی چوٹی اسکی بے قراری پر قہقہے لگا رہی تھی۔

"نیلیم بس کرو مزاق مت کرو۔"

نیلیم! نیلیم!! آئی ایم سوری پلیز کم بیک۔

نیلیم! نیلیم!! وہ اوپر چڑھتا جا رہا تھا اور ایک ہی نام پکار رہا تھا۔ مغرب ہونے کو تھی۔ اُسے تو - یہاں کے راستوں کا بھی نہیں پتا تھا

نیلیم! اس نے میرانجانی کی چوٹی پر پہنچتے، دونوں ہاتھوں سے ہونٹوں کے کنارے بند کرتے آواز لگائی۔

اسکی پشت پر کھڑی ملکہ حُسن نے مارگلہ کی پہاڑیوں کو رقص کرتے محسوس کیا تھا۔ سرد ہوا پر میجر عاص کی گرم سانسوں پر اسکا نام محو رقص تھا۔ برف کے سفید برستے گولے ناچ رہے تھے۔ ہر شے گنگنا رہی تھی۔ کیا اس سے حسین بھی کچھ ہو سکتا تھا؟؟ نیلیم ابرار کیلئے یقیناً نہیں۔

آپ کچھ پریشان دکھ رہے ہیں میجر عاص عالم۔ "اس آواز پر وہ نینو سیکنڈ کی رفتار سے پلٹا " تھا۔ وہ یاقوتی شال شانوں پر ڈالے سفید قمیض میں گلابی رنگت اور سرخ ہوتی ناک لیے اسکے سامنے تھی۔ دونوں ہاتھ سینے پر باندھے۔

کہاں چلی گئی تھی تم؟" وہ بدحواسی میں اسکی جانب بڑھ کر اسے شانوں سے تھامتے پوچھنے " لگا۔

آپ کو کیا لگا تھا مرگئے ہم؟ اتنی آسانی سے آپکی جان نہیں چھوڑنے والے۔ "وہ مسکرا " رہی تھی۔ میجر عاص نے جھٹکے سے اسے چھوڑا۔

نیلیم یہ ایک بہت ہی واہیات مزاق تھا۔ "وہ غصے میں تھا۔"

بہت مزا آیا ہمیں ایسے آپکو ایک گھنٹہ نیلیم نیلیم پکار کر میرا نجانی چڑھتے دیکھ کر۔ کیا کہہ " رہے تھے آپ؟" اس نے ماتھے پر اُنگی رکھتے سوچنے کی اداکاری کی۔ پھر چٹکی بجا کر بولی۔

نیلیم آئی ایم سوری پلیز کم بیک۔ "وہ اسکی آنکھوں میں اپنی سردی کے باعث بند ہوتی " آنکھیں گاڑھ کر بولی۔

دماغ خراب ہو گیا تھا میرا جو تمہارے لیے پریشان ہو رہا تھا۔ "وہ دانت پیس کر بولتے نچلے " راستے کی جانب چلنے لگا۔

-- کئی بار آپ کا رویہ بھی بہت نان پروفیشنل ہوتا ہے نہیں؟ آئی مین اتنی پریشانی اور پھر "

آپ میری ذمہ داری ہیں اور اپنے فرض کیلئے میں اتنا ہی کریزی ہوں۔ "وہ اسکی بات کاٹ کر مڑتے ہوئے بولا۔

اوہ تو یہ پریشانی فرض کی تھی۔ "وہ مصنوعی حیرت لہجے میں سموتے اسکے پیچھے اتر رہی تھی۔ "بالکل، وہ دھاڑا۔

آپ غصہ کیوں ہو رہے ہیں؟ اسکی بات پر میجر عاص پھر مڑا۔ میں کب غصہ ہو رہا ہوں۔ حالانکہ اسکی آواز اور چہرے پر غصہ صاف دیکھا جاسکتا تھا۔ مگر آپ غصے میں لگ رہے ہیں۔ میجر۔ وہ مسکراتے ہوئے بولی۔ میری شکل ہی ایسی ہے۔ وہ جل کر بولا تھا

ایک ہٹ پر پہنچ کر وہ رُکا۔ ایک بزرگ آدمی اُسکے سامنے پڑی برف صاف کر رہا تھا۔ شکریہ بابا آپ نے خواجواہ زحمت کی۔ میں خود کر لیتا۔ وہ ان سے اتنے پیار سے مخاطب تھا کہ نیلیم کو بابا جی اپنے رقیب محسوس ہوئے۔

اندر آکر اس نے لکڑیاں جلانی شروع کیں۔ ہٹ میں دو چھوڑے چھوٹے کمرے تھے۔ چھوٹی سی ایک الماری اور لکڑی کے پلنگ۔

جائیں کپڑے بدلیں نہیں تو بیمار پڑ جائیں گی۔ وہ اسکی جانب دیکھے بغیر بولا۔ لکڑیاں آتش دان میں جلنا شروع ہو چکی تھیں۔

یہ لیں، وہ کپڑے بدل کر گیلے بال کھلے چھوڑے۔ شال اچھے سے لپیٹ کر آتش دان کے پاس پڑے پتھر پر بیٹھ گئی تھی۔ جب میجر عاص نے اسے کافی کا مگ تھمایا۔

-یہ تو کافی ہے۔" وہ مگ تھام کر بولی "

جی اتنی سردی میں یہ اسپیشل کافی ہڈیوں کو گرم رکھے گی۔" وہ حیران تھا کہ اتنی سردی میں بھی وہ باآسانی سروائیو کر رہی تھی۔ پہلی بار اس نے میجر عاص کو حیرت میں ڈال دیا تھا۔ جب کہ حقیقت نیلیم ابرار ہی جانتی تھی کہ ٹھنڈ کے مارے اس نے وہ چھ گھنٹے کیسے میرانجانی کی چوٹی تک پہنچنے میں لگائے تھے۔

کافی بہت مزے کی ہے۔" وہ میجر عاص کی جانب دیکھتے بولی۔ جو آتش دان میں مزید " لکڑیاں ڈال رہا تھا۔

میری وائف نے بنانا سکھائی تھی۔" وہ عام سے لہجے میں بولا۔

آپ کی شادی ہو چکی ہے؟" اسکے لیے بولنا محال ہو گیا۔

کس نے کہا میں نے شادی نہیں کی؟" میجر عاص نے اسکے سوال کے بدلے سوال کیا۔

تو کیا آ۔۔۔۔ آپ میریڈ ہیں؟" نیلیم ابرار کی سانس اٹک گئی۔ اسے لگا مارگلہ کی پہاڑیاں اسکے سر پر آگری ہیں۔

آ۔۔۔۔ آپ کی وائف کہاں ہے؟" میجر عاص کی بے نیازی پر اس نے ایک اور سوال کیا۔

مرگئی" ٹائیگر نے دو اور لکڑیاں آگ کی نذر کیں۔ آگ کے شعلے اور بلند ہو چکے تھے۔

اچھا ہوا" اسکی آواز بہت مدہم تھی۔

"کیا آپ نے؟"

میں نے کہا اچھا ہوا مرگئی۔ ورنہ میں اُسے اپنے ہاتھوں سے مار دیتی۔ "نیلیم نے دانت کچکچائے۔

"ویٹ آ منٹ آپ مار دیتیں، لیکن کیوں؟"

"آپ اچھے سے جانتے ہیں۔"

نہیں میں نہیں جانتا آپ بتائیں۔ "اس نے نیلیم کی جانب دیکھا۔ جو درمیان میں جلتی آگ کو دیکھ رہی تھی۔

آپ جو سننا چاہتے ہیں ہم وہ نہیں بولیں گے۔ "میجر عاص کے لبوں پر ذرا کی ذرا مسکراہٹ دوڑی۔

"کیا آپ کو واقعی ہی عقل آگئی ہے؟"

نہیں ہم نے آپ کی عقل ٹھکانے لگانے کا سوچ لیا ہے۔ "وہ پتھر سے اٹھ گئی تھی۔ میجر عاص کی نظریں اسکی پشت پر بکھرے آبشار پر ٹھہر گئیں۔ "تمہارے دماغ میں کیا چل رہا ہے نیلیم ابرار؟" وہ حساس ادارے کا ایک اہم رکن تھا۔ وہ ذرا ذرا سی بات کو محسوس کرنے والا انسان تھا۔ اسے نیلیم سے خطرے کی بو اٹھتی محسوس ہوئی تھی۔

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک ہی چہرہ، ایک ہی جیسے نین نقش اور پھر اُسکا مجھ سے ٹکراؤ۔ پھر " غائب ہو جاندا۔ اس کے بعد ایگل کا فرار ہونا؟ " اس کے دماغ میں سوال ہی سوال اُبھر رہے تھے۔
تو کیا میرا انجام بھی بلیک سٹار کی طرح ہوگا؟ " اس نے کھڑکی سے نظر آتے اندھیرے " میں جھانکتے سوال کیا۔

کیا مجھے موت سے ڈر لگ رہا ہے؟ " وہ آج اپنے آپ سے ایک افیت ناک سوال کر بیٹھا " تھا۔

اگر تم موت سے نہیں ڈرتے تو اتنے گارڈز، بندوقیں ہر وقت تمہارے ہمراہ کیوں ہوتی ہیں۔ تمہیں خوف ہے موت کا؟ " اس کے ضمیر سے آواز آئی۔

ہاں میں ڈرتا ہوں موت سے۔ لیکن یہ ڈر تب تک ہے جب تک پاکستان کو برباد کرنے کی خواہش زندہ ہے۔ جس دن یہ چاہ، یہ تمنا مرگئی اُس دن میں بھی مر جاؤں گا۔ " اس نے خود کو باور کرایا۔

ابھی وہ مکمل طور پر اپنے آپ سے مخاطب تھا۔ ایک دم خود میں گم۔ جب ڈرائنگ روم میں میورک نے قدم رکھا۔

ایم آرم نے امریکہ کی پارٹی والا کانٹریکٹ کیوں سائن نہیں کیا؟ اتنا زبردست پیسہ لایا تھا " میں۔ تم نے ریجیکٹ کر کے اچھا نہیں کیا۔ "میورک ابھی ابھی کلب سے آیا تھا۔

مجھے اس پارٹی میں کوئی دلچسپی نہیں۔ وہ اپنے ذاتی مفاد کیلئے کام کر رہی ہے اور دوسری پارٹی میرے اصل مقصد میں میری مدد کر رہی ہے۔ "وہ اسکی جانب دیکھے بغیر بولا۔ میورک اُلجھ گیا۔

میں سمجھ نہیں پایا تمہاری بات۔

ڈکیتی (کیلئے یوز کرتی ہے۔ جس سے یہ پتا) robbery جیک کی پارٹی اسلحہ لے کر اُسے " چلتا ہے کہ پاکستان کا اسلحہ امریکہ میں غلط کاموں میں استعمال ہوتا ہے۔ اس طرح کے دونوں ملکوں میں کشیدگی بڑھا دیتے ہیں اور پھر پاکستان کا امن و سکون برباد incidents ہو جاتا ہے اور مجھے چین آ جاتا ہے۔ "وہ اسکی جانب پلٹا جو حیرت سے اسے سُن رہا تھا۔

تمہاری پاکستان سے کیا دشمنی ہے؟ " میورک نے ابرو اُچکاتے پوچھا۔ "

آئی تھنک ٹائم کافی ہو چکا ہے اب تمہیں ریٹ کرنا چاہیے۔ ایم آرم اپنی چوڑی کلائی پر بندھی قیمتی ریٹ وائچ کی جانب دیکھتا ہوا بولا۔

اوکے گڈ نائٹ، میورک انگریزی لب و لہجے میں بولتا ہوا چلا گیا۔

میری پاکستان سے نفرت کی جنگ ہے اور یہ کوئی چھوٹی دشمنی نہیں ہے۔ "ایم آرم اپنے " آپ سے مخاطب تھا۔

اسکی ٹریننگ زبردست جارہی تھی۔ وہ بہت غلطیاں کرتی۔ کبھی ڈر جاتی، رونے لگتی تو کبھی میجر عاص سے لڑ پڑتی۔ مگر وہ بھی اپنے نام کا ایک تھا۔ کبھی اپنے غصے سے تو کبھی بہلاوے سے اسے ٹرین کر رہا تھا۔ وہ دس منٹ میں اب 1.6 کلو میٹر بھاگ سکتی تھی۔ صرف دو - منٹ اور کم کرنے تھے۔ نشانہ ابھی تک کچا تھا۔ وہ ٹارگٹ سیٹ کرنے میں بہت ناکارہ تھی آج اسکو ایک ماہ ہو گیا تھا۔ وقت نیلیم ابرار کیلئے بہت آہستہ آہستہ گزر رہا تھا۔ کیوں کہ زندگی اب دن رات جدوجہد کرتے گزرتی تھی۔ پورا دن ٹریننگ اور رات ٹیسٹ کی تیاری میں گزر جاتا۔ میجر عاص کے ساتھ اسکا رویہ اب بھی ویسا ہی تھا۔ کبھی جذبات کی رو میں بہہ جاتی تو کبھی اسکے سخت رویے پر بدتمیزی پر اُتر آتی۔

تھری ٹو ون گو" میجر عاص کا اشارہ ملتے ہی وہ وائٹ ہاؤنڈری کراس کر گئی۔ تیزی سے " بھاگتے اس نے سامنے لگی رسی چڑھی پھر اگلے راؤنڈ میں پہنچی تو وہاں ایک ہی رسی پر دو تین لکڑیاں لگی تھیں۔ اُن پر چڑھ کر سب سے اوپر والی سے نیچے چھلانگ لگائی۔ اسکے گھٹنے پر لگ گئی۔ مگر اسے بھاگنا تھا۔ وہ اُٹھ گئی ایک جنگلے پر چڑھ کر دوسری طرف سے اُتری۔ تین چار دیواریں کودنا پڑیں۔ پھر ایک رسی پر لٹک کر دوسری بلڈنگ تک جانا تھا۔ یہ سب میجر

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

عاص کی ایک مہینے کی محنت تھی۔ جو آج نیلیم ابرار جیسی ڈرپوک اور بزدل لڑکی اتنی بہادری اور توانائی سے یہ ساری کاروائی کر رہی تھی

ریڈ لائن پر پہنچ کر وہ تقریباً گرنے والی ہو گئی تھی۔ سورج سر پر چمک رہا تھا۔

ویل ڈن مس نیلیم! یو ڈڈ یور بیسٹ۔" میجر عاص اسے سراہے بغیر نہ رہ سکا۔ اس نے پانی کی ٹھنڈی بوتل ور کر کے ہاتھ سے تھام کر منہ کو لگانا چاہی۔ جب میجر عاص نے بوتل اسکے ہاتھ سے لے لی۔

فوراً پانی نہیں پیتے۔" وہ پانی کی بوتل لے کر کیمپ کی طرف چل پڑا تو نیلیم بھی اسکی چوڑی پشت کو گھورتی پیچھے پیچھے چلی آئی۔

کرلیں۔ میں ٹیسٹ لوں گا۔ پھر بھی revision رات کو آپ سے کیا کہا تھا میں نے کہ آپ جا کر سو گئیں۔ وارڈن کے بلانے پر بھی نہیں آئیں۔" اسکے کرسی سنبھالتے ہی وہ بھڑک اٹھا تھا۔ نیلیم کو تو اس ایک مہینے میں روز اس سے ڈانٹ سننے کی عادت ہو گئی تھی۔

"I'm waiting for your answer."

اسکو خاموشی سے گراؤنڈ کی جانب دیکھتے وہ غصے سے بولا۔ گراؤنڈ میں اب آرمی کیڈٹس کی ٹریننگ ہو رہی تھی۔ نیلیم ان کا اور اپنا موازنہ کر رہی تھی اور جس کو اپنے سے بہتر پاتی مایوس ہونے لگتی۔ میجر عاص کو امپریس کرنے کیلئے اس نے دن رات ایک کر رکھے تھے۔ عجیب سی دوڑ تھی۔ وہ جتنا اسکے معیار پر پہنچنے کی کوشش کرتی۔ وہ اپنا معیار اتنا ہی بلند کر لیتا۔

"I'm feeling tired so please stop arguing."

وہ بے زاری سے بولی۔

"you should to do that what I say--- I'm your instructor ."

وہ بھی بحث کو طول دینے لگا۔ نیلیم نے ایک ناراض نظر اس پر ڈالی اور اپنی کیپ اور اسٹالر اٹھا کر چل پڑی۔ میجر عاص نے غصے سے میز کو ایک لات رسید کی۔ وہ اسکے مزاج سے سخت خائف نظر آتا تھا۔ بات بات پر وہ منہ بنا لیتی۔ پھر جان بوجھ کر تمام کام اُلٹے کرتی۔ تاکہ اسے مزید غصہ آئے۔ پھر وہی تحمل سے کام لیتے اسکا موڈ بحال کرنے کی کوشش کرتا۔

شامل کر لیجیے chapter اوکے لڑائی ختم کرتے ہیں۔ آپ آج ٹیسٹ دے دیں ایک اور " گا۔ "وہ اسکے ساتھ ساتھ چلنے لگا۔ نیلیم ابرار کو بھی اب تیز تیز قدم اٹھانے آگئے تھے۔

اب کیا مسئلہ ہے؟ میجر عاص نے اسکا راستہ روکتے عاجز آکر کہا۔

میرا مسئلہ یہ ہے کہ آپ کو مجھ سے مسئلہ ہے؟ وہ تنک کر بولی۔

مجھے کیا مسئلہ ہوگا آپ سے؟ وہ عادتاً سینے پر ہاتھ بندھے کھڑا تھا۔

یہ تو آپ کو پتا ہوگا۔ وہ منہ موڑ گئی۔

بس مل گیا پھر بحث کرنے کا موقع آپ کو۔

میں بحث کر رہی ہوں؟؟ میں؟؟؟ وہ چیخنی۔

تو اور کون کر رہا ہے؟؟؟ وہ اطمینان سے پوچھ رہا تھا۔

آپ کبھی اپنی غلطی نہیں مانتے۔ وہ تاسف سے بولی۔

میں غلطی پر ہوں ہی نہیں تو مانوں کیوں؟؟؟ اس نے کندھے اُچکاتے کہا۔

آپ بہت خود پرست ہیں۔ اس نے ایک اور برائی گنوائی۔

آہستہ آہستہ آپ کو میری برائیاں نظر آنے لگی ہیں۔ آپ میں اچھائی ہو تو نظر آئے۔ وہ جلی پڑی تھی۔ دیکھیں پھر شروع کردی بحث آپ نے اور ٹائم بھی ویسٹ کردیا میرا۔ وہ رسٹ وایج کی سمت دیکھتا بولا۔

"ہمیں پی اے ایف بیس جانا ہے۔ ابھی نکلیں گے تو ایک دو گھنٹے تک پہنچ جائیں گے۔"

وہ بول رہا تھا۔ نیلیم اس کے متفکر چہرے کو دیکھ رہی تھی

کچھ دیر بعد وہ اکیڈمی پہنچ گئے۔ نیلیم نے چیلنج کیا ایک ٹریولنگ بیگ لیا اور ایک گھنٹے بعد وہ اور Tactical بائے روڈ نکلے تھے۔ یہ پاک فضائیہ کا ہوائی اڈا تھا۔ جہاں نیلیم ایک بار ٹریننگ کیلئے آئی تھی۔ مگر وہ ایئر بیس دوسرے شہر کے تھے۔ یہاں میجر عاص combat ٹیسٹ لینے کو لایا تھا۔ جونیر کیڈٹس ایئر فورس کے یونیفارم میں paragliding اسکا اڑاتے نظر آرہے تھے۔ بیس کا رن وے دو ہزار سے بھی کئی زیادہ لمبائی پر مشتمل F_17

تھا۔ یہاں موجود ہر جونیر کا رویہ ان کا عزم، جوش و خروش ان کا انداز ہر چیز چونکا دینے والی تھی۔ سب سے زیادہ متاثر کن ان کا ادب سے کھڑے ہو کر اپنے انسٹرکٹر کی ہدایات سننا تھا۔ نیلیم وہاں سے گزرتے ہوئے انہیں ایسے دیکھ رہی تھی۔ جیسے ان سب کے سروں پر سینگھ اُگ آئے ہوں یا پھر وہ مرتخ، مشتری، عطار د سے آئے ہوں۔ دو تین جونیرز ایجر

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

کرافٹ سے چھلانگے مارتے اُترے۔ اپنے ہیلمنٹس بازو میں دبائے وہ ایسے چل رہے تھے۔
-جیسے آسمان کے بعد اب دنیا فتح کرنی ہو

پاک فضائیہ کے یہ نوجوان آسمان کے سنگی ہی تو تھے۔ اس کے سینے میں اڑان بھرتے شیر
دل بہادر نوجوان لڑکے اور لڑکیاں۔

ہم ان جیسے کیوں نہیں ہیں؟ ہم اتنے بزدل کیوں ہیں؟" وہ خواہ مخواہ ایک پراعتماد لیڈی
-کیڈٹ سے اپنا موازنہ کرنے لگی

کیا ہوا نیلیم؟ وہ اسے کافی دیر سے اُس لیڈی کیڈٹ کو نوٹ کرتا دیکھ چکا تھا۔

-کچھ نہیں، وہ اپنی پونی ٹیل کو پیچھے سے کھینچتی ٹائٹ کرتے ہوئے بولی

اپنے ایریا پر پہنچ کر اس نے وہاں بہت سارے ہیلی کاپٹر دیکھے تھے۔

کیا یہ فائٹر ہیلی کاپٹرز ہیں؟ اس نے میجر عاص سے پوچھا۔

ڈونٹ وری آپ کو بس اپنا ٹیسٹ دینا ہے اور گھبرانا نہیں ہے اوکے؟ وہ اسے گلوڑ دیتے
بول رہا تھا۔ جسے چڑھاتے نیلیم نے اسکی جانب اچنبھے سے دیکھا۔

کیا مطلب آپ ہمارے ساتھ نہیں ہوں گے؟

ٹیسٹ ہے، پریکٹس ٹائم اب ختم ہے اور پلیز سینیئرز کے سامنے میری انسلٹ مت کروائیے
گا۔ وہ منہ بگاڑ کر بولا۔ اسے پتا تھا وہ جذباتی ہے۔ جب بھی وہ اسے چیلنج کے انداز میں کہتا
تھا تو وہ جھٹ کر ڈالتی تھی۔

لاپ کو ایسا کیوں لگتا ہے کہ ہم بہت نالائق ہیں؟ اندر سے وہ گھبرار ہی تھی۔ مگر اسکے " سامنے اپنی کمزوری اب ظاہر نہیں کرنا چاہتی تھی۔

آپ مجھے غلط ثابت کر دیں۔ اگر ہم نے کر دیا تو؟

تو؟ میجر عاص سوچنے کے انداز میں بولا۔

تو آپ ہمیں بانیک چلانا سکھائیں گے؟" وہ ہیلیمٹ پہنتے ہوئے بولی۔"

واٹ؟؟؟ میجر عاص کو شاک لگا۔

منظور ہے تو ٹھیک، ورنہ ہم سے شکایت مت کیجیے گا کہ آپ کی انسٹ کروائی۔"اسکی " کے ٹائم ہیلیمٹ اُتار دیجیے گا۔ تاکہ ہمارا سر paragliding مسکراہٹ دل جلانے والی۔ پھٹ جائے ہے نا؟ وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتے بولی۔ میجر عاص نے مسکراتے ہوئے دونوں ہاتھ سینے پر باندھ لیے۔ بیسٹ آف لک۔

ہیلی کاپٹر کا شور برداشت کرنا اور اتنی اونچائی سے چھلانگ لگانا کوئی بچوں کا کھیل نہیں تھا۔ سوچ کر ہی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ مگر جنون جب سر چڑھتا ہے تو عقل و خرد کہیں دور جا سوتی ہے۔ تب کسی چیز سے خوف نہیں آتا۔ اسکا ڈر جو پہلے سر پر سوار تھا۔ اب بس ایک جملے سے اڑن چھو ہو گیا تھا۔

زیادہ سے زیادہ کیا ہوگا؟

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

یہ سوچ ایسی ہے۔ جہاں انسان ہر داؤ کھیلنے کو تیار ہو جاتا ہے۔ اس نے کبھی زندگی میں نہ سوچا تھا کہ وہ کبھی یوں فلک سے محو گفتگو ہوگی۔ ان ہواؤں کو بہت اونچائی سے محسوس کرے گی۔ ان سے باتیں کریں گی۔ درحقیقت اسے یہ سب ایک خواب لگ رہا تھا

بابا، آپی کاش! آپ ہمیں ایسے دیکھ لیتے کاش!!" اسکے دل نے بے اختیار خواہش کی تھی۔ " ہوائیں بھی اب نیلیم ابرار کی افسردگی پر نم ہونے لگیں تھیں۔

میجر عاص کی نظریں نیلیم ابرار کو آسمان پر ڈھونڈنے لگی تھیں۔ شاید وہ کافی دور نکل گئی تھی کہ اسکی دور بین میں بھی سما نہیں پارہی تھی۔

نہ ڈھونڈنا مجھے زمین و آسمان کی گردش میں
تیرے دل میں نہیں ہوں تو پھر کہیں بھی نہیں

Writers

یہ منظر ایک بار کلب کا ہے۔ جہاں بہت سے رعب دار چہرے براجمان ہیں۔ ہر شخص دوسرے سے قیمتی پینٹ کوٹ میں ملبوس ہے۔ ہر کسی نے ہاتھوں میں مہنگے سے مہنگا پتھر پہن رکھا ہے۔ گلاس وال کلب تھا۔ ہارڈ ووڈ کا فرش، غرض یہ کہ ایک نظر ڈالنے پر ہی عام انسان کی آنکھیں باہر آجائیں۔ اتنا پیسہ لگا تھا اس جگہ پر۔ ویٹرز گھوم رہے تھے۔

کولڈرنکس سرو کر رہے تھے۔ ایک وائٹ یونیفارم میں ملبوس ویٹر نے پاکٹ میں لگے پین کا پاور بٹن آن کرتے کسی کو مخاطب کیا۔

"سر بی ایس (بلیک سٹار) یہاں موجود ہے۔"

کیا تم ریکارڈنگ کر سکتے ہو؟ سر مجھے وہاں جانے کی اجازت نہیں۔ کیا تم ان کی گفتگو سن سکتے ہو؟ نہیں سر، اوہ کسی بھی بہانے ایک رائونڈ لگا آؤ۔ کم از کم یہ تو پتا چلے کہ اس ٹی "ایس ایم (ٹاپ سیکرٹ میٹنگ) میں کون کون شامل ہے۔"

اوکے سر آئی ول ٹرائے۔ وہ دونوں کوڈ ورڈز میں بات کر رہے تھے۔ ویٹر نے ٹرے اٹھائی اور گلاس وال سے اندر کا منظر دیکھا۔ جہاں دس بارہ مشہور و معروف سیاست دان، بزنس مین اور اسمگلرز بیٹھے سنجیدگی سے گفتگو کر رہے تھے۔ منہاج عزضحاک سربراہ کے طور پر درمیانی نشست پر غرور و تکبر سے براجمان تھا۔ ایک ہاتھ میں سگار تھا تو دوسرے سے وہ دو منٹ بعد اپنے ماتھے پر آنے والے بال پیچھے کرتا۔

کیا یہ کوئی دہشت گرد ہو سکتا ہے؟ اسکی پُرکشش شخصیت ہر شخص کو یہ سوچنے پر مجبور کر سکتی تھی۔ اسکے بولنے کا انداز ایسا تھا۔ جیسے کوئی اسے جھٹلا نہیں سکتا۔ کوئی اسے ٹال نہیں سکتا۔ ٹانگ پر رکھی دوسری ٹانگ کا پیر جھلاتے وہ اپنے ساتھ بیٹھے ایک بزنس ٹائیکون سے محو گفتگو تھا۔ جب ویٹر نے بغیر اجازت گلاس ڈور کھول دیا۔ اس سے پہلے وہ اپنی پاکٹ میں لگا کیمرہ پین کا پاور بٹن آن کر چکا تھا۔ پین کے اندر

hidden camera, hidden microphone, hidden USB port,
memory card socket

- بھی تھا

کو شک بھی نہیں گزرتا اور اسکی victim سے spy camera lens اس میں لگے
ریکارڈنگ ہو جاتی ہے۔

لیکن وہاں پر ینگ--"منہاج کے ساتھ بیٹھا بزنس مین کچھ بول رہا تھا۔ جب اس نے ہاتھ
اٹھا کر اسے روک دیا اور ویٹر کو خون خوار نظروں سے گھورنے لگا۔

- جس نے ڈش کافی اوپر کو اٹھا رکھی تھی

کس کی اجازت سے اندر آئے ہو؟ بلیک سٹار کی رعب دار آواز پر ویٹر کپکپا گیا۔

سس--سرنے کہا۔ سسس--سرو کرنے کو۔ وہ بمشکل بولا۔

آؤٹ، اس نے اُنکلی سے اشارہ کیا۔

وہ کنفیوز ہو کر پورا گھوم کر گیا تھا۔ مگر حقیقت میں اس نے کمال طریقے سے وہاں موجود

-دس لوگوں کے چہرے اپنے کیمرے میں محفوظ کر لیے تھے

-ایم آز نے اسکی پشت کو گھور کر دیکھا تھا

اسکیوز می، وہ اٹھ کر سائیڈ پر گیا اور سیل فون نکالتے کوئی نمبر ڈائل کیا۔

جو ویٹر ابھی باہر گیا ہے اُسکو فالو کرو۔

بارش برسنے پر آئی تو تھمنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔ رات ہونے کو آئی تھی۔ مگر وہ لوگ ابھی تک ایبٹ آباد میں پھنسے تھے

بارش بہت زیادہ ہو رہی ہے۔ جیپ کا آگے جانا اب بہت مشکل ہے۔ راستے خراب ہیں۔" پچھلے دنوں برف باری بھی ہو چکی ہے۔ ہمارا یہاں سے جانا اب مشکل ہے۔ پھر ایسی کوئی کر لیتے ہیں۔" وہ جیپ ریورس کرتے بول رہا تھا۔ stay ایمر جنسی بھی نہیں ہے۔ یہیں اُف آپ نکال لیں نا یہاں سے جیپ۔ وہ اُلجھتی ہوئی بولی۔

فائدہ کیا ہوگا۔ دو دن بعد پھر آنا ہوگا۔ اکیڈمی میں ٹیسٹ دینا ہے آپ نے۔ تاکہ پریکٹس ہو جائے کچھ۔ وہ اسکی طرف دیکھے بغیر بولا۔

ایک ماہ بعد وہ لوگ پھر سے انتھیا گلی آگئے تھے اُسی ہٹ میں

بیگ دیکھیں اپنا۔ گیلا تو نہیں ہوا۔ آپ کی بکس نہ خراب ہوگئی ہوں۔ میجر عاص نے تولیے سے بال رگڑتے کہا۔ بارش کی وجہ سے وہ مکمل بھیگ چکا تھا۔ نیلیم نے کوٹ پہن رکھا تھا۔ تبھی کچھ بچت ہوگئی۔

نیلیم کا حرکت از دیاء تبسم

نہیں ہمارا سامان ٹھیک ہے۔ آپ چاہتے تو جیپ نکل سکتی تھی وہاں سے۔ آپ کیلئے کون سا وہ مشکل کام تھا یا ہمیں کوشش کرنے دیتے۔ وہ بلاوجہ غصہ ہوتے بیگ سے چیزیں نکال۔ نکال کر پٹخ رہی تھی

ایک ٹیم آرہی ہے اُس سے کچھ کام ہے مجھے۔ اسی لیے رُکے ہیں ہم۔ وہ تولیہ پلنگ کی لکڑی پر ڈال کر بالوں میں ہاتھ چلانے لگا۔

کام آپ کو تھا ہمیں تو نہیں۔ اس نے اپنے پہننے کو ایک جوڑا نکال لیا۔

اب آپ کا اور میرا کام ایک ہی ہے مائنڈ اٹ اور بدتمیزی کی بھی ایک لمٹ ہوتی ہے۔ اب کی بار وہ سخت غصیلے لہجے میں بولا۔

اگر آپ کو اتنی ہی پرابلم ہے تو ابھی ریجیکشن کروالیں اور چلی جائیں۔ مجھے کوئی شوق نہیں ہے آپ کو اپنے ساتھ ساتھ لے کر پھرنے کا۔ وہ زوردار آواز میں دروازہ بند کرتے دوسرے کمرے میں چلا گیا۔ جب کہ نیلیم ہٹا بکا کھڑی رہ گئی۔ اس نے کپڑے بیڈ پر پھینکے اور دونوں ہاتھوں میں چہرہ ڈھانپنے آنسو بہانے لگی۔ مہینے سے اوپر ہو گیا تھا اسے۔ مگر پھر بھی وہ اسکے سرد گرم مزاج کو سمجھ نہ سکی تھی۔ ہر بار کی تذلیل اسے پہلی بار ہی کی طرح۔ محسوس ہوتی تھی

اسلام و علیکم! وہ چیخ کر کے نکلی تو ایک اٹھائیس سال کی لڑکی پوشاک اور کھلے پاجامے میں ملبوس لیپ ٹاپ کے ساتھ جانے کتنی ڈیٹا کیبلس جوائن کیے مصروف تھی۔ نیلیم چونکہ ابھی کمپیوٹر ڈیپارٹمنٹ نہیں گئی تھی تو اسے اس بارے میں کوئی خاص معلومات حاصل نہ

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

تھی۔ کیپٹن نور آجائیں کھانا لگ گیا ہے۔ اوہ آپ ہیں مس نیلیم! ایک خوش شکل نوجوان کیپٹن نور کی اجازت پر اندر آیا تھا۔

اوکے باس، لڑکی نے لیپ ٹاپ کے ٹچ پیڈ پر اُنکی گھماتے مصروف سا جواب دیا تھا۔ وہ دونوں دوسرے کمرے میں آئیں۔ جہاں ایک تھری سیٹر صوفہ اور اسکے سامنے میز تھا۔ نیچے قالین پر ہی چٹائی بچھا کر سادہ سا کھانا رکھا تھا۔ اسکے بعد کافی کا دور چلا تو نیلیم خاموشی سے کمرے میں آکر اپنی کتاب لے کر مصروف ہو گئی۔

ہائے جونیر آپ کو ٹائیکر سر بلا رہے ہیں۔ کیپٹن نور نے اسکے برابر پلنگ پر بیٹھتے اپنا لیپ ٹاپ آن کرتے کہا۔

-اپنی بکس لیتی جائیں۔ اسکے خالی ہاتھ جانے پر وہ بولی

وہ جب کمرے میں پہنچی تو وہاں صرف میجر عاص تھا۔ وہ بھی لیپ ٹاپ پر ہی مصروف تھا۔ اس نے سر اٹھا کر نیلیم کو نہیں دیکھا تھا۔

کیا منہاج نے تمہارا پیچھا کیا تھا؟ وہ بغیر فون کے کس سے بات کر رہا تھا۔ نیلیم سمجھ نہ پائی
یس سر بٹ مجھے پتا لگ گیا تھا۔

نیلیم کا حرکت از دیاء تبسم

ہوں گڈ، میجر عاص نے ایئر فون نکال کر ٹیبل پر رکھا۔ بیٹھیں، اب بھی وہ لیپ ٹاپ پر مصروف بولا تھا۔ میجر عاص نے پین کو کھول کر اس کو ڈیٹا کیبل کے ذریعے لیپ ٹاپ سے اٹیچ کیا تھا۔ پین کا بچھلا دھڑ ٹیبل پر پڑا تھا۔ نیلیم کو حیرت ہوئی تھی۔ وہ اس سے کچھ فاصلے پر ٹک گئی۔

تیار کیسی ہے آپ کی؟ اسکا انداز بالکل اجنبی تھا۔ نیلیم کی آنکھیں دھندلانے لگیں۔ کیا میجر عاص کو اپنے رویے کی بد صورتی کا احساس نہیں تھا؟ ایکسپریس سائز سولو کر رہی تھی۔ وہ بمشکل بولی۔

میجر عاص نے ایک ویڈیو پلے کی۔ جس میں منہاج سامنے بیٹھا تھا۔ اسکو دیکھ کر نیلیم کو عجیب سی وحشت ہوئی تھی یا پہلی بار اپنے فیصلے پر ڈگمگائی تھی

دکھائیں بک، میجر عاص نے لیپ ٹاپ ایک طرف کر کے اس سے کتاب لی۔ پھر کچھ سوالات سمجھائے۔ نیلیم غائب دماغی سے سمجھ رہی تھی۔

حل نہیں ہو رہا آپ سے۔ یہ سوالات کوئی کلکیولس کے تو ہے basic question اتنا" کا مطلب ہی عقل کا intelligence نہیں۔ سمپل الجبرا ہے بس۔ کچھ لوجک لگانی ہے۔ کھیل ہے۔ جو آپ کے پاس بالکل نہیں ہے۔" اس نے نوٹ بک ٹیبل پر پٹختے کہا

نیلیم کی آنکھیں برستے بادلوں کا مقابلہ کرنے لگیں۔ میجر عاص نے اپنا سر تھام لیا۔ اسے ٹینشن منہاج کی کاروائیوں کی تھی۔ ایسے میں نیلیم کے مزاج کو برداشت کرنا ایک مشکل کام تھا۔

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

اب آپ رو کیوں رہی ہیں؟ اس نے نیلیم کی جانب دیکھتے کہا۔ جسکے آنسو تھمنے کا نام نہیں لے رہے تھے۔ یہ وہ نیلیم نہیں تھی۔ جو اس ایک مہینے میں میجر عاص کو حیران کر گئی تھی۔ یہ وہی پہلے والی جذباتی اور کمزور نیلیم تھی۔

اچھا آپ۔۔۔ میجر عاص کیلئے اب ایک نئی مصیبت کھڑی ہو گئی تھی۔

نیلیم پلیز! اچھا آئی ایم سوری، پلیز رونا بند کریں۔ بالکل بھی اچھی نہیں لگ رہیں آپ۔ روتے ہوئے چڑیل لگ رہی ہیں۔ "وہ اسے ایسے ٹریٹ کر رہا تھا۔ جیسے کسی بچے کو کیا جاتا ہے۔

ہمیں پتا ہے ہم آپ کو اچھے نہیں لگتے۔ آپ کو بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم چڑیل " "لگیں، بھوت لگیں، جن لگیں آپ کو کیا؟؟؟

وہ آنسو رگڑتے چیخی۔

اففففف میجر عاص نے کانوں میں اُنکی گھسائی اور اُٹھ کر دروازے تک گیا۔ باہر جھانکنے کے بعد ہلکے سے دروازہ بند کرتے واپس آیا۔

آپ نے قسم کھا رکھی ہے میرے جونیرز کے سامنے میرا میج خراب کرنے کی۔ کیپٹن نور " کیا سوچیں گی؟ میجر عاص، یعنی ٹائیگر سر پر ایک اٹھارہ سال کی لڑکی چیخ رہی ہے۔ "وہ ٹشوز نکال کر اسکو تھماتے بولا۔

اور آپ جو ہم پر چیختے ہیں۔ "اس نے ٹشو سے لال ہوتی ناک رگڑتے تیکھے انداز میں کہا۔ " میجر عاص نے مسکراہٹ چھپائی۔

"کافی نہیں پی نا آپ نے تبھی زکام ہو گیا ہے۔"

یہ رونے کی وجہ سے ہوا ہے، آپ کی وجہ سے۔ "وہ اور ٹشو اسکے ہاتھ سے جھپٹتے ہوئے" بولی۔ اچھا کافی پینے کے بعد پڑھائی شروع کریں گے۔ پھر وہ کافی بنانے چلا گیا تو نیلیم نے - نکال لیا carrom board کمرے میں موجود واحد دراز کھول کر اندر سے

یہ کیا کر رہی ہیں آپ؟ وہ دو مگ لیے اندر آیا۔

کیرم کھیلیں؟ اس نے اشتیاق سے پوچھا۔ میجر عاص کا دل چاہا اپنا سر دیوار میں دے مارے۔

اچھا، بادل نخواستہ وہ اسکے ساتھ کیرم کھیلنے بیٹھ گیا اور دل ہی دل میں سوچنے لگا۔ اگر کیسٹن نور نے اسے نیلیم کے ساتھ کیرم کھیلنے دیکھ لیا تو کہیں بے ہوش ہی نا ہو جائیں۔

اب آپ یہ کپ کچن میں رکھ کر آئیں۔ پھر اسٹڈی اسٹارٹ کرتے ہیں۔ اس نے کیرم بورڈ اٹھاتے کہا تو نیلیم سر ہلاتی کپ اٹھا کر کچن میں چلی گئی۔ وہ جیت گئی تھی تو اسکی خوشی ایسی تھی۔ جیسے کشمیر فتح کر لیا ہو۔

میجر عاص صوفے پر دراز ٹیسٹ بک کے سوالات دیکھنے لگا۔ تھکن کے باعث اسکی آنکھ لگ گئی تھی۔ نیلیم جانے کیا کرنے لگ گئی تھی۔ وہ واپس آئی تو میجر عاص کو کتاب سینے سے لگائے سوتے دیکھا۔

- میز کے کنارے ٹک کر اس نے آہستگی سے کتاب اٹھاتے بند کر کے اپنی گود میں رکھ لی

- پھر میجر عاص کے نقوش دیکھنے لگی

اسکی چوڑی پیشانی، یا قوتی لب، تیکھی مغرور ناک، گھنے ابرو، ہلکی بڑھی شیو اور اپنے سحر میں جکڑ لینے والی سیاہ آنکھیں، وہ اس سے بند تھیں۔ نیلیم ابرار کے دل نے ایک بیٹ مس کی تھی۔ اسکا ہاتھ میکا کی انداز میں میجر عاص کی پیشانی چومتے منتشر بالوں کی جانب بڑھنے لگا۔ ان سیاہ بالوں کی زماہٹ وہ اپنی انگلیوں کی پوروں پر محسوس کرنا چاہتی تھی۔

نیلیم جاکر سو جائیں۔ "میجر عاص کی سنجیدہ نیند میں ڈوبی بھاری آواز پر اسکا ہاتھ نینو سیکنڈ میں " واپس آیا تھا۔ وہ میز سے ایسے اچھلی۔ جیسے کسی زہریلے بچھو نے ڈنگ مارا ہو۔ گود میں پڑی ڈوگر برادرز کی کتاب بھی زمین بوس ہو گئی تھی۔

ہہ۔۔۔ ہم ہم سورہے ہیں۔ مطلب ہہ۔۔ ہم سو گئے ہیں۔ اسکی گھبراہٹ ایسی تھی۔ جیسے چوری کرتے رنگے ہاتھوں پکڑی گئی ہو۔ میجر عاص نے آنکھیں کھول کر اسکے سُرخ ہوتے چہرے Genius book of کو دیکھا۔ آپ کھڑے کھڑے سو رہی ہیں؟ اب تو آپ کا نام میں لکھوانا پڑے گا۔ وہ خود سنجیدہ تھا مگر اسکی آنکھیں مسکرا رہی تھیں۔ world record نیلیم جھٹ سے کمرے سے نکلی تھی۔ پتا نہیں کیوں وہ اتنی زورس ہو رہی تھی۔

اس نے کر لیا ٹیسٹ پاس۔ "میجر عاص کتاب اٹھاتے بڑبڑایا تھا۔"

ایک ہفتے بعد۔

اس نے بے زار سی نظر اپنے آس پاس موجود لوگوں پر ڈالی۔ جہاں زیادہ کپل آئے تھے۔ ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے سرگوشیاں کرتے اپنے ارد گرد سے بیگانہ و بے خبر۔

اسے شک گزر گیا تھا کہ آئی ایس آئی نے پھر سے اسے گھیرنا شروع کر دیا ہے۔ تب سے " وہ بہت محتاط ہو گیا تھا۔ اس نے اسد زبیر لغاری کے ساتھ اپنی میٹنگ اس اعلیٰ و شاندار ریسٹورینٹ میں رکھی تھی۔ جہاں ہر سو خاموشی اور پُرسکون ماحول تھا۔ خوبصورت وائٹ ٹائلز سے سجا فرش اور چھت پر لگے فانوس اس کی قیمت مزید بڑھا رہے تھے

اسد زبیر لغاری ابھی تک نہیں آیا تھا۔ منہاج

عزضاک کا غصہ سوا نیزے کو پہنچنے والا تھا۔

ہاتھ میں تھما نازک شیشے کا گلاس جسمیں موجود مشروب اب آدھا بچ گیا تھا۔ اس نے ایسے ہی بے اختیار سی نگاہ اٹھا کر سامنے دیکھا۔ گلاس ڈور کھولتا ایک وجود باہر جا رہا تھا۔ بلیک جینز کے ساتھ ڈارک ریڈ کرتی پہنے پُشت پر شہد رنگ بال بکھیرے۔ وہ اسکے وجود میں ہلچل سی پیدا کر گئی تھی۔ منہاج کی جانب اسکی پُشت تھی۔ وہ باہر نکل کر ہلکے سے پلٹی اور گلاس وال

کو ہاتھ سے ٹٹولتی سیدھا چلنے لگی۔ اسکا آدھا چہرہ اب ایم آاز کو صاف نظر آرہا تھا اور اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ یہ وہی چہرہ تھا۔ جس نے اسکی بے حس دنیا میں احساس کی آگ جلائی تھی۔ یہ وہی روشنی تھی، جسکا اسے انتظار تھا۔ اسے لگا وقت تیزی سے سرک رہا

نیلیم کا حرکت از دیاء تبسم

ہے۔ اگر وہ اپنی نشست پر یوں ہی جما رہا تو وہ ہوا میں تحلیل ہو جائے گی۔ اس نے تیزی سے اپنی سیٹ چھوڑی تھی۔ جس ہڑبڑاہٹ اور تیزی میں وہ ٹیبل سے اٹھا تھا۔ مشروب کا گلاس زمین بوس ہوتے زور دار آواز پیدا کر گیا تھا۔ کتنے ہی لوگوں نے کچھ دیر قبل اطمینان سے بیٹھے اس شخص کو اب بجلی کی تیزی سے بھاگتے دیکھا تھا

Socialmedia

ریسٹورینٹ نے کافی وسیع رقبے کو گھیر رکھا تھا۔ دروازے تک پہنچتے وہ دو تین افراد کو اپنے شانے سے ٹکر بھی مار چکا تھا۔ مگر مڑ کر دیکھنے کی زحمت نہ کی۔ گلاس ڈور کے پاس پہنچ کر اس نے جھٹکے سے دروازہ کھولا اور تیزی سے باہر کی جانب لپکا۔ وہ دائیں طرف گئی تھی۔ مگر وہاں کوئی نہیں تھا۔ باہر کھڑے اسکے گارڈز اپنی جیب سے دھپ دھپ کرتے چھلانگیں مارنے لگے۔ وہ ایم آز کے اگلے حکم کے منتظر تھے۔ جب کہ وہ خود ہی بھاگ کر کبھی سڑک کے دائیں طرف جاتا کبھی بائیں۔ بار بار ہاتھ بالوں میں پھنسا لیتا۔ اسکی اضطرابی کیفیت چہرے سے ہی عیاں تھی۔ وہ ریسٹورینٹ کے گیٹ کیپرز کے پاس آیا۔

وہ وہ لڑکی کس طرف گئیں ہے۔ ریڈ شرٹ میں تھی۔ اس نے لہجے کو نارمل رکھنے کی کوشش کی۔ ورنہ اسکی سفید کشادہ پیشانی پر پسینہ چمک رہا تھا

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

سر یہاں تو بہت سی لڑکیاں ریڈ کلر پہن کر آتی ہیں۔ گیٹ کیپر اُلجھتے ہوئے بولا۔

ایڈیٹ جو ابھی ابھی باہر آئی تھی اور اس طرف گئی تھی۔ اس نے ہاتھ سے ریسٹورینٹ کی دائیں سمت اشارہ کرتے کہا۔

سوری سر ابھی تو میں نے کسی لڑکی کو باہر آتے نہیں دیکھا۔ اس نے سر ہلا کر افسوس سے کہا۔

بکواس کر رہے ہو۔ لڑکی ابھی باہر نکلی ہے اور تم نے اُسے دیکھا نہیں مجھے اُلو بنا رہے ہو؟ اس نے گیٹ کیپر کو گریبان سے دبوچتے ریسٹورینٹ کی دو تین سیڑھیوں سے نیچے سڑک پر پٹخ دیا۔ دوسرے گیٹ کیپر کے گن لوڈ کرنے سے پہلے ہی منہاج کے گارڈز نے اسے گھیر لیا۔

بتاؤ لڑکی کہاں ہے؟ اس نے گیٹ کیپر کو جوتے کی نوک پر رکھتے پوچھا۔

س۔۔۔ سر یہ کیا کر رہے ہیں آپ؟ کیا غلطی ہوگئی اس سے؟؟ پلیز سر۔۔ ریسٹورینٹ کا مینجر آتے ساتھ حواس باختگی میں ہی بولنا شروع ہو گیا۔

مجھے بتاؤ وہ لڑکی کہاں ہے؟ تم نے دیکھا ہے اُسے جاتے ہوئے۔ وہ ماننے کو تیار نہ تھا۔

سے نکلتے جھٹ اس BMW وہاٹ آر یو ڈونگ ہیئر اینگری مین۔ اسد زبیر لغاری اپنی تک پہنچا۔ ایک بااثر سیاسی شخصیت کو دیکھ کر مینجر کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔

کیسا رہا پھر ہمارا پہلا اٹیک؟ وہ اُچھل کر میجر عاص کے برابر آ بیٹھی۔ جو جی پی ایس ٹریکر کھول کر اسکی بیٹری نکالے کارڈ ڈال رہا تھا۔

it's quite good. I'm expecting more than it

وہ بیٹری لگا کر اب ٹریکر بند کر رہا تھا۔ نیلیم کی خوشی جھاگ کی مانند بیٹھ گئی۔

اس سے اچھا کیا ہو سکتا تھا؟ اس نے ٹریکر میجر عاص کے ہاتھ سے لیتے برہمی سے کہا۔
بہت اچھا تھا۔ کمال کر دیا آپ نے۔ آسکر ملے گا اب تو آپ کو۔ وہ اسکے ہاتھ سے ٹریکر لے چکا تھا۔

آپ کی ساسوں کی طرح طعنے دینے والی عادت بھی بہت بری ہے میجر عاص۔ اس نے اُنکی اُٹھاتے بھڑک کر کہا۔

کل آپ کو اسلام آباد جانا ہے کمپیوٹر ڈیپارٹمنٹ میں۔ ٹو ویکس رہنا ہے۔ پھر اسسٹنٹ ڈائریکٹر بشرہ آپ کو مختلف گیٹ اپ کی ٹریننگ دیں گی۔ اُن کی ایک ایک بات نوٹ کرنی ہے۔ ایک ایک اسٹیپ کہ آپ نے کیسے کسی کو اپنی طرف اٹریکٹ کرنا ہے۔ کیسے کسی کو کرنا سکھائیں گی۔ یہ hypnotize غصہ دلانا ہے۔ ایموشنل کرنا ہے۔ چیلنج دینا ہے، مطلب سیکھنا بہت مشکل ہے۔ مگر آپ پہلے ہی کسی کو غصہ دلانے، ایموشنل کرنے میں ماہر ہیں۔
آپ کیلئے آسانی ہوگی۔ اسکا انداز پرو فیشنل تھا۔

نیلیم کا حرکت از دیاء تبسم

کیا آپ کو منہاج سے ڈر لگتا ہے؟ میجر عاص نے نیلیم کی جانب دیکھتے پوچھا۔ جو غور سے اسکی بات سُن رہی تھی۔

سچ بتائیں تو اُس سے موت کا ڈر نہیں لگتا۔ مگر ایک عجیب سا خوف آتا ہے۔ وہ صوفہ چھوڑ کر کھڑکی کے پاس کھڑی ہوگئی۔ اس وقت وہ لوگ کراچی میں تھے۔

عجیب سا خوف؟؟؟ نیلیم کی پشت پر میجر عاص کی سوالیہ آواز اُبھری۔

کیا آپ سکس سینس (چھٹی حس) پر بلیو کرتے ہیں؟ اس نے مڑ کر کھڑکی سے ٹیک لگاتے میجر عاص کو دیکھا۔

Extrasensory perception

پر یقین کون نہیں رکھتا کہنے کو انسان کی پاس پانچ حسیں ہیں مگر

thermoception, proprioception,

nociception, equilibrioception, mechanoreception

نہیں exist میں real ان کو بھی انسان محسوس کرتا ہے۔ ہوتا ہے کئی بار کہ جو چیز کرتی۔ وہ آپ کی بصری قوت محسوس کرنے لگتی ہے۔ آپ کو لگتا ہے کہ ایسا ہونے والا ہے۔ میجر عاص نے اپنی رائے کا اظہار کیا۔

ہمیں لگتا ہے کہ وہ آواز اب بہت قریب آگئی ہے۔ ہمیں جو وہم لگتا تھا۔ ہم اب اُسکو حقیقت میں دیکھنے والے ہیں۔ محسوس کرنے والے ہیں۔ اگر ہم خوف زدہ ہیں تو بس اسی وجہ سے اور میجر عاص کو اسکی یہ وجہ سمجھ نہیں آئی تھی۔

کون سی آواز؟؟؟ پلیز اب پھر وہی ڈرامہ مت شروع کر دیجیے گا۔ اس نے برا سا منہ بنا کر ٹریکر کو لیپ ٹاپ سے کنیکٹ کرنا شروع کر دیا۔ نیلیم نے گہری سانس لی وہ جانتی تھی کہ وہ یہ بات شاید کبھی کسی کو سمجھا نہیں سکے گی۔

کی بیماری sleep paralysis پہلے تو مجھے شک تھا۔ مگر اب لگتا ہے کہ واقعی ہ آپ کو ہے۔ اب یقین ہو گیا ہے مجھے۔ وہ لیپ ٹاپ پر مصروف جواب دے رہا تھا۔

ایسا نہیں ہے ہمیں خواب یاد رہتے ہیں اور ہم کوئی بھوت ووت نہیں دیکھتے۔ خواب میں نا ہوتی محسوس ہوتی ہے۔ وہ ناراضگی سے بولی۔ paralyse ہی ہماری باڈی

کوئی سیریس ڈسکشن ہو رہی ہے کیا؟ انس آسکریم کے کپ ٹرے میں رکھے لایا۔ جو میجر عاص نے نیلیم کی پہلی کامیابی پر منگوائی تھی

تمہارا خوابوں کے متعلق کیا ماننا ہے؟ میجر عاص نے ایک آسکریم کپ اٹھایا اور اپنی جگہ سے اٹھ کر نیلیم کی سمت چل پڑا۔ آسکریم کپ اسکی طرف بڑھایا۔

اگر سائنس دانوں کے تجربے کے حوالے سے بات کی جائے تو دماغ کے دو حصے ہوتے ہیں۔

نیلیم کا حرکت از دیاء تبسم

کائناتی شعور۔ میجر عاص بھی نیلیم کی ہی طرح کھڑکی سے ٹیک لگائے کھڑا تھا۔ دونوں ہاتھ سینے پر باندھ رکھے تھے۔ جبکہ نیلیم کے ہاتھ میں آسکریم کا کپ تھا۔ وہ دونوں بہت غور سے اسکی بات سُن رہے تھے۔ جو اُسی صوفے پر بیٹھا تھا جہاں کچھ دیر پہلے وہ دونوں براجمان تھے۔

سے ہے۔ اس حصے میں وہ چیزیں ہیں۔ جن space اور time ہمارے ذاتی شعور کا تعلق " کو ہم حواسِ خمسہ (پانچ حسیں) سے سیکھتے ہیں۔ جبکہ کائناتی شعور جو دماغ کا دایاں حصہ ہے۔ اس میں ماضی حال مستقبل سب محفوظ ہو جاتا ہے۔ ہم گیارہویں حس کے ذریعے کائناتی شعور سے

معلومات حاصل کر سکتے ہیں۔ جہاں تک میری ناقص معلومات ہیں۔ خواب کے دوران ہمارے دماغ کا دایاں حصہ یعنی کائناتی شعور جاگ جاتا ہے۔ خواب سوتے میں آتے ہیں اور نیند کے Eye ہیں۔ نیند کے جس مرحلے میں انسان خواب دیکھتا ہے۔ اسے parts مختلف نیند کا مرحلہ ایک رات کی REM کہتے ہیں۔ Rapid REM اور movement نیند میں چار مرتبہ آتا ہے۔ چوتھے مرحلے کا دورانیہ سب سے زیادہ ہوتا ہے اور یہ جاگنے نیند کا یہ مرحلہ زیادہ طویل REM سے چالیس پچاس منٹ قبل کا وقت ہوتا ہے۔ چونکہ ہوتا ہے۔ تبھی ہمارے دماغ کا باایاں حصہ بھی جاگ جاتا ہے۔ اس لیے وہ اسے اپنے شعور میں محفوظ کر لیتا ہے۔ تبھی اگر کچھ ایسا ہو جائے۔ جو ہم نے خواب میں دیکھا ہو تو ہمیں لگتا ہے یہ ہم نے حقیقت میں پہلے بھیکمیں دیکھ لیا ہے۔ "اس نے کافی تفصیل سے اپنی بات

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

سمجھائی۔ نیلیم کو یاد آیا کہ وہ جب بھی خواب دیکھتی تھی۔ وہ وقت فجر سے قریب تر ہوتا
نیند کا تیسرا یا چوتھا حصہ۔ تبھی اسے وہ آواز نہیں بھولتی تھی۔ REM تھا۔ مطلب
یہ گیارہویں حس کیا ہے؟؟؟ نیلیم اسکی بات کافی غور سے سُن رہی تھی۔

چھٹی حس در حقیقت گیاہوریں ہے۔ مگر لوگ اسے سکس سینس ہی کہتے ہیں۔ میجر عاص نے
جواب دیا تھا۔ نیلیم کی آنسکریم ختم ہوچکی تھی۔

پڑھنا شروع کردی ہے۔ ٹائیکر واپس اپنی جگہ پر آگیا۔ psychology تم نے کیا

آپ بھول رہے ہیں ٹائیکر سر کہ میں پروفیسر رہ چکا ہوں۔ وہ ہنستے ہوئے بولا۔

پچھلے مشن میں اس نے ایک پروفیسر کا کردار ادا کیا تھا۔ وہ اسی کا حوالہ دے رہا تھا۔

آپ پروفیسر بھی رہ چکے ہیں؟ نیلیم نے حیران ہو کر پوچھا۔

جی! انس نے ہنستے ہوئے کہا۔

اب آپ باتیں بند کریں اور اپنے ٹیسٹ کی تیاری فائنل کریں اسکے بعد ٹائم نہیں ہوگا۔
میجر عاص نے اسے چلتا کیا۔

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

میں موجود تھا۔ اس ہنگامے کے بعد control room منہاج عز ضحاک ریسٹورینٹ کے پولیس نے فار میلیٹی کے طور پر بھی کاروائی نہیں کی تھی۔ منیجر نے بھی اسد زبیر لغاری کو دیکھ کر معاملہ رفع دفع کروا دیا تھا۔ ورنہ جس بے دردی سے اس نے گیٹ کیپر کو مارا تھا۔ وہ نہایت ہی بری حالت میں ایک سرکاری ہسپتال میں پڑا تھا۔

مانیٹرز پر اُسی چہرے کو فوکس کیا جا رہا تھا۔ ریسٹورینٹ کے باہر لگے سی سی ٹی وی کیمراز نے اسے ایک کار میں بیٹھ کر جاتے دیکھا تھا۔ چھوٹی سی مہران تھی۔ جسکی نمبر پلیٹ بھی غائب تھی۔

اسکا نمبر چیک کرو۔ منہاج نے کار کی جانب اشارہ کرتے کہا۔
سر نمبر پلیٹ غائب ہے۔ ورکر نے بتایا۔

اوہ شٹ! اس نے ایک ہاتھ کا مکا بنا کر دوسرے پر مارا۔

کیسی ٹریفک پولیس ہے۔ یہاں ایک کار بغیر نمبر پلیٹ کے چلائی جا رہی ہے۔ مگر کوئی ایکشن نہیں لیا جا رہا۔ وہ قانون کی بات کر رہا تھا۔ جس نے انسانیت کا قتل کر ڈالا تھا۔

سوری سر ہم اس سے زیادہ آپ کی کوئی مدد نہیں کر سکتے۔ وی ریلی فیل بیڈ فار اٹ۔ منیجر نے معذرت خواہانہ لہجے میں کہا۔

نیلیم کار سے اُتری۔ اندر ریسٹورینٹ میں آئی اور کاؤنٹر پر کام کرتے ویٹر سے کچھ پوچھ کر پانچ منٹ بعد ہی چلی گئی۔ مگر اسکی آنکھوں کی حرکت عجیب سی تھی۔ وہ دیکھ کہیں رہی تھی چل کہیں رہی تھی۔ بول کسی سے رہی تھی۔ دیکھ کسی اور طرف رہی تھی۔

منہاج کنڑوم روم کا دروازہ زوردار انداز میں بند کرتا باہر نکل گیا۔

کہاں گئی یہ لڑکی؟ میجر عاص اسے تینوں کمروں میں دیکھنے کے بعد اب کچن میں بھی تلاش کرچکا تھا۔ انس ایک خاکہ تیار کرنے میں مصروف تھا۔ یہ خاکہ بلوچستان میں بڑھتی دہشتگردی کے حوالے سے تھا کہ وہاں کتنے را کے ایجنٹ ڈیرہ ڈالے بیٹھے ہیں اور کتنے ادارے ان کم سن بچوں کو دہشتگردی کی ترغیب دے رہے ہیں۔ ایک اور کیپٹن بھی اس مشن کو دیکھ رہا تھا۔ جبکہ انس اس کو منہاج سے لنک کر رہا تھا۔ اسے پورا شک تھا کہ بلوچستان میں ہونے والی تخریب کاریوں میں شاکر کا ہاتھ ہے۔ شاکر کہاں گم ہو گیا تھا؟ اسکا کسی کو ابھی تک علم نہ ہو سکا تھا۔ فارم ہاؤس میں بند پولیس آفیسر کو نکالنے کی ذمہ داری بھی ابھی ان کے کندھوں پر تھی۔ مگر اب فارم ہاؤس تک رسائی بہت مشکل تھی۔

کہاں جاسکتی ہے؟ انس تم نے اُسے باہر جاتے دیکھا؟ انہیں آج پھر اسلام آباد کیلیے نکلنا تھا۔ میں بڑی تھا اپنے کام میں۔ مجھے پتا نہیں چلا وہ کب نکلی۔ اینڈ ڈونٹ وری ٹائیگر شی از ناٹ آ نارمل گرل۔ شی از اپائنڈ ایز آ کیپٹن ان پاک آرمی سون۔ انشاء اللہ۔ (وہ کوئی عام لڑکی نہیں ہے جلد ہی وہ پاک فوج میں کیپٹن کے عہدے پر فائز ہو جائے گی)

بٹ شی از آکریزی گرل۔ یو ڈونٹ نو اباؤنٹ ہر۔ شی از ٹوٹلی میڈ (مگر وہ ایک سرپھری لڑکی ہے تم نہیں جانتے وہ مکمل پاگل ہے)۔ اس نے لمبی سانس لیتے سر کو نفی میں جنبش دی۔ اسی وقت میجر عاص کے سیل پر بپ ہوئی وہاٹ؟
اوکے آئی ایم کمنگ۔

میں نے کہا تھا نا وہ بالکل پاگل ہے۔ اب مجھے پاگل کر کے ہی دم لے گی۔ میجر عاص نے بڑبڑاتے ہوئے اپنا والٹ اٹھایا اور کار کی چابیاں لیتے نکل گیا۔ انس نے کندھے اُچکائے۔ اس وقت یہ کام اس کیلئے سب سے ضروری تھا۔

میجر عاص پولیس اسٹیشن میں داخل ہوا۔ جہاں نیلیم ایس ایچ او سے بحث میں مصروف تھی۔ میڈم آپ میری بھی تو سُن لیں۔ ایس ایچ او اتنی پیاری اور شکل سے معصوم دکھنے والی لڑکی کے ساتھ چاہ کر بھی سختی نہ برت پارہا تھا۔

آپ کی تو میں تب سنوں، جب آپ سچ بولیں۔ میں نے کہا بھی کہ وہ ٹیبل پر ہاتھ جمائے تھوڑا آگے کو جھکی چلا رہی تھی۔ جب میجر عاص نے اسکی بات کاٹتے ایس ایچ او کو سلام جھاڑا۔

میجر عاص آآ۔۔۔ آپ، آپ اب آرہے ہیں؟ کب کی کال کی تھی ہم نے اور انہیں دیکھیں فضول میں ہمیں پکڑ لائے ہیں۔ وہ تو آپ نے منع کیا تھا۔ ورنہ اب تک دو، تین پیچ مار کر ان کا منہ توڑ دینا تھا ہم نے۔ میجر عاص کے گھورنے پر اس نے بمشکل اپنی چلتی زبان کو بریک لگائی۔

میجر؟ ایس ایچ او نے فوراً سلیوٹ ٹھوکا۔

نہیں میں میجر نہیں ہوں۔ ٹائیگر نے کہا۔

لو بھئی یہ لڑکی کب سے دھمکیاں دے رہی ہے۔ میجر عاص آئیں گے۔ یہ کریں گے، وہ کریں گے اور اسے دیکھ لو بھئی کہہ رہا ہے کہ میں میجر نہیں ہوں۔ ہاہا ایس ایچ او خود ہی بول کر خود ہی ہنسنے لگا۔ نیلیم نے گھور کر میجر عاص کو دیکھا۔ جو اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

سر تھوڑی پاگل ہے یہ۔ آرمی کا اتنا کریز ہے کہ ہم سب کرنز کو میجر، کیپٹن کہہ کر بلاتی رہتی ہے۔ میجر عاص نے لہجے میں افسردگی سموتے کہا۔

تم صحیح کہتے ہو۔ عجیب لڑکی ہے بھئی۔ اس سے پوچھو تو سہی۔ کیا کیا ہے اس نے؟ ایس ایچ او نے افسوس کرتے کہا۔

اب کیا کر ڈالا ہے تم نے؟ بانیک لے کر نکلنے کو کس نے کہا تھا؟ وہ برہمی سے بولا۔
دل نے کہا تھا تو ہم نکل پڑے۔ وہ پونی جھلاتے بولی۔

نیلیم!!! ٹائیگر نے دانت پیسے۔

ایک تو ہم نے بلی کے بچے کی جان بچائی۔ اوپر سے یہ ایس ایچ او ہمیں کپڑ لایا۔ اب آپ غصہ کر رہے ہیں۔

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

بلی کے بچے کی جان بچاتے بچاتے بی بی نے انسان کے بچے کو ٹھوک دی۔ اس لیے پکڑ کر لایا ہوں میں۔ ایس ایچ او اپنی صفائی میں بولا تھا۔

کیا؟؟؟؟؟؟؟؟ میجر عاص کا کیا کافی لمبا تھا۔

کیا بلی کے بچے کی جان، جان نہیں۔ انسان کے بچے کی جان زیادہ قیمتی ہے۔ ہم لوگ جانوروں کے ساتھ کب تک زیادتی کرتے رہیں گے۔ اسکی جذباتی تقریر پر تھانے میں موجود ہر شخص نے سر پکڑ لیا۔

سر وہ بچہ ٹھیک ہے؟

جی بچت ہوگئی۔ وہ تو بی بی اپنی غلطی نہیں مان رہی تھیں، تبھی۔۔

اوہ! اچھا پلیز اب اسے جانے دیں۔ اسکا دماغی توازن کچھ ٹھیک نہیں ہے۔ آپ سمجھ رہے ہیں نا میری بات؟؟ میجر عاص کے کہنے پر ایس ایچ او نے سامنے کھڑی حسین، مگر پاگل لڑکی کو بہت افسوس سے دیکھتے، جانے کی اجازت دے دی تھی۔

آپ سے اسطرح کی بچکانہ حرکتوں کی اُمید نہیں تھی مجھے۔ میجر عاص کار میں بیٹھتے ساتھ پھٹ پڑا۔

اور کیوں بول رہی تھیں آپ مجھے میجر؟ آپ کو سمجھایا بھی تھا کہ دوران مشن ہم اپنی شناخت ظاہر نہیں کر سکتے۔ نیلیم اسکی لعن طعن ٹیڑھے میڑھے منہ کر کے سُن رہی تھی۔ جیسے کہہ رہی ہو میری بلا سے بولتے رہو۔ میجر عاص کا باقی غصہ تیز ڈرائیونگ کی نذر ہوا تھا۔

نیلیم کا مرکت از دیاء تبسم

مگر وہ بغیر سیٹ بیلٹ باندھے اطمینان سے بیٹھی تھی۔ یہ اطمینان بھی تو میجر عاص کا ہی
سونپا ہوا تھا۔

Socialmedia

بیس دن بعد۔

آپ نے ہمیں مس کیا ان ٹوئنٹی ڈیز میں؟ ان کی جیب آئی ایس آئی کے ہیڈکوارٹر کی جانب
بڑھ رہی تھی۔ جب وہ بولی۔ ان بیس دنوں میں اس نے ہیکنگ ٹرکس سیکھیں تھیں اور
اسسٹنٹ ڈائریکٹر بشرہ نے بھی اسکی ٹریننگ کو فنشنگ دے دی تھی۔ اسکا ٹیسٹ بھی ہوچکا
کے دوران وہ پورے physical test تھا۔ اُسکا ہی رزلٹ پتا کرنے وہ جارہے تھے۔
سات منٹ چالیس سیکنڈ میں 1.6 کلو میٹر بھاگی تھی۔ ٹارگٹ اتنا پکا تھا کہ ٹیسٹ لیتے
آفیسرز کو حیرت ہوئی تھی اور سب سے زیادہ متاثر کن اسکا جھٹ سے جواب دینا تھا۔ وہ
بہت پُر اعتماد لگ رہی تھی۔ اسکے چہرے پر کوئی ٹینشن نہیں تھی۔ حقیقت میں وہ خود اپنی
کاکردگی پر حیران تھی۔

ہم کچھ پوچھ رہے ہیں؟ آپ نے ہمیں مس کیا تھا؟؟؟ اسکے جواب نہ دینے پر وہ پھر بولی۔

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

بالکل بھی نہیں۔ آپ کی غیر موجودگی میں جو سکون بھری پُر امن فضا میرے گرد گردش کر رہی تھی۔ میں اس میں بہت خوش تھا۔ وہ اسٹیئرنگ پر ایک ہاتھ مضبوطی سے جمائے اسکی جانب دیکھ کر بولا۔

ہم نے بھی آپ کو بالکل مس نہیں کیا۔ میم بشرہ بہت اچھی ہیں۔ انہوں نے ہمارے ساتھ کیرم بھی کھیلی۔ آسکریم کھانے بھی گئیں۔ غصہ بھی نہیں کیا۔ بہت سویٹ نیچر کی ہیں وہ۔ ورنہ آرمی والے بالکل دل جلے ہوتے ہیں۔ وہ اپنی بھڑاس بھی نکال گئی۔

اوووووو۔۔۔ میجر عاص نے ہونٹوں کو گول کرتے مصنوعی حیرت کا اظہار کیا تھا۔

ہیڈ کوارٹر پہنچ کر ایک میٹنگ اٹینڈ کی۔ جس میں اُن سب نے شمولیت اختیار کی۔ جن کا اس مشن میں اہم کردار تھا۔ ان سب کے سامنے جب ہیڈ نے نیلیم کا نام پکارا تو پہلی بار اسے اپنے عمل پر فخر ہوا تھا۔ یہ میجر عاص کی برین واشنگ ہی تھی۔ جو آج اسے فوج کے یہ نوجوان، ملک کے محافظ برے نہیں لگ رہے تھے۔ وہ اپنی آنکھوں سے انہیں دن رات محنت کرتے اور اس دھرتی کیلئے جدوجہد کرتے دیکھ چکی تھی۔ آج خود کو آرمی کا حصہ محسوس کر کے، جانے کیوں؟ اسکو فخر سا ہوا تھا۔ جب وہ ایجر بیس گئی تھی۔ تب اس نے سوچا تھا کہ کاش وہ بھی اس لیڈی کیڈٹ کی طرح کانفیڈنٹ ہوتی اور آج وہاں بیٹھا ہر شخص اس کے اعتماد کو دیکھ کر سوچ رہا تھا کہ کیا یہ لڑکی واقعی ہی دو مہینے میں ٹرین کی گئی ہے؟ وہ بھی اتنے شاندار ریکارڈ کے ساتھ۔ اس کے چہرے کی معصومیت اور خوبصورتی۔ اسکا داد وصول کرنے والا انداز، اسکا مسکرا کر ہیڈ کو شکریہ ادا کرنا، کتنے ہی دل بے اختیار اسکی شخصیت سے متاثر ہو بیٹھے تھے۔ اس کے اس انداز کے پیچھے بلاشبہ میم بشرہ کا ہاتھ تھا۔ جنہوں

نیلیم کا حرکت از دیاء تبسم

نے اسکی شخصیت کو نکھار کر رکھ دیا تھا۔ پوری دنیا کیلئے اب وہ کیپٹن نیلیم ابرار تھی۔ مگر میجر عاص کیلئے وہ صرف نیلیم تھی۔

اسے آرمی کیلئے سیلکٹ کر لیا گیا تھا۔ مگر اسپیشل نیڈ بیس پر۔ اسے یونٹ کے ہیڈ کے تھرو آئی ایس آئی کے بلیک سٹار مشن میں کام کرنے کو بھیج دیا گیا تھا۔ اسی لیے ان کیلئے وہ "ایجنٹ - نیلیم ابرار" تھی

ان کا مشن تو اب شروع ہونا تھا۔ درحقیقت وہ اتنی طاقت رکھتے تھے کہ نیلیم کے بغیر ہی یہ مشن مکمل ہو جاتا۔ مگر وقت زیادہ لگتا۔ کیوں کہ منہاج کا بھروسہ جیتنا کوئی آسان کام نہ تھا۔ مگر ایگل کے طور پر یہ کام عاص عالم کر چکا تھا اور یہاں ناکامی کی وجہ نیلیم بنی تھی۔ اسکی ایک غلطی نے ان کا مشن تباہ کر دیا یا یوں کہا جائے کہ منہاج کی قید سے اسے آزاد کرنے کو ان کا مشن ڈوبا تھا تو غلط نہیں ہوگا۔ اس بات کا احساس اسے اسسٹنٹ ڈائریکٹر بشرہ دلا چکی تھیں۔ اب نیلیم کو اپنی غلطی سدھارنی تھی۔ اسے ثابت کرنا تھا کہ وہ احسان فراموش نہیں ہے۔

Writers

- وہ اپنی پیکنگ کر رہی تھی۔ جب میجر عاص دروازے پر دو انگلیاں بجاتا اندر آیا

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

اُففففف یہ اتنے سارے باکس؟؟؟ یہ بھی ساتھ لے جانے ہیں؟؟؟ اس نے پلنگ پر پڑے چھوٹے بڑے کارٹنز دیکھ کر کہا۔ ایک فریم تھامے وہ کھڑی تھی۔ جس میں فُل آرمی یونیفارم میں ریوالور پکڑے، وہ مسکرا رہی تھی۔ اسے یقین نہیں آرہا تھا کہ یہ وہ خود ہے۔ عجیب بات تھی۔

آپ نے تو ہمیں گفٹ نہیں دیا۔ اب جو سینیئرز نے دیے ہیں۔ وہ بھی آپ کو چھ رہے ہیں۔ وہ تڑخ کر بولی۔

اتنی تمیز سے آپ بدتمیزی کرتی ہیں۔ کہاں سے سیکھا ہے یہ سب؟؟؟ وہ ڈبے کھول کھول کر گفٹس دیکھتے پوچھ رہا تھا۔

آپ سے۔ اس نے باکس میجر عاص کے ہاتھ سے جھپٹ لیا۔

کیا ہے اس میں؟؟؟ میجر عاص نے خوبصورت ڈیزائن کا لکڑی کا ڈبہ اس سے واپس کھینچ لیا۔

ہاہا یہ پتھر کس نے دیا ہے؟ اسکا انداز صاف مزاق اڑاتا سا تھا۔

یہ معمولی پتھر نہیں ہے۔ اوہ تو یہ ہرا کوہ نور ہے؟ وہ نچلا لب دانتوں میں دبائے مسکراہٹ چھپا گیا۔

یہ حرکت ہے۔ "نیلیم کا حرکت" اس نے ہرے رنگ کا چمکیلا پتھر میجر عاص کے ہاتھ سے چھین کر واپس ڈبے میں ڈال دیا۔

میجر عاص نے ایک اور ڈبہ کھولا۔ اس میں بہت خوبصورت رنگ برنگے مگر عام سجاوٹ کے پتھر تھے۔

یہ کہاں سے جمع کیے آپ نے؟؟؟ وہ حیران ہوا۔ پتھروں کی یہ کلکیشن دیکھ کر۔

میرا نجانی اور ایبٹ آباد سے۔ اس نے پیننگ کرتے جواب دیا۔

it's strange

آپ کو پتھروں سے اتنی محبت کیوں ہے؟ وہ انہیں ایک ایک کر کے دیکھ رہا تھا۔ جنہیں صاف کر کے چمکایا گیا تھا۔ یہ پہاڑی پتھر تھے اور میجر عاص کو فضول لگے۔ ان میں کوئی کشش نہ تھی۔

پتا نہیں بس بچپن سے پسند ہیں۔ ہماری آپی کو سخت چڑ تھی۔ ہمارے سٹونز چارٹس سے۔ مگر ہمیں تو جیسے پتھروں سے عشق ہے۔ بہت بہت بہت پسند ہیں ہمیں پتھر۔ اس نے ایک لال رنگ کا پہاڑی پتھر چومتے کہا۔ میجر عاص کو وہ پاگل لگی تھی۔ پاگل پن ہی تو تھا یہ۔ اسے ہیڈ کی جانب سے تحفے میں ایک چیک ملا تھا۔ جس میں سے ہزاروں روپے وہ حرکت پر لگا آئی تھی۔ اسکا سائز بھی تو بڑا تھا۔ اچھا راول جھیل دیکھنی ہے آپ نے؟؟ وہ پلنگ پر بیٹھتے پوچھنے لگا۔ نیلیم نے جن نظروں سے اسے دیکھا۔ میجر عاص کو سب سمجھ آگیا۔

میں زیادہ مہنگے گفٹس انورڈ نہیں کر سکتا۔ جتنا بجٹ ہے۔ اُسکے حساب سے ہی آفر کر رہا ہوں۔ وہ سنجیدہ تھا۔

سچی؟ وہ پیننگ چھوڑ چھاڑ کر دونوں ہاتھ جوڑتے اچھل کر بولی۔

میرا آپ سے کیا مزاق۔ اس نے کندھے اُچکائے۔

اوه آپ کبھی نہیں بدل سکتے۔ وہ سر کو نفی میں جنبش دے کر رہ گئی۔

بلوچستان کے اس علاقے میں کچھ ناراض عناصر کو کس بری طرح ان کے ملک کے خلاف استعمال کیا جا رہا تھا۔ وہ نہیں جانتے تھے۔

ان کی مالی امداد کی جارہی تھی۔ یہی نہیں، انہیں اسلحہ بھی فراہم کیا جا رہا تھا۔ پاکستان دشمن عناصر اس شخص کو امداد بلوچ کے نام سے پکارتے تھے۔ وہ ان کے مسائل سنتا تھا اور دہشتگردی کی ہر رکاوٹ دور کرنے میں ان کی مدد کرتا تھا۔ اسکا مقصد پورا ہوتا جا رہا تھا۔ اسکا حلقہ بڑھتا جا رہا تھا۔ اسکے چاہنے والے بڑھنے لگے تھے اور بھی پاکستان دشمن عناصر اسکی مدد لینا شروع ہو گئے تھے۔ امداد بلوچ کا مقصد صرف دہشت گردی کو پھیلانا تھا۔ وہ خود کوئی دہشتگرد نہیں تھا۔

بلوچستان کی ناراض تنظیمیں اسکی مدد سے، اسکی مالی امداد سے بہت خوش تھیں۔

ایک اور تنظیم کے ذریعے اسے پتا چلا تھا کہ پاکستان کا ایک بہت بڑا دشمن کراچی کے سینے میں ڈیرہ جمائے بیٹھا۔

اسکا مقصد اب اُس سے رابطے استوار کر کے، کراچی میں بھی دہشتگردی کے واقعات میں اضافہ کرنا تھا۔

راول جھیل اسلام آباد میں واقع ہے۔ جب انہوں نے یہاں قدم رکھا تو آس پاس لوگوں کی تعداد قدرے کم تھی۔ اونچی جگہ تھی جسکے پلر پانی میں لگے تھے اور اسکے ایک طرف والے حصے کو ڈھکا تھا۔ یہاں سے پتھروں کی روش پر چل کر نیچے جاتے۔ جہاں قطار میں کشتیاں ہی کشتیاں لگی تھیں اور فیملیز ان میں سوار ہوتی جھیل کی سیر کو جارہی تھیں۔

میجر عاص نے بھی ایک کشتی میں قدم رکھا۔ عام مردوں کی طرح اس نے نیلیم کی جانب ہاتھ نہیں بڑھایا تھا۔ وہ خود ہی اپنا توازن قائم کرتی، کشتی میں سوار ہوگئی۔ زیادہ پیمینٹ کرنے کی وجہ سے کشتی میں اور کوئی نہیں تھا۔

واہ یہ جھیل کس قدر حسین ہے۔ نیلیم نے حدِ نگاہ تک نظر آتے پانی کو دیکھ کر کہا۔ جہاں تک بصارت ساتھ دیتی صاف شفاف پانی نظر آتا۔ دونوں کشتی میں کھڑے تھے۔ کشتی والا ان کا عجیب سا رویہ دیکھ رہا تھا۔

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

میجر عاص یہاں پتھر کہاں ہیں؟ اسنے اسٹوڈنٹ بیگ پہن رکھا تھا۔ جس میں وہ لکڑی کا باکس لائی تھی۔ جسکے اندر اسکے جمع کیے پتھروں کے ساتھ حرکت (زمرہ) بھی تھا۔ میجر عاص کا کہنا تھا کہ وہ یہاں سے اور پتھر جمع کر کے اسے دے گا۔

آپ باکس تو نکالیں۔ اس نے نیلیم سے کہا۔ جس کی شہد رنگ رُلفیں بار بار اسکے رخساروں پر کھینے کی کوشش کر رہی تھیں۔ وہ بالوں کو ہمیشہ اونچی پونی میں قید رکھتی تھی۔ نیلیم نے باکس نکال کر اسے تھما دیا۔ میجر عاص نے ڈبہ کھولا۔ زمرہ سب سے اوپر چمک رہا تھا۔

بہت پسند ہے آپ کو یہ پتھر؟ میجر عاص نے پتھر سے نظر ہٹا کر اسکی جانب دیکھتے پوچھا۔ بہت زیادہ، حد سے زیادہ۔ بہت بار میں نے اپنی پاکٹ منی جمع کی تھی۔ مگر فائیو تھاؤزینڈ سے زیادہ جمع ہی نہ ہوتے۔ پھر میں چارٹس ہی خرید لیتی تھی۔ اسی لیے جیسے ہی ہیڈ نے چیک دیا۔ میں نے موقع ضائع نہیں کیا۔ وہ اسے حرکت سے اپنی دیوانگی کی داستان سنارہی تھی۔

ہر داستان محبت کی داستان ہوتی ہے۔ بس فرق یہ ہے کہ ہمیشہ محبت انسان سے نہیں ہوتی۔ محبت تو کسی سے بھی ہو سکتی ہے۔ جیسے نیلیم کی حرکت سے محبت، عاص کی پاکستان سے محبت، منہاج کی کائنات سے محبت۔ نیلیم کو اسکی محبت نے خاک کر دیا تھا، عاص کو مضبوط اور منہاج کو ظالم۔۔۔

نیلیم کا حرکت از دیاء تبسم

چلیں دیکھتے ہیں کیپٹن نیلیم ابرار میں کتنی برداشت ہے؟؟ آپ کو پتا ہے انٹیلی جنس کا کام ہی برداشت کرنے کا ہے۔ نیلیم نا سمجھی سے اسے دیکھ رہی تھی۔ جو زمرہ کو ہاتھ میں پکڑے اسے دیکھ رہا تھا۔ پھر سیدھے کھڑے اس نے نیلیم کے حرکت کو اپنے سر سے اُچھال کر پچھلی جانب پھینک دیا۔ پتھر جھیل کی گہرائی مانپنے لگا تھا اور نیلیم اب تک بے یقین کھڑی تھی۔ میجر عاص نے پورا ڈبہ دور پانی میں اُچھال دیا۔ نیلیم لپک کر ڈبہ تھامنا چاہتی تھی۔ اس سے پہلے کہ وہ جھیل میں چھلانگ لگاتی۔ میجر عاص نے سرعت سے اسکی کلائی تھامی تھی۔ ہاتھ چھوڑیں ہمارا۔ اسکی غراہٹ بھوکی شیرنی کی سی تھی۔ شدت جذبات سے اسکی رنگت دہک رہی تھی۔ میجر عاص کی گرفت میں مزید سختی پیدا ہو گئی۔

نیلیم نے اپنے دانت ٹائنگر کی چوڑی ہتھیلی میں گاڑھ دیے۔ اسکے گٹھنے پر پوری طاقت سے وار کیا تھا۔ وہ ہلکے سے لڑکھڑایا۔ کشتی کا بھی توازن بگڑ کر سنبھلا تھا۔ ٹائنگر نے اسے اپنی جانب کھینچتے بری طرح سے دبوچ لیا۔

دی تھی کہ تم منہاج training میری بلی مجھے ہی میاؤں۔ نیلیم ابرار میں نے تمہیں اتنی کا مقابلہ کر سکو۔ اتنی نہیں کہ تم ٹائنگر کے منہ کو آسکو۔ اسکی آواز نیلیم کے کان کے بہت قریب سنائی دے رہی تھی۔

چھوڑیں ہمیں۔ اسکی غراہٹ راول جھیل نے بھی سنی تھی۔ میجر عاص کے دونوں بازو اس نے اپنے لمبے ناخنوں سے چیر ڈالے تھے۔ خون کے اُبھرتے قطرے بھی میجر عاص کی گرفت کو ڈھیلا نہ کر سکے۔ نیلیم کی پسلیاں ایک دوسری میں مدغم ہونے لگیں تھیں۔ جس

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

نے جانے کتنے کیڈٹس کو ٹیسٹ کے دوران شکست دی تھی۔ اب ٹائیگر سے ہار گئی تھی۔ ہر حربہ آزمانے کے بعد وہ رو پڑی تھی۔ کتنے دنوں بعد اسکے آنسو بہے تھے۔

اسے مکمل طور پر بے بس اور شکست سے دوچار ہوتے دیکھ کر میجر عاص نے اسے جھٹکے سے چھوڑ کر کشتی پر لگی لکڑی پر بٹھا دیا۔ وہ بلند آواز میں چیخ چیخ کر رو رہی تھی۔ جیسے کوئی مر گیا ہو۔ میجر عاص کو کم از کم اس سے اتنی اور ایکٹنگ یا سنگین ردِ عمل کی توقع نہیں تھی۔

ایک آفیسر کو اتنا مضبوط ہونا چاہیے کہ اسے کوئی چیز، سوائے وطن کی محبت کے رُلا نہ سکے۔ وہ اسکے سامنے اکڑوں بیٹھا سنجیدگی سے کہہ رہا تھا۔

آپ تب تک بہادر نہیں بن سکتے، جب تک اپنی عزیز ترین چیز کو فنا ہوتے نا دیکھ لو۔ وہ بول رہا تھا۔ مگر نیلیم کے اندر گرم لاوا اُبل رہا تھا۔

نہیں بننا ہمیں آپ جیسا بہادر۔ ہمیں انسان ہی رہنے دیں۔ خدا کا واسطہ ہے (اس نے دونوں ہاتھ جوڑ دیے)۔ ہمیں آپ جیسا بے حس نہیں بننا۔ جس پر کوئی جذبہ کوئی رنگ اثر نہ کرتا ہو۔ جس کے اندر کوئی احساس نہ ہو۔ جو کسی کے جذبات کا مذاق اڑاتا ہو۔ نہیں بننا ہمیں ایسا بہادر۔ جس سے کسی کو تکلیف پہنچے۔ جس سے ہمیں تکلیف پہنچے۔ ہم عام سے ہیں میجر عاص، عام سے۔ دیکھیں ہمیں، آپ کو کیوں نظر نہیں آتی ہمارے اندر سانس لیتی ایک لڑکی؟ کیوں آپ ہم سے یہ رنگ چھین لینا چاہتے ہیں؟؟ ہم کتنا کچھ آپ کیلئے داؤ پر لگائیں گے؟؟؟ پاگل ہیں ہم۔ نفرت ہو رہی ہے ہمیں اپنے آپ سے۔ ہم اپنے بابا، آپ کی کو کس حال میں

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

چھوڑ کر یہاں دن رات جدوجہد کر رہے ہیں۔ راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر ہم اپنی آپنی کو یاد کرتے ہیں۔ بابا کو میس کرتے ہیں۔ مگر صبح ایک مسکراتا چہرہ لیے آپ کے سامنے ہوتے ہیں۔

آپ کی محبت میں آپ کے وطن کیلئے کیا تھے ہم کیا ہو گئے ہیں؟ ہر سختی جھیل لی آپ کیلئے۔ اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ سب ہم نے اس عوام کیلئے کیا تو آپ غلط سمجھتے ہیں۔ بالکل غلط۔

اگر نیلیم ابرار نے انتہی گلی کی برف باری میں چھ گھنٹے گزارے تو آپ کیلئے۔

اگر نیلیم ابرار نے پوری رات دوڑ دوڑ کر ٹانگیں شل کیں تو آپ کیلئے۔

اگر نیلیم ابرار نے ہزاروں فٹ کی اونچائی سے بغیر خوف و خطر چھلانگیں لگائیں تو آپ کیلئے۔

اور کیا چاہتے ہیں آپ؟؟؟

آپ سے ہماری ایک خوشی برداشت نہیں ہوئی اور ہم نے آپ کو خوش کرنے کیلئے کتنے جتن کیے۔ مگر آپ کا معیار ہے کہ برج خلیفہ سے بھی بلند ہوتا جا رہا ہے۔

یہ صبر یہ برداشت آپ کو نظر نہیں آئی۔ جو یہ امتحان لینے چل پڑے۔ اتنی سی تو خواہش تھی ہماری۔ کسی نے پوری نہیں کی اور آج جب پوری ہوئی تو آپ نے چھین لی

اس نے اپنے بالوں میں اضطرابی انداز میں انگلیاں پھنسائیں۔ اس کا چہرہ رونے سے سرخ ہو چلا تھا۔ ہری گہری جھیل میں آج میجر عاص نے درد ہی درد دیکھا تھا۔

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

نیلیم وہ ایک پتھر تھا بس۔۔ ایسے پتھر سوات کی کانوں میں بھرے پڑے ہیں، وہ معمولی سا تھا۔ اس نے کوشش کی تھی اسے سمجھانے کی۔ اسے خود ایک عام سے پتھر کیلئے اسکا یہ پاگل پن سمجھ نہیں آرہا تھا۔

نیلیم!!! اس نے پکارا مگر وہ خاموش رہی۔ کشتی واپسی کا سفر طے کرنے لگی تھی۔ ماحول میں۔ عجیب سی افسردگی چھا گئی تھی۔ ٹائیگر نے اسکے جھکے سر کو دیکھتے اپنے ہونٹ بھیج لیے

وہ نہیں جانتا تھا کہ آنے والا وقت اس لڑکی کے کتنے روپ کھولے گا۔ وہ عام سی چیزوں کو خاص کر دینے والوں میں سے تھی۔ وہ نیلیم ابرار تھی۔ جو حرکت کیلئے کوہ نور کو ٹھکرا سکتی تھی۔ وہ کچھ بھی کر سکتی تھی، کچھ بھی۔۔۔

تو یہ تھا میجر عاص آپ کی طرف سے ہماری کامیابی کا تحفہ۔۔۔ اس نے بے حد آرزوگی سے سوچا تھا۔۔۔ راول جھیل انہیں خدا حافظ کہتی نظر آرہی تھی۔۔۔ جھیل کا پانی اب ہل نہیں رہا تھا۔۔۔ ایک سکوت سا چھا گیا تھا شہزادی رو رہی تھی جھیل نے ہنسنا بند کر دیا

Writers

آج ان کی ہیڈ کوارٹر میں طلبی ہوئی تھی۔۔۔ ان کی ٹیم تین حصوں میں بٹ گئی تھی۔۔۔ ایک ٹیم بلوچستان میں کام کرے گی اور دوسری میورک کے لیے۔۔۔ میورک والی ٹیم میں سارے لڑکے تھے جبکہ بلوچستان کی ٹیم کو ایک لیڈی اسٹنٹ ڈائریکٹر تھرو مونیٹرز اور

نیلیم کا حرکت از دیاء تبسم

رپورٹنگ اٹینڈ کر رہی تھی اور دو اور کیپٹن لڑکیاں تھیں اس کے علاوہ میجر عاص کے انڈر ٹیم میں اہم کردار نیلیم کا تھا ان کی ٹیم میں نیلیم کے علاوہ میم بشرہ تھیں باقی سب میل ایجنٹس تھے۔۔۔ آفیشل میٹنگ کے بعد ان کے گروپ لیڈر نے میٹنگ رکھی تھی گروپ۔۔۔ لیڈر تو میجر عاص ہی تھا

تمام لائحہ عمل ان کے گوش گزار کر کے اس نے کراچی جانے کیلئے مختلف راستے اور روپ۔۔۔ چنے تھے

میم بشرہ، ایجنٹ انس اور کیپٹن حمزہ آپ تینوں کی پی آئی اے کی ٹکٹس ہیں آپ تین دن بعد آئیں گے، اپارٹمنٹ پرفیکٹ ریڈی ہے کراچی اور بلوچستان دونوں کا اور ایک بات ہم سب اس مشن میں ایک دوسرے کے ساتھی ہیں ایک دوسرے کی حفاظت بھی ہمارے اولین مقاصد میں سے ایک ہے دشمن کا وار جتنا مرضی سخت اور جان لیوا بھی کیوں نا ہو ہمارا جواب ایک ہی ہوگا کہ؟؟؟

ہم کچھ نہیں جانتے۔۔۔ ساری ٹیم ایک کورس میں بولی تھی سوائے نیلیم کے یہ اسکا پہلا تجربہ تھا وہ ان کا طریقہ کار نہیں جانتی تھی

ہمارے نیوکلیر ہتھیاروں کی جاسوسی کیلئے امریکہ ہر سال تیس بلین ڈالر استعمال کرتا ہے۔۔۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ پاکستان کی سرزمین پر سب سے زیادہ امریکی جاسوس اترے ہیں۔۔۔ اور جب یہ آئی ایس آئی کے ہاتھوں پکڑے جاتے ہیں تو امریکہ میڈیا پر یہ شور مچا دیتا ہے کہ ہمارے سیاح پاکستان سے غائب ہو چکے ہیں مجھے پورا یقین ہے میسورک بھی اسی

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

سازش کی ایک کڑی ہے۔۔۔ سب خاموشی سے اسے سُن رہے تھے۔۔۔ نیلیم کے رونگٹے کھڑے ہو گئے کہ وہ سب کیسے موت کے منہ میں ہاتھ ڈالنے کی تیاری کر رہے تھے انہیں۔۔۔ نا ہی کوئی خوف محسوس ہو رہا تھا نہ ہی کسی قسم کا ڈر بلکہ وہ سب پرجوش نظر آ رہے تھے۔۔۔

روانہ ہوتے ہی مجھے انفارم کرے گی میں اور کیپٹن نیلیم کل نکلیں گے اس نے نیلیم کی جانب ٹیم M2 نہیں دیکھا تھا وہ سب سے مخاطب تھا جب میٹنگ روم میں نیلیم کی ضدی آواز اُبھری ہم آپ کے ساتھ نہیں جائیں گے " اسکا انداز ایسا تھا جیسے وہ ٹور پر جانے کو اسے پریپوز " کر رہا ہو

ایکچو نکلی سر نیلیم چاہ رہی تھی کہ وہ ہمارے ساتھ آج ہی چلی جائے مگر جو آپ کو " مناسب لگے " میم بشرہ نے بروقت بات سنبھالی۔۔۔ نیلیم نے پہلو بدلہ۔۔۔ سب کے چہروں پر کچھ اطمینان اُبھرا تھا

اپنی ویز مس نیلیم مشن کے کسی موڑ پر تنہا نہیں رہیں گی ان کی ذمہ داری میری ہے اسی " لیے یہ میرے ساتھ ہی جائیں گے

If you have any other question ask freely

۔۔۔ اس نے تمام آفیسرز پر ایک طائرانہ نگاہ ڈالتے پوچھا

سب اپنی نشستیں چھوڑ چکے تھے۔۔۔ میٹنگ برخاست ہو چکی تھی کیپٹن نیلیم نے بھی اپنی کرسی چھوڑ دی تھی

وہ اپنے روم میں غصے سے بھری پہلے کی کی گئی پیکنگ کو ہی کھول کر جانے کیا کرنے میں مگن تھی جب دروازے پر ہلکی سی دستک دیتے میم بشرہ اندر آئیں۔۔۔ نیلیم انہیں دیکھ کر قدرے حیران ہوئی۔۔۔ وہ سب اپنے عہدے کے حساب سے اسکے لیے کچھ زیادہ ہی نرم اور خیال رکھنے والے ثابت ہو رہے تھے۔۔۔ شاید اسکی وجہ یہ تھی کہ وہ انکی طرح کیپٹن کا عہدہ تو استعمال کر رہی تھی مگر اس کے فرائض سے انجان تھی۔۔۔ اسے وہ محنت نہیں کرنا پڑی تھی جو ایک عام انسان کو فوج میں شمولیت اختیار کرنے کو کرنی پڑتی ہے۔۔۔ اسکے ٹیسٹ مشن کے مطابق تھے اسکی ٹریننگ بھی اس سے آرمی کا کوئی بونڈ بھی سائن نہیں کروایا گیا تھا۔۔۔ ایک ہی اگریمنٹ سائن ہوا تھا وہ بھی بطور سیولین۔۔۔ اسے ادارے کا نام اس لیے دیا گیا تھا کہ انہیں ریکارڈ چاہیے تھا پریزنٹ کرنے کو اور ایک انجان لڑکی کی مدد کچھ مشکل بھی کھڑی کر سکتی تھی۔۔۔ آپ؟؟؟ نیلیم نے کپڑے سمیٹ کر سنگل بیڈ کو صاف کیا

دیکھنے آئی ہوں کہ آجکل ایک پیاری سی لڑکی کا مزاج بہت گرم رہنے لگا ہے۔۔۔ انہوں نے اپنے شائستہ لہجے میں کہا۔۔۔ اتنی میٹھی آواز تھی انکی کہ نیلیم دیوانی ہوئے جاتی تھی ابھی بھی اسکا غصہ ہوا ہوچکا تھا

بیٹھ جائیں نا پلیز۔۔۔ انہیں کھڑے کھڑے بات کرتے دیکھ کر وہ مسکان سجاتے بولی

باہر کا ایک راؤنڈ لگانا تھا سوچا کیپٹن نیلیم کی کمپنی اچھی رہے گی۔۔۔ نہیں؟؟؟

ضرور۔۔۔ چلیں۔۔۔ وہ پر جوش سی آگے بڑھنے لگی

اسے تو سمیٹ لیں۔۔۔ میم بشرہ نے بکھرے کپڑوں کی طرف اشارہ کیا

اوہ۔۔۔ وہ واپس پلٹی جلدی سے سب بیگ میں ٹھونس دیا۔۔۔ میم بشرہ نے اسکے پھوہڑ پن پر ایک لمبی سانس لی

پانچ منٹ بعد وہ لوگ کالونی سے نکل کر گراؤنڈ کی طرف آگئے

کیپٹن نیلیم آپ کو پتا ہے کہ جب انسان کسی مقصد کیلئے سالوں محنت کرے اور کوئی ایک ہی جھٹکے میں آپ کی ساری تگ و دو ساری محنت پر پانی پھیر دے تو کتنی تکلیف ہوتی ہے؟؟؟ میم بشرہ کی نظریں گھاس پر تھیں۔۔۔ نیلیم نے نا سمجھی سے انہیں دیکھا

تقریباً ایک سال ہونے کو آیا ہے جب میجر عاص کو یہ مشن دیا گیا تھا سات ماہ کی انتھک محنت سے وہ چھوٹے موٹے اڈوں سے چھوٹے صاحب کے ذریعے ڈیک اور پھر ایم آز تک پہنچے وہ شخص اپنی ایک خاص ٹیم کے علاوہ اپنے لیے کام کرنے والے کسی بندے کے سامنے

نیلیم کا حرکت از دیاء تبسم

نہیں آتا تھا میجر عاص نے اُسکے پلازہ میں لُنج کیا اُس سے میٹنگ کی وہ اس شخص کا بھروسہ کافی حد تک جیت چکے تھے بلیک سٹار جسکے بارے میں ایجنسیوں میں مشہور ہے کہ وہ کتے سے بھی زیادہ جلدی دشمن کی بو سونگھ لیتا وہ میجر عاص کے جانے کتنے روپ دیکھ کر بھی پہچان نہ سکا میجر عاص کو لگا وقت قریب آگیا ہے وہ وقت جسکے لیے دس سال اُنہوں نے انتظار کیا دس سال کا ایک ایک سیکنڈ اپنے آپ کو یہ باور کراتے گزارا کہ میری زندگی کا مقصد کیا ہے؟؟؟ دہشتگردی کا خاتمہ

اور پھر کیا ہوا ایک دن ایک لڑکی کو ہمارے مشن کا پتا چل گیا اُس نے میجر عاص اور انس کے گھر میں منشیات دیکھ لی تھیں۔۔۔ میجر عاص نے اس لڑکی کو خوفزدہ کر کے چُپ کرانے کا ارادہ کیا مگر وہ اپنی بے وقوفی کی وجہ سے بلیک سٹار کے ہاتھ چڑھ گئی۔۔۔ اصل مسئلہ اب شروع ہوا تھا۔۔۔ نیلیم نے ان کا چہرہ دیکھا وہ رُک گئی تھی میم بشرہ بھی ٹھر گئیں جیکٹ کی پاکٹس میں ہاتھ ڈالتے انہوں نے نیلیم کے حیران کن چہرے کو دیکھا

تمہیں پتا ہے تب انہوں نے کیا فیصلہ کیا؟؟؟ رپورٹ پیش کی اور اس میں اپنی اور انس کی غلطی تسلیم کر لی۔۔۔ اب میجر عاص نے اُس لڑکی کو بچانے کا فیصلہ کیا اس کیلئے انہیں اپنی ایک سال کی محنت داؤ پر لگانی پڑی۔۔۔ وہ سب گنونا پڑا جس کیلئے وہ دس سال سے لڑتے آرہے ہیں۔۔۔ سب کچھ ہم سب کیلئے یہ ایک بڑی پریشانی تھی کہ ایک جان بچانے کو ہمارے لیڈر نے پورا مشن

تباہ کر دیا۔۔۔ صرف ایک جان جبکہ بلیک سٹار ہزاروں جانیں لے چکا ہے بلکہ لاکھوں۔۔۔)
DESTROY وہ خاموش ہو گئیں

ہم۔۔۔ ہم۔۔۔ وہ گڑ بڑا گئی

اگر آج ہم دوبارہ سے وہیں آکھڑے ہوئے ہیں جہاں سے چلنا شروع کیا تھا صرف آپ کی وجہ سے۔۔۔ وہ ایک صاف گو اور پراعتماد خاتون تھیں

کیا میجر عاص نے کبھی آپ کو یہ بات بتائی؟؟؟ نیلیم کا سر جھکا ہوا تھا۔۔ غلط تو نہیں کہہ رہی تھیں وہ

ہم۔۔۔ ہمیں وہ ہار نہیں اٹھانا چاہیے تھا۔۔۔ اس نے گویا اعتراف کیا

آپ نے وہ ہار کیوں اٹھایا تھا؟؟؟

ہمیں زمر بہت پسند ہے۔۔۔ وہ انگلیاں مروڑنے لگی۔۔۔ شرمندگی اسکے جھکے سر سے واضح تھی

اور اگر کوئی آپکی یہ کمزوری ختم کرنا چاہے جسکی بناء پر ایک بڑا مشن تباہ ہو گیا، آپکی زندگی کیا سے کیا ہو گئی، آپ ایک دہشتگرد کی نظروں میں آ گئیں تو آپ اُسکو دس سو باتیں سنا آئیں اُسے بے حس کہہ ڈالا جس نے آپکی جان بچانے کیلئے اپنی زندگی کے دس سال کی محنت ضائع کردی آپ کے لیے آرمی چیف آئی ایس آئی کے ڈائریکٹر تک سے درخواست کی اُسے بے حس کہتے آپ نے کچھ سوچا؟؟؟ نہیں سوچا ہوگا میجر عاص صحیح کہتے ہیں آپ بہت جذباتی ہیں آپ نارمل بے ہیو نہیں کر سکتیں۔۔۔ وہ اب فُل فارم میں آچکی تھیں

یہ سب آپکی ٹریننگ کا حصہ تھا اسی لیے پتا ہے مجھے میجر عاص نے آپکی شکایت نہیں کی۔۔ ایک بات یاد رکھیے گا کیپٹن نیلیم ابرار جیسے ایک ہی عمل پر بار بار خوش نہیں ہوا جاسکتا

نیلیم کا حرکت از دیاء تبسم

ویسے ہی ایک ہی منظر پر بار بار دُکھی بھی نہیں ہوا جاسکتا ہم پہلی بار بہت ہرٹ ہوتے ہیں پھر اگلی بار تھوڑا کم پھر اور کم اور ایک وقت آتا ہے کہ ہماری آنکھ اس منظر کی عادی ہو جاتی ہے پھر دل وہ درد محسوس نہیں کرتا جو پہلی بار میں ہوا تھا۔۔۔ یہی فارمولا آپ پر اطلاق کرنا چاہا تھا میجر عاص نے مگر افسوس۔۔۔ وہ لمبی سانس لیتے خاموش ہو گئیں

نیلیم انہیں کہہ نہیں سکے کہ کچھ منظر جتنی بار مرضی دہراؤ درد پہلی بار جیسا ہی ہوتا ہے اس میں کوئی کمی بیشی نہیں آتی

بہت رات ہو گئی ہے کل ہمیں نکلنا ہے۔۔۔ وہ کہہ کر الٹا گھوم گئیں وہ واپس جا رہی تھیں جب نیلیم اپنی سوچوں سے نکلتی تیزی سے انکے پیچھے بھاگی

میم بشرہ

!!! میم

ایم سوری۔۔۔ بالا آخر وہ ان تک پہنچ ہی گئی

اس سوری کے حقدار میجر عاص ہیں۔۔۔ وہ جملے کے اختتام میں مسکراتی آگے بڑھ گئیں کیپٹن نیلیم ابرار وہیں رہ گئی تھی

ہم اتنے برے کیوں ہیں؟؟؟

ہماری وجہ سے سب ہرٹ ہوتے ہیں

وہ دل گرفتہ سی گراؤنڈ کی گھاس پر راستے میں ہی بیٹھ گئی۔۔۔ چاند اسے دیکھ کر مسکرانے لگا

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

پتا نہیں ہم کہاں آگئے ہیں؟؟؟ یہ سب کیسے ممکن ہے؟؟؟ یا اللہ اس خواب سے آنکھ کھل جائے

!!گڑیا

کتنا وقت گزر گیا تھا کسی نے اس نام سے نہیں پکارا تھا وہ رو رہی تھی--- وہ رونا چاہتی تھی تبھی وہ رو رہی تھی اسکا جو دل چاہتا تھا وہ وہ کرتی تھی کبھی دل کی آواز کو دبایا نہیں تھا اس نے کبھی انجام کی پرواہ نہیں کی تھی

ہماری وجہ سے میجر عاص کا مشن خراب ہو گیا--- میم بشرہ صحیح کہتی ہیں کہ ہم بہت جذباتی ہیں

اسے ابھی اپنے آپ سے بہت سے شکوے کرنے تھے

Writers

میم بشرہ، انس اور حمزہ ایک ٹیم کی صورت کراچی میں داخل ہو رہے تھے جن کے پاسپورٹ یہ شو کرتے تھے کہ وہ اندرون اور بیرون ملک آتے جاتے رہتے ہیں--- منصوبے کے تحت انہوں نے کراچی کے ایک کلب میں جہاں ینگسٹرز کی تعداد اکثریت میں

پائی جاتی تھی وہاں کی میمبر شپہ حاصل کرنی تھی اور اسلحے کی اسمگلنگ کیلئے کام کرنا تھا۔۔۔ اطلاعات کے مطابق اس کلب میں کوئی خفیہ تہ خانہ ہے جہاں سے اسلحے کی اسمگلنگ بھی ہوتی ہے اور یہ کام میورک کا ہے جبکہ کیپٹن حمزہ اور ایجنٹ انس نے ایم آاز کے بزنس کا حصہ بھی بننا تھا۔۔۔ وہ لوگ جاچکے تھے۔۔۔ کیپٹن نیلیم اور میجر عاص ہیلی کاپٹر کے ذریعے کراچی پہنچے تھے۔۔۔ اپارٹمنٹ کا راستہ گھنٹے تک کا تھا۔۔۔ وہ خوشی سے ڈرائیو کر رہا تھا جب نیلیم نے اسکی توجہ اپنی جانب کھینچی

ٹائیگر!!! وہ تھوڑا سا گھوم کر رخ اسکی جانب کرتے بولی۔۔۔ اسکی خاموشی پر وہ لب کاٹنے لگی۔۔۔ وہ اتنا سنجیدہ اور اُکھڑا ہوا تھا کہ نیلیم کی ہمت جواب دینے لگی۔۔۔ دس منٹ کی مزید ڈرائیو کے بعد وہ ایک عام سے علاقے میں داخل ہوئے کار کو مین روڈ پر ہی پارک کر کے وہ تنگ تنگ گلیوں سے گزرتے ایک بوسیدہ سے دروازے پر آگھڑے ہوئے۔۔۔ ان کو رُکے ایک سیکنڈ ہی ہوا ہوگا کہ دروازہ کھل گیا۔۔۔ اندر داخل ہوئے جہاں ان کا ایک بندہ پہلے سے موجود تھا میجر عاص کو سلوٹ کیا

اتج 57؟؟؟ میجر عاص نے گھڑی اُتارتے پوچھا وہ لوگ لمبی راہداری سے گزرتے اب بولٹ پروف وال کے سامنے کھڑے تھے میجر عاص نے کوڈ لگایا دروازہ کھل گیا

وہ دونوں اب بھی کوڈ ورڈز میں جملوں کا تبادلہ کر رہے تھے نیلیم کی موجودگی کو فراموش کر دیا تھا

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

انکا ساتھی اندر چلا گیا جبکہ میجر عاص شرٹ کے اوپر کے دو بٹن کھول کر سیلوس فولڈ کرنے لگا ڈھیلے ڈھالے انداز میں صوفے پر گرتے اس نے کان میں لگے ایئر فون کے ذریعے کسی کو مخاطب کرتے اپنے پہنچ جانے کی اطلاع دی اور انہیں کوڈ ورڈز کو دہرایا جو کچھ دیر پہلے اسکا ساتھی بول رہا تھا۔۔۔ کیپٹن نیلیم اب ان باریکیوں کو نوٹ کرنے لگی تھی

میجر عاص!!! وہ آنکھوں پر بازو رکھے آدھا لیٹا ہوا تھا جب نیلیم نے پکارا

پلیز کیپٹن نیلیم آپ مجھ جیسے بے حس اور جذبات سے

عاری انسان سے مخاطب نہ ہوں تو بہتر ہے۔۔۔ تلخ سا جواب آیا تھا

آپ کو پتا ہے ناکہ ہم کتنے بے وقوف ہیں اور جذباتی بھی۔۔۔ اسکا جملہ مکمل ہونے کا انتظار نہیں کیا گیا

لیکن میں بے وقوف نہیں ہوں۔۔۔ وہ اُٹھ کر بیٹھ گیا۔۔۔ اس کے چہرے پر بلا کی سنجیدگی رقم تھی

آپ آج مجھے بتا ہی دیں کہ میرا کیا قصور ہے؟؟؟ کون سا ظلم کیا ہے میں نے آپ پر جسکی بناء پر مجھے ہر بار سنگدلی، بے حسی، بے مروتی کا طعنہ ملتا ہے؟؟؟ آج آپ جہاں بھی ہیں اپنی وجہ سے ہیں مس نیلیم ابرار۔۔۔ آپ کو کہا تھا چلی جائیں واپس اپنی دنیا میں۔۔۔ نہیں چاہیے مجھے آپکی مدد، مت کریں یہ احسان۔۔۔ مگر آپ نے کیا کیا؟؟؟ میرے لاکھ منع کرنے کے باوجود اگریمنٹ سائن کر دیا خود کو جان بوجھ کر خاردار پتھر یلے راستوں کا راہی بنا لیا اور جب کچھ نا بن پایا برداشت کم ہو گئی تو سارا الزام بہت ہی جذباتی انداز میں

میرے سر ڈال دیا۔۔۔ آپ بتائیں میری غلطی کیا ہے؟؟؟ میں نے کہا تھا کہ میری مدد کریں؟؟؟ میں نے کہا تھا کہ منہاج کے ہیرے اٹھائیں؟؟؟ میں نے کہا تھا کہ اس مشن میں میرا ساتھ دیں؟؟؟۔۔۔ وہ تو جیسے پھٹ پڑا تھا

ہم مانتے ہیں ہم سب کچھ اپنی مرضی سے کر رہے ہیں مگر آپ کیلئے کر رہے ہیں۔۔۔ لاکھوں ڈھیٹ مرے ہوں گے تو نیلیم ابرار کا جنم ہوا ہوگا

آپ کا مسئلہ پتا ہے کیا ہے؟؟؟ خود کو بہت اعلیٰ چیز تصور کرتی ہیں۔۔۔ آپ کو یہ گوارا نہیں کہ ہار تسلیم کر لیں مان لیں کہ میں آپ کو ریجکٹ کر چکا ہوں۔۔۔ آپ کو کیا لگتا ہے کہ ہر انسان ظاہری حُسن پر جان دے بیٹھتا ہے؟؟؟ تو مجھ سے ملیں میجر عاص عالم سے پاک فوج کا حصہ بنے ان دس سالوں میں ہزاروں حسین چہرے دیکھے ہیں بہت قریب سے۔۔۔ آپ سے بھی زیادہ حسین اور خوبصورت، راز اُگلوانے کیلئے دشمن کتنے اوتھے ہتھکنڈے اپناتا اسکا اندازہ بھی نہیں کر سکتیں آپ۔۔۔ جس طرح آپ مجھ پر فدا ہو بیٹھی تھیں مجھے تو یہی لگا کہ یقیناً کسی دشمن کی بھیجی گئی حسینہ ہے ورنہ ایک عام لڑکی کبھی اپنے وقار اور عزتِ نفس کو بالائے طاق رکھے اتنا بے باک اظہار نہیں کرتی میں نے آپ کی پوری انوسٹیگیشن کی اور افسوس کا مقام تھا جب مجھے پتا چلا کہ آپ ایک عام پاکستانی شہری ہیں۔۔۔ کوئی لڑکی اتنی لاپرواہ بھی ہو سکتی ہے کہ اپنے گھر والوں کی فکر کے بغیر صرف ایک شخص کی چاہ میں اپنی پوری زندگی داؤ پر لگا رہی ہے اگر آپ یہ کہتیں کہ یہ سب آپ نے پاکستان کیلئے کیا۔۔۔ اُس ملک کیلئے کیا جہاں دہشتگرد اپنے مطالبات کیلئے بچوں کو نشانہ بناتے ہیں۔۔۔ اُن لوگوں کیلئے کیا جو آج بھی اپنوں کے جھلسے جسم یاد کر کے کپکپا جاتے ہیں۔۔۔

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

تو میری نظر میں آپکی قدر کتنی ہوتی آپ سوچ بھی نہیں سکتیں مگر افسوس آپ سب اپنے ذاتی مفاد کیلئے کر رہی ہیں۔۔۔ آج اس نے کوئی لحاظ نہیں رکھا تھا وہ سب کہہ دیا تھا جو وہ اس کیلئے محسوس کرتا تھا۔۔۔ نیلیم کا چہرہ نیلا پڑ چکا تھا وہ خاموش کھڑی تھی۔۔۔ آنسو روکنے کی تگ و دو میں اسکے جڑے تک کپکپانے لگے تھے۔۔۔ میجر عاص نے اسکا رد عمل نہیں دیکھنا تھا تبھی وہ مزید کچھ کہے بغیر اندر راہداری میں گم ہو گیا۔۔۔

آآ۔۔۔ اسکے لب تھر تھرائے اگلے ہی لمحے وہ دونوں ہاتھ کی ہتھیلیاں ہونٹوں پر رکھے اپنی سسکیوں کا گلا گھونٹ رہی تھی۔۔۔ اپنی چیخیں دبانے کے چکر میں وہ دُہری ہوتی جا رہی تھی جذبہ کوئی بھی ہو اگر شدت اختیار کر لے تو اسی طرح سسکاتا ہے رولاتا ہے

اسلام میں میانہ روی کا درس دیا گیا ہے مگر یہ میانہ روی محض گھریلو اخراجات کے بجائے جذبوں میں بھی اختیار کرنی چاہیے کوئی بھی جذبہ اگر کم ہو تو تشنگی رہ جاتی ہے زیادہ ہو تو پیاس اور بڑھ جاتی ہے پھر دنیا کہ سات سمندر بھی یہ پیاس نہیں بجھا پاتے

Writers

عشق نچاوے ناچ انوکھا

میں ہس ہس روندی جاواں

امداد بلوچ کی کاروائیاں مزید بڑھتی جارہی تھیں۔۔۔ جن تنظیموں سے اس نے رابطے استوار کر رکھے تھے ایجنٹ انس کی ان پر خاص نظر تھی اسکی پوری ٹیم ایک ایک پل کی خبر اسے دے رہی تھی۔۔۔ جسکے تحت امداد بلوچ ان کی نظروں میں آگیا تھا ایجنٹ انس چاہتا تھا کہ اب کوئی بہروپیہ بن کر اسکی گینگ کا حصہ بن جائے تاکہ اسکا مقصد سمجھ سکیں۔۔۔ دہشتگرد کا تصور کرتے ہی ہمارے دماغ میں ایک خاکہ سا بن جاتا ہے جس میں ایک شخص شلوار سوٹ میں چہرے پر داڑھی سجائے ہاتھ میں بڑی سی گن پکڑے نظر آتا ہے مگر درحقیقت ہر دہشتگرد ایسا نہیں ہوتا۔۔۔ حقیقت میں کوئی ایم بی اے کا اسٹوڈنٹ دہشتگرد نکلتا ہے تو کوئی بزنس ٹائیکون کبھی کوئی معروف سیاسی شخصیت تو کبھی کوئی ایم بی بی ایس کی طلبہ۔۔۔ اگر جاسوس روپ بدلتے ہیں تو یہ بھی ان سے کم نہیں ہوتے۔۔۔ اگر کوئی شخص دہشتگرد تنظیموں کو پیسہ فراہم کر کے، اسلحہ دے کر، تربیتی اسکول بنوا کر دے رہا ہے تو وہ بھی دہشتگرد ہے اسکی مثال منہاج عزضحاک اور امداد بلوچ ہیں جو یہ تخریبی کاروائیاں خود تو نہیں کرتے مگر ایک وسیع حلقے کو اس پر معمور کر رکھا ہے جو ان کے ایک اشارے پر تیار ہو جاتے ہیں

نیلیم کا حرکت از دیاء تبسم

یہاں جو گیارہ ادارے بنائے تھے دہشتگردی کی ترغیب دینے کو وہ کہاں ہیں؟؟؟ امداد بلوچ نے حقے کے دھواں بلوچستان کی فضاؤں کے سپرد کر دیا۔۔۔ چھوٹے سے اڈے پر بیٹھا تھا وہ اسکے ساتھ بیٹھا شخص دشمن پاکستان کے ایک بڑے گروہ کا سربراہ تھا جسکی مدد ایک عرصے سے ڈیک کرتا آیا تھا اور کئی بار اپنی پسند کی جگہوں پر بلاسٹ بھی کروا چکا تھا ظاہر ہے ڈیک سے رابطہ مطلب منہاج سے رابطہ

کچھ مہینوں پہلے کراچی کی ایک جامع میں بلاسٹ کرنا تھا جسکے لیے ہمارے ترغیبی اسکول سے چند بچوں کو چنا تھا پھر ہوا یوں کہ فوج کو اسکی خبر ہوگئی تبھی سب تباہ ہو گئے۔۔۔ وہ بان کی چارپائی پر چت لیٹا بول رہا تھا۔۔۔ آس پاس لوگ نشہ آور اشیاء کا استعمال کرتے خود سے ہی بیگانہ ہوئے پڑے تھے

تم کراچی میں بھی یہ کاروائیاں کرتے ہو؟؟؟ امداد بلوچ نے اسکی جانب دیکھا جو ڈھابے نما اس جگہ کی چھت کو گھور رہا تھا

نہیں یارا۔۔۔ وہ تو ایک صاب ہے بڑا بندہ ہے بھئی اُسی کے ایک بندے کا ہم سے رابطہ تھا وہی آتا ہے بچے لینے۔۔۔ عرصہ ہو گیا اب نہیں آیا۔۔۔ اس نے امداد بلوچ کے پُر سوچ چہرے کی جانب دیکھا

اُس کا کوئی پتا وتا ملے گا ہاں؟؟؟ اس نے سوال کرتے ہی حقے کی نالی منہ میں اڑیس لی میں پتا کرتا ہوں کہ معاملہ کیا ہے جہاں تک مجھے لگتا ہے وہ اب اسلام دشمن عناصر کی مدد سے درسگاہوں کو نشانہ بنا رہا ہے ابھی سیہون پر حملہ ہو چکا ہے اُسکے بعد تین اور

چھوٹے موٹے درسگاہیں دہشتگردی کا نشانہ بنی ہیں بخدا اس میں ہمارا کوئی ہاتھ نہیں۔۔۔ وہ دونوں ہاتھ اوپر کو اٹھاتا بولا

ہوں۔۔۔ تم اُس صاب کا نام بتا سکتے ہو؟؟؟ اسکی نگاہیں مقابل کے چہرے پر آئے تذبذب اور گھبراہٹ کو پہچان گئیں تھیں

ارے ارے ماڑا مروائے گا کیا؟؟؟ وہ جھٹکے سے اٹھ بیٹھا آس پاس اس انداز میں نظر دوڑائی جیسے کوئی سُن نہ رہا ہو۔۔۔۔۔ پھر کھسک کر امداد بلوچ کے قریب ہولیا

اُس صاب کا نام نہیں پتا بس ایم آسنا ہے دو تین بار خبروں میں بھی آیا ہے کہ فوج کا بندے مارتا ہے جو بھی اُسکے خلاف کام کرتا ہے وہ بچتا نہیں۔۔۔ بڑا خطرناک بندہ ہے امریکہ کی سیاسی تنظیموں کے بندے اسے اسپوٹ (سپورٹ) کرتے ہیں، پاکستان کے بھی کچھ سیاسی لوگ اسکے حق میں بولتے ہیں اور شاید سعودیہ میں رہتا ہے۔۔۔ فوج اسکے خلاف ثبوت اکٹھا نہیں کر پارہی اور بغیر ثبوت کے اُسے مارا نہیں جاسکتا اُسکے خلاف بات کرتے ہیں تو سیاست میں ہلچل مچ جاتی ہے اور سیاسی لیڈرز عوام کو فوج کے خلاف بھڑکاتی ہے پھر یہ بندے آئی ایس آئی مردہ باد، فوج مردہ باد نعرہ لگاتا ہے۔۔۔ وہ سرگوشیوں میں بول رہا تھا

تمہیں جب اتنا پتا ہے تو اُس سے کسی طرح رابطہ کرو دو۔۔۔ وہ اندر سے ہچکولے کھا رہا تھا مگر مقابل سے مکمل اعتماد سے مخاطب تھا

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

تم کیوں کرتا ہے ہم سب کی مدد؟؟؟ تمہارا کیا دشمنی ہے اس ملک سے؟؟؟ امداد بلوچ نے دھواں چھوڑا جسکے چھلے دور دور تک اڑ رہے تھے فضا میں آلودگی بڑھنے لگی

پاکستان کی پیدائش سے چلتی دشمنی نبھا رہا ہوں--- وہ بڑبڑایا--- نظریں سامنے ریتیلی زمین پر جمی تھیں ان نظروں سے لپکتے شعلے وہ نہ دیکھ سکا تھا

پتا نہیں کیا بولتا ہے تم!!! وہ اسکی بڑبڑاہٹ کو نظر انداز کرتا گنگناتا ہوا لیٹ گیا

Socialmedia

جی با ترا

اڑے! خطبی کھڑی باوا کنا بش مبو

صاف, دے ٹک تسونے

اڑے!

Writers

وہ فائل اسٹڈی کر رہی تھی جو ایک آئی اسپیشلسٹ کی لکھی گئی تھی اس میں وہ تمام ترکیبیں موجود تھیں جس سے آپ کسی کو بھی اپنے اندھے پن کا یقین دلا سکتے ہو--- اس کو پڑھنے کے بعد وہ کوشش کر رہی تھی-- آئی بال کی موومنٹ ایک مشکل مرحلہ تھا جسکے لیے اسے

مسلسل دو گھنٹے لگے تھے پریکٹس کو اب تو گردن میں بل آنے لگا تھا وہ مرر کے آگے سے ہٹ گئی

کمرہ بہت کشادہ صاف ستھرا اور ویل فرنشڈ تھا۔۔۔ اسے کل جانا تھا منصوبے کے تحت منہاج عز ضحاک سے ملنے۔۔۔ جیسے جیسے وقت قریب آرہا تھا اسکی گھبراہٹ بڑھتی جارہی تھی۔۔۔ دل عجیب سا خالی پن محسوس کر رہا تھا۔۔۔ اُداسی سی چھائی تھی جیسے کالی گھٹا چھا گئی ہو آپ نے کچھ کھایا کیوں نہیں؟؟؟ وہ اور اسکا ساتھی رات کا کھانا بھی کھا چکے تھے مگر وہ جب سے آئی تھی میجر عاص کی تلخ کلامی کے بعد سے بس اپنی تیاری میں مگن تھی۔۔۔ ٹائیگر اب تک تو اسکی عادت سے واقف ہو چکا تھا وہ ناراض ہو یا خفا وہ کھانا چھوڑ دیتی تھی ایک دن کھانا نہ کھانے سے ہم مر نہیں جائیں گے۔۔۔ وہ الماری میں چہرہ دیے کھڑی تھی کیپٹن نیلیم ہمیں ایک ساتھ کام کرنا ہے اسکے لیے ضروری ہے کہ ہم آپسی معاملات کو مشن کے ختم ہونے تک نہ چھیڑیں۔۔۔ وہ سمجھانے کے انداز میں بولا۔۔۔ عجیب شخص تھا دوپہر والی تلخی کا اسکے لہجے میں ہلکا سا بھی عنصر موجود نہ تھا ہمارے درمیان تو کچھ بھی نہیں ہے ٹائیگر جو ہے میری طرف سے ہے۔۔۔ وہ اسکی جانب مڑتی بولی

میں آپ کو جواب دے چکا ہوں۔۔۔ اس نے ناگواری سے کہا

بہت اچھا جواب دیا ہے آپ نے۔۔۔ الفاظ کا چناؤ اتنا زبردست تھا میرا دل تو عیش عیش کر اُٹھا۔۔۔ کوئی کمی بیشی نہیں چھوڑی آپ نے۔۔۔ یہ تو طے تھا کہ وہ میجر عاص کی بات کو

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

کبھی نہیں سمجھے گی۔۔۔ ٹائیگر کچھ بھی کہے بغیر اسکے روم سے نکل گیا۔۔۔ وہ دو منٹ بعد پھر سے آیا تھا۔۔۔ نیلیم شرٹ ہاتھ میں تھامے بیڈ کے کنارے بیٹھی تھی

پہلے ڈنر کریں پھر جھگڑ لیجیے گا آپ۔۔۔ وہ کھانے کی ٹرے بیڈ کے تقریباً درمیان میں رکھتے بولا

Feeling انسان سے لڑیں۔۔۔ دماغ نہیں خراب ہمارا۔۔۔ مطلب بات وہیں آٹھری تھی آپ جیسے less

کیا چاہتی ہیں آپ؟؟؟ سوری کروں؟؟؟ وہ پنچوں کے بل نیچے کارپٹ پر بیٹھ کر اسکے ہاتھ سے شرٹ کھینچتا پوچھنے لگا۔۔۔ وہ جانتا تھا نیلیم ابرار کو کیسے ٹریٹ کرنا ہے اسکا یہ چہرہ بناوٹی تھا اصل تو وہ تھا جو دوپہر میں نیلیم کی ذات کا خلاصہ کر رہا تھا۔۔۔ مگر کئی بار ہوتا ہے ہم اداکاری کرتے کرتے حقیقت میں اُس کردار کا رنگ اپنے اوپر چڑھا لیتے ہیں ہمیں واپس جانا ہے۔۔۔ وہ اطمینان سے بولتی ٹائیگر کا دماغ گھما چکی تھی

تمہاری مرضی چل رہی ہے؟؟؟ ڈرامہ سمجھ رکھا ہے تم نے؟؟؟ تین مہینے تم پر دماغ خراب کرتا رہا ہوں میں تم کہہ رہی ہو واپس جانا ہے کہا تھا میں نے تم لائق ہی نہیں ہو اس کام کے اس مشن کے یہ کام اعلیٰ ظرف لوگ ہی کر سکتے ہیں تمہارے جیسے خود غرض نہیں۔۔۔ آرمی چیف سے، بریگڈیئر عفتیق الدین سے، ڈائریکٹر جنرل سے سب سے کہا تھا کہ یہ لڑکی نہیں ہے بھروسے کے قابل

یک Expectations مت رکھیں مگر کوئی میری سنے تب نا۔۔۔ وہ آئی ایس آئی سے
اچھوڑ ٹین ایجر گرل سے اتنی ا

تعلق رکھتا تھا برداشت اور صبر ان میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوتا ہے دوسری خفیہ ایجنسیوں
کے ایجنٹس ان میں بیٹھ کر کھا رہے ہوتے ہیں اور یہ برداشت سے کام لیتے ہیں اور صحیح
موقع پر وار کرتے ہیں مگر یہ نیلیم ابرار تھی جسکے بارے میں وہ خود کہتا تھا کہ اس میں

صلاحیت ہے لوگوں کو Hypnotize کرنے کی اُن کے موڈ بدلنے کی

ہم یہ کام کر سکتے ہیں اور ہم کر کے دیکھائیں گے آپ کو۔۔۔ آپ نے کہا تھا کہ ہم گن
تک نہیں چلا سکتے کاکروچ سے ڈرنے والی لڑکی نے آپ کو کر کے دیکھایا اور ہم اس مشن
کو بھی پورا کر کے دیکھائیں گے آپ اپنے آپ کو بہت سمجھتے کیا ہیں؟؟؟ بلاوجہ سب نے
سر چڑھا رکھا ٹائیگر اصل میں تو گرگٹ ہیں آپ گرگٹ۔۔۔ اب جو اول فول منہ میں آرہا
تھا وہ بولے جارہی تھی۔۔۔ میجر عاص کا منہ کھلا رہ گیا

پریکٹس کر لی ہے ہم نے۔۔۔ وہ ٹیبل تک گی اور فائل اٹھا کر میجر عاص کو پکڑانے لگی۔۔۔
اسنے فائل جھپٹنے کے انداز میں پکڑی تھی جبرے بھینچے ایک غصیلی نگاہ اسکے مغرور چہرے
پر ڈال کر دھپ دھپ کرتا نکل گیا۔۔۔ دروازہ اتنی ہی زور سے مارا تھا جتنی نیلیم کو اس سے
توقع تھی

بدتمیز انسان!!! وہ چھلانگ مار کر بیڈ پر چڑھی اور کھانے سے انصاف کرنے لگی

ایک عادت اس میں تھی اگر جواب نہ دیتی تو آنسو بہا لیتی اگر جواب دے دیتی تو بے فکر ہو جاتی جیسے اگلے بندے نے کچھ کہا ہی نہ ہو

میں نے صحیح اندازہ لگایا تھا بلیک سٹار کے ہاتھ بہت لمبے ہیں ایسا کیسے ہو سکتا ہے کہ دہشتگردی کی کوئی منصوبہ بندی ہو اور بلیک سٹار اس میں حصہ نہ لے بلوچستان کی سب سے بڑی تنظیم کے کارکنوں سے رابطے استوار کیے ہیں میں نے ان کی رہنمائی تک نے یہی کہا ہے کہ بلیک سٹار انکی مدد کرتا ہے اور بدلے میں اپنی من پسند جگہ پر بم بلاسٹ کرواتا ہے۔۔۔ کمرے میں تیرگی بڑھتی جا رہی تھی۔۔۔ سڈول جسم، طاقت ور بازوؤں کے ساتھ وہ کوئی پہلوان دیکھائی دیتا تھا کلین شیوڈ، گندمی رنگت پیٹ کے بل بیڈ پر لیٹا سامنے لیپ ٹاپ رکھے ہوئے تھا جسکی روشنی کمرے کی تاریکی کو کچھ کم کر رہی تھی۔۔۔ وہ صرف ٹراؤزر پہنے تھا۔۔۔ اسکی کمر پر چند لمبے لمبے نشانات تھے

ہوں تو پھر آگے کا کیا سوچا تم نے؟؟؟ وائرلیس سے ایک بھاری مردانہ آواز اُبھری۔۔۔ وہ کمر کے بل پلٹ گیا چہرہ اب چھت کی جانب اٹھا ہوا تھا۔۔۔ اسکے سینے اور گردن کے درمیان موجود اُبھار پر گولی کا نشان تھا جلا ہوا گول دائرہ

بلیک سٹار سے رابطہ اور کیا؟؟؟ اس نے بتایا

تو میں رپورٹ میں اس بات کی نشاندہی کر دوں؟؟؟ دوسری جانب سے سوال کیا گیا

ہاں کر دو۔۔۔ مجھے لگتا ہے کہ انڈر ورلڈ میں موجود ہمارے بندے اب بلیک سٹار پر بھروسہ کر سکتے ہیں۔۔۔ مجھے وہ پاکستان کا خیر خواہ نہیں لگتا

خیر اسکا فیصلہ تو ایجنسی کرے گی۔۔۔ دوسری جانب سے جواب آیا

تم کیوں نے مل رہے بلیک سٹار سے؟؟؟ تمہیں نہیں لگتا یہ وقت بیسٹ ہے جب اُسکے
ساتھی آہستہ آہستہ کم ہو رہے ہیں۔۔۔ وہ تجویز پیش کر رہا تھا

ایگل کی وجہ سے میں اُسکی نظروں میں کھٹکنے لگا تھا بہت مشکل سے ثابت کیا کہ میں آئی
ایس آئی کا بندہ نہیں ہوں اور اپنا بدلہ بھی خوب لیا ہے۔۔۔ ایگل کو ذلیل کروا کے نکلوایا
ہے ایم آاز پلازہ سے۔۔۔ آخری جملے پر اُسکی آواز پُر جوش سی تھی

تمہیں کیا لگتا ہے ایگل آئی ایس آئی کا بندہ ہے؟؟؟

اسکے بارے میں تو کچھ کہا نہیں جاسکتا مگر ہرب کے قتل میں اسکا ہی ہاتھ ہے۔۔۔ دوسری
جانب موجود شخص کی آواز میں اب غصہ شامل تھا

کمینے پاکستانی ہماری زمین چھین کر ہم پر ہی ہتھیار چلاتے ہیں۔۔۔ وہ دانت پیستا بولا

میں بھی بدلہ لیے بغیر خاموش نہیں بیٹھوں گا۔۔۔ انہوں نے ہمارا ایک ساتھی مارا ہے ہم
ان کا پورا خطہ تباہ کر ڈالیں گے۔۔۔ مقابل پُر عزم تھا

ضرور!!! اس نے مٹھی دباتے اپنے ساتھ کا اعلان کیا

آپ تیار ہیں؟؟؟ ٹائیگر نے گھپ اندھیرے میں درخت کی اوٹ میں کھڑی نیلیم سے پوچھا۔
۔۔ اس نے وارلےس نما ڈیوائز کے تھرو

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

س میں پہلے سے سیٹ کردہ کوڈ پر رنگ دی یہ کوڈ M2 گروپ کے میمبرز بھی اس کوڈ اسکی نگرانی میں تھا اور اسکے گروپ کے سوا

رابطہ کر سکتے تھے۔۔۔ اس ڈیوائز کی فریکوئنسی ایسی سیٹ کی گئیں تھیں کہ رابطے کے دوران آس پاس کی باقی تمام فریکوئنسیز ڈسٹرکٹ کردی جاتی تھیں تاکہ لوکیشن نہ ٹریس کی جاسکے۔۔۔ دراصل گلوبل ٹیلی کام نیٹ ورک کے سگنل سسٹم جسے "ایس ایس سیون" کہتے ہیں۔

۔۔۔ اسکے ذریعے آپ کسی بھی نمبر پر بھیجی جانے والی ای میلز، ایس ایم ایس، کالز

ریکارڈنگ، فوٹوز، کنٹیکٹس یہاں تک کہ پورا اسمارٹ فون کا ڈیٹا ہیک کر سکتے ہیں اسکے

ساتھ ساتھ اُس شخص کے مقام کا بھی پتا لگایا جاسکتا ہے۔۔۔ ایم آاز سے تو اتنی توقع نہیں

تھی کیونکہ وہ زور بازو پر کام کرنے والا تھا مخبر چھوڑنے والا مگر ٹائیگر کو خطرہ شاکر اور

میورک سے تھا وہ جانتا تھا کہ یہ بندے را اور سی آئی اے سے تعلق رکھتے ہیں پتا نہیں یہ

اسکا جنون تھا مشاہدہ یا تجربہ کہ وہ بندہ دیکھ کر ہی اسکے بارے میں اندازہ لگا لیتا تھا گو کہ

میورک کے خلاف اسے کوئی ثبوت نہیں ملا تھا مگر اسے اپنی اس ذہانت پر پورا یقین تھا۔۔۔

پچھلی بار وہ صرف ایم آاز کیلئے میدان میں اُترا تھا کم وسائل اور کارکنوں کے ساتھ مگر اس

بار مشن میں تین سو سے زائد ایجنٹس اور آرمی آفیسرز تھے جو بلوچستان، کراچی، امریکہ،

سعودیہ، افغانستان میں بھیجے بدلے اپنے اپنے کاموں پر پوری ہمت جوش اور جذبے سے

جُٹے تھے۔۔۔ پچھلی بار ان کے چار ساتھی شہادت حاصل کرچکے تھے اب ناجانے کتنوں کی

باری تھی مگر وہ بے فکر تھے سر دھڑ کی بازی لگا کر بھی اس مشن کو پایہ تکمیل تک پہنچانا

!!! تھا وہ بھی کم سے کم وقت میں

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

یہ سڑک بہت سنسان تھی رات مغرب کا وقت آس پاس درختوں کا جھنڈ منظر کچھ
خوفناک بھی تھا وہ بس اس بات سے خوفزدہ تھی کہ کچھ غلط نہ ہو جائے۔۔۔ جینز کے ساتھ
ڈارک بلیو شرٹ پہنے گلے میں نیوی بلیو سٹولر ڈالے وہ ننگے پیر تھی بال بھی کچھ بکھرے
اُلجھے تھے شرٹ پر مٹی لگی تھی اور شکن آلود بھی تھی

Captain Neelam be brave, you can do it

کیپٹن حمزہ نے اسے پانی کی بوتل پکڑاتے دلاسا دیا

Yes I can

اس نے بوتل تھامتے پانی کے چند گھونٹ بھرے اللہ کا نام لیا اور لمبی سانس لی۔۔۔ ٹائیگر
نے سگنل دیا

۔۔۔ سامنے سے آتی دیکھائی دے رہی تھی

ڈرائیور مستعدی سے ڈرائیونگ میں مگن تھا

جب ایک لڑکی جنگل کی جانب سے بھاگتی ہوئی آئی اور کار بونٹ سے ٹکرائی تھی۔۔۔ اسکے
پچھے بھاگتا لڑکا اسے بے سدھ پڑا دیکھ کر واپس پیڑوں میں گم ہو گیا

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

کار کے جھٹکے سے رکنے پر اسمارٹ فون میں گم منہاج منظر میں واپس لوٹا۔۔۔ اسکے پیچھے سکیورٹی کارز بھی بریک لگا چکی تھیں یہی نہیں بلکہ اسکے گارڈز بھی اپنے مخصوص حلیے اور انداز میں نیچے اتر آئے تھے

کیا ہوا؟؟؟ وہ کار دور کھولتا باہر نکلا

سر لڑکی کے ماتھے پر لگی ہے۔۔۔ ایک گارڈ نے نیلیم کو بازو سے پکڑ کر سیدھا کرتے کہا۔۔۔ منہاج نے آگے آتے لڑکی کے چہرے پر نظر دوڑائی تو گویا پورا جسم آنکھ بن گیا۔۔۔ یہ چہرہ کیوں اسکے آس پاس بھٹک کر بھی دائرہ حصار سے دور رہتا تھا۔۔۔ تسخیر سے دور۔۔۔ وہ مکانی انداز میں آگے بڑھا۔۔۔ وہی بال وہی خدوخال اُنیس بیس کا بھی تو فرق نہیں تھا۔۔۔ اسکی جان غلافی آنکھوں میں سمٹنے لگی

ہٹو۔۔۔ دور دور کھڑے گارڈز کو بھی اس نے مزید دور کر دیا کچھ تو پیٹھ کیے رائفلز جنگل کی جانب تانے کھڑے تھے

اُٹھو ملکہ۔۔۔ اسکے منہ سے یہ خطاب بے اختیاری میں ہی ادا ہوا تھا

کار کا دروازہ کھولو۔۔۔ اس نے نیلیم کو اپنے بازوؤں میں اُٹھالیا۔۔۔ آرمی کی سخت ٹریننگ انسان کا سٹیمنا بڑھا دیتی ہے۔۔۔ سر پر لگے زخم کے باوجود وہ ہوش میں تھی۔۔۔ منہاج نے موقع ہی نہیں دیا تھا ورنہ منصوبے کے تحت اسے کچھ دیر بعد اُٹھ جانا تھا۔۔۔ اسکے لمس پر وہ جل اُٹھی تھی اور اپنی غلطی پر دل ہی دل میں خود کو لعنت ملامت بھی کی

جلدی چلاؤ۔۔۔ اسے کار کی پچھلی سیٹ پر لٹا کر وہ فرنٹ سیٹ پر بیٹھتا بولا تھا

نیلیم کا حرکت از دیاء تبسم

ٹائنگر سر کہیں نیلیم کو زیادہ تو نہیں لگ گئی آئی مین وہ اُٹھی نہیں۔۔۔ کیپٹن حمزہ نے پریشان کھڑے ٹائنگر سے کہا

میں بھی یہی سوچ رہا ہوں۔۔۔ روکو کانٹیکٹ کرتا ہوں میں اُس سے۔۔۔ وہ وائرلیس کو لے کر سائڈ پر چلا گیا۔۔۔ جنگل میں اندھیرا بڑھنے لگا تھا۔۔۔ میجر عاص کے چہرے پر پریشانی کے آثار تھے۔۔۔ وہ نیلیم کے لیے حد سے زیادہ پریشان تھا وہی نہیں بلکہ کیپٹن حمزہ اور ان کا ایک اور ساتھی جو ابھی موجود تھا وہ بھی پریشان صورت لیے آس پاس نظریں دوڑا رہا تھا اس نے اپنی پینٹ کی جیب میں موجود وائرلیس کو وائبریٹ ہوتا محسوس کیا تھا۔۔۔ اسکے کان میں سپائے ایر پیس لگا تھا بالکل مونگ کے دانے جتنا میگنٹ جو کہ اسکے ایر ڈرم کے ساتھ چپکا تھا ڈریس اپ ہونے سے پہلے اس نے ٹرانسمیٹر بیٹریز سیٹ کر لیں تھیں جیک کو وائرلیس میں بہت مشکل سے کنیکٹ کیا گیا تھا۔۔۔ کیونکہ عام طور پر اسکے ساتھ سیل فونز استعمال ہوتے ہیں یہ وائرلیس نما ڈیوائس کا استعمال تھوڑا مشکل تھا۔۔۔ میکرو فونز کو اس نے گردن کے گرد موجود لوپ کے ساتھ اٹیچ کر لیا تھا۔۔۔ اسکے ہاتھ میں

پہنی سٹیل واچ پر سپائے کیمرہ لگا تھا جسکی وجہ سے میجر عاص کار کا منظر باآسانی وہ اپنے۔۔۔ پاکٹ مینی لیپ ٹاپ پر دیکھ رہا تھا

Captain Neelam are u ok??? If yes then move please!!!

ٹائنگر کی آواز Desible50 سے زیادہ نہ تھی

سوئی گرنے کی آواز Desible5 ہوتی ہے

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

نیلیم کے جسم میں نمایاں جنبش ہوئی تھی

—جسے دیکھتے دوسری جانب حمزہ اور ٹائیگر نے سکون کا سانس لیا تھا

Ok take care of yourself!!!

---اسے خطروں کے سپرد کر کے خیال رکھنے کا کہا گیا تھا

تاریکی بڑھ رہی تھی وہ ہلکے ہلکے قدم اٹھاتا بھوتوں کے اس مسکن میں داخل ہو رہا تھا جہاں دن کی روشنی میں بھی جاتے لوگ خوفزدہ ہو جاتے ہیں اسنے جو جیکٹ پہن رکھا تھا اسکی ٹوپی سر پر ڈال رکھی تھی

اسے ٹائیگر کہتے تھے تو اسکے دشمن کو بلیک سٹار وہ دونوں ایک دوسرے کے ٹکمر کے تھے عاص عالم نے ایک غلطی کی تھی وہ اسے اپنے سابقہ دشمنوں کی طرح ہلکا لے رہا تھا مگر اب وہ ان تین ماہ میں اسکے بارے میں اتنا جان چکا تھا کہ اسکے ہر اگلے قدم کا رخ پتا لگا لیتا۔۔۔ اسکی تحقیقات کے مطابق وہ امریکہ اور بھارت کا وفادار ہے اسکے علاوہ سیاسی دہشتگردی میں بھی ملوث ہے سیاسی دہشتگردی سے مراد سیاسی گروہوں کی آپس میں چیقلش کی بناء پر ایک دوسرے کو قتل کروا دینا۔۔۔ کئی بار حادثاتی طور پر تو کئی بار ٹارگٹ پر رکھ کر اس سے یہ ہوتا ہے کہ سیاست میں ہلچل پیدا ہو جاتی ہے دوسری پارٹی بھی وار کرنے کو میدان میں اتر آتی ہے اور نتیجہ عوام کو بھگتنا پڑتا ہے۔۔۔ سارا الزام فوج پر آتا ہے کہ ملکی

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

حالات خراب ہیں اور فوج سو رہی ہے اور یہاں پہنچ کر منہاج عز ضحاک کے سینے میں
--- ٹھنڈ اُتر جاتی ہے

Where is he???

اس نے اپنے ساتھ موجود ساتھی سے رابطہ کیا جو اسی علاقے کے آس پاس منڈلا رہا تھا--
- وہ ٹائیگر سے پہلے پہنچ چکا تھا

Back to the door!!!

دو منٹ مزید لگے تھے جب وہ ایک ٹوٹے پھوٹے مکان کی گری دیواروں کی اوٹ سے دو
لوگوں کو بات کرتے دیکھ رہا تھا

میورک اور اسکے ساتھ ایک فقیر نما انسان کھڑا تھا انہوں نے ایک چھوٹے سے پیکٹ کا
تبادلہ کیا اسکے علاوہ ایک کوڈ لائن کہی اور مخالف سمتوں میں چل نکلے--- ٹائیگر نے بجلی کی
رفتار کا ساتھ دیتے تیزی سے وائرلیس نما ڈیوائز نکالی

Member of M2 speaking

دوسری جانب سے اپنے ٹیم میمبر ہونے کا ثبوت دیا گیا تھا

Listen Ag_53!!!

وہ کھڑے کھڑے پلان ترتیب دے رہا تھا--- پورا منصوبہ بیان کرتے اس نے یہاں سے
نکلنے کا سوچا وہ جیسے ہی دیوار سے الگ ہوا--- ایک آہٹ اسکے تیز کانوں سے ٹکرائی---

بغیر مڑے ہی اس نے ترچھی نگاہ سے ہیولے کو دیکھا اور اسکے قریب آنے پر قلابازی
--- کھاتے اپنی ٹانگ میں اسکا گھٹنا دباتے گرا دیا

Tiger Sir it's me M2!!!

--- وہ اس سے اپنی ٹانگ چھڑاتا خفگی سے بولا تھا

اوہ!!! تم یہاں کیا کر رہے ہو؟؟؟ سر میں تو بس نکل ہی رہا تھا--- اس نے سرگوشی سے
بھی کم آواز میں جواب دیا--- میجر عاص بھی کھڑا ہو چکا تھا اسکے گھٹنے کے نیچے شاید کوئی
چھپکلی آکر پچک گئی تھی

آہ--- ہلکی سی کراہ پر منہاج عز ضحاک نے مڑ کر دیکھا ہسپتال یہاں سے دور تھا بیس منٹ
گزرے تھے کہ وہ اُٹھ بیٹھی تھی

تم ٹھیک ہو؟؟؟ اس نے گردن موڑے پوچھا تھا--- پہلے کی نسبت اب اسکے چہرے پر
تشویش کم تھی--- دوسرے جانب سے کوئی جواب نہیں آیا تھا بس وہ سر کو ہاتھوں میں
تھامے ہوئے تھی پھر کار کی سیٹ پر ہاتھ مارنے لگی--- اسکا انداز ٹٹولنے جیسا تھا جیسے کسی
چیز کی ساخت کو محسوس کر کے اُسے پہچان لینا

کک کون ہے؟؟؟ مجھے کہاں لے کر جا رہے ہو؟؟؟ شاید اسے محسوس ہو چکا تھا کہ وہ کار
میں ہے--- اسکی نظریں آس پاس گھوم رہی تھیں ایک جگہ ٹک نہیں رہی تھیں منہاج
کو جو سمجھ آرہا تھا وہ ناقابل یقین تھا--- ایسا کیسے ممکن ہے تین ماہ پہلے تو وہ دیکھتی تھی ہر
چیز کو اسکے چہرے کو دنیا کا ہر رنگ اسکی آنکھوں میں جھلکتا تھا

---ایسا نہیں ہو سکتا۔۔۔ اس کے شکر فی لب دھیرے سے بے تھے۔۔ اسکی بڑبڑاہٹ دھیمی سی تھی

کک کوئی بولے کون چلا رہا ہے کار؟؟؟ کک کوئی سُن رہا ہے مجھے۔۔۔ وہ رونے لگی تھی۔۔۔ شاید ماتھے پر لگے زخم کی وجہ سے یا شاید خوف کی وجہ سے یا پھر آنکھوں کے آگے چھائے سیاہ پردے کی وجہ سے منہاج اندازہ نہ لگا پایا تھا

مم میں سُن رہا ہوں۔۔۔ کون ہو تم؟؟؟

میں انسان ہوں۔۔۔ وہ عجیب سے لہجے میں بولی۔۔۔ ڈرائیور خاموشی سے کار چلا رہا تھا منہاج ابھی تک گردن موڑے بیٹھا تھا

کیا تمہیں دیکھائی نہیں دیتا؟؟؟ اس نے نیلیم کو ادھر ادھر دیکھ کر بات کرتے پایا تھا ہمیں پہلے ہی زخم آیا ہے اس پر آپکا یہ تکلیف دہ سوال۔۔۔ اسکی آنکھیں تیزی سے بھیگ رہی تھیں

Writers

!!! آئی ایم سوری

بس ہاسپٹل آنے ہی والا ہے۔۔۔ وہ سیدھا ہو کر بیٹھ گیا اس نے اپنی کنپٹیاں سہلانی شروع کر دی تھیں پتا نہیں وہ یہ حقیقت کیوں نہیں مان پا رہا تھا

ہسپتال پہنچ کر اسکی مرہم پٹی کروائی گئی۔۔۔ وہ اب ہسپتال کے گیٹ سے باہر آرہے تھے اس کے آس پاس سکیورٹی گارڈز منڈلا رہے تھے

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

شکریہ آپ کا ہم چلے جائیں گے۔۔۔ وہ اس سے چند قد آگے نکلتی بولی۔۔۔ اسکا لہجہ بالکل پہلے والا نہ تھا چیختی چلاتی منہ نوچتی وہ لڑکی تو بہت مختلف تھی

سنو نام کیا ہے تمہارا؟؟؟ وہ اسکے برابر آکھڑا ہوا جو مین روڈ کے کنارے آگئی تھی

ہم اجنبیوں کو اپنا نام نہیں بتاتے۔۔۔ وہ ذرا رکھائی سے بولی

چھوڑو ناموں میں کیا رکھا ہے۔۔۔ تم چلو میں تمہیں ڈراپ کر دیتا ہوں کہاں جانا ہے تمہیں؟؟؟ وہ سیدھی کھڑی تھی جبکہ وہ ترچھا سا کھڑا تھا اسکے لمبے بھاری وجود کے آگے وہ جھپ سی گئی تھی

ہمیں لفٹ نہیں چاہیے تم جاؤ۔۔۔ وہ سامنے دیکھ رہی تھی
!!! رکشہ

رکشہ!!! اس نے ہاتھ ہلاتے سامنے سے آتے رکشے کو روکا وہ دھیک اب بھی سامنے رہی تھی

کہاں جانا ہے بی بی بی؟؟؟ رکشے والے نے اسکو اوپر سے نیچے تک ایکسرے کرتی نظروں سے دیکھا۔۔۔ آواز کے تعاقب میں آگے بڑھتے اس نے رکشہ ٹٹولا اور بیٹھنے لگی جب منہاج نے اسے بازو سے پکڑ کر واپس کھینچ لیا

دفع ہو یہاں سے۔۔۔ وہ رکشے والے پر دھاڑا

سنو ملکہ میں تمہیں ڈراپ کر دوں گا۔۔۔ اب ضد مت کرو

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

کون ہو تم پاگل انسان۔۔۔ نیلیم نے اسکے پیٹ میں گھونسا مارا۔۔۔ نازک سی حسینہ کا اتنا بھاری ہاتھ اور ٹارگٹ؟؟؟ منہاج چونکہ اسکی اُمید نہیں رکھتا تھا ناف پر ہاتھ رکھتے پیچھے کو لڑھکڑا کر سنبھلا۔۔۔ گارڈز بھاگتے ہوئے اس تک پہنچے نیلیم کے آس پاس دائرہ سا بنا دیا۔۔۔ ایک نے پانی پیش کیا۔۔۔ جسے ہاتھ کے اشارے سے منع کر دیا گیا تھا

تت تم لوگ کون ہو؟؟؟ شاید وہ بہت سے لوگوں کہ موجودگی محسوس کر گئی تھی

۔۔۔ منہاج نے سب کو ہٹ جانے کا اشارہ کیا اور پلٹ کر کار میں جا بیٹھا

جب تک وہ ٹیکسی لے کر نکل نہیں گئی وہ انتظار کرتا رہا تھا

M2 کو جولائے عمل بتایا تھا اسکے مطابق وہ کار لے کر پہنچ گیا تھا انہوں نے ڈائریکشن بتائی تھی جیسے ہی وہ فقیر ٹائیگر نے

نما بندہ اس علاقے سے باہر نکلا اور مین روڈ کی طرف آیا تیز رفتار میں آتی کار سے پُر زور ٹکر ہوئی اس میں موجود میجر عاص کا بندہ فوراً باہر نکلا اور اسے دیکھنے کے بہانے ایک سرنج اسکے موٹے بازو میں گھونپ دی سارا سولیوشن ختم ہونے کا اطمینان کر کے سرنج نکال کر اسے کار میں ڈال دیا۔۔۔ سامنے سے آتے ٹائیگر نے یہ سب دیکھا تھا مگر ایک عام راہ گزر کی طرح آگے بڑھ گیا۔۔۔ جیکٹ کی ٹوپی سر پر رکھے ہونے کی وجہ سے اسکے صرف ہونٹ دیکھ رہے تھے۔۔۔ سٹریٹ لائٹ کی روشنی کے سوا سڑک پر کچھ نہ تھا۔۔۔ ٹائیگر نے انگوٹھا کھڑا کر کے اسکو پرفیکٹ کا سگنل دیا تھا

وہ ابھی راستے میں تھا جب اسکے پاس موجود وائرلیس نمائندہ وائرلیس بریٹ ہوئی

CN_01 Here!!!

نیلیم نے اپنا کوڈ بتایا

ٹائیکر وہ مجھے فولو کر رہے ہیں

گڈ تم اپارٹمنٹ کی طرف نکل جاؤ

بٹ میرے پاس کیز نہیں ہیں شاید ایکسیڈنٹ کے ٹائم پاکٹ سے نکل کر گر گئیں۔۔۔ اس نے اب اپنی پریشانی بتائی تھی

رکشے والے سے لے لو۔۔۔ اسکی توقع کے برعکس وہ دھاڑا نہیں تھا

He's our partner!!!

میجر عاص نے اسے تسلی دی۔۔۔ وہ اسکی احتیاط اور ذہانیت کی قائل ہو گئی تھی

رکشے والے نے نامحسوس انداز میں چابی اسے تھمائی اور زیادہ رش والی جانب گھس گیا رکشے کی رفتار بھی بڑھا دی ان کی ممکنہ کوشش تھی کہ وہ اسکی رہائش تک نہ پہنچ سکے اور اگر پہنچ جائے تو اسے انتظامات بھی کر رکھے تھے

بی ایس کی کار بہت پیچھے رہ گئی ہے۔۔۔ رکشے والے نے نیلیم کو اطلاع دی۔۔۔ بی ایس سے اسکی مراد بلیک سٹار کی تھی

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

نیلیم نے سگھ کا سانس لیا مگر احتیاطاً اسے پہلے اپار ٹمنٹ ہی جانا تھا۔۔۔ اپار ٹمنٹ کے سامنے رکشہ رکنے پر اس نے ایک نابینا فرد کی طرح ہی پوز کیا تھا اور کرایہ دے کر اندر چلی گئی

منہاج آیا؟؟؟

نہیں سر۔۔۔ بلکہ وہ آرہا ہے نہیں اسکے گارڈز ہیں شاید وہ سی این (کیپٹن نیلیم) کو فلو کرتے یہاں تک آئے ہیں

سنو تم ہوشیار رہنا جیسے ہی کسی گڑبڑ کا احساس ہو مجھ سے رابطہ کرنا کیپٹن نیلیم پر کڑی نظر رکھو۔۔۔ دوسری جانب موجود ٹائیگر نے اپنے ماتحت کو مطلع کیا

جو حکم سر!!! وہ مؤدب بنا

تم لوگ یہاں کیا کر رہے ہو؟؟؟ اوپر کیوں نہیں گئے۔۔۔ منہاج کی کار تقریباً دس منٹ لیٹ تھی۔۔۔ وہ عجلت میں باہر نکلا ان پر دھاڑا تھا

سر گارڈ نام پوچھ رہا ہے جس سے ملنا ہے اُسکا۔۔ ایک گارڈ نے جواب دیا

پھر کچھ منہاج کی شخصیت اور کچھ اسکی دہشت ایسی تھی کہ گارڈز نے انہیں اندر جانے کی اجازت دے دی۔۔۔ مگر چونکہ انہیں دیر ہو چکی تھی تو اتنے سارے فلیٹ میں سے نیلیم کا فلیٹ ڈھونڈنا ناممکن سا تھا اب وہ ہر ایک کا دروازہ بجا کر خود کو مشکوک ظاہر نہیں کر سکتے تھے۔۔ منہاج ان سب کو خونخوار نظروں سے گھورتا نیچے آیا۔ گارڈ کو ڈرایا دھمکا یا لالچ دی کہ بتائے کون سی لڑکی ابھی اوپر گئی ہے مگر دوسری جانب سے ایک ہی جواب آیا صاحب اتنے سارے فلیٹ ہیں مجھے سب کا تھوڑی پتا ہے اور ڈیوٹی بھی رات کی ہوتی ہے جس وقت کم ہی لوگ باہر آتے جاتے ہیں

بالا آخر انہیں ناکام واپس جانا پڑا

نیلیم نے فلیٹ کا دروازہ کھولا۔۔۔ اس کے پیچھے کوئی نہیں آیا تھا وہ مطمئن ہو چکی تھی اندر داخل ہو کر اس نے گویا تمام دورانیے میں پہلی بار سگھ کا سانس لیا تھا اسے اپنا آپ بہے ہکا محسوس ہونے لگا پورے فلیٹ میں خاموشی کا راج تھا اس نے لارج سائز فریج میں سے پانی کی بوتل نکالی ٹائیلز جگمگ کر رہی تھیں کشادہ، صاف ستھرا اپارٹمنٹ تھا

امریکن کچن میں کھڑی وہ شیلف کی جانب رخ کیے پانی چڑھا رہی تھی جب دھپ کی آواز آئی۔۔۔ اس کے کان فوراً متوجہ ہوئے۔۔۔ دل جیسے پھٹنے کو قریب تھا اس کے ہاتھ کی پوریں تک لرز رہی تھیں خوف تھا کہ اگر اُس دہشتگرد کو اسکی حقیقت معلوم ہو گئی تو؟؟؟ کچھ دہر پہلے پانی سے تر حلق خشک ہو چکا تھا

بالکنی کی کھڑکی کا پردہ ہٹا کر اس نے جیسے ہی اندر جھانکنا چاہا کسی نے مضبوطی سے پیچھے سے ہی اس کے ہونٹوں پر ہاتھ رکھ دیا تھا

ایک پل کو وہ گھبرائی مگر اگلے ہی پل ٹانگ موڑ کر پیر پیچھے موجود شخص کی ناف پر مارنا چاہا تھا کہ اُس نے اسکا پیر تھام کر گھما ڈالا وہ صوفے پر گری تھی۔۔۔

میں ہوں ٹائیگر۔۔۔ اس نے ٹوپی سر پر سے اتاری

نیلیم کا حرکت از دیاء تبسم

آآ--- آپ یہاں کیوں آئے ہیں؟؟؟ وہ دونوں سرگوشی سے بھی مدھم بول رہے تھے--- دونوں کے سانس پھولے ہوئے تھے نیلیم کا چہرہ پسینے سے تر تھا پہلی مرتبہ اتنی گھمبیر صورت حال ہوئی تھی

میری بات غور سے سنو اپارٹمنٹ کی چابی وہاں نہیں ہے مطلب کسی گارڈ نے اٹھائی ہے ہو سکتا ہے وہ گارڈ ابھی منہاج کے ساتھ نہ ہو مجھے لگتا ہے کہ چابی کے ملتے ہی وہ آئے گا--- صوفے کے پاس ہی کھڑا وہ تھوڑا جھک کر بول رہا تھا

نن--- نہیں ہمیں بہت ڈر لگ رہا ہے اگر وہ یہاں آ گیا تو؟؟؟ دیکھیں یہ اندھا ہونا بہت مشکل ہے جو چیز نظر آرہی ہے کیسے سمجھوں کہ نہیں آرہی--- وہ واقع ہی خوفزدہ تھی--- ٹانگیں کے چہرے پر ناگواری پھیل گئی

تین مہینے کی ٹریننگ کا یہ نتیجہ دوگی مجھے صرف دعوے کرنے آتے ہیں تمہیں ڈر پوک بزدل--- وہ اسے لتاڑنے لگا--- نیلیم کا سر جھک گیا--- ایسا لگ رہا تھا جیسے کوئی ٹیچر اپنے اسٹوڈنٹ کو ڈانٹ رہا ہو

سنو اب میری--- ہماری ایک اور پارٹنر آرہی ہیں وہ کافی ایجڈ ہیں وہ ایسے پریٹنڈ (ظاہر) کریں گی جیسے وہ تمہاری کئیر ٹیکر ہوں اوکے؟؟؟ اور باقی سب یاد ہے نا؟؟؟

جی--- وہ اسکی بات غور سے سنتی بولی

زیادہ لگی ہے؟؟؟ وہ مزید جھک کر اسکے ماتھے پر لگے پیٹی کو ہلکے سے چھو کر بولا

نہیں--- اسکا یہ فکری انداز نیلیم کو بہت بھلا لگا تھا

وہ بلیک گاؤن میں آئیں گی دروازہ کھول دینا

میں جا رہا ہوں وہ کسی بھی وقت آ سکتے ہیں

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

وہ اس پر ایک الوداعی نظر ڈالتا بولا اور پھر ویسے ہی بالکنی میں بنے جنگلے کا تالا کھول کر چھلانگ لگا چکا تھا یہ جگہ اسٹور رومز کی وجہ سے بچ جاتی ہے جسے وہ خفیہ راستوں کیلئے استعمال کرتا تھا۔۔۔ یہاں سے وہ پارکنگ تک پہنچ گیا تھا

کچھ دیر بعد ایک سیاہ چادر اوڑھے چالیس سالہ عورت نے نیلیم کے دروازے پر دستک دی تھی

Socialmedia

کیا ملا تمہیں اُس شخص سے؟؟؟ ٹائیگر نے سوال کیا

اُس کی جیب سے یہ پیکٹ ملا ہے مجھے۔۔۔ ایجنٹ 53 نے پیکٹ ٹائیگر کو دیا وہ لوگ اس وقت اپنے ٹھکانے پر تھے

ٹائیگر نے اس پیکٹ کو تھام لیا جس میں بے شمار

MEMORY CHIPS موجود تھیں

Writers

مجھے لگتا ہے یہ ڈیٹا بہت کام آنے والا ہے

ٹائیگر نے اسکی بات پر محظ سر ہلایا تھا

یہ سب اسے اپنے کمپیوٹر ایکسپرسٹس کو بھیجنا تھیں

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

اس نے وہ پیکٹ سنبھالنے کے بعد اپنا لیپ ٹاپ کھولا اس پر نیلیم کے اپارٹمنٹ کا سارا منظر صاف تھا وہ اور ان کی ایک اور ایکسپریٹ بیٹھی گفتگو میں مصروف تھیں۔۔۔ ٹائیگر ان کی گفتگو سننے لگا جو کہ اگلی پیش آنے والی صورتحال پر مبنی تھی

ایجنٹ آکاش وہ ساری انفارمیشن آگے ڈلیور کر رہا ہے جو ہم اُس تک پہنچا رہے ہیں تو کیوں ناہم کوئی ایسا منصوبہ تلاش کریں کہ ایجنٹ آکاش ایجنٹ ار جن کو ملنے کو بلا لے یا پھر شا کر کو کسی ایک تک تو ہماری رسائی ممکن ہو سکے۔۔۔ کیپٹن حمزہ نے اسٹرانگ کافی کا مگ اسے تھمایا اور خود بھی لے کر بیٹھ گیا

جسٹ آمنٹ۔۔۔ عاص فی الحال اپنے تمام گروپس کا کام چیک کر رہا تھا جب اسکی تسلی ہو گئی تب وہ حمزہ کی جانب رخ کرتا ہوا

تمہارا آئیڈیا مجھے پسند آیا ہے کیوں ناہم اسکی مدد سے شا کر تک پہنچ جائیں یقیناً وہ اب تک پاکستان میں ہی موجود ہے۔۔۔ اس نے کیپٹن حمزہ کو سراہتے کہا

اور جوائے ایس پی منہاج کے انڈر ہے اُسکا کیا؟؟؟

وہاں تک جانے کی بے وقوفی اب ہم نہیں کر سکتے میں اس بار کوئی غلطی نہیں چاہتا اور وہ اے ایس پی خود رشوت خور تھا منہاج کا ساتھی پتا نہیں کونسی غلطی کر بیٹھا جو اُسکے عتاب کا نشانہ بنا ہوا ہے۔۔۔ بس اب یہاں تک کوئی پہنچ سکتا ہے تو وہ ہے کیپٹن نیلیم تہہ خانہ لا کڈ ہے کیز ہیں نہیں توڑنے کی بے وقوفی کر نہیں سکتے سکیورٹی وہاں سخت ہے۔۔۔ اس نے ہزار مسائل نکال ڈالے

اگر ہم کوشش۔۔۔

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

کوشش وہ بھی ایک غدار کیلئے میرا دل چاہتا ہے کہ خود ہی پیٹرول ڈال کر آگ لگا دوں ان جیسوں کی وجہ سے
ہمارا پولیس محکمہ بدنام ہے۔۔۔۔ ٹائیگر نے تپ کر اس کی بات کاٹی
کیپٹن حمزہ کی نظر اب اسکرین پر تھی جہاں فلیٹس کے باہر لگائے گئے خفیہ کیمرے ایک نیا ہی منظر پیش
کر رہے تھے

تمہیں یہ چابی وہیں سے ملی تھی؟؟؟ منہاج نے پراڈوسے اترتے اپنے کوٹ کا بٹن لگاتے پوچھا
جی سروہیں تھی۔۔۔ گارڈ نے ایک بار پھر اسے یقین دلایا

چوکیدار نے حیرت سے انہیں دیکھا

ملنے جا رہے ہیں اندران کی پی اے ہے اُس سے کام ہے۔۔۔ گارڈ نے گیٹ کیپر کو الجھن کا شکار دیکھتے وضاحت
دی جب کہ منہاج اور تین گارڈز اوپر جا چکے تھے

CN M AZ is coming!!!

نیلیم کو مطلع کرنے کے بعد وہ کیپ ٹاپ کی اسکرین فولڈ کرتے منظر کو غور سے دیکھنے لگے ایک جگہ نیلیم کے
اپارٹمنٹ کا باہر والا حصہ نظر آ رہا تھا جبکہ دوسری جگہ فلیٹس کے پارکنگ ایریا کی اور اپارٹمنٹ کے اندر کی
صورتحال نظر آ رہی تھی

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

اس وقت ہر اپارٹمنٹ کے دروازے کو چابی لگا کر دیکھنا سراسر غیر قانونی ہے سر۔۔۔ کوئی شور بھی مچا سکتا ہے اگر کسی کو شک گزر گیا تو مسئلہ بن جائے گا پلیز سر آپ کا یہ کام میں آج ہی کروادوں گا ٹرسٹ می۔۔۔ اسکے پرسنل ور کرنے ملتی انداز میں کہا اسے ڈیک کے بعد منہاج نے رکھا تھا پہلے یہ ڈیک کیلئے کام کرتا تھا اب ڈائریکٹ منہاج کیلئے کرتا ہے

یہ بھی ڈیک کا ساتھی تھا امریکہ میں چھوٹی موٹی کاروائیوں میں ملوث پایا جاتا تھا ایسے ہی ایک حادثے میں ڈیک نے اسے آفر دی تھی وہ بہت ذہانت سے ڈکیتیاں کرتا تھا اور تھوڑا سا بھی خطرہ محسوس کرنے پر مرڈر بھی کر دیتا تھا اسکے سر دو خون تھے

پیٹر یہ کام آج ہی ہو جانا چاہیے سناتم نے آج ہی۔۔۔ وہ لفٹ کی جانب واپس مڑ چکا تھا

مائی پراسر!!! پیٹر نے مضبوط لہجے میں کہا۔۔۔ وہ ایک عرصے سے اسکا اسمگلنگ کا کام بھی کرتا رہا تھا اگر منہاج کے غدار بہت تھے تو اسکے وفادار بھی کم نہ تھے۔۔۔ اب بھی ایک لمبی لسٹ اُن لوگوں کی تھی جو عرصے سے اسکے لیے کام کر رہے تھے مگر آج تک اس سے ملے نہ تھے

ٹائیگر وہ کہاں ہیں؟؟؟ نیلیم بیڈ پر کفر ٹر میں لیٹی تھی اس نے ڈیوائز سے رابطہ کیا وہ واپس جا رہے ہیں آپ ریلیکس ہو جائیں۔۔۔ ٹائیگر نے تسلی آمیز لہجے میں کہا

شکر!!! نیلیم نے پرسکون سانس خارج کی

لیکن پیٹر واپس نہیں جائے شاید مجھے شک ہے خیر آپ بے فکر رہیں میں آتا ہوں۔۔۔ ٹائیگر نے اپنا جانا بہتر سمجھانی الحال شروعات تھی کیپٹن نیلیم بھی گھبرائی ہوئی تھی

ٹائیگر بمشکل تمام نیچے والے فلیٹ کے پائپ کے ذریعے اوپر والے فلیٹ میں بالکنی میں اُترا تھا انہوں نے یہ دونوں فلیٹ لیے تھے نیچے والا بھی انہی کے استعمال میں تھا جس میں ایم ٹو کے میمبرز بھی رہتے تھے

بالکنی میں ہلکی سی دھپ کی آواز پیدا ہوئی تو چالیس سالہ عورت آگے بڑھی

ٹائیگر سر آپ؟؟؟ اس نے ڈرائنگ روم کا دروازہ کھولا نیلیم بھی وہیں آگئی

پیٹر مجھے یہیں گھومتا نظر آرہا ہے ہونا ہو وہ آپ لوگوں کا اپارٹمنٹ ڈھنڈ کر ہی جائے گا۔۔۔ وہ دونوں ہاتھ بیلٹ پر ٹکائے کھڑا تھا

سراگر وہ آگئے تو ہم کیا کریں گے؟؟؟

یہی تو سمجھانے آیا ہوں۔۔۔ وہ چڑ کر بولا

اول تو پیٹر اندر آنے کی حماقت نہیں کرے گا اگر کر بھی لے تو آپ دونوں سوتے بنیے گا۔۔۔ آپ لوگوں کی پسٹل کہاں ہے؟؟؟ کچھ یاد آنے پر اس پوچھا

خاتون نے شلوار میں لگی زیپ کو کھول کر ریوالتور نکالا

آپ کا؟؟؟ اس نے نیلیم سے پوچھا جسکے تاثرات ایسے تھے جیسے کوئی بورنگ گیم چل رہا ہو

پلو کے نیچے بیڈ روم میں۔۔۔ اُسی انداز میں جواب آیا

نیلیم کا مرکت از دیپاء تبسم

ہوں۔۔۔ تو اگر وہ کوئی نقصان پہنچانے کی کوشش کرے تو حملہ کر دیجیے گا نہیں تو خاموشی بھلی ہے میں احتیاط
 یہیں رُکا ہوا ہوں۔۔۔ کیپٹن نیلم آپ پریشان لگ رہی ہیں ایوری تھنگ از اوکے؟؟؟ اس نے دونوں ہاتھوں
 کی انگلیاں ایک دوسرے میں پیوست کیے ناخنوں کو گھورتی نیلم سے ہو چھا وہ بنا جواب دیے اندر چلی گئی خاتون
 نے ٹائیگر کو دیکھا

آپ بیٹھیں میں آتا ہوں۔۔۔ وہ اپنا ریوالتور اٹھاتا ڈرائنگ روم سے نکل گیا

کیا ہوا ہے کوئی پرالیم ہے؟؟؟ وہ دھیمے اور ملائم لہجے میں مخاطب تھا

ننید آرہی ہے ہمیں۔۔۔ وہ بالوں کو جوڑے کی شکل دیتی بیڈ پر ٹانگیں لٹکا کر بیٹھ گئی

پلیز ابھی سوئیں مت پیٹر کسی بھی وقت آتا ہوگا۔۔۔ اسکے ملتی انداز نیلم کے اندر آگ لگا رہے تھے ویسے وہ اسے گھاس بھی نہیں ڈالتا تھا اور اب جب اسکی بناء پر مشن کھڑا ہے تو کتنا نرم لہجہ ہو گیا اُسکا حالانکہ یہی نرم لہجہ میجر عاص کا اپنے تمام ٹیم میمبرز کے ساتھ تھا مگر نیلم نے غور کب کیا تھا؟؟؟

اب آپ ہماری نیند پر بھی پھرے بیٹھا دیں۔۔۔ وہ ہلکی آواز میں غرائی

میری بات سمجھ --- ٹائیگر کی بات منہ میں ہی تھی جب وہ کمفرٹر کے اندر گھس گئی سردیاں بس شروع ہی ہونے والی تھیں

ٹائیگر نے لمبا سانس خارج کیا اور بیڈ سے کچھ فاصلے پر موجود سنگل صوفے پر بیٹھ گیا اپنی جیب سے ایک کاغذ کا نقشہ نکالا اور اس پر غور و غوض کرنے لگا دو منٹ بعد اپنے سیل پر بھی کچھ ٹائپ کرنے لگتا اسکی سرچنگ جاری تھی۔۔ ایک بجے کا وقت تھا جب وہ اپنا کام مکمل کر چکا تھا اس نے ایک نظر کمفرٹر پر ڈالی اور دوسری خاتون پر جو کچھ ہی دیر پہلے یہاں آئیں تھیں اپنے ریوالور کا میگنیزین نکالے بیٹھی تھیں

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

کافی پیس گی آپ؟؟؟ میجر عاص اپنا کام چھوڑ کر اٹھ گیا تھا بیڈ کے پاس رکتے پوچھا

شکریہ سر میں بناتی ہوں۔۔۔ وہ اٹھنے لگیں ایک کیپٹن نیلیم کے سوا اسکی ٹیم کا ہر میمبر اسکی عزت بھی کرتا تھا اور ہر حکم بھی مانتا تھا ایک وہ تھی جو بس محبت کرتی تھی ایسی محبت جس میں محبوب کی بات ماننا محبت کی توہین تھی

نہیں میں آپ اس تکلف میں نہ پڑیں۔۔۔ میں خود بنا لیتا ہوں۔۔۔ وہ چلا گیا۔۔۔ اس نے منع کر دیا وہ فوراً اسکا حکم مان کر چپ ہو گئیں اگر ان کی جگہ نیلیم ہوتی تو ایک لمبی بحث کے بعد چائے بھی پتا نہیں نصیب ہوتی کہ نہیں

ابھی وہ کچن میں گیا ہی تھا جب اسے کچھ کھٹ پٹ کی آواز آئی وہ تیزی سے اندر واپس گیا اپنا ریو الور اٹھایا۔۔۔ اسی وقت اسکی وائر لیس نماڈیوائز وائبریت کی وہ لیس کرتا خاتون کو اشارہ کرتا بالکنی کی جانب چل دیا

ٹائنگر سرپیٹر اپارٹمنٹ کے ڈور پر ہے۔۔۔ کیپٹن حمزہ نے اطلاع دی

سرکیز میچ کر گئیں ہیں۔۔۔ وہ دروازہ کھولنے کی کوشش کر رہا ہے

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

رات اندھیری میں لوگ بے فکری میں کل کی روشنی کے انتظار میں آنکھیں موندے تکیوں کے غلافوں سے خواب پر وئے سو رہے تھے۔۔۔ جب پیٹر جیسے وفادار اور منہاج جیسے بے چین لوگ اپنی کاروائیوں کیلئے جاگ رہے تھے

پیٹر مسلسل فلیٹس میں ادھر ادھر چکر لگاتا رہا تھا تقریباً ڈیڑھ بجے کے قریب اسنے اپنے کام کی ابتدا کی۔۔۔ باری باری ہر دروازے پر بہت محتاط انداز میں چابی لگا کر چیک کرتا چونکہ وہ ڈکیتی کرتا رہا تھا تو یہ کام اسکے لیے اتنا مشکل نہ تھا تقریباً پندرہ منٹ بعد وہ نیلیم کے فلیٹ پر کھڑا تھا

چابی گھمائی لاک کھل گیا اسکی خوشی چہرے سے پتا چل رہی تھی۔۔۔ سفید چہرہ کھل اٹھا تھا اندر جانے کی غلطی وہ نہیں کر سکتا تھا اس نے آس پاس نظر دوڑائی کوئی ذی روح نہ تھی دروازہ واپس لاک کر کے وہ نیچے اتر گیا

سروہ جاچکا ہے سکیورٹی گارڈ کے پاس کھڑا ہے۔۔۔ کیپٹن حمزہ اسکو سیکنڈ سیکنڈ کی خبر دے رہا تھا

ٹائنگر نے رابطہ منقطع کیا اور اندر چلا آیا جہاں نیلیم جاگ رہی تھی

پیٹر جاچکا ہے خطرہ ٹل گیا ہے ہم ایک اسٹیپ آگے آگئے ہیں ایم آز کو لوکیشن پتا چل گئی ہے وہ جلد ہی آپ سے رابطہ کرے گا۔۔۔ ٹائنگر اب تک ہونے والے ہر منصوبے کے تحت کام پر خاصا مطمئن تھا

ایم ایم ٹو کی ٹیم بھی ایک ریکارڈ حاصل کر چکی تھی یہ ایک بڑی کامیابی تھی بس انہیں رپورٹ کا انتظار تھا کہ اُن چپس سے کیا ڈیٹا ملا ہے

سر آپ بہت تھک گئے ہیں آرام کر لیں۔۔۔ خاتون نے مشورہ دیا

مجھے اس وقت کافی کی اشد ضرورت ہے۔۔۔ وہ مروتاً مسکرایا

ہم بناتے ہیں۔۔۔ وہ بیڈ سے نیچے اتر آئی

آپ کو کافی تو بنانا نہیں آتی۔۔۔ میجر عاص نے کہا

اتنا مشکل کام بھی نہیں ہے۔۔۔ وہی بحث کرنے کی عادت

اتنا آسان ہوتا تو آپ پہلے نہ سیکھ چکی ہوتی۔۔۔ وہ بھی کہاں پیچھے رہنے والا تھا

ہمارے گھر میں کوئی کافی نہیں پیتا۔۔۔ وہ برا سامنہ بناتے بولی

تو پھر سیکھنے کا فائدہ؟؟؟

کیا پتا مستقبل میں کوئی گھر والا اپنے لگ جائے۔۔۔ اس نے تیکھے کمان جیسے آبرو اٹھاتے کہا

خاتون ان کی نوک جھونک پر بس مسکرا ہی سکی تھیں

پھر وہ سلیپر ز پہن کر کچن میں آگئی کاؤنٹر کے پاس کھڑی وہ کافی پھینٹ رہی تھی جبکہ میجر عاص ایک اسٹول

چمیر کھینچ کر بیٹھ گیا اور سر ٹیبل پر رکھ کر اس پر بازو رکھا ہوا تھا

نیلیم اس سے کافی فاصلے پر تھی کافی تیار ہو گئی تو وہ اسکے قریب چلی آئی۔۔۔ مضبوط گندمی رنگ کے بازوؤں پر

موجود بال انہیں اور حسین بنارہے تھا ابھری ہوئی نسیم کو بے خود کر رہی تھیں وہ ساحر تھا اسے جکڑ لیتا وہ

بے اختیار بے خود ہو جاتی تھی جو ہمیشہ لوگوں کو اپنے لیے بے خود ہوتے دیکھتی تھی انکی آنکھوں میں اپنے

لیے ستائش دیکھتے تھی آج ایک ایسے شخص کے طلسم میں جکڑ گئی تھی جو اسکے حُسن کو اسکی بہادری کو اسکی محبت

کو کسی کو بھی تو خاطر میں نہ لاتا تھا کئی بار اسے لگتا اسکی یہی بے نیازی اسے نیلیم ابرا کیلیے اہم ترین بناتی ہے

خاص بہت خاص !!!

ایک لمحے کو اسکا دل چاہا میجر عاص کو جھنجھوڑ کر رکھ دے پوچھے اُس سے اپنے رد کیے جانے کی وجہ اُس سے اُسکا معیار پوچھے کیا ہے ایسا جو اسے نیلیم ابرار کی محبت قبول نہیں کرنے دیتا وہ محبت نہ کرے مگر اسکی محبت تو قبول کر لے کیوں اسے دیوانہ بنا کر چھوڑ دیا ہے

وہ محبت کو میری روح سے نچوڑ کر لے گیا
چھوڑ گیا مجھے عشق کی گلیوں میں دیوانہ کر کے

اسکی نظریں میجر عاص کے بازو پر جمی تھیں ان کی تپش ہی اتنی تھی کہ وہ کسمسا کر جاگ گیا۔۔۔ تھکن کی وجہ سے اسکی آنکھوں میں سُرخ ڈورے ناچ رہے تھے اور چہرہ بھی ستا پڑا تھا

چائے؟؟؟ نیلیم نے کافی مگ بڑھایا

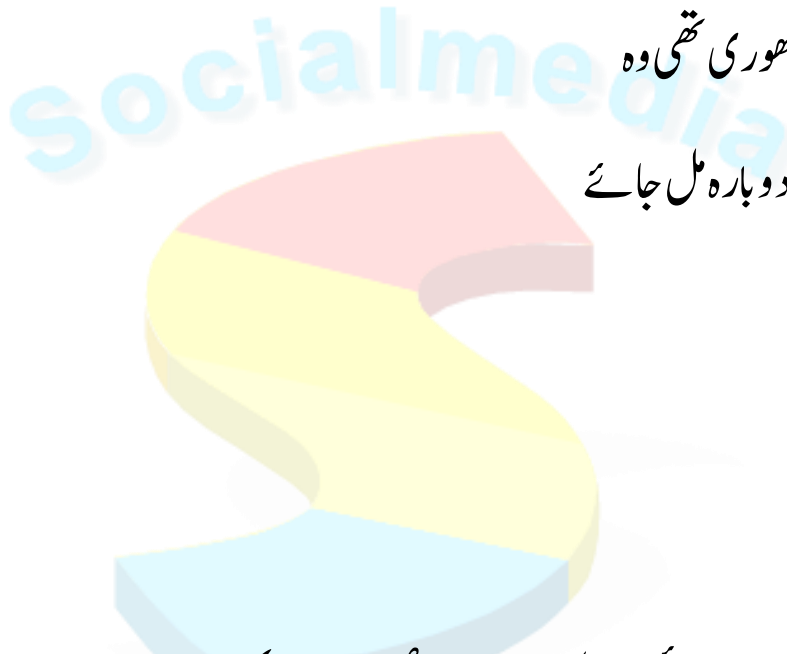
کافی اچانک اسے اپنی بے خودی کا احساس ہوا تو درستگی کرتی بولی

ہوں۔۔۔ اس نے آنکھیں رگڑیں

سوری!!!

وہ کافی کا مگ اٹھائے بغیر ہی چلا گیا تھوڑی دیر بعد کمرے سے نکلا اور بالکنی کی جانب چل پڑا۔۔۔ اس نے نیلیم ابرار کے ہاتھ کی کافی نہیں پی تھی

وہ اک شخص جو کم کم میسر ہے ہم کو
آرزو ہے کہ کسی روز وہ سارا مل جائے
اُسے کہنا کہ ملاقات ادھوری تھی وہ
اُسے کہنا کہ کبھی آ کے دوبارہ مل جائے



کراچی شہر کے ایک مشہور اور ہائی لیول کلب کا منظر صبح چار بجے بھی ویسا ہی تھا جیسے رات بارہ بجے کا۔۔۔
بے شمار لائٹس کی روشنی میں پلیٹ فارم پر تھرکتے وجود آس پاس کی نشستوں پر براجمان لوگوں کی توجہ کا
مرکز بنے تھے۔۔۔ کچھ وقت مزید گزرا کہ فجر شروع ہو گئی مگر کلب کا بے ہنگم میوزک اور شور کم نہ ہوا۔۔۔
پاکستان ملک جسے اسلام کی بنیاد پر حاصل کیا تھا یہ اُسی ملک کا ایک منظر تھا اس ملک کے حصول کیلئے جانے کتنے
سرکٹے تھے کتنی عزتیں مٹی میں جا ملی تھیں کتنے مہاجرین بے گھر ہوئے تھے تو کتنے معصوم تلواروں کی نوک
پر لٹکے تھے ظلم ہی ظلم تھا سننے میں آتا ہے کہ برصغیر میں آزادی کی جنگ کے وقت انسانیت پر سب سے زیادہ
ظلم ہوا تھا

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

سفید ٹراؤزر پر بلیک فینسی شرٹ پہنے گلے میں سٹولر ڈالے شولڈر کٹ بالوں کے ساتھ ایک درمیانے عمر کی لیڈی کاؤنٹر پر موجود تھے اپنے لیے سوفٹ ڈرنک کا آرڈر دے کر وہ آس پاس کا جائزہ لے رہی تھی میورک ابھی تک نہیں آیا۔۔۔ ان کے ایک ساتھی کی شفٹنگ ہو گئی تھی کیپٹن حمزہ آیا تو ان کے ساتھ تھا مگر بعد میں اسے میجر عاص کی ٹیم میں ڈال دیا اور ان کے ساتھ ایک اور ایجنٹ کو شامل کر دیا۔۔ اُسی نے یہ اطلاع اس لیڈی کو دی تھی

وہ اندر ہی کہیں موجود ہے۔۔۔ اس نے ہاتھ میں پہنے ہینڈ وائچ موبائل پر بہت احتیاط سے ٹائپنگ کی جلدی تلاش کرو۔۔۔ ایک اور مسیج

مجھے لگتا ہے کہ وہ مختلف گیٹ اپ میں ہے۔۔۔ ایجنٹ 61 نے جواب دیا

ہو سکتا ہے۔۔۔ لیڈی نے رپلائی کیا

تم اندر جاؤ ایجنٹ 41 (انس) ادھر آئے گا۔۔۔ لیڈی نے حکم دیا

اوکے میم۔۔۔ اس نے پوزیشن بدلی

میورک اندر گیا ہے سیڑھیوں کی جانب۔۔۔ لیڈی کو 41 سے اطلاع ملی

تم اُسکا پیچھا کرو۔۔ میں آتی ہوں۔۔۔ وہ سوفٹ ڈرنک کو اک ادا سے انکار کرتی چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے

اندر کی جانب چل پڑی

کچھ دیر بعد انس کے مقابل آگئی انہوں نے خود کو ایک کپل کا پوز دینا شروع کر دیا اور یونہی باتوں باتوں میں اوپر جانے لگے

یہاں کیمرے لگے ہیں 41--- لیڈی نے سرگوشی میں کہا

آگے نہیں لگے ہوں گی آخر وہ اپنے خفیہ کام کیمرے میں کیسے ریکارڈ کر سکتے ہیں--- انس بولا

ہم یہاں سے گزریں گے تو ریکارڈنگ میں آجائیں گے-- لیڈی نے ناگواری سے کہا

میرے پاس ایک پلان ہے--- انس نے پُر سوچ انداز میں کہا

کیا؟؟؟

چلیں--- وہ واپسی کو مڑ گیا

ویٹر کا یونیفارم کہاں ہے؟؟؟ انس نے پوچھا

61 کی کار میں--- لیڈی نے کہا

ایجنٹ 41 نے کار میں ہی یونیفارم بدلا اور اسکے اوپر ڈارک براؤن کوٹ پہن لیا کہ شک نہ گزرے اندر آ کر

ایک خاموش گوشے میں اسے بھی اتار دیا اسکے یونیفارم پر کلب کالوگو بھی لگا تھا

میں اکیلے اوپر جاؤں گا آپ یہاں کھڑی ہو جائیں کوئی آئے تو بتائیے گا اور ایجنٹ 61 آپ سی سی ٹی وی

اوپر ٹینگ روم میں چلے جائیں 61 نے فوراً عمل کیا---

وہ اوپر سیڑھیوں کی جانب چل پڑا---

41 گو!!! انس کو 61 کا مسیج ملا

اسی وقت وہ اوپر ٹینگ روم میں داخل ہوا---

میرا سیل چوری ہوا ہے میں وہاں بیٹھا۔۔۔۔۔ اسکا کام ہو چکا تھا ان سب کا دھیان بٹ گیا۔۔۔

وہ نپے تلے قدم اُٹھاتا اوپر جا رہا تھا انہیں بیس منٹ کی دیری ہو چکی تھی

جب تک وہ اوپر پہنچا میورک اور ایک اور گریس فل پر سنیلٹی کا مالک شخص وہاں سے نکل رہے تھے کلب کی چھت پر موجود واحد اسٹور روم کو اس شخص نے تالا لگایا اور میورک کے ساتھ سرگوشیوں میں بولتا نیچے چلا گیا۔۔۔ بہر حال انہیں اسلحے کا ایک ٹھکانہ مل گیا تھا مگر انس کو یقین نہیں آ رہا تھا کہ اتنا بڑا کام یہ لوگ اتنے کھلے عام کر رہے ہیں ان کے نیچے چلے جانے کے بعد وہ پلرز کی اوٹ میں ہوتا کمرے تک پہنچ چھلانگیں مار مار کے بمشکل روشن دان کے جنگلے کو تھام کر لٹکتے ہوئے اندر جھانکا

خالی اسٹور روم اسکو منہ چڑا رہا تھا

سرایار ٹمنٹ نمبر چوبیس ہے۔۔۔ پیٹر نے لائبریری میں داخل ہوتے جھٹ سے کہا

وہ چخیر کی بیک سے ٹیک لگائے چہرے پر گلابی رنگ کی ڈائری رکھے نیم دراز تھا اس اطلاع پر بھی اسکے وجود میں ہلکی سی بھی جنبش نہ پیدا ہوئی

ہوں۔۔۔ اس نے ہلکی سی آواز نکالی اور ہاتھ کے اشارے سے اسے واپس جانے کا کہا

اسکارویہ عجیب سا تھی جس کے لیے چند لمحے بے تاب رہا تھا اب ایسے پُر سکون تھا جیسے بے چینی کبھی تھی ہی نہیں۔۔۔ خاموشی ایسی ہی تھی جیسے ہمیشہ سے لا بھریری میں ہوا کرتی تھی مگر جانے کیوں اسے آج ماضی نہیں

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

یاد آرہا تھا بس ایک ہی چہرہ آنکھوں کے سامنے لہراتا گلابی ڈائری کے اوراق پر اُجاگر ہو جاتا۔۔۔ وہ حُسن پرست تھا؟؟؟ نہیں!!! پھر کیا سچ مچ میں محبت کا کوئی وجود ہوتا ہے؟؟؟ کیا یہ افسانوں کے علاوہ بھی سانس لیتی ہے ہم انسانوں کی زندگی میں؟؟؟ ہاں لیتی ہے انسانوں کی دنیا میں مگر بے حس جانور درندے کب سے محبت کرنے لگے؟؟؟ کاش محبت کر سکتے وہ تو کہتے ہیں ہو جاتی ہے خود بخود بغیر کسی تردد کے۔۔۔ اسکا ذہن الجھ رہا تھا اسے اپنا آپ حقیر معلوم ہونے لگا کہ کہاں وہ اور کہاں ایک عام سی لڑکی وہ کیسے ایک جذبے پر اپنی پوری زندگی اپنا ماضی حال مستقبل واردے کیسے سارے راز کھول دے؟؟؟ کیسے؟؟؟

مجھے اپنا اوپر کنٹرول رکھنا ہے میں منہاج عزضاک ہوں مجھے محبت راس نہیں آتی محبت میرے لیے بنی ہی نہیں!!!

وہ خود سے مخاطب تھا

ڈائری کے ورق پلٹنے لگے

اُنت حبیب روجی

(تم میری روح کی محبت ہو)

Writers

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

طلوعِ سحر کا وقت تھا وہ کھڑکی پر ڈلے پردے ہٹاتی سورج کی کرنوں کو اپنے چہرے پر بکھرتے محسوس کرنے لگی۔۔۔ ہوا کا رخ مخالف سمت تھا اور ماحول میں سکوت ہلکی ہلکی سرد ہوائیں سال کے آخری ایام کا ثبوت پیش کر رہی تھیں

صبح بخیر!!! کیپٹن حمزہ کی آواز پر وہ مروتاً بھی نہ مسکرائی

بریک فاسٹ لیا آپ نے؟؟؟ کیپٹن حمزہ نے کچن کی جانب جاتے پوچھا

جواب ندارد

کیا ہوا موڈ خراب ہے؟؟؟ وہ بھیج راستے سے ہی واپس مڑ آیا

لیومی لون۔۔۔ اس نے وہی جملہ کہا جو زیادہ تر لوگ بگڑے موڈ میں کہتے ہیں

اوکے ایز یوش۔۔۔ وہ کندھے اُچکاتا چلا گیا

نیلیم اب بھی کھڑکی میں کھڑی سورج کو اُبھرتے دیکھ رہی تھی

ویسے ایک بات کہوں؟؟؟ وہ اُلٹے پیر واپس آیا

نیلیم نے بے زاری سے اسے دیکھا

سورج کو مت گھوریں بے چارہ شرم جائے گا۔۔۔ اسکی حس مزاح نے نیلیم کو ذرا لطف نہ دیا۔۔۔ وہ اسے گھورتی ہوئی اندر چلی گئی

ٹائیگر کہاں ہے؟؟؟ تھوڑی دیر بعد وہ کیپٹن حمزہ کے پاس کچن میں چلی آئی کھانا پکانا فوج سے تعلق رکھنے والے مردوں کے لیے عام سی بات ہے سو وہ بھی انڈے فرائی کر رہا تھا

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

پتا نہیں آدھے گھنٹے پہلے ہی باہر گئے ہیں۔۔۔ حمزہ نے کمالِ مہارت سے انڈہ پلٹتے مصروفِ سا جواب دیا
دو گھنٹے میں بھلا نیند پوری ہوتی ہے آپ نے اُنہیں جانے کیوں دیا؟؟؟ وہ غصہ ہوئی کیپٹن حمزہ کے ارد گرد
گھنٹیاں بجنے لگیں

جی؟؟؟ اسکے منہ کا نقشہ ہی بگڑ گیا تھا

وہ۔۔۔ میرا مطلب تھا کہ۔۔۔

میں ہیلپ کرواؤں۔۔۔ وہی خاتون چکن میں چلی آئیں نیلیم کی بات بھیج میں ہی رہ چکی تھی

اسنے کچھ دیر اپنی پریکٹس کی کچھ کوڈ کریک کیے جو اس نے کمپیوٹر ماہرین سے سیکھے تھے دوبارہ دہرائے

اپنے آگے کے منصوبے کو پھر سے ترتیب دیا اسکا جتنا کام بنتا تھا وہ کر رہی تھی

دو پہر ہوئی تو اس نے ظہر ادا کی۔۔۔ اسکے ساتھ رہنے والی خاتون نے دو تین بار ناشتے کی بابت دریافت کیا مگر
وہ انکار کر گئی

کیپٹن نیلیم۔۔۔ میجر عاص تین بجے کے قریب عجلت میں اسکے کمرے میں داخل ہوا۔۔۔ وہ بیڈ پر بیٹھی ایک
فائل اسٹڈی کر رہی تھی

آپ کو چار بجے تک ریسٹورینٹ پہنچنا ہے جلدی کریں۔۔۔ ہری اپ!!! وہ تیزی سے بول کر وائر لیس نما
ڈیوائز پر کوڈ ڈالتا کمرے سے نکل گیا

بیس منٹ بعد وہ پھر سے آیا نیلیم واچ پہن رہی تھی جس پر سپائے کیمرہ اٹپچ تھا۔۔۔ ایر پیس وہ سیٹ کر چکی تھی
واچ ادھر دیکھائیں اس نے نیلیم کے ہاتھ سے واچ لی اور خود ٹائٹ کر کے باندھی۔۔۔

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

اپنی ہینڈ موومنٹ صحیح رکھا کریں مجھے ویو میں پر اہلم ہوتی ہے۔۔۔ وہ نارمل لہجے میں مخاطب تھا

کیپٹن نیلم آپ کو بریک فاسٹ کر لینا چاہیے تھا۔۔۔ کیپٹن حمزہ نے کہا نیلم کا نام تقریباً آرمی کے تمام اسٹاف کو پتا تھا۔۔۔ ایجنٹس بے خبر تھے۔۔۔ ٹائنگر کا چہرہ تپ گیا۔۔۔ کچن میں گیا اور تین چار منٹ بعد اسے آواز دی

جلدی کھائیں۔۔۔ سیب کاٹ کر پلیٹ اسکے سامنے رکھی۔۔۔ پھر اپیل جو س کا ڈبہ اٹھالایا

ٹائنگر ہم۔۔۔

چپ کر کے کھاؤ اور جلدی کرو ہم لیٹ ہو رہے ہیں وہ گھڑی دیکھتا سخت لہجے میں بولا

چلیں۔۔۔ وہ گھڑی ہو گئی

جو س ختم کریں۔۔۔ وہیں گری پڑی ہوں گی ایک نئی مصیبت نہیں چاہتا میں۔۔۔ وہ جو س کا گلاس اسے تھماتا

بولا

کیپٹن نیلم کا اسٹیمنا اتنا کم نہیں ہے میجر عاص۔۔۔ اگر آپ بغیر بریک فاسٹ کے رہ سکتے ہیں تو ہم بھی رہ لے

گیں اتنی جلدی نہیں مرنے لگے۔۔۔ وہ گلاس ٹیبل پر پٹخ چکی تھی

میرا دماغ خراب ہے جو آپ جیسے بندے کا خیال رکھ رہا ہوں۔۔۔ وہ جو س کا گلاس اٹھا کر کرسی گھسیٹ کر بیٹھ

گیا

آپ اور ہمارا خیال؟؟؟ وہ استہزائیہ ہنسی۔۔۔ ٹائنگر نے گلاس خالی کرتے اسے دیکھا

بحث کرنے کی بڑی بری عادت ہے آپ کی۔۔۔ کرسی کھینچ کر کھڑا ہو گیا

آپ سے ہی پڑی ہے وہ اسکے پیچھے آتی بولی

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

غلط بیانی مت کریں --- وہ مڑ کر بولا --- نیلیم نے قدموں کو بریک لگائی

آپ بحث مت کریں --- وہ شاہانہ انداز میں گویا ہوئی

دونوں کا بریک فاسٹ تو اس لڑائی کی ہی نذر ہو گیا تھا

سربی ایس نکل گیا ہے وہ ریسٹورینٹ کی ہی جانب جارہے ہیں میں ٹاور پر ہوں --- میجر عاص کے بلیو ٹو تھ ایئر

فون میں آواز اُبھری

وی آر کمنگ !!!

چلو اب --- نیلیم اپنے فلیٹ کے دروازے سے نکلی جبکہ میجر عاص بالکنی کی طرف بڑھ گیا نیچے والے اپارٹمنٹ

میں آکر وہ دروازے سے باہر نکلا اپنی کار میں بیٹھ کر چل دیا اس سے آگے نیلیم ایک چھوٹی سی کار میں تھی ---

جسے ان کا ہی بندہ چلا رہا تھا کیونکہ نیلیم کو نظر نہیں آتا تھا

امداد بلوچ نے اس شخص کے ذریعے پیٹر سے رابطے کا طریقہ نکال لیا تھا --- وہ چنے کے سالن میں نان ڈبو کر

کھا رہا تھا --- اس کے ساتھ ہی وہ دشمن گروہ کار ہنما بیٹھا تھا

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

پہلے ڈیک ہماری مدد کرتا تھا اب یہ پیٹر نیا بندہ تو نہیں ہے مگر جگہ بدل گیا ہے پہلے یہ ہیرے کی اسمگلنگ کرتا تھا مگر اب ایم آز کا دایاں بازو بنا ہے سنا ہے ڈیک کو ایجنسی والوں نے مار دیا ہے اسکے بہت سارے ساتھی پچھلے تین ماہ میں مارے جا چکے ہیں دو اسکے سعودی ساتھی بھی تھے ایک کا نام ہرب تھا وہ بھی ہماری مدد کرتا تھا اُس نے ہم سے دو حملے کروائے تھے مگر ایم آز کو بے خبر رکھ کر وہ بلوچستان میں ہی حملے کرواتا تھا۔۔۔ خیر ہم کو تو پیسے سے مطلب ہے۔۔۔ وہ ہاتھ اٹھا کر بولا

تم اتنا سب جانتے ہو ان کے بارے میں؟؟؟ امداد بلوچ نے سر سری لہجہ اپنا یا کھانے میں مکمل مشغول تھا بھی اپنا بغیر ان کا دھندا نہیں چلتا یہ دہشتگردی کے ترغیبی اسکول یہ کم سن بچے یہ حملہ آور خود کش بمبار ان کو ہم فراہم کرتے ہیں اور بدلے میں پیسہ لیتے ہیں یہ خود بم باندھ کر میدان میں اتر ہی نہیں سکتا جگر انہیں۔۔۔ اس کے نزدیک بم دھماکوں کی موت ایک جگرے کی بات تھی

تم پیٹر کو یہاں بلا سکتے ہو؟؟؟ اس نے کندھے پر ڈالار و مال اٹھا کر منہ پونچھا نہیں وہ بندہ ایسے نہیں ملتا کسی سے بس فون پر رابطہ نہیں تو حملے کو بچہ لینے کو رابطہ بس!!! اس نے آخری نوالہ منہ میں ڈالتے پلیٹ کے اندر ہی جگ سے پانی ڈال کر ہاتھ دھو ڈالے پھر میں اُس سے کیسے رابطہ کروں؟؟؟ پیٹر کا فون نمبر؟؟؟ اس نے پوچھا

جب سے اُس کے بندے مرنے شروع ہوئے ہیں وہ ٹیلی فونک رابطہ نہیں رکھتے بس اب انتظار کرو کہ کب ایم آز اگلا حملہ کرواتا ہے۔۔۔ وہ تھوڑا آگے کو ہوتا رازداری سے بولا

اے کا کے دو پیالی چائے لا ملائی ڈال کے!!!

سی این اندر جانیں۔۔۔ ٹائیگر نے اپنی کار کا ونڈو مرر نیچے کرتے ریستورینٹ کے سامنے کھڑی اسکی کار کو دیکھا
ٹائیگر کی آنکھوں پر سیاہ گاگلز چمک رہے تھے لہذا اسکی نظروں کی سمت کا اندازہ لگانا مشکل تھا

نیلیم کار سے نیچے اتر آئی اس نے ڈرائیور کو پیسے تھمائے اور اندر بڑھ گئی۔۔۔ اسکی آنکھوں پر بھی گاگلز لگے تھے
ڈارک براؤن شیڈ

اندر داخل ہو کر وہ پلرز اور روش کا اندازہ کرتی چلنے لگی اندھے پن کا مخصوص مظاہرہ جاری تھا جب سامنے
ٹیبیل پر بیٹھی ایک متاثر کن شخصیت نے اسکی جانب نگاہ اٹھائی۔۔۔ وہ مختلف ٹیبلز کے درمیان سے گزر رہی تھی
جب اس نے ان نظروں کو محسوس کیا

کرسی پر گرفت کر کے وہ آگے بڑھنا چاہتی تھی مگر کرسی پر ہاتھ پڑا نہ تھا کہ اس نے دباؤ ڈال دیا گلے ہی لمحے وہ
زمین پر گھٹنوں کے بل گری تھی

منہاج کے سامنے بیٹھا شخص کیا بول رہا ہے کیا کہہ رہا ہے اسے کچھ نہیں سمجھ آرہی تھی وہ اس منظر میں تھا ہی
نہیں وہ تو سامنے والے منظر کا ان دیکھا سا تھی تھا۔۔۔ نیلیم کو گرتے دیکھ کر وہ فوراً اپنی نشست چھوڑ کر آگے
بڑھ آیا۔۔۔ وہ کچھ ٹٹول کر کھڑے ہونا چاہتی تھی جب اس نے اپنا ہاتھ پیش کیا

تھینک یو۔۔۔ ملائم لہجے میں کہتے وہ اسکا بازو تھام کر کھڑی ہونے لگی

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

شکریہ بہت بہت۔۔۔ بہت شکریہ جناب آپ سُن رہے ہیں۔۔۔ کوئی جواب نہ پا کر اس نے ادھر ادھر دیکھتے پوچھا۔۔۔ منہاج نے ٹھنڈی آہ بھری اور واپس اپنی نشست پر آ بیٹھا

ہوازشی؟؟؟ سامنے بیٹھے ڈیلر نے پوچھا

ڈونٹ نو۔۔۔ وہ مختصر بولا

پھر میٹنگ وہیں سے شروع ہو گئی جہاں تھم گئی تھی۔۔۔ منہاج جس جانب بیٹھا تھا وہاں ایک ہی اسپیشل ٹیبیل تھا ساؤنڈ پروف گلاس وال تھی کوئی کیمرہ اس روم میں موجود نہیں تھا یہ ریسٹورینٹ ایک طرح سے اسکے انڈر تھا جسے ایک ماہ پہلے ہی میجر عاص اپنے کام کیلئے تیار کر چکا تھا اسکے منیجر اور مالک کے خلاف بہت سارے ثبوت اکٹھے کر لیے تھے کہ انکار کی صورت ایک بڑی سزا جرمانہ اور ساتھ مشہور ریسٹورینٹ بھی جائے گا

ابھی مجھے جلدی ہے تم اپنی ڈیمانڈ بتادو کام پورا ہو جائے گا اس ایڈریس پر کل آ جانا ابھی میں جلدی میں ہوں۔۔۔ منہاج نے کلائی پر موجود کھڑی پر وقت دیکھتے اپنے مغرور اندازِ تکلم کا استعمال کیا اور ایک ایڈریس ٹشو پیپر پر لکھ کر باہر نکل گیا

جلدی سے کاؤنٹر تک آیا جہاں سے نیلیم ابھی ابھی نکلی تھی

کون تھی یہ لڑکی اور یہاں کیوں آتی ہے؟؟؟ اس کے گارڈز ابھی بھی میٹنگ والی جگہ پر کھڑے تھے کاؤنٹر تک کوئی نہیں آیا تھا

اپنی پرابلم سر؟؟؟ منیجر نے اسے دور سے ہی دیکھ لیا تھا پاس آ کر نہایت محتاط انداز میں پیش آیا

یہ لڑکی کون ہے اور یہاں کیوں آتی ہے؟؟؟ اس نے اپنا سوال دہرایا

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

سریہ بلائینڈ ہے جاب کیلیے آتی ہے مگر ایک اندھی لڑکی سے ہمارا کیا کام --- منیجر نے افسوس بھری لہجے میں کہا --- منہاج کے دل پر لفظ اندھی نے گھونسا مارا

اسکو آج ہی حجاب جو ائنگنگ کالیٹر سینڈ کرو --- وہ یہاں جو بھی کام کرے اُسے کوئی پریشان نہیں کرے گا اُسکی سیلری میں دوں گا --- وہ تو جیسے اس مہربانی کے انتظار میں تھا --- کاؤنٹر پر ٹیبیل ریزرویشن کی ڈیٹیلز حاصل کرتے بندے نے ان کی تمام گفتگو سنی تھی

منہاج عزضاحاک کوٹ کا بٹن بند کرتا ریستورینٹ کی ایگزسٹنس کی جانب بڑھ گیا --- اس کے تمام گارڈز ساتھ ہو لیا جیسے کسی وی آئی پی کی سکیورٹی رکھی جاتی ہے اسکا بھی ایسا ہی انتظام تھا وہ ایک مشہور بزنس مین بھی تو تھا جسکی آڑ میں وہ اپنے ہر غیر قانونی اور غیر انسانی عمل دھڑلے سے انجام دیتا تھا

نیلیم ریستورینٹ سے اپارٹمنٹ بالکل ایسے ہی پہنچی تھی جیسے وہ حقیقت میں ایک نابینا لڑکی ہو --- تمام راستے اسکا رابطہ کسے سے نہ رہا تھا البتہ تمام راستے کسی نہ کسی کو نے پر میجر عاص کے بندے کھڑے تھے ایک کی اطلاع کے مطابق ایم آرنے ایک شخص کو نیلیم کے پیچھے بھیجا تھا وہ اپارٹمنٹ تک آیا تھا خود نیلیم نے بھی اپنے پیچھے عام سے حلیے میں موجود ایک شخص کی موجودگی کو محسوس کیا تھا اس نے ڈور بیل بجائی اور خاتون نے دروازہ کھولا یہ منظر اُس شخص نے صاف دیکھا تھا

اندر پہنچ کر نیلیم نے ایک طویل سانس لی ہر سینڈ ہر لمحہ ایک ہی ڈر رہتا کہیں وہ پکڑی نہ جائے ایک سر اسیمبلی کی کیفیت ہمہ وقت طاری رہتی

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

تقریباً ایک گھنٹے تک اس سے کسی قسم کا کانٹیکٹ نہیں کیا گیا تھا ایک احتیاط تھی جو برقرار رکھنی تھی
میجر عاص نے اپارٹمنٹ پہنچتے ہی اندر سے لاک لگایا اور اپنے بنائے گئے خفیہ راستے سے نیلیم کے اپارٹمنٹ پہنچا
بالکنی کا دروازہ بند تھا اس نے ہلکے سے دستک دی نیلیم نے ہڑبڑاسی گئی۔۔۔ خاتون نے ایک نظر اسکے خوف سے
نیلے پڑتے چہرے کو دیکھا اور دوسری نظر آس پاس دوڑائی کے دستک کس دروازے پر دی گئی ہے نیلیم کے
حواس اس وقت بہت کمزور پڑ چکے تھے ورنہ لمحہ لگتا اسے آواز کی سمت سمجھنے کو
میں دیکھتی ہوں۔۔۔ وہ اٹھیں اور دروازے تک گئیں ٹائیگر نے ایک اور بار دستک دی وہ اب بالکنی کے
دروازے کے پاس رُک گئیں کھڑکی کھول کر بالکنی میں جھانکا ٹائیگر کو دیکھ کر پُر سکون سانس کھینچی
اتنی دیر لگادی اور دروازہ کیوں بند کیا تھا۔۔۔ وہ بولتا ہوا تیزی سے ڈرائنگ روم سے نکلا
ایم آرنے مینجر سے تمہاری جاب کی بات کی ہے۔۔۔ ان شاء اللہ آگے بھی سب بہتر ہوگا۔۔۔ وہ مطمئن سا بولا
ٹائیگر ہمیں بہت ڈر لگ رہا ہے اگر اُسے سچ پتا چل گیا تو؟؟؟ اگر کوئی گڑبڑ ہوگئی تو؟؟؟ وہ واقعی ہی خوفزدہ تھی
آپ اپنا یہ ڈر ختم کر لیں نہیں تو ہمارا پورا مشن ڈسٹرائے (تباہ) ہو جائے گا۔۔۔ اتنی ٹریننگ اتنے لیکچرز دینے
کے باوجود آپ کا یہی حال ہے۔۔۔ وہ نالاں نظر آنے لگا
آپ ہماری جگہ ہوں تب پتا چلے دل کتنا گھبرا رہا ہوتا ہے اُس وقت جب ہم اُسکے سامنے اندھے پن کی ایکٹنگ
کر رہے ہوتے ہیں۔۔۔ کسی دن دل ہی باہر آجائے گا۔۔۔ آخری جملہ وہ دھیمے سے بولی
چڑیا کا دل تھا تو پنگے کیوں لیے؟؟؟ وہ کڑے تیوروں سے اسے گھورتا بولا
شروع ہو گئے آپ کے طعنے۔۔۔ وہ گود میں پڑا کیشن صوفے پر پٹختی بیڈ روم میں چلی گئی

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

بھوک لگ رہی ہے؟؟؟ میجر عاص اسکے پیچھے ہی اندر چلا آیا

Obviously!!!

اس نے شوز اتارتے کہا--- انداز نے ناراضگی اب بھی ظاہر تھی

شوز ریک میں رکھ کر آئیں--- اسے شوز وہیں چھوڑ کر ڈریسنگ تک جاتا دیکھ کر وہ بولا

نیلیم کو صاعقہ کی یاد نے آگھیرا وہ بھی تو ایسے ہی بولا کرتی تھی

اس نے پلٹ کر میجر عاص کو دیکھا وہ سیل فون پر بزی تھا

ہیلو یس سر!!! وہ باہر نکل گیا

شوز ریک میں کیا رکھنے تھے اس نے وہ بے دلی سے ٹانگیں لٹکا کر بیڈ پر لیٹ گئی چھت کو گھورتے گھورتے

اسکے سبز سمندر کا ساحل نم ہونے لگا

گڑیا ناشتہ کر لو

میری بیٹی بھوک رہی ہے اور ہم کھانا کھالیں نا ممکن

حارث بھائی کو کہیں گھر داماد بن جائیں ہم آپ کے بغیر نہیں رہ سکتے

اسے ایک گھنٹہ ہو چلا تھا یونہی لیٹے ان لفظوں کو ان جملوں کو سنتے

نیلیم آجائیں آپکی فیورٹ میکرونی بنائی ہے ٹائیگر سر نے---- وہ اندر آتے بولیں مگر نیلیم کو چت لیٹے دیکھ کر

واپس آگئیں اس نے ان کے کہے کو سنا ہی نہ تھا

میجر عاص کچھ دیر بعد دروازے کے فریم میں کھڑا تھا اس نے انگلیاں موڑ کر دستک دی۔۔۔ دوسری جانب سے وہ تکیہ منہ پر رکھتے دبی دبی بھاری آواز میں بولی

ہمیں بھوک نہیں ہے میم!!!

کیوں بھوک نہیں ہے؟؟؟ آپ کو پتا ہے پوری ٹیم میں سب سے زیادہ آپ کھانے میں نخرے کرتی ہیں سب اپنا خیال خود رکھتے ہیں کسی پر ڈیپنڈ نہیں کرتے اور کرنا بھی نہیں چاہیے۔۔۔ آپ کا بے ہیویر مجھے پریشان کر رہا ہے کیپٹن نیلیم۔۔۔ وہ اس سے کافی فاصلے پر کھڑا بول رہا تھا

آپ بے فکر رہیں ہم آپ کو مزید تنگ نہیں کر رہے گے پلیز لائٹ آف کر دیں وہ تکیے کو اور زور سے دبوچتی بولی پوری کوشش کی تھی کہ وہ اس کا چہرہ نہ دیکھے

(میجر عاص کیپٹن نیلیم کی ذمہ داری آپ کی ہے وہ ایک امچور لڑکی ہے اگر وہ جذباتی ہو تو کنٹرول آپ کو کرنا ہے۔۔۔ ابھی تو وہ امو شنل ہو کر ہمارے مشن کا پارٹ بن گئی ہے مگر ان خطروں اور مشکلوں سے اُسے خائف ہوتے وقت نہیں لگے گا ایک اچھے دوست اور ساتھی کی طرح آپ نے اُسے ڈیل کرنا ہے وہ ایک بہادر لڑکی ہے بس ذرا پولش کی ضرورت ہے) میجر عاص کے کانوں میں اپنے سینئرز کی ہدایات گونجیں

(تم کرنل شہیر عالم کا ریکارڈ میرے حوالے کر دو میں تمہارے بابا کی زندگی کی گرنٹی دیتی ہوں۔۔۔ ہا ہا ہا دوست؟؟؟ میں تو یہاں اپنے بابا کی ہیلپ کیلئے آئی ہوں تم ایک اچھے لڑکے ہو میں نہیں چاہتی اس جنگ میں تمہارا کوئی نقصان ہو بلیک سٹار کی فائل چاہیے مجھے بس) اس حسین و دلکش چہرے سے جڑی ماضی کی کربناک یادوں نے ذہن کے درتچے پر حملہ کیا میجر عاص کے جسم کا ریشہ ریشہ سنسنائٹھی سترہ اٹھارہ سال کے لڑکے پر ہونے والا وہ تھرڈ ڈگری ٹارچر انیتس سالہ میجر عاص کو آج بھی یاد تھا اُسکے نشان گئے کب تھی؟؟؟ جسم آج

بھی بجلی کے وہ جھٹکے محسوس کرتا تھا جو منہاج نے اسے دیے تھے اسکے ناخنوں کی جلد میں آج بھی وہ نوکیلے تار گڑھے محسوس ہوتے تھے جسم کے نازک حصوں پر جو تشدد اس نے برداشت کیا تھا اُس نے کرنل شہیر عالم کے بھی رونگٹے کھڑے کر دیے تھے مگر وہ طے کر چکے تھے ان تمام کربناک تصاویر کے باوجود وہ اپنے موقف سے نہیں ہٹے تھے انکے بیٹے نے اس زمین کے اتنے قرض اُتارے تھے جتنے شاید لیے بھی نہ ہوں جانے کس کس طرح اس مٹی کی خوشبو کو بکھرنے سے روکا تھا اس نے

اسکے آفیسرز کو لگتا تھا کہ منہاج جتنا ظلم اس پر اور اسکے ماں باپ پر کر چکا ہے وہ یقیناً منہاج کے سامنے آتے ہی اسے گولیوں سے چھلنی کر دے گا تبھی اسکو یہ مشن نہ دیتے مگر اسکے

حوصلے دیکھنے والے تھے وہ ایک سال تک اُس کے سامنے رہا ہے اُسکی گینگ کا حصہ بنا اُسکے ساتھ میز پر بیٹھ کر کھایا صرف اس لیے کہ جو درد جو تکلیف اُس نے برداشت کی کوئی اور اُس الم ناک دور سے نہ گزرے جس میں روح بھی بلبلا جائے اگر اسے اپنا بدلہ لینا ہوتا تو منہاج تو نو سال پہلے ہی مر چکا ہوتا مگر اسے اُن تمام درندوں کو گھیرنا تو جو ناحق ظلم کر رہے ہیں معصوم جانوں پر !!!

اپنے اندر کے اشتعال کو دبانایا ایک مشکل کام تھا جسے میجر عاص نے بہت آسانی سے مکمل کیا۔۔۔ وہ اپنے گھر والوں سے دوری پر رورہی تھی وہ کیوں نہیں روتا جسکا کوئی گھر نہیں تھا جسکا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا کوئی خوشی نہیں کوئی اپنا نہیں کوئی رشتہ نہیں تھا پھر وہ کیوں نہیں روتا تھا؟؟؟ ایسے ہی تو نیلیم اسے سخت جان، پتھر، بے حس نہیں کہتی تھی وہ عادی ہو گیا تھا اس زندگی کا جس نے صرف وطن سے محبت سکھائی تھی اسکے باپ نے اسکے دادا نے سب نے اس وطن کیلئے شہادتیں حاصل کیں تھیں وہ بھی ان سب کے نقش قدم پر چل رہا تھا اتنی سختی آگئی تھی اب اس میں کہ کوئی اسکے اندر جھانک نہیں سکتا تھا لوگوں کی ہمدردیاں سمیٹنا میجر عاص کا شیوہ نہیں تھا

نیلیم کا حرکت از دیاء تبسم

وہ باہر نکل گیا۔۔۔ کیپٹن حمزہ، انس، میم بشرہ اور باقی تمام ساتھیوں سے ایک ایک کر کے انکی خیریت معلوم کی کوئی مسئلہ تو نہیں ہر جانب سے تسلی کر لینے کے بعد ہی اسکے حلق سے نوالہ اُترنا تھا ایسے ہی تو وہ سب اپنے لیڈر پر فخر نہیں کرتے تھے وہ تھا ہی قابل تبھی میم بشرہ کو نیلیم کا لفظ بے حس بہت بری طرح سے چبھا تھا

یہاں کی طرف کچن آتا ہے اور یہ کاؤنٹر اور کچن کے ٹھیک اور پر ہی چھت والا کمرہ ہے مجھے تو بس یہی ایک راستہ سمجھ آرہا ہے۔۔۔ انس نے نقشے پر پینسل پھیرتے کہا پھر پینسل چھوڑ کر صوفے کی بیک سے ٹیک لگا کر چہرہ اوپر اٹھالیا دن میں میورک کے پار ٹر بنے رہتے اور رات میں کلب کی مصروفیت ان کی نیند تو اب خواب بن کر رہ گئی تھی

میم پلیز ایک اسٹرانگ کافی۔۔۔ انس نے گزارش کی

وائے ناٹ!!! وہ مسکراتی ہوئی اپنی نشست چھوڑ کر اٹھ گئیں

میورک کو ہم نے ٹریپ تو کر لیا ہے مگر مجھے نہیں لگتا کہ وہ اتنی جلدی ہم پر بھروسہ کرے گا اپنے کام نکلوائے گا بس مشکل ہے کہ وہ اپنے منہ سے کوئی راز بتائے اس کیلئے بھی ایک پلاننگ کرنی پڑے گی۔۔۔ ایجنٹ 61 نے اپنے خیالات کا اظہار کیا

بالکل ہینڈر ڈپر سنٹ وہ بہت شاطر انسان ہے عابد کے ذریعے اُس سے ملے ہیں تب بھی اتنا ریزرو اگر ڈائریکٹ ملتے تو تو مہینے لگ جاتے۔۔۔ انس نے اسکے خیالات کی تصدیق کی

عابد بحری سفر کے ذریعے اسلحہ اسمگل کرنے میں میورک کی مدد کرتا تھا ایجنٹ 41 اور 61 نے عابد کے خلاف ثبوت اکٹھے کیے ان کا ریکارڈ اسے دیکھا یا اور اسکی فیملی کو بھی اغواء کر لیا جسکی وجہ سے عابد کو ان کا ساتھ دینا پڑا زیادہ تر ملاقاتوں میں وہ اسے اپنے انڈر کرنے کو اسکے چھوٹے بیٹے کے ساتھ ٹائم بم باندھ دیتے جس کے خوف سے وہ انکی کوئی بات نہ ٹالتا تھا وہ اسکے خاندان پر کسی قسم کا تشدد نہیں کرتے تھے نا ہی انہیں ہراساں کرتے بس ایک طرح سے عابد کو ٹریپ کرنے کے لیے استعمال کرتے تھے

یہ اپارٹمنٹ عام لوگوں کے استعمال میں نہیں تھا یہ خاص اس مشن کیلئے تھا اور ایم ٹو ٹیم کیلئے جنہیں تہہ خانوں کی سب سے زیادہ ضرورت تھی۔۔۔ یہاں تین کمرے تھے موجود تھے ایک کمرے کے ساتھ کچن تھا تو دوسرے کے ساتھ اسٹور روم اور اسٹور روم میں ایک لوہے کا ڈھکن تھا جو اس طرح ڈیزائن تھا کہ فرش کا ہی حصہ معلوم ہوتا اسے کھولنے سے تہہ خانے کا راستہ آتا تھا جہاں عابد کا خاندان قید تھا جس میں اسکی ایک بیوی اور تین بچے تھے ان کے لیے ہر سہولت موجود تھی

عابد نے ہمیں جتنی انفارمیشن دی ہے میں نے ٹائیگر کو بھیج دی ہے یہ ایک اچھی خبر تھی وہ خوش تھا ہمارے کارنامے پر۔۔۔ انس ٹانگیں پسار کر آدھا لیٹا اور بیٹھا تھا

اس طرح ہمیں ویسے ڈبل فائدہ ہوا ایک طرح سے عابد کو جو معلومات تھی اسلحے اور میورک کے متعلق وہ بھی مل گئی اور میورک کی گینگ کا حصہ بننے کا موقع بھی۔۔۔ ایجنٹ 61 بھی

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

بس کسی طرح کلب کے اوپر والے کمرے کا راز کھل جائے۔۔۔ میم بشرہ چائے کی ٹرے لے کر اندر آئیں

ان شاء اللہ یہ بھی ہو جائے گا۔۔۔ ایجنٹ انس نے مسکرا کر کہتے اپنا منگ اٹھا لیا

اس میں کافی زیادہ ہے۔۔۔ اسکی بات پر میم بشرہ اور ایجنٹ 61 ہنس پڑے تھے

کیپٹن نیلیم اٹھ جائیں اور ایک منٹ سے پہلے آپ باہر ہوں۔۔۔ کچھ دیر بعد میجر عاص پھر اسکے روم میں آیا تھا جہاں اسکی وائچ، سیر بینڈ، شوز سب ویسے ہی بکھرا پڑا تھا۔۔۔ اسکے بال پورے بیڈ پر پھیلے ہوئے تھے

ٹائنگرنے آگے بڑھ کر اسکے مہ سے تکیہ کھینچا۔۔۔ نیلیم نے خونخوار نظروں سے اسے گھورا

سنا نہیں آپ نے؟؟؟

نہیں۔۔۔ ہم اندھے ہونے کے ساتھ ساتھ بہرے بھی ہو چکے ہیں۔۔۔ وہ چیخی اور دوسرا تکیہ منہ پر لے لیا۔۔

- میجر عاص نے وہ بھی کھینچ لیا

مسئلہ کیا ہے آپ کے ساتھ؟؟؟ اسے بلا کا غصہ آیا ہوا تھا چہرہ سُرخ ہو رہا تھا تو آنکھیں غضبناک

چیخیں مت گلا خراب ہو جائے گا وہ تکیے بیڈ پر درست کرنے لگا۔۔۔ نیلیم اسے گھورنے لگی

جائیں منہ دھو کر آئیں۔۔۔ اس نے نیلیم کے شوز اٹھا کر ریک میں رکھے واش روم گیا ہاتھ دھو کر واپس آیا

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

ابھی تک ویسے ہی بیٹھی ہیں اتنی ضدی کیوں ہیں آپ؟؟؟ وہ اسکے سامنے کھڑا پوچھ رہا تھا سینے پر ہاتھ باندھ رکھے تھے

آپ اتنے اچھے بننے کی اداکاری مت کیا کریں زہر لگتے ہیں ہمیں۔۔۔ وہ حقیقتاً اسکے ہر روپ سے خوف زدہ تھی کبھی اسے وہ اپنا خیر خواہ لگتا کبھی دشمن

جس سے محبت ہو وہ زہر لگ ہی نہیں سکتا۔۔۔ وہ دل جلانے والی مسکراہٹ سے اسے تپانے لگا مگر اسکے برعکس اُس نے عجیب سا سوال کیا ایسا سوال جس نے میجر عاص کی ہستی ہلادی اُسکے زخم کھرچ ڈالے

آپ سب اپنے اپنے گھر رابطہ کر سکتے ہیں اُن سے مل سکتے ہیں اُن کی تصاویر دیکھ سکتے ہیں آپ لوگ ہمارا درد نہیں محسوس کر سکتے میجر عاص۔۔۔ گھر سے دور رہنے کی تکلیف آپ ہمارے احساسات نہیں سمجھ سکتے۔۔۔

آپ ہمارے بغیر کیسے رہ رہی ہیں؟؟؟ کیا بابا باب ناشتہ کر لیتے ہیں ہمارے بغیر۔۔۔ آلو کے پراٹھے بناتے کیا ہم کسی کو یاد نہیں آتے؟؟؟ وہ سسکیوں سے رونے لگی۔۔۔ اسکا ایڈ ونچر اور شاید محبت کا بھوت بھی اُترنے لگا تھا میجر عاص کو تو کم از کم ایسا ہی لگا تھا

آپ کو اپنی فیملی کی پکچر چاہیے ہیں نامیں لادوں گا اب رونا بند کریں شاباش اُٹھیں

پراس؟؟؟ وہ انگلی اٹھا کر بولی

وعدہ اس نے سنجیدگی سے کہا

نیلیم چہرہ خوشی سے جگمگانے لگا

کچھ دیر بعد وہ اور میجر عاص ڈائننگ ٹیبل پر موجود تھے

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

نیلیم رُغبت سے کھار ہی تھی کچھ دیر پہلے والی اُداسی کی ہلکی سی رمق بھی اسکے چہرے پر موجود نہ تھی

ویسے ایک غلط فہمی آپ کی دور کرنی تھی وہ یہ کہ ہم میں سے کوئی بھی دورانِ مشن اپنی فیملی سے رابطہ نہیں کرتا ہمیں اسکی اجازت نہیں یہ ہمارے لیے بھی اچھا ہے کیونکہ بصورتِ دیگر ہماری فیملی کو نقصان بھی پہنچایا جاسکتا ہے۔۔۔ وہ پلیٹ پر جھکا بول رہا تھا۔۔۔ نیلیم کا منہ میں جاتا میکرونی سے بھر کا ٹاٹھر گیا تھا

آپ کی فیملی میں کون کون ہے؟؟؟ اس نے سر سری لہجے میں پوچھا

میں کسی بھی اجنبی کو اپنے پر سنلزم میں گھسنے کی اجازت نہیں دیتا۔۔۔ دو ٹوک جواب آیا تھا

اور دوسروں کی ذاتیات میں دھڑلے سے بغیر اجازت دخل دیتا ہوں۔۔۔ وہ اپنے ازلی تیکھے انداز میں بولی

بالکل کوئی روک سکتا ہے مجھے؟؟؟ اس نے کرسی کی پشت سے ٹیک لگاتے چیلنج کرتی نظروں سے نیلیم کو دیکھا

ایک سپائے کسی کی بھی زندگی میں کسی بھی روپ میں کسی بھی وقت گھس سکتا ہے

جیسے آپ ہم لوگوں کی زندگی میں گھس آئے تھے بلیک بئیر بن کر۔۔۔ اس نے منہ بنایا

ہا ہا بلیک بئیر، ٹائیگر، گرگٹ، ایگل اتنے سارے اینیمل نیم رکھ دیے ہیں میرے اب اپنا آپ انسان کم اور۔۔۔

--

اور جانور زیادہ لگتا ہے۔۔۔ نیلیم نے تیزی سے اسکی بات کاٹی

کوئی بھی جانور اتنی اچھی میکرونی نہیں بنا سکتا کہ آپ جیسا بندہ دو پلیٹیں کھا جائے

ہم دو پلیٹیں کھائیں یادس ہماری مرضی۔۔۔ اس نے باؤل سے اور میکرونی پلیٹ میں نکالنا شروع کی

کہاں کھانا نہیں کھانا تھا کہاں میکرونی کے ساتھ اتنا انصاف --- میجر عاص دیکھ کر رہ گیا

منہاج ہیرے کی اسمگلنگ کیلئے کچھ اور بندے ہائیر کرو اتنے سے کام نہیں چلے گا دو تین مہینے بعد چار لوگ کتنے کے ہیرے لاسکتے ہیں ایئر پورٹ کی سکیورٹی بھی حکومت نے سخت کر دی ہے جب سے ایک شخص ایک ٹن ہیروں کے ساتھ ایئر پورٹ پر پکڑا گیا ہے کیا وہ تمہارا سا تھی تھا --- ایم آف پلازہ کے ڈرائنگ روم میں آج اسد زبیر لغاری براجمان تھاشیشے کی بڑی سی میز پر انواع و اعلیٰ اقسام کے پکوان سجائے گئے تھے وہ بہت کم اسکا مہمان بنتا تھا کیوں کہ سیاسی لوگوں کی صبح کی واک سے رات کے کھانے کے مینیو تک پر میڈیا کی کڑی نظر ہوتی ہے وہ الگ بات ہے مسائل کی جانب توجہ کم سہی مگر وزیراعظم، وزیر داخلہ کا ناشتہ نہ رہ جائے اُسکی کوریج لازمی ہے --- بس ایسا ہی کوئی ڈراسد زبیر لغاری کے دماغ میں بھی بیٹھا تھا

تمہیں پکا یقین ہے کہ زوئی ملتان سینٹرل جیل سے فرار ہوتے پولیس مقابلے میں مر گئی تھی؟؟؟ وہ ہیروں کی بات کر رہا تھا اور منہاج لڑکی کی

ارے اسٹیپ پیپر لے آؤ تم --- وہ بیزار ہوا

میں نے زوئی کو دیکھا ہے --- وہ سگار جلانے بیٹھا تھا اسکا دھواں اُڑتا جا رہا تھا فضا میں ملگجاسا اندھیرا چھا رہا تھا اسکے چہرے پر پراسراریت تھی

کیا تم اُسی لڑکی کی بات کر رہے ہو؟؟؟ شیر خان نے ٹانگ نیچے اُتاری اور تھوڑا آگے کو ہوتا بولا

وہ لڑکی اُسکی ہم شکل ہے بس وہ تو دیکھنے سے ہی کالج گرل لگتی ہے جبکہ زوئی اگر زندہ ہوتی تو کم از کم بھی اٹھائیس سال کی عورت دیکھتی !!!

کوئی کسی سے اتنا کیسے میچ کر سکتا ہے؟؟؟ منہاج نے سنجیدگی سے کہتے سگار ایش ٹرے میں جھاڑا

کچھ تو فرق ہے ہی جیسے لمبے بال اور حد سے زیادہ معصومیت کمال لڑکی ہے زبردست --- وہ ہلکی ہلکی داڑھی پر ہاتھ پھیرتا بولا

بکواس بند کرو --- اپنے کام کی بات کرو --- وہ ایسا ردِ عمل دینا نہیں چاہتا تھا مگر یہ سب قدرتی تھا بے اختیاری تھا

میں نے تو کام کی ہی ---

اچھا چپ کرو میرا دماغ مت خراب کرنا اس وقت چائے پی کر جانا باقی میں خود دیکھ لوں گا --- انتہا کی بیزاری اور بد تمیزی تھی اسکے انداز میں سگار پھینک کر وہ اپنا کوٹ صوفے کے پشت سے اٹھاتا نکل گیا

سرینجر نے اُس لڑکی کو جاب کیلئے کال کر دی ہے سر اور اُسکا ایڈریس وہی ہے جو ہم نے حاصل کیا تھا کیز ابھی تک میرے پاس ہیں --- جو گارڈز اُسکے پیچھے چھوڑے ہیں اُن کی رپورٹ کے مطابق وہ لڑکی ایک عورت کے ساتھ رہتی ہے اور کبھی اُسے باہر نکلتے نہیں دیکھا دو تین بار وہ عورت ہی راشن لینے کے لیے نکلی ہے --- اسکے ساتھ ساتھ چلتا پیٹر تیز تیز بول رہا تھا

گڈ اُس لڑکی کے ایک ایک کام کی رپورٹ دینی ہے مجھے اور کیز مجھے دے دو --- منہاج نے کہنے پر اس نے پینٹ کی پاکٹ سے چابی نکالی اور اسکو تھما دی

نیلیم کا حرکت از دیاء تبسم

منہاج عزضاحاک کی نظریں لوہے کی چابی سے چپک گئیں جو اسکی چوڑی ہتھیلی پر چمک رہی تھی

مبارک ہو بہت بہت آپ کو--- آپ کی جاب لگ گئی--- کیپٹن حمزہ نے شوخ ہوتے کہا

سے آپ ہمیں ٹریٹ دیں گی--- پتا نہیں وہ کیوں ضرورت سے زیادہ فری ہوتا تھا اسکا کام بنتا ہی نہیں تھا

پہلی Pay

اوپر آنے کا اوپر والے اپارٹمنٹ میں صرف میجر عاص ہی آتا تھا اکثر وہ باہر مشن کے کسی پارٹ پر کام کر رہا

ہو راتو کیپٹن حمزہ کو اوپر جانے کا کہہ دیتا یا کبھی کوئی کام مگر اب وہ میجر عاص کے کہے بغیر بھی اسکی خیریت

دریافت کرنے آجاتا

Sense of humor

اچھا ہے آپ کا مگر مجھے ہر جوک پر ہنسی نہیں آتی--- وہ سپائے ایئر پیس کی لوپس جو آپس میں گڈٹڈ ہو گئیں

تھیں کو صحیح کرتی بولی

جس جوک پر آپ کو ہنسی آتی ہے وہ سنا دیتے ہیں--- وہ مسکرایا

Captain hamza Where are you???

اسکے سیل پر میسج آیا

Coming sir!!!

وہ نیلیم کو دیکھتا نیچے والی اپارٹمنٹ میں آیا جہاں میجر عاص ٹہل رہا تھا اسکے علاوہ ان کے دس بارہ ساتھی تھے لگتا تھا کوئی میٹنگ اریج کی گئی ہے

اسکے آتے ہی میجر عاص نے اپنی نشست سنبھالی

memory ملی ہیں اسکا زیادہ تر ڈیٹا سینٹرل جیلوں کا ہے جس میں لاہور، کراچی، حیدرآباد، ملتان میورک کے بندے سے جو chips

پشاور ہے مجھے لگتا ہے وہ کوئی سی آئی اے کا ہی بندہ تھا وہ امریکن سپائے کو سینٹرل جیل سے نکلوانے کے چکروں میں ہے۔۔۔ میجر عاص رُکا

کتنے جاسوس ہیں؟؟؟ ایک ساتھی نے پوچھا

دو امریکی جاسوس اس وقت ہمارے قیدی ہیں اور ان دونوں کے بارے میں میڈیا کو نہیں پتا دو سال پہلے امریکہ نے کہا تھا کہ ان کے دو سیاح پاکستان سے غائب ہو چکے ہیں یہ بات بہت اچھالی گئی تھی مگر اس بار ہم ان جاسوسوں کو میڈیا پر لانا نہیں چاہتے تھے ورنہ دونوں ملکوں کے مابین حالات کشیدہ ہو جاتے۔۔۔ اس نے تفصیلاً بتایا

اور اسلحے کے متعلق کچھ پتا چلا؟؟؟ ایک اور سوال آیا

ان کو جس سپائے کی تلاش ہے اسکا نام ڈیکوڈ کر لیا گیا ہے مگر Sensitive انفارمیشن ہے جسے شہر کرنے کی یہ ایک

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

پر میشن نہیں۔۔۔ اسکے علاوہ دو تین اور سی آئی اے کے سپائے لاہور ملتان کی سائیڈ پر کام کر رہے ہیں ان کا مقصد صرف اپنے ساتھیوں کو فرار کروانا ہے

سراسر انفارمیشن نے ہمارے مشن میں تو کوئی ہیلپ نہیں کی۔۔۔ ایک دل جلے منہ بگاڑا کم آن جس کام میں ملک کا فائدہ ہو اُس پر کبھی منہ نہیں بگاڑنا چاہیے۔۔۔ ٹائیگر نے اسے سمجھایا
سوری سر۔۔۔ نیلیم کا بھائی ہوتا تو اتنی جلدی شاید نہ سمجھتا

اوکے تم لوگ جاسکتے ہو اور تم دونوں پلیز اُس سی آئی اے کے ایجنٹ کی سیکنڈ سیکنڈ کی لوکیشن اپنے ریکارڈ میں رکھنا اس نے جاتے ہوئے ساتھیوں میں سے دو کو مخاطب کیا

سر کیپٹن نیلیم کو مینجر کی کال آچکی ہے جاب کنفرم۔۔۔ ان سب کے جانے کے بعد کیپٹن حمزہ بولا

Such a good news!!!

اس نے دلکشی سے کہا

ٹائیگر سر اگر ہم اے ایس پی کو چھڑالیں تو مجھے لگتا ہے وہ اسلحے کے مطابق ہمیں بہت کچھ بتا سکتا ہے یہ ہمارے فائدے کی بات ہے اور ایک انسانی جان کی بھی۔۔۔ کیپٹن حمزہ نے بہت مشکلوں سے یہ تجویز پیش کی تھی ٹائیگر کے غصے سے خائف بھی تھا

ہوں سوچتے ہیں اس پر کچھ میں بھی اسی نتیجے پر پہنچا ہوں ویسے بھی اے ایس پی اپنے گناہوں کی بڑی سخت سزا بھگتا لیا ہوگا

عالیشان محل نما عمارت جسے ایم آز پلازہ کہتے ہیں دنیا کی نظر میں ایک مشہور بزنس مین کی صدیوں کی ریاست
جبکہ سی آئی اے، راور آئی ایس آئی کی نظر میں ایک دہشتگرد کی حرام کی کمائی لال مادہ بہانے کی اُجرت
آسمانی کی سیاہی میں اضافہ کرتی رات کی دیوی نے وقت کی سوئیاں ذرا اور کھسکائیں اور ٹن کی آواز نے بارہ بجنے
کا عندیہ سنایا

06_december_2015

اسکی آنکھوں کے سامنے قندیل جل رہی تھی جس میں کائنات کا چہرہ واضح تھا صاف شفاف معصوم شرارتی
چہرہ کھکھلاتا ہوا

اسکی ہمارا اسکی ہم قدم، ہمدام اسکی دوست اسکا سب کچھ اسکی کائنات

ایک دوسرے میں جان بستی تھی ان کی --- جدۃ شہر کی سرزمین پر ان کے قدموں کی چھاپ ہمیشہ ساتھ پڑی
تھی وہ دو کمروں کے اینٹوں سے کچے آنگن کے سرسبز درخت پر دونوں ساتھ چڑھے تھے --- آم بہت پسند
تھے کائنات کو اور کوئی چیز کائنات کو پسند ہو اور منہاج کو نہیں یہ ممکن ہی کہاں تھا آج کائنات کی پیدائش کا
دن تھا

منہاج کے جسم پر چیونٹیاں ریگنے لگیں یاد آنے لگیں تلخ یادیں تلخ زمانے کرب ناک سانچے

بھیا!!! آواز میں کتنی شیرینی تھی یہ صرف وہی جان سکتا تھا جسکے کان میں وہ آواز آج بھی گونج رہی تھی جسے
دبے تیرہ چودہ برس گزر گئے تھے

وہ ایک لارج تصویر کے سامنے کھڑا تھا ایم آزیلازہ کاسب سے آخری فلور۔۔۔ اسے لگا وہ تصویر نہیں حقیقت ہے وہ مسکرا کر اسے دیکھ رہی تھی

کائنات!!! اسکے لب کپکپا رہے تھے آنکھیں بہہ رہی تھیں

کائنات تم سُن رہی ہو؟؟؟ اس نے تصویر پر ہاتھ پھیرتے اس جملے کو ٹکڑوں ٹکڑوں میں ادا کیا

مم۔۔۔ میں تمہارا بدلہ لے رہا ہوں مرتے دم تک لوں گا۔۔۔ سب کو مار دوں گا۔۔۔ کوئی نہیں جیے گا تم نہیں رہی کوئی نہیں رہے گا۔۔۔ سناتم لوگوں نے میں سب کو ماروں گا سب کو ختم کر دوں گا میرہ کائنات چھین لی تم لوگوں نے میرے امی ابو سب کو جلادیا میں تم سب کو جلاؤں گا شہر کے شہر جلیں گے مرو گے تم سب مرو گے۔۔۔ اسکے چیخنے میں شدت آتی جا رہی تھی دونوں ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچے وہ چیخ چیخ کر دُہرا ہوئے جا رہا تھا اسے لگتا تھا غم صرف اسے ہے ہر دکھ صرف اسکے لیے ہے

دنیا میں ستر فیصد دہشت گرد صرف انہیں حادثات کی بناء پر دہشتگردی کا حصہ بن جاتے ہیں اور پھر جرائم کی دنیا میں اندھا دھند گھستے چلے جاتے ہیں۔۔۔ تاریخ میں نامی گرامی دہشتگردوں کا ماضی کھنگالنے سے یہی ملتا ہے کہ انہوں نے اس کام کی شروعات انتقامی کاروائی کیلیے کی تھی اور دیکھتے ہی دیکھتے کہاں سے کہاں پہنچ گئے رات کی سیاہی پر آفتاب کی سُرخ غائب آنے لگی تو ستاروں نے بھی رُختِ سفر باندھ لیا۔۔۔ مہتاب کو روئی سے مشابہ رکھتی بدلیوں نے اپنے لپیٹ میں لے کر سحر کو پوری طرح سے اُجاگر ہونے کا موقع دیا۔۔۔ اپنے وقت کے پابند سرحدوں پر تعینات تو سمندروں کے رکھوالے فضا کے جانناز سپاہی تو زمین کے رکھوالے اپنی ذمہ داریاں خوش اسلوبی سے نبھانے نکل پڑے کیپٹن نیلیم ابرار بھی قسمت کے دھاگوں سے بندھی نہیں

صف میں آکھڑی ہوئی تھی ریسٹورینٹ کا وقت آٹھ بجے کا تھا اس نے سابقہ طریقے اپناتے اپنی سکیورٹی مکمل کی اور نکل گئی خطروں سے کھیلنے، کھلاڑیوں کو مات دینے۔۔۔

Folded knife شوز کے اندر تھی اور کھلی شرٹ میں چھپا پستل اسکے حفاظتی اقدامات تھے

اسکا کام وہاں آنے والے کسٹمرز کا آرڈر پلیس کر کے کچن کاؤنٹر تک پہنچانا تھا بس اس کیلئے اسے پہلے ایک گھنٹے پورے ریسٹورینٹ کا نقشہ یاد کروایا اور ٹیبل نمبرز بھی ایک نابینا لڑکی کو نوکری پر رکھنا سراسر بے وقوفی تھی دوسرے ویٹرز اور ورکر کی نظر میں بعد میں اسکی انتہا کی خوبصورت اور مسحور کردینے والے حسن کو دیکھ کر ہر کوئی اپنے قیاس کے گھوڑے دوڑانے لگتا

انہیں پورا یقین تھا کہ آج منہاج آئے گا مگر تمام توقعات پر اُس وقت پانی پھر گیا جب انہیں ایجنٹ انس سے میورک کے ذریعے اطلاع ملی کہ منہاج آج کے دن بہت ڈسٹرب ہے اور یہ بھی کہ شاید اگلے چند گھنٹوں میں پاکستان کے مختلف شہروں میں شعلے بھڑکیں

شہر قائد، اسلام آباد اور لاہور کی بڑی اور مشہور مارکٹیں بند کر دیں گئیں بازار بند کر دیے گئے اس کے ساتھ ساتھ چھوٹی بڑی تمام دسرگاہوں اور درباروں پر پولیس کی بھاری نفری تعینات جی ہاں آپ کو بتاتے چلیں کہ ملک بھر لے بڑے شہروں کی پُر رونق جگہوں پر پابندی عائد کر دی گئی مال روڈ پر لوگوں کا بہت رش ہے پولیس اہلکار کی گزارش ہے کہ جلد از جلد بھیڑ کم کر دی جائے ڈی آئی جی سندھ کے مطابق سکریٹ سروسز کے ذریعے اطلاعات موصول ہوئی ہیں کہ دہشتگردی کی کوئی سازش رچائی گئی ہے جی ایک بار پھر آپ کو بتاتے چلیں

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

نیوز چینل پر اینٹر فل فارم میں آچکی تھی گلا پھاڑ پھاڑ کر ایک ہی نیوز ڈھرائے جارہی تھی آرڈر پلیس کرتی ویٹرس کا ہاتھ کپکپانے لگا

Socialmedia

پیٹر نے رابطہ کیا ہے اُسے ایک درجن بچہ چاہیے خود کش حملے کروانے ہیں اس سے اچھا موقع نہیں تم اُس سے ملنا چاہتے ہو تو ہمارے اڈے پر آ جاؤ۔۔۔ دوپہر کا وقت تھا سایہ چھوٹا ہوا جا رہا تھا جب ڈھابے پر کھانا کھاتے امداد بلوچ کے پاس ایک آدمی آیا اُسی بڑی تنظیم کا کارکن جو بلوچستان میں تخریب کاریاں کرتی تھی اور ضرورت پڑنے پر دوسروں کی مدد بھی کرتی تھی

چلو۔۔۔ اے کا کے میرا کھانا بنائیں

تقریباً دو گھنٹے کی مسافت طے کر کے ان کی جیب بلوچستان کے ایک ریگستانی علاقے کے کنارے آڑ کی چھوٹے چھوٹے ٹیلے بنے تھے جھونپڑیاں اور کچے مکان جن میں کم سن بچے بیمار دماغ کے ساتھ رہائش پذیر تھے جنہیں جنت کا خواب دیکھا کر اُن سے ہزاروں جانیں لی جاتیں اور شہادت کی لالچ دی جاتی

پیٹر جب اپنے گارڈز کے ساتھ یہاں پہنچا تو امداد بلوچ ساری صورت حال کا جائزہ لے چکا تھا

پیٹر نے طے کر دیا کہ تم تنظیم کے سربراہ کو تنہائی چاہی جب امداد بلوچ بھیج میں آگیا

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

پیسہ میں دے چکا ہوں۔۔۔ اس نے نوٹوں کی گڈیاں واپس پیٹر کے کوٹ کی اندرونی جیب میں ڈالیں اسکے قریب آتے ہی گارڈز الرٹ ہو گئے

نہیں مارتا تم لوگوں کے صاب کو۔۔۔ امداد بلوچ دور ہوتے دونوں ہاتھ اٹھا کر بولا

بہت عرصے سے یہاں ان کے ساتھ کام کر رہا ہوں یقین مانوں بھروسے کا آدمی ہوں تمہاری مدد کر رہا ہوں بدلے میں بس ایم ہی چیز چاہیے۔۔۔ امداد بلوچ نے پیٹر کی آنکھوں میں دیکھتے کہا

کیا؟؟؟

رابطہ !!! فٹ جواب آیا تھا

نیلیم اپنے وقت پر اپارٹمنٹ پہنچی تھی اندر داخل ہوتے ہی اسے وہی سکون اور خاموشی ملی جو اتنے دنوں سے قائم تھی مگر آج کا دن یقیناً کوئی انہونی لانے والا تھا راستے میں بھی اسکی کار کور وکا گیا تھا پولیس نے سٹاپ سٹاپ پر چیکنگ آرڈر لگا رکھے تھے

وہ۔۔۔ وہ سب خیریت ہے نا؟؟؟ اس نے خاکی رنگ کے دو تھیلے امریکن کچن میں جاتے شیلف پر رکھے

نہیں کچھ بھی خیریت نہیں ایجنٹ 41 اور 61 نے اطلاع دی ہے کہ منہاج نے آج بم بلاسٹ کروانا ہے اور اس خبر نے ہم سب کا چین سکون پچھلے آٹھ گھنٹوں سے برباد کر رکھا ہے۔۔۔ خاتون نے جواب دیا۔۔۔ وہ سات بجے وہاں سے نکلی تھی آتے آتے ساڑھے سات ہو گئے

نیلیم کا حرکت از دیاء تبسم

اب کیا ہوگا؟؟؟ ٹائیگر کہاں ہے اور کیپٹن حمزہ اور باقی سب؟؟؟ وہ گلے میں پڑا اسٹولر اُتارنے لگی بالوں کی پونی کو ہی لپیٹ کر جوڑا بنایا ریموٹ اُٹھا کر ایل ای ڈی آن کی۔۔۔ جہاں نیوز اینکر بہت کچھ کہے جا رہی تھی جس کا خلاصہ یہ تھا کہ ایک دو جگہ سے بارود بھرے ٹریک پکڑے گئے ہیں اور بھی دھماکہ خیز مواد پولیس کو ملا ہے مگر ابھی کچھ کہا نہیں جاسکتا ممکن ہے کہ یہ سب دشمن نے بھٹکانے کو کیا ہو اسکا ٹارگٹ کوئی اور جگہ ہو ٹائیگر کی ڈیوائز آف جا رہی تھی۔۔۔ نیلیم کی پریشانی بڑھنے لگی

اب کیا کریں ہم؟؟؟ وہ سر تھام کر صوفے پر بیٹھ گئی

ٹینشن تو مجھے بھی ہو رہی ہے مگر ٹائیگر سر نے منع کیا ہے باہر نکلنے سے اور کسی سے بھی رابطہ کرنے سے کیوں کہ وہ سب آج کے حملے کے متعلق کھوج لگانے میں مصروف ہیں ممکن ہے کہ ایم آئی اس میں کوئی چال بھی ہو۔۔۔ خاتون نے اسے سمجھانا چاہا۔۔۔ نیلیم واش روم چل پڑی۔۔۔ واپس آئی تو کپڑے بدلے تھے اسکا چہرہ تر گردن بھی گیلی تھی سفید مورنی جیسی رنگت پر پانی شبی قطروں کی مانند چمک رہا تھا چادر لے کر وہ سورہ لیس کی تلاوت میں مشغول ہو گئی

Writers

میسجر عاص، کیپٹن حمزہ، کیپٹن مرتج، سیکنڈ لیفٹیننٹ سمعان پورادان ایک ٹیم کی صورت فوج کی مدد کر رہے تھے انہوں نے اپنی ہر ممکن کوشش کی تھی حملہ آوروں کو روکنے کی چونکہ کیپٹن حمزہ اور مرتج کے ساتھ سیکنڈ لیفٹیننٹ سمعان بلوچستان میں ہونے والی دہشتگردی کے مشن پر تھے اسی لیے وہ امداد بلوچ پر نظر رکھے ہوئے تھے اسی طرح انہیں پیٹر کی وہاں موجودگی کا بھی علم ہو چکا تھا اور یہ بھی کہ وہ درجن بھر کم سن

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

بچے لے کر جا رہا ہے انہوں نے اُسی وقت میجر عاص کو اطلاع کی اس نے آرمی آفیسرز کو انفارم کیا تو پولیس چوکیاں الرٹ ہو گئیں مگر پیٹر بہت چالاکی سے بچے لے کر نکل چکا تھا اسی لیے ان کو بہت مشکل کا سامنا کرنا پڑا لاہور کی ایک درگاہ پر حملہ ہوا تھا جس کے نتیجے میں بارہ افراد زخمی ہوئے تھے اور دو انسانی جانوں کا بھی نقصان ہو چکا تھا۔۔۔ ان کا کام محظ جاسوسی کرنے کا تھا وہ انہوں نے کی اور ساری لوکیشن بتائیں کہ کہاں کہاں خود کش بمبار بھیجے گئے ہیں مگر پولیس کی غفلت کے باعث ایک حملے میں وہ کامیاب ہو چکے تھے۔۔۔ رات نو بجے کراچی ہیڈ کوارٹر میں ہونے والی میٹنگ میں میجر عاص نے بلا جھجک پولیس کی لاپرواہی کو نشانہ بنایا اسکا کہنا تھا کہ پیٹر کی لوکیشن بتائی گئی مگر اُس کی گاڑی پر چوکی سے باآسانی نکل گئی کیسے؟؟؟

جب بتایا گیا کہ درگاہ میں ایک خود کش بمبار بھیجا گیا ہے تو اُسے وقت سے پہلے پکڑ کر بم ڈسپوزل اسکوڈ کے حوالے کیوں نہیں کیا گیا؟؟؟

رات گیارہ بجے کے قریب میجر عاص اور کیپٹن حمزہ اپارٹمنٹ پہنچے تھے یہاں ایک اور مسئلہ تھا ان کے چند ساتھی ہیر وئن اور کوکین کی اسمگلنگ میں ایم آزی کی گینگ کا حصہ بنے تھے تو وہ آج کی رات ان سارے پیکٹس کو خالی کر کے ان میں ٹیسٹ لیس پاؤڈر بھر رہے تھے پورے اپارٹمنٹ کا ستیاناس ہوا پڑا تھا وہ یہ کام یہاں نہیں کرتے تھے اس کے لیے انکا ایک خفیہ ٹھکانا تھا تبھی میجر عاص کو حیرت ہوئی

یہ سب یہاں کیوں لائے ہو؟؟؟ اندر آتے ہی وہ دبے دبے لہجے میں غرایا

سروہاں بالکل جگہ نہیں تھی اس مہینے منشیات کی اسمگلنگ بہت کھلے عام کی گئی ہے یونیورسٹی کے اسٹوڈنٹس کا بھی آنا جانا بڑھے جا رہا ہے۔۔۔ کوئی گھر سے چوری کرتا ہے تو کوئی راہ چلتے ڈاکے ڈال کر پیمینٹ کرتا ہے بہت برا حال ہے سر۔۔۔ اس کے ماتحت نے دلی افسردگی سے کہا

تم لوگ ابھی تک جیسا چل رہا ہے چلنے دو جب تک یہ ناپتا چل جائے کہ ہیر وئن اور کو کین آ کہاں سے رہی ہے کوئی بھی قدم مت اٹھانا

سرکل دواسٹوڈنٹس میری آنکھوں کے سامنے تڑپ تڑپ کر مر رہے تھے ان کو انجکشن لگائے تو سانس آئی ہمارے ملک کے معماروں کا یہ حال ہے سر--- میجر عاص سمجھ سکتا تھا کہ انہیں دن بھر کن کن مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہوگا

سر آپ بہت تھک گئے ہیں ریسٹ کر لیں اور چلے جائیں--- ٹائیگر کو صوفے پر لگے ڈھیر کو کھسکا کے بمشکل بیٹھا تھا اسکی بات سے اتفاق کرتے اٹھ گیا

نیلیم جلے پیر کی بلی کی طرح لانچ میں چکر کاٹ رہی تھی اس کو دیکھتے ہی بیتابی وبے قراری سے آگے بڑھی آ--- آپ ٹھیک ہیں نیوز پر صرف ایک ہی حملے کا بتا رہے ہیں لاہور میں--- سب ٹھیک ہے کوئی خطرہ تو نہیں؟؟؟ کیا یہ سب ایم آرنے کیا ہے؟؟؟ آپ سے کانٹیکٹ بھی نہیں ہو رہا تھا کب سے ٹرائی کر رہے تھے ہم--- وہ جتنا تیز بول رہی تھی میجر عاص اتنے ہی سکون سے اسے سن رہا تھا

سب ٹھیک ہے--- وہ آگے بڑھ گیا--- نیلیم اسکے پیچھے آئی ہمیشہ کی طرح

آآ--- آپ بھی ٹھیک ہیں؟؟؟ اس نے جھجک کر پوچھا کافی وقت ہو گیا تھا وہ پہلے والی بیتابی کا اظہار نہیں کرتی تھی

جی!!!

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

آپ صبح ٹائم سے نکل جائیے گا کیونکہ مجھے بھی کل پیٹر سے ملنا ہے اسی لیے میں کل آپ کے ساتھ نہیں ہوں گا ہاں ریکارڈنگ سنتار ہوں گا۔۔۔ ٹھیک ہے میں جارہا ہوں ہو شیار رہیے گا کیزاب بھی منہاج کے پاس ہیں۔۔۔ وہ بیڈروم پر ایک طائرانہ نگاہ ڈالتے واپس بالکنی کی جانب چل پڑا۔۔۔ اتنی عجلت میں تھا کہ نیلیم کو موقع ہی نہ دیا کیپٹن حمزہ آپ تھوڑا دھڑا دھڑا کو ہو جائیں میرے بھی جگہ بنادیں۔۔۔ اس نے میٹرس پر لیٹے حمزہ سے کہا تو وہ دیوار کے ساتھ لگ گیا میکرمعاص اسکے برابر آکر لیٹ چکا تھا۔۔۔ نیلیم سے فرار کے لیے وہ اپنا آرام بھی داؤ پر لگانے کیلئے تیار تھا اور دوسری جانب اُس لڑکی کو آرام دہ بیڈ پر بھی نیند جیسی نعمت میسر نہیں تھی۔۔۔ محبت میں صبر کرنا بہت مشکل ہے بہت زیادہ اور اُن لوگوں کے لیے اور بھی زیادہ جو چاہے جانے کے قابل ہوں جنکی چاہ ایک دنیا کو ہو اور ایک واحد شخص اُسے ٹھکرا دے۔۔۔ ریجکشن برداشت کرنا بہت مشکل ہے

ہجر والوں کے ہاں نہیں پہنچی

نیند راستے میں سو گئی شاید

Writers

ملکجے اندھیرے میں وہ سگار پر سگار پھونک رہا تھا ایم آزیلازہ کی چھت پر کھڑا وہ نیچے جھانک رہا تھا ایک ہاتھ دیوار کے سرے پر ٹکائے دوسرے سے کش لگا رہا تھا۔۔۔ نیچے پارکنگ ایریا کے علاوہ لان بھی لائٹس سے جگمگ کر رہا تھا اسکا چہرہ ہمیشہ کی طرح بے تاثر تھا پلازہ کا قدامتوانو نچا تھا کہ اگر کسی کو ہائٹ فوبیا ہو تو اُسکا تو اللہ ہی حافظ

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

دن بھر بے چارے کتوں کی طرح حملہ آوروں کی بوسو نگھتے پھرے ہوں گی اب جا کر چین کی نیند کیلئے لیٹیں ہوں گے۔۔۔ میں ان کو سکون سے کیسے رہنے دوں جب انہوں نے میرا سب کچھ چھین لیا عوام کے تحفظ کا بیڑا اُٹھاتے ہی کیوں ہیں جب پورا نہیں کر سکتے۔۔۔ اس نے کالی گھٹا چھائے آسمان کو دیکھا

پیٹر!!! اپنے پیچھے کھڑے اپنے وفادار کو آواز لگائی

یس باس!!! وہ دونوں ہاتھ نیچے لٹکائے سیدھا کھڑا اسکے حکم کا منتظر تھا

آئی ایس آئی کے آفس پرائٹیک کرنا ہے !!! اس کے عنبابی ہونٹ مسکرا نے لگے

ان کو بتانا ضروری ہے

Don't mess with me!!!

!!!lllll

!!!lllll

پلازہ کی سب سے اونچی منزل پر کھڑا وہ کھوکھلے قہقہے لگا رہا تھا وحشت سے بھرپور زہریلی مسکراہٹ !!!

تم ہنستے ہو کہ

نیلیم کا مرکت از دیباء تبسم

کوئی رونے والا ہے

جب آدھا فلک سوچکا

کوئی جاگنے والا ہے

اک تارہ ہے جو ٹوٹ چکا

دیکھو کوئی اُس کو

اُٹھانے والا ہے

تم دل شاد بھی ہو

دلِ برباد بھی

اک عالم ہے جو

بنادل والا ہے



تین خود کش بمبار کالاہور آئی ایس آئی کے آفس پر دھماکہ بارہ انٹیلیجنس آفیسرز شہید سترہ پولیس اہلکار
سمیت دو سوا افراد زخمی مزید معلومات کے لیے ہمارے ساتھ رہیے۔۔۔ میجر عاص کی آنکھ نیوز اینکر کے چیخ چیخ

کر ہیڈ لائینز پڑھنے پر کھلی تھی اور جب سامنے چلتی لال پٹی پر نظر پڑی تو اسکی آنکھیں اُبل ہی پڑی تھیں۔۔۔ تمام آفیسرز کو سانپ سونگھ گیا تھا کہ رات ایک بجے کے قریب خود کش بمبار وہاں پہنچے کیسے؟؟؟ ان کے بارہ ساتھی شہید ہو چکے تھے اور باقی عملہ بھی زخمی ہوا تھا دھماکہ اتنا پُر زور تھا کہ آفس کی عمارت کے علاوہ آس پاس کی عمارتیں بھی متاثر ہوئیں تھیں اور عام افراد ازخمی

منہاج عزضحاک ایک بار بس ایک بار تم ہمارے ہاتھ چڑھ جاؤ تمہاری روح بھی پناہ مانگے گی ہم سے۔۔۔ ایک ایجنٹ نے دل ہلکا کیا

وہ سب ایک دوسرے سے نظریں چرا رہے تھے کوئی نمی چھپا رہا تھا تو کوئی افسردگی وہ سب ایک ہی فیلڈ کے تھے جانے والے ان کے ساتھی ان کے ہم راہ ان کے ہم قدم ہی تو تھے ایک خاندان کے فرد جیسے ایک دوسرے کی تکلیف پر تڑپتے ہیں ویسے ہی ایک ادارے کے افراد بھی ایک دوسرے کے زخموں پر سسک رہے تھے

مجھے لگتا ہے اس نے یہ سب انتظام صبح سے ہی کیا تھا ورنہ اتنی سخت سیکیورٹی ہوتی ہے رات کے وقت۔۔۔ ایک اور بولا

ہمارا دھیان عوام کو پروٹیکٹ کرنے میں تھا۔۔۔ ہمیں کیا پتا تھا کہ اس بار وہ ساری آگ ہم پر اُگلے گا۔۔۔ کیپٹن حمزہ بولا

ایسی بات نہیں ہے پولیس سیکیورٹی وہاں بھی تھی اسی وجہ سے تو زخمیوں میں پولیس افراد بھی شامل ہیں۔۔۔ ایک ایجنٹ نے کیپٹن حمزہ سے اختلاف کیا

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

مجھے لگتا ہے وہ ہمیں کمزور کرنا چاہ رہا ہے اس حملے کا مطلب ہمیں وارن کرنا بھی تو ہو سکتا ہے۔۔۔ سب اپنی اپنی رائے دے رہے تھے

سب سے زیادہ خطرہ سی این (نیلیم) کو ہو گا۔۔۔ ایک ایجنٹ کو کیپٹن نیلیم کا خیال آیا زیادہ تر وہی اُسکے ساتھ ہوتا تھا کبھی رکشہ ڈرائیور تو کبھی ٹیکسی ڈرائیور

جو بھی ہے ہم میں سے کوئی پیچھے نہیں ہٹے گا بھی تو شروعات ہے ہمیں ابھی بہت سی انفارمیشن حاصل کرنی ہے ابھی تک کوئی گڑبڑ نہیں ہوئی آگے بھی نہیں ہوگی ان شاء اللہ اور ہم گھبرانے والوں میں سے نہیں ہیں جیتے تو غازی کہلائیں گے ہارے تو شہادت کے سینے میں سوؤں گے۔۔۔ نعرہ تکبیر!!!

اللہ اکبر!!!

میجر عاص کے کہنے پر وہ سب با آواز بلند بولے تھے

وہ آج بہت خوش تھا اسکے جانی دشمن انٹیلیجنس والے آج افسردہ تھے نمناک لہجوں نے اسکے اندر کے وحشی انسانی کو بھرپور خوشی دی تھی ہاں ایک حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا تھا وہ یہ کہ شہداء کے گھر والوں کو ان پر فخر تھا انکی ہمت حوصلہ اور بلند آواز میں پُر جوش تقاریر اور نعرے ہر محب وطن کو فخر محسوس کرنے پر مجبور کر رہے تھے

ریسٹورینٹ پر اسکی BMW رکی رکی تو وہ بڑی شان اور کروفر سے تنے سر کے ساتھ باہر نکلا تھا اسکے پیچھے

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

ناصر ف مشهور پاکستان سیاسی شخصیات تھیں بلکہ افغانستان، بھارت اور امریکہ کی بھی پاور فل شخصیات کی سپورٹ اسے حاصل تھی اسکے گریبان کو آرمی کا ہاتھ کب کا لگ چکا ہوتا اگر غدار اپنے نہ ہوتے

وہ ایک ٹیبل پر کھڑی آرڈر نوٹ کر رہی تھی بلیک جینز اور بے بی پنک شرٹ میں کھلے فل سلیویس اس پر بہت نیچر ہے تھے۔۔۔ بالوں کی ٹیل پونی بنائے آنکھوں پر ڈارک براؤن شیڈز لگا رکھے تھے۔۔۔ وہ آرڈر لے چکی تھی شاید تبھی جانے کو مڑی جب سائیڈ والی کرسی پر بیٹھے شریر لڑکے نے شرارتا پیر آگے کر دیا نیلیم کو نظر تو آگیا تھا وہ اسے سچ مچ اندھا سمجھ رہا تھا پیر اور ٹخنے کے نیچے پیر رکھ کر نیلیم گزری تو اس لڑکے کی چیخ نکل گئی

Ayeee Are you blind idiot???

غصے میں اسکے منہ سے وہی عام جملہ نکلا تھا جو عموماً ایسی صورت حال میں بولا جاتا ہے

Yes I'm

لڑکی نے اطمینان سے کہار یسٹورینٹ میں دبے دبے قہقہے لگنے لگے۔۔۔ منہاج کا غصہ سوانیزے پر پہنچ گیا۔۔۔ سفید رنگت سرخ ہونے لگی آنکھوں میں غضب کی سرخی نے جگہ بنالی

مینجر کہاں ہے؟؟؟ کوئی بھی منہ اٹھا کر اسٹاف کی انسلٹ کرتا رہے اور تم لوگ خاموش کھڑے رہتے ہو۔۔۔ منہاج کی گرجدار آواز پر ریسٹورینٹ کے قہقہے بند ہو چکے تھے اسکے گارڈز بھی اندر ہی آچکے تھے مینجر نے بھی فوراً حاضری دی

Sorry Sir!!!

We're really sorry

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

مینجر کی شامت تو آئی ہی رہتی تھی جب منہاج آتا تھا اب بھی وہ گھبراہٹ میں معافیاں تلافیاں کرنے لگا

اندھا اسٹاف رکھا ہوا ہے

idiot people !!!

لڑکا غصے سے بولتا جانے لگا جیسے ہی وہ اسکے پاس سے گزرنے لگا منہاج نے اسکا گریبان تھام کر اپنی جانب گھسیٹ لیا

دونوں ہاتھ اسکے گریبان پر جمائے وہ اسے اپنے مقابل کھڑا کر چکا تھا اسکی غلافی بھوری آنکھوں نے مقابل کو چندپیل کے لیے لرزادیا تھا۔۔۔ اس نے ایک زوردار تیج لڑکے کے منہ پر دے مارا۔۔۔ وہ پیچھے پڑی میز پر لگا تھا برتن گرنے کی آواز نے ریسٹورینٹ کی خاموش فضا میں ارتعاش برپا کر دیا تھا۔۔۔ نیلیم اُچھل کر دو قدم دور ہٹی تھی۔۔۔ کانوں پر ہاتھ رکھتے اس نے خوفزدہ ہونے کی کمال اداکاری کی

سرپلیز جانے دیں سر!!! مینجر کی منت سماجت پر منہاج نے قہر آلود نظروں سے نیچے گرے لڑکے کو دیکھا جسکی ناک سے خون نکل رہا تھا تو شرٹ کا گریبان بھی اُدھر چکا تھا

ادھر آؤ تم منہاج نے اسے بازو سے پکڑ کر اپنے ساتھ گھسیٹا

بیٹھو یہاں۔۔۔ اس نے قدرے کونے پر لگی میز کی کرسی کھینچتے اسے بٹھایا اور مینجر کی جانب مڑا

کچھ فاصلے پر گیا اور اسکو گھورتے بولا

میں نے کہا تھا اس سے یہ نوکروں والے کام مت کروانا۔۔۔ وہ درشتگی سے بولا

سر کوئی کام تو دینا تھا نا۔۔۔ مینجر منمنایا

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

کچھ بھی کراؤ یا مفت میں سیلری دو مگر آئندہ وہ میرے سوا کسی کا آرڈر نہیں لے گی مائنسٹراٹ اور جب سارا اسٹاف لچ کر رہا ہے تو اُسے کام پر لگایا ہے۔۔۔ وہ بھڑک رہا تھا مینجر خاموش سُن رہا تھا

وہ پھر نیلیم کے پاس آیا

سنو تم گھر جاؤ اب۔۔۔ بلکہ پہلے ایک کپ چائے پی لو۔۔۔ وہ بیٹھتے ہوئے بولا۔۔۔ اس نے ویٹر کو چائے اور رفریشمنٹ کا آرڈر دیا

ہم نے چائے نہیں پینی تم کون ہو؟؟؟ نیلیم نے پوچھا

تم اپنا نام بتاؤ پھر میں بتاتا ہوں میں کون ہوں۔۔۔ وہ کرسی کی بیک سے ٹیک لگاتا دلکشی سے مسکرایا وائٹ بغیر شکن کے شرٹ اور بلیک جینز پر اس نے بلیک کوٹ پہن رکھا تھا دلفریب پر تمکنت خدو خال، کلین شیوڈ غلافی آنکھوں میں نیلیم کا عکس، ہلکی ہلکی اُبھرتی سرخی وہ کسی دیوتائی دیو مالائی داستان کا کوئی دیوتا لگ رہا تھا مجسم روپ دھارے اسکے سامنے بیٹھا ہو۔۔۔ نیلیم ابرار کا دل شدت سے چاہا تھا کہ کوئی آکر گواہی دے ڈالے کہ نہیں یہ وہ نہیں ہے جو لوگوں کے دل نکال لیتا ہے۔۔۔ کیا حُسن اتنا ظالم ہوتا ہے اتنا؟؟؟

ہمیں کوئی دلچسپی نہیں ہے اس میں کہ تم کون ہو تمہیں آخری بار بتا رہی ہیں ہمیں پریشان مت کرو نہیں تو بہت برا پیش آئیں گے تمہارے ساتھ۔۔۔ اسکے چہرے پر غصہ جھلک رہا تھا رخسار بھی ناراضگی سے پھول گئے تھے

باہا باہا!!! وہ ہنسا اور آگے کو ہوتا بیٹھ گیا دونوں ہاتھ میز پر لگائے تو نیلیم کا دھیاں غیر ارادی طور پر ان کی جانب گیا ذہن کی اسکرین پر سال پہلے دیکھا کوئی خواب گردش کرنے لگا جس میں یہ مضبوط سفید ہاتھ واضح تھے۔۔۔ اسے جانے کیوں خوف آیا تھا ان ہاتھوں سے جنہوں نے لاکھوں گلے گھونٹے تھے

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

ملکہ تم غصہ غلط جگہ کرتی ہو مگر کرتی کمال کا ہو۔۔۔ وہ اسکے چہرے کو نظروں کی زد میں لیے بولا

شٹ اپ!!! وہ کرسی دھکیل کر کھڑی ہوئی اور ہاتھ سے دیوار ٹٹولنے لگی منہاج اُسکے سامنے آکھڑا ہوا دیوار کو ٹٹولتا اسکا ہاتھ منہاج کے سینے سے ٹکرایا ایک برق سی اس سینے میں دوڑ گئی تھی

کیا بد تمیزی ہے؟؟؟ وہ غصے سے پھنکاری

سنو تم میری آواز نہیں پہنچاتی کیا؟؟؟ وہ اسکے کان کے قریب ہوتا پوچھ رہا تھا اسکے پرفیوم کی سحر انگیز مہک نیلیم ابرار کے نتھنوں سے ٹکرائی

مم۔۔۔ مجھے تمہارا نام تک نہیں پتا۔۔۔ وہ دانت چبا کر بولتی ایک قدم پیچھے

اوکے نیلیم ابرار تم اب اپنے اپارٹمنٹ جاسکتی ہو کل ملیں گے بلکہ لنچ اکٹھے کریں گے

SEE YOU SOON!!!

اس نے نیلیم کی جانب دیکھتے ہوئے کہا کوٹ کی پاکٹ پر لگے بلیک گاگلز لگائے اور اسے بھرپور نظروں سے تکتا چلا گیا

اسکے نکلتے ہی گارڈز پیچھے چل دیے کار کا دروازہ کھولتے گارڈ کو بیٹھتے ہوئے اس نے حکم دیتے کہا

جب تک وہ صحیح سلامت گھر نہ پہنچ جائے تم اُس پر نظر رکھو گے گارڈ نے فرمانبرداری سے سر ہلایا

پیٹریہ اپارٹمنٹ کب اور کس نے رینٹ پر لیا تھا اور یہ لڑکی کب سے یہاں رہ رہی ہے ساری انفارمیشن کل

تک میری اسٹڈی میں ہونی

چاہیے۔۔۔ ڈرائیو کرتے پیٹر سے وہ حکمیہ لہجے میں مخاطب تھا

وہ جس وقت اپارٹمنٹ پہنچی دوپہر کے تین بج رہے تھے میجر عاص کے ساتھی نے بتایا تھا کہ منہاج کے گارڈز اسکا پیچھا کرتے آئے ہیں اور یہ بھی کہ ایک گارڈ ہر وقت اپارٹمنٹ کے آس پاس گردش کرتا نظر آتا ہے میجر عاص نے پیٹر سے ایک کلب میں ملاقات کی تھی اور خود کو ایک گولڈ اسمگلر ظاہر کیا تھا منہاج کو چونکہ ہیرے کی اسمگلنگ کیلئے بھروسے والے بندے چاہیے تھے تبھی عاص نے یہ پلان ترتیب دیا تھا۔۔۔ پیٹر سے اسکی دو تین ملاقاتیں ہو چکی تھیں اور یہی نہیں ان کے مابین فون نمبرز کا بھی تبادلہ ہو گیا تھا جب عاص نے یہ نمبر اپنے سینئرز کو بھیجا تو اس سے یہی معلومات ملیں کہ اس نمبر سے تین چار لوگوں سے ہی کانٹیکٹ کیا گیا ہے اور کوئی ڈیٹا حاصل نہیں ہوا تھا

سرکیپٹن ارتج نے جو رپورٹ بھیجی ہے اس میں ان تمام اسکولز کی لوکیشن ہے جس میں کم سن بچوں کو دہشتگردی کی ترغیب دی جاتی ہے اس کے علاوہ ٹاپ لسٹڈ دس بندے اور تین گروہ کی بھی انفارمیشن ہے اور امداد بلوچ کا ایک خفیہ ٹھکانا بھی پتالگ گیا ہے۔۔۔ کیپٹن حمزہ نے لیپ ٹاپ کی جانب دیکھتے کہا

میجر عاص اپنی ڈیوائس کے ساتھ نمبر دآزما تھا جسے اس نے کل سیٹ کرنا تھا ایرپیس کا ساتھ کیوں کہ کل اسکی پیٹر کے ساتھ ملاقات تھی

کیپٹن ارتج کی صلاحیتوں پر مجھے کوئی شک نہیں

After all she's an intelligent girl!!!

میجر عاص کے لہجے میں رشک کی آمیزش تھی جسے اندر آتی نیلیم نے بے حد ناگواری سے سنا تھا۔۔۔ میجر عاص کے منہ سے کسی اور لڑکی کی تعریف اسکے اندر آگ بھڑکا گئی۔۔۔ اس نے ہینڈ بیگ زور سے صوفے پر پٹخا۔۔۔ میجر عاص نے سر اٹھا کر اسے دیکھا اور دوبارہ اپنے کام میں مصروف ہو گیا

کیپٹن ارتج ایک ذہین لڑکی ہیں اگر یہاں کوئی کم عقل، احمق اور بے وقوف ہے تو وہ کیپٹن نیلیم ہیں۔۔۔ اس نے جلے دل سے کہا سبز کانچ میں ہلکی ہلکی نمی چمک رہی تھی۔۔۔ کیپٹن حمزہ نے تعجب سے ایک نظر اس لڑکی کو دیکھا اور دوسری نظر بے نیازی سے وائرلیس کے وائرز سے چھیڑ خانیاں کرتے میجر عاص کو آپ کی بات تو ہوئی ہی نہیں کیوں کیپٹن حمزہ؟؟؟ میجر عاص نے لا پرواہی سے کہتے کیپٹن حمزہ کو بھی گھسیٹ لیا؟

جی جی۔۔۔ حمزہ جلدی سے بولا

آپ تو چپ رہیں۔۔۔ نیلیم نے چیخ کر اسکی بات کاٹی

کیپٹن نیلیم۔۔۔ میجر عاص کی آواز میں سختی تھی۔۔۔ وہ ایک قہر برساتی نظر اس پر ڈالتی اپنا ہینڈ بیگ اٹھا کر چلی گئی میجر عاص کو یو نہی بیٹھے دیکھ کر حمزہ اسکے پیچھے گیا

کیپٹن نیلیم آپ غلط سمجھ رہی ہیں میجر عاص نے آپ کی تو بات ہی نہیں کی۔۔۔ حمزہ نے غصے سے بھری لان میں صوفے پر بیٹھی نیلیم سے کہا

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

مجھے پتا ہے وہ ہماری بات کبھی نہیں کرتے انہیں ہم اس قابل ہی نہیں لگتے کہ ہماری بات کی جائے۔۔۔ آپ کے سامنے ٹائیگر نے

کبھی ہمیں Appreciate کیا؟؟؟ وہ اس سے شکایتی انداز میں بات کر رہی تھی

ایسی بات نہیں ہے آپ بہت اچھے سے اپنا کام کر رہی ہیں

Believe me I'm really impressed

کیپٹن حمزہ صوفے کے پاس ہی نیچے بیٹھ گیا

آپ اتنے اچھے سے نابینا ہونے کی اداکاری کرتی ہیں آپ کی آواز بھی ہم تک صاف آرہی ہوتی ہے آپ ہر بات کا جواب بھی پُر اعتماد انداز میں دیتی ہیں

You are really good!!!

وہ اسکی تعریف کر رہا تھا جو زور و شور سے مینا برسانے میں مصروف تھی اور بار بار نازک ہاتھوں کی پشت سے سرخ عارضوں پر بہتے آبشار کو سمیٹ رہی تھی

یہ بھی بتاؤ کہ کیپٹن ارتج اور کیپٹن منزہ یہاں تک کہ کسی بھی آرمی لیڈی کو روتے نہیں دیکھا آپ کو یہ ہنر بھی آتا ہے۔۔۔ میجر عاص پیچھے ہی دروازے میں کھڑا تھا۔۔۔ اسکی سنجیدہ آواز پر دونوں نے مڑ کر دیکھا اور کیپٹن حمزہ کھڑا ہو گیا

اُن کو آپ ڈانٹتے بھی تو نہیں ہیں۔۔۔ وہ آنسوؤں کے درمیان بولی

وہ ایسا کام بھی نہیں کرتیں کہ ڈانٹا جائے۔۔۔ میجر عاص نے کندھے اُچکائے

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

آپ تو شروع دن سے ہمارے دشمن بنے ہوئے ہیں۔۔۔ کیپٹن حمزہ اسکو اتنی لاپرواہی سے گروپ لیڈر کے ساتھ لڑتا دیکھ کر نا محسوس طریقے سے کھسک گیا

تم ہی دوستی کرنا چاہ رہی ہو۔۔۔ اس نے مزید بتایا

تو آپ کر لیں نادوستی۔۔۔ اسکی آواز میں رس گھلتا محسوس ہو رہا تھا ابھی چیخ رہی تھی غصہ کر رہی تھی اور اب

میں حسین لڑکیوں سے دوستی نہیں کرتا۔۔۔ وہ بول کر کچن کی جانب چل پڑا

کیوں؟؟؟ وہ اسکے پیچھے ہی چلی آئی فریج سے بوتل نکال کر میجر عاص نے کچن کاؤنٹر پر رکھی

وہ دھوکے باز ہوتی ہیں۔۔۔ وہ گلاس میں پانی انڈیلتا بولا۔۔۔ نیلیم اسے ہی دیکھ رہی تھی

کتنی حسین لڑکیوں کو آزما چکے ہیں؟؟؟ میجر عاص نے اسکے لہجے میں تیکھا پن محسوس کیا

صرف ایک کو۔۔۔ اس نے تمام دورانے میں پہلی بار اسکی آنکھوں میں دیکھا

ایک بار ہمیں بھی آزما کر دیکھ لیں۔۔۔ اسکی آنکھوں میں التجا تھی

آزما ہی تو رہا ہوں مگر دل کہتا ہے تم دھوکہ دو گی۔۔۔ وہ اسکی التجائیہ نظروں میں دیکھتا کتنا پریقین تھا نیلیم کو اپنے حوصلے ٹوٹتے محسوس ہوئے

ہم ایسے نہیں ہیں میجر عاص۔۔۔ اسکے لب دھیرے سے ہلے

ایسا مت کرنا نیلیم یاد رکھنا میں غدار ی معاف نہیں کروں گا جان لے لوں گا تمہاری میں اپنے دشمنوں کے حق میں نرم دل واقع نہیں ہوا۔۔۔ میجر عاص عالم کے لہجے میں ایسا کچھ تھا جس نے کیپٹن نیلیم ابرار کی ریڑھ کی ہٹی

میں سنسناہٹ پیدا کر دی

رات کے وقت کلب کی رونق اپنے عروج پر تھی وہی عریاں بدن پھولی سانسوں کے ساتھ تھرکتے وجود بے ہنگم میوزک آنکھوں میں چبھتی لائٹنگ ایجنٹ 61 اور ایجنٹ 41 آج ادھر موجود تھے جبکہ میم بشرہ انہیں تھر و مونیٹرنگ سسٹم ڈیل کر رہی تھیں کلب میں جگہ جگہ سپائے کیمرے لگائے تھے ایجنٹ 61 آج ویٹر کے یونیفارم میں پہلے سے ہی موجود تھا شراب کے گلاس ٹرے میں رکھے وہ سرو کر رہا تھا جب اسکے ایئر پیس میں میم بشرہ کی آواز ابھری

Maverick is coming!!!

وہ فوراً متلاشے نظروں سے ادھر ادھر دیکھنے لگا بالا آخر اسے میجر آتا نظر آ ہی گیا تھا جس کے ساتھ میورک کلب کی چھت پر جاتا تھا وہ تیزی سے فون پر گفتگو کرتے میجر کے پاس سے گزرا اور جان بوجھ کر اس سے ٹکرا گیا

Writers

Ohhh God!!!

میجر نے ہاتھ جھاڑتے خونخوار نظروں سے ویٹر کو گھورا

اندھے ہو تم کام نہیں کرنا آتا جاہل انسان۔۔۔ اپنی ساری فرسٹیشن اس پر نکال ڈالی

سوری سرائیں میں صاف کر لاؤں بس دو منٹ ہی لگیں گے پلیز سر۔۔۔۔ وہ شرمندگی اور لجاجت سے درخواست کر رہا تھا

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

جاؤ دفع ہو جلدی آؤ۔۔۔ مینجر نے کوٹ اُتار کر اسکے منہ پر مارا

ایجنٹ 61 تیزی سے اندر واش روم کی جانب چل پڑا

جلدی کرو میورک آگیا ہے اُسکے اوپر جانے سے پہلے کوٹ دے کر آؤ۔۔۔ میم بشرہ جلدی میں بولیں

یہ لگ کیوں نہیں رہا۔۔۔ ویٹر نے اپنی جیب سے چھوٹا سا سپائے کیمرہ نکالتے کوٹ کے کاندھے اور کالر کے درمیان سیٹ کرتے کہا

جلدی کرو۔۔۔ وہ سیڑھیاں چڑھ رہے ہیں۔۔۔ میم بشرہ ایک بار پھر بولیں

ہو گیا ہو گیا ڈن۔۔۔ وہ کوٹ لے کر بجلی کی رفتار سے بھاگا۔۔۔ میورک اور مینجر آدھی سیڑھیاں چڑھ چکے تھے

سر سر آپ کا کوٹ۔۔۔ ویٹر کی آواز پر میورک کو کچھ تھماتا مینجر پلٹا

رکھو میں آتا ہوں۔۔۔ وہ مڑنے لگا

سر پہن لیں کہیں پھر کچھ۔۔۔

اچھا اچھا جلدی کرو

میورک اسے مسلسل گھور رہا تھا ویٹر نے آگے بڑھ کر اسے کوٹ پہنایا

جاؤ تم!!!

اوپر اندھیرا تھا چھت بھی مکمل اندھیرے میں ڈوبی ہوئی تھی اگر وہاں روشنی ہوتی تو یہ ننھا سا سپائے کیمرہ

میورک کی نظروں سے چھپا نہ رہتا

Welldone 61!!!

میم بشرہ نے اسے مبارک باد پیش کی اور اپنے دوسری مونیٹر پر سپائے کیمرہ سے نظر آنے والا منظر ملاحظہ کرنے لگیں

اندھیرے سے گزر کر تقریباً پانچ منٹ وہ روشنی میں آئے تھے یا کمرے کی لائٹ جلانی تھی

میورک گٹھنے کے بل زمین پر بیٹھا کارپٹ ہٹا کر اس نے انگلیاں موڑ کر فرش پر بجائیں اور ہلکے طسے دھکا لگا کر اسے کسی شیڈ کی طرح کھولا وہ اندر گم ہو گیا۔۔۔ مینجر بھی اسکے پیچھے ہی اُتر اُتھا۔۔۔ کیمرے سے اب سارا منظر صاف نظر آ رہا تھا اسلحے اور گولیوں سے بھرا کمرہ میم بشرہ نے اسے لارج کر کے دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ سب ہتھیار امریکہ کے تھے ناکہ پاکستان کے یعنی میورک منہاج عزضحاک کو بھی دھوکہ دے رہا تھا

کمرے میں اتنا اسلحہ بھرا تھا کہ یقین کرنا ممکن نہیں تھا کہ یہ سب ایک سال کے اندر اندر یہاں بھرا گیا ہے بلکہ ایک سال سے بھی کم عرصے میں

یہ سب بیچنا کب ہے؟؟؟ جلدی جلدی خالی کرو۔۔۔ مینجر نے کہا

ہیہیسیسی۔۔۔ چنا۔۔۔ وہ بیچنا کو لمبا لمبا کھینچتا اسکے کوٹ کے کندھے اور کالر کے درمیان غور کرنے لگا اسکا بڑا سا چہرہ میم بشرہ کے مونیٹر پر چھا گیا

اوووہ نو!!!

ایجنٹ 61 اور 41 جلدی نکلو کلب سے 61 تم بھاگو جلدی میورک کو پتالگ گیا ہے کیمرے کا۔۔۔ میم بشرہ نے بھرائی آواز میں جلدی جلدی کہا

نیلیم کا مرکت از دیباء تبسم

نکلو پلیز---ان کے ہاتھ پیر ٹھنڈے پڑ گئے اگر ان کا کوئی ایجنٹ سی آئی اے کے ہاتھ چڑھ جاتا تو وہ ناجینا جوگا رہتا نہ مرنے جوگا

میں چینیج کروں یا ایسے ہی نکل جاؤں؟؟؟ وہ واش رومز کے پچھلی طرف آگیا

اوہ---مجھے اُس ویٹر پر پہلے ہی شک تھا اس نے کیمرہ کھینچا تو کوٹ بھی اُدھڑ گیا

کوئی ویٹر باہر آئے تو پکڑ لینا اُسے---یا پھر داڑھی اور گورے رنگ کا شخص بھاگنے لگے تو جانے مت دینا---
مینجر نے گارڈز کو حکم دیا

میورک سیڑھیوں کے ذریعے اوپر آیا اور جلدی سے سب بند کیا روم کولاک لگایا اور دونوں تیزے سے
سیڑھیاں پھلانگتے نیچے پہنچے

سنو سب سے پہلے تم چینیج کرو---یہاں کیمرے نہیں ہیں جلدی کرو---میم بشرہ نے کہا

مگر میرے کپڑے اندر ہیں---اس نے جواب دیا

میں ٹائیگر سر کو انفارم کرتی ہوں تم کہیں چھپ جاؤ یا کسی طرح چھت پر چلے جاؤ---وہاں روم کے ساتھ
گیلری میں چھپ جاؤ

وہ بلوچستان بھیجی گئی ٹیم کی تمام کاروائیاں چیک کر رہا تھا جب اسکی وائرلیس نماڈیوائزوا بھریٹ کی---اس نے
قدرے چونک کر دیکھا

Sir M2 Team, AS_B speaking!!!

تمام صورتحال نہایت مختصر الفاظ میں اس تک پہنچائے

میجر عاص نے فوراً لیفٹیننٹ جنرل سے رابطہ کیا اور تمام صورتحال سے آگاہ کیا۔۔۔ میم بشرہ اور وہ فوراً بھیس بدل کر ڈی آئی جی سندھ سے رابطے کے بعد کلب پر ریڈ کرنے کا فاصلہ کیا میم بشرہ نے کلب سینڈ کی اور پولیس گاڑیاں تیزی سے کلب کی جانب روانہ ہو گئیں۔۔۔ اس وقت یہ ایک خوش قسمتی تھی کہ ان میں سے کوئی بھی پولیس اہلکار ایم آزی کی گینگ کا حصہ نہ تھا

ایجنٹ 61 روم کی گیلری میں پچھلے ایک گھنٹے سے پلر کے ساتھ لٹکا تھا اسکے پیرزین سے اوپر اٹھے تھے مگر اسکے لیے یہ کوئی خاص بات نہیں تھی بس وہ چاہتا تھا کہ کسی طرح وہ اسلحہ نکالنے میں کامیاب ہو جائیں میورک کے ساتھ موجود دو گارڈز اور کلب گارڈز ایجنٹ 61 کی تلاش میں بھاگ رہے تھے مگر اسکا ملنا ممکن نہیں لگ رہا تھا۔۔۔ پولیس گاڑیوں کا سائرن سنائی دیا تو میورک نے ایک مکان بنا کر اپنی ہتھیلی پر مارا اور تین چار زبردست انگریزی گالیاں نکالیں

پولیس کی تعداد اتنی زیادہ تھا کہ پل بھر میں کلب کو گھیرے میں لے لیا گیا۔۔۔ مشکوک افراد کو پکڑنے کے علاوہ۔۔۔ تمام اسلحہ بھی برآمد کر لیا گیا۔۔۔ ایجنٹ 61 کو اسی بھیڑ میں سے نہایت محتاط طریقے سے نکال لیا گیا تھا

کراچی کے مشہور کلب میں بڑے پیمانے پر اسلحے کی اسمگلنگ روک دی گئی۔۔۔ تین مشکوک افراد گرفتار۔۔۔ انہوں نے میورک کی گرفتاری نہیں لی تھی مشن کا بھی یہی تقاضا تھا

وہ اپنی روٹین کے مطابق ریسٹورینٹ آئی خلاف توقع اسے آج لنچ دیا گیا تھا۔۔۔ اسے اسکا میز نمبر بتایا وہ بمشکل اداکاری کرتی دو تین لوگوں سے ٹکراتی میز تک پہنچی ابھی اس نے صحیح طرح سے کھانے کی اشتہا انگیز خوشبو کو محسوس بھی نہ کیا تھا کہ اُسی کلون کی مہک نے اس پر غلبہ حاصل کر لیا

وہ کھانے کو ہاتھ بڑھانے لگی منہاج عزضحاک وہاں پہلے سے ہی موجود تھا اسکے ہر بڑھے ہاتھ پر کوئی نہ کوئی ڈش آگے کر دیتا

کون ہے یہاں؟؟؟ وہ آس پاس دیکھنے کی کوشش کرتی بولی

کیا تم میری موجودگی کو بھی محسوس کر لیتی ہو؟؟؟ وہ میز پر کمینیاں ڈگائے اسکی گلاسز لگی آنکھوں پر نظریں جمائے پوچھ رہا تھا

اندھے ضرور ہیں مگر محسوسات رکھتے ہیں۔۔۔ وہ میز کا سہارا لے کر کھڑی ہو گئی۔۔۔ اس سے پہلے کہ منہاج اُسے کچھ کہتا وہ پلرز کو ٹٹولتی تیز تیز آگے بڑھ گئی۔۔۔ بہت مشکل تھا اُن چیزوں کی موجودگی کو فراموش کرنا جو نظر آرہی ہوں۔۔۔ تقریباً بیس منٹ بعد میز پر جانے کا کہا اور لنچ کرنے کا کہا تو وہ ناچار اٹھ گئی

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

گیارہ سالوں میں پہلی بار نیلیم کو سرو کیا آج ملکہ کو کر رہا ہوں۔۔۔ وہ میز پر پھر موجود تھا پلیٹ اسکے سامنے رکھتے اس میں سے ایک نوڈلز نکالتے بولا

تت۔۔۔ تمہیں کس نے حق دیا ہمارا نام رکھنے کا؟؟؟ ہم نیلیم ہیں سنا تم نے۔۔۔ اور ہم تمہارا سرو کیا کھانا تمہارے منہ پر مارتے ہیں۔۔۔ اس نے پلیٹ کو ہاتھ سے پرے کھسکا یا تو وہ میز سے نیچے جا گری

ہمارا پیچھا مت کرو۔۔۔ وہ غصے سے آگ بگولا ہو گئی۔۔۔ منہاج نے آس پاس لوگوں کو متوجہ دیکھا اور میز پر موجود فروٹ باسکٹ کو ہاتھ مارتا لمبے لمبے ڈگ بھرتا نکل گیا۔۔۔ باسکٹ گرنے پر وہ اچھلی تھی

شام چار کا وقت تھا۔۔۔ جب اسکا بھوک سے برا حال ہونے لگا۔۔۔ چونکہ میخرا اسکی حقیقت جانتا تھا اُس نے اسے کھانا کیلئے ایک میز پیش کی وہ ایک نوڈلز کے ساتھ بھرپور انصاف کر رہی تھی جب منہاج پھر سے وہاں چلا آیا۔۔۔ اسے نظر تو آگیا تھا وہ مگر فوراً ردِ عمل ظاہر نہیں کر سکتی تھی۔۔۔ میخرا عاص کو یہ سارا منظر اپنے لپ ٹاپ کی اسکرین پر نظر آ رہا تھا

کیا جادو ہے جو شخص کسی کی ہلکی سی ناگواری نہیں برداشت کرتا کیپٹن نیلیم کی اتنی انسلٹ کے باوجود بھی دو گھنٹے بعد پھر حاضر ہو گیا۔۔۔ کیپٹن حمزہ نے لقمہ دیا

کیپٹن نیلیم جیسی لڑکی پر تو کوئی بھی فدا ہو سکتا ہے۔۔۔ حمزہ نے اسکرین پر نظر آتے اسکے حسین و دلکش چہرے کو دیکھتے سوچا

اسکی نظریں مسلسل کھانا کھاتی نیلیم کے چہرے پر جمی تھیں۔۔۔ اسکا فطری غصہ عود کر آیا تھا۔۔۔ وہ حسین تھی تو اپنی حفاظت کرنا بھی جانتی تھی بچپن سے ایسے گھورنے والوں کو سیدھا کرتی آئی تھی اس نے را کے ایجنٹ کا منہ نوچ لیا تھا تو اس شخص کو کیسے بخش دیتی

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

نیلیم نے ہاتھ میں تھاما کاٹا زور سے اسکی ناک پر مارا۔۔۔۔۔ وہ جو عنابی ہونٹوں پر ہلکا سا تبسم لیے اسے تیز تیز کھاتے دیکھ رہا تھا اس اچانک حملے پر سٹپٹا گیا۔۔۔۔۔ خون کی باریک سی لکیر اسکے ناک سے ہونٹوں تک بہہ گئی تھی پہلے بغیر اجازت کے میری میز پر آ بیٹھے اب مسلسل گھور رہے ہو۔۔۔۔۔ تمہارا مسئلہ کیا ہے کیوں ہمیں نوکری سے نکلوانے کے درپے ہو؟؟؟ اب اگر تم ہمارے آس پاس بھی منڈلائے نا تو۔۔۔۔۔ تو ہم آنکھیں نکال دیں گے تمہاری۔۔۔۔۔ وہ دیکھ منہاج کے بائیں طرف رہی تھی مگر غصے سے اسے ہی مخاطب کیے بیٹھی تھی

اتنا زبردست نشاناتو بینائی رکھنے والوں کا بھی نہیں ہوتا جتنا تمہارا ہے۔۔۔۔۔ وہ ٹشو پیپر سے خون صاف کرتا زحہ سنجیدہ تھا

تت۔۔۔۔۔ تم ہمیں۔۔۔۔۔ اندھا کہہ رہے ہو؟؟؟ وہ بے یقینی سے بولی

ایم سوری میرا وہ مطلب نہیں تھا کیچو نلی۔۔۔۔۔ وہ وضاحت کرنے لگا

گو ٹوہل!!! وہ کرسی دھکیل کر کھڑی ہو چکی تھی اسکی وجہ سے وہ تیسری بار بھی بھوکے جارہی تھی ایم آ ز کو افسوس ہونے لگا

Writers

اب بہت کم ہی کوئی اوپر اپارٹمنٹ میں آتا تھا وہ لوگ احتیاط برتنے لگے تھے۔۔۔۔۔ اگر کوئی آتا بھی تو رات کے وقت۔۔۔۔۔ میجر عاص بھی رات ایک بجے اوپر آیا تھا

اسلام و علیکم!!! اس اندر داخل ہوتے سلام جھاڑا نیلیم کے ساتھ والی خاتون ڈرائنگ روم میں سو رہی تھیں

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

وعلیکم اسلام آپ اس وقت کوئی کام تھا؟؟؟ وہ شاور لے کر نکلی تھی سردی کی وجہ سے اسکے ہونٹ کپکپا رہے تھے گیلے بال رُخساروں پر چپکے پڑے تھے پلکیں بھی تر تھیں۔۔۔ کوئی اور ہوتا اس وقت تو ایمان سے ڈگمگا جاتا مگر وہ اس دنیا کا واحد شخص تھا جسے اس چہرے کی خوبصورتی نہیں نظر آتی تھی کیوں کہ وہ اس چہرے کا ایک بھیانک روپ دیکھ چکا تھا

ہاں مجھے آپ کو آگے کی پلاننگ بتانی تھی آپ ہسیر ڈرائے کر کے آئیں میں کافی بنانا ہوں ویسے یہ کوئی وقت نہیں ہے ہاتھ لینے کا۔۔۔ اپنی کہہ کر وہ نکل گیا

جب تک اس نے کافی بنائی نیلیم جیکٹ پہن کر گیلے بالوں کا ہی جوڑ کر کے باہر آگئی۔۔۔ وہ کافی مگ میز پر رکھ رہا تھا اسے بیٹھنے کا اشارہ کرتے اپنی کرسی بھی کھینچ لی

میجر عاص نے اسے آگے کی منصوبہ بندی بتانا شروع کی وہ خاموشی اور توجہ سے اسکی بات سننے لگی۔۔۔ پیٹر کو پتا ہے کہ منہاج کے خلاف ایک ایجنٹ مشن پر ہے اُسے ٹائیگر کہتے ہیں میں نہیں جانتا اُسے یہ کیسے پتا چلا مگر ایسے میں میرا منہاج کے سامنے جانا مشن

کیلئے خطرہ ثابت ہو سکتا ہے اسی Changings (تبدیلیاں) کی گئی ہیں۔۔۔ اس نے اپنی بات ختم کر کے لیے پلان میں

کافی کا گھونٹ بھرا نیلیم نے بھی کافی مگ کو دونوں ہاتھوں سے تھام رکھا تھا جیکٹ کے بازو اسکے آدھے آدھے ہاتھ ڈھانپ رہے تھے یہ جیکٹ میجر عاص کی تھی۔۔۔ جو اس نے اسلام آباد میں اسے ٹھنڈ کے دوران دی تھی اور نیلیم نے اب تک واپس نہیں کی تھی

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

آپ کو سب ٹائیگر کہتے ہیں آپ کے بابا نے یہی نام کیوں دیا آپ کو حالانکہ ایک تھائائیگر دو ہزار بارہ میں تین سال پہلے ریلیز ہوئی ہے۔۔۔ وہ مسکرائی

ہا ہا آپ کو کیا لگتا ہے میرے بابا ایسی فلموں سے امپریس ہوں گے تضاد پر مبنی جسکی حقیقت تلخ اور فکشن سحر انگیز محبت بھری۔۔ ہو نہ۔۔۔ اس نے منہ بگاڑا

آپ کو انڈین موویز نہیں پسند؟؟؟

موویز کی الگ بات ہے اور اس مووی کی الگ۔۔ حقیقت تو یہ ہے یہ ایک تصوراتی کہانی پر مبنی فلم ہے جبکہ حقیقت میں ٹائیگر روند رکوشک تھا ایک محب وطن انسان جسے اپنے وطن سے بے انتہا محبت تھی وہ اس کے لیے کچھ کرنا چاہتا تھا مگر تھیٹر میں آگیا وہ ایک ہینڈ سم شخص تھا اسکی اداکاری بہت پسند کی جاتی تھی اکثر اسکے چاہنے والے اسے ونود کھنا بھی کہتے تھے لکھنؤ میں ایک تھیٹر پر فو منس میں وہ بھارت کی خفیہ ایجنسی راکھی نظروں میں آگیا۔۔۔ اسے راکھی ایجنٹ بننے کی آفر دی گئی اور دو سال ٹریننگ کے بعد پاکستان بھیجا گیا اس کو نبی احمد شاہ کا نام دیا گیا ان شارٹ اُس نے یہاں آکر آئی ایس آئی میں شمولیت اختیار کی اور میجر کے رینک تک پہنچ گیا اس نے ہمارے ادارے کی بہت سی حساس معلومات بھارتی اداروں کی دی اور بلیک ٹائیگر کا خطاب حاصل کیا۔۔۔ وہ بہت شاطر انسان تھا اسکے سو روپے تھے ہر بار مختلف بھیس میں آتا اس نے کافی سال یہ کام کیا ایک بار راکھی ایجنٹ کو اس سے ملنے بھیجا جو آئی ایس آئی کے ہتھے چڑھ گیا اُس نے بلیک ٹائیگر کے بارے میں ساری حقیقت کھول دی۔۔۔ غور سی سنتی نیلیم نے بے اختیار لمبا سا ہا کہا

پھر؟؟؟

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

پھر بھارت کی سنگدلی سامنے آئی جس نے ہمارے ادارے سمیت روندرو کو بھی ہلا کر رکھ دیا بھارت نے روندرو کی سالوں کی محنت اور قربانیوں کا صلہ یہ دیا کہ اُسے پہچاننے سے ہی انکار کر دیا اور کہا کہ پاکستان نے جاسوسی کا جھوٹا الزام لگایا ہے ہمارا اس شخص سے کوئی لیس دین نہیں۔۔۔ ہمارے ادارے نے اُس پر ہر قسم کا تشدد کیا جو دشمن پر کیا جاتا ہے مگر وہ بھارت کے خلاف کچھ نہ بولا اُسے سولہ سال قید میں رکھا گیا پھر اُسکی موت ہو گئی۔۔۔ میجر عاص نے کافی کا گھونٹ بھرا

اصل میں بابا اُس سے بہت انسپاڑتھے سولہ سال کی قید میں وہ ایک بار اپنے ملک کے خلاف نہیں بولا اصل بلیک ٹائیگر وہی تھا مگر بھارت نے اُسکی لاش تک لینے سے انکار کر دیا اُسے آخری وقت میں اپنے وطن کی مٹی بھی نصیب نہیں ہوئی آہ یہ تھا بلیک ٹائیگر۔۔۔ وہ کرسی کی پشت سے ٹیک لگاتے بولا

کیا واقع ہی کسی کو اپنے ملک سے اتنی محبت ہو سکتی ہے؟؟؟ نیلیم حیران تھی اس نے شاکڈ ہوتے سوال کیا

کیوں نہیں ہو سکتی؟؟؟ ہمارے فوجی ادارے ایسے لوگوں سے بھرے پڑے ہیں جنہوں نے سالوں غیر زمین پر گزارے ہیں وہاں کے ظلم و ستم سہے ہیں کسی کی زبان کاٹ دی گئی تو کسی کو لوہے کے گرم سلاخوں سے مارا گیا کسے کے ناخن کھینچ ڈالے تو کسی کی ٹانگ توڑ دی۔۔۔ لاکھوں لوگ ہیں جن کے بل بوتے پر آج یہ زمین آباد ہے اگر یہ لوگ جان جائیں ناکہ ان کی پُر سکون راتوں کے پیچھے ہم وردی والوں کی کتنی دردناک چیخیں ہیں تو آپکی قسم یہ سو نہیں سکیں گے اگر یہ وہ کٹے سرد دیکھ لیں جن کے عوض زمین کا یہ ٹکڑا (پاکستان) حاصل کیا تھا تو آنکھیں پتھر جائیں گی انہیں کیا پتا کہ اس امن و سکون کے پیچھے کتنے یتیم ہوئے کتنی بیوہ ہوئیں انہیں کیا پتا کہ کتنوں کے جگر پھٹے کتنوں کے سہارے ٹوٹے، یہ کیا جانیں کہ زبان کاٹی جائے تو کتنا درد ہوتا ہے؟؟؟

یہ کیا جانیں کہ لوہے کی گرم سلاخ جسم پر پڑے تو کیا افیت ہوتی ہے؟؟؟ بس انہیں یہ نظر آتا ہے کہ جی ڈی پی کا ایک خاص حصہ فوج پر خرچ ہوتا ہے بس!!! یہ نہیں نظر آتا کہ جب جب مارشل لاء نافذ ہوا تب تب پاکستان کی جی ڈی پی بڑھی

Democratic کے پاس شاید وہ جادو کی چھڑی نہیں ہے جس سے جی ڈی پی بڑھ جائے تاریخ گواہ ہے government

پاکستان کی عوام نے جب جب اپنے حکمران خود منتخب کیے ہیں تب تب گھائے میں رہے ہیں۔۔۔ پاکستان کے وجود کے وقت ہمیں سات سو ملین ڈالر ہمارے حصے میں آئے جس میں سے صرف چار سو ملین ڈالر ہمیں دیے گئے جی ڈی پی کا ریٹ نہ ہونے کے برابر تھا پھر جنرل ایوب خان کے دور میں جی ڈی پی کا ریٹ تقریباً چھ تک آگیا ضیاء الحق کے دور میں ہماری جی ڈی پی اور بڑھ گئی پھر جمہوری حکومت آئی اور جی ڈی پی گر گئی پھر جنرل مشرف کے دور میں پھر بڑھ گئی

اسی لیے تو جی ڈی پی ملیٹری گورنمنٹ بڑھاتی ہے کہ اسکا فوائد اٹھائیں وہ۔۔۔ نیلیم نے طنزیہ کہا ہو نہ یہی سُننا چاہ رہا تھا میں۔۔۔ شکر کریں کہ فوج مکمل طور پر جی ڈی پی پر انحصار نہیں کرتی ورنہ جو جی ڈی پی کے ریٹ جارہے ہیں فوج کا تو اللہ حافظ ہو جاتا یہ آپ لوگ شور مچاتے ہیں بجٹ کھا گئی فوج، فوج بجٹ کھا گئی بجٹ پر نظر ڈالی ہے کبھی؟؟؟ اس بجٹ میں سے ہم کیا کھائیں گے؟؟؟ پاکستان کی فوج دنیا کی پانچویں پانچویں بڑی فوج اخراجات میں چھبیسویں نمبر پر ہے، آئسٹی میزائل بھی انہیں اخراجات میں آتے ہیں۔۔۔ پاکستان کے دفاعی اخراجات ملکی کی مجموعی پیداوار کا صرف 2.8 پر سنٹ ہے جبکہ روس کا 3.9، اسرائیل کے

6.9 امریکہ کے 4.7 فیصد "میجر عاص نے تو اسکی بولتی ہی بند کر کے رکھ دی تھی وہ جو صاعقہ کے سامنے اتنی زبان چلاتی تھی حقائق اور دلائل کے ساتھ بات کرتے اس بندے کے سامنے چُپ تھی

ہمارے دفاعی اخراجات 6.8 ڈالر ہیں جبکہ بھارت جو ہم سے رقبے میں پانچ گنا بڑا ہے کہ پچاس ڈالر سے زیادہ ہیں پاکستان سے آٹھ گنا زیادہ مقابلہ بنتا ہے پھر ملٹری ہارڈ ویئر کا؟؟؟ لیکن کر کے دیکھ لو بجٹ کے اتنے فرق کے باوجود ہارڈ ویئر زمیں معمولی سافرق ملے گا۔۔۔ روس کے اخراجات ستر ارب ڈالر، امریکہ کے چھ سو ڈالر سے زیادہ ہیں۔۔۔ میں نے جتنا آرمی کو جانا اتنا آپ کو بتایا ایک اندازے کے مطابق یہی اخراجات ہیں باقی ہم کسی کی زبان نہیں پکڑ سکتے۔۔۔ لوگ معلومات رکھتے نہیں ہیں اور چڑھائی کر دیتے ہیں۔۔۔ آپ بھی انہیں لوگوں میں شمار ہیں۔۔۔ وہ تلخ ہوا

ایکجہو نکی ہمیں مطالعہ پاکستان اتنی خاص پسند نہیں ہے۔۔۔ اس نے سنجیدگی کا تاثر زائل کرنے کو شرارتا کہا

خیر یہ مطالعہ پاکستان سے نہیں رٹا میں نے۔۔۔ کافی بھی ٹھنڈی کردی آپ نے میری۔۔۔ وہ جھنجھلایا

ہم نے تو نہیں کہا تھا بھاشن دی وہ بھی رات کے اس وقت۔۔۔ وہ بھی دو بدو بولی

کتنی بے مروت ہیں آپ۔۔۔ میں نے آپ کے لیے کافی بنائی کہ اس وقت شاور لینے پر آپ بیمار نہ ہو جائیں اور آپ نے کیا کیا بحث چھیڑ دی اور کافی ٹھنڈی کردی۔۔۔ وہ شکایت کر رہا تھا

بالکل ایسے ہی ہیں ہم۔۔۔ یاد کریں چند دن پہلے بنائے کردی تھی آپ کو مگر آپ بنا پیے چلے گئے اب ہماری توبہ جو آپ جیسے مغرور انسان کیلئے کچھ بنائیں۔۔۔ وہ ہاتھ سینے پر باندھے بیٹھی تھی۔۔۔ میجر عاص نے اسے بازو سے پکڑ کر کھینچا۔۔۔ وہ اس افتاد کیلئے قطعاً تیار نہ تھی اسکے سینے پر ہاتھ رکھتے سر ٹکرانے سے بچایا

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

آپ کے تو اچھے بھی بنائیں گے کافی۔۔۔ وہ اسے کچن میں گھسیٹ لایا تھا۔۔۔ نیلیم کو اب تک میجر عاص کا دل اپنی ہتھیلی میں دھڑکتا محسوس ہوا تھا اور وہ بے دل انسان شاید سچ مچ جذبوں سے عاری تھا

میں تین دن کیلئے مشن کے سلسلے میں کہیں جا رہا ہوں۔۔۔ وہ کافی بناتی نیلیم کی طرف دیکھے بناء بولا کاؤنٹر سے کمر ٹکائے سینے پر ہاتھ باندھے سامنے والی دیوار کو دیکھ رہا تھا

آپ سنبھال لیں گی مناسب؟؟؟ اس نے نیلیم کی جانب دیکھا جو مگ ایک ہاتھ میں تھا مے دوسرے میں چچ پکڑے اسے دیکھ رہی تھی

کیوں جا رہے ہیں آپ؟؟؟

فارسی تو نہیں بول رہا مشن کیلئے ہی جا رہا ہوں

آپ نے پکچرز بھی لا کر نہیں دیں

آئی ایم سوری میں بڑی تھا

آپ نے پرامس کیا تھا۔۔۔ وہ اسکا وعدہ یاد دلاتے مگ میں دیکھنے لگی

رہنے دیں کافی۔۔۔ وہ تیزی سے کچن سے نکل گیا

کیوں؟؟؟ وہ اسکے پیچھے آئی

دل نہیں چاہ رہا۔۔۔ وہ بغیر ر کے بغیر مڑے بولا۔۔۔ نیلیم لانچ میں ہی کھڑی رہ گئی

عجب صورتحال ہوتی جا رہی ہے
رات کے بعد رات ہوتی جا رہی ہے
وہ تو آج بھی مکمل ہے پتھر کی طرح
ریزہ ریزہ تو میری ذات ہوتی جا رہی ہے

Socialmedia

اگلے دن وہ پھر ریڈیو میں موجود تھی۔۔۔ منہاج عزیز کا کل کی ہی طرح لچ ٹائم پر پھر حاضر ہو گیا تھا۔
- وہ مسلسل اسے نظروں کے حصار میں لیے ہوئے تھا نیلیم کو کوفت ہونے لگی
سنو ملکہ میرے ساتھ لچ کرو گی۔۔۔ وہ بل والی ڈائری لے کر واپس آرہی تھی جب اس نے راستے میں آتے
انتہائی دلنشین لہجے میں آفر کی
ہم لعنت بھیجتے ہیں تم پر اور تمہاری آفر پر ہمارے راستے میں مت آیا کرو کتنی بار کہیں تم سے؟؟؟ وہ دبے دبے
لہجے میں چلائی

جتنی بار تمہارا دل کرے ملکہ۔۔۔ وہ ہنسا اسکے دانت چمک اٹھے

ہمیں تنگ مت کرو ہمارے لیے پرابلمز کھڑی مت کرو ہم پہلے ہی بہت مشکل میں ہیں۔۔۔ ہماری نوکری چلی
جائے گی تمہاری وجہ سے۔۔۔ اب کی بار نیلیم کے لہجے میں التجا تھی

تمہیں بالکل تنگ نہیں کروں گا بس ایک بات مان لو۔۔۔ وہ دو قدم آگے بڑھا

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

کیا؟؟؟ ڈائری پر نیلیم کی گرفت مضبوط ہو گئی

لنچ پر چلو میرے ساتھ --- اس نے نیلیم کے ہاتھ سے ڈائری جھپٹ لی

یہ کیا بد تمیزی ہے؟؟؟ وہ اپنے اندازے کے مطابق ڈائری لینے کو لپکی

آں ہاں --- منہاج نے اسکا ہاتھ ہٹایا

تمہیں اپنی نوکری نہیں گنوانی تمان جاؤ ورنہ میں یہ ڈائری بھی لے کر جا رہا ہوں --- وہ دھمکی دے رہا تھا

ہہ --- ہم چلتے ہیں تمہارے ساتھ --- وہ ہکلائی

مائی ملکہ !!! وہ مسکرایا

آدھے گھنٹے بعد منہاج عزضحاک کی پراڈوائیم آؤ پلازہ کے گیٹ پر رکی --- نیلیم ایسے ہی بیٹھی رہی جیسے یہ اونچا
عالمیشان محل سچ میں نہ نظر آیا ہو

کیپٹن نیلیم آپ کو منہاج کے ساتھ نہیں جانا چاہیے تھا کم از کم میری غیر موجودگی میں تو بالکل نہیں --- وہ
سخت غصے میں پھر بول رہا تھا ایر پیس میں اسکی غراہٹ صاف سنائی دے رہی تھی

ابھی مجھے گئے ایک دن نہیں ہوا اپنی مرضی سے تفریح کرنے نکل پڑیں اُس درندے وحشی کے ساتھ ---
میں بکواس کرتا ہوں میری بات تو آپ کو سمجھ میں نہیں آتی --- وہ مسلسل بول رہا تھا اسکے ساتھیوں میں سے
ایک نے یہ خبر نیلیم کو دی تھی تبھی اُس نے لیپ ٹاپ کھول کر اسکی لوکیشن دیکھی تھی

آؤ ملکہ !!! منہاج نے اسکی جانب کا دروازہ کھولتے کہا

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

جاؤ اب اور واپس مت آنا!!! دوسری جانب وہ غصے سے بولا تو ضبط کرتی نیلیم نے اپنے ہونٹ بھیج لیے۔۔۔
منہاج نے اسکا نرم ملائم ہاتھ پکڑ کر باہر آنے میں مدد دی

ہاتھ چھڑاؤ اپنا!!! وہ کیمرے میں سب دیکھ رہا تھا جو اسکی واچ پر لگا تھا درشتگی سے بولا

وہ ہمیں اندھا سمجھتا ہے۔۔۔ نیلیم نے دل میں اسے جواب دیا

ہم چل لیں گے۔۔۔ وہ ہاتھ چھڑاتی بولی

کم آن مجھے اپنا انسٹرکٹر سمجھ لو۔۔۔ اس نے پھر نیلیم کا ہاتھ پھر سے اپنی گرفت میں جکڑ لیا۔۔ نیلیم شش و پنج میں
پڑ گئی

اسے ڈانینگ ہال تک وہ ساتھ لایا تھا۔۔۔ ایک چیئر گھسیٹ کر اسے کندھوں سے تھامتے بٹھایا تو نیلیم کو اسکے لمس
نے کپکپانے پر مجبور کر دیا خوف کی ایک لہر اسکی روح تک میں سرایت کر گئی اس لمس نے کیا کیا نہیں یاد
کر دیا تھا کون کون سے خواب حقیقت ہونے جارہے تھے وہ اب سمجھ رہی تھی اس نے بے اختیار جھر جھری
لی

منہاج خود بھی کرسی گھسیٹ کر اسکے سامنے بیٹھ گیا

سرو کرو۔۔۔ اس نے سرد آوازیں ویٹر کو حکم دیا

کیا لیں گی میم آپ؟؟؟

کک۔۔۔ کچھ نہیں۔۔۔ وہ گھبرائی آواز میں بولی

پاستا کھاؤ گی ملکہ؟؟؟

پاستادو---اسکے جواب کا انتظار کیے بغیر حکم دیا گیا

ریلیکس ہو کر کھالو چند باتیں کرنی ہیں تم سے پھر چھوڑ آؤں گا---مجھ پر بھروسہ رکھو---آخری جملہ نیلیم کو تیر کی مانند لگا تھا

تم پر بھروسہ کرنے سے اچھا بندہ زہر نگل لے---دل میں سوچا اور اللہ کا نام لے کر کھانا شروع کیا وہ خاموشی سے کھاتا رہا--اسے بھی گا ہے بگا ہے دیکھ لیتا---نیکپن سے ہاتھ صاف کر کے اس نے نیلیم کی پلیٹ میں جھانکا جس میں چند لقمے باقی تھے

میں انتظار کر رہا ہوں---اسکی سنجیدہ آواز پر اس نے مزید دو منٹ لگائے تھے پلیٹ ختم کرنے میں

تمہاری نظر کیسے گئی؟؟؟مجھے بس یہ جاننا ہے---اسکے چہرے پر بلا کی سنجیدگی رقم تھی

یہ جان لینے کے بعد تمہیں ہمیں تنگ نہیں کرو گے---اس نے فیصلہ سنایا

بالکل---وہ متفق تھا اسکے فیصلے سے

ہم نے ایک آدمی کو یونیورسٹی میں منشیات بیچتے دیکھ لیا تھا اُس نے ہمیں اغواء کر لیا وہاں سے بھاگنے کے چکر میں ہم ایک غلط گاڑی میں بیٹھ گئے وہ گاڑی ایک بڑے سے پلازہ میں جا کر رُکی اور ہم ایک قید سے نکل کر دوسری میں پہنچ گئے ایک رات ہم وہاں سے فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے مگر گارڈز کو پتہ لگ گیا تھا شاید ہم اندھا دُھند سڑک پر بھاگ رہے تھے کہ سامنے سے آتی گاڑی سے ٹکرا گئے اُس کار نے ہمیں جانے کتنے فٹ دور پھینکا تھا--پھر جب ہم ہوش میں آئے تو پتا چلا کہ ہماری زندگی اندھیر ہو گئی ہے اب کبھی ہمیں رنگ نظر نہیں آئے دنیا اب نظر نہیں آتی بس محسوس ہوتی ہے اور کی بار بہت بری محسوس ہوتی ہے بہت زیادہ بری---اسکے جذباتی انداز پر منہاج کو بے حد شرمندگی اور ندامت محسوس ہوئی

نیلیم کا مرکت از دیباء تبسم

اُسے لگتا تھا ہم نے اُسکے ہیرے چوری کیے ہیں بہت قیمتی تھے وہ جسکا بدلہ اُس نے ہماری آنکھوں کی روشنی چھین کر لے لیا۔۔۔ اس کے آنسو بھل بھل بہہ رہے تھے

ایسا نہیں ہے۔۔۔ میرا مطلب اس میں۔۔۔

چپ ہو جاؤ اگر تم نے اُس شخص کی حمایت میں ایک لفظ بھی کہا تو جان لے لیں گے ہم تمہاری۔۔۔ وہی ذمہ دار ہے ہماری بے رنگ پھیکی افیت ناک زندگی کا صرف وہی۔۔۔ وہ چلا رہی تھی آخر میں پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی

یہ لو پانی پیو۔۔ اس نے پانی نیلیم کی جانب بڑھایا۔۔ وہ ہچکیاں لیتی پانی پی رہی تھی

منہاج اسکے سر پر کھڑا تھا

تمہاری فیملی کدھر ہے؟؟؟ اس نے سرسری انداز میں پوچھا

ہمارا ایک ہی بھائی تھا اُس نے شادی کر لی اور ہمیں کالج ہاسٹل میں ڈال دیا۔۔۔ اسکے بعد اُسے کبھی یاد نہیں آیا کہ اُسکی کوئی بہن بھی ہے جی رہی ہے کہ مر گئی۔۔۔ مگر تم ہم سے یہ سب کیوں پوچھ رہے ہو؟؟؟ جذبات کی رو میں بہہ کر بولتی وہ آخر میں غصہ ہوئی

ہمارے ہمدرد بن رہے ہو۔۔ تم اگر یہ سوچ رہے ہو کہ ہمیں ٹریپ کر لو گے تو جان لو آنکھوں سے اندھے ضرور ہیں لیکن کمزور نہیں اچھے اچھوں کے دماغ ٹھکانے لگا دیتے ہیں سمجھے تم۔۔۔ وہ غصے میں بول رہی تھی ہلکا ہلکا خوف بھی اسکے لہجے میں تھا جو منہاج سے

چھپانہ رہ سکا۔۔ اسکے عنابی ہونٹ مسکرا دیے

میں تمھاری بات سے مکمل اتفاق کرتا ہوں۔۔۔ وہ اسکی کرسی کی بیک پر ہاتھ رکھے ہلکے سے اسکی جانب جھکتا بولا

دور رہو ہم سے۔۔۔ وہ چلائی

جو حکم ملکہ۔۔۔ وہ ہنس رہا تھا

ہمیں جانا ہے اب۔۔۔ وہ میز پر ہاتھ رکھے ٹٹولتے ہوئے کھڑی ہو گئی تھی

Social media

پاکستان نیول فورسز کی ایک ٹیم بھی اب ان کے مشن کا پارٹ بن چکی تھی۔۔۔ آئی ایس آئی کا کام جاسوسی کرنا ٹیم کر رہی تھی انہوں نے رپورٹ آئی ایس آئی کے M2 ہے صرف معلومات اکٹھی کر کے پہنچانا وہی ہیڈ کوارٹر بھیج دی تھی جہاں ایک بڑی میٹنگ میں تینوں فورسز کے سربراہ اور اونچے عہدیدار شامل تھے جسکے تحت یہ طے پایا کہ میورک نے چند بحری راستوں پر کام کرنے والے پاکستانی افراد کو ورغلا یا ہے اور غیر قانونی طریقے سے اسلحہ لے جایا اور لے کر آیا جاتا ہے رپورٹ میں ان تمام راستوں کا حوالہ موجود تھا جسکی بناء پر نیوی کی مدد درکار تھی آگے کا کام نیول فورسز کا تھا کہ کن راستوں پر کیسے اسمگلنگ ہو رہی ہے اور اسے کیسے روکنا ہے

M2 ٹیم نے اپنی کارکردگی سے اپنا آپ منوالیا تھا میجر عاص بھی اس میٹنگ کا اہم کارکن تھا۔۔۔

اب انہیں میورک کو ایک اسمگلر کے طور پر نہیں بلکہ ایک جاسوس کے طور پر پکڑنا تھا

ایڈمائیرل (چیف آف نیول سٹاف)، وائس ایڈمائیرل اور مشن میں مدد کیلئے دو لیفٹیننٹ کمانڈر اور ڈشپ مین تھے۔۔۔ سفید یونیفارم کے کاندھوں پر ان کی پوسٹ کے مطابق نیچر لگے تھے۔۔۔ میجر عاص عالم بھی مکمل یونیفارم میں موجود تھا جسکے نیچے پر اسکے عہدے کے مطابق چاند ستارہ چمک رہا تھا۔۔۔ فوجی کٹ بال اور چہرے کی سنجیدگی نے اسکی شخصیت کو مزید پُرکشش بنا دیا تھا شاید ہی ان میں سے کوئی ایسا ہو جو اسے ٹائیگر کے نام سے نہ جانتا ہو۔۔۔ وہ سب جانتے تھے کہ ماضی میں کرنل کا بیٹا ہونے کا کتنا بڑا قرض چکایا تھا اس نے۔۔۔ وہ تصاویر آج بھی بری، بحری فوج کو یاد تھیں جس میں عاص عالم پر تشدد کی انتہا کر دی تھی اُن تصاویر پر تو انسانیت بھی شرمسار تھی۔۔۔ بلیک سٹار کی گرفتاری میں سب سے بڑی قربانی میجر عاص اور کرنل شہیر عالم کی تھی

سر عابد کو آئی ایس آئی کے حوالے ہی کر دیا جائے ہم اُس سے اپنے طریقے سے باقی معلومات حاصل کر لیں گے۔۔۔ میجر عاص نے ڈائریکٹر جنرل کے خاموش ہونے پر اپنا مدعا بیان کیا کیوں نہیں جیسا تم مناسب سمجھو۔۔۔ انہوں نے اسے کھلی اجازت دی

شکریہ سر!!!

دوسری میٹنگ شام میں چار بجے ہوگی تب تک آپکی دوسری ٹیم آجائے گی میجر عاص؟؟؟

یس سر بس وہ سب پہنچنے والے ہیں۔۔۔ اس نے ہاتھ میں پہنی گھڑی دیکھے

ڈیس گڈ!!!

سے بیزاری --- لگا کرنے وائبریٹ سیل اسکا کہ تھی ہی ہوئی داخل میں اپارٹمنٹ وہ ابھی
تھا رہا جگمگا نمبر انجانا ایک جہاں دیکھی اسکرین کی سیل

پوچھا میں انداز محتاط نے اس کون؟؟؟ ہیلو

آیا جواب میں آواز گھمبیر سے جانب دوسری --- ضحاک عز منہاج

گیا پوچھا میں لہجے کھر درے تو؟؟؟

کیا بیان مدعا صاف --- ہوں چاہتا کرنا بات سے تم میں کہ یہ تو

گئی چھوڑ جملہ ادھورا دانستہ وہ --- حرکتیں اور والا شریفوں اتنا نام --- ہو وہی تم تو اوہ

کو سننے جملہ پورا ہوا بے چین وہ حرکتیں؟؟؟ اور

بھڑکی وہ --- جیسی موالیوں غنڈوں، بد معاشوں حرکتیں اور

تھا ہو رہا محفوظ سے باتوں اسکی وہ --- ملکہ ہے کب دیکھائی بد معاشی نے میں ابھی ہاہاہا

دلایا یاد نے اس -- گے کرو نہیں پیچھا ہمارا تم تھا کیا وعدہ نے تم

لگی میں فریم براجمان پر کرسی موجود پر ٹیبل اسٹڈی اپنی میں پلازہ آز ایم --- تھا کیا بالکل

تھا رہا بول دیکھتا جانب کی تصویر اسکی

ہو؟؟؟ پڑ گئے پیچھے کیوں پھر تو

تھا کیا منع سے کرنے پیچھا نے تم ہے ہوتا فرق بڑا میں پڑنے پیچھے اور کرنے پیچھا دیکھو
بولا لکھتے نام اپنا سے شہادت انگشت پر تصویر اسکی وہ --- نہیں سے پڑنے پیچھے

پیسے دانت نے نیلیم --- تھا کیا منع بھی سے کرنے تنگ نے میں

تھیں ختم پر اس حدیں تمام کی ڈھٹائی ہوں؟؟؟ کر رہا تنگ کب میں تو

ہے؟؟؟ کیا سب یہ تو

سب؟؟؟ کیا

--- باتیں سیدھی اُلٹی یہ کال یہ

تھا کرتا دیا دبا میں موجودگی غیر اسکی وہ کو جذبوں جن --- آیا جواب لفظی یک !!! محبت
شخص یہ میں تھامنے لگام کی جذبوں تھے لگے بہنے سے سری شوریدہ ہی آتے سامنے اسکے
ثبوت اسکا ہوتی پُر زور ہی اتنی بھی نفرت ہوتی افزا شدت جتنی محبت اسکی تھا رہا ناکام ہمیشہ
انسان کیلئے انتقام اُسکے کہ اسے تھی محبت اتنی سے بہن اپنی تھا ملتا ہی سے شخصیت اسکی تو
داخل میں حد کی جنون نفرت یا ہو محبت کہ ہیں کہتے لیے اسی --- تھا گیا بن درندہ سے
ہوتا نہیں حاصل کچھ سوا کے بربادی اور تباہی تو ہو جائے

لگ کانپنے ٹانگیں اسکی کیوں پتا نہیں کے سُن سے منہ کے منہاج لفظ یہ نگلا تھوک نے نیلیم
کیا تر سے زبان کو لبوں ہوتے خشک نے اس -- تھیں پڑی

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

آئی آواز بھاری بوجھل سے جذبوں سے اسپیکر !!! سنو

کردی ڈسکنیکٹ کال نے نیلیم

--- تھیں چکی بھگ تک ہتھیلیاں کی صاف نمی آئی پر ماتھے اُچھالا پر بیڈ فون سیل آکر اندر
تھے رہے تپ رخسار

ہے؟؟؟ ہو رہا کیا ہمیں یہ

Socialmedia

"قصیدۃ لک فینی قلب دقۃ کل"

لگا چھانے پر حواسوں اسکے خواب آیا پہلے بہت کوئی

Writers

نیلیم کا حرکت از دیاء تبسم

فوجی پر نشستوں اپنی سب تھی موجود ٹیم والی بلوچستان کی عاص میجر اب میں روم میٹنگ کرنے کو کام لگے ذمے اپنے شخص ہر موجود پر میز --- تھے بیٹھے کیے تن زیب وردیوں تھا بیٹھا کیے مجتمع ہمت اور حوصلہ بلند کیلئے

سے اس گے جائیں کیے شامل فوجی لاکھ ایک میں جس گائے کیا آپریشن میں بلوچستان بن بہروپیہ فوجی چپاس گی ہو جائے پیدا ہلچل میں ان ہیں بیٹھے لگائے اڈے جو کہ یہ ہوگا لیں جیت بھروسہ کا تنظیموں دشمن بڑی اور بلوچ امداد گے جائیں گھس میں اڈوں ان کر زیادہ سے زیادہ پر ان وہ تاکہ ہوگا کرنا کام خلاف کے ساتھیوں ہی اپنے میں اس گے کونسی سے پاکستان اور ہے؟؟؟ کون بلوچ امداد کہ ہے کرنا معلوم ہمیں کر سکیں بھروسہ لیڈر کے sub mission اس عالم عاص میجر اور شاہ زاکر کرنل --- ہے رہا نبھا دشمنی گزارا گوش کے سب ان منصوبہ نے آئی ایس آئی جنرل ڈائریکٹر --- گے ہوں

کی پروجیکٹر پر شیٹ وائٹ جہاں ہو گئے کھڑے کر جا پاس کے دیوار پیچھے اور اُٹھے پھر سمجھانے عمل لائحہ کا آگے انہیں وہ کر لے مار کر بلیک ایک میں ہاتھ تھیں رہی پڑ سلائیڈز تھا دینا انجام میں دن دو کل انہیں سب یہ لگے

تمہارا ذکر کروں

تو میں رگ شہ

نیلیم کا حرکت از دیاء تبسم

کا خدا شکر کروں

تو میں نس نس

رہنا صدا

باد زندہ پاکستان

Socialmedia

Good AfterNoon!!!

اُبھری آواز وہی قریب کے کان اسکے جب تھی کر رہی ویٹ کا آرڈر شاید کھڑی پر کاؤنٹر وہ
زبان عجیب بھی وہ تھی آرہی سنتی میں خوابوں اپنے صرف سے سالوں پانچ چار پچھلے وہ جسے
اُدھر ادھر کر گھوم نے اس بھی پھر ہے کھڑا جانب دائیں وہ کہ تھا معلوم اسے --- میں
ہے لڑکی نابینا ایک وہ کہ تھا دلانا تو بھی یقین اسے دیکھا

ہوا آکھڑا سامنے اسکے وہ -- میں ہوں یہاں

لگائی آواز نے لڑکے والے کاؤنٹر سے پیچھے --- آرڈر

لیا تھام بازو اسکا نے منہاج جب لگی پلٹنے نیلیم

نیلیم کا مرکت از دیباء تبسم

گیا لے ساتھ گھسیٹتے ساتھ اسے وہ --- گا جائے لے اور کوئی

پڑی چیخ وہ --- ہو رہے اٹھا مت فائدہ ناجائز کا کمزوری ہماری تم ----تت

ہوتے قریب اسکے وہ --- لے جاؤں کر اٹھا بھی تمہیں کھڑے کھڑے ابھی تو نا چاہوں میں
بولا کرتا چیلنج سے سنجیدگی کی بلا

نہیں کو پوچھنے پیچھے آگے ہمارا کوئی کہ تمہیں کہ ہے گیا لگ جو پتا کرو گے یہی تم اب ہاں
روتے تھا لیا سا مروڑ ہونٹ نچلا اسنے --- لگی رونے وہ --- ہے لیا سمجھ مال کا مفت ہے
میں قوت ماروائی انجانی کسی آپ اپنا کو منہاج کہ وہ تھی رہی لگ پیاری قدر اس --- ہوئے
وہ جیسے تھا رہا لگ ایسا یا ہے انسان سا عام ایک وہ کہ تھا رہا لگ اسے --- ہوا محسوس جکڑتا
دیوانہ کا شاعری عربی وہی کھیلتا میں گلیوں کی سعودیہ کہیں وہیں ہے جاچکا پیچھے سال بہت
لڑکا

جلدی تو جائے سنائی نہ موت سزائے کر کے عائد دو سو تین دفعہ پر تم کہ ہو چاہتی تم اگر
میں ہاتھ اسکے کر نکال رومال سے جیب کی کوٹ نے منہاج --- لو یہ کرو صاف آنسو سے
تھمایا

بولی بسورتی منہ کرتی صاف گال وہ لگی؟؟؟ ہونے موت سزائے کیوں ہمیں

ہارٹ بھی کو انسان جان سخت ایک کہ لگے حسین اتنی ہوئے روتے لڑکی کوئی ہے ظاہر
کیا واضح نے اس --- نا ہے بنتی تو موت سزائے تو آجائے اٹیک

ٹھہر گئی بولتے بولتے کچھ وہ ---- کتنے اُف

جملے ادھورے --- پسند نہیں چیزیں ادھوری مجھے یار کرو چھوڑا مت ادھورے جملے یہ بے بس کتنا تھا لگا کھلنے پر اس وہ --- ہیں دیتے تکلیف بڑی انسان ادھورے کہانیاں ادھوری مکمل اسے کر جکڑ میں سحر اپنے اسے جو تھی رہی لگ ساحرہ وہ اسے بے خود کتنا تھا ہو رہا تھی کر رہی بے بس پر طور

بھی کہانی کی انسان اس اور انسان ایک تھا رہنا ادھورا ہمیشہ جملہ ایک کہ تھا پتا کیا اسے تھا ہونا آغاز کا تکلیف تو ابھی تھی رہنی ادھوری

ہتھیار جنگ اور ہے جاتی لڑی سے جذبات محبت ہے حماقت نہایت لڑنا اکٹھے جنگ اور محبت - ہے ہو جاتی حاوی پر نزاکت ہمیشہ سختی اور سخت ہتھیار اور ہیں ہوتے نازک جذبے --- سے کہ تھا یہ دیکھنا --- تھا چکا دھر قدم طوفان کا جذبات اب میں میدان اس کے جنگ -- ہے؟؟؟ کون طاقتور

ہے مڑ جاتا پر رخ کے ہواؤں یا ہے لیتا میں لپیٹ اپنی کو میدان اس طوفان یہ

Writers

گلی گلی گھر گھر تھا پڑ رہا چھاپہ کا فوج جگہ ہر تھا کر دیا اسٹارٹ آپریشن نے فوج میں بلوچستان بلوچستان چونکہ مگر تھا بھی حصہ کا مشن سے طرح ایک تو آپریشن یہ تھی ماری چھان --- تھا صوبہ بڑا سے سب کا پاکستان سے لحاظ کے رقبے مشتمل پر رقبے کلومیٹر 347190 بیٹھے لگائے گھات دشمن جگہ ہر ہے جارہا بڑھتا سلسلہ کا کاروائیوں تخریبی پر یہاں لیے اس

نیلیم کا حرکت از دیاء تبسم

کامیابی بڑی بہت کو فوج میں نتیجے کے آپریشن اس --- بھڑکادیں شعلے اور ملے موقع کہ تھے افراد سے بہت --- ہو گیا کردیا پاک سے دشمنوں کو بلوچستان کہ تھا رہا لگ ایسا تھی ملی صرف مقصد کا ٹیم کی عاص میجر تھی لگی ہاتھ کے ان بھرمار کی اسلحے تھے گئے پکڑے تھے کر رہے پورا سے اسلوبی خوش کو کام اپنے وہ اور تھا کرنا گائیڈ

ٹرکوں --- ہے رہا نکل بھی تنظیم پورا ہمارا نکلے لوگ تم ہے رہی مار چھاپے فوج ماڑا ارے آگاہ انہیں ملبوس میں قمیض شلوار اور مونچھ داڑھی ایک سے میں لوگوں پھندے لدے می دیکھنے سے حیرت کو ان گروہ بڑے ایک یہ والا پھیلانے بدامنی میں بلوچستان یہ بولا کرتا --- لگا

--- لگی چھلکنے چائے سے پیالے کے مٹی --- دھاڑا بلوچ امداد ہو؟؟؟؟ کر رہے بکواس کیا پڑے جل شعلے میں آنکھوں

اسلحہ اپنا ہم فوج کر رہی آپریشن خلاف کے لوگ ہم کہ ہے رہا بتا تمہیں تو ہم تمہارا مرضی کو سب ہم تو گئے پکڑے تم --- پڑو چل بھی لوگ تم پڑے نکل کر لے گولیاں , بارود اور بولا کر جھنجھلا وہ --- گے (پھنساؤ) پھنساؤ

ایک تھا ہو چکا کھڑا تھامے بندوقیں اپنی گروہ پورا کا بلوچ امداد کریں؟؟؟ کیسے یقین تمہارا ہم کے جن جائے کپکپا ہی کر دیکھ چہرے دہشتناک اتنے اور اسلحہ اتنا وقت اس انسان عام تھی رہی بچھا جال سے دھڑلے فوج سامنے

--- کلک تو ہے کرنا کو تم ماڑا

!!!ٹھاہ

!!!ٹھاہ

!!!ٹھاہ

دی ہونے نہیں پوری بات اسکی نے آواز کی گولیوں

لگا کرنے تیاری کی بھاگنے بجائے کے کرنے مکمل جملہ اپنا وہ --- چلا ٹرک بابو اے نکلو
تھے ہو سکے سوار میں ٹرکوں ہی افراد پندرہ چودہ کے بلوچ امداد --- گے چلیں بھی ہم رکو
جارہی آتی قریب گاڑیاں کی فوج --- تھے سکے رکھ ہی بیلٹ بولٹ اور بندوقیں چند اور
ریگستانی تھا نہ چارہ کوئی اور سوا کے کرنے جنگ لیے کے ان تھے گئے رہ جو باقی تھیں
نے آگ --- تھے لگے بھڑکنے شعلے --- تھا اٹھا گونج سے آواز کی گولیوں بھر پل علاقہ
لوگ کم کہ تھی ملی اطلاع کو ان تھا کیا شروع لینا میں لپیٹ کو چھتوں کی بورے سے تیزی
کیا نہیں انکار بھی سے طاقت کی ان اور تھے زیادہ سے افراد بیس یہاں مگر ہیں گئے رہ
پڑے کود میں میدان کو دینے انجام خدمات اپنی بھی حمزہ کیپٹن اور عاص میجر --- تھا جاسکتا
سے ٹاپ لیپ اور پیس ایئر اندر وہ اور تھے رہے لڑ میں میدان ساتھی کے اس تھے
تھا نہیں گوارہ کو غیرت اسکی کرتا کنٹرول جنگ

ہلایا سر میں نفی کر دیکھ اسے نے زا کر کرنل تو اُترا نیچے سے جیپ کھڑی دور وہ جب

arm gun نے اس --- ہوگا جانا مجھے آجاتے نہیں فوجی اور تک جب سر سوری اُٹھائی کلاشینکوف نے اس کر ڈال میں ان 9mm pistols دو تھا رکھا پہن hostler تھا واضح بہت بدن کسرتی اسکا میں جینز ڈارک اور نثرٹ وائٹ تھا میں ڈریسنگ سولین وہ کیا رابطہ ذریعے کے وائرلیس نے شاہ زاکر کرنل ہیں؟؟؟ کہاں فوج باقی ہے جاچکا ٹائیگر ہے گئی پڑ مشکل بھی کو عوام سے وجہ ہماری ہے کردیا اٹیک نے افرار آٹھ سات یہاں سر - سر ہے رکھا بنا نشانہ کو بچوں اور خواتین نے انہوں ہیں کر رہے کاروائی جوابی پوری ہم سر کرتے منقطع رابطہ نے کرنل --- بتائی صورتحال نے سجاد میجر سے جانب دوسری -- کروایا انتظام کا سروس ایمبولینس

مارے مخالف سے بہت تھا شامل میں کاروائی جوابی ساتھ کے فوجیوں باقی بھی عاص میجر مخالف ایک --- تھیں لگی بھی گولیاں کو چند تھی ہوئی زخمی بھی والے وردی کچھ تھے گئے بچالیا سے گھسنے میں پیٹھ کو گولے کھاتے بازی قلا نے عاص میجر تو کیا وار سے پیچھے نے مخالف نے اس کر نکال پسٹلز دونوں سے ہو سٹلر گن آرم --- تھی جاگری دور گن اسکی مگر لیتا چلا ساتھ ایک سے ہاتھوں دونوں 9mm pistols وہ تھا دیا نہیں موقع کا سنبھلنے کو بھی کو عاص میجر تھے آچکے تک تب بھی فوجی اور تھی چلی اور منٹ پندرہ جنگ یہ --- تھا نہیں کردار کا مووی کسی تھا انسان وہ کیونکہ تھے آئے زخم چند تھا ہوگیا مکمل بھی حصہ یہ کا مشن کے ان میں دن دو بالا آخر

مسیح وائز نے اس بیٹھے میں روم آفس --- کیا مس بہت بھر رات تمہیں نے میں ملکہ
-- تھی بکھری خوشبو کی کلون اسکے سو ہر میں روم آفس فرنشڈ ویل کیا سینڈ

سکتی نہیں دیکھ وہ کیونکہ تھا آیا ہی مسیح وائز بھی اُسکا سے آگے ہو؟؟؟ کر رہے بکواس کیا
تھی

تھی ملائی کال فوراً نے اس --- اُسکی لیتا کھینچ زبان تو کرتا استعمال لفظ ایسے اور کوئی
وہ --- رکھو سنبھال کیلیے اور کسی ڈراوے یہ اور رکھنا یاد بات یہ سے تم ہم ہیں نہیں ڈرتے
بولی کر اکڑ

تھا چکا لگا ٹیک سے بیک کی کرسی رکھتے ہاتھ پر دل وہ --- لوگی لے جان میری تم دن کسی
بولی میں انداز پر اسرار وہ --- گی لوں ہی لے میں تو وہ

کہ تھی سکتی نہیں بھی سوچ وہ --- نہیں کی کام کسی میرے اب جان یہ جاؤ لے آجاؤ پھر
پر سنیلٹی اسکی کام اسکے ہے ہو سکتا دلکش اور رومینٹک اتنا اسمگلر, دہشتگرد سالہ بتیس اکتیس
پڑھے کردار فُل پاور اور ہینڈسم اتنے میں کہانیوں فلموں تک آج تھے دیتے نہیں ساتھ کا
, ارتج کیپٹن, بشرہ میم, عاص میجر تھی عجب ہی دنیا وہ تھی کھڑی جہاں وہ آج مگر تھے
کردار کا منہاج --- چاہے دل کا بننے جیسا ان بے اختیار کہ کردار بہادر اور مضبوط ایسے منزہ
کے عمر وہ ورنہ تھی روکتی سے ہونے متاثر سے اس کو نیلیم چیز یہی تھا منفی نہیں مضبوط
بہت مرد مضبوط انہیں ہیں ہو جاتی متاثر جلد بہت لڑکیاں میں اس تھی میں حصے جس

نیلیم کا مرکت از دیاء تبسم

کی شخص کردار مضبوط ایک کی مرکت ہی پہلے جو لڑکی جیسے نیلیم اور ہیں کرتے اٹریکٹ اُسی صرف پر دل روح اپنی تھی چکی کر نام کے اُس آپ اپنا ہی پہلے بہت تو وہ تھی متلاشی تھی مشکل پڑنا بھی پر چھائی کی شخص اور کسی پر اس اب تھی چکی ڈال چھاپ کی

بولا دوبارہ وہ پر خاموشی لمبی اتنی ہو؟؟؟ آرہی ہوا کیا

بولی کر جل وہ --- ہے نہیں خالی خانہ کا اوپر میرا

دھونس تھی گئی کی فرمائش سے وہاں --- ہو خالی خانہ کا دل بس دین لین کیا میرا سے اُس خواہش بھری

--- دی کاٹ کال نے نیلیم

اس --- ہو کرتے بات کی خانے ایک تم اور ہے گیا بیٹھ کر جما قبضہ وہ میں دل پورے رکھا ہاتھ پر مقام کے دل نے

نے کسی محبت اتنی میں دنیا --- زیادہ بہت --- سے عاص میجر ہم ہیں کرتے محبت بہت آپ بس --- عاص میجر ہے کرتی سے آپ ابرار نیلیم جتنی سے محبوب اپنے ہوگی کی نہیں ہیں چاہتے لے جانا میں دنیا اپنی ساتھ اپنے کو آپ ہم --- آپ صرف --- ہمیں ہیں چاہیے بھی امتحان یہ گے جائیں کر --- گے جائیں گزر سے دنیا بھری افیت کی آپ لیے کے اس !!! پاس

تم ہے چکھا گڑ کا محبت
ہوگا پینا بھی زہر اسکا اب

گا چاٹے دیمک کا محبت
ہوگا جینا بھی کر مر مر اب

گریبان میں عشق کر لیا چاک
ہوگا سینا اسکو مشکل اب

جو گا رہے یاد ابد تا ازل
ہوگا قرینہ وہ کا عشق

(از خود)

اگر تھی معمولی بہت لیے کے اس کم از کم وہ تھے آئے اسے دوران کے آپریشن زخم جو کوئی میں بات اس "طاقت" ہوگا وہ تو جائے کیا میں لفظ ہی ایک خلاصہ کا شخصیت اسکی وہ کی جی ایس ایس یا ہو ٹریننگ کی آرمی تھا انسان ور طاقت ایک وہ کہ تھا نہیں شک اپنی کی انسان ہر ہیں دیتے بڑھا کو limit اور physical power کی انسان پہلے حد یہ جسکی ہے سکتا بڑھا تک حد ایک وہ کو اس ہے ہوتی physical strength یہ تو ٹریننگ کی فوج میں بعد اور آزمائیں strength یہ اسکی حالات پھر ہو زیادہ کافی ہی درد پر تکالیف چھوٹی چھوٹی وہ کہ ہے مشکل بہت یہ میں ایسے ہے جاتی بڑھ اور limit معمولی تو یہ تھا چکا کھا زخم بہت وہ تھا ہوتا نہیں محسوس اب درد وہ اسے کرے محسوس تھے سے

عابد رُخ اسکا تھا موجود میں سیل تفتیشی کے آئی ایس آئی وہ --- دیا بیان کیا نے عابد انس کی مدد میں اسلحے کی میورک بس نے اُس کہ ہے رہا کہہ یہی تھا جانب کی خانے تہہ کے انس --- تھا مقصد کیا پیچھے اسکے اور تھا لاتا سے کہاں اسلحہ وہ کے معلوم نہیں اسے ہے کہا چلتے ساتھ ساتھ اسکے نے

کہا نے عاص --- تھرو کے فیملی نا تھا کرنا میل بلیک اسے

بولتے کے انس --- جانتا نہیں کچھ اور وہ ہے رہا بول سچ وہ ہے رہا لگ تو مجھے کیا بہت سر کر رہا کم کچھ کو اندھیرے گھپ کے کمرے بلب پیلا ایک --- گئے پہنچ تک سیل وہ بولتے تھا

اپنی کر پکڑ سے ٹھوڑی کو چہرے سانولے اس والے منہ سوچے نے عاص میجر !!! عابد پر چہرے اسکے -- تھا کھڑا کر جھک وہ رکھے ہاتھ پر ہینڈل ایک کے کرسی --- موڑا جانب لگا کانپنے شخص متاثرہ کہ تھی سختی اتنی نے مکے بھاری کے عاص میجر بات اسکی --- کے کر گواہ کو خدا ہوں رہا کہہ سچ میں سر دی ہونے نہ مکمل

کھینچ کر جکڑ مٹھیوں اپنی بال اسکے نے عاص میجر گے؟؟؟ بولو جھوٹ کے کر گواہ کو خدا لگیں ٹکرائی سے دیواروں کی سیل چینی اسکی ڈالی ہیں ہو جاتے وحشی اتنی وہ تو ہوں موجود چوہے جنگلی میں اس اور ہو گرم اگر جنگلہ کا لوہے اور دہشت اتنی ہی میں آواز اسکی --- ہیں جاتے ٹکر کو گوشت کر اُدھیڑ کھال کی انسان کہ گئی بلبلہ روح عابد کہ تھی سفاکی

رہی چل سے تیزی اب زبان اسکی ----- وہ تھا لاتا نہیں اسلحہ ڈائریکٹ سے امریکہ وہ وہ اپنے فر فر مقابل تھا بہت وار ہی ایک کا عاص میجر بس --- تھا جارہا اُگتا کچھ سب وہ تھی تھا رہا بتا جرم

نیلیم کا مرکت از دیپاء تقسیم

میجر نکلتے باہر سے سیل --- دو بھیج کو ہیڈ کر کے تیار میں فارم کی رپورٹ ریکارڈنگ ساری
دیا آرڈر کو انس نے عاص

تھا خوش انس --- گا ہو جائے مکمل جلدی اتنی کام یہ تھی نہیں اُمید مجھے ہوا اچھا بہت تو یہ ہیں؟؟؟ کون کون کسٹمرز اسکے اور ہے آیا کیوں یہاں میورک کہ ہے باقی کام اصل تو ابھی تھا ہوتا خوش پر بات کسی کم بہت وہ تھا ہوتا چاہیے مکمل کام ہر کو ٹائیگر ڈالی کر غارت بھی خوشی کی انس نے اس ---- ہوں

سورج کی سرخی بڑھنے والی تھی اس سے پہلے کہ وہ اپنی سرخی میں ڈوب کر فلک پر سیاہ چادر چڑھا دیتا اور
پرندے اپنے غولوں میں سمٹنے لگتے منہاج عزضاک ریسٹورینٹ پہنچ گیا یہ ٹائم نیلم کے آف کرنے کا تھا وہ
بہت تیزی میں آیا تھا ایک میٹنگ کی بناء پر وہ کافی لیٹ ہو چکا تھا ورنہ اسکا ارادہ چار بجے تک آنے کا تھا۔۔۔ کال
وہ کوئی اٹینڈ کر نہیں رہی تھی لہذا وہ اس سے ملنے چلا آیا نمبر اس نے مینجر سے لیا تھا اسکا نام پتا سارا ریکارڈ حاصل
کر لیا تھا فلیٹ کے مالک سے بھی اور ریسٹورینٹ کے مینجر سے بھی

یہاں جو لڑکی ہوتی ہے نیلم --- کہاں ہے وہ؟؟؟ اس نے کاؤنٹر پر پوچھا

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

سروہ میخجر کے آفس میں گئی ہیں۔۔۔ اس نے بتایا تو منہاج نے گھڑی دیکھی جو چھ بج رہی تھی۔۔۔ وہ میخجر کا آفس تو جانتا ہی تھا تو اس جانب چل پڑا۔۔۔

BS is coming!!!

کاؤنٹر پر موجود لڑکے نے بلیوٹو تھ ایر فون میں کہا

گلاس ڈور پر بغیر دستک دیے وہ اندر داخل ہوا جہاں وہ منصوبے کے تحت کھڑی رو رہی تھی اور میخجر کچھ سخت سست بول رہا تھا

کیا ہو رہا ہے یہاں؟؟؟ منہاج کی سخت آواز اُبھری۔۔۔ نیلیم کی اسکی جانب پشت تھی۔۔۔ مگر روتی آواز وہ سُن چکا تھا

سروہ اسے ایڈوانس ایک لاکھ روپے چاہیے ہیں دس ہزار تنخواہ میں یہ ایک لاکھ ایڈوانس مانگ رہی۔۔۔ ویسے بھی یہ یہاں کام نہ ہونے کے برابر کرتی ہے۔۔۔ میخجر بیزار سی سے بولا تو نیلیم پلٹی اور تیزی سے گزر کر جانے لگی جب منہاج کے پاس سے گزرتے اسکے شانے سے ٹکرائی

سنجھل کر۔۔۔ منہاج نے اسکا بازو پکڑ کر گرنے سے بچایا تھا۔۔۔ نیلیم اسکے ہاتھ ہٹاتی دروازہ ٹٹولتی چلی گئی

منہاج نے ایک تیز غصیلی نظر میخجر ہر ڈالی اور اسکے پیچھے لپکا

سنو ملکہ!!!

ملکہ!!!

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

وہ اسے پاگلوں کی طرح پکار رہا تھا۔۔۔ وہ جان بوجھ کر پلرز سے ٹکرائی اسے پتا تھا نتیجتاً اسے بہت زور کی لگے گی مگر مجبوری تھی اسکے منہ سے ہلکی سی چیخ نکلی تھی

زیادہ تو نہیں لگی؟؟؟ اسکی جگہ اگر میجر عاص ہوتا تو اُسکا پوچھنے کا انداز ایسا ہوتا

روک بھی رہا تھا مگر نہیں اندھوں کی طرح چلی جا رہی ہو لگ گئی ناب آئی عقل۔۔۔

یہ کیا سوچ رہے ہیں ہم؟؟؟ میجر عاص کو پچھلے چار دن سے وہ بے انتہا یاد کر رہی تھی ابھی بھی اُسکی ہاد نے جکڑ لیا تھا

کیا ہوا دیکھاؤاد ہر بہت زیادہ لگ گئی ہے۔۔۔ وہ خود کلامی کے انداز میں بولا

فرسٹ ایڈ باکس لے کر آؤ اس نے دور کھڑے اپنے گارڈ کو اونچی آواز میں حکم دیا تو آس پاس ٹیبل پر موجود لوگ بھی متوجہ ہو گئے

بیٹھو ادھر ایک میز کی کرسی کھینچ کر اسے کاندھوں سے تھامتے بڑھایا

کوئی نرس نہیں ہے یہاں؟؟؟ اس نے گارڈ سے پوچھا۔۔۔ اس نے تو ہمیشہ زخم ہی دیے تھے مرہم لگانا آتا ہی نہیں تھا

کین آئی ہیلپ یو؟؟؟ ایک مارڈرن سی خاتون پاس آئیں

شیور۔۔۔ منہاج نے باکس انہیں تھما دیا

تم بیٹھو میں چھوڑ آتا ہوں اب مزید ضد مت کرو۔۔۔ وہ اسے کار تک لایا تھا۔۔۔ اب اسکی ضد پر خفا ہو رہا تھا۔۔۔
نیلیم مزید ضد کیے بغیر بیٹھ گئی

نیلیم کا مرکت از دیباہ تبسم

کتنی بے مروت ہو تم اندر آنے کا نہیں کہو گی۔۔۔ اپار ٹمنٹس کے سامنے کار روک کر وہ شوخ لہجے میں شکایت کرنے لگا

ہمارے غریب خانے میں آ کر تمہیں کوئی خوشی محسوس نہیں ہو گی اسی لیے وقت مت ضائع کرو ہمارے پیچھے بھاگ کر۔۔۔ وہ اسٹڈ اسکرین پر نظریں جمائے بول رہی تھی

اگر راہیں تمہاری جیسی خوبصورت اور سحر زدہ ہوں تو وقت ضائع کرنے کا مزہ آنے لگتا ہے۔۔۔ وہ بہت تیز پرفیوم استعمال کرتا تھا نیلیم کے ناک میں اسکی خوشبو گھسنے لگی۔۔۔ اور ایک میجر عاص تھا جسے کسی خوشبو سے کوئی غرض نہیں تھی نہ منزل کے حُسن سے

ہم چلتے ہیں۔۔۔ وہ کنفیوز ہونے کی اداکاری کرتی دروازے پر ہاتھ مار کر کھولنے کی کوشش کرنے لگی کبھی یہ بھی کہو میں آتی ہوں بلکہ۔۔۔ وہ اسکے قریب ہوتا اسکی جانب کا دروازہ کھولتے بولا

ہم آتے ہیں !!!

یہ ایک لمحہ تھا جب نیلیم کو اس شخص سے خوف آیا بلکہ اسکی قربت سے خوف آیا تھا وہ تیزی سے اُتری تھی۔۔۔ منہاج تمہارے پیچھے آرہا ہے۔۔۔ اسکے ایئر پیس میں میجر عاص کی آواز پیدا ہوئی تھی

منہاج اپار ٹمنٹ تک اسکے پیچھے دبے پیر آیا تھا اور اسے واقع ہی لگا کہ وہ دیکھ نہیں سکتی اسکے کسی ردِ عمل سے زرا سی بھی اداکاری نہ جھلکتی تھی

وہ دو تین دن سے میجر عاص سے کانٹیکٹ کرنے کی کوشش کر رہی تھی مگر لگتا تھا اس نے اسکا کوڈ دیکھ کر وائرلیس نہ اٹھانے کی قسم کھا رکھی تھی۔۔۔ رات بارہ بجے کے قریب وہ سو کر اُٹھی تھی پورا دن اندھے پن کی اداکاری کرنا اور لوگوں کے سامنے اپنا تماشا بنوانا کوئی آسان کام نہیں تھا روز کوئی نا کوئی کسٹمر اسے بری طرح زچ کر دیتا تھا مگر اسکے اندر برداشت پیدا ہو چکی تھی اور دماغ میں ایک ہی چیز چل رہی تھی میجر عاص کو تسخیر کرنا ہے وہ اسکا مرکت تھا جسکی سطح بہت سخت تھی وہ تراشا ہوا خوبصورت مجسم روپ کا مالک شخص نیلیم کو اپنے طلسم میں قید کر چکا تھا اسے بس اُسکے دل تک رسائی حاصل کرنی تھی اسکا خول توڑنا تھا جو بہت مضبوط تھا بہت زیادہ سخت تھا اسے جلد فدا ہو جانے والے مرد جیسا منہاج تھا بالکل نہیں پسند تھے جن کو ایک لمس سے ایک جملے سے تسخیر کر لیا جائے۔۔۔ اسے سخت چیزیں پسند تھیں وہ انسانوں میں بھی یہ سختی تلاش کرتی تھی مگر خود اندر سے وہ اتنی ہی حساس دل رکھنے والی تھی اسے معلوم نہیں تھا کہ اسکے جذبے اس پتھر سے سر پھوڑ پھوڑ کر بری طرح زخمی ہو جائیں گے

یہ تتلیاں ہی ہوتی ہیں کہ کانٹوں کے آنگن میں سچے پھول چوم آتی ہیں اور پر چھلتے تک نہیں ہم انسان اگر اس خاردار نگر میں قدم دھر لیں تو زخم زخم ہو جائیں درد درد چلائیں گھائل ہو جائیں تڑپ کر مر جائیں ہمارے نصیب میں ایسے گلاب کہاں؟؟؟

وہ بکھرے بالوں کو جوڑے کی ناکام شکل دے کر باہر نکلی۔۔۔ اس نے ابھی کچن میں قدم ہی رکھا تھا کہ اندھیرے میں کھٹ پٹ کی آواز آئی

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

کیزاب بھی منہاج کے پاس ہیں۔۔۔ میجر عاص کی بات یاد آئی۔۔۔ تیزی سے روم میں گئی اور اپنا ریو الوور اٹھا لائی۔۔۔ کوئی کچن سے نکل رہا تھا اس نے اپنا پیر آگے رکھا اور آنے والے کی ٹانگ پر پیچھے گٹھنے کی نرم جگہ پر ایڑی ماری وہ منہ کے بل گرتا مگر آگے پڑے

ڈائننگ ٹیبل کی کرسی تھام کر خود کو گرنے سے بچایا۔۔۔ نیلیم نے اسکی گردن پر پسل رکھا اتنی زور سے کہ نسوں میں گھستا محسوس ہوا۔۔۔

اگر پہلے تو شوٹ کر دیں گے۔۔۔ اندھیرے میں اسکی پھولی آواز سنائی دی ہلنا مت۔۔۔ وہ ہاتھ لمبا کر کے لائٹ آن کرنے لگی۔۔۔ تیز روشنی نے فوراً اس کی آنکھیں کھول دیں۔۔۔ میجر عاص کرسی کو تھامے ٹیڑھا سا کھڑا تھا اور پسل اسکی گردن کی نالی پر گرٹھا تھا۔۔۔ چہرے پر بلا کی بیزاری تھی اووو وہ آپ تھے۔۔۔ اس نے ریلیکس ہوتے کہا

جی بد قسمتی سے۔۔۔ وہ پھنکارا

نیلیم نے پسل اب تک نیچے نہیں کی تھی میجر عاص نے نظریں نیچے کرتے اسکے ہاتھ کی جانب دیکھا تو اسے احساس ہوا

سوری!!!

آپ اس وقت یہاں کیوں آئے ہیں اور واپس کب آئے؟؟؟ ہمیں بتایا کیوں نہیں؟؟؟ ہم سے رابطہ بھی نہیں کیا اتنا یاد کیا ہم نے آپ کو۔۔۔ وہ تیز تیز بول رہی تھی

کس سوال کا جواب دوں؟؟؟ میجر عاص نے اسکے ہاتھ سے پسل لیتے پوچھا

آپ تو یہاں سے جاتے ہی ہمیں بھول گئے۔۔۔ ایک اور شکوہ

مجھے تنگ مت کیا کریں آپ جانتی ہیں میرے پاس ان شکوؤں کے کوئی جواب نہیں۔۔۔ میرا رویہ بلاوجہ

خراب ہوگا۔۔۔ وہ محتاط انداز میں بولا

جانتے ہیں ہم آپ کو تو یاد بھی نہیں ہوگا کہ کوئی نیلیم ہے جو آپ کی غیر موجودگی کو بہت محسوس کرتی ہے۔۔۔

وہ سینے پر ہاتھ باندھ کر کچن اور بیڈ روم کی درمیانی دیوار سے ٹیک لگا کر کھڑی ہو گئی

آئیں بیٹھ کر بات کرتے ہیں وہ ڈرائنگ روم کی جانب چل پڑا۔۔۔ یہ رہا ایم آاز کے نمبر کا سارا ڈیٹا۔۔۔ نیلیم نے

اسے ایک فائل لا کر دی۔۔۔ میجر عاص نے اس میں موجود صفحات پر ایک نظر ڈالی

اوہ تو مطلب اُس نے آپ کو اپنا پرسنل نمبر نہیں دیا۔۔۔ وہ دھپ سے صوفے پر بیٹھتا بولا

لگ تو یہی رہا ہے۔۔۔ وہ پریشان چہرے کے ساتھ اسکے سامنے پڑے صوفے پر گرنے کے انداز میں بیٹھی تھی

محبت کے ہزار دعوے اور اعتبار اتنا سا بھی نہیں۔۔۔ صوفے کی پشت سے ٹیک لگاتے وہ ٹانگ پر ٹانگ جمائے

بیٹھا تھا۔۔۔ نیلیم نے اسکے طنزیہ انداز کو اندر تک محسوس کیا تھا

اب ہر کوئی نیلیم ابرار جیسی محبت تو کرنے سے رہا۔۔۔ اس نے آبرو اُچکاتے تیکھے انداز میں کہا۔۔۔ ٹائیگر تھوڑا

آگے کو جھکا دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسرے میں پھنسائے وہ اسکی سبز گہری آنکھوں میں دیکھتا بولا

خیر اب ہر کسی کا محبوب بھی میجر عاص عالم جیسا نہیں ہوتا

آپ کو محبوب بنانے والے سے پوچھیں محبت کی تڑپ۔۔۔ وہ بھی جواباً اسکی آنکھوں میں دیکھتے بولی

محبت کرنے والے اتنے ضدی تو نہیں ہوتے۔۔۔ وہ جانے کیا کہنا چاہ رہا تھا

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

ہم ایسے ہی ہیں۔۔۔ ہم پر حکم چلانے والا ابھی پیدا نہیں ہوا جو ہمارا دل چاہتا ہے ہم وہی کرتے ہیں وہی کہتے ہیں۔۔۔ وہ ادائے بے نیازی سے بولی

پہلے میں سمجھتا تھا کہ نخرہ اور ضد صرف امیر لوگوں میں ہوتا ہے مگر تم سے ملنے کے بعد میرا خیال غلط ثابت ہو گیا۔۔۔ اس نے صوفے کی پشت سے ٹیک لگائی

ہم جانتے ہیں آپ کی نظر میں دنیا کی سب سے بری لڑکی نیلیم ابراہیم ہے ہم جتنا خود کو بدل لیں آپ کی شکایات ختم نہیں کر سکتے۔۔۔ اس نے سر د آہ بھری

پلاسٹک سرجری کروالو۔۔۔ وہ کھڑے ہوتے بولا۔۔۔ کیا کہتا کہ یہ چہرہ نفرت کرنے پر مجبور کرتا ہے۔۔۔ وہ شخص نفرت کرنے پر مجبور کرتا ہے جو تم سے محبت کرتا ہے۔۔۔ وہ اسکی بات کو مزاق سمجھی تھی یا جان چھڑانے کا طریقہ

Writers

خاک ڈالو میرے مقدر پر

میں نے پتھر سے دل لگایا ہے

Captain Neelam are you ready???

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

میجر عاص نے پوچھا وہ نیچے والے اپارٹمنٹ میں تھا اور نیلیم کے اپارٹمنٹ میں سے اسکی کافی چیزیں نیچے شفٹ کر دی گئیں تھیں انہیں اب ایک اسٹیپ آگے بڑھنا تھا

Yes!!!

وہ اپنا ٹریولنگ بیگ ایک اسکول بیگ اور ایک ہینڈ بیگ لیے اپارٹمنٹ کے باہر کھڑی تھی۔۔۔ منہاج کے چھوڑے گئے منجر نے فوراً پیٹر کو اطلاع کی

اُس نے کال ملائی ہے کسی کو آپ الرٹ رہیں۔۔۔ میجر عاص پھر بولا۔۔۔ کافی دن تک اسے اکیلے کام کرنا پڑا تھا اور آج اسکی آواز نیلیم کے اندر ایک عجیب سی قوت پیدا کر رہی تھی۔۔۔ تقریباً ایک گھنٹے بعد وہ اپنی پراڈ اور گارڈز کی فوج کی طرح شان سے اپارٹمنٹس کے مین روڈ پر آیا تھا کھڑکی سے دیکھتے میجر عاص کے چہرے پر نفرت ہی نفرت تھی

ملکہ یہاں کیوں کھڑی ہو؟؟؟ اس طرزِ مخاطب نے میجر عاص کے ہونٹوں پر تلخ مسکراہٹ دوڑادی
ت۔۔۔۔ تم یہاں کیسے؟؟؟ نیلیم نے اسکی آواز کے تعاقب میں نظر دوڑاتے پوچھا

میں نے کیا پوچھا ہے؟؟؟ وہ اسکا سوال نظر انداز کر گیا

اپنے بندے چھوڑ رکھے ہیں تم نے میرے پیچھے؟؟؟ وہ چیخی۔۔۔ منہاج آگے بڑھا اسکی کلائی تھامی اور پراڈ کی پچھلی سیٹ پر پھینکا خود بھی اسکے برابر بیٹھتے گارڈز سے بولا

یہ سامان لیتے آؤ۔۔۔ پیٹر گاڑی چلاؤ۔۔۔ وہ اسکے برابر بیٹھتے حکمِ انداز میں گویا ہوا

کہاں لے کر جا رہے ہو تم ہمیں؟؟؟ وہ چلائی

اپنے گھر۔۔۔ اطمینان سے جواب دیا

میں تمہارے ساتھ کہیں نہیں جاؤں گی۔۔۔ وہ چیخ رہی تھی

اُف کتنی تیج ہے تمہاری۔۔۔ منہاج نے کانوں میں انگلیاں ٹھونسیں۔۔۔ وہ مسلسل آنے سے انکار کرتی رہی تھی مگر بالا آخر وہ پلازہ پہنچ ہی گئے تھے

اسے اپنے ساتھ گھسیٹتے وہ اندر لارہا تھا نیلیم مسلسل اسکے بازوؤں پر اپنے ناخن گاڑتے کلائی چھڑانے کی اداکاری کر رہی تھی

کریں وہ غصے میں بھی آسکتا ہے۔۔۔ آپ کیلئے کوئی پرابلم نہ بن جائے۔۔۔ میجر عاص نے resist تھوڑا کم منہاج کے بازو پر خون کی لکیریں دیکھ کر کہا

وہ اسے لفٹ کے ذریعے اوپر لایا اب وہ اپنے ناخنوں کا استعمال نہیں کر رہی تھی

یہ رہا تمہارا روم آج سے تم یہیں رہو گی۔۔۔ وہ اسے ایک روم میں لے آیا جسکا انٹری وائٹ اور ڈارک براؤن کلر کا تھا جہازی سائز بیڈ گلاس سائیڈ ڈور، گلاس وارڈروب، ڈریسنگ ہر چیز شاندار تھی۔۔۔ کتنا حرام کمایا ہوگا اس شخص نے؟؟؟ کتنے لوگوں کے خون سے یہ محل سجایا ہے اس شخص نے۔۔۔ فرعون اپنی اولاد چھوڑ گیا۔۔۔ نیلیم نے نفرت سے سوچا

crystal vase ہمیں نہیں رہنا یہاں سنا تم نے۔۔۔ وہ پیچھے کو ہوتی بیڈ کی سائیڈ ڈور اسے ٹکرائی اس پر پڑا نیلیم کے ہاتھ لگ گیا

ہم لاسٹ ٹائم وارن کر رہے ہیں ہماری کمزوری کا فائدہ مت اٹھاؤ۔۔ اس کے لال بھبھوکا چہرے کو دیکھتا وہ آگے بڑھا

مجھے تمھاری یہ بلی آنکھیں بہت پسند ہیں۔۔۔ وہ اس کے ہلکے

سبز کٹورے دیکھتے کہہ رہا تھا جو اسکی آواز کے تعاقب میں دیکھنے کی ناکام کوشش کر رہے تھے اور یہ نوچنے والی ادا۔۔۔۔۔ آہ!!! اس نے اپنے مضبوط سرخ و سپید بازو پر ناخنوں کے نشان دیکھے

I just wanna call you

لینے کو آگے بڑھ رہا تھا۔۔۔ وہ نا سمجھی سے دیوار کو دیکھ رہی تھی جب crystal vase وہ اس کے ہاتھ سے ایم آز کی آواز اس کے کان کے قریب سرگوشی میں اُبھری تھی

my wild cat!!!

مخمور لہجے میں کہا گیا تھا

I'm not yours

گلاس ڈور پر دے مارا crystal vase اس نے چلاتے کے ساتھ

[illegible]

اگر نہیں بھی ہو تو ہو جاؤ گی اس میں کون سا زیادہ وقت لگتا ہے۔۔۔ ابھی تم ریٹ کر و شام کی چائے پر ملاقات ہو گی۔۔۔ ہائے !!!

وہ جاتے ہوئے دروازے کو لاک لگا گیا تھا

امداد بلوچ کو ایک جھٹکا لگا تھا یہ خبر ہی اتنی دھماکہ خیز تھی کہ اسکے آدھے ساتھی مارے جا چکے ہیں بہت سارا
اسلحہ اور بارودی مواد بھی فوج کے ہاتھ لگ گیا بلوچستان کا امن اسکے اندر کھٹکنے لگا اب وقت آگیا تھا کہ منہاج
سے مل کر سارے راستے صاف کر لیے جائیں۔۔۔ اب لبادہ اُتارنے لا وقت آگیا تھا

شاکر تم آج ایم آف پلازہ پہنچو میں بھی وہیں آؤں گا۔۔۔ امداد بلوچ نے حکم دیا

مگر کیوں؟؟؟ وہ حیران ہوا

اب وقت آگیا ہے کہ ہم منہاج کی مدد لیں اور کھل کر سامنے آجائیں۔۔۔ اس نے اپنے مشورے سے نوازا
ٹھیک ہے میں کوئی ذمہ داری نہیں لیتا۔۔۔ شاکر بولا

ہاں ساری ذمہ داری میری بس تم آجاؤ۔۔۔ اس نے وائرلیس کان سے دور کرتے جھاڑیوں کی جانب دیکھا
جہاں کسی کی موجودگی کا احساس ہو رہا تھا۔۔۔ وہ سب ٹرکوں والے افراد ایک جنگل میں بسیرہ ڈالے تھے۔۔۔ وہ
اُٹھا اور جھاڑیوں کے قریب چلا آیا۔۔۔ جھٹکے سے جھاڑیوں میں پیر مارا۔۔۔ وہاں کوئی نہیں تھا اس نے آس
پاس نظر دوڑائی اور واپس اپنے ٹھکانے پر آگیا جہاں سب ادھر ادھر پڑے تھے رات بھر کی تھکان نے دن
چڑھے تک سلائے رکھا تھا

وہ لاک لگا کر گیا ہے اب کیا کروں؟؟؟ اس نے میجر عاص سے سوال کیا

چیک کریں کہیں کیمرہ نہ لگا ہو۔۔۔

ڈریسنگ مرر پر چیک کریں۔۔ نیلیم نے اسکی ہدایت پر فوراً عمل کیا

ساونڈ پرفیکٹ ہے ٹائیگر۔۔ وہ اب بھی ایسی حرکات کر رہی تھی کہ دیکھنے والا جان نہ سکے کہ وہ مرر کو ٹٹول رہی ہے کہ اس پر فنکرر فلیکشن ڈیڈ کٹ کر رہی ہے

کیا۔۔۔ کہیں کوئی کیمرہ نہیں تھا scan اس نے سیل فون نکال کر پورے کیمرے کو

اب کمرے کی تلاشی لیں۔۔۔ اسکے حکم پر نیلیم نے فوراً عمل کیا

کچھ بھی نہیں ہے یہاں تو۔۔۔ پورے کمرے کی چیکنگ کے بعد بولی

چارٹ یاد ہے آپ کو ایم آف پلازہ کا؟؟؟

جی۔۔۔ نیلیم نے جواب دیا

اس کمرے کی بالکنی سے جھانکیں لان نظر آتا ہے؟؟؟

نیلیم بالکنی تک گئی

جی آرہا۔۔۔ ٹائیگر یہ یہاں ابھی آنے والی گاڑی میں۔۔۔

نیلیم کا مرکت از دیباء تبسم

رکھی suicide pills کیا ہوا آپ الرٹ رہیں پسٹل کہاں ہے آپ کا؟؟؟ نائف رکھی تھی؟؟؟
تھیں؟؟؟ اسنے جلدی سے پوچھا--- وہ اپنے اپارٹمنٹ میں ٹینشن سے چکر لگا رہا تھا

ہماری بات تو سن لیں--- جب آپ کیسٹن ارتج کی رپورٹ دیکھ رہے تھے اُس میں موجود ایک داڑھی
مونچھوں والا شخص یہاں آیا ہے ایک اور آدمی بھی ساتھ ہے اُس کا حلیہ بھی بدلا ہوا ہے---- اس نے تیزی
سے بتایا

کیا امداد بلوچ اتنی جلدی پہنچ گیا--- وہ حیران ہوا

آپ کو پہلے کا ہی پتا تھا

جی--- دوسری جانب سے مثبت جواب آیا

جب اتنے ذرائع ہیں تو ہمیں کیوں پھنسا یا؟؟؟ تلخ لہجہ

آپ خود پھنسی ہیں ماسنڈاٹ--- وہ اس سے بھی زیادہ زہر خندی سے بولا

میرے سر کوئی احسان نہیں کر رہیں آپ--- اب بھی وقت ہے یہیں سے اپنے گھر چلی جائیں--- میجر عاص
نے اسکی طبیعت صاف کی

اُسکے ساتھ ایک اور بندہ بھی ہے--- وہ اسکی کڑوی باتیں برداشت کر گئی وہ کہتا بھی تو سچ تھا

اپنی واج ذرا گھمائیں اور نیچے کریں--- اسکی واج پر لگا سپائے کیمرہ مدد دے رہا تھا میجر عاص کو لانچ کا منظر
دیکھنے میں-- منزل اتنی اونچی نہیں تھی وہ ابھی تک لان میں کھڑے پیٹر سے مصافحہ کر رہے تھے

یہ تو شاکر ہے راکا ایجنٹ--- میجر عاص کی آواز میں حیرت کا عنصر شامل تھا

اب؟؟؟ نیلیم نے پوچھا

آپ کو ان کی گفتگو سننی ہے کیپٹن نیلیم

It's your responsibility!!!

اس نے ساری ذمہ داری نیلیم پر ڈال دی

میٹنگ کہاں ہوگی؟؟؟ نیلیم نے پوچھا

Most probably drawing room!!!

میجر عاص سے بات ختم کر کہ وہ سوچنے لگی نقشہ دماغ میں آنے لگا اور بالا آخر اسے ایک سر امل ہی گیا۔۔۔ اگر وہ بالکنی سے چھلانگ لگا کر نیچے والے فلور پر جاتی تو ممکن تھا گارڈز اسے دیکھ لیتے اور کوئی مسئلہ کھڑا ہو جاتا نیلیم نے بالوں سے پن نکالی اور ایک منٹ بعد ہی لاک کھول لیا۔۔۔ آہستہ سے باہر راہداری میں جھانکا کوئی نہیں تھا۔۔۔ وہ سیڑھیوں سے نیچے آئی کوئی گارڈ اوپر آ رہا تھا مگر اس نے لفٹ استعمال کی تھی نیلیم نے عقل کا دامن تھاما تھا اور سیڑھیوں سے اُتری تھی اس نے آس پاس نظر دوڑائی اور ڈرائنگ روم کی جانب بڑھنے لگی دیوار کی اوٹ میں ہو کر دیکھا تو وہاں گارڈز کھڑے تھے اور سامنے سے پیٹر اور اسکے ساتھ امداد بلوچ اور شا کر آ رہا تھا

اس نے ایک فینسی ٹوکری سامنے لمبے سے ڈیکوریشن میز پر پڑی دیکھی اور اٹھالی وہ جالی دار تھی سوراخ اتنے بڑے تھے کہ اسکی چھوٹی انگلی اندر باہر ہو سکتی تھی اس نے اوپر سے پھول اٹھائے تو اس میں رنگ برنگے بڑے اس میں audio listening bug device بڑے موتی تھے اس کے اندر جگہ بنا کر نیلیم نے چھپائی اور اوپر پھول رکھ دیے۔۔۔ اپنا سیل فون نکال کر ڈیوائس کا کوڈ ملا یا اور اس اکیٹیویٹ کر دیا۔۔۔ اللہ کا نام لیا عادت کے مطابق اور سامنے سے آتے ایم آز کو دیکھ کر چلنے لگی

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

منہاج جو راہداری سے اپنی ہی دھن میں گزرتا ڈرائنگ روم میں جا رہا تھا سامنے سے آتی نیلیم کو دیکھ کر ٹھٹک گیا

ملکہ تم یہاں کیا کر رہی ہو؟؟؟ اس سے پہلے کہ منہاج اس تک پہنچتا وہ ہاتھ سے ٹو لیتی دروازے تک آئی جہاں کھڑا گاڑ منہاج کے اشارے پر پیچھے ہٹ گیا

مم--- مجھے قید میں رکھنے کو لائے ہو؟؟؟ تنگ آگئی ہوں قیدی بن بن کر--- اس کے ہاتھ میں پھولوں ٹوکری تھی

یہ کہاں سے لائی ہو؟؟؟ منہاج نے اس سے ٹوکری لیتے پوچھا

کر سکتی ہوں مجھے اچھے لگے تو میں نے اٹھا لیے سوری--- وہ نرمی سے بولی smell یہ پھول ہیں نا میں ان کو

تمہیں پسند آئے تو تم رکھ لو ہماری طرف سے--- وہ ہنسی نظریں سامنے رکھے وہ منہاج سے مخاطب تھی

منہاج کاشت سے دل چاہا کہ وہ اسکی آنکھوں میں دیکھ کر بات کرے

تھینکس!!! تمہیں کمرے سے نہیں نکلنا چاہیے تھا--- وہ تذبذب کا شکار ہوا--- اسکے پلازہ میں کوئی لیڈی نہیں تھی

اچھا تم یہاں بیٹھو میں آتا ہوں--- اس نے نیلیم کو ساتھ والے روم میں بھیج دیا جہاں صرف صوفے پڑے تھے چھوٹا مگر خوبصورت ڈرائنگ روم

یہ باسکٹ ہم تم سے واپس لیں گے--- جب اسے احساس ہوا وہ کمرے سے نکل رہا ہے تب بولی

ٹھیک ہے--- منہاج نے ٹوکری کو دیکھا اور ساتھ والے ڈرائنگ روم میں داخل ہو گیا باسکٹ اس نے میز

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

کے درمیان رکھ دی نیلیم کے لیے یہ ایک بہت بڑی خوشی کی بات تھی کہ ہوا میں چھوڑا تیر عین نشانے پر لگا تھا اس نے تمام ریکارڈنگ سیو کرنا شروع کر دی۔۔۔ پہلا بڑا ٹیکنکل کارنامہ اس نے انجام دیا تھا

میں راکا ایجنٹ ہوں۔۔۔ میں چاہتا ہوں کہ تم مجھ پر بھروسہ کرو ہم تمہارے لیے ایک پُرکشش آفر لائے ہیں۔
۔۔ امداد بلوچ کی آواز تھی یہ

اور یہ؟؟؟ منہاج کی آواز ابھری

تم مجھے شاکر ہی سمجھ لو میں بھی اپنے دلکش کیلئے کام کرتا ہوں۔۔۔ تمہارے ساتھ کام کرنا ہی ہمارے مشن کا خاص حصہ تھا۔۔۔ شاکر بولا۔۔۔ میجر عاص تمام ریکارڈنگ غور سے سُن رہا تھا ڈرائنگ روم میں لیپ ٹاپ سامنے رکھے تھری سیٹڈ صوفے پر بیٹھا تھا

تم لوگ اپنا مقصد بیان کرو۔۔۔ منہاج کی بے نیاز آواز گونجی

ہم چاہتے ہیں کہ تم انڈر ورلڈ سے پھر سے تعلق قائم کر لو۔۔۔ بلیک سٹار کے ساتھ جو ہونا تھا وہ ہو چکا ہماری طرف سے تمہارا کوئی نقصان نہیں ہو گا ہم پر تمہاری حفاظت فرض ہے تمہیں بلیک سٹار والا ہی مقام و مرتبہ ملے گا آئی ایس آئی سے ہمارا پروٹیکشن ملے گا۔۔۔ امداد بلوچ بولا

اس میں میرا کیا فائدہ ہے؟؟؟ منہاج نے لا پرواہی سے سوال کیا

انڈر ورلڈ سے ہاتھ ملاؤ گے تو ہمیشہ تحفظ میں رہو گے۔۔۔ کوئی تمہارے گریبان تک ہاتھ لانے کی کوشش نہیں کرے گا۔۔۔ امدابلوچ نے کہا

وہ تو کوئی اب بھی نہیں کرتا۔۔۔ اس شخص کا اطمینان قابل دید تھا

جب ثبوت مل گئے تو فوج تمہیں چھوڑے گی نہیں۔۔۔ اس نے صاف گوئی سے کہا

تو آئی ایس آئی سے راجھڑوائے گی مجھے؟؟؟

نہیں بس انڈر ورلڈ کی پاور انہیں تم تک پہنچنے ہی نہیں دے گی۔۔۔ امدابلوچ اسے قائل کرنے کو سرگرداں تھا

کیوں چاہتے ہو میں انڈر ورلڈ میں واپس آ جاؤں؟؟؟

ہمیں آرڈر دیے گئے تھے کہ ہم تمہارے ساتھ کام کریں اور چیک کریں کہیں بلیک سٹار کی موت کے بعد سے تم بدل تو نہیں گئے شاید اس لیے تم نے انڈر ورلڈ سے تعلق ختم کیا ہے مگر تمہارے ساتھ کام کر کے ایک چیز طے ہو گی کہ پاکستان کے خیر خواہ تم آج بھی نہیں ہو۔۔۔ نرم دلی آج بھی تمہارے اندر ڈھونڈے سے بھی نہیں ملتی۔۔۔ ہر قسم کی اسمگلنگ کے گینگس ہیں تمہارے، بلوچستان میں دہشتگردی کے پلان ہیں تمہارے۔۔۔ اب کی بار شا کر بولا تھا

تو تم میری پاور کی بناء پر چاہتے ہو کہ انڈر ورلڈ میں پھر سے آ جاؤں؟؟؟ منہاج نے مزاق اڑایا

تمہارے آس پاس آئی ایس آئی اپنے جال بچھا رہی ہے ہم سے ہاتھ ملا لو فائدے میں رہو گے ہم تمہارے لیے لڑیں گے --- امداد بلوچ نے تسلی دی

کیلئے نہیں Black Start جب تم لوگ ---- innocent boy کوئی کسی کے لیے نہیں لڑتا لڑ سکے تو میرے لیے کیا لڑو گے؟؟؟ اس نے سگار سلگایا ہوا تھا

سر بلیک سٹار پرانی کہانی تھی --- اب ایسا کچھ نہیں ہوگا --- امداد بلوچ نے پینتر ابدلا ہوں --- منہاج نے پُر سوچ انداز میں اسے دیکھا

میں اتنے جلدی کوئی فیصلہ نہیں کروں گا --- اپنا کانٹیکٹ چھوڑ جاؤ اینڈ انجوائے ٹی ٹائم !!!

ریکارڈنگ ختم ہو چکی تھی --- کیپٹن حمزہ نے کہنی گٹھنے پر ٹکا کر اس پر ٹھوڑی رکھے کسی سوچ میں ڈوبے میجر عاص کو دیکھا

تو شاکر اور امداد بلوچ دونوں ہی را کے ایجنٹس ہیں --- کیپٹن حمزہ بولا

گفتگو سے تو یہی اندازہ ہو رہا ہے --- میجر عاص نے لیپ ٹاپ کی اسکرین تھوڑی فولڈ کر دی اب آگے کیا کرنا ہے؟؟؟ کیپٹن حمزہ کی بے چینی بڑھنے لگی

وہی سوچ رہا ہوں --- ٹائیگر نے کنپٹیاں سہلائیں

شکر ہے تم یہیں بیٹھی ہو ورنہ مجھے کہاں کہاں نہیں ڈھونڈنا پڑتا تمہیں۔۔۔ وہ پیٹر کو چند ہدایات دے کر اس کمرے میں آیا تھا جہاں اسے بٹھا کر گیا تھا

ملکہ۔۔ اس نے نیلیم کو پھر بلایا

ہاں۔۔۔ وہ ادھر ادھر دیکھنے لگی۔۔۔ منہاج نے ایک کرسی کھینچی اور بالکل اسکے سامنے بیٹھ گیا اسکے نازک کوئل ہاتھوں کو ایک نظر دیکھا اور اپنی دسترس میں لے لیا اتنے نرم لمس نے اسکو روح تک سرشار کر دیا تھا۔۔۔ منہاج عزضاحک نے چودہ سال بعد صنفِ مخالف کا لمس محسوس کیا تھا یا یوں کہا جائے کہ پوری زندگی میں پہلی بار

یہاں دیکھو بالکل سامنے بیٹھا ہوں میں۔۔۔ وہ اسکی ہتھیلی پر دباؤ بڑھاتا بولا۔۔۔ نیلیم نے سامنے دیکھا اور جھٹکے سے ہاتھ چھڑائے

ہمیں یہاں سے جانا ہے۔۔۔ ہم کیوں رُکے یہاں؟؟؟ وہ واپس اپنے روپ میں آئی

ملکہ تم اب کہیں نہیں جاؤ گی۔۔۔ ایک گورنس آرہی ہے تمہارا خیال رکھے گی میں تمہارا علاج کرواؤں گا۔۔۔ وہ پُر غزم لہجے میں بولا

تت۔۔۔۔ تم، تم حد سے بڑھ رہے ہو۔۔۔۔۔ وہ چلائی

منہاج عزضاحک کی کوئی حد نہیں۔۔۔ وہ ٹھنڈے لہجے میں بولا

ہم تمہارے ساتھ نہیں رہنا چاہتے تمہیں یہ بات سمجھ نہیں آتی؟؟؟ وہ ہذیانی کیفیت میں چیخ رہی تھی۔۔۔ وہ خاموشی سے اسے چلاتا سنتا رہا

تم پاگل تو نہیں ہو ہم تم سے کچھ پوچھ رہے ہیں۔۔۔ جب کافی دیر بعد بھی اسکی جانب سے کوئی جواب نہ آیا تو وہ چیخ پڑی

اُنا مجنون عشان بجنگ

(میں پاگل ہوں کیونکہ میں تم سے محبت کرتا ہوں)

وہ گھمبیر آواز میں جذبوں کی آنچ پر بول رہا تھا نیلیم کو یہ الفاظ تو سمجھ نہیں آئے مگر اپنے خوابوں کی تصدیق کا یقین ہو گیا تھا یہی زبان یہی لہجہ وہ کیسے بھول سکتی تھی

چلو اُٹھو۔۔۔ اپنے روم میں جاؤ اور میری پرمیشن کے بغیر باہر مت نکلا کرو اور تم باہر کیسے آئی میں نے لاک لگایا تھا۔۔۔ وہ اب سنجیدہ تھا اُٹھ کر کھڑا ہو گیا

لاک نہیں تھا میں نے کھولا تو کھل گیا۔۔۔۔۔ وہ اب تک بیٹھی ہوئی تھی سامنے دیکھتی بول رہی تھی آؤ۔۔۔ منہاج نے اسے بازو سے پکڑا

شام تک کوئی لیڈی آجائے گی تمہیں زیادہ مشکل نہیں ہوگی۔۔۔ وہ بولا

شکریہ اسکی ضرورت نہیں اندھے لوگ لنگڑے نہیں ہوتے چل سکتے ہیں وہ۔۔۔ نیلیم نے بازو نکلوایا اسکی گرفت سے پھر کرسی پکڑ کر کھڑی ہوئی اور باہر چل دی

منہاج نے اسکی پشت پر نظریں جمادیں جہاں گولڈن بالوں کا آبشار بکھرا تھا

میرے عشق دے ویچ مشوک نہ ہو

نیں انج تک غلط نگاہ کیتی

تیری ہر ملاقات میں انج کیتی

جیویں موسیٰ نال خدا کیتی

نیں فرق کیتا تیری پوجا ویچ

نیں خطراں دی پرواہ کیتی

اک تینوں رب نہیں کہہ سکدا

باقی ساری رسم ادا کیتی



کیا ہوا ہے؟؟؟ بڑے سے لانچ میں ایکسٹرالارج ایل ای ڈی پرنیوز اینکرنامعلوم افراد کی فائرنگ سے ہلاک ہونے والے دو افراد کے اہل خانہ کی غم سے نڈھال صورتحال کا تذکرہ کر رہی تھی۔۔۔ منہاج کچھ دیر پہلے یہاں آکر بیٹھ تھا اس نے ہی ایل ای ڈی آن کی تھی تبھی وہ اس سے پوچھ رہی تھی

اسے یہاں آئے آج تیسرا دن تھا

چند نامعلوم افراد کی فائرنگ کے نتیجے میں دو افراد مر چکے ہیں۔۔۔ منہاج بولا

یا اللہ غرق کر ایسے لوگوں کو۔۔۔ اس نے بددعا دی۔۔۔ ہیڈ لائنز سنتے منہاج کے کان اسکی بات پر کھڑے ہو چکے تھے

کیا کہا تم نے؟؟؟ اسے شک گزرا کہ شاید اُس نے کچھ غلط سنا ہے

یہی کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں پر عذاب نازل کرے دردناک موت دے جو بے وجہ معصوم جانوں پر بے گناہوں پر ظلم کر رہے ہیں۔۔۔ نیلیم نے گلوگیر لہجے میں کہا

کوئی کسی کو ایسے ہی نہیں مارتا کوئی بے قصور نہیں ہوتا ضرور انہوں نے کچھ کیا ہوگا تبھی مارا ہے۔۔۔ منہاج نے نفی کی اور پُر زور نفی کی

گناہ تو گناہ ہے کسی ذاتی جھگڑے یا ناراضگی کی صورت کسی کا خون کر دینا یہ کہاں کا انصاف ہے؟؟؟ نیلیم نے بحث شروع کی

خیر یہ کوئی گناہ نہیں ہے اپنی پاور کا استعمال کرنا ہر کسی کا حق ہے۔۔۔ اس نے آبرو اُچکاتے یوں کہا جیسے کوئی کچھ بھی کہے میں اپنے خیالات نہیں بدلوں گا

اچھا یہ گناہ نہیں ہے تو گناہ کیا ہے؟؟؟ وہ تنگی

میرے نزدیک میرا ہر وہ عمل جو میں اپنے مزاج اور ضمیر کے خلاف سرانجام دوں گناہ ہے۔۔۔ وہ مطمئن تھا نیلیم کو اسکے اطمینان پر حیرت ہوئی

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

غلط بالکل غلط، ہر وہ عمل جس سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے گناہ ہے اور ناحق جان لینا تو گناہ کبیرہ ہے۔۔۔۔۔
نیلیم نے اسکی ڈیفینیشن رد کی

تمہیں نہیں پتا یہ سب؟؟؟ تم مسلمان تو ہونا؟؟؟ نیلیم پوچھ رہی تھی

ہم نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ اتنے بے بس ہو جائیں گے کہ اپنے سامنے بیٹھا ایک شخص نظر نہیں آئے گا۔
--- کسی کے در پر بیٹھنا پڑے گا۔۔۔ ہم کبھی اتنی کمزور نہیں رہے۔۔۔ خیر ایک غیر مسلم کے ساتھ تو ہم بالکل
نہیں رہیں گے۔۔۔ وہ صوفے کے ہینڈ سپورٹ پر ہاتھ رکھے کھڑی ہونے لگی

کیا عجیب سی بحث کر رہی ہو ملکہ۔۔۔ بیٹھ جاؤ خاموشی سے۔۔۔ منہاج بیزاری سے بولا

بس کر جاؤ بہت ہو گئی تمہاری من مانی اب اگر تم نے ہمیں فورس کیا تو ہم پولیس میں کمپلین کریں گے۔۔۔۔۔ وہ
بول کر جانے لگی ویسے ہی ہاتھوں کو اٹھائے ٹٹولتے ہوئے۔۔۔ منہاج اسکے آگے آیا تو نیلیم کے بڑے ناخن
اسکے کوٹ سے مس ہوئے

پولیس میں کمپلین کرو گی میری؟؟؟ اس نے نیلیم کو بازو سے پکڑے درشتگی سے پوچھا

مجھے ایک سیکنڈ لگے گا ایف آئی آر کٹواتے کہ اس لڑکی نے میرے کروڑوں کے ہیرے چوری کیے ہیں۔۔۔۔۔
اسکی آواز میں دھمکی اور شعلے تھے مگر مقابل بھی کیپٹن نیلیم تھی

تو تم وہی ہو جس نے ہماری زندگی برباد کر دی ہماری آنکھیں چھین لیں ہم سے۔۔۔۔۔ وہ بے یقینی سے بولی۔۔۔۔۔ وہ
جو اسکے روز روز کے احتجاج سے تنگ آیا ہوا تھا غصے میں غلط بول گیا

دیکھو ملکہ میں۔۔۔۔۔ اس نے نیلیم کا بازو آزاد کرتے ماتھے پر ہاتھ مارتے خود کو ریلیکس کیا

مجھے اس نام سے مت پکارو ہٹ جاؤ۔۔۔ ہم یہاں ایک منٹ۔۔۔ وہ بولتی ہوئی لانج سے نکل رہی تھی جب منہاج اسکے پیچھے آیا سامنے کوریڈور سے پیٹر اور شاکر گزر رہے تھے قریب آتے پیٹر اور شاکر کی جانب ایک لڑکی کی پشت تھی جسکا بازو منہاج نے تھام رکھا تھا اور وہ اونچی آواز میں چلا رہی تھی۔۔۔ بازو چھڑوانے کی کوشش میں وہ ترچھی ہو گئی تھی شاکر کو اسکا چہرہ دیکھائی دینے لگا

It's unbelievable!!!

شاکر کے منہ سے بے اختیاری میں یہ الفاظ نکلے۔۔۔ پیٹر نے گہری نظروں سے اسکے تاثرات جانچے سر!!! پیٹر کے مخاطب کرنے پر منہاج سنبھلا

جسٹ آمنٹ۔۔۔ پیٹر سے کہہ کر وہ اسے بازو سے گھسیٹا لفٹ کی جانب بڑھ گیا

وہ مسلسل لمبے ناخنوں سے اسکے ہاتھ کی پشت نوچ رہی تھی

منہاج نے اسے روم میں لاک کر دیا اور خود نیچے آ گیا

جہاں شاکر پینڈولم کی طرح ٹہل رہا تھا۔۔۔ اور پیٹر آرام سے صوفے پر براجمان تھا

میں نے ہاں میں جواب کیا دیا تم دوسرے دن اپنا منحوس منہ لے کر آ گئے۔۔۔ منہاج نے شاکر کو ذلیل کرنا چاہا

یہ لڑکی وہی ہے جس کو ایگل نے اغواء کیا تھا؟؟؟ شاکر نے اسکی بات نظر انداز کرتے اپنا سوال جھاڑا

بلیک سٹار کسی کو جواب دہ نہیں ہے۔۔۔ وہ کروفر سے بولا ایک ہاتھ پینٹ کی جیب میں ڈالے دوسرے سے

کوٹ کو پیچھے کیے کمر پر ہاتھ رکھے کھڑا تھا

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

تم اس لڑکی پر بھروسہ کر رہے ہو جان لے لے گی تمہاری۔۔۔ شا کر چند قدم آگے بڑھتا اسکی آنکھوں میں دیکھ کر بولا

لے لے مجھے کوئی پرواہ نہیں۔۔۔ وہ لا پرواہی سے بولتا صوفے پر بیٹھ گیا۔۔۔ ٹانگ پر ٹانگ جمائے ایک ہاتھ کی انگلیاں گٹھنے پر بجاتے وہ مکمل بے نیاز بنا تھا

میرے بات کو ہلکامت لو۔۔۔ شا کرنے اپنی بات کا اثر نہ ہوتے دیکھ کر تیج و تاب کھا کر کہا

تم ملکہ کو بھیج میں مت گھسیٹو۔۔۔ اپنے کام سے کام رکھو۔۔۔ منہاج نے سگار سگایا

ہا ہا ہا ملکہ؟؟؟ تمہیں گدا بنادے گی وہ۔۔۔ شا کرنے مزاق اڑایا

بکو اس بند کرو اپنی۔۔۔ منہاج دھاڑا

تمہاری سکیورٹی کی ذمہ داری لی ہے میں نے تین دن بعد تم نے انڈیا جانا ہے۔۔۔ پیچھے یہ یہاں اکیلی ہو گی عقل سے کام لو وہ بھروسے کے قابل لڑکی نہیں ہے میں تمہیں پروو کر دوں گا۔۔۔ شا کر ریسرچ اینا لیسرز سے تعلق رکھتا تھا نیلیم اسے شروع دن سے کھٹک رہی تھی

وہ مجھے کیا نقصان پہنچائے گی؟؟؟ ایک ٹین ایجر، بلائینڈ گرل۔۔۔ منہاج نے کش لگاتے دھواں چھوڑا

وہ بلائینڈ نہیں ہے جھوٹ بول رہی ہے میں مان ہی نہیں سکتا۔۔۔ شا کرنے نفی میں سر ہلایا

دوبار ٹکرا کر خود کو بری طرح زخمی کر چکی ہے میرے سامنے۔۔۔ اس سے زیادہ کیا ثبوت ہو گا؟؟؟ منہاج

ماننے سے انکاری تھا

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

ہو نہہ۔۔۔ (طنزیہ مسکرایا) وہ کوئی معمولی لڑکی نہیں ہے ٹرین کر کے بھیجی گئی ہے وہ دس بار بھی خود کو زخمی کر لے تب بضی اُسکی سٹرینتھ کم نہیں ہوگی۔۔۔ یہ بات اُس کے لیے عام سی ہے۔۔۔ اُس نے سوچا بھی نہیں ہوگا کہ اُس کا پالا کس سے پڑنے جا رہا ہے۔۔۔ شاکر کی آنکھوں میں وہی چمک تھی جو ایک صیاد کی آنکھوں میں سفید بے داغ نرم و ملائم کبوتر کو دیکھ کر آ جاتی ہے

نیلیم نے کافی جگہوں پر وہی اوڈیو لسننگ بگ ڈیوائس چھپادی تھی اسے چار پانچ دن بعد چارج کرنا پڑتا ہے مگر چونکہ وہ اسے پورا دن اور رات اکٹیور رکھتی تھی تو اسے یہ تین دن بعد ہی چارج کرنی پڑتی تھیں اس ڈیوائس کا فائدہ یہ تھا کہ فورٹی ڈیسیبل (سرگوشی کی آواز پچیس ڈیسیبل ہوتی ہے) سے زیادہ ساؤنڈ یہ ڈیڈکٹ کر لیتی ہے spy اور جس نمبر پر یہ اکٹیو ہو اُسکا یوزر با آسانی اسے دس بارہ میٹر کے اندر اندر سُن سکتا ہے۔۔۔ اس نے hidden cameras کا بھی خوب استعمال کیا تھا میجر عاص کو بہت سہولت محسوس ہو رہی تھی۔۔۔ امداد بلوچ، شاکر، پیٹر اور ایم آزی کی میٹنگ کی ساری گفتگو وہ سُن چکا تھا ان کی ریکارڈنگ اپنے ایکسپرس کو بھیج چکا تھا اسکے پچاس ساتھیوں کے گروہ نے بھی امداد بلوچ کا بھروسہ جیتنا شروع کر دیا تھا اور اسکی مدد کرنے کو تیار تھے

میجر عاص اور نیلیم شاکر کی ساری گفتگو سُن چکے تھے

کیپٹن نیلیم شاکر سے ہوشیار رہیے گا۔۔۔ سب سے پہلے تو سارے کیمرے اُتار دیں اور ریکارڈر بھی اُٹھالیں ورنہ آپ کا نمبر شاکر کے ہاتھ لگ جائے گا۔۔۔ اس نے نیلیم کو خبردار کیا وہ اپنے کمرے میں لاک تھی

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

تین دن بعد منہاج انڈیا جا رہا ہے وہ انڈیا ورلڈ کا بندہ ہے یہ بات آپ کو پتا تھی؟؟؟ نیلیم نے پوچھا
ہاں مگر یہ نہیں پتا تھا کہ اسد زبیر لغاری بھی اسکا پارٹنر ہے اور یہی نہیں وہ--- وہ کچھ کہتے کہتے رُک گیا
کیا؟؟؟ نیلیم نے اُکسایا

کچھ نہیں--- عاص بولا

یہ شا کر اسے انڈیا ورلڈ میں پھر سے آنے کی دعوت دے رہا ہے یہ تو ایجنٹ ہے نا؟؟؟ نیلیم نے اپنی حیرت کو
زبان دی

خفیہ اداروں کا ایک ڈیپارٹمنٹ سیاست کیلئے بھی کام کرتا ہے ان کا اس سے کوئی تعلق نہیں کہ وہ صحیح کر رہے
ہیں یا غلط بس اپنی سیاست کو برقرار رکھنے کو اپنے سیاست دانوں کو سپورٹ کرتے ہیں اور چند غدار سیاست
دان انڈیا ورلڈ کا ہی پارٹ ہوتے ہیں جیسے اسد زبیر لغاری پاکستان کا مشہور اور سیاست میں ایک اعلیٰ عہدے
پر براجمان دشمنوں کا ساتھی نکلا--- ایسے غداروں کو موت بھی جلد نہیں آتی--- میجر عاص نے اسے گویا
سیاست خفیہ ادارے اور انڈیا ورلڈ کے مابین چلتے پھیل سمجھائے

آپ خوفزدہ نہ-----

ہو نہہ--- ہم ڈرتے نہیں ہیں ان سب سے کیپٹن نیلیم کی ایک گولی کی مار ہیں یہ سب--- وہ اسکی بات کاٹ کر
فخر یہ بولی--- آخر کو اتنا اچھا نشانہ ہو گیا تھا اسکا ساتھ دماغ بھی کام کرنے لگا تھا

ہا ہا ہا ہا--- کانفیڈنٹ ہونا اچھی بات ہے بٹ اوور کانفیڈنٹ ہونا بالکل نہیں--- آپ اس فیلڈ میں ابھی نئی ہیں وہ
آپ جیسی جانے کتنی بھگتا چکے ہوں گے میں آپ کو کسی خوش فہمی میں مبتلا نہیں کرنا چاہتا پوزن پلس اپنے

نیلیم کا مرکت از دیباء تبسم

ساتھ رکھیے گاموت کبھی بھی آپ کے دروازے پر دستک دے سکتی ہے خود کو بے جاٹا چر کروا کر اذیت کا سامان مت کیجیے گا۔۔۔ وہ اسے ہر اسماں کر رہا تھا یا سمجھا رہا تھا؟؟؟

اپنے ملک کیلئے کسے نے ناخن بھی نادینے کا دعوت کیا تھا ایک سال پہلے اور آج اسکا وطن اس سے پوری کی پوری جان مانگ رہا تھا

یاد رکھیے گامیدان چھوڑ کر جانے والے بزدل، کم ہمت اور ڈرپوک ہوتے ہیں بغیر جنگ لڑے پیٹھ کر کے جانے سے بہتر ہے جنگ لڑ کر خود کو شہداء میں شمار کر لو اُس فہرست میں جگہ بنا لو جس ہر تمہارا وطن تمہارا ملک اور اسکے باسی فخر کرتے ہیں خود کو اُس نغمے کے بول میں ڈھال لو جو ہر چودہ اگست، چھ ستمبر کو خراج تحسین پیش کرنے کیلئے گائے جاتے ہیں۔۔۔ مرناتو سب نے ہے آج نہیں تو کل، کل نہیں تو پورے سوں کسی نے رہتی دنیا تک نہیں جینا تو کیوں نہ مر کر بھی رہتی دنیا تک جینے والوں میں شمار ہو جائیں کیوں نا شہید ہو جائیں؟؟؟ اگر کسی ایک کے مرنے سے لاکھوں لوگ جی لیں تو کیا یہ سودا برا ہے؟؟؟

میجر عاص کے الفاظ تھے؟؟؟ نہیں وہ صرف الفاظ نہیں تھے وہی سحر تھا جس نے اسے اپنی مٹی سے باندھ رکھا تھا وہ اسے بھی اسی دھرتی سے باندھنا چاہتا تھا۔۔۔ وہ اسکے ساتھ حسین مستقبل کا خواب سجائے بیٹھی تھی اور وہ کہہ رہا تھا کہ اگر تمہارے مرنے سے لاکھوں لوگ بچ جاتے ہیں تو یہ سودا برا نہیں ہے

نہیں عشق کا درد لذت سے خالی

جسے ذوق ہے وہ مزاجانتا ہے

شاکر کی باتیں منہاج عزخاک کے کانوں میں گونجتیں بار بار اسکی نیند خراب کر رہی تھیں وہ کروٹوں پر کروٹیں بدل رہا تھا۔۔۔ قیمتی بستر اور نرم ملائم تکیے ہیٹر کی گرمائش کے باوجود نیند اسکی آنکھوں سے کوسوں دور تھی اس پر وہ مہربان ہونے کو تیار ہی نہیں تھی

وہ اٹھادرپچوں پر پڑے گہرے رنگ کے پردے سمیٹے اور اچانک کسی خیال کے تحت اپنے سلپنگ گاؤن کی ڈوریاں بند کرتے سلپرز پہن کر باہر نکل گیا

یہی درست وقت تھا جب ایم آری پلازہ میں خاموشی چھائی ہوئی تھی کیپٹن نیلیم نے اپنی کاروائیاں جاری رکھیں اوڈیوریکارڈر تو وہ سمیٹ چکی تھی اب باری کیمروں کی تھی چند کیمرے بھی اس نے اُتار لیے تھے اب اسکا رخ ہال کی جانب تھا جہاں اس نے تین کیمرے لگائے تھے ہڈن کیمرے کہ عام انسان انہیں محسوس بھی نہ کر سکے۔۔۔ منہاج اپنے روم سے نکل کر لفٹ کے ذریعے اسکے کمرے تک پہنچا ہلکے سے دروازے کا لاک گھمایا تو وہ کھلتا چلا گیا

بیڈ کی حالت صاف بتا رہی تھی جیسے ابھی کوئی بستر چھوڑ کر گیا ہو۔۔۔ منہاج نے ٹھوڑی پرائنگلیاں پھیریں۔۔۔ کوئی خطرہ اسکے سر پر منڈلانے لگا۔۔۔ وہ تیزی سے نیچے جانے لگا

نیلیم ابھی لانچ میں تھی جب اسکے کانوں نے ہلکے ہلکے قدموں کی آواز محسوس کی۔۔۔ کبھی وہ میجر عاص کو کہتی تھی کہ آپ اتنی ہلکی آواز کو کیسے محسوس کر لیتے ہیں اور اب؟؟؟

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

وہ دروازے کی اوٹ میں ہو گئی۔۔۔ لان اور پارکنگ ابھی تک روشن تھیں جہاں چوبیس گھنٹے گارڈز کا پہرہ رہتا تھا۔۔۔ اوپر کے فلورز پر وہ گئی نہیں تھی مگر میجر عاص نے بتایا تھا کہ جہاں ہیرے پڑے ہیں اُس فلور کی بھی حفاظت بہت سختی سے کی جاتی ہے۔۔۔

منہاج ہال کے دروازے کے پاس رُک گیا۔۔۔ اندر داخل ہوا سارا ہال دیکھا راہداری دیکھی اور واپس لفٹ کی جانب چل پڑا اسے واپس لفٹ میں داخل ہوتا دیکھ کر وہ باہر نکلی کلاسوٹ پہنچے وہ اندھیرے کی سائتھی لگ رہی تھی۔۔۔ اپنے کاروائی مکمل کر کے وہ جب اوپر کے فلور پر پہنچی تو منہاج اس کے کمرے کے سامنے کھڑا تھا کیپٹن نیلیم کیلئے وہاں سے گزرنا ممکن نہیں تھا آخری روم کو کھولنے کی کوشش کی بے سود۔۔۔ اب؟؟؟

کیپٹن نیلیم اب اپنی جمناسٹک آزماؤ۔۔۔ وہ خود سے مخاطب تھی۔۔۔ آخری کمرے کی گلاس ونڈو کھولی ہلکی سی آواز پیدا ہوئی اس نے ڈرتے ڈرتے کوریڈور کے آخری سرے پر کھڑے منہاج کو دیکھا وہ متوجہ نہ تھا۔۔۔ کمرے میں کھڑکی سے داخل ہو کر بالکنی میں گئی ساتھ والی بالکنی کی منڈیر پر ہاتھ رکھتے نیچے بندوقیں لے کر گردش کرتے گارڈز کو دیکھا اور ٹانگیں اوپر کر کے دوسری بالکنی کی سطح پر رکھیں ایک اور چھلانگ یہی لگائی دو اور پھر وہ اپنے کمرے میں پہنچی تھی اس تمام دورانیے میں اسے بیس منٹ لگ چکے تھے

کمرے میں کچھ گرنے کی آواز آئی تو منہاج فوراً اندر گیا وہ چیزیں ٹٹولتی چل رہی تھی تبھی میز سے ٹکرائی اور کر سٹل کی صراحی گرا دی

منہاج اسے یہ محسوس نہیں کروانا چاہتا تھا کہ وہ یہاں موجود ہے تبھی خوشی سے اسکی کاروائی دیکھتا رہا وہ میز کا سہارا لے کر کھڑی ہوئی اور اسی طرح چلتے چلتے بیڈ پر پہنچی اور چادر تان کر سو گئی۔۔۔ منہاج واش روم میں گیا۔

نیلیم کا مرکت از دیباء تبسم

--واش بیسن گیلا تھا--- نل بھی ٹھیک طرح سے بند نہیں تھا--- اس نے گہری سانس لی اور کمرے سے خاموشی سے نکل گیا

Tiger work have done!!!

کیپٹن نیلیم کی آواز سرگوشی سے بھی کم تھی

Socialmedia

میں نے کہا تھا نامیجر عاص کیپٹن نیلیم ہمیں مایوس نہیں کرے گی--- وہ بہت قابل ہے بس اسے نکھار کی ضرورت تھی جو تم نے اسے بخشا مجھے اب بھی لگ رہا ہے کہ یہ ریا ڈنگ ایک خواب ہے مگر نہیں ہمارے پاس مکمل ثبوت ہے کہ منہاج انڈر ورلڈ کا بندہ ہے بلیک سٹار کا ذکر ہمارا پلڑا اور بھاری کر رہا ہے--- منہاج تین دن بعد انڈیا جائے گا میں نے دو ایجنٹس پہلے ہی بھیج دیے ہیں--- وہ منہاج کی پوری رپورٹ دیں گے تمہیں یہ اُن کے کانٹیکٹ کوڈز ہیں--- آئی ایس آئی کے سربراہ نے آج اپنے فیصلے پر خود کو ہی داد دے ڈالی-- وہ ایک تجربے کا راعلیٰ عہدے اور دنیا میں ایک نام رکھنے والی اعلیٰ خفیہ ایجنسی کے سربراہ تھے بھلا کھوٹے کھرے کی پہچان کیسے نہ ہوتی

سر کیپٹن نیلیم نے اپنی دوسری رپورٹ بھی بھیجی ہے--- میجر عاص نے ایک اور فائل انہیں پیش کی

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

یہ پیٹر ہے ڈیک کا دوست بھی رہ چکا ہے بہت پہلے سے منہاج کے ساتھ کام کرتا آ رہا ہے اسکی پاکستان سے کوئی دشمنی نہیں ہے بس پیسے کا لالچی اور جرائم کا عادی ہو چکا ہے۔۔۔ منہاج کا پرسنل ورکر آجکل یہی ہے اسکے زیر استعمال دونوں گاڑیوں میں ریکارڈر اور کیمرہ فکس ہے جسکی بناء پر یہ چند چہرے سامنے آئے ہیں جو ہیرے کی اسمگلنگ میں پیٹر کی مدد کرتے ہیں ان کے پاسپورٹ جعلی بنائے جاتے ہیں پیٹر چند دن تک وہ تیار کر لے گا کیپٹن نیلیم کا کہنا ہے کہ وہ پاسپورٹس کی فوٹو گرافس سینڈ کر دیں گی باقی کا کام ہم انٹرنیشنل ایئرپورٹ کے حکام کو اعتماد میں لے کر با آسانی کر سکتے ہیں۔۔۔ وہ انہیں رپورٹ کا خلاصہ سنارہا تھا

Welldone Tiger your teams are really hard working and
your student captain neelam, she made me wonder!!!

(شباباش ٹائیگر تمہارا عملہ بہت محنتی ہے اور تمہاری شاگرد کیپٹن نیلیم، اس نے مجھے حیرت زدہ کر دیا)

Writers

منہاج کا دماغ خراب ہو گیا اپنے سے تیرہ سال چھوٹی لڑکی پر عاشق ہوا پڑا ہے۔۔۔ مجنوں رو میو کے سارے ریکارڈ توڑے گا اُس کے لیے جان دے گا دہشتگردی، اسمگلنگ چھوڑ دے گا ہو نہ۔۔۔ فلم کی شوٹنگ چل رہی ہے نایہاں۔۔۔ شا کر اپنی بھڑاس نکال رہا تھا

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

اوہ تو وہی لڑکی واپس آگئی ہے امداد بلوچ نے چائے کی چسکی بھری۔۔۔ شا کر اسکے اطمینان پر مزید سیخ پا ہو گیا
جب دیکھو چائے، جب دیکھو چائے۔۔۔ اس نے چائے کی پیالی امداد بلوچ کے ہاتھ سے جھپٹ کر دور اچھال
دی۔۔۔ سیمنٹ کا فرش آلودہ ہو گیا

تمہیں میری چائے سے کیا تکلیف ہے؟؟؟ وہ چلایا

یہاں تلوار سر پر لٹکی ہے اور تجھے چائے کی پڑی ہے۔۔۔ شا کر دھاڑا
کون سی تلوار وہ لڑکی؟؟؟ چالیس کلو وزن ہو گا بمشکل بیچاری کا ایک دن سانپ چھوڑ دیا اُس پر اگلے دن خود
بھاگ جائے گی یا پھر اُسکے سامنے تین چار بندے مار دے دل حلق سے باہر آ جانا ہے اُس بچی سے ڈر رہا ہے
تو؟؟؟ اس نے صاف نیلیم کا مذاق بنایا

تم اُسے ہلاکت لو مکمل ٹرینڈ لڑکی ہے اُسے منہاج کا دل بہلانے کو نہیں بھیجا گیا اُسے وہاں منہاج کے خلاف
ثبوت اکٹھے کرنے کو بھیجا ہے۔۔۔ ورنہ کوئی لڑلی اتنی لاوارث ہے کہ اسے کسی اور کے گھر رہنا پڑ رہا ہے۔۔۔
شا کرنے چند نقطے سامنے رکھی

چلو دیکھتے ہیں پاکستان کی آرمی گرنز میں کتنا دم ہے۔۔۔۔۔ امداد بلوچ اسے کسی طور سیریس نہیں لے رہا تھا

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

جان لے لے گی تمہاری۔۔۔ شا کر کی باتیں مسلسل اسکے دماغ میں گونج رہیں تھیں اور اُس تصویر کو بھی وہ جھٹلا نہیں سکتا تھا اور رات کو نیلیم کا غائب ہونا ایک اور پُر اسراریت قائم کر چکا تھا

نیلیم کی محبت اپنی جگہ وہ اسکی چاہ میں اپنی جان نہیں گنوا سکتا تھا نا ہی اپنا مقصد بھول سکتا تھا۔۔۔ اس سے دور رہ کر ایسی ہی سوچیں دماغ میں آتی تھیں اور جب وہ سامنے آتی تو لگتا کہ ٹیلی پیٹھی کے علم کے ذریعے اسے قابو کر رہی ہے اسے جکڑ رہی ہے قید کر رہی ہے

مجھے منظور ہے تم آزمالو اُسے۔۔۔ یہ ایک جملہ کہنے کے بعد منہاج نے سیل فون آف کر دیا

اگر تم نے مجھے دھوکہ دیا ملکہ تو تم مجھے اس دنیا کا سب سے بڑا وحشی پاؤگی میں معاف کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔۔۔ وہ قد آدم گلاس ونڈو کھول کر کھڑا تھا اور نظریں نیچے لان کی گھاس پر بیٹھی وہ ٹھنڈی ہوا محسوس کر رہی تھی۔۔۔ اتنی معصومیت تھی اسکے چہرے پر کہ دل اسے دھوکے بازمانے پر تیار ہی نہیں تھا سر شا کر آگیا ہے۔۔۔ پیٹر نے ناک کر کے اندر داخل ہوتے کہا

ہوں۔۔۔ چلو۔۔۔ وہ اپنا سیل فون میز سے اٹھاتا بولا

اگلے پانچ منٹ میں وہ نیچے ہال میں تھا جہاں شا کر پہلے سے موجود تھا

ملکہ اٹھواندر چلو شام ہونے والی ہے۔۔۔ منہاج نے اسکے قریب ٹہرتے کہا۔۔۔ شا کر نے اپنے ساتھ موجود بندے کو اشارہ کیا تو اس نے ایک بڑی سی چادر میں لپٹا سانپ دروازے اور لان کی درمیانی راہ پر ڈال دیا جہاں سے نیلیم کو گزرنا تھا۔۔۔ چادر

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

سے آزاد ہوتے ہی سانپ پنکھ پھیلائے کھڑا ہو چکا تھا سیاہ رنگ کا سانپ جسکے اوپر پیلے رنگ کے دھبے تھے
چمکتا جسم سانپ جیسے شکار کیلئے تیار تھا

اب پتا چکے گا کہ اندھا کون ہے۔۔۔ کس کی دنیا بے رنگ ہے۔۔۔ یہ سانپ سارے رنگ واپس لے آئے گا۔۔
- شاکر دل ہی دل میں ہنس دیا

نیلیم اپنی جگہ چھوڑ کر کھڑی ہو چکی تھی اسکی واچ میں لگا کیمرہ راہداری کو کور کر رہا تھا۔۔۔ میجر عاص کے لیپ
ٹاپ کی اسکرین پر وہ سانپ صاف نظر آ رہا تھا

کیپٹن نیلیم !!! وہ منہ پر ہاتھ پھیرتا اضطرابی انداز میں کھڑا ہو چکا تھا

یہ سب شاکر کی چال ہے۔۔۔ آپ گھبرائیں مت۔۔۔ وہ بول رہا تھا جبکہ یہ سب نیلیم کے ساتھ ہو رہا تھا۔۔۔ میجر
عاص ان سب سے گزر چکا تھا وہ اسکا خوف اپنے اندر محسوس کر رہا تھا

ٹائیگر سراب کیا ہو گا؟؟؟ اگر سانپ نے۔۔۔۔ کیپٹن حمزہ اسکرین پر دیکھ رہا تھا

کین یو پلیز شٹ اپ فار آمنٹ؟؟؟ میجر عاص غرایا اسکی آنکھیں سُرخ ہو رہی تھیں

میجر عاص کو لگتا ہے کہ ہم کچھ نہیں کر سکتے۔۔۔ اسکا جنونی انداز ایک بار پھر لوٹ آیا تھا

زیادہ سے زیادہ کیا ہو گا؟؟؟

مر جائیں گے۔۔۔ اگر نہ گزرے تو یہ مار دیں گے۔۔۔ مرنا تو ہے ہی۔۔۔ میجر عاص صحیح کہتے ہیں یہ بچوں کا
کھیل نہیں ہے۔۔۔ میجر عاص سے ایک تھپڑ کا بدلہ لینے کو انہیں زچ کرنے کو ہم نے وہ پیپر سائن کر دیے
تھے اور آج سارا نقصان کس کا ہو رہا ہے صرف ہمارا۔۔۔ کیا آخری وقت میں ہم بابا آپنی کو بھی نہیں مل سکیں

گے کاش کہیں سے داد آجائیں اور کہیں نیلیم اُٹھ جائے ادا کر لے۔۔۔ کاش یہ خواب ہو!!! اس نے سوچا تھا مگر حقیقت سامنے تھی

جو جو قرآنی آیات یاد تھیں انکا ورد کرتی وہ ہاتھ سے ٹولتی راہداری سے گزرنے لگی

دھیان سے سیدھے جاؤ۔۔۔ پیچھے سے منہاج کی آواز آئی

وہ قدم اُٹھا رہی تھی سانپ اُچھل رہا تھا ستم تو یہ تھا کہ وہ آنکھ بھی نہیں میچ سکتی تھی ناچہرے کا رنگ بدلنے دینا تھا۔۔۔ دوسری جانب میجر عاص اور کیپٹن حمزہ کی بھی سانسیں رُک چکی تھیں

بالکل بالشت بھر کا فیصلہ تھا۔۔۔ سانپ اگر ریگنا شروع کر دیتا تو نیلیم کا پیر سب سے پہلے اسکی زمین بنتا۔۔۔ شاکر نے کہا تھا سانپ کا زہریلا نہیں ہے تبھی منہاج خوش کھڑا تھا مگر شاکر کے چہرے کی شیطانی چمک اسے کھٹک رہی تھی اس سے پہلے کہ یہ بالشت بھر کا فیصلہ بھی سمٹا ایم آنے سے بازو سے پکڑا کر اپنی جانب کھینچ لیا۔۔۔ شاکر کی مسکراہٹ سمٹ گئی تھی

کیا ہوا؟؟؟ وہ ہاتھ سے اسکا کوٹ اور پھر گردن محسوس کرتی پوچھ رہی تھی

کچھ نہیں سامنے دیوار تھی۔۔۔ منہاج کی آواز بہت کوشش کے باوجود بھی کانپ گئی تھی

تم نے کہا تھا تم ہمارے لیے کسی گورنس کا انتظام کرو گے تم نے نہیں کیا اتنے دروازے ہیں تمہارے گھر میں ہم ان سے ٹکرا ٹکرا کر ہی مرجائیں گے۔۔۔ وہ عام سے لہجے میں ہی کہتی شکوے کر رہی تھی

میں تمہیں مرنے نہیں دوں گا۔۔۔ وہ کہہ اس سے رہا تھا مگر دیکھ شاکر کو رہا تھا

چلو!!! وہ اسے لے کر جا چکا تھا

شاکر نے سانپ کو زہر بھری نظروں سے دیکھا تھا

میجر عاص اور کیپٹن حمزہ نے سکون کی سانس بھری اور اپنے پسینے سے تر چہرے صاف کیے۔۔۔ دونوں نے شکرانے کے نوافل پڑھنے کا خود سے عہد باندھ لیا تھا

Socialmedia

میورک نے ایم آزلہ میں ایک ہفتے بعد انٹری دی تھی۔۔۔ اُفتق پر سیاہی پھیلی تھی جب وہ ڈارک گرے شرٹ اور خاکی پینٹ میں ہاتھ میں چابی لہراتا اور دوسرے میں بیگ تھا اندر آیا۔۔۔ اس نے اپنے پینٹ کی پچھلی جیب سے اپنے روم کی کیز برآمد کیں اور لفٹ سے اوپر چلا آیا وہ ابھی اپنے کمرے میں داخل ہو رہا تھا جب اسے اندر کسی ڈرا کو کھولنے بند کرنے کی آواز آتی محسوس ہوئی

اس نے اپنی پسٹل نکالے اور چیل کی طرح نگاہ پورے کمرے میں دوڑائی۔۔۔ نیلم الماری کے ساتھ چپکی کھڑی تھی اسکا دل دھک دھک کر رہا تھا آدھے گھنٹے کی لگاتار کوشش کے بعد وہ اس روم کو پیٹر کا کمرہ سمجھ کر آگئی تھی جب پتا چلا میورک کا ہے تو لگے ہاتھوں اسکی بھی تلاشی لے ڈالی۔۔۔ حفاظتی طور پر اس نے جو بے ہوشی کا انجیکشن اپنی پینٹ کی جیب میں رکھا تھا اسے نکالا اور سرنج کے ذریعے محلول بھرنا شروع کیا

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

میورک اسکی جانب پشت کیے بیڈ کے نیچے جھانک رہا تھا جب نیلیم نے بغیر کسی لحاظ یا ہمدردی کو دل میں لائے سرنج اسکے ریڈھ کی ہڈی کے بائیں طرف گھسا دی۔۔۔ اسی تیزی سے بیڈ کی چادر کھینچ کر اسکے منہ پر دے دی تاکہ بے ہوشی میں بھی وہ اسکا چہرہ نہ دیکھ سکے۔۔۔ نیلیم کا چہرہ پسینے سے تر تھا اس نے پہلے دروازے کو لاک لگایا اور پھر میورک کے پاس پہنچی آج وہ اپنے دروازے کا لاک خراب کر کے اندر سے کنڈی لگا کر آئی تھی۔۔۔ کھڑکیاں بھی اندر سے لاک کیں تھیں

کیپٹن نیلیم نے دس منٹ کے انتظار کے بعد میورک کی تلاشی لی۔۔۔ اسکا سیل فون اور ایک وائر لیس نکالا۔۔۔ اسکے ہاتھ میں موجود بیگ بیڈ پر تھا اسکو کھولا اندر لیپ ٹاپ تھا جس پر کوڈ لگا تھا

اس نے سیل فون چیک کیا دو سیم کارڈ۔۔۔ یہ سب کام یہاں نہیں ہو سکتا تھا۔۔۔ وہ واپس اپنے روم میں آئی بہت ہی مشکلوں سے ایک گھنٹے بعد وہ سات منٹ کا راستہ طے کر کے پہنچی تھی۔۔۔ دو تین جگہ اب منہاج نے گارڈز بھی کھڑے کر دیے تھے

اس نے ایک بار پھر اپنے کمرے کے تمام شیشے اور ڈریننگ چیک کی کہیں کیمرہ نہیں لگا تھا شکر ادا کرتی وہ اپنے ٹریولنگ بیگ کا خفیہ حصہ کھولنے لگی اپنا لیپ ٹاپ اور سیل فون نکالا۔۔۔ اگلے تین گھنٹے میں وہ سیل فون اور لیپ ٹاپ کا تمام ڈیٹا اپنے لیپ ٹاپ اور سیل فون میں شئیر کر چکی تھی اسی دن کیلیے اسے کمپیوٹر ڈیپارٹ بھیجا گیا تھا۔۔۔ وہ سب واپس رکھ کر آنے میں اسے مزید ایک گھنٹہ لگا ایک اور گارڈ کو بھی اس نے پریشر پوائنٹ کی ٹرک لگا کر بے ہوش کر دیا تھا۔۔۔ اسکی جبرٹوں کے پاس ایک مخصوص نس پر پریشر ڈالنے سے انسان بے ہوش ہو جاتا ہے اور بے ہوش ہونے کا دورانیہ لگائے گئے پریشر پر منحصر ہے

منہاج اسے تو نابینا سمجھ کر ایم آز پلازہ میں رکھ رہا تھا مگر اسکے لیے کسی اور عورت کو پلازہ میں نہیں لاسکتا تھا

گیارہ بج گئے تھے وہ بریک فاسٹ کرنے کیلئے نیچے ڈائننگ ہال میں آیا تھا جہاں ناشتے کے تمام لوازمات میز پر سجے تھے ملازم ویسے ہی روٹین کے

مطابق کھڑے تھے جبکہ پیٹر فون پر مصروف تھا۔۔۔۔ شا کر منہاج کے ساتھ پھر سے کام کرنے لگا تھا جب کہ امداد بلوچ اپنے ساتھیوں کے ساتھ روپوش ہو چکا تھا ایک مہینے بعد اسکا پھر سے بلوچستان جانے کا ارادہ تھا جبکہ کراچی میں اسے مزید نہیں رُکنا تھا

ملکہ ابھی تک سو رہی ہے؟؟؟ میز پر اسکی غیر موجودگی نے منہاج کو احساس دلایا

پیٹر کہاں مصروف ہو۔۔۔۔ اسے فون میں مسلسل بزی دیکھ کر منہاج نے کہا

سر آپ نے جو ہیرے کی اسمگلنگ کیلئے لڑکا تلاش کرنے کا کہا تھا اس سے ہی رابطہ کر رہا ہوں پتا نہیں کہاں پھنس گیا ہے اسے آج میٹنگ کیلئے بلایا تھا کیا اسے پلازہ میں ہی ٹھہرا لیں؟؟؟ میں اُسے اپنا پی اے رکھنا کا سوچ رہا ہوں۔۔۔ اسمگلنگ کا سارا کام وہ سنبھال لے گا۔۔۔ پیٹر نے اپنی پریشانی بتائی

میں نے کہا تھا کہ ہمارے پرانے گینگ میں سے ہی کسی قابل بندے کو رکھ لو۔۔۔ منہاج کھڑے کھڑے بولا اسے ابھی نیلیم کو ناشتے کیلئے لینے بھی جانا تھا

سر پچھلے تین چار مہینے سے مجھ سے رابطے میں ہے اور اس سے پہلے ہیر وئن کی اسمگلنگ بھی کر چکا ہے۔۔۔ پیٹر نے کہا

جیسا تم ٹھیک سمجھو اگر بندہ مشکوک ہو تو میری نظروں سے بچ نہیں سکے گا۔۔۔ منہاج نے پینٹ کی جیب سے ہاتھ نکالے جو وہ عادتاً کھڑے ہوتے ڈال لیتا تھا اور نیلیم کو ناشتے کیلئے خود بدلانے چل پڑا

اسکی رات کی کاروائی سے میجر عاص اور باقی سب بے خبر تھے کیونکہ شا کر کو شک گزر گیا تھا تبھی وہ ان سے مکمل طور پر رابطہ ختم کر چکی تھی

ہیلو پیٹر!!! ڈرائنگ روم میں ایک خوش شکل چھبیس ستائیس سال کا نوجوان داخل ہوا اس نے آتے ساتھ پیٹر سے ہاتھ ملایا

سوری مجھے دیر ہو گئی میری فلائٹ لیٹ لینڈ کی ایئر پورٹ سے ڈائریکٹ یہاں آ رہا ہوں۔۔۔ وہ ہنستے ہوئے بولا ان کی بے تکلفی اچھی تھی

اوہ تو تمہارا ٹریولنگ بیگ؟؟؟ پیٹر نے اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا اور خود بھی بیٹھ گیا یار اب وہ تولانے سے رہا ہا ہا۔۔۔ وہ ہنسا

راستے میں ہوٹل میں چھوڑ کر آیا ہوں۔۔۔ وہ مزید بولا

تم یہیں ٹھہر جاتے آخر کو تم ہمارا کام کرتے ہو۔۔۔۔ پیٹر نے شرمندہ ہوتے کہا

ہا ہا تمہارا باس ایک کک مار کر مجھے اپنے محل سے سڑک پر پھینک دے گا۔۔۔ ہم اپنے ایک کمرے میں ہی خوش ہیں بھئی۔۔۔ وہ ضرورت سے زیادہ خوش مزاج تھا

ہاہاہا۔۔۔ ایسا نہیں ہے ایم آرنے فائنل کیا ہے تبھی بلایا ہے تمہیں۔۔۔ پیڑنے اسے حقیقت بتائی
ہاہاہا۔۔۔ نوازش بھی مجھ ناچیز پر بھروسہ کیا آپ بڑے لوگوں نے۔۔۔۔ اب کوئی چائے پانی بھی پوچھ لو۔۔۔

میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ وہ لڑکی ہے ہی دھوکے باز۔۔۔ بھلا میورک کے کمرے میں آدھی رات کو کون گھس
سکتا ہے۔۔۔۔ شا کر کو آج پھر موقع مل گیا تھا

میں نے کمرے میں کسی کی پریزنس کو محسوس کیا تھا جب میں اندر گیا تو کوئی نہیں تھا پھر کسی نے میرے اوپر
چادر ڈالی اور کیا ہوا مجھے کچھ یاد نہیں رہا۔۔۔ میورک سر تھامے بیٹھا تھا منہاج اور شا کر اسکے کمرے میں
کھڑے تھے اور میورک بیڈ پر ٹانگے لٹکائے غصے میں بھرا بیٹھا تھا منہاج بے تاثر چہرہ لیے ادھر ادھر کمرے
میں نگاہیں دوڑا رہا تھا

ایم آرنے آخر تم ایک لڑکی پر بلا اینڈ ٹرسٹ (اندھا اعتماد) کیوں کر رہے ہو؟؟؟ میورک بھی جھنجھلایا
منہاج عزضاحاک کچھ بھی کہے بغیر لمبے لمبے ڈگ بھرتا اسکے روم سے نکل گیا اسکے قدموں کی دھک دھک ایم
آرنے کے فرش میں جذب ہو رہی تھی

اس نے نیلیم کوئی وی لائن میں ایل ای ڈی پر کوئی پروگرام سننے دیکھا اسکی بے تاثر نگاہیں ایل ای ڈی کی دیوار پر
تھیں ناکہ اسکرین پر۔۔۔

ہیلو!!!

امداد بلوچ ایک پرائمری اسکول ہے۔۔۔۔ اس نے اسکول کا نام لیا اور ایڈریس بتایا وہاں حملہ کرنا ہے۔۔۔۔۔ وہ ڈرائنگ روم کے دروازے میں کھڑا بول رہا تھا تاکہ اسے صاف سنائی دے سکے اور دوسری جانب نیلیم کا سانس اٹک گیا تھا وہ کیا کہہ رہا تھا وہ اوپر گیا اور ایک سی ڈی لے کر واپس آیا

کوئی ہے یہاں؟؟؟ نیلیم با آواز بلند بولی

منہاج خاموش رہا۔۔۔ کچھ دیر بعد اسکرین پر ایک سال پہلے ایک اسکول میں ہونے والے بلاسٹ کا منظر چلنے لگا بچوں کی آہیں سسکیاں گونجنے لگیں ایمبولینس کا بے تحاشا شور ماؤں کی التجا کرتی آوازیں خون میں لت پت لاشیں قیامتِ صغریٰ کا منظر تھا نیلیم نے بہت کوشش کی تھی کہ وہ اسکرین کی جانب نہ دیکھے

یہ کس کی آوازیں ہیں؟؟؟ کیا ہوا ہے؟؟؟ کوئی کچھ بولتا کیوں نہیں ہے؟؟؟ وہ رو دینے کو تھی۔۔۔ حقیقتاً بھی یہ منظر اسے رُلا رہا تھا۔۔۔ پانچ چھ سال کا بچہ ٹوٹی ٹانگ کے ساتھ لال رنگ سے داغدار سفید یونیفارم میں کلاس کے دروازے میں مرا پڑا تھا۔۔۔ کتابیں کہیں گری تھیں تو بستہ کہیں پڑا تھا روح کو ہلا دینے والا منظر تھا یہ ان بچوں کی آخری تحریریں تھیں جن پر خون جماتا تھا

منہاج جاچکا تھا نیلیم کوئی ہے؟؟؟ کوئی ہے؟؟؟ چیختی رہی آدھے گھنٹے بعد وہ اندھے پن کا مظاہرہ کرتی اپنے کمرے میں پہنچی واش روم میں گھس گئی

CN Speaking Tiger!!!

کیپٹن نیلیم کیا خبر خبر ہے؟؟؟ شا کرا بھی تک گیا نہیں؟؟؟ آپ ٹھیک تو ہیں؟؟؟ آج ڈھیر سارے سوال میجر

عاص کی جانب سے ہوئے تھے

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

ٹائیگر ہماری بات غور سے سنیں۔۔۔ ہمیں اور کچھ نہیں معلوم کہ کیسے بلاسٹ کرنا ہے؟؟؟ خود کش حملہ آور بھیجنے ہیں یا بارود بھرا ٹرک یا پھر فائرنگ ہم کچھ نہیں جانتے۔۔۔ وہ بہت گھبرائی اور بھرائی آواز میں بول رہی تھی

پلیز اُن معصوم بچوں کو بچالیں مدد کریں اُن کی وہ وہ۔۔۔ اسکی ہچکی بندھنے لگی وہ بیک وقت حساس بھی تھی اور بہادر بھی

کیپٹن نیلیم پلیز آپ رونا تو بند کریں اس سے مشکلات میں اضافہ ہونے کے سوا کچھ نہیں ہو سکتا۔۔۔

ملکہ!!! آواز بہت اونچی تھی دروازے پر دستک ہو رہی تھی۔۔۔ اس نے وائر لیس پینٹ کی جیب میں ٹھونس دیا اور کرتی سے اچھے سے ڈھانپ لیا چہرہ دھویا آنکھوں میں پانی کے چھپا کے مارے تم روئی ہو؟؟؟ اس نے نیلیم سے پوچھا

وہ وہ بب۔۔۔ بب باہر بہت عجیب آوازیں۔۔۔ وہ ہر اسان نظر آرہی تھی

اوہ تم ڈر گئی ہو شاید اور بور بھی ہو گئی ہو یہاں بند رہ کر۔۔۔ ریڈی ہو کر آؤ ٹنگ پر جاتے ہیں۔۔۔ منہاج نے چاہت بھرے لہجے میں کہا۔۔۔ اس کے اندر کے وحشی شخص کو اب سامنے

کھڑی لڑکی کی معصومیت سے کوئی سروکار نہیں تھا اگر وہ سچ مچ اسے دھوکہ دے رہی ہے تو وہ موت کی سب سے بھیانک صورت دیکھے گی اس دنیا میں

اا۔۔۔ ابھی؟؟؟ اس نے ترچہ دھوپ کے پلو سے پونچھا

بالکل ابھی۔۔۔ دس منٹ ہیں تمہارے پاس۔۔۔ ریڈی ہونے کو۔۔۔ وہ جاچکا تھا

نیلیم کا مرکت از دیباء تبسم

اس نے گاجری رنگ کی کھلی بند چاک کی قمیض اور جینز کے ساتھ بڑی سی سیاہ رنگ کی شال اوڑھ لی۔۔۔ وہ جب باہر آئی تو اسکی چند لٹیں ٹیل پونی سے نکل رہی تھیں یہ اسکی بے دھیانی ہی تھی چلیں؟؟؟ نیلیم کو دنیا میں سب سے زیادہ خوف اس آواز سے آتا تھا جو کتنے سالوں سے اسکا پیچھا نہیں چھوڑ رہی تھی نا آنے والے سالوں میں اس نے چھوڑنا تھا

Socialmedia

اس پرائمری اسکول کے سامنے میجر عاص کے بندے گھوم رہے تھے۔۔۔ کوئی وین لے کر انتظار کر رہا تھا تو کوئی چنے بیچ رہا تھا تو کوئی قلفی والے کارو پ دھارے ہوئے تھا ٹائیگر ابھی تک کوئی مشکوک فرد نہیں نظر آیا نا کوئی ٹرک اب کیا کریں؟؟؟ انس جو قلفی بیچ رہا تھا اپنے ایر پیس میں بولا

مجھے لگ رہا ہے منہاج نے صرف نیلیم کو خوفزدہ کیا ہے۔۔۔۔ میجر عاص نے کہا

مجھے بھی ایسا ہی شک پڑ رہا ہے۔۔۔ انس بولا

IB_40 Speaking!!!

انس سے رابطہ منقطع ہوا تو امداد بلوچ کی ٹیم کے ایک رکن نے رنگ کی

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

سر امداد بلوچ یہیں ہے اُسے کسی قسم کے اٹیک کا حکم نہیں آیا۔۔۔۔ اطلاع تھی کہ خوشی کا عندیہ

شکر!!! میجر عاص نے کہا

وہ گاڑی کے پاس کھڑی تھی جب سامنے سے ایک کالے رنگ کے لباس میں مرد آیا اسکے ہاتھ میں ٹائم بم تھا اس گاڑی میں لگانا ہے۔۔۔ منہاج نے کار کی جانب اشارہ کرتے نیلیم کے چہرے کو دیکھا جو بے تاثر نگاہوں سے سامنے دیکھ رہی تھی وہ لان میں پارکنگ ایریا میں کھڑے تھے منہاج کار سے ٹیک لگائے مسلسل اسکے چہرے کو دیکھ رہا تھا۔۔۔ جو ایک دم پُر نور اور صاف شفاف تھا بے داغ مگر اسکے دماغ میں ابھی صرف ایک ہی بات چل رہی تھی کہ وہ اسے دھوکہ دے رہی ہے جیسے تیرہ چودہ سال پہلے ایک لڑکی نے دیا تھا

ہم جاکیوں نہیں رہے؟؟؟ نیلیم نے حیرانگی سے پوچھا

کار خراب ہو گئی ہے ملکہ۔۔۔ اس نے نیلیم کے چہرے پر جھولتی ایک لٹ پیچھے کی۔۔۔ وہ اسکے قریب کھڑا تھا ہو کر بھی میلوں کے فاصلے پر تھا۔۔۔ اور ایک شخص میلوں کے فاصلے پر بھی سینے میں دل بنادھڑک رہا تھا

Writers

خلامنک طر فی وامتلا منک خاطری

کانک من عینی نقلت الی قلبی"

وہی سحر انگیز لہجہ گھمبیر آواز اسے گھبراہٹ ہونے لگی

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

"کیا ہوا سمجھ نہیں آئی؟؟؟" وہی جملے تھے وہی دلفریب مسکراہٹ جان لیوا انداز۔۔۔۔ اسکو اپنے چہرے پر دو انگلیوں کا لمس سرسراتا ہوا محسوس ہوا کتنی تپش تھی اس لمس میں۔۔۔

"جب بھی نظر سے دور ہوئے

دھیان میں میرے آن آ بسے

آنکھ سے چل کر دھیرے دھیرے

منزل دل تک آپہنچے"

اس نے عربی شعر کا اردو ترجمہ کیا

سر آپ کا کام ہو گیا۔۔۔ آدمی کی آواز نے دونوں کو حال میں پہنچا دیا

جاؤ تم۔۔۔ اس نے آدمی کو جانے کا اشارہ کیا

آؤ بیٹھو!!! وہ نیلیم سے بولا

اسے بازو سے پکڑ کر اندر بٹھایا۔۔ اور ڈرائیور کو اشارہ کیا

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

سنو تم جاؤ میں کچھ دیر میں آتا ہوں ڈرائیور تمہیں باحفاظت پہنچا دے گا۔۔۔ نیلیم کو اسکی ساری چال سمجھ آگئی تھی

کک۔۔۔ کہاں پہنچائے گا؟؟؟ اس نے غیر ارادی طور پر پوچھا

جنت میں !!! کار چل پڑی تھی

Socialmedia

کیپٹن نیلیم یہاں کوئی بم نہیں ہے ناہی کوئی مشکوک بیگ کوئی برودی مواد ملا ہے ایئر یا از سکیور۔۔۔ اس کے سپائے ایئر پیس میں میجر عاص کی آواز آرہی تھی مگر وہ ڈرائیور کی وجہ سے جواب نہیں دے سکتی تھی

Captain Neelam are you listening me???

جواب ندادار

ڈرائیور ایک پلین سڑک پر کار سے چھلانگ لگا چکا تھا۔۔۔ نیلیم نے اسے مڑ کر نہیں دیکھا ممکن تھا کہ گاڑی میں کیمرہ لگا ہو۔۔۔ تبھی وہ ہچکولے کھاتے نیچے گر گئی۔۔۔ یہ ظاہر کیا کہ گاڑی کسی اونچی نیچی سطح پر چل رہی ہے

ٹائیکر ہ۔۔۔ ہم جس کار میں ہیں اس میں ٹائم بم لگا ہے۔۔۔ یہ ایک جملہ تھا کہ قیامت میجر عاص کے ہاتھ پیر

پھول گئے

منہاج سے کوئی اُمید نہیں لگا سکتی اُس جیسا مردہ دل وحشی کوئی نہیں کو سکتا۔۔۔ میجر عاص کا بس نہیں چل رہا تھا کہ منہاج کا قتل کر ڈالے۔۔۔ اسکا چہرہ غصے کی زیادتی سے سُرخ انار ہو رہا تھا

۱۱۔۔۔ اور ہمیں لگتا ہے کہ اسکول میں بھی ٹائم بم لگایا ہے۔۔۔ آ۔۔۔۔۔ پ اسکول خالی کروادیں کچھ کریں۔۔۔ اسکی آواز سرگوشی سے زیادہ نہیں تھی کہ کوئی ساونڈ ڈیڈ کٹر نہ لگا ہو

اسے اس وقت اپنے سے زیادہ معصوم بچوں کی فکر تھی وہ ایک حساس دل لڑکی تھی اس بات کا میجر عاص کو آج شدت سے احساس ہوا تھا۔۔۔ نیلیم فرنٹ سیٹ کا سہارا لے کر اُٹھی اپنے آپ کو بدحواس ظاہر کیا ڈش بورڈ پر پڑے شوپیس میں سپائے کیمرہ اسے محسوس ہو رہا تھا اس نے وہ ہاتھ مار کر نیچے گرا دیا ظاہر یہی کیا کہ سہارا ٹٹولتے گرا ہے۔۔۔ گاڑی کا دروازہ کھولا اس سے پہلے کہ وہ چھلانگ لگاتی اس نے ڈش بورڈ پر پڑا ایک پرچہ دیکھا

جہاں ایک چیلڈ ہوم کا نیم اور ایک تین نمبر لکھا تھا۔۔۔ 035

اس نے یہ حفظ کرتے چھلانگ لگادی۔۔۔ چلتی گاڑی سے نیچے گرنے پر اسے بے شمار چوٹیں آئیں تھیں بابا!!! اسکے منہ سے آہ کی صورت یہ نام نکلتا تھا۔۔۔ اسکول کے اندر داخل ہوتے میجر عاص کے قدم تھم گئے تھے۔۔۔ کوچنگ سینٹر میں بارہویں جماعت کے طلباء کو پڑھاتے ابراہار صاحب کا مار کر ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گر گیا تھا۔۔۔ انہوں نے اپنے سینے پر ہاتھ رکھا

بیٹا ذرا ایک گلاس پانی لانا۔۔۔ انہوں نے ایک شاگرد سے درخواست کی تھی

کیپٹن نیلیم آپ ٹھیک ہیں؟؟؟

آہ--- اس نے اپنی چھلی کہنی سہلائی

جی ہم ٹھیک ہیں میجر عاص اسکول سیف ہے آپ اس نے چیلڈ ہوم کا نام اور کوڈ بتایا

میجر عاص نے کوڈ کو ٹائم کے طور پر لیا تھا ابھی پانچ پندرہ ہو رہے تھے اور کوڈ کو الٹا کرنے سے 5:35 بنتے تھے اس نے فوج کو اطلاع کر دی اور بم ڈسپوزل اسکواڈ کو بھی مطلع کر دیا تھا خود بھی ممکنہ جگہ پر پہنچ گیا تھا۔۔۔ کیپٹن نیلیم نے شال سے منہ چھپایا ایک رکشہ روکا اور چیلڈ ہوم پہنچ گئی جہاں فوج پہلے سے موجود تھی۔۔۔ بم ڈسپوزل اسکواڈ اور ایمبولینس بھی نیلیم ایک کنارے پر کھڑی سب دیکھ رہی تھی جب اس کے ایئر پیس میں میجر عاص کی آواز گونجی

کیپٹن نیلیم آپ یہاں سے جائیں ہو سکتا ہے منہاج نے اپنے بندے اس جگہ پر چھوڑے ہوں یہ اُسکی سازش ہے آپ نکلیں یہاں سے۔۔۔۔ وہ اسکی بات پر فوراً حرکت میں آئی تھی جب اسکی نظر سامنے ایک گاڑی کی اوٹ میں ایک بچے ہر پڑی جو سڑک پر پڑے بھالو کو اٹھانے کی کوشش کر رہا تھا

بھالو اور سڑک پر؟؟؟ اُنہیں سالہ اس انٹیلیجنس سروسز سے تعلق رکھنے والی لڑکی کیلئے یہ ایک مشکوک بات تھی۔۔۔ وہ بجلی کی سرعت سے ایک بھی منٹ ضائع کیے بغیر بچے تک پہنچی اسکا مقصد بچے کو بھالو سے دور کرنا تھا۔۔۔ بچے کو اٹھا کر وہ ابھی سات میٹر دور گئی تھی کہ بلاسٹ کی سٹرینتھ نے اس سمیت بچے کو دور پھینکا۔۔۔ آس پاس موجود ایمبولینس آگ پکڑ چکی تھی عمارت بھی متاثر ہوئی تھی چند فوجی افراد اور دو عورتیں، چار پانچ بچے بھی زخمی ہو چکے تھے۔۔۔ ایک بم وہ ڈسپوز کر چکے تھے مگر یہ بھالو دو تین منٹ قبل ہی کوئی رکھ کر گیا تھا۔۔۔ نیلیم نے چونکہ چادر سے منہ ڈھانپ رکھا تھا اسی لیے بچے کے پاس گئی عورت کون تھی کوئی نہ جان سکا۔۔۔ اس سے پہلے کہ دھواں جھٹتا اور ماحول پہلے جیسا ہوتا اس پر نظر رکھتا ٹائیگر دوڑ کر اس تک آیا جسکے سینے سے

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

لگا بچہ خوف سے بے ہوش ہو چکا تھا اور نیلیم اسپر او نہی گری تھی اسکی چادر پیچھے سے جل چکی تھی مٹی اور دھواں اور آگ کے شعلوں نے مزید کچھ نہ دیکھا یا میجر عاص نے بچے کو دوڑ کر ایک فوجی کے حوالے کیا اور نیم بے ہوش نیلیم کو اٹھا کر اپنی کار میں ڈالا جسکی حالت دھماکے کی وجہ سے پہلے سے ہی بیت خستہ حال تھی ممکن تھا کہ وہ ایک دو کلو میٹر ہی چل پاتی اور یہی ہوا تھا۔۔۔ سنسان سڑک پر گاڑی کے رکنے پر میجر عاص نے اسٹیرنگ پر اپنا زور دار مکا برساکر غصہ نکالا

Socialmedia

اُف یہ لڑکی کتنی چالاک ہے اس نے جان بوجھ کر شو پیس گرایا تاکہ کیمرہ نیچے گر جائے۔۔۔۔ شا کر لیپ ٹاپ کی اسکرین کی جانب دیکھتا دھاڑا سر میں نے چھلانگ لگا دی ہے لڑکی اندر ہی ہے وہ کچھ بھی نہیں بولی جیسے اُسے کچھ نظر ہی نہ آتا ہو۔۔۔ ڈرائیور نے پٹر کو کال کی

اگر وہ واقع ہی ایجنسی کی بھیجی گئی ہوتی تو اب تک اطلاع دے چکی ہوتی اپنے آفیسر ز کو اور اسکول خالی ہو چکا ہوتا۔۔۔ پیٹر نے بھی اپنا حصہ ڈالا

اور چیلڈ ہوم کی جو چٹ میں نے رکھی تھی اُس پر تو اُس لڑکی کی نظر پڑی ہوگی تبھی چیلڈ ہوم پر فوج وقت سے پہلے پہنچ گئی۔۔۔ شا کر نے ثابت کر دیا تھا وہ راکا بندہ ہے

تم کہا تھا ہم بلاسٹ نہیں ہوگا اگر اُسے کچھ ہوا تو میں تمہاری جان لے لوں گا۔۔۔ منہاج جو کب سے لانج میں ان دونوں کی گفتگو ضبط سے سُن رہا تھا آخر پھٹ پڑا۔۔ شا کر کو کالر سے پکڑ کر دور پھینکا پراسکا لیپ ٹاپ ٹیلبل

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

پر پڑی ہر سجاوٹ کی چیز۔۔۔ جدۃ سے لائی صراحیاں سب پھینک دیا۔۔۔ کرچی کرچی کر دیا۔۔۔ پیٹر سہم کر دور
کھڑا تھا تو شا کر شا کڈ ہتھیلیوں کے بل پڑا اسکی ہڈیاں کی کیفیت کو دیکھ رہا تھا

پاگل تھا میں جو تم لوگوں کی باتوں میں آگیا۔۔۔ اس نے اپنا سر دونوں ہاتھوں میں گرا لیا

اگر وہ مر گئی تو؟؟؟ ایک ہی سوال اسے پاگل کیے دے رہا تھا

ابھی وہ محبت میں اس اسٹیج سے گزر رہا تھا جہاں محبوب اور اپنے آپ میں سے کسی ایک کو چننا پڑتا ہے اس نے
اپنے آپ کو چُن لیا تھا اور اب پچھتا رہا تھا



بابا۔۔۔ آآ۔۔۔ پی۔۔۔ وہ زور زور سے سیٹھیر سر پٹخ رہی تھی اسکی یہ حالت میجر عاص کے منہ پر طمانچہ مار رہی
تھی بھاڑ میں گئی انا، بھاڑ میں گیا ماضی سامنے درد سے تڑپتا زخموں سے چور وجود صرف ایک محب وطن کا تھا
ایک ایسے انسان کا جس نے انسانیت پر اپنا آپ قربان کر دیا تھا۔۔۔ وہ کار سے اُتر ا اور پچھلی سیٹ کا دروازہ کھولا۔
۔۔۔ وہ بار بار بابا کہہ رہی تھی تکلیف میں ہم ہمیشہ ماں باپ کو ہی پکارتے ہیں اُن سے زیادہ محبت ہم کسی سے نہیں
کر سکتے کسی سے بھی نہیں انسانی رشتوں میں وہ سب سے بڑھ کر ہوتے ہیں

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

نیلیم کو پیر سے پکڑ کر باہر کھینچا اور کندھے پر اٹھالیا۔۔۔ ساڑھے چھ کا وقت تھا مغرب بھی ہو چکی تھی اندھیرا بڑھ رہا تھا اس نے اپنا وائرلیس بچہ پکڑا تے وقت فوجی کو ہی تھما دیا تھا عجلت میں اور واپس بھی نہیں لیا تھا۔۔۔ ممکن تھا کوئی ان کا پیچھا کر رہا ہو۔۔۔۔۔ وہ اسے اٹھائے جنگل کی طرف نکل گیا۔۔ سفیدے کے لمبے لمبے درخت عجیب ہو لناک منظر پیدا کر رہے تھے۔۔۔ گیدڑوں کی آواز بھی قریب آرہی تھی میجر عاص نے بہت مشکل سے اپنا پیڑ ایک درخت پر رکھتی نیلیم کو تھامے ہی بائیں شوز کے موزے سے ریوالتور نکالا

لک۔۔۔ کون ہے؟؟؟ وہ شاید ہوش میں آچکی تھی اسکے ناخن میجر عاص کے کان کے پیچھے چبھے تھے میں ہوں ٹائنگر۔۔۔ وہ سرگوشی میں بولا

نیچے اُتاریں ہمیں۔۔۔ وہ سختی سے بولی۔۔۔ میجر عاص نے رُک کر اسے نیچے اُتارا

اسکی چادر جل چکی تھی ایک ٹکڑا جو نیچے کے اوپر ہی رہ گیا تھا اس نے پونی کھینچ کر بال کھلے چھوڑ دیے اسکی کمر سے شرٹ بھی جل گئی تھی۔۔۔ پوری کمر خون سے لت پت ہوئی تھی سفید جلد جھلس کر عجیب بد نما ہو گئی تھی جو اندھیرے میں نظر نہیں آرہی تھی وہ اب بھی درد و تکلیف کی انتہا پر تھی مگر میجر عاص کی نظر میں بے باک لڑکی کو آج اپنے حلیے کی بہت پرواہ تھی

کیپٹن نیلیم!!! اس نے گھٹنوں کے بل بیٹھتے اسے پکارا

ہوں۔۔۔ جی وہ اب بھی سنبھل نہیں پائی تھی

کانٹیکٹ ڈیوائز ہے ابھی آپ کے پاس۔۔۔ اندھیرے میں دونوں کو بمشکل ایک دوسرے کا چہرہ دیکھائی دے رہا تھا۔۔۔ نیلیم نے رُخ موڑ کر جیک سے وائرلیس کو آزاد کرتے اسکو تھمایا

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

بہت دیر کوشش کرنے کے باوجود فریکوئنسیز ایشو آرہا تھا۔۔۔ سیل فون ہے آپ کے پاس؟؟؟ اس نے پوچھا وہ دوسرے والا ہے۔۔۔ اس سے مراد وہ سیل تھا جسے وہ صرف منہاج کے سامنے استعمال کرتی تھی اس میں صرف اُسکا ہی کانٹیکٹ تھا

اوہ نو جلدی دیں۔۔۔ نیلیم نے سیل فون نکال کر اسے دیا ٹائیگر نے اس میں سے سیم نکالی اور توڑ توڑ کے کچرا کر دیا آہ۔۔۔۔ جب سیم کا حشر نشر ہو گیا تب اس نے سانس لیا۔۔۔ منہاج تو نہیں مگر شا کر اسکے نمبر سے لوکیشن چیک کر سکتا تھا تبھی یہ احتیاط ضروری تھی۔۔۔ اس نے موبائل کی ٹارچ آن کی۔۔۔ پھر یہ سوچ کر کے کوئی پیچھا نہ کر

رہا ہو بند کر دی

نیلیم۔۔۔ وہ اسکے پاس پنچوں کے بل بیٹھ گیا جو درخت سے ٹیک لگائے نڈھال سی تھی۔۔۔ میجر عاص کے لڑکیوں کے معاملے میں پتھر دل نے آج اس لڑکی پر بڑا ترس کھایا تھا

نیلیم!!! اس نے پھر پکارا۔۔۔ وہ اسکا گال تھپکنا چاہتا تھا مگر اٹھتا ہاتھ بار بار پہلو میں گر جاتا

آپ یہیں رکیں میں آس پاس پانی دیکھ لوں۔۔۔ وہ سیل کی ٹارچ آکر آگے بڑھ گیا۔۔۔ جنگل ہی جنگل میں پیر رکھنے سے فقط پتوں کی آوازیں آرہی تھیں۔۔۔ چالیس منٹ بھاگ بھاگ کر تلاشنے کے بعد اسے ایک نکلا نظر آگیا شاید یہاں سے آگے کم ہی فاصلہ ہو جنگل ختم ہونے میں۔۔۔ وہ راستہ یاد کرتا واپس آیا

کیپٹن نیلیم۔۔۔ پانی مل گیا ہے آئیں۔۔۔ اس نے نیلیم کو سہارا دیا۔۔۔ مگر جھلسی الگ تھی گاڑی سے گرنے پر ماتھے کی چوٹ چھلی کمنیوں سے ٹپکتا خون اسکا سٹیمنا تھا کہ وہ اب بھی تھوڑے ہوش میں تھی۔۔۔ ٹائیگر جھکا

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

اور اسے بازوؤں میں اٹھالیا۔۔۔ انٹری ٹیسٹ کے دوران جب اسکا بے ہوش وجود اٹھایا تھا اس لڑکی سے اسے نفرت محسوس ہوئی تھی اسے اور آج ہمدردی صرف ایک انسانی ہمدردی!!!

ہم چل سکتے ہیں میجر عاص۔۔۔ وہ نیچے اترنے کی کوشش کرنے لگی

مجبوری نہ ہوتی تو میں کبھی یہ زحمت نہ کرتا۔۔۔ اسکے لہجے کی ناگواری نے کیپٹن نیلیم کی رہی سہی ہمت بھی توڑ دی وہ خاموشی سے اسکی شرٹ کو کندھوں دبوچے ہوئے تھے۔۔۔ میجر عاص نے شرٹ کی سخت کوپوری توجہ سے محسوس کیا تھا

بابا۔۔۔ وہ درد کو برداشت کرتی نڈھال ہوتے بولی

فوج میں جانے کیلئے بہت تکلیفیں اٹھانے پڑتی ہیں عاص۔۔۔ اسکے بابا کا کہا جملہ اسے آج بھی یاد تھا۔۔۔ یہی بات اس نے نیلیم کو سمجھائی تھی مگر وہ نہیں مانی تھی وہ اسکی ضد میں اس فیلڈ میں آئی تھی اور آج میجر عاص اسے اُسی درد سے گزرتا دیکھ رہا تھا جس سے سالوں پہلے وہ گزرا تھا تب وہ بھی صرف ایک ہی نام پکارتا تھا بابا۔۔۔ اندھیرے میں کوئی اسکی نم آنکھیں نہیں دیکھ سکا تھا کہ یہ لفظ بابا نے اسے کیا کیا یاد نہیں کروایا تھا

نلکے کے پاس پہنچ کر اس نے نیلیم کو نیچے اتارا اور نلکا چلانا شروع کیا جلتے زخموں پر جب سرد ٹھہرتی دسمبر کی سرد رات میں پانی گرا تو اسکے منہ سے سسکیاں نکلنے لگیں۔۔۔ تکلیف ناقابل برداشت تھی۔۔۔ وہ جس نے کبھی چولہے کی تپش نہیں برداشت کی تھی آج اُسکا حُسن کتنا بے مول ہو گیا تھا

کافی دیر بعد جب اسے لگا اسکے زوؤں سے خون رسنے بند ہو گیا ہے اس نے بس کہہ کر ٹائیگر کو روکا۔۔۔ اور نلکے کا سہارا لے کر کھڑی ہو گئی۔۔۔ اندھیرا اب اتنا بڑھ چکا تھا کہ وہ اسے دیکھ تک نہیں پارہا تھا اور نیلیم جس حال میں تھی اس نے اللہ کا شکر ادا کیا کہ اُس نے دن کے بعد رات بھی بنائی ہے۔۔۔ اس نے اپنے بال نچوڑے اپنی

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

شرٹ بھی جو کمر پر تھی ہی نہیں پوری جل چکی تھی۔۔۔ میجر عاص نے سردی کے باعث جو جیکٹ پہنی تھی اُتار کر اسے دی

پہن لیں اسے۔۔۔ نیلیم نے مشکور نظروں سے اس کے ہیولے کو دیکھا

بھاؤ بھاؤ!!!

شاید کوئی جنگلی کتا تھا۔۔۔ آواز قریب سے آرہی تھی ٹائیگر نے مارچ آن کی اور کتے نے اسی وقت حملہ کیا ٹائیگر نے قلا بازی کھاتے کتے کو دور پھینکا اور فائر کر دیا۔۔۔۔ آواز بند ہو گئی تھی

جنگلی!!! وہ اپنے منہ پر اسکا پنچہ محسوس کرتا نخوت سے بولا

کہیں پنچہ تو نہیں مار دیا؟؟؟ نیلیم فکر مندی سے بولی

نہیں بس لگتے لگتے رہ گیا۔۔۔ اس نے پسٹل پینٹ کی پچھلی جیب میں ڈالی

پانی پی لیں آپ۔۔۔ یہ صاف پانی ہے۔۔۔ وہ نلکہ چلانے لگا تو نیلیم نے جی بھر کر خود کو سیراب کر لیا

آپ بھی پی لیں ہم چلاتے ہیں۔۔۔ وہ اس سے موبائل پکڑتی بولی

چلائیں۔۔۔ وہ ہاتھوں کی مٹھی بنا کر اسے دیکھتے بولا جس نے سیل نلکے کے ارد گرد بنے دیواروں میں سے ایک

پر رکھ دیا تھا جسکی وجہ سے سامنے دیکھنے پر ساری روشنی اسکی آنکھوں میں پڑ رہی تھی۔۔۔ نیلیم نے اسکی ہلکی

بڑھی شیو کی چمک کو محسوس کیا تھا۔۔۔ سیلوس چڑھائے وہ ہلکے سے جھکا ہاتھوں کی مٹھی بنائے اسے دیکھ رہا تھا

بالوں کا آبشار ماتھے پر بکھرا پڑا تھا

چلا کیوں نہیں رہیں؟؟؟ وہ اندھیرے کی بناء پر اسکی محویت نہیں محسوس کر سکا تھا

وہ اسکو چلائیں گے کیسے؟؟؟ یہ بھی ایک مسئلہ تھا

اُف ہٹیں۔۔۔ یہ پکڑیں اس نے موبائل نیلیم کو پکڑا یا کہ اس پر روشنی کرے

اس میں کیا مشکل ہے اوپر کریں اسے پھر نیچے، اوپر نیچے وہ دیکھیں پانی آنا شروع ہو گیا۔۔۔ وہ اپنی ہی جون میں بول رہا تھا جب کہ اسکی کھلکھلاہٹ بند نہیں ہو رہی تھی

ہاہاہاہاہا۔۔۔ وہ بے تحاشا ہنس رہی تھی

اس میں ہنسنے کی کیا بات ہے؟؟؟ وہ برا سامنہ بناتا بولا

ہاہاہا۔۔۔ کک کچھ نہیں۔۔۔ وہ ہنسی کے درمیان بولی

چلیں نہیں پینا مجھے پانی۔۔۔ وہ جانے لگا

اچھا اب لڑکیوں کی طرح خخرے مت دکھائیں۔۔۔ آئیں واپس۔۔۔ اسنے نکا چلانا شروع کیا تو وہ ایک نظر اسے گھورتا نلکے کے پاس آ گیا اور سابقہ پوزیشن میں کھڑا پانی پینے لگا۔۔۔ ٹارچ سے نکلتی روشنی کی شعاعوں میں اسکی ہتھیلیوں سے گرتا پانی بہت چمک رہا تھا ہتھیلیوں کو لبوں تک لے جاتے وہ آنکھیں بند کر کے پانی پی رہا تھا اتنا معصوم اور دل چرایا والا انداز تھا اسکا کہ وہ دم بخود ہو کر رہ گئی تھی

اور۔۔۔ اس نے پھر ہتھیلیوں کا پیالہ نلکے کے منہ کے آگے کیا تو وہ چونکی

جی!!! اس نے نکا پھر چلانا شروع کر دیا

نیلیم کا مرکب از دیباہ تبسم

پانی آنکھ میں بھر کر لایا جاسکتا ہے

اب بھی جلتا شہر بچایا جاسکتا ہے

ایک محبت اور وہ بھی ناکام محبت

لیکن اس سے کام چلایا جاسکتا ہے

دل پر پانی پینے آتی ہیں امیدیں

اس چشمے میں زہر ملایا جاسکتا ہے

یہ مہتاب یہ رات کی پیشانی کا گھاؤ

ایسا زخم تو دل پر کھایا جاسکتا ہے

پھٹا پرانا خواب ہے میرا پھر بھی تابش

اس میں اپنا آپ چھپایا جاسکتا ہے



اس نے راہداری میں جھانکا کوئی نہیں تھا وہ تھوڑا اور آگے کوچھکا دیوار کی اوٹ سے مگر حدِ نگاہ تک کوئی نظر نہیں آیا یہ ایم آزیلازہ کے اپر فلور میں سے ایک تھا جہاں کیپٹن نیلیم ابرار کا کمرہ بھی موجود تھا۔۔۔ براؤن کلر اسکیم تھی شاید ہر پردے کا رنگ ایک جیسے گھر تھا یا محل۔۔۔ وہ اب نکل کر کمروں کی طرف بڑھ گیا اس سے پہلے کہ کوئی آتا اور اسکا کام خراب ہوتا وہ تیزی

سے ہر کمرے کے دروازے کے پاس رُک کر عقابی نظروں سے آس پاس کا جائزہ لیتا اور آگے بڑھ جاتا آخری روم کے پاس آکر اس نے پھر کسی کے ناہونے کا یقین کیا اور کمرے میں گھس کر اندر سے کنڈی چڑھادی۔۔۔ سب سے پہلے الماری کی طرف گیا جس کے ایک حصے میں کپڑے لٹکے تھے جبکہ دوسرے میں ٹریولنگ بیگ تھا اس نے پھرتی سے ہاتھ چلاتے ٹریولنگ بیگ کی خفیہ زیپ کھولی اور اندر سے چھوٹی چھوٹی تمام ڈیوائسز، میموری اسٹک، چارجرز، سیل فون اور لیپ ٹاپ نکال کر اپنی پاکٹ سے ایک سیاہ کپڑے کا بیگ نکال کر اُس میں ڈال دیا

اسکے بعد وہ اُٹھا اور باہر نکل گیا اسی طرح اس نے بہت چالاکی سے دوبارہ آس پاس کا جائزہ لیا اور جہاں سے آیا تھا وہیں چلا گیا۔۔۔ آخر ایم آزیلازہ کے اندر کوئی کیسے چھس سکتا تھا جو بھی تھا وہ پہلے سے ہی اندر آچکا تھا

ٹائیکر اور کتنا راستہ ہے؟؟؟ وہ اس سے کافی پیچھے تھی۔۔۔ اندھیرا بدستور قائم تھا ہر چیز اسی گھپ سیاہی میں گم ہو چکی تھی درختوں کے قد لگتا تھا آسمان تک پہنچ چکے ہیں۔۔۔ میجر عاص اور وہ بہت احتیاط سے چل رہے تھے جنگل میں جانوروں کی آوازیں اس بات کا ثبوت تھیں کہ شکاری یہاں جال بچھانے آتے ہیں انہیں ڈر بھی تھا کہ کسی گڑھے میں ہی نہ گر جائیں

دھیان سے آئیے گا۔۔۔ پتوں پر پیر مت رکھیے گا ان کے نیچے جال بچھائے ہوتے ہیں شکاریوں نے۔۔۔ اور میں سنہس چاہتا کوئی آپ کا شکار کرے۔۔۔ وہ محتاط قدم اٹھاتا بول رہا تھا وہ آگے تھا مارچ اسکے ہاتھ میں تھی۔۔۔ سوائے پتوں کی اور غوغوں کے سوا اسکی آواز جنگل میں گونج رہی تھی

آپ کا ٹیکٹ کرنے کی۔۔۔۔۔ آآ۔۔۔ وہ جو اسکے پیچھے چلتی بول رہی تھی یکدم چیخنی اور دھپ کی آواز سے ایک گڑھے میں گری۔۔۔ وہ تیزی سے مڑا پنوں کے بل گڑھے کے کنارے بیٹھ کر ٹرچ کی مگر بے تحاشادھول کی بناء پر اسے کچھ نظر نہ آیا

ٹائیکر؟؟؟ نیلیم چیخنی

آجاؤ مجھے کھا جاؤ۔۔۔ میجر عاص تپ کر اونچی آواز میں بولا

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

بکواس کر رہا تھا میں کہ دیکھ کر چلو دیکھ کر چلو۔۔۔ تم نے آج کوئی ٹانگ بازو تڑوا کر ہی دم لینا ہے۔۔۔ وہ غصے میں آپ سے تم پر آجاتا تھا۔۔۔ نیلیم کے کھانسنے کی آواز آنے لگی

روشنی تو کر دیں۔۔۔۔ وہ بے چارگی سے بولی تو میجر عاص نے موبائل کی ٹارچ اندر گڑھے میں کی۔۔۔ گڑھا سات فٹ تک گہرا تھا

نکلیں اب؟؟؟ وہ میزاری سے بولا تو نیلیم نے گڑھے کی دیوار پر پیر رکھا اور چڑھنے لگی

ہاتھ دیں۔۔۔ میجر عاص نے جھک کر ہاتھ بڑھایا جسے دیوار پر ایک چھلانگ لگاتے نیلیم نے تھام لیا اور اسکے بازو کو کسی رسی کی طرح استعمال کرتی اوپر چڑھی۔۔۔ اس تمام کشمکش میں اسکی سانس بے تحاشا پھول چکی تھی۔۔۔ میجر عاص نے اسکے بخ ٹھنڈے ہاتھوں کا لمس اپنے بازو پر پوری شدت سے محسوس کیا تھا

کیپٹن نیلیم؟؟؟ اسے یوں ہی بازو تھا مے گھرے سانس لیتے دیکھ کر وہ ہلکے سے پکارا

اُف۔۔۔ سی کی آواز اسکے لبوں سے آزاد ہوئی کمر پہلے ہی زخمی تھی اور وہ گری بھی کمر کے بل تھی

آپ، آپ یہاں آکر بیٹھ جائیں اس نے ایک درخت کے پاس اشارہ کیا تو وہ اُٹھے بخیر پنچوں کے بل وہاں تک جاتے درخت سے ٹیک لگائے چہرہ اوپر اُٹھا کر بیٹھ گئی

آپ رکیں میں اکیلی ہی جاتا ہوں۔۔۔ پسٹل ہے آپکے پاس؟؟؟ اسکے پوچھنے ہر نیلیم نے سر ہلایا وہ وائر لیس نما ڈیوائز اپنی پینٹ کی جیب سے نکالتا جنگل کے آخری سرے کی جانب بڑھنے لگا۔۔۔ جیسے ہی فریکوئنسیز سیٹ ہوئیں ڈیوائز وائبریٹ کرنے لگی

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

ٹائیگر ہوں۔۔۔ انس ہم یہاں جنگل میں پھنس گئے ہیں نکل تو جائیں گے مگر گاڑی خراب ہو چکی ہے نیلیم بہت زخمی ہو چکی ہے جلدی کسی کار اور ڈاکٹر کا انتظام کرو میں اُسے ہاسپٹل لے جانے کا رسک نہیں لے سکتا۔۔۔ وہ آس پاس سیل کی ٹارچ پھینکتا کسی کے نہ ہونے کا یقین کر رہا تھا

صرف پندرہ منٹ میں پہنچ رہا ہوں تم نیلیم کا خیال رکھنا۔۔۔ وہ تیزی سے بولا اور رابطہ منقطع کرتا اپنے ساتھی کو ڈاکٹر کا انتظام کرنے کا کہہ کر خود کار لے کر نکل گیا

جب کہ میجر عاص پھر سے واپس چل پڑے جہاں نیلیم درد کو گھونٹ گھونٹ کرتی پی رہی تھی

پیٹر تم تو میری بات سمجھنے کی کوشش کرو اور منہاج کو سمجھاؤ وہ لڑکی دھوکہ دے رہی ہے اسے جھوٹ بول رہی ہے کیوں وہ پاگل ہوئے جا رہا ہے۔۔۔۔ وہ اور پیٹر ڈرائنگ روم میں بیٹھے تھے ایم آزر گارڈز کی ایک فوج لے کر نکل پڑا تھا نیلیم کی تلاش میں۔۔۔۔ شا کرتب سے جلا پڑا تھا اسکا دل چاہ رہا تھا کہ منہاج کا سر پھاڑ دے جسے اسکی بات نہیں سمجھ آرہی تھی۔۔۔ پہلے اس نے خود نیلیم کو آزمانے کیلئے پلان بنایا تھا اور اب خود ہی ان سب کو وارن کرتا دیوانوں کی طرح کراچی کی ایک ایک سڑک چھان رہا تھا

میں ایک ورکر سے زیادہ اُسکا کچھ نہیں ہوں اگر ڈیک ہوتا تو شاید وہ سمجھ چکا ہوتا مگر میں کچھ نہیں کہہ سکتا وہ شخص اپنی مرضی کا مالک ہے تم اُسکے اصل روپ سے ابھی واقف نہیں ہو اگر اپنی زندگی پیاری ہے تو اُسکے معاملات سے دور رہو۔۔۔ جب اُسکا دماغ گھومتا ہے وہ کچھ نہیں دیکھتا کہ سامنے والا انسان کون ہے اُسکا کیا لگتا

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

ہے۔۔۔ اسکا اندازہ تم آج کے واقعے سے ہی لگا سکتے ہو۔۔۔ اپنے ملک کیلئے کام کرونا کہ سیاست کیلئے۔۔۔ آج یہ سیاسی لوگ تم سے اپنا کام نکلوائیں گے اور کل جب تم پکڑے جاؤ گے تو تمہیں پہچاننے سے ہی انکار کر دیں گے۔۔۔ پیٹر نے اسکو سمجھانے کی کوشش کی

مجھے جس کام کیلئے بھیجا ہے وہ تو مجھے ہر حال میں کرنا ہے ہمیں ایم آزی کی ضرورت ہے اور وہ لڑکی اُسکی تمام صلاحیتیں چھین لے گی۔۔۔ وہ کھڑا ہو چکا تھا۔۔۔ اسکا انداز بے لچک تھا

مجھے اُس لڑکی کے کمرے کی تلاشی لینی ہے تم مجھے اُسکا روم بتا دو پلیز۔۔۔ شاکر نے التجا کی

سوری۔۔۔۔ پیٹر نے بے نیازی سے کہتے سوفٹ ڈرنک کا گلاس اٹھالیا

پیٹر، پیٹر مائی برادر ٹرائے ٹوانڈر سٹینڈ وہ لڑکی منہاج کے ساتھ ساتھ ہم سب کو لے ڈوبے گی۔۔۔ تم مرنا چاہتے ہو یا آئی ایس آئی کے ہاتھوں ٹارچر ہونا چاہتے ہو؟؟؟ شاکر پنچوں کے بل اسکے سامنے بیٹھ کر اسکی آنکھوں میں دیکھتا بولا

چلو!!! پیٹر خود اٹھ گیا تھا اسے بھی ساتھ چلنے کا کہا

Writers

لیڈی ڈاکٹر اسے ٹریمنٹ دے کر جا چکی تھی مائیگر مزید نہیں رُک سکتا تھا اسے بلوچستان میں بھیجے گئے اپنے پچاس ساتھیوں کے گروہ کا بھی ساتھ دینا تھا وہ سب صورتحال بھی چیک کرنا تھیں انہیں پچاس میں سے ایک

نیلیم کا مرکت از دیباہ تبسم

نے اس سے ملنے آنا تھا۔۔۔ وہ کسی ڈیوائز یا سیرپیس ٹیکنالوجی کی کوئی مدد لے کر راکے ایجنٹ کو الٹ نہیں کرنا چاہتے تھے اگر وہ ان سب کا استعمال کرتے تھے تو وہ بھی اس سب کے بارے میں جانتا ہوگا

وہ نکلنے لگا تھا جب اسکی وائرلیس نماڈیوائز (فوجی واپس دے گیا تھا) پر کوڈرن ہوا

Tiger P2 Speaking!!!

ہاں بولو کیا خبر ہے؟؟؟۔۔۔ وہ کرتے کے بٹن لگتا بولا

سراپوری تھنگ از سیوناؤ (ہر چیز محفوظ ہے)

گڈ!!!

وہ جانے سے پہلے نیلیم کے پاس اندر روم میں آیا وہ لوگ اُسی گھر میں آئے تھے جہاں کراچی آتے ہی نیلیم اور ٹائیگر آئے تھے۔۔۔ یہ ہی ان کا اصل ٹھکانہ تھا مکمل محفوظ

میم بشرہ آپ کیپٹن نیلیم کا خیال رکھیے گا اور کوئی بھی پر اہلم ہو فوراً مجھے انفارم کیجیے گا۔۔۔ یہ کھانے کے معاملے میں بہت ضدی ہیں ان کی کوئی بات نہیں ماننی۔۔۔ وہ میم بشرہ سے کہہ رہا تھا جو کیپٹن نیلیم کے سراہنے بیٹھی تھیں۔۔۔ وہ پوری کمبل میں لیٹی تھی

ٹمپر پچر بہت زیادہ ہے۔۔۔ ابھی تک غنودگی میں ہے۔۔۔ میم بشرہ بولیں۔۔۔ میجر عاص نے کمفرٹ میں دبکے وجود پر ایک نظر ڈالی جسکی اسکی جانب پشت تھی بس بال ہی میجر عاص کی نظروں میں آئے تھے

اچھا میں چلتا ہوں۔۔۔ اللہ حافظ!!!

نیلیم کا مرکت از دیباء تبسم

وہ دیوار گیر گھڑی کی جانب دیکھ کر بولتا باہر نکل گیا۔۔۔ میم بشرہ نے اسکے اوپر کمبل درست کیا اور سوپ بنانے چلیں گئیں ویسے بھی سردیوں میں اسکی زیادہ ضرورت ہوتی ہے

Socialmedia

یہ شطرنج کا کھیل تم نے شروع کیا سفید مہرے ہتھیا کر چال میں پہل تم نے کی اب انتظار کرو میری چال کا تمہارا وزیر مارنا ہو گا منہاج عزضحاک تمہارا ضمیر جگانے کو!!!

یہ ایک خوبصورت اور ویل فرنشڈ ہوٹل کا کمرہ تھا جہاں وہ قد آدم شیشے کی کھڑکی کھولے اسکے کنارے پر ہاتھ رکھے

نارنجی سورج کی نرم گرم شعاعیں اپنی کشادہ کندنی رنگت کی پیشانی پر محسوس کر رہا تھا اسکی یہ خود کلامی میں کہی گئیں باتیں ان شعاعوں میں جذب ہونے لگی تھیں سامنے کا منظر بہت حسین تھا سرسبز و شاداب درخت پھول اس باغ کے مالی کو داد دینے کا دل چاہتا تھا

اس نے ایک ہاتھ یونہی دیوار پر ٹکائے دوسرے سے سیل فون نکالا

ایک خبر شائع کرنی ہے

کل رات ایک کاربریک فیل ہونے کی وجہ سے ہزاروں فٹ کی اونچائی سے کھائی میں گر گئی کار میں موجود خاتون اس افسوس ناک حادثے میں دم توڑ گئیں !!!
آج جو خبر کو من گھڑت چھپوارہا تھا کل حقیقت کاروپ لینے والی تھی

JIX وہ ایک روز بعد واپس آیا تھا۔۔۔ کمرے میں موجود بلوچستان کی ٹیم کی رپورٹ مکمل کر رہا تھا جو اسے بھجوانی تھی۔۔۔ دماغ ایک دو نقطوں پر سوچ سوچ کر پک چکا تھا جب وہ کافی کاشیدائی باہر چلا آیا مگر یہاں آتے ہی اسکا سارا موڈ کیپٹن نیلیم کی بات نے غرق کر دیا وہ کھلے کشادہ کچن میں چار کرسیوں والے پلاسٹک کے چئیر سیٹ میں سے ایک کرسی گھسیٹے بیٹھی تھی ہاتھ میں ہلدی ملے دو ملے کا گرم مگ تھا جسکے ٹھنڈے ہونے کے انتظار میں وہ کافی بناتی میم بشرہ سے محو گفتگو تھی

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

ہو نہ آپ کے ٹائیگر سر کا تو بس نہ چلے کہ ہمیں سچ مچ مار دیں کبھی کسی طرح ہمارے مرنے کی خبر ایم آرتک پہنچاتے ہیں تو کبھی کسی طرح۔۔۔ اگر ہم نے منہاج کو سچ بتا دیا نہ تو وہ آپ کے ٹائیگر سر کو ہی کھائی سے نیچے پھینک دے گا۔۔۔ وہ بول رہی تھی جب ٹائیگر ایک ہی جست میں اس تک پہنچا چونکہ اسکی دروازے کی جانب پشت تھی تو اسے دیکھ نہ سکی اسکی کرسی وہ اپنی جانب گھما کر اسے ٹھوڑی سے پکڑ چکا تھا

دنیا اُسے ایم آرتک کے نام سے جانتی ہے منہاج عزضاک شیر کے سینے پر ہاتھ رکھ کہ وہ دل نکال لیتا ہے تم تو اسکی ایک سخت نظر کی مار ہو جس لمحے اُسے تمہاری حقیقت معلوم ہوئی وہی لمحہ تمہاری موت ہو گا ٹائیگر نے ایک جھٹکے سے اسکی ٹھوڑی کو چھوڑا

اگر مروں گا میں تو بچو گی تم بھی نہیں ماسنڈاٹ !!!

اسکی چیئر کو ایک ٹھوکر رسید کرتا وہ نکل گیا تھا نیلیم نے میز پکڑ کر خود کو گرنے سے بچایا تھا وہ تو اخبار میں اپنی موت کی خبر پڑھ کر مزاق میں میم بشرہ لے ساتھ لگی تھی ورنہ ایسی بات وہ ان کے سامنے کیوں کرتی مگر ٹائیگر نے اسکے چہرے پر مزاق کے تاثرات نہیں دیکھے تھے صرف جملے سنے تھے۔۔۔ میم بشرہ ابھی تک شلف سے لگی حیران کھڑی تھیں۔۔۔ ذلت اور آہانت کے احساس کے تحت نیلیم کا چہرہ سُرخ ہو چکا تھا آنکھیں برسنے کے قریب تھیں مگ سے چھلکا دودھ اسکے ہاتھ کی جلد میں جلن پیدا کر گیا تھا

کیپٹن نیلیم !!! میم بشرہ نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا مگر وہ ان کا ہاتھ جھٹک کر ایک جھٹکے سے اُٹھی اس کا رخ مہجر عاص کے روم کی طرف تھا اُسی وقت سامنے سے انس آیا تھا اس نے جارحانہ انداز میں نیلیم کو ٹائیگر کے کمرے میں گھستے دیکھ کر میم بشرہ سے آنکھوں کے اشارے سے پوچھا تھا کہ کیا ماجرا ہے؟؟؟

ٹھک کی آواز سے دروازہ کھلا تو کمرے کے بھیج میں کھڑا غصہ کنٹرول کرتے عاص نے خونخوار نظروں سے شعلہ جوالہ بنی نیلیم کو دیکھا

ہم ہم اُسکی ایک سخت نظر کی مارا ہیں؟؟؟ غصے کی زیادتی سے اسکا لہجہ کپکپا رہا تھا ہونٹ بھی اسکا بس نہیں چل رہا تھا کہ ہر شے کو آگ لگا دے

آپ اپنے آپ کو بہت قابل سمجھتے ہیں بڑے طرم خان ہیں؟؟؟ آپ کے سوا کوئی کچھ نہیں کر سکتا؟؟؟ کس چیز کا غرور ہو آپ کو؟؟؟ کون سے سرخاب کے پر لگے ہیں آپ کو؟؟؟ اس نے میجر عاص کو نیچے سے لے کر اوپر تک جلتی نظروں سے دیکھا۔۔۔ اسکی آواز بہت اونچی تھی۔۔۔ اسے لگا تھا کہ دوبار جان کی قربانی دینے پر میجر عاص کے دل میں اسکے لیے کوئی نرم گوشہ پیدا ہوا ہو گا۔۔۔ یا پھر یوں سوچ لیا جائے کہ جنگل کی رات میں اسکی ہمدردی کو وہ سر پر لے گئی تھی

آواز نیچی رکھیں۔۔۔ میں آپ کی بد تمیزی ہر گز برداشت نہیں کروں گا۔۔۔ وہ بھی جواباً دھاڑا۔۔۔ انس نے دروازے کی جانب جانا چاہا تو میم بشرہ نے روک دیا

نہیں رکھیں گے ہم اپنی آواز نیچی سنا آپ نے۔۔۔ آپ کے حکم کے پابند نہیں ہیں ہم۔۔۔ وہ اُنکی اٹھائے حد درجے بد تمیزی سے مخاطب تھی

ہو تم۔۔۔ تم پابند ہو اور تم نے خود اپنے آپ کو پابند کیا ہے ورنہ میں نے تو کہا تھا دفع ہو جاؤ مت سوار ہو میرے سر پر۔۔۔ اس نے بھی لحاظ نہیں کیا حقیقتاً اسکا دل چاہ رہا تھا اسے دو لگائے کب میجر عاص نے کسی لڑکی کی اتنی بد تمیزی برداشت کی تھی

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

آپ ہماری محبت کے لائق ہی نہیں ہیں آپ جیسا بے حس، خود غرض، پتھر دل انسان ہمارے نرم جذبات کی قدر ہی نہیں کر سکتا۔۔۔ ہم صرف آپ کا نام چاہتے ہیں آپ کا ساتھ اس سے زیادہ کیا مانگا ہے آپ سے؟؟؟ ہم نے بارہا آپ سے کہا خود کو ذلیل کرتے رہے آپ کے سامنے گڑ گڑاتے رہے مگر۔۔۔۔۔ وہ اس کے کالر کو پکڑ کر چیخ رہی تھی رو بھی رہی تھی۔۔۔ انس اور میم بشرہ منہ پر ہاتھ رکھے اپنی حیرت کو دہرایا تھے۔۔۔ دونوں ایک دوسرے سے نظریں چرانے لگے۔۔۔ انہوں نے کہا ایسی دیوانگی، ایسی بے باکی ایسی عجیب محبت دیکھی تھی

انہیں وہ سچ مچ ابنار مل لگ رہی تھی

میجر عاص نے ایک جھٹکے سے اپنے شرٹ اس کے شکنجے سے چھڑائی

میں نے کہا تھا آپ سے یہ سو کا لڈ گھٹیا محبت کرنے کو؟؟؟ گڑ گڑانے کو؟؟؟ آپ کو یہ بات سمجھ ہی نہیں آتی کہ مجھے آپ سے نفرت محسوس ہوتی ہے بس صرف نفرت۔۔۔ آپ جیسی لڑکی کو میں اپنی زندگی کا ایک لمحہ بھی نہ دوں۔۔۔ عمر بھر کا ساتھ تو دور کی بات ہے اور آپ کی یہ بے شرمی مجھے آپ سے گھن آنے لگتی ہے۔۔۔ اس کے لہجے میں حقارت ہی حقارت تھی۔۔۔ اس کے منہ سے نکلتے شعلوں نے نیلیم کے غصے کو بھی مات دے دی تھی اسے جلا کر بھسم کر ڈالا تھا۔۔۔ وہ چند پل ساکت اسکی آنکھوں میں اپنے لیے نفرت، بے گانگی، حقارت دیکھتی رہی پھر جس آندھی طوفان کی طرح آئی تھی چلی گئی۔۔۔ میجر عاص سر تھا مے بیڈ پر گرنے کے انداز میں بیٹھ گیا۔۔۔ میم بشرہ نیلیم کے پیچھے لپکی تھیں جبکہ انس اندر داخل ہوا تھا

کیپٹن نیلیم!!!

نیلیم!!!

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

وہ اسکے پیچھے آرہی تھیں جو الماری سے ایک چادر نکال کر اسے شانوں پر ڈالتی اپنا ہینڈ بیگ شو لڈر پر ڈال رہی تھی اسکے نہ تھمنے والے آنسو بہے جارہے تھے نہ جارہے تھے آنکھیں سُرخ ڈوروں سے سچی تھیں چہرے پر زمانے پر کے دکھ نظر آرہے تھے۔۔۔ بخار اب بھی مکمل نہ اُترا تھا نہ اسکے زخم بھرے تھے۔۔۔ اسٹنٹ ڈائریکٹر بشرہ کو اس پر بے انتہا ترس آیا

کیپٹن نیلیم میری بات سنیں۔۔۔ وہ اسکے پاس آئیں جو الماری زور سے بند کرتی ان سے نظریں ملائے بغیر باہر نکل چکی تھی۔۔۔ میم بشرہ میجر عاص کے روم کی طرف بھاگیں سر کیپٹن نیلیم غصے میں جارہی ہیں۔۔۔ پلیز روکیں انہیں۔۔۔ وہ از حد پریشان تھیں جالینے دیں اُسے۔۔۔ وہ دھاڑا

انس باہر کی جانب بڑھ گیا

آپ دونوں میں سے کوئی ایک تو جھک جائے۔۔۔ سارا مشن ایک بار پھر تباہ ہو جائے گا ہم سب کی محنت برباد ہوگی۔۔۔ آپ کیا جواب دیں گے اپنے بابا کو؟؟؟ میم بشرہ نے اسکی دکھتی رگ پر ہاتھ رکھا چند پیل اسی طرح سر جھکائے لال بھبھو کا چہرے اور تنے نقوش کے ساتھ وہ بیٹھا رہا پھر اُٹھ کر باہر آگیا جہاں لانچ میں انس سر پکڑے بیٹھا تھا

کہاں گی ہے وہ؟؟؟ ٹائیگر نے پوچھا

انس نے سر اٹھا کر بس شکایتی نظروں سے اسے دیکھا

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

ہر کوئی مجھ پر چڑھتا ہے سب کو میں ہی زہر لگتا ہوں۔۔۔ وہ بڑبڑاتا ہوا باہر نکلا رہا داری کے آخر میں وہ مین گیٹ کھولتی نظر آگئی۔۔۔ میجر عاص دوڑ کر اس تک پہنچا اس سے پہلے کہ وہ باہر نکلتی اسے بازو سے پکڑ کر اندر گھسیٹتے دروازہ لاک کیا۔۔۔ اتنے سے لمحے میں وہ دس بار اپنے بازو پر جمے اسکے ہاتھ کو کاٹ چکی تھی۔۔۔ بہت مشکلوں سے اس نے دروازے پر لگے ڈیجیٹل لاک کا کوڈ ملا یا تھا

ہم بتا رہے ہیں ہم آپ کو جان سے مار دیں گے چھوڑیں ہمیں۔۔۔ وہ چلاتے ہوئی اسکی گردن کھرچ چکی تھی۔۔۔ تین چار نوچنے کے لمبے لمبے نشان اسکی صاف شفاف گردن پر داغ ڈال چکے تھے۔۔۔ ٹانگوں کا بھی بھرپور استعمال کر رہی تھی کہ ٹائیگر سے سنبھالنا مشکل ہو گیا اور ابھی وہ کہہ رہا تھا کہ وہ منہاج کی ایک سخت نظر کی مار ہے

اسے بہت مشکلوں سے کھینچتے وہ اندر لانچ کے دروازے میں داخل ہوا تھا۔۔۔ اسکا ہینڈ بیگ باہر ہی گر چکا تھا چادر ڈھلک ڈھلک کر بازوؤں میں جھول گئی تھی۔۔۔ میجر عاص نے اسکی دونوں کلاںیاں جکڑے اسے دروازے سے لگا رکھا تھا وہ غصے سے اسے ٹانگیں مار رہی تھی اور وہ اپنے بچاؤ کو کبھی دائیں ٹانگ اٹھاتا اسکے وار ضائع کرتا کبھی بائیں۔۔۔ کچھ بخار اور کچھ کمر کے زخم نے اسے مزید لڑنے سے باز رکھا جب میجر عاص نے اسے تھکتے محسوس کیا تو گہری سانس لیتے چھوڑ دیا وہ اسے دور دھکا دیتی انس اور میم بشرہ کی جانب دیکھے بغیر ہی اپنے کمرے میں بھاگ گئی۔۔۔ اندر داخل ہوتے ہی اس نے چادر دور اچھالی اور بیڈ پر اونڈھے منہ گر کر رونے لگی۔۔۔ میجر عاص کے غصے میں کہے گئے لفظ اسے اپنی محبت کی توہین لگے تھے۔۔۔ اسے نیلیم ابرار سے گھن آتی ہے۔۔۔ وہ اسکے ساتھ ایک لمحہ بھی نہیں گزارنا چاہتا تھا

نیلیم کا حرکت از دیاء تبسم

ہم اپنی یہ انسلٹ نہیں بھولیں گے میجر عاص۔۔۔ ہم نے کہا تھا کہ نیلیم ابرار ذلیل ہونے والوں میں سے نہیں کرنے والوں میں سے ہے۔۔۔ آپ نے ہماری محبت دیکھی ہے اب آپ ہماری ضد دیکھیں گے آپ دیکھیں گے نیلیم ابرار کیا کر سکتی ہے!!!

اسکے اندر کا جانے کون سا لاواپک رہا تھا مگر اسکا انداز اسکا چہرہ بتا رہا تھا کہ اسکے اندر کی خود سر نیلیم نے سر اٹھا لیا ہے۔۔۔۔ اس نے ہمیشہ توجہ سمیٹی، محبتیں اپنے دامن میں بھریں، ہر کسی کو اپنا اسیر دیکھا ہمیشہ اپنی تعریف سنی میجر عاص کی ناپسندیدگی اسکی نفرت نیلیم نے فاصلہ کر لیا تھا وہ اس حرکت کو توڑ کر رہے گی۔۔۔ اسکے اندر سوراخ کر کے اس نفرت کی وجہ جانے گی

اگر درد محبت سے نا انسان آشنا ہوتا

نہ کچھ مرنے کا غم ہوتا نہ جینے کا مزہ ہوتا

Writers

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

کمرے میں صبح کی روشنی دستک دیتی درپچوں سے جھانکنے کو بیتاب تھی مگر ان کی راہ میں حائل دبیز گہرے رنگ کے پردے انہیں اُجالا کرنے سے روک رہے تھے۔۔۔ کمرے میں ہر شے ٹوٹی بکھری پڑی تھی۔۔۔ بہت سی شو پیس کر سٹل کے گلدان، شیشے بیڈ کی چادر نیچے ہر چیز تھس نہس ہوئی پڑی تھی

اگر وہ مر گئی تو میں پوری دنیا میں آگ لگا دوں گا سُن رہے ہو تم لوگ۔۔۔۔۔ سب

کچھ جلادوں گا۔۔۔۔۔ سب ختم کر دوں گا۔۔۔۔۔ جان سے مار دوں گا تم سب کو۔۔۔۔۔ وہ پاگلوں کی طرح پیٹ کے بل دھرا ہوئے مٹھیا بھینچے چیخ رہا تھا اسکے چہرے کی ایک ایک انس واضح ہو رہی تھی سفید چہرہ لال ہوا تھا بھوری آنکھوں میں وحشت ہی وحشت تھی

ایک بار پھر اس نے نیلیم کی موت پر ماتم کیا تھا اور خوب ماتم کیا تھا۔۔۔۔۔ خوب چلایا تھا۔۔۔۔۔ بہت سی چیزیں دوڑ ڈالی تھیں۔۔۔۔۔ ان دو دن میں اس نے دس قتل کیے تھے۔۔۔۔۔ تیسرے دن وہ اپنے ایک میٹنگ روم میں موجود تھا۔۔۔۔۔ جس میں پیٹر کا پی اے جو ایک دن سٹے کرنے کے بعد جا چکا تھا پھر حاضر ہو چکا تھا۔۔۔۔۔ منہاج نے اسے ایک ایکسرے کرتی نظر سے دیکھ کر ہاتھ کے اشارے سے میٹنگ روم سے جانے کا کہہ دیا تھا۔۔۔۔۔ وہ پریشان نظروں سے پیٹر کو دیکھنے لگا جس نے آنکھوں ہی آنکھوں میں یہی اشارہ کیا تھا۔۔۔۔۔ ویسے بھی پی اے کو جس کام کیلئے بھیجا گیا تھا وہ ہو چکا تھا۔۔۔۔۔ ریکارڈ رزاور کیمرے وہ میٹنگ روم میں پہلے ہی نسب کر چکا تھا

Tiger P2 Speaking!!!

ہاں بولو؟؟؟

شام والی میٹنگ صبح میں رکھی گئی ہے۔۔۔۔۔ مگر میں اپنا کام رات میں ہی پیٹر سے ملاقات کے بہانے کر چکا تھا۔۔۔۔۔ ڈیوائز ایکٹو کر چکا ہوں میں کوڈ سینڈ کرتا ہوں۔۔۔۔۔ اس نے تفصیل بتائی

ابھی کہاں ہو تم؟؟؟ مائیگر نے پوچھا

بس میں --- جواب آیا

کیپٹن نیلیم کی چیزیں لے کر گھر پہنچو --- اس نے رابطہ منقطع کر دیا

منہاج شام میں تمہاری فلائٹ ہے تمہیں انڈیا جانا ہے --- شا کر نے میٹنگ کے آخر میں یہ جملے کہے تو میجر عاص، اسسٹنٹ ڈائریکٹر بشرہ، ایجنٹ انس اور کیپٹن نیلیم سب نے ایک دوسرے کے چہرے دیکھے

ٹھک ٹھک کی آواز پر انس اُٹھ کر باہر گیا جب وہ واپس آیا تو اسکے ساتھ کیپٹن حمزہ تھا

پیٹر کا دوست آگیا --- انس نے مزاق اڑایا

اللہ نہ کرے اُس عجیب سی لٹکتی مخلوق سے کبھی میری دوستی ہو --- کیپٹن حمزہ نے کندھے پر رکھ بیگ اتار کر کیپٹن نیلیم کے پاس صوفے پر رکھا اور خود سنگل صوفے پر بیٹھ گیا --- انس صوفے کے ہینڈ سپورٹ پر بے تکلف سا بیٹھا تھا

یار پانی تو پلاؤ --- کیپٹن حمزہ نے جھنجھلاتے ہوئے اسے دھکا دیا

کیا ہے جل کلڑے کیوں بنے ہو؟؟؟ انس گرتے گرتے بچا تھا

عجیب مخلوق ہیں یہ پاکستانی لڑکیاں بھی بس میں میرے آگے بیٹھی لڑکی کو میرا بیگ لگ گیا باجی نے شور مچا دیا۔
--- اتنا بولا بہن بیگ تھا بیگ تھا لیکن نہیں وہ بیگ کو میرا تھا ثابت کرنے پر تلی ہوئی تھی --- کیپٹن حمزہ کی دُکھ بھری داستان پر وہ سب مسکرائے البتہ انس ضرورت سے زیادہ ہنس رہا تھا

مطلب آج کیپٹن حمزہ پیٹ کر آئے ہیں --- ہا ہا ہا --- اپنی بات پر انس نے خود ہی قہقہہ لگایا

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

ہاہاہا۔۔۔ بہت ہنسایا آپ نے۔۔۔ ایک اور چٹکلا پلیر۔۔۔ عجیب مخلوق ہو تم بھی۔۔۔ کیپٹن حمزہ نے اسے بے عزت کرنا چاہا تھا مگر جو بے عزتی محسوس کر لے وہ انس کہاں؟؟؟

سب عجیب مخلوق ہیں ایک آپ ہی حسین مخلوق ہیں۔۔۔ دوناک اور ایک آنکھ والے۔۔۔ ہو نہہ۔۔۔ انس کی اہت پر کیپٹن حمزہ نے اسے ایسے دیکھا جیسے کہہ رہا ہو بیٹا بخار و خار تو نہیں چڑھ گیا

میرا لپ ٹاپ سیل فون سب لائے ہیں نا؟؟؟ اس نے کیپٹن حمزہ کا بیگ کھولتے پوچھا

جی۔۔۔ وہ مسکرا کر اسے دیکھتا بولا۔۔۔ اسکے مسکرانے پر وہ سب قہقہے لگانے لگے۔۔۔ یہاں تک کہ میجر عاص جیسا بندہ بھی ہنس رہا تھا۔۔۔ نیلیم کی کھلکھلاہٹ ایسے تھے جیسے جھرنا بہہ رہا ہو۔۔۔ انس تو دہرا ہوا جا رہا تھا

کا اثر تو نہیں ہو گیا؟؟؟ کیپٹن حمزہ نے کنفیوز ہوتے پوچھا۔۔۔ نیلیم نے laughing gas کیا ہو گیا بھی آگے بڑھ کر اسکی لٹکتی وگ کھینچ لی۔۔۔ جو اس نے ایک بزرگ کاروپ چڑھانے کو لگائی تھی سر پر رومال لپیٹا تو اُسکو اُتارتے ہی شاید وہ بھی اُتر گئی تھی

ہاہاہا۔۔۔ یہ تو جوک ہو گیا۔۔۔ وہ خود ہنس رہا تھا

اُف ہمارا تو پیٹ درد کرنے لگ گیا۔۔۔ کیا کیا بنتے رہتے ہیں آپ لوگ؟؟؟ وہ اپنی ہنسی پر قابو پا کر بولی

ہاہاہاہم تو کچھ بھی نہیں کبھی آپ ٹائیکر کو میک اپ میں دیکھ لیں دل آجائے گا آپکا۔۔۔ کیپٹن حمزہ ہنستے ہوئے بولا اسکے برعکس وہ سب سنجیدہ اپنی اپنی جگہ پہلو بدل کر رہ گئے تھے۔۔۔ میجر عاص اور کیپٹن نیلیم میں آپ تک بات چیت بند تھی

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

عجیب مخلوق ہیں آپ سب میں چُپ ہوتا ہوں آپ لوگ ہنسنے لگ جاتے ہیں میں ہنستا ہوں آپ سب چُپ ہو جاتے ہیں۔۔۔ کیپٹن حمزہ برامانتے بولا

کسی نے باباجی بننا ہو تو ٹائیگر جیسا بنے ہا ہا۔۔۔ انس نے ماحول کی گھمبیر تا کم کرنے کو بات بدلی
کیپٹن نیلیم ٹائیگر نے آپ سے پہلا جملہ کیا کہا تھا پہلی ملاقات میں یاد کریں۔۔۔ انس نے اسے گھسیٹا
پتا نہیں۔۔۔ وہ ٹالنے لگی

اوہو یاد تو کریں۔۔۔ انس بضد تھا

اپنی پر اہلم؟؟؟ یہ تھے میجر عاص کے الفاظ جب ہماری ان سے پہلی ٹکر ہوئی تھی۔۔۔ اسکے بولنے پر انس نے
نفی میں سر ہلایا۔۔۔ باقی سب ان دونوں کی گفتگو سُن رہے تھے عاص بھی صوفے کے ہینڈ سپورٹ پر کہنی
کھڑی کیے اور ہتھیلی پر چہرہ ٹکائے انہیں ہی دیکھ رہا تھا
پھر؟؟؟ نیلیم نے ہو چھا

بیٹا کوئی بزرگ گھر پر ہے؟؟؟ انس نے کہا تو نیلیم کی آنکھیں حیرت سے کھل گئیں
بابا جلال؟؟؟ دونوں ہاتھ منہ پر رکھے وہ چیخی تو سب ہنس دیے

کتنے بڑے دھوکے باز ہیں آپ۔۔۔ اس نے صوفے پر پڑا کُشن بے تکلفی سے میجر عاص کو مارا تو چند پل تو وہ
حیرت زدہ ہی رہ گیا۔۔۔ نیلیم بھی اپنی حرکت پر جذبہ نظر آئی

یار انس کافی پلیز؟؟؟ کیپٹن حمزہ نے فرمائش کی تو سب اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہو گئے

اسلحے کی اسمگلنگ میں اب نیوی انوالو ہو چکی تھی اس جانب سے انہیں مکمل سکون مل چکا تھا ایک طرح سے یہ مسئلہ ہی حل ہو چکا تھا۔۔۔ بس انہیں انتظار تھا کہ میورک کا یہاں آنے کا مقصد معلوم ہو جائے پھر ہی اسکی گرفتاری کی جاسکتی

امداد بلوچ نے بلوچستان میں اپنی کاروائیاں پھر سے جاری کر دی تھیں مگر اس بار اس کے ساتھ موجود ساٹھ لوگوں کے گروہ میں پچاس فوج کے افراد تھے امداد بلوچ نے انہیں ناراض بلوچ تنظیموں کے کارکن ہی سمجھا تھا۔۔۔ وہ اس کا بھروسہ جیتنے کیلئے ادارے سے ہر طرح کا رابطہ ختم کر چکے تھے وہ تھے اور امداد بلوچ تھا۔۔۔ خفیہ اس کا مطلب دشمن کو counter intelligence ایجنسیاں ایک لفظ استعمال کرتی ہیں

کے طور پر آگے Disinformation کو Information اُسکی چال میں ہی پھنسا دینا اور اُسکی کہتے ہیں اس کے اندر Safe Zone بھیجنا اور اس تمام کھیل کا ایک خاص حصہ اور حصار ہوتا ہے جسے رہتے رہتے یہ کھیل کھیلنا ہوتا اس میں اپنی عوام اور ملک کی حفاظت پہلی شرط ہے۔۔۔۔۔ جان سے بھی پہلے وطن!!! دیں!!!

ہیرے کی اسمگلنگ میں میجر عاص اور کیپٹن حمزہ کام کر رہے تھے۔۔۔ کیپٹن حمزہ نیلیم کی ٹریننگ سے بھی پہلے پیٹر کے ساتھ کام کر کے اس کا بھروسہ جیتنے میں کامیاب ہو چکا تھا۔۔۔ جسے اب وہ اپنی پوسٹ پر رکھ رہا تھا اور خود ڈیک کی پوسٹ پر براجمان ہو گیا تھا۔۔۔ انکے چند ساتھی افغانستان اور دبئی کے ذریعے بھارت پہنچ گئے تھے تاکہ وہاں منہاج عزضحاک کی کاروائیوں پر نظر رکھ سکیں

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

وہ ابھی ایئرپورٹ سے آیا تھا۔۔۔ کیپٹن حمزہ نے اُن سب کے پاسپورٹس کی فوٹو گرافس بھیج دیں تھیں جو ہیرے کی اسمگلنگ میں ملوث تھے جانے کیسے کیسے طریقوں سے وہ یہ کام سرانجام دیتے تھے۔۔۔ میجر عاص نے ایئرپورٹ کے سارے عملے کو اعتماد میں لے کر ان تک ساری بات پہنچائی پولیس کو بھی گھسیٹ لیا۔۔۔ نتیجتاً سات افراد چار دنوں میں ہیرے کی اسمگلنگ میں پکڑے گئے تھے۔۔۔ اتنے ہیرے تھے ان کے پاس کہ سیکیورٹی کا عملہ ششدر رہ گیا اور حیرت کی بات جب ایک انگریز عورت کے پاس سے چیکنگ کے دوران دو ملین ڈالر کے ہیرے برآمد ہوئے۔۔۔ ایک شخص نے سفید پٹی کے اندر ہیروں کی تھیلی چھپائی تھی تو چند نے نہایت شرمناک طریقے اپنائے تھے کہ انہیں چیکنگ کیلئے ایکسریز کی ضرورت پڑی تھی

کیپٹن نیلیم کہاں ہیں؟؟؟ ٹائیگر ابھی آیا تھا اندر لانچ میں انس بیٹھا تھا اور میم بشرہ اُن کا زیادہ کام ختم ہو چکا تھا وہ دونوں ہی کچھ فرصت سے تھے۔۔۔ اس نے ان پورے دو ہفتوں میں پہلی بار نیلیم کے متعلق پوچھا تھا۔۔۔ ویسے بھی وہ اپنے مشن کی مصروفیت میں اس جھگڑے کو بھول چکا تھا۔۔۔ مگر نیلیم ابرار بہت ضدی تھی میم بشرہ پلیز آپ اسے بلا دیں گی؟؟؟ اس نے جیکٹ اُتاری ٹوپی اُتار کر مڑے بال سیدھے کیے۔۔۔ گلوں اُتارے۔۔۔ موزے اُتارے پسٹل نکالا۔۔۔ شوزوں میں سے تیز دھاری چاقو، بندوق کی گولیاں۔۔۔ گلے میں پہنی چین اُتاری جس میں بولٹ فولڈنگ ناف تھی

انس اسے غور سے دیکھ رہا تھا

کیا ہے کیوں گھور رہے ہو؟؟؟ ٹائیگر نے شوز اُٹھا کر صوفے کے سائیڈ پر رکھے۔۔۔ اور تھری سیٹڈ صوفے پر گرنے کے انداز میں ڈھے گیا انس سنگل صوفے پر بیٹھا تھا

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

میں سوچتا ہوں تم لوگ جنگلیوں کی طرح لڑتے ہو ٹریننگ کیسے دے دی تم نے اس لڑکی کو؟؟؟ انس دنوں کمئیاں صوفے کے آرم سپورٹس پر رکھے ہاتھوں کو جوڑے ان کے ٹرائینگلس میں سے ٹائیگر کو جھانکتا بولا مجھے کہیں سے نہیں لگا کہ میں نے اٹھارہ سال کی لڑکی کو ٹریننگ دی ہے ایسا لگ رہا تھا کہ دو سال کی بچی کو گود لے لیا ہے اُسے آئسکریم کھلاؤ، ہر چھوٹی چھوٹی بات پر شاباش دو، اُس کے ساتھ کیرم کھیلو، اُسکی اُلٹی سیدھی باتیں خاموشی سے سنو، اُس کی ہر بچوں والی ضد پوری کرو، کھانے میں نخرے اٹھاؤ، میکرونی بنا کر دو، غلطی وہ کرے مگر سوری بھی آپ کرو۔۔۔ اور پھر سننے کو ملتا ہے کہ ہم آپ سے محبت کرتے ہیں۔۔۔ ایسے کرتے ہیں محبت؟؟؟ وہ شاید بے دھیانی میں مزید بول دیتا۔۔۔ جب انس کے قہقہے نے اسے اپنے جملے پر غور کرنے پر مجبور کیا

اففف کیا مصیبت ہے۔۔۔۔ اس نے جھلاتے ہوئے کُشن انس کے سر پر مارا اور اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔۔۔۔ جب دروازے کی اوٹ میں نیلیم نظر آئی

چھپ چھپ کر کسی کی باتیں سننا نہایت ہی غیر اخلاقی حرکت ہے۔۔۔ اس نے رُک کر کہا۔۔۔ نظریں سامنے تھیں۔۔۔ نیلیم سیدھی دیوار سے لگی تھی اسکا آدھا چہرہ بھاری بازو پر موجود ابھری نیس نیلیم کی نظروں میں تھیں۔۔۔ وہ اس سے تین چار قدموں کے فاصلے پر تھا اسکے پسینے کی مہک نیلیم تک پہنچ رہی تھی۔۔۔ منہاج عز ضحاک کا قیمتی پرفیوم بھی اس مہک کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا

میں فرش ہو کر آتا ہوں تب تک آپ اوپر پر یکٹس روم میں آجائیں اپنا ریوالور لیتی آئیے گا۔۔۔ وہ اسی انداز میں کھڑ اپنی بات مکمل کر کے چلا گیا۔۔۔ اسکی چوڑی پُشت نیلیم کی نظروں میں تھی

نیلیم کا مرکت از دیباہ تبسم

تین چار دن کی مسلسل محنت نے اسکی آنکھیں دکھادیں تھیں مگر اس بار وہ اپنی تیز لیل نہیں بھولنے والی تھی اس نے خود سے عہد باندھ لیا تھا کہ میجر عاص کے الفاظ اُس کے منہ پر مارے گی۔۔۔ اسکی محبت کی بہت توہین کر دی اُس نے ایک لمحہ وہ اسے پوری زندگی کیلئے اپنے ساتھ باندھ لے گی۔۔۔ وہ سمجھتی محبت مطلب ایک دوسرے کا ساتھ!!!!

Socialmedia

ایک ہفتہ بھارت اور دوسرا امریکہ گزار کر وہ آج پاکستان پہنچا تھا نیلیم کی موجودگی نے اسے اتنا بے خود کر دیا تھا کہ وہ اتنے سارے کام پینڈنگ پر ڈالتا رہا تھا اس نے اپنی کتنی غیر ملکی پارٹیاں ختم کر دیں تھیں مگر اب وہ پھر سے سارے کام شروع کر چکا تھا اسکے پیچھے لگے ایجنٹس اسکی تمام خبریں میجر عاص تک پہنچا رہے تھے اور میجر عاص آفیشلز تک وہاں سے دوسرے ملک کی فوج کو مطلع کیا جاتا کہ یہ یہ گینگ آپ کے غیر قانونی کام کر رہے ہیں، اسمگلنگ کر رہے ہیں ایک بڑے درجے پر ان کا مشن پہنچ چکا تھا دوسری افواج بھی اس میں شامل ہو چکی تھیں جب فوج شامل ہوئی تو سیاسی لیڈرز الرٹ ہو گئے اور منہاج کے پشت پناہی کرتے ایک سیاست دان نے اسے مطلع کیا کہ کیسے پاکستان کی بری فوج اسکے خلاف دوسری افواج کو بھی استعمال کر رہی ہیں اور غیر ملکی تمام گینگس اب بک چکے ہیں ان کے تمام راز پاک فوج اور اُس ملک کی فوج کے پاس جا چکے ہیں جس میں منہاج کی انوالومنٹ کی بھی نشاندہی کی جا رہی ہے۔۔۔ دبائی، افریقہ اور سعودیہ انٹرنیشنل ایئر پورٹ پر ایک ٹائیگر نامی

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

شخص نے بہت سے پاسپورٹس بھیجے جن کا باڈی ایکسرے کیا گیا اور ایک بڑے پیمانے پر ہیرے کی اسمگلنگ روک دی گئی ہر جگہ سے پیٹر کا نام سامنے آرہا ہے۔۔۔ اور فوج جانتی ہے کہ پیٹر کس کیلئے کام کرتا ہے ایس پی بلال میں نے تمہیں کوئی کام کہا تھا۔۔۔ وہ سن باتھ لینے کیلئے لان میں سوئمنگ پول کے پاس آرام دہ انداز میں لیٹا تھا

سر میں اُس لڑکی کو کہاں سے ڈھونڈوں سر وہ ہمیشہ گم ہو جاتی ہے۔۔۔ سر میری مائیں تو مان لیں کہ۔۔۔ وہ خاموش ہوا تو منہاج نے کی نرم آواز ابھری اپنی بیوی پیاری ہے؟؟؟ سنا ہے بڑے پیارے بچے ہیں تمہارے۔۔۔ اس نرمی میں پوشیدہ پیغام ایس پی بلال اچھے سے جانتا تھا

سوری سر میں ٹرائی کر رہا ہوں۔۔۔ وہ منمنایا مجھے کوشش نہیں نتیجہ چاہیے سناتم نے۔۔۔ کال کینسل کر دی پیٹر تیز تیز قدم اٹھاتا لان کی طرف آیا

سر!!!

سر وہ آئی ایس آئی کا ایجنٹ ہی ہے اس نے ہمارے بندے کو بے ہوش کر کے ایک ٹھکانے پر رکھا ہوا۔۔۔ اُس بندے کے پاس ہیروں کی اسمگلنگ کے بہت سے راز ہیں۔۔۔ پیٹر نے اطلاع دی تھی کہ شکار کا پتہ بتایا تھا۔۔۔ وہ فوراً اُٹھ کھڑا ہوا۔۔۔

گاڑیاں نکالو میں چینیج کر کے آتا ہوں!!! وہ بلند آواز میں کہتا نکل گیا

وہ کب کی روم میں کھڑی اسکا انتظار کر رہی تھی پھر پریکٹس کرنے لگی۔۔۔ رائفل اٹھا کر وہ سامنے ٹارگٹ کو دیکھنے لگی

ٹھاہ!!!

(تم پابند ہو اور تم نے خود اپنے آپ کو پابند کیا ہے ورنہ میں نے تو کہا تھا دفع ہو جاؤ مت سوار ہو میرے سر پر)

ٹھاہ!!!

(تم تو اُسکی ایک سخت نظر کی مار ہو جس لمحے اُسے تمہاری حقیقت معلوم ہوئی وہی لمحہ تمہاری موت ہوگا)

ٹھاہ!!!

(میں نے کہا تھا آپ سے یہ گھٹیا سوکا لڈ محبت کرنے کو؟؟؟)

ٹھاہ!!!

(آپ جیسی لڑکی کو میں اپنی زندگی کا ایک لمحہ نہ دوں)

ٹھاہ!!!

ٹھاہ!!!

ٹھاہ!!!

اسکا دماغ میجر عاص کے غصے میں کہے جملوں میں جکڑا تھا سامنے لگے ٹرگٹ بوائے کے سینے میں اس نے بے تحاشا سوراخ کر دیے تھے

صبر صبر --- مانا آپ کا نشاناب پکا ہو گیا ہے مگر اتنی بولٹس تو ضائع نہ کریں --- وہ اسکے پیچھے موجود دروازے سے اندر آتا بولا --- ابھی ابھی باتھ لے کر نکلا تھا --- بالوں کا گیلا پن ہنوز برقرار تھا

میں مشین گن چیک کر رہی تھی --- پتا نہیں اسے کیا ہوا ہے چل نہیں رہی --- وہ اسکی بات کو نظر انداز کرتے سنجیدہ انداز میں گویا ہوئی تو اسکا یہ نارمل رویہ میجر عاص کو حیرت میں ڈال گیا
میں چیک کرتا ہوں --- وہ مشین گن ٹیبل سے اٹھاتا بولا

میورک نے جو دو جاسوس آزاد کروانے ہیں وہ کہاں قید ہیں؟؟؟ وہ ایک آنکھ دباتے ٹارگٹ پر رائفل سیٹ کرتے پوچھ رہی تھی --- اسکا چہرہ رائفل کی بناء پر چھپا ہوا تھا --- میجر عاص اس سوال کا مقصد نہ جان سکا
آپ کا اس سے کیا تعلق؟؟؟ اس نے گلوڑ پہنتے پوچھا مشین گن بہت بھاری ہوتی ہے اس کے لیے یہ ضروری تھا --- مگر اسکا زخمی ہاتھ اسے یہ پہننے پر مجبور کر رہا تھا ورنہ وہ ایسے ہی چلا لیتا

M240B machine gun

نہیں ہے یہ جو آپ اتنے حفاظتی اقدامات کر رہے ہیں --- وہ تپانے والی مسکراہٹ سجائے بولی

آپ اپنی بات کریں --- وہ گن اٹھا چکا تھا

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

مجھے یہ سمجھ نہیں آرہا کہ ہم دوسری ایجنسیوں کے لوگوں کو گرفتار کیوں کیے رکھے ہیں؟؟؟

دیکھیں ایک سپائے اپنے ملک کا اپنی قوم کا محافظ ہوتا ہے دیارِ غیر میں ان کیلئے اپنی جان ہتھیلی پر لیے گھوم رہا ہوتا ہے وہ تو اپنا فرض پورا کر رہا ہے نایہ تو اسکی حب الوطنی ہے تہت۔۔۔ تو ہم یہ کہنا چاہ رہے ہیں کہ اُس کو سزائے موت سنا نایا دورانِ مشن مار دینا سہی عمل ہے؟؟؟" سوال تو وہ کر بیٹھی تھی مگر ڈر بھی تھا کہ کہیں وہ اس ہمدردی پر بھڑک ہی نہ اُٹھے

"ٹھاہ!!!" میجر عاص نے مشین گن نیچے کرتے اسکے چہرے کی جانب دیکھا جو میز سے ٹیک لگائے اسے ہی دیکھ رہی تھی

تو دیکھ کر نہیں آئیں؟؟؟ اسکا اطمینان قبل دید تھا Bridge Of Spies کیا آپ جی؟؟؟ وہ حیرت زدہ تھی

کچھ ایسے ہی ہمدردانہ ڈائیلاگز ٹام سنکس کے بھی تھی اپنی ویز وہ ایک افسانوی دنیا ہے آپ حقیقت میں واپس تشریف لائیں اور اپنی ہمدردیاں فقیروں اور بلی کے بچوں تک ہی محدود رکھیں آئندہ کسی ملک دشمن عناصر یا دہشتگرد سے ہمدردی جتنائی تو سب سے پہلی آپ کے سینے میں میجر عاص کی گولی اترے گی۔۔۔ وہ سفاکی سے بولا

یہ ٹھیک ہے؟؟؟ نیلیم نے خود کو نارمل ظاہر کرنا چاہا

ہوں۔۔۔ وہ گن اسے پکڑا رہا تھا ساتھ اسکے چہرے کے اتار چڑھاؤ پڑھنے کی کوشش بھی جاری تھی

ویسے آپ نے یہ سوال کیوں کیا؟؟؟

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

وہ۔۔۔ نیلیم بھول گئی تھی کہ میجر عاص کوئی نارمل انسان نہیں ہے وہ ایک سپائے ہے ایک ایجنٹ، وہ بال کی کھال اُدھیڑ کے رکھ دینے والوں میں سے تھا۔۔ اتنی آسانی سے وہ اسکی جان بخشنے والا نہیں تھا۔۔۔ نیلیم کو اپنا پلان خطرے میں نظر آنے لگا

وہ کیا؟؟؟

ویسے ہی مطلب ہمارے ایجنٹس بھی تو انڈیا گئے ہیں امداد بلوچ نے اُنہیں اپنے ساتھ ہی بتایا ہے اور بھارت میں راکے اعلیٰ حکام نے ان کا استقبال کیا ہے ان کے ساتھ اپنے آئندہ منصوبے شئیر کیے ہیں۔۔۔ اگر انہیں ذرا سا بھی شک گزر گیا تو وہ اُن کا کیا حشر کریں گے اسی لیے ہم نے سوچا اس سے اچھا ہے کہ ہم اُن کے جاسوس چھوڑ دیا کریں اور وہ ہمارے۔۔۔ اس نے بہانہ تلاش اس وقت سر پر صرف میجر عاص کو تسخیر کرنے کا بھوت سوار تھا

آپ اتنی معصوم تو نہیں ہیں جتنی معصومانہ آپ کی باتیں ہیں۔۔۔ وہ ایک ٹانگ آگے دوسری کو پیچھے رکھے ایک اور نشان لگاتے بولا

ٹھاہ!!!

اگر ہم اُنہیں چھوڑ دیں گے تو یہاں (اس نے قریب جاتے نیلیم کے ماتھے پر اُنکلی رکھی) سٹور ہمارے ادارے کی حساس انفالیشن لیک ہو جائے گی جو کہ ملکی خطرے کا سبب بن سکتی ہے اسی لیے ہم ایسا کچھ نہیں کر سکتے۔۔۔۔۔ جان کے بدلے جان اصول ہے۔۔۔ اگر وہ ہماری زمین کو بری نگاہ سے چھوئیں گے تو ہم آنکھیں نکال دیں گے اُن کی بھلا اس میں ہماری اپنی جان کیوں نہ داؤ پر لگ جائے۔۔۔ بھارتی جاسوس بلوچستان میں تخریبی کاروائیاں کر رہا ہے ہم اُسے معاف کر دیں؟؟؟ وہ بھی منہاج جتنا ہی قصور وار ہے۔۔۔۔۔ میجر عاص نے اسے تفصیلاً بتایا تھا

وہ اور اسکے گارڈز اندر راہداری سے گزر رہے تھے رات کا اندھیرا بڑھ رہا تھا جب ایک پُر سکون مگر کھنڈر نما اس جگہ میں روشنی پیدا ہوئی تھی۔۔۔ وہ کیپٹن حمزہ تھا جس نے پیٹر کا سا تھی ہو کر ایم آرز پلازہ میں قیام کے دوران ڈھیروں منافع بخش انفارمیشنز اکٹھی کر کے میجر عاص کو دیں تھیں اب اس بندے سے اس نے ہیرے نکلوانے تھے مگر اسے پیٹر کی کال آگئی تھی وہ اسے یہیں پھینک کر چلا گیا تھا اسے معلوم تھا کہ جو انجکشن اسے لگاپے وہ بارہ گھنٹے سے پہلے ہوش میں نہیں آئے گا

سر!!!

پیٹر نے سر کے اشارے سے اسے اندر جانے کا کہا تو وہ تیزی سے دروازے کو ٹھوکر مارتا اندر گھسا۔۔۔ کیپٹن حمزہ نے اس سے بھی برق رفتاری سے فائر کیا مگر اندھیری کی وجہ سے ضائع گیا۔۔۔۔ اسکے گارڈز نے کیپٹن حمزہ کو چاروں طرف سے گھیر لیا تھا اس کا پسٹل چھین لیا۔۔۔ کیپٹن حمزہ نے ایک گارڈ سے بازو آزاد کرتے ٹوٹی کرسی سے ماری دوسرے کو بھی مارنے لگا تھا جب اطمینان سے کھڑے منہاج عزضحاک نے گہری سانس لی

I'm sorry my dear enemy!!!

ٹھاہ!!!

ٹھاہ!!!

ٹھاہ!!!

ٹھاہ!!!

اس نے اپنے ریوالور کا میگزین خالی کر کے اپنے گارڈ سے رائفل لے کر کیپٹن حمزہ کے جسم کا ریشہ ریشہ کر ڈالا۔
- گارڈز ٹارچ جلانے کھڑے تھے ان سب کی روشنی میں سُرخ خون اور دہشت ناک لگ رہا تھا۔۔۔ کیپٹن حمزہ
کی شرٹ اسکا چہرہ اسکا پورا دھڑ رنگ چکا تھا اس نے اتنی احتیاط کی تھی کتنی بسیں بدل بدل کر چادر سے ڈھانپ
کر خود کو آیا تھا مگر آج شہادت اسکے نصیب میں تھی وہ زمین پر کسی اُدھڑے ہوئے کپڑے کے گڈے کی
طرح پڑا ہوا تھا۔۔۔ جب منہاج نے اسکے خون سے انگلیاں رنگتے سیمنٹ کے ٹھنڈے فرش پر بیٹھ کر کچھ
فاصلے پر وہی الفاظ لکھے

M AZ!!!

Writers

وہ جس آندھی طوفان کی طرح قیامت لے کر آئے تھے اپنا بندہ لے کر جا چکے تھے۔۔ دھپ دھپ کی آواز
ان بوسیدہ پرانی عمارتوں کے سینوں سے ٹکرا رہی تھی ان عمارتوں سے زیادہ وحشت ناک وہ شخص تھا جس نے
اتنی بے رحمی سفاکی سے ایک وطن کے رکھوالے حق کے راہی کو شہید کر دیا تھا۔۔۔ اس کی ماں اب ہر دستک پر
اسکا انتظار کرے گی اور جب جب وہ دروازہ کھولے گی اور سامنے خالی سڑک پائے گی تب تب اسکے دل سے
اسکے سینے سے آہ نکلے گی ایک ہوک نکلے گی اور صرف اس ایک ماں کی نہیں ہزاروں کی آہیں لیں تھیں اس

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

نے اللہ تعالیٰ نے اسکی رسی ڈھیلی چھوڑ رکھی تھی وہ خدا بن بیٹھا تھا اسکا دل ہوتا تو ضرور اس ظلم پر کپکپا جاتا یا
مر جاتا

کیپٹن حمزہ کی پاکٹ میں موجود وائرلیس مسلسل وائبریٹ کر رہا تھا میجر عاص ابھی لا علم تھا کہ یہ کوڈ اب زندگی
بھر نہیں کوئی استعمال کر سکے گا

Socialmedia



اے راہِ حق کے شہیدوں، وفا کی تصویروں

تمہیں وطن کی ہوائیں سلام کہتی ہیں

اے راہِ حق کے شہیدوں

لگانے آگ جو آئے تھے آشیانے کو

وہ شعلے اپنے لہو سے بجھالیے تم نے

بچا لیا ہے یتیمی سے کتنے پھولوں کو

سہاگ کتنی بہاروں کے رکھ لیے تم نے

تمہیں چمن کی فضا میں سلام کہتی ہیں

اے راہِ حق کے شہیدو

Writers

چلے جو ہو گے شہادت کا جام پی کر تم
رسولِ پاک نے بانہوں میں لے لیا ہوگا
علی تمہاری شجاعت پہ جھومتے ہوں گے
حسین پاک نے ارشاد یہ کیا ہوگا
تمہیں خدا کی رضائیں سلام کہتی ہیں
اے راہِ حق کے شہیدوں

ٹھیک ہے پھر ایس پی بلال آپ یہ اطلاع منہاج کو دے دیں۔۔۔ ٹائیگر نے فون بند کر دیا
پتا نہیں یہ کیپٹن حمزہ کہاں رہ گیا ہے مجھے پریشانی ہو رہی ہے۔۔۔ انس تم اسکی لوکیشن چیک کرو وہ کوڈ پر کوئی
رپلائی نہیں آرہا۔۔۔۔ وہ صوفے پر بیٹھالپ ٹاپ کے ساتھ بہت سی ڈیوائسز لگائے بیٹھے انس سے بولا
ہاں وہی دیکھ رہا ہوں اور مل بھی گئی ہے اور لوکیشن بھی کچھ ڈھنگ کی نہیں ہے۔۔۔ انس نے کہا

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

چلو!!! میجر عاص نے اپنی جیکٹ اٹھائی اور پستل دوسری ضروری چیزیں لیتا ریڈی ہو گیا۔۔۔ جبکہ نیلیم اپنی پریکٹس میں لگی تھی اسے کل سے پھر منہاج کا سامنا کرنا تھا

ٹائیگر ہو سکتا ہے یہ منہاج کی کوئی چال ہو یا پیٹر نے کیپٹن حمزہ کو آپکے خلاف استعمال کرنا چاہا ہو انہیں پتا چل گیا ہے کہ اسمگلنگ کے تمام گینگس کی انفارمیشن آپ نے دی ہے۔۔۔ وہ آپ کا سراغ لگانے کو کر رہے ہیں یہ سب۔۔۔ نیلیم نے اسے روکنا چاہا۔۔۔ تو میجر عاص نے جبرے بھینچتے ایک کڑی نظر اس پر ڈال لی اور پوری قوت سے گلاس ڈور بند کرتا چلا گیا

کیپٹن نیلیم جو خود زہریلے سانپ کے قریب چلی گئی جس نے ہم لگی کار میں سفر کیا آج وہ خوف زدہ تھی تو اس جانے والے شخص کیلئے۔۔۔ جو اسے کبھی نہیں سمجھ سکتا تھا کیوں کہ وہ اسے نہیں سمجھتی تھی

Writers

لوگ اپنے کیے کو کور کرتے ہیں اور وہ اپنا نام چھوڑ جاتا تھا

آج پورے ایک سال تین ماہ بعد انہوں نے سیمنٹ کے فرش پر خون سے لکھے وہی حُرَف دیکھے تھے

ایم آز

منہاج عزضاحاک صرف اپنی طاقت کا استعمال کرتا تھا طاقت اور روپے کے نشے میں اندھا اُسے نہیں معلوم تھا کہ برائی کے اس میدان میں جن پلرز کے ذریعے وہ کھڑا تھا آہستہ آہستہ وہ سب گر رہے تھے۔۔۔ وہ اگر عقل کا استعمال کرتا تو ٹھہر جاتا اور دیکھتا یہاں کون آتا ہے مگر نہیں اس نے اپنا کام کیا اور اپنا نام چھوڑ دیا

اسے ان وقتی سہاروں پر بہت یقین تھا جو کل آئی ایس آئی نے ایک جھٹکے میں ڈھیر کر دیئے تھے وہ آدھے سے زیادہ کام کر چکے تھے بس ایک چیز چاہیے تھی منہاج کا ریکارڈ جسکی بھنک اسکے دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ کو بھی نہیں لگتی تھی

میجر عاص اور انس نے آگے بڑھ کر اس لاش کو دیکھا جس کی حالت دیکھنے لائق نہ تھی کلیجہ منہ کو آ رہا تھا ان کے لیے۔۔۔ آنکھیں پتھر سرد ہو گئیں تھیں۔۔۔

کیپٹن حمزہ؟؟؟ میجر عاص نے اسکا گولیوں کے سوراخوں سے بھرا سر ہاتھ میں اٹھایا تو خون کی پلپلاہٹ سے پھل گیا

کیپٹن حمزہ۔۔۔ وہ چیخا

یار عجیب مخلوق ہے تو کہہ رہا تھا شام کو آؤں گا ہم چائے پر انتظار کر رہے تھے اور تم یہاں ہو۔۔۔۔ اٹھو یار

اٹھو کیپٹن حمزہ

اٹھو۔۔۔ انس چلا رہا تھا

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

ان کے دوسا تھی پہلے بھی شہید ہو چکے تھے غم سب کا تھا مگر کیپٹن حمزہ کے ساتھ ایک طویل عرصے کام کرنا اس جولی انسان کی باتیں سننا نہ سنا۔۔۔ انہیں لگ رہا تھا کہ وہ اس کے بغیر نہیں رہ سکیں گے۔۔۔ ان سے یہ لاش نہیں دیکھی جارہی تھی۔۔۔ میجر عاص اور انس رور ہے تھے وہ بہت رور ہے تھے وہ بے تحاشا رور ہے تھے

اتنی دردناک موت کیوں؟؟؟

اُس نے مارنا تھا مار دیتا

فوگولیاں سینے میں اُتار دیتا کم از کم آخری وقت اسکی ماں اس چہرے کو دیکھ تو سکتی پہچان تو سکتی۔۔۔

کیپٹن حمزہ کی موت نے ان سب کو ایک بڑا دھچکا پہنچایا تھا۔۔۔ عجیب سی سوگواری چھائی ہوئی تھی۔۔۔ کیپٹن نیلیم نے آج

جانا تھا مگر اُسکی ہمت نہیں ہو رہی تھی وہ سب جنازے سے واپس آچکے تھے مگر وہ اب تک تیار نہیں ہوئی تھی۔۔۔ پھر میم بشرہ نے اسے بہت سمجھایا تو وہ جانے کو تیار ہوئی۔۔۔ ایک دوسرے انسان کا ماسک اپنے اوپر چڑھانا کتنا مشکل ہے یہ آج کیپٹن نیلیم کو پتا چلا تھا کہ جو آپ حقیقت میں نہیں ہو اُسکی اداکاری کرنا کتنا مشکل ہے وہ میجر عاص سے بہت مختلف تھی اُس کے سوچے تھے اور وہ ایک کے اوپر دوسرا نہیں چڑھا پارہی تھی

منہاج شیشے کے سامنے کھڑا اپنے کوٹ کا واحد بٹن بند کر رہا تھا جب اسکے دوسرے سیل فون پر ایس پی بلال کا لنگ جگمگایا

سروہ لڑکی مل گئی ہے۔۔۔ میں ایڈریس سینڈ کر رہا ہوں یہاں پہنچ جائیں۔۔۔ ایس پی بلال نے اسے خوش کر دیا تھا خوش تو وہ پہلے بھی بہت تھا اب تو وہ حد سے زیادہ ہی خوش تھا

وہ سیل فون کوٹ کی پاکٹ میں ڈالتا تیزی سے نیچے اُتر ایم آف پلازہ کی ایک ایک چیز اسے خوش آمدید کہتی محسوس ہو رہی تھی

Socialmedia



وہ ایس پی بلال کی بتائی گئی لوکیشن پر پہنچ گیا تھا پیٹر اور اسکے چار گارڈز ساتھ تھے۔۔۔ یہ ایک سیمینار تھا جس میں لگے ایک اسٹال پر وہ ابرو ڈاسٹنگ کے پروسیکٹس دے رہی تھی۔۔۔ جانے والا ہر شخص اسکے اسٹال پر رُک کر وہ لے لیتا تھا۔۔۔ کچھ اسے ترحم بھری نظروں سے دیکھ رہے تھے تو کچھ اسکے حُسن کو سراہ رہے تھے مڑ کر اس شاہکار مجسمے کو دیکھتے جو کسی ماہر سنگ تراش کے ہاتھوں کا جادو محسوس ہوتا تھا۔۔۔ اسے دیکھ کر چند ثانے کو ایم آف کی سانسیں تک رُک گئیں تھیں۔۔۔ پتا نہیں اس میں کیسی کشش تھی کیسا مقناطیسی سلسلہ تھا کہ وہ سامنے آتی تھی اور وہ بے بس پتلا بن جاتا تھا۔۔۔ دل ایک دم چاہتا تھا کہ عام لوگوں میں شمار ہو جائے ایک

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

وہ اسٹال پر رُکا اور انگلیاں لکڑی کی سطح پر بچھے سفید سلکی کپڑے پر بجائیں۔۔۔ اس نے پرو سپیکٹس آگے بڑھایا جسے تھامنے کے چکر میں وہ اسکے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھتا اپنے مخصوص گھمبیر اور جان لیوا انداز میں گویا ہوا ہیلو ملکہ !!!

کیپٹن حمزہ کے حادثے کے بعد اسے اس شخص سے دنیا میں سب سے زیادہ نفرت محسوس ہو رہی تھی

تت۔۔۔ تم؟؟؟ اس نے خوفزدہ پتھرائی نظروں سے آس پاس دیکھا

کاش تم مجھے دیکھ سکتی کہ آج میں تمہیں دیکھ کر کتنا خوش ہوں۔۔۔ وہ سرگوشیوں میں بول رہا تھا۔۔۔ نیلیم نے اپنا ہاتھ کھینچا۔۔۔ پرو سپیکٹس میز پر گر گیا

پلیز ایک بار میری بات سُن لو۔۔۔ پلیز ملکہ۔۔۔ اسے خوفزدہ دیکھ کر وہ لجاجت بھرے انداز میں بولا۔۔۔ انس بھی ایک اٹینڈر کی طرح وہاں موجود تھا۔۔۔ گاہے بگاہے نیلیم کے پاس کھڑے منہاج کو بھی دیکھ لیتا کیا چاہتے ہو تم ہم سے؟؟؟ وہ پلان کے مطابق فوراً رونے لگی

صرف کچھ وقت !!!

چلو نہیں تو میرے گارڈز یہاں فائرنگ شروع کر دیں گے تم مجھے جانتی نہیں ہو۔۔۔۔۔ اسے ہلتے نہ دیکھ کر وہ دھمکیوں پر اُتر آیا

نہیں۔۔۔ ایسا نہیں کرنا ہم چلتے ہیں۔۔۔ وہ گھبراہٹ میں اٹک اٹک کر بول رہی تھی۔۔۔ منہاج کے چہرے پر فاتحانہ مسکراہٹ ابھری تھی۔۔۔ میز کو ٹٹولتی دوسری میز تک گئی وہاں پر موجود لڑکی سے کچھ کہا اور واپس آگئی۔۔۔ اگلے ہی لمحے منہاج کی پراڈ و دھول اڑاتی ایگزیکٹو سیشن کی پارکنگ سے نکل گئی

Socialmedia

کیا بات کرنی ہے تم نے ہم سے ---- ایم آزیلازہ کے ڈرائنگ روم میں بیٹھ کر وہ انگلیاں چٹختے بولی جبکہ اس کے سامنے والے تھری سیڈ صوفے پر وہ ٹانگ پر ٹانگ جمائے ایک ہاتھ صوفے کی پشت پر پھیلائے دوسرے سے سگار سلگاتا اسے دیکھ رہا تھا --- وہ اپنے اندھے پن کا مظاہرہ کرتی ساکت نظروں سے سامنے دیکھ رہی تھی یہ ایک بہت مشکل کام تھا منہاج عزضاک جیسے بندے کے سامنے بیٹھ کر اسے نظر انداز کرنا اگر تم دیکھ سکتی تو کبھی مجھے تم کہہ کر مخاطب نہیں کرتی --- وہ سگار جھاڑنے کو میز پر پڑی ایش ٹرے پر جھکا نظریں ہنوز اسی پر تھیں

تم بھول رہے ہو ہم تمہیں پہلے دیکھ چکے ہیں اور آج جس حال میں ہیں تمہاری وجہ سے ہیں --- ہم تمہیں کبھی معاف نہیں کریں گے --- وہ بھڑکی

ہا ہا ہا ہا --- میں معافی مانگوں گا تو معاف کرو گے نا --- اس نے ایک اور قہقہہ لگایا

نیلیم کا مرکت از دیباء تبسم

میں چاہتا ہوں کہ اب ہم کھل کر ایک دوسرے کے سامنے آہی جائیں۔۔۔ وہ کھڑا ہوا اور اسکے سامنے میز پر بیٹھ کر براہ راست اسکی آنکھوں دیکھنے لگا

اگر تمہیں کسی نے مجھے ٹریپ کرنے کو بھیجا ہے تو بتا دو مجھے کائنات (منہاج کی بہن) کی قسم کچھ نہیں کہوں گا تمہیں یہ ہاتھ ٹوٹ جائیں اگر تمہارا بال بھی چھیڑا میں نے۔۔۔ وہ ٹھہر ٹھہر کر گویا تھا معاذ کا ان کی گفتگو سننے کافی کے گھونٹ بھرتا میجر عاص بھی رُک چکا

اور اگر تم نے آج جھوٹ بولا تو جس دن مجھے تمہاری حقیقت معلوم ہوئی قسم ہے کائنات کی تمہارا خون بہائے بغیر تمہیں نہیں بخشوں گا۔۔۔ دھوکہ دینے والوں کا خون بہانا قرض ہے مجھ پر اور منہاج عزضاک قرض نہیں رکھتا نیلیم ابرار!!! اسکے لہجے میں چٹانوں کی سی سختی در آئی تھی۔۔۔ سرد بھوری نگاہیں اپنے ہر بات کے سچ ہونے کا حلف اٹھا رہی تھیں

پہلی بات ہمیں یہاں کسی نے نہیں بھیجا بلکہ تم خود لائے ہو پہلے بھی تم ہی لائے تھے۔۔۔ دوسری بات نیلیم ابرار کی اجازت کے بغیر اس دنیا کا کوئی شخص اُس کا بال بھی نہیں چھیڑ سکتا۔۔۔ اس نے بھی سود سمیت جواب اسکے منہ پر مارا۔۔۔ منہاج کے عنابی ہونٹ مسکرائے تھے۔۔۔ نیلیم کے ہونٹ کے پاس بیٹھا سیاہ تل اچانک ہی اسکی نظروں میں آیا تھا۔۔۔ یہی ایک فرق تھا اس میں اور زوئی میں

تم جیسی لڑکی میں نے اپنی پوری زندگی میں نہیں دیکھی۔۔۔ سچ سچ بتاؤ اسی دنیا کی ہو؟؟؟ کہاں سے چراتی ہو اتنے بہادر الفاظ اور کہاں سے لاتی ہو چہرے پر اتنی معصومیت؟؟؟ وہ اسکے تپے تپے چہرے کو دیکھ رہا تھا

فضول بولتے ہو تم بہت زیادہ فضول۔۔۔ وہ پھنکاری

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

تم اعتراف کر چکی ہو کہ تم جو ہو وہی حقیقت ہو تو میں بھی اعتراف کرنا چاہتا ہوں کہ میں تمہیں ہر وقت ہر لمحہ اپنے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔۔۔۔۔اپنے پاس۔۔۔۔۔وہ میز پر بیٹھا آگے کو جھکا دونوں ہاتھوں کو ایک دوسرے میں پیوست کیے اسے دیکھ رہا تھا

اور ہم تم سے دور جانا چاہتے ہیں بہت دور۔۔۔۔۔وہ ناگواری سے بولی

پھر تم اپنے مقصد میں کیسے کامیاب ہو گی ملکہ؟؟

اس نے نیلیم کو پھر سلگایا

تم ہمیں اپنے پاس بھی رکھنا چاہتے ہو شک بھی کرتے ہو۔۔۔۔۔کیا گیم کھیل رہے ہو۔۔۔۔۔وہ تلخی سے پوچھ رہی تھی۔۔۔۔۔منہاج سیدھا ہو بیٹھا گھر اسانس لیا۔۔۔۔۔اور اسکا ہاتھ کھینچ کر اپنی چوڑی ہتھیلی میں قید کر لیا۔۔۔۔۔نیلیم اس لمحے کیلئے تیار نہیں تھی حیرت سے منہ کھل گیا

دیکھو ملکہ (گھمبیر آواز پر فسوس لہجہ) تم چھوڑ دو یہ سب کچھ نہیں رکھا اس میں۔۔۔۔۔اگر میرے خلاف کوئی ثبوت تمہیں مل بھی گیا تو بھی فوج میرا کچھ نہیں بگاڑ سکے گی۔۔۔۔۔میری جڑیں بہت مضبوط ہیں۔۔۔۔۔تم بھی خوا مخواہ اپنی جان پر ظلم نہ کرو۔۔۔۔۔آج جن کیلئے یہ کر رہی ہو کل یہی لوگ تمہیں گھر سے باہر رہنے والی، بد کردار لڑکی کہیں گے یہ دنیا بہت ظالم ہے بہت زیادہ تم بہت معصوم ہو بہت پیاری ہو مت کرو اپنے اوپر یہ ستم، میں تمہیں بچاؤں گا کوئی تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا۔۔۔۔۔تم میرے پاس بہت محفوظ رہو گی ہر چیز ہے میرے پاس حُسن، دولت، طاقت، محبت سب کچھ ہے تمہارے لیے۔۔۔۔۔وہ اسے اپنے جملوں کے حصار میں باندھ رہا تھا۔۔۔۔۔اسے غداری پر اُکسار ہا تھا۔۔۔۔۔لاچ دے رہا تھا۔۔۔۔۔سب کچھ تو تھا اسکے پاس دولت، حسن، طاقت، محبت پھر بھی سامنے بیٹھی لڑکی اس سے مرعوب نہیں ہو رہی تھی

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

ایک ہی بات بار بار اگر تمہیں اتنی ہی ان سیکورٹی ہے ہم سے تو دور رہو ہم سے ---- ہم خود چل کر نہیں آئے کبھی بھی تمہارے پاس --- ہم خود تنگ ہیں بیزار ہیں تم سے --- اتنے ہی خطرے ہیں تو فاصلے پر رہو ہماری راہ میں مت آیا کرو --- وہ اسکی گرفت سے اہنا ہاتھ نکالتی کھڑی ہو کر چلائی

تم سے دور ہی تو نہیں رہ سکتا نہیں رہ سکتا تم سے دور ---- یہی بات تمہیں سمجھ نہیں آرہی --- مجھے اپنا قیدی بنا کر بول رہی ہو ہماری راہ میں مت آئیں --- اس نے نیلیم کو کاندھوں سے پکڑ کر جھنجھوڑ ڈالا

مت کھیلو میرے ساتھ یہ کھیل --- میں تمہیں مار دوں گا میں بہت وحشی ہوں دھوکہ برداشت نہیں ہوتا مجھ سے --- میری بات سمجھو ملکہ --- دیکھو!!! اس نے نیلیم کا چہرہ تھام لیا --- وہ اب بھی اسکی جانب نہیں دیکھ رہی تھی

مجھے غور سے سنو --- میں تم سے کہہ رہا ہوں سچ بتا دو کائنات کی قسم اس دنیا میں میری سب سے عزیز ہستی کی قسم کھا رہا ہوں تمہیں جانے دوں گا --- ہلکی سی خراش بھی نہیں ڈالوں گا --- وہ اسے جذباتی انداز میں ٹریپ کر رہا تھا مگر مقابل بھی کیپٹن نیلیم ابرار تھی جس نے طے کر لیا تھا کہ میدان میں اُتری ہے تو میدان مار کر ہی جائے گی

ہم جارہے ہیں تم اپنے راستے رہو ہم اپنے --- وہ اسکے ہاتھ جھٹکتی صوفے ٹٹولتی مڑنے لگی --- جب منہاج اسکی راہ میں حائل ہو گیا

ایک مہینہ تم یہاں رہو گی --- اگر یہاں کوئی گڑبڑ نہ ہوئی اور مجھے یقین ہو گیا تم وہ نہیں ہو جو میں سمجھ رہا ہوں تو میں تمہیں جانے دوں گا --- اس ایک مہینے میں میں تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گا --- اس نے فیصلہ

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

ہم یہاں نہیں رہیں گے تم ہمیں جو سمجھتے ہو سمجھتے رہو۔۔۔۔۔ وہ دھاڑی

تم یہیں رہو گی۔۔۔ اس نے گویا بات ہی ختم کر دی

اس میں ہی کیپٹن نیلیم کا فائدہ تھا کہ وہ مزید بحث نہ کرتی اتنی بحث اسے سچا ثابت کرنے کو بہت تھی

Socialmedia

کیپٹن نیلیم آپ کا کام اب صرف منہاج کی لائبریری اور لپ ٹاپ کا ریکارڈ حاصل کرنا ہے۔۔۔ بس !!!

بلوچستان کا مشن بھی مکمل ہو جائے گا ایک دو مہینے میں۔۔۔ ہمارے سارے ایجنٹس راکے آفیشلز کا بھروسہ جیت چکے ہیں انہوں نے امداد بلوچ کو ساری غلط انفارمیشن دیں ہیں جسکی بناء پر وہ یہاں ہر کام اُلٹا کر رہا ہے۔۔۔۔۔ کل رات بھی میں نے اس پر حملہ کر کے اسے زخمی کر دیا۔۔۔ اور امداد بلوچ کی تمام انفارمیشن ہمارے ایجنٹ راکو غلط بتاتے ہیں جسکی بناء پر وہ امداد بلوچ سے بہت نالاں نظر آ رہے ہیں اور امداد بلوچ اب اتنا لاچار اور اکیلا ہو چکا ہے کہ اس کا انڈیا واپس جانا ناممکن ہو گیا ہے۔۔۔ جلد ہی میں اسے گرفتار کر لوں گا بس لیجٹ آکاش کو اسکے ذریعے باہر نکلوانا ہے۔۔۔۔۔ آج تین دن بعد ان کا رابطہ ہو رہا تھا وہ اسے سارے صورتحال بتا رہا تھا

اور میورک؟؟؟ کیپٹن نیلیم نے پوچھا

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

ہیروں کی اسمگلنگ کے سارے گینگ پکڑے جا چکے ہیں جو رہتے ہی وہ ریکارڈ میں اوپڈنس سمیت شامل ہو چکے ہیں۔۔۔ اب رہ گیا تو میورک اور پیٹرن، میورک کو اس لیے گرفتار نہیں کر رہے کہ اُسکا اصل پلان پتالگ سکے اور پیٹرن کو منہاج کے ساتھ ہی پکڑیں گے۔۔۔" اس نے بتایا

آپ سب نے تو اپنے اپنے حصے کا کام ختم کر لیا۔۔۔ اس کے لہجے میں مایوسی تھی صرف وہی تھی جس پر ان کے مشن کی آخری کڑی لگی جہاں آکر چین بند ہونی تھی اور وہی اب تک سست تھی۔۔۔ مگر یہ بھی حقیقت تھی کہ سب سے خطرناک دشمن سے سب سے نازک کارکن کا سامنا ہوا تھا

آپ نے بلیک سٹار کی لائبریری تک رسائی حاصل کرنی ہے اُسکا لائبریری کا ڈیٹا چاہیے سارا۔۔۔ اُسکے لیپ ٹاپ اور پرسنل سیل فون کا بھی اور یہ کام صرف آپ کر سکتی ہیں کیپٹن نیلیم۔۔۔ اس نے سمجھایا

ہمیں وہ ڈیٹا ہر حال میں چاہیے۔۔۔ آپ کا بس یہی کام ہے میورک کیلئے میں کسی نئے بندے کو استعمال کرتا ہوں اُسکو آپ چھوڑ دیں۔۔۔ بس منہاج کی لائبریری تک پہنچ جائیں ڈیٹا تو ہم حاصل کر ہی لیں گے میجر عاص مگر اس ڈیٹا کو ہم سے حاصل کرنے کیلئے آپ !!! کو ایڑیاں رگڑنی پڑیں گی۔۔۔ اپنی محبت کی اپنے جذبوں کی توہین ہم نہیں بھولیں گے اس کے دماغ میں ایک بار پھر میجر عاص کے الفاظ گھامنے لگے اسکا نفرت و حقارت سے پُر چہرے نے آج بھی نیلیم کو تکلیف میں مبتلا کر دیا تھا

!!!ہیلو آکاش

میں لکی۔۔۔ مجھے تم سے ملنا ہے۔۔۔ ایجنٹ آکاش اُٹھا اور اپنے روم کا دروازہ کھول کر آس پاس دیکھنے لگا۔۔۔ پھر واپس آیا

تم نے مجھ سے رابطہ کیوں کیا ہے؟؟؟ اس نے جھنجھلاتے ہوئے پوچھا

تمہیں منع بھی کیا تھا کہ تم اپنے مشن پر ہو اور میں اپنے پھر بھی۔۔۔۔ وہ غصہ ہو رہا تھا
بی۔۔۔ یار میری بات تو سُن لو۔۔۔ امداد بلوچ نے پھولی سانسوں کے مابین کہتے درخواست کی
جلدی بولو۔۔۔ اس نے احسان کیا

مجھے انڈیا واپس جانا ہے۔۔۔ وہ بہت مشکلوں سے بول رہا تھا

تو میں کیا کروں؟؟؟ سابقہ لہجہ ہنوز برقرار تھا

میری مدد کرو۔۔۔۔۔ مم۔۔۔ میرے سارے بندے بھارت جا چکے ہیں۔۔۔ میری رہائش گاہ پر
حملہ ہو گیا ہے۔۔۔۔۔ میں بہت زخمی حالت میں ایک ویران جگہ پر پڑا پانی کو ترس رہا ہوں۔۔۔
- ناراض بلوچ تنظیمیں فوج گرفتار کر چکی ہے۔۔۔۔۔ را کہہ رہی ہے کہ میرے بھیجے بندے
ایک ایک کر کے غائب ہو چکے ہیں۔۔۔ اور بھیجی گئی کوئی انفارمیشن اُن بندوں نے ہیڈ کوارٹر

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

تک نہیں پہنچائی بلکہ چند اعلیٰ حکام کی میزیں صاف کرچکے ہیں۔۔۔ ہمارے ادارے کی چند حساس انفارمیشن رکھنے والی فائلز گم ہوچکی ہیں۔۔۔ غائب کردیں گئیں ہیں۔۔۔ میری غلطی کی سزا میں مجھ سے ہر رابطہ قطع کر دیا ہے۔۔۔ تم ہی میری یہاں سے نکلنے میں مدد کرو۔۔۔ شاکر بھی غائب ہوچکا تھا مجھے لگتا ہے وہ آئی ایس آئی کے ہاتھ چڑھ چکا ہے۔۔۔۔ اس نے ٹھہر ٹھہر کر لمبے لمبے سانس لے کر بات مکمل کی تھی

اگر یہ سب ہوا ہے تو تم نے مجھ سے رابطہ کر کے مجھے بھی خطرے میں ڈال دیا ہے۔۔۔ میں کل آتا ہوں پھر مل کر ہیڈ کوارٹر سے مدد مانگتے ہیں۔۔۔ ایجنٹ آکاش نے اسے تسلی دی سر ایجنٹ آکاش کا اور امداد بلوچ جو خود کو لکی کہہ رہا تھا کا رابطہ ہوچکا ہے۔۔۔ کل ملنے کا پلان ہے۔۔۔ میجر عاص کے منصوبے کے تحت وہ لوگ آپس میں رابطہ کرنے والے تھے اور انہوں نے کر بھی لیا تھا۔۔۔۔ میجر عاص کو کامیابی صاف نظر آرہی تھی

Writers

سردی بڑھ چکی تھی نیا سال چڑھ چکا تھا۔۔۔ منہاج نے اسکا سامان ہوٹل سے منگوا لیا تھا وہ ابھی شال لپیٹے ایم آاز پلازہ کے لان میں آتش دان کے آگے بیٹھی تھی آتش دان اسے ایک گارڈ نے جلا کر دیا تھا۔۔۔ آگ کی تپش اسکے چہرے پر پڑھ رہی تھی رات کے

اندھیرے میں آتش کی نارنجی شعاعیں اسکے چہرے کی حُسن میں اضافے کا سبب تھیں۔۔۔۔۔
ٹیل پونی اسکی کمر پر جھول رہی تھی۔۔۔ وہ بہت دور پلازہ کے داخلی دروازے سے ٹیک
لگائے ہاتھ میں سگار لیے ایک ہاتھ پیٹ کی پاکٹ میں ڈالے کھڑا اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔ وہ
چلتا ہوا آگے بڑھنے لگا اور دوسرے پتھر پر بیٹھ گیا۔۔۔۔۔ نیلیم اسکی موجودگی محسوس کرتی کڑھ
کر رہ گئی۔۔۔۔۔ ستم تو یہ تھا کہ وہ میجر عاص کی طرح اپنی ناگواری ظاہر نہیں کر سکتی تھی۔۔۔۔۔
ورنہ اسکا بس چلتا اس شخص کے چہرے پر تھوک دیتی بھیج چوراہے پر الٹا لٹکا دیتی اور ہر
اُس شخص کو بلاتی جس کے عزیز اسکی درندگی کا نشانہ بنے اور کہتی کہ اسے سنگ مار مار کر
ہلاک کرو۔۔۔۔۔ ہر پتھر سے کہتی کہ اتنی زور سے اس پر برسو کہ اسے تم ایک پہاڑ جتنے
محسوس ہو

اتنی خاموش کیوں رہتی ہو تم؟؟؟ میرا دل چاہتا ہے تمہاری آواز سننے کو تم سے باتیں
کرنے کو۔۔۔۔۔ وہ اپنے شوز کی نوک سے گھاس اُکھاڑتا کچھ ڈسٹرب نظر آرہا تھا۔۔۔۔۔ نیلیم بے
یہاں آتے ساتھ اس سے بات چیت تقریباً بند رکھی تھی

تم میرے لیے دو لفظ نہیں بول سکتی؟؟؟ میجر عاص نے اپنے سیل فون میں منہاج کی
آواز سُنی۔۔۔۔۔ وہ اسکرین پر دیکھنے

لگا

تمہیں یاد ہے تم غلطی سے میرے گارڈز کی کار میں بیٹھ کر آگئی تھی۔۔۔۔۔ میں نے تمہیں اپنا
قیدی بنا لیا تھا مجھے اپنے قیمتی ہیرے تم سے وصول کرنے تھے مگر تم تو میرا دل بھی لے

کر فرار ہو گئی۔۔۔ میں ایک نقصان کی بھرپائی نہیں کروا پایا تھا کہ تم میرا سب سے قیمتی نقصان لکر گئی۔۔۔ وہ اب بھی کھوئے ہوئے لہجے میں بول رہا تھا

ہم نے کبھی تمہارا نقصان نہیں کیا نقصان تو تم نے ہمارا کیا ہے ہمیشہ۔۔۔ ہم سے ہماری آنکھیں چھین لیں تم نے۔۔۔۔ سارے اندھیرے اور ویرانیاں سونپ دیں۔۔۔۔۔ وہ نم لہجے میں بولی

کل ہم ایک آئی اسپیشلسٹ کے پاس جارہے ہیں۔۔۔ منہاج نے کہا
کیوں؟؟؟ وہ جذبہ ہوئی

تمہاری آئیز چیک کروانے۔۔۔ وہ اطمینان سے سگار شعلوں کی نذر کرتا اسکی آنکھوں میں دیکھتا بولا

ہہ۔۔۔ ہم نے نہیں جانا۔۔۔ وہ نفی میں سر ہلانے لگی

تمہیں تمہاری آنکھوں کی خوبصورتی اُن کا حُسن ویسے ہی واپس دلانا چاہتا ہوں۔۔۔ اب اُٹھو سردی بڑھ رہی ہے۔۔۔۔ اس نے نیلیم کو بازو سے پکڑ کر کھڑا کیا تو اس نے غصے اور نفرت سے اپنا بازو کھینچ لیا۔۔۔ منہاج نے چھوڑ کر دونوں ہاتھ اوپر اُٹھائے

سوری!!! وہ اسکی بات سننے کو رکی نہیں تھی۔۔۔ ہاتھ اُٹھا کر راستے کا اندازہ کرتی چلنے لگی۔
۔۔ منہاج بھی اسکے ساتھ چلنے لگا۔۔۔ جب وہ اپنے روم میں پہنچ گئی تو وہ واپس آگیا

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

پیٹر کسی آئی اسپیشلسٹ سے اپائنٹ لو۔۔۔ اس نے کمرے میں آتے پیٹر کو طلب کیا۔۔۔
پیٹر کھڑا تھا اور وہ کوٹ اُتار کر جہازی سائز بیڈ پر پھینکتا بول رہا تھا۔۔۔ واچ کف لنکس
سب نکالنے لگا

بٹ کیوں سر؟؟

پیٹر حیران کوا۔۔۔ کیوں کہ میں کہہ رہا ہوں۔۔۔ وہ اپنا شب خوابی کا لباس گلاس وارڈراب
سے نکال کر ڈھک کرتا بند کر چکا تھا۔۔۔ پیٹر کی مزید کوئی بات سنے بغیر اٹیچڈ واش روم
میں داخل ہو گیا

سر شاکر پاکستان سے دبئی جا رہا تھا وہاں سے اسکا انڈیا جانے کا ارادہ تھا میں نے دبئی
انٹرنیشنل ایئرپورٹ پر رابطہ کیا اور وہاں کی پولیس سے مدد طلب کی۔۔۔ انہوں نے شاکر
کو گرفتار کر لیا ہے۔۔۔ شاکر کی جو رپورٹ میں نے وہاں بھیجی ہے اُس میں اُسکا سارا
ریکارڈ شو کرنا ضروری تھا یہ بھی کہ وہ ایک جاسوس ہے۔۔۔ اب آپ کو وہاں کی پولیس
سے رابطہ کر کے میری اطلاعات کی تصدیق کرنی ہے تاکہ عہ جلد از جلد شاکر کو ہمارے
حوالے کر دیں۔۔۔ اس نے آئی ایس آئی کے سربراہ کے روبرو بیٹھتے اپنا مدعا بیان کیا

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

ٹھیک ہے۔۔۔ شاکر کل ہی دبئی سے ہماری سینٹرل جیل میں ٹرانسفر ہو جائے گا۔۔۔ تم امداد بلوچ اور ایجنٹ آکاش کی گرفتاری آج کی ملاقات میں ہی کر لو۔۔۔ ہمارا ایک بندہ را کے ایجنٹ کے ہاتھ چڑھ چکا تھا۔۔۔ اُسے بہت بری طرح تشدد کا نشانہ بنایا ہے ٹوٹی ٹانگ کے ساتھ وہ دہلی سینٹرل جیل سے فرار کروایا ہمارے دوسرے ایجنٹس نے دعا کرو وہ تینوں کل تک صحیح سلامت وطن واپس آجائیں۔۔۔ وہ ٹھنڈی سانس بھرتے بولے

ان شاء اللہ سر!!! اجازت دیں میں چلتا ہوں۔۔۔ میجر عاص کھڑا ہو گیا۔۔۔ وہ بھی مصافحے کیلئے کھڑے ہوئے

ٹائیگر اُس لڑکی کا خیال رکھنا۔۔۔ منہاج کو شک بھی گزرا تو وہ اُسکے ساتھ جانے کیا سلوک کرے۔۔۔ وہ اپنا سیل فون اور کار کی چابیاں میز سے اٹھا رہا تھا جب وہ بولے۔۔۔ اس نے محظ سر ہلادیا

Writers

نیلیم کا حرکت از دیاء تبسم

میورک کے لیپ ٹاپ ڈیٹا کو ڈیکوڈ کرنے، پاسورڈز کریک کرنے، سکریپٹ کے تھرو ہیک کرنے میں اسے کافی دن لگے تھے۔۔۔ یہ کام وہ ایم آف پلازہ میں رات کے وقت واش روم میں گھس کر کر رہی ہوتی تھی تو میجر عاص لوگوں کے پاس اپنے کمرے میں بند ہو کر۔۔۔ اتنا قیمتی اور حساس ڈیٹا تھا اس نے بہت مشکل سے اسے ڈیکوڈ کیا تھا اسکی کوڈنگ کرنے والے شخص کی صلاحیت کو تسلیم نہ کرنا اُسکے ساتھ سراسر ظلم ہوگا۔۔۔ اس ڈیٹا میں وہ سارا منصوبہ موجود تھا جس کے تحت اس نے اپنے دو ساتھی لاہور سینٹرل جیل سے آزاد کروانے تھے۔۔۔ وہ اسکا پورا پلان پڑنے لگی۔۔۔۔ وہ باقاعدہ ایک سُرنگ بنا رہے تھے ان کو نکلانے کیلئے۔۔۔۔ جسکے مکمل ہونے میں ہفتہ رہ گیا تھا۔۔۔ میورک کی اور بھی بہت حساس اور قیمتی انفارمیشن اس می موجود تھی جس نے نیلیم کی ٹانگیں کپکانے پر مجبور کر دیں۔۔۔ سردی سے اسکا جسم اکڑ رہا تھا۔۔۔ ٹائلز سے سجا فرش تیخ ٹھنڈا ہو رہا تھا

میجر عاص سمجھتے ہیں کہ ہم کچھ کر نہیں سکتے اب دیکھیں ہم نے کیا کیا کر ڈالا ہے۔۔۔۔ وہ ان فائلز کو اپنی میموری اسٹک میں سٹور کر رہی تھی۔۔۔ خوشی اسکے چہرے کو گلنار کیے دے رہی تھی۔۔۔ اس نے اپنا کام مکمل کیا۔۔۔ رات کے ڈھائی بج رہے تھے۔۔۔ تین چار دن میں اسکی طرف سے کوئی گڑبڑ نہ پا کر وہ سب کچھ مطمئن تھے جب چوتھے دن اس نے ہیر ایم آف پلازہ کو ریکارڈر اور کیمروں سے سجا ڈالا

کیپٹن نیلیم ان سب کو اُتار دیں۔۔۔ ایم آف کو پہلے ہی شک ہے آپ پر اس سے ہم مصیبت میں نہ پھنس جائیں۔۔۔ وہ کوریڈور میں لگی ایک پینٹنگ میں سپائے کیمرہ اٹیچ کر رہی تھی۔۔۔ جب اسکے ایر پیس میں میجر عاص کی آواز ابھری

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

اوکے۔۔۔ بغیر کسی بحث کے اس نے تمام لگائے گئے کیمرے اُتار دیئے اور میجر عاص سے رابطہ بھی منقطع کر دیا۔۔۔ اب اسے اپنے پلان کا ایک خاص حصہ مکمل کرنا تھا۔۔۔ اس نے میورک کے کمرے میں جھانکا وہ آج کلب گیا تھا تو اس کا کمرہ کیپٹن نیلیم کو خالی ملا تھا۔۔۔ اسے پہلے ہی پتا تھا کہ روم فری ہے۔۔۔۔ اندر داخل ہو کر اس نے اوڈیو لسننگ بگ ڈیوائز ایک بیڈ کے ڈرا کے شیشے پر پڑے شو پیس میں چھپا دی تو دوسری صوفوں کے درمیان۔۔۔ ایک الماری کے پاس کمرہ بہت بڑا تھا اسی لیے تین ڈیوائز استعمال کرنی پڑیں۔۔۔ سپائے کیمرے بھی اس نے لگا دیے تھے اور اب اپنے کمرے کی جانب جارہی تھی جب آگے چلتا ایک گارڈ دیکھائی دیا۔۔۔ نیلیم پلر کی اوٹ میں ہو گئی۔۔۔ وہ چونکتا ہوا مڑا اور پلرز کے قریب آیا۔۔۔ اس نے نیلیم کو دیکھا تو نیلیم نے ایک مکا اسکی آنکھ پر اتنے زور سے مارا کہ وہ بلبلا کر گر پڑا اس سے پہلے کہ اس کے منہ سے کوئی آواز نکلتی نیلیم نے اسکی گردن اور سینے کے درمیان پریشر پوائنٹ کو دبایا

ہونہ۔۔۔ آیا بڑا ہماری چاکری کرنے۔۔۔ ٹائیگر نے ٹرین کیا ہے ہمیں اتنی آسانی سے تمہارے ہاتھ نہیں آنے لگے۔۔۔ وہ اسکے بے ہوش وجود سے مخاطب تھی

میں نے کبھی کسی کی جان نہیں لی لیکن جو کسی اور کی جان لے کسی ناکسی نے تو پھر اسکی جان لینی ہے نا دیکھو تمہیں ہم چھوڑ دیں گے تو فوج پکڑ لے گی۔۔۔ جیل میں ڈالے گی اور پھر سزائے موت۔۔۔ آخر کو اُس درندے کے کہنے پر تم نے بھی تو بہت سے لوگوں کو مارا ہوگا۔۔۔ نیلیم اسکے پاس پنچوں کے بل بیٹھی تھی۔۔۔ اس نے ماسک پہن رکھا تھا۔۔۔ بلیک پینٹ اور بلیک ہی ٹی شرٹ تاکہ دیکھنے والا اسے لڑکا ہی سمجھے

سوری میں کوئی رسک نہیں لے سکتی۔۔۔ اس نے انجیکشن بھرنا شروع کیا اسکی سرنج کی
۔۔۔ جانب دیکھا اور گارڈ کے بازو میں لگا دیا

پھر اسے اپنے روم میں گھسیٹتے لائی اور بالکنی کے پاس رُک گئی

تم لوگوں نے ہزاروں لاکھوں لوگوں کے گھر برباد کیے ہیں، ہمارے وطن کے خلاف
دوسرے ملکوں میں افواہیں پھیلائی ہیں، ہمارے محافظوں پر ظلم ڈھائیں ہیں، قاتل ہو تم
لوگ ہزاروں کیپٹن حمزہ کے، لاکھوں ننھی معصوم بے گناہ جانوں کے۔۔۔۔ وہ نفرت سے بول
رہی تھی۔۔۔ نیچے کھڑے ایک گارڈ کی نظر نیلیم لے کمرے کی بالکنی میں کھڑے ایک گارڈ
پر پڑی۔۔۔ جو کبھی دائیں جانب لڑھکتا کبھی بائیں جانب اور یک دم اسے دھکا دیا اور وہ
اونچائی سے زمین پر آگرا۔۔۔۔ بدحواس بکھرے بالوں والی نیلیم اب گارڈ کو نظر آئی تھی۔۔۔
۔ اگلے ہی لمحے ایم آرز پلازہ میں بھگدڑ مچ گئی تھی۔۔۔ نیلیم بھی چیخ چلا رہی تھی۔۔۔ چیخ وہ
پہلے ہی کرچکی تھی۔۔۔ اب پُر شکن لباس میں موجود تھی۔۔۔ دونوں ٹانگیں جوڑے ان کے
گرد ہاتھ باندھ ان میں سر دیے وہ بلک بلک کر رو رہی تھی۔۔۔ پورے کمرے کا حلیہ بگڑا
۔۔۔ ہوا تھا

منہاج عز ضحاک جب اسکے کمرے میں پہنچا تو ویل فرنشڈ خوبصورت ڈیکوریٹڈ روم کا یہ حشر
دیکھ کر وہ دنگ رہ گیا۔۔۔ اس نے نیلیم کو گٹھڑی بنے دیکھا۔۔۔ سلیپنگ گاؤن میں ننگے پیر
منتشر بھورے بالوں اور نیند کے نشے میں ڈولتی آنکھوں سمیت وہ اسکی جانب بڑھ گیا

ملکہ۔۔۔ رو کیوں رہی ہو؟؟؟

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

ملکہ اس نے نیلیم کے کاندھے پر ہاتھ رکھا تو وہ کرنٹ کھا کر ہتھیلیاں قالین پر جماتی پیچھے ہوئی۔۔۔ ہراساں نظروں سے ادھر ادھر دیکھنے لگی

جاؤ یہاں سے۔۔۔ پاس مت آنا میرے۔۔۔ جاؤ!!! وہ ہذیانی انداز میں چیخ رہی تھی اپنے بالوں میں اُنکلیاں پھنسا کر رونے لگی وہ اُٹھا بالکنی سے نیچے جھانکا پھر پیچھے کھڑے گارڈز کی فوج کو خونخوار نظروں سے دیکھا

کون آیا تھا یہاں؟؟؟

مرے ہوئے تھے تم سب؟؟؟

اُسکی ہمت کیسے ہوئی اندر آنے کی؟؟؟ وہ ان سب کے جھکے سر دیکھ کر چلا رہا تھا

اس نے ایک گارڈ کے ہاتھ سے رائفل جھپٹی

یہ کھیلونا ہے؟؟؟ دیکھنے کے لیے دیا ہے تم لوگوں کو؟؟؟ اس نے رائفل غصے سے اس کے سر

پر ماری۔۔۔ وہ پیچھے کی جانب گرا

Writers

دفع ہو جاؤ تم سب یہاں سے۔۔۔۔ وہ دھاڑا

اور تم، تمہیں میں بعد میں پوچھتا ہوں۔۔۔ وہ پیٹر کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھتا بولا

جو ابھی اندر داخل ہوا تھا۔۔۔ سب چلے گئے کمرہ خالی ہو گیا وہ اس کے پاس آیا۔۔۔ اور

دونوں بازوؤں سے پکڑ کر بیڈ پر بٹھایا وہ ہچکیوں سے رو رہی تھی

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

ملکہ ریلیکس میں ہوں یہاں اب کوئی نہیں آئے گا۔۔۔۔ اس نے نیلیم کو پانی کا گلاس تھمایا وہ غٹا غٹ پی گئی۔۔ اس وقت میجر عاص ہوتا تو اسکی اداکاری دیکھ کر عیش عیش کر اٹھتا

وہ کفرٹر لے کر لیٹ گئی۔۔۔ منہاج ایک کرسی کھینچ کر اس کے بیڈ سے فاصلے پر بیٹھ گیا۔۔۔۔ نیلیم کی حالت اسے کہیں سے اداکاری نہیں لگ رہی تھی۔۔۔ وہ سوچکی تھی منہاج کرسی کی پشت سے ٹیک لگائے چھت کا انٹیر دیکھ رہا تھا مگر سوچیں کہیں دور اُلجھی تھیں۔۔۔۔ بھوری بھوری آنکھوں میں نیند کا خمار پورے طمطراق سے براجمان تھا

اس نے پُر سکون انداز میں لیٹی نیلیم کو دیکھا جو اسکی جانب پشت کیے ہوئے تھے اس کے بال اور بایاں کان اسے نظر آرہا تھا۔۔۔۔ کان میں ننھی سی بالی پڑی تھی۔۔۔۔ وہ کرسی گھسیٹ کر آگے ہوا۔۔ اس کے چھوٹے سے کان میں موجود چمکتی بالی کو ہلکے سے اپنی اُنگی کی پوروں سے چھوا

وکل دقة قلب فیني لك قصيدة
(میرے لیے کی ہر دھڑکن تمہارے لیے غزل لکھتی ہے)

اس آواز نے آنکھیں موندے لیٹی نیلیم کے پورے جسم میں برق سی پیدا کردی پتا نہیں ان الفاظ سے وہ کیوں گھبرا جاتی تھی اس نے بیڈ کی چادر کو مضبوطی سے اپنی مٹھی میں بھینچ لیا

وہ ہاتھ بھی ہٹا چکا تھا لائٹ آف کر کے جا بھی چکا تھا مگر اسکی آواز یہاں رہ گئی تھی۔۔۔
نیلیم نے کمرے کے اندھیرے کو ایک نظر دیکھا اور اُٹھ کر بیٹھ گئی۔۔۔ ایک گلاس پانی بھر
کر پیا۔۔۔ پسینہ پونچھا۔۔۔ دل کی گھبراہٹ کم نہ ہوئی۔۔۔ اس نے اپنا وائرلیس اُٹھایا اور
ہونٹ کمرے کے اندر کر کے آنکھیں باہر نکالیں۔۔۔ ہونٹوں کے قریب وائرلیس لے جا کر
اس نے میجر عاص کو رنگ دی۔۔۔ مگر دوسری جانب سے جواب نہیں آ رہا تھا۔۔۔ ایک بار
!!! پھر ٹرائی کیا مگر بے سدھ

ہمیں جب جب آپ کی ضرورت پڑی ہے تب تب آپ نے ہماری آواز پر دھیان نہیں
دیا۔۔۔ آپ کو ہم نے آج رات بہت یاد کیا میجر عاص!!! وہ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر
بیٹھ گئی۔۔۔ کسی غیر کے گھر غیر بستر پر اسے نیند کہاں آنی تھی۔۔۔ وہ میجر عاص اور انس
کے ساتھ رہی تھی سکون سے سوتی تھی مگر یہاں اسکی راتیں جاگ جاگ کر کٹتی تھیں وہ
بس اُسی ڈش کو کھاتی جس سے منہاج لقمہ لے چکا ہوتا۔۔۔ اسکی نیند اسکی بھوک کتنے دنوں
سے پوری نہیں ہوئی تھی۔۔۔ دل بھرا رہا تھا۔۔۔ پوری رات پھر وہ اپنے گھر کو اپنی آپنی کو
اپنے بابا کو دادو کی ڈانٹ کو میجر عاص کی بے گانگی کو یاد کرتی رہی تھی۔۔۔ بھوک سے پیٹ
میں بل پڑ رہے تھے چونکہ منہاج دن کا کھانا نہیں کھاتا تھا اور رات میں میٹنگ سے کھا
کر آیا تھا تو اس نے بھی نہیں کھایا تھا کیا بھروسہ زہر ڈال کر دے دیتے یا بے ہوش کرنے
کو کچھ ڈال دیتے

اس نے پانی پی پی کر رات گزاری

امداد بلوچ اور آکاش نے کل شام یہاں آنا تھا مگر وہ نہیں آئے تھے میجر عاص پوری رات زیارت کے اس سانسان علاقے میں پھنسا رہا تھا ہوسکتا تھا کہ ان کو پھنسانے کیلئے انہوں نے کاؤنٹر گیم کھیلا ہو۔۔۔ شاکر کی گرفتاری کے بعد بس ان دو را کے ایجنٹس کی گرفتاری ضروری تھی بہت ضروری ان دونوں کے خلاف تمام ثبوت بھارت بھیجے جانے والے جاسوس اکٹھے کر چکے تھے اسی لیے کوئی شکوک و شبہات نہیں بچتے تھے جن کی بناء پر انہیں چھوڑا جاتا

41, Tiger Speaking!!!

Where are you???

اس سے پہلے کہ انس جواب میں کچھ کہتا جھاڑیوں میں چھپے میجر عاص کی سرگوشی پر کسی نے اندھیرے میں ہی فائر کیا تھا تاہم گولی نشانے پر تو نہیں مگر میجر عاص کے دائیں شانے پر تھوڑی نیچے کر کے ضرور لگی تھی۔۔۔ وہ اس حملے کے لیے تیار نہیں تھا اس لیے درد کے مارے زور سے اپنے شانے کو تھاما اور پلٹ کر وار کیا۔۔۔ جواباً ایک اور گولی آئی اور اسکی پسلی کے پاس لگی۔۔۔ میجر عاص نے بولٹ پروف جیکٹ پہن رکھی تھی تبھی اُس گولی کے اور سے بچ گیا مگر کندھے کی جگہ کوئی حفاظتی رکاوٹ نہ ہونے کی بناء پر بچ نہ سکا۔۔۔

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

اس کا وارلےس گر گیا تھا۔۔۔ دشمن نے اسے دو گولیاں کھا کر مرنے والا جان لیا تھا تبھی اطمینان سے پاس آیا میجر عاص نے پیر پکڑ کر اسکی ٹانگ کھینچی بندوق جھپٹی اسکے اوپر چڑھا ہوا تھا وہ جواباً دشمن بھی اس پر جھپٹ پڑا تھا۔۔۔ دونوں ایک دوسرے کا وار ضائع کرتے رہے تھے جب میجر عاص نے اسکے بال مٹھی میں جکڑ کر اسکا چہرہ اونچا کیا ٹھوڑی اور گردن کے درمیان موجود نرم جگہ پر ایک زوردار مکا جڑا۔۔۔ اسکے ہاتھ دشمن کی زبان کھول دیتے تھے۔۔۔ ایجنٹ آکاش تو نیم مردہ سا ہو گیا۔۔۔ میجر عاص نے انس سے کہا تھا کہ وہ فوج کی گاڑیاں اور بندے لے کر آئے تاکہ اسے پروپر طریقے سے گرفتار کیا جائے۔۔۔ اچانک ٹارچ کی روشنی اس پر پڑی اور دیکھتے دیکھتے فوجی وردیوں میں ملبوس آدمیوں نے انہیں گھیرے میں لے لیا۔۔۔ ایجنٹ آکاش گرفتار ہو چکا تھا

امداد بلوچ فرار ہو چکا تھا

ٹائنگر۔۔۔ انس نے اسکا کاندھا تھاما جہاں سے فوارے کی مانند خون بہہ رہا تھا مگر جیکٹ کی وجہ سے جذب بھی ہوئے جارہا تھا

میں ٹھیک ہوں۔۔۔ کرنل زاکر شاہ سے کانٹیکٹ کرو اس سے تفتیش۔۔۔ (لمبا سانس لیا)
کریں کہ امداد بلوچ کہاں ہے۔۔۔۔۔ وہ اسکے ساتھ چلتا جیپ میں آبیٹھا جس پر سرکاری ٹیگ لگا تھا۔۔۔ انس نے اسکے کہے کے مطابق کرنل زاکر شاہ کو صورت حال کا بتایا۔۔۔ جب کہ ٹائنگر پچھلے زخموں کے بھرنے سے پہلے ایک بار پھر زخمی ہو چکی تھا

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

میں نے کہا تھا کہ میں ساتھ چلتا ہوں لیکن نہیں ہیرو بننے کی پڑی ہوتی ہے۔۔۔۔ پہلے بلوچستان کے آپریشن والے زخم بھرے نہیں ہیں کہ گولی لگوالی۔۔۔ یہ سر پر بھی رائفل ماری ہے۔۔۔۔ اس نے ٹائیگر کے ماتھے پر ہاتھ رکھا

اگر میں آئی ایس آئی کا ہیرو ہوں تو وہ را کا ہیرو ہے۔۔۔ بولی ووڈ کی مووی تو چل نہیں رہی تھی جو ہاتھ سے گولی روک دیتا او بونیسلی اندھیرے میں نظر نہیں آیا میری بے خبری کا فائدہ اٹھالیا اُس نے۔۔۔ وہ جیپ میں پچھلی سیٹ پر ترچھا سا لیٹا تھا

چپ کر جاؤ۔۔۔ زخمی ہو کر بھی بحث کرنا بند نہیں کرنا۔۔۔ انس پریشان تھا اور غصہ بھی کیپٹن حمزہ کی درد ناک موت کے بعد وہ کوئی اور نقصان افورڈ نہیں کر سکتا تھا

Writers

سر۔۔۔۔ اپائنٹ لے لیا ہے میں نے آئی ڈاکٹر سے آج چلنا ہے۔۔۔ صبح بارہ بجے کا وقت تھا۔۔۔ منہاج ایک میٹنگ اٹینڈ کرنے جا رہا تھا جو اس کی بزنس میٹنگ تھی کیوں کہ اسمگلنگ اور دہشتگردی کو وہ فی الحال اسٹاپ لگا چکا تھا اس کے ذرائع سے پتا چلا تھا کہ اس کے خلاف ایک بار پھر مشن پورے عروج پر ہے تبھی اس نے نیلیم سے کہا تھا کہ اگر وہ اسی سلسلے سے جڑی ہے تو چلی جائے نہیں تو وہ اسے مار دے گا۔۔۔ کچھ اتنے دنوں کا اسکا

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

اطمینان، کچھ سانپ اور بے کار کا واقعہ اور رہی کسر کل رات کے واقعے نے پوری کردی تھی اسے نیلیم پر بھروسہ ہونے لگا تھا بلکہ وہ شرمندہ ہوتا اور اسکی نابینا آنکھوں کا ذمہ دار بھی خود کو ٹھہرانے لگتا

نہیں اُسکی طبیعت نہیں ٹھیک منٹلی بہت ڈسٹرب ہے وہ۔۔۔ اسی لیے میں اُس کو مزید کسی کے سامنے لے جا کر اپنا مزاق نہیں بنوانا چاہتا۔۔۔ منہاج نے پرفیوم اسپرے کرتے کہا۔۔۔ خوب سارا اسپرے کر کے اس نے پرفیوم کی بوتل ڈریسنگ پر رکھی سامنے کی پوری دیوار شیشے کی تھی جس میں اسکا پورا بیڈ اس کے سائیڈ ڈرا اسکا آدھا کمرہ نظر آتا تھا

وہ میٹنگ پر جانے کیلئے نکل گیا تھا ایک گارڈ کی بیوی کو اس نے نیلیم کی رکھوالی پر معمور کر دیا تھا۔۔۔ نیلیم نے جب منہاج کو جاتے دیکھا تو اس عورت سے پلازہ کا چکر لگانے کی ضد کرنے لگی۔۔۔۔ جب وہ منہاج کے روم کے پاس سے گزری تو وہاں دو گارڈز رائفلز لیے تن کر کھڑے تھے

کمرے میں آئی تو اسکا سیل فون بجنے لگا۔۔۔ اس عورت نے اٹھا کر دیا وہ بیڈ پر بیٹھی تھی کیسی ہو ملکہ؟؟؟ گورنس تمہارا خیال رکھتی ہے؟؟؟ تنگ تو نہیں ہو اُس سے؟؟؟ وہ کتنی محبت سے پوچھ رہا تھا نیلیم کو اسکے دہشگرد ہونے پر شک گزرا

ہم بور ہو رہے ہیں۔۔۔ تم تو مجھے قید کیے جا رہے ہو۔۔۔۔۔ یہ مہینہ کب ختم ہوگا ہم واپس جانا چاہتے ہیں۔۔۔ وہ بیزاری سے بول رہی تھی

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

میں تمہیں واپس نہیں بھیجنا چاہتا تب تک تو بالکل نہیں جب تک تمہاری آنکھوں کا آپریشن نہیں ہو جاتا۔۔۔ وہ تو جانے مستقبل کے کیا کیا منصوبے بنائے بیٹھا تھا

ہمیں کوئی آپریشن نہیں کرانا۔۔۔ وہ چلائی

اوکے اوکے ریلیکس ملکہ۔۔۔ تم باہر چلی جاؤ یہ تمہیں لے جائے گی۔۔۔ اس نے نرم لہجے میں کہا

وہ اپنی کامیابی پر خوش ہوئی

تھینک یو تھینک یو سو میچ۔۔۔ وہ کھلکھلائی

میں بھی آجاؤں؟؟؟ مسکراتا ہوا چاہت سے لبریز لہجہ

ہہ۔۔۔ ہم۔۔۔ وہ بری پھنسی

میری پیاری ملکہ تم جاؤ انجوائے کرو۔۔۔ کسی دن ہم بھی ساتھ چلیں گے۔۔۔ وہ ہنس کر

اسکی مشکل آسان کر گیا تھا

نیلیم کا حرکت از دیاء تبسم

کیپٹن نیلیم نے دو دن سے ان لوگوں سے رابطہ نہیں کیا تھا مگر اسکی لوکیشن سے اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ ایم آاز پلازہ میں ہے اب بھی وہ باہر آئی تو اس نے وائرلیس پلازہ میں ایک خفیہ جگہ پر چھپا دیا تھا

پہلے وہ پارک گئی پھر شاپنگ کرنے کا سوچا اور منہاج کو کال کی۔۔۔ (اندھے پن کی اداکاری کرنے کو دو تین بار غلط جگہ ٹچ کیا تھا تاکہ ساتھ موجود عورت کو شک نہ ہو

واہ لگتا ہے تمہارا بھی دل نہیں لگتا اب میرے بغیر۔۔۔ کتنے پیار سے بات کرتا تھا وہ مگر نیلیم کو اسکا لہجہ نہیں صرف لفظ سنائی دیتے تھے۔۔۔ کتنے عجیب ہوتے ہیں انسان کوئی آپ کے پیچھے بھاگ رہا ہے تو آپ کسی کے پیچھے۔۔۔ محبت پانا چاہتا ہے ہر کوئی کوئی محبت کی قدر نہیں جانتا تھا

وہ ہم نے شاپنگ کرنی تھی۔۔۔ اس نے نروس ہوتے کہا

بے فکر ہو کر کرو میں ایک گھنٹے تک آتا ہوں۔۔۔ پے منٹ میں کروں گا اور پھر اچھا سا لنچ بھی۔۔۔ اس نے پلان ترتیب دیا
تم آرہے ہو؟؟؟ وہ چہکی

اُف ایسے پوچھو گی تو ہیلی کاپٹر سے آنا پڑے گا۔۔۔ وہ دل پر ہاتھ رکھتا بولا

وہ مدھر ہنسی ہنسی۔۔۔ منہاج کے دل نے ایک بیٹ مس کی

جب تک وہ شاپنگ کر کے فارغ ہوئی وہ بھی وقت سے پہلے پہنچ گیا

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

بہت مس کر رہی تھی مجھے؟؟؟ وہ سیل میں لگی شرٹس کو ہاتھوں سے چھو چھو کر دیکھ رہی
---- تھی جب کوئی پیچھے سے اس کے کان میں بولا

کاش کاش یہ آواز میجر عاص کی ہوتی۔۔۔ اسکے دل نے عجب خواہش کی۔۔۔ بہت شدت سے
اور اس خواہش میں اس جملے کی محبت کو وہ نہیں سمجھ پائی۔۔۔ اسے منہاج سے کوئی غرض
تھی نہ واسطہ وہ جو کر رہی تھی میجر عاص اور معصوم بچوں کیلئے ہاں اب اس کا نظریہ بدلنے
لگا تھا۔۔۔ جب سے میجر عاص نے اسکے سامنے فوج کی حقیقت رکھی تھی جب سے اس نے
اُن کو دن رات لڑتے محنت کرتے اپنی جان کی پراہ نہ کرتے دیکھا تھا تب سے اسے فوج
سے محبت ہو گئی تھی محافظوں کی قدر ہونے لگی تھی مگر میجر عاص اب بھی اسکی اولین
خواہش تھا پہلی چاہت، کم عمری کی پہلی محبت، پہلا نشہ تھا وہ اسکے لیے

یہ کلر بہت اچھا ہے۔۔۔ یہ بھی۔۔۔ تم پر تو دنیا کا ہر رنگ کھلے گا۔۔۔ بلکہ ان رنگوں کی
دلکشی میں اضافہ ہوگا اگر تم انہیں پہنو گی تو۔۔۔ وہ ایک کریم کلر کی لونگ شرٹ فُل
سیلیویس والی کو نکالتا بولا اس پر مہرون دھاگے کے پھول بنے تھے۔۔۔ اتنی سادہ اور مشرقی
پسند نیلیم ٹھکی

کیا فرق پڑتا ہے ہم کالا پہنے یا نیلا؟؟؟ ہمیں پتا ہی نہیں چلتا ہم نے کون سا رنگ پہنا
ہے۔۔۔ وہ افسردہ ہوئی

مجھے تو فرق پڑتا ہے نا۔۔۔ یہ کلر میرا فیورٹ ہے مہرون اور کریم کا کو مبو کائنات کو اتنا پسند
تھا نا یہ کلر میں جب بھی اُس کیلئے گفٹ۔۔۔ وہ بولتا بولتا کاؤنٹر کی جانب بڑھ رہا تھا جب

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

اپنی بے ساختگی پر یکدم چُپ ہو گیا۔۔۔ اس کے پیچھے آتی نیلیم نے ایک عام انسان جیسے رنگ
اس کے چہرے پر دیکھے تھے

کائنات کون ہے؟؟؟ تم اُسکی قسم بھی کھا رہے تھے۔۔۔ وہ دیکھ کاؤنٹر کی جانب رہی تھی اور
پوچھ اس سے رہی تھی

۔۔۔ کوئی نہیں

اسے پیک کر دو۔۔۔ وہ اسکو جواب دینے کے بعد سیلزمین سے بولا

کیا ہو گیا ہے کیپٹن نیلیم کو کوئی رابطہ کیوں نہیں کر رہیں؟؟؟ وہ سب پریشان تھے بہت زیادہ
پریشان۔۔۔ میجر عاص شانے اور سینے کے گرد بندھی پٹی سے چھیڑ خانیاں کر رہا تھا جب میم
بشرہ اسکا لیے ہلدی ملا دودھ لائیں اور نیلیم کے بابت دریافت کیا میرا کنیکٹر (وائریس نما
ڈیوائز) کہاں ہے؟؟؟ شاید انہوں نے کوئی کانٹیکٹ کیا ہو مجھ سے۔۔۔ جب نیلیم نے اس
سے کانٹیکٹ کیا تھا تب وہ اور ایجنٹ آکاش ہاتھ پائی میں مصروف تھے اور اس سے دلبرداشتہ
ہو کر نیلیم نے پھر ان میں سے کسی سے رابطہ نہیں کیا تھا ویسے بھی اپنے پلان کو پایہ تکمیل
تک پہنچانے کیلئے اسے یہ کرنا ہی تھا

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

میں دیکھتا ہوں شاید کوئی دے گیا ہو۔۔۔۔۔ جائے حادثہ پر موجود تمام چیزیں فوجیوں کی کار میں ہی تھیں۔۔۔ انس سنگل صوفے سے اٹھ کر اپنے کمرے کی جانب چل پڑا جب واپس آیا تو اسکے ہاتھ میں کنیکٹر تھا

اوہ نواتنی بار رنگ دی ہے کیپٹن نیلیم نے۔۔۔۔۔ کوئی پر اہلم نہ ہو۔۔۔۔۔ ٹائیگر نے پریشانی سے کہا

بھر ایک دو تین بار بار ٹرائی کیا مگر نیلیم کی جانب سے کوئی جواب نہ پا کر وہ مزید پریشان ہو گئے تھے

وہ اسٹڈی میں بیٹھا تھا جب اسکے کمرے کے دروازے پر ناک ہوا۔۔۔۔۔ وہ حیران ہوا رات !!! کے نو بج رہے تھے یہ وقت منہاج عز ضحاک کا اپنا وقت تھا صرف اپنا

وہ اسٹڈی سے نکل کر کمرے میں آیا اور گلاس ڈور اوپن کر دیا جہاں نیلیم کھڑی تھی اور اسکے ساتھ رہنے والی عورت کے ہاتھ میں ٹرے تھی

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

ہم نے کافی بنائی ہے۔۔۔ آپ کیلئے بھی لائے ہیں۔۔۔ اس نے اتنی خوشی سے بتایا کہ منہاج کا دماغ کسی دوسری طرف گیا ہی نہیں

اندر آؤ۔۔۔ اس نے نیلیم کو راستہ دیا

تمہارا آف نو بجے ہو جاتا ہے نا جاؤ۔۔۔ وہ گورنس سے بولا۔۔۔ اسکے کمرے کے باہر پہرہ دیتے ایک گارڈ نے ٹرے عورت کے ہاتھ سے تھام لی

یہاں رکھ دو۔۔۔ منہاج نے گارڈ سے کہا۔۔۔ نیلیم خاموش کھڑی تھی جیسے اسے کچھ نظر نہ آرہا ہو۔۔۔ گلابی لب مسکرا رہے تھے

جاؤ۔۔۔ وہ گارڈ سے بولا

بہت یاد آتی ہے آج کل تمہیں میری نہیں؟؟؟ وہ اسے صوفے پر بیٹھاتا بولا

میں تمہارا شکریہ ادا کرنے آئے تھی اور یہ۔۔۔ اس نے اپنے دوپٹے سے ایک خوبصورت ریپنگ والا باکس نکالا

یہ تم میرے لیے لائی ہو ملکہ؟؟؟ اس نے خوش ہوتے پوچھا

ہاں مگر یہ اتنا قیمتی نہیں ہے۔۔۔ یہ میں نے اپنے پیسوں سے لیا ہے۔۔۔ وہ انگلیاں مروڑتی بولی۔۔۔ اسکے سامنے صوفے پر بیٹھے منہاج نے اسکے حسین و دلکش چہرے کو دیکھا

تم نے دیا ہے دنیا کی ہر چیز سے زیادہ قیمتی ہے یہ۔۔۔ وہ اسکی پیکنگ کھولنے لگا

ہیروں سے بھی زیادہ قیمتی؟؟؟ وہ سنجیدگی سے پوچھ رہی تھی

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

ہاں۔۔۔ اس نے نیلیم کی جانب دیکھتے کہا اور باکس سے گھڑی نکالی وہ بالکل قیمتی نہیں تھی
کم از کم اس شخص کے اسٹیٹس کے حساب سے تو کچرا تھی
تمہیں پسند آئی؟؟؟

۔۔۔ بہت

۔۔۔ جھوٹ

کائنات کی قسم۔۔۔ وہ مسکرایا

کائنات کون ہے؟؟؟ منہاج گھڑی پہن رہا تھا

میری دوست، میری بہن، میری ہم راز، میری سب کچھ، میری دنیا، میری کائنات۔۔۔۔ وہ
جذب کے عالم میں بول رہا تھا

تمہاری بہن ہے؟؟؟ اس نے منہ اونچا اٹھا رکھا تھا کہ آواز اونچائی پر لگ رہی تھی

ہوں۔۔۔ منہاج نے اس کے سر پر ہاتھ رکھتے چہرہ نیچا کیا

تم کیا کام کرتے ہو؟؟؟

تم جانتی ہو۔۔۔ وہ مسلسل اسے دیکھ رہا تھا اس کے جواب نے نیلیم کا دل پھڑکا دیا تھا۔۔۔ اس
وقت وہ بالکل غیر محفوظ اپنی بہادری کی بناء پر اس کے سامنے بیٹھی تھی نہ کوئی ریکارڈر لگا
تھا نہ اس نے کیمرہ واپچ پہنی تھی

ہے۔۔۔ ہمیں تو نہیں پتا۔۔۔ وہ خود کو نروس شو نہیں کرنا چاہتی تھی

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

اسمگلنگ --- وہ ایسے بات کر رہا تھا جیسے کوئی بچی اسکے سامنے بیٹھی ہو

ہیرے کی؟؟؟ نیلیم نے پوچھا

ہاں --- اس نے ہاتھ میں پہنی گھڑی کو دیکھا

وہ ہار بھی ہیرے کا تھا؟؟؟ نیلیم نے پوچھا

!!!ہاں

تم یہ کام کیوں کرتے ہو؟؟؟ اسکی ہمت بڑھی

پیسے کیلئے ---- مختصر جواب

اتنا پیسہ کما کر کہاں کرتے ہو؟؟؟

ایمان، ضمیر اور انسان خریدتا ہوں --- وہ انٹرویو دے رہا تھا شاید --- نیلیم اسکی ریکارڈنگ کر رہی تھی --- مزید بولی

ان سے تمہیں کیا فائدہ ہوتا ہے؟؟؟ پوچھو کتنا فائدہ ہوتا ہے --- وہ اسکے دوپٹے کا کونا جو صوفے سے نیچے لٹک رہا تھا اوپر کرتا بولا --- جب کہ نیلیم نے شرٹ میں چھپے پسٹل پر گرفت مضبوط کر لی تھی --- پھر سکون کا سانس لیا

کتنا فائدہ ہوتا ہے؟؟؟ بے تاثر لہجہ

!!!بہت زیادہ

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

اسے کچھ کہنے کو منہ کھولتا دیکھ کر وہ اسکا ہاتھ تھام کر اسی کے ہونٹوں پر رکھتا بولا

شششش !!! نو مور کو سُچنس

---تم نے کافی ٹھنڈی کردی

وہ کافی کا مگ اُٹھا کر اسے دیتا خود بھی پکڑ چکا تھا

اور گھونٹ بھر بھر کر پیتا اسکا چہرہ تکے جا رہا تھا۔۔۔۔ نیلم کی مخروطی انگلیاں بڑے سے مگ کو تھامی بہت پیاری لگ رہی تھیں

کوئی پھول چنتا ہے کس طرح کوئی دھول ہوتا ہے کس طرح

یہ وقت وقت کی بات ہے

تجھے زندگی بتائے گی

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

میجر عاص نے دوپہر سے رات کردی تھی اسکا کوڈ ڈائل کرتے کرتے اب ان سب کو تشویش ہونے لگی تھی۔۔۔ کیپٹن حمزہ کی موت نے انہیں پہلے ہی ایک دھچکہ دیا تھا ایک وارننگ دی تھی کہ ہم باخبر ہیں اُس لڑکی کا خیال رکھنا میجر عاص

۔۔۔۔۔ وہ میری ذمہ داری ہے

اس نے پیٹر کو ملنے بلایا تھا۔۔۔ ایک کلب میں وہ رات دو بجے تک بیٹھے رہے تھے۔۔۔ پیٹر نے اس کو بتایا تھا کہ اسمگلنگ کا کام ایک دو مہینے کیلئے روک دیا ہے اُس نے غیر ملکی تمام ساتھیوں نے پولیس کے ڈر سے ہاتھ کھڑے کر

لیے تھے۔۔۔ میجر عاص نے تاسف کا اظہار کیا تھا۔۔۔ پیٹر ڈرنک لرنے بیٹھ گیا۔۔۔ میجر عاص نے اسکے گارڈ سے کہا کہ وہ اسے اندر بلارہا ہے اور خود ڈگی کھولنے کی کوشش۔۔۔ کرنے لگ گیا اور گارڈ کی واپسی تک اندر بیٹھ گیا

میجر عاص نے ایم آف پلازہ میں کار کو رکتے محسوس کیا اور پھر گارڈز کی چہل قدمی بھی۔۔۔ وہ اندر دبا رہا آدھے گھنٹے بعد باہر آیا اندھیرے میں ابھی تک وہ کسی کو نظر نہیں آیا تھا۔۔۔ بہت احتیاط سے پارکنگ ایریا کی دیوار سے سب گارڈز کو جھانکا اور پلازہ کی پچھلی طرف چلا گیا سارے خفیہ راستے اسے پتا تھے پچھلے راستے پر کھڑے گارڈ کی پشت ٹائیگر کی جانب تھی اس نے ریوالور بہت زور سے اس کے سر کے درمیان میں مارا تو وہ لہرا کر گر گیا۔۔۔ ٹائیگر پائپ پر چڑھنے لگا دوسرے فلور کی بالکنی سے تیسرے فلور کی بالکنی اور پھر چوتھے

اور پانچویں فلور پر نیلم کی بالکنی میں چھلانگ لگائی۔۔۔ دبے پیر اندر گیا۔۔۔ پسٹل اوپر کو کیے اس نے واش روم، ڈریسنگ روم اور کمرہ بھی دیکھ لیا مگر کوئی نہیں تھا

تمہیں پتا ہے میں نے اپنی بہن سے بہت کہا تھا کہ پاکستان مت جائے ڈاکٹر بننا ہے نا سعودیہ۔۔۔۔۔ ہم اس پر غنودگی چھانے لگی۔۔۔ اور تین منٹ بعد وہ غافل ہوچکا تھا نیلم نے گلاس ڈور کے آگے پردے کیے اور تیزی سے اُٹھی۔۔۔ کمرے کی تلاشی لیتے لیتے اسے بارہ

۔۔۔۔۔ سے دو بج گئے مگر کوئی لیپ ٹاپ کوئی ڈیوائس اسے نہ ملی

وہ دھیرے سے چلتی منہاج کے ہاس رُکی۔۔ صوفی کی بیک سے ٹیک لگائے وہ سو رہا تھا۔۔۔۔۔ اس کے بال ماتھے پر گرے تھے نیلم نے اس کے ناک کے آگے دو انگلیاں کیں

مرنے والی بلا تو ہے نہیں یہ --- وہ بڑ بڑائی

اسکے کوٹ کی پاکٹس چیک کیں اسکے بال منہاج کی گردن پر گر رہے تھے۔۔۔ آج اسے یہ لمبے بال بہت تنگ کر رہے تھے انہیں جوڑے کی شکل دی اور اسکے کوٹ کو اٹھا کر اُسکی وائٹ شرٹ پر سینے پر موجود جیب دیکھی۔۔۔ وہ کشمکش میں دانت تلے نرم ہونٹ دبا گئی۔۔۔ اسکی جیب میں ہاتھ ڈالتے اسکا دل اُچھل اُچھل کر حلق میں آ رہا تھا اور جان پوری دائیں ہاتھ میں آچکی تھی۔۔۔ ماتھے پر پسینے اس شخص سے پہلی بار اسے خوف محسوس ہو رہا تھا۔۔۔ جسکا دلکش چہرہ اس وقت سکون کی حالت میں تھا۔۔۔ اسکے ہاتھ سیل فون اور دو تین کارڈز لگے تھے۔۔۔ جلدی سے ان کی پکچرز لیں اور سیل فون دیکھا اس پر کوڈ لگا تھا۔۔۔ اس نے موبائل اپنی جینز کی پاکٹ میں ڈالا اور لائبریری میں گھس گئی۔۔۔ وہاں کی چابیاں ڈھونڈتے

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

اسے آدھا گھنٹہ مزید لگا۔۔۔ مگر چابیاں مل کے نہیں دے رہی تھیں وہ واپس منہاج کے پاس آئی اور اس کو دل میں کوستی پینٹ کی پاکٹ چیک کرنے لگی چھوٹی چھوٹی چابیوں کا گجھا خزانے سے کم نہ تھا اسے لے کر بھاگتی ہوئی روم سے ملحق لائبریری (اسٹڈی) میں گھس گئی۔۔۔ بہت ساری فائلز اسے امپورٹنٹ لگ رہی تھیں۔۔۔ جس میں اس نے بلوچستان کے گروہوں سے بھی بم بلاسٹ کی ڈیلینگ کی تھی بچے خریدے تھے اس کام کے لیے یہ سارا ڈیٹا جو اس نے انہیں پھنسانے کیلئے رکھا تھا آج اسکے ہی نقصان میں آگیا تھا۔۔۔ ان چار پانچ فائلز کی کلئیر پیکجز لے کر وہ باہر آئی۔۔۔ ایک گارڈ وہاں موجود تھا۔۔۔ وہ خاموشی سے نکل کر ہاتھ سے ٹٹولتی راہداری سے گزرنے لگی۔۔۔ گارڈ نے اسے عجیب سی نظروں سے دیکھا تھا پھر کاندھے اُچکا کر ویسے ہی کھڑا ہو گیا

اس نے اندر جانے کا سوچا گارڈ مڑا جب نیلیم نے پیچھے سے ریوالور اسکے سر میں مارا۔۔۔ اور گھسیٹ کر دروازے کے پاس سونے کے انداز میں بٹھادیا

Writers

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

وہ مسلسل اسکے انتظار میں الماری کے پاس کھڑا تھا جب اسے کسی کے اندر آنے کا احساس ہوا۔۔۔ وہ دے پیر باہر نکلا جب دروازہ بند کر کے مڑتی نیلیم ٹائیگر کے چوڑے پتھر سینے۔۔۔ ٹکرائی

آ۔۔۔۔ اسکے منہ سے چیخ نکلنے سے پہلے وہ اسکے ہونٹوں پر ہاتھ رکھ کر دروازے کے ساتھ دیوار سے لگا دیا۔۔۔ اسکے کان کے پاس سرگوشی سے بھی مدھم آواز میں بولا

میں ہوں ٹائیگر۔۔۔ اندھیرے میں وہ اسکے کان کے قریب ہونٹ لے جاتے بولا تو اسکے جوڑے کی شکل میں موجود بال کھل کر میجر عاص کے منہ پر گرے تھے۔۔۔ عجیب حالت تھی نیلیم خوفزدہ تھی تو وہ اسکی قربت کو محسوس کرتا عجب دورا ہے پر کھڑا تھا جب نیلیم نے اسکا ہاتھ زور سے اپنے ہاتھ سے ہٹایا اور دروازے کی جانب دیکھنے لگی۔۔۔ اسکی کنڈی ایک بار پھر چیک کی بالکنی کا دروازہ بند کیا۔۔۔ ٹائیگر نے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرتے ریشمی سے لمس کا احساس زائل کرنا چاہا تھا اور وہ بے خبر سے واپس آئی

آ۔۔۔۔ آپ یہاں کیوں آئے ہیں۔۔۔ وہ دبی دبی آواز میں غرائی ہم سب اتنے پریشان تھے آپ نے کوئی کانٹیکٹ نہیں کیا ہم سے دو دن ہو گئے ہیں۔۔۔ وہ آہستگی سے بولا

احتیاط نہیں کیا تھا۔۔۔ وہ بولی

کوئی انفارمیشن ملی؟؟؟ نیلیم نے نفی میں سر ہلایا (دل میں ٹائیگر سے جھوٹ بولنے پر خود کو (داد دی

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

اور ابھی کیا کر کے آرہی ہیں؟؟؟ اسکے اگلے چبھتے سوال نے نیلیم کو گڑبڑا دیا

وہ وہ۔۔۔ بس ایسے ہی اُس سے باتیں کک۔۔۔ کرتے۔۔۔ وہ اٹکی

اوہ۔۔۔ باتیں کرتے (دانت پیسے) آپ اُسکی کمپنی انجوائے کر رہی تھیں اور ہم یہاں فضول پریشان ہو رہے تھے۔۔۔ وہ غصے سے بولا دونوں ابھی تک کھڑے تھے نیلیم آگے بڑھ کر بیڈ پر بیٹھ گئی۔۔۔ میجر عاص اسکے پیچھے آیا

آپ کو یہاں آئے تقریباً ہفتہ ہو گیا ہے اور آپ نے کوئی انفارمیشن نہیں دی۔۔۔ وہ دانت پیس کر بول رہا تھا اسکی لاپرواہی اسکا میٹر گھما رہی تھی

اب کیا جا کر اُس سے کہوں پلیز مجھے بتاؤ تم نے کہاں کہاں کتنے حملے کیے کون کون تمہارا ساتھی ہے؟؟؟ وہ بھی جواباً غصے میں مگر ہلکی آواز میں بولی

اتنی رات کو اُسکے کمرے سے آرہی ہو۔۔۔ کیا کر رہی تھی وہاں سچ سچ بتاؤ۔۔۔ اس نے نیلیم کو بازو سے پکڑ کر اپنے مقابل کھڑا کیا تھا۔۔۔ اسکا نقش نقش تنا ہوا تھا نیلیم کے بازو پر اسکی گرفت بہت مضبوط تھی۔۔۔ اسکا انداز بے حد جارحانہ تھا

بب۔۔۔ بتا تو رہی۔۔۔ اسکی آواز دبے لگی۔۔۔ دل کی دھڑکن تیز ہو گئی۔۔۔ وہ اسکا جھوٹ پکڑ رہا تھا۔۔۔ اسکے غصے نے نیلیم کے ہاتھ پیر پھلا دیئے

جھوٹ، جھوٹ بتا رہی ہو تم۔۔۔ اس نے بازو سے کھینچتے اسے ہلا ڈالا تھا نیلیم کا شانہ اسکے سینے سے لگا تھا

وو۔۔۔۔ وہ۔۔۔۔ اس نے تھوک

نگلا۔۔۔۔ ٹائیگر نے نیلیم کی گردن میں ہاتھ ڈالتے اسکا چہرہ اوپر کیا ٹھوڑی کے نیچے پسل رکھ دیا۔۔۔۔ اسکی سانسوں کی تپش نیلیم کے چہرے کو جھلسانے لگی۔۔۔۔ میجر عاص پہلی مرتبہ اسکے اتنا قریب تھا غصے میں اُسے بھی احساس تک نہ ہوا تھا اور خوف میں نیلیم کو نہ ہورہا تھا

میں نے کہا تھا میں غداری معاف نہیں کرتا تم بتا رہی ہو کہ میں خود تمہاری چیکنگ کروں؟؟؟ اسکی سرد آواز اور پتھر یلے تاثرات نے نیلیم کی جان ہوا کردی۔۔۔۔ وہ اس سے جتنی مرضی بد تمیزی کر لیتی مگر اس وقت جو میجر عاص کا غصہ تھا اُس نے کیپٹن نیلیم کو ہراساں کر دیا تھا

ہہ۔۔۔۔ ہم دیکھاتے ہیں۔۔۔۔ اسکے شکستہ لہجے پر میجر عاص کی گرفت اسکی گردن کے گرد ڈھیلی ہو گئی۔۔۔۔ وہ اسکے سینے پر ہاتھ رکھتی اس سے دور ہوئی اور رُخ پھیرتے اپنا سیل فون نکالا

یہ تصویریں لیں ہیں جن فائلز کی ہمیں مناسب لگیں۔۔۔۔ اس نے پکچرز میجر عاص کو دیکھائیں تو اس نے بلیوٹوتھ کر کے موبائل اسکو تھما دیا

چھپا کیوں رہی تھی مجھ سے؟؟؟ وہ اسکا چہرہ کھوج رہا تھا جو اندھیرے میں بھی چمک رہا تھا ہم نے سوچا پتا نہیں یہ کام کی ہیں یا نہیں پھر آپ انسلٹ کرتے کہ فضول۔۔۔۔ وہ جملہ ادھورا چھوڑ گئی

نیلیم کا مرکت از دیپاء تبسم

منہاج نے بہت پرکشش آفرز دیں تھیں قبول کیوں نہیں کیں؟؟؟ وہ سیل فون پینٹ کی جیب میں ڈالتا سوال کر رہا تھا

نیلیم نے جواباً اسے بہت کاٹ دار نظروں سے دیکھا تو میجر عاص ہونٹ دانتوں تلے دبا کر اِدھر اُدھر دیکھنے لگا

ان پانچ دنوں میں تم نے مجھے یاد نہیں کیا؟؟؟ وہ اس کے جھکے سر کو دیکھ رہا تھا۔۔۔ میجر عاص
 --- سے اسے ایسے سوال کی توقع نہیں تھی

بالکل نہیں۔۔۔ وہ آنکھیں نکال کر خفگی سے بولی

اچھی بات ہے۔۔۔۔۔ اب جلدی سے اپنا کام ختم کرلو بہت مزے کرلیے اس محل میں رہ کر۔۔۔۔۔ وہ واپس اپنے کھردرے لہجے میں بولا تو نہیں سرد آہ بھری اور سر ہلا کر بیڈ پر چلی گئی۔۔۔۔۔ مطلب تھا کہ میجر عاص جاسکتا ہے

میجر عاص کو وہ اس ملاقات میں بہت بدلی بدلی لگ رہی تھی۔۔۔۔ جسکا دل پہلے ہی اسکی
 ---جانب سے صاف نہ تھا ایک اور وہم و اندیشے نے اسے گھیر لیا

واپسی پر نیلم کے بے ہوش کردہ گارڈ نے اسے جاتے دیکھا تھا۔۔ وہ منہاج کے فلور سے گزر رہا تھا وہ اسے ہی اپنا حملہ آور سمجھا تھا

میجر عاص نے اُن فائلز کو چیک کیا وہ بہت پرانا ریکارڈ تھا مگر کام کا تھا۔۔۔ انہیں منہاج کے خلاف پہلا ثبوت مل چکا تھا۔۔۔ مگر وہ بے خبر تھا کہ نیلیم کے ہاتھ کیا خزانہ لگا ہے۔۔۔ اس نے منہاج کے موبائل کا پاسورڈ توڑ کر اس کے اندر کی ساری ڈیٹا اپنے موبائل میں شیئر کر لیا تھا اور کمال مہارت سے چھ بجے موبائل واپس رکھ آئی تھی جس وقت گارڈز ناشتہ کرنے گئے تھے

اسے یہ اندازہ تو ہو گیا تھا کہ لائبریری میں کوئی خفیہ جگہ منہاج کا ریکارڈ پڑا ہے نا کہ کسی ڈرا میں۔۔۔ اس نے منہاج کو ہو گھڑی گفٹ کی تھی اس پر کیمرہ لگا تھا جسکی وجہ سے اسنے آج رات منہاج کی اسٹڈی کا راز پالیا تھا

وہ اسٹڈی میں داخل ہوتے دروازہ لاک کر کے آگے بڑھا ایک بک شلف کھسکایا اور اس کے پیچھے موجود دیوار کو ہتھیلی سے دبایا تو وہ کھلتا چلا گیا۔۔۔ اسکے اندر بہت ساری فائلز اور سی ڈیز پڑی تھیں۔۔ ایک اور لاکر موجود تھا جس پر فننگر پرنٹ لاک تھا اس میں ایک لیپ ٹاپ موجود تھا

ہاں تو تمہارا راز پتا لگ ہی گیا منہاج عز ضحاک!!! نیلیم نے خود کلامی کے انداز میں کہا وہ اپنا پاکٹ لیپ بند کر کے لیٹ چکی تھی اور آگے کی پلاننگ کرنے لگی۔۔۔ اس کے پاس ایک ہی کل کا دن تھا کیوں کہ سی آئی اے دونوں جاسوس بھاگنے والے تھے

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

ٹائیگر مشن وائنڈ اپ کرو منہاج کی لائبریری تک پہنچو بس اور کتنا ٹائم لگے گا سب ہو گیا کیپٹن نیلیم کتنا وقت لے گی؟؟؟ اب ایجنٹ آکاش نے کرنل زاگر کو امدا بلوچ کا بتا دیا ہے۔
--- کچھ دن تک وہ بھی پکڑا جائے گا۔۔۔ کیپٹن نیلیم سے کہیں میورک اور منہاج کا ریکارڈ دے۔۔۔ آئی ایس آئی کے ڈائریکٹر جنرل نے میجر عاص کو کہا

--- سر وہ کوشش کر رہی ہیں جیسے ہی کوئی انفارمیشن ملتی ہے وہ دے دیں گی۔۔۔ چند فائلز چار فائلز۔۔۔ انہوں نے سختی سے میجر عاص کی بات کاٹی تو وہ پہلو بدل کر رہ گیا

تم سے باتیں کرنے کی اتنی عادت ہو گئی ہے اب ڈر لگتا ہے اگر تم واحد بھی چلی گئی تو کس سے اتنی ڈھیروں باتیں کیا کروں گا۔۔۔ تم میری کہانیاں سن کر بور تو نہیں ہوتی۔۔۔ وہ پوچھ رہا تھا

تم ایک ہی بات روز کرتے ہو کہ تمہاری اپنی بہن سے بہت دوستی تھی وہ بہت اچھی تھی تمہارا اور کوئی دوست نہیں تھا کوئی کزن نہیں تھا پھر وہ ڈاکٹر بننے کیلئے پاکستان آگئی بس آگے بھی تو بتاؤ۔۔۔ اب کہاں ہے وہ؟؟؟ وہ آج پھر اسے باتوں میں لگا رہی تھی

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

تم آگے جاننا چاہتی ہو کہ کیا ہوا؟؟؟ اس نے نیلیم سے پوچھا

ہاں۔۔۔ وہ اسکے سامنے کافی کا مگ لیے بیٹھی تھی۔۔۔ وہ اسے اندھا تصور کرتا تھا اسی لیے اسے اندازہ نہیں تھا کہ وہ اس کافی میں کچھ ملا بھی سکتی ہے

مجھ سے نکاح کرلو۔۔۔ اس نے اتنی آسانی سے ہم پھوڑا تھا اسکے کان میں ایر پیس لگا تھا میجر عاص کافی پھینٹتا ان کی گفتگو سن رہا تھا اسکے ہاتھ سے مگ چھوٹ گیا۔۔۔۔ میم بشرہ جو رپورٹ کو فائنل ٹچ دے رہی تھیں ساکت نظروں سے میجر عاص کو دیکھنے لگیں۔۔۔ پانی پیتے انس کو کھانسی آنا شروع ہو چکی تھی

اوہ مائی گاڈ

اوہ مائی گاڈ یہ یہ کیا کہہ رہا ہے؟؟؟ یہ انسان ہے؟؟؟ کیا بلا ہے؟؟؟ وحشی جانور کیا بکواس کر رہا ہے۔۔۔۔ میم بشرہ ایک عورت تھیں وہی اس وقت نیلیم کی جذبات سمجھ سکتی تھیں۔۔۔ وہ غصے سے بول رہی تھیں۔۔۔ میجر عاص نے ہاتھ میں تھاما چیچ زور سے سنک میں پھینکا اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا اندر اپنے کمرے کی جانب مڑ گیا۔۔۔ میم بشرہ اور انس بھی کچن میں اسے کمپنی دے رہے تھے

کک۔۔۔ کیا کہہ رہے ہو تم؟؟؟ نیلیم نے گھبرا رہی تھی اسکی آواز میں لڑکھڑاہٹ تھی۔۔۔۔ منہاج صوفے سے اُٹھ کر اس کے پاس آیا اور اسکے پیروں کے پاس گٹھنے ٹیک کر اسکی گود میں پڑے ہاتھوں کو پکڑتا بولا

میں بہت برا انسان ہوں۔۔۔ بہت وحشی مگر اس دنیا کیلئے میں تمہارے لیے بہت اچھا ثابت ہوؤں گا میں تم سے بہت محبت کرتا ہوں۔۔۔ بہت زیادہ اتنی کہ تم سوچ بھی نہیں سکتی۔۔۔ سب

چھوڑ دوں گا تمہارے لیے۔۔۔ سب کچھ ملکہ یہ اسمگلنگ یہ ملک سب کچھ کہیں دور جائیں گے صرف میں اور تم ہوں گے۔۔۔ اس نے نیلیم کے تیخ ٹھنڈے ہوتے ہاتھ اپنے دونوں گالوں پر رکھے تو وہ مچل مچل گئی اسکی گرفت سے ہاتھ نکالنے کو وہ میجر عاص کی منتظر تھی کہ وہ اسے کوئی تجویز دے گا انہوں نے تو خواب میں بھی نہیں سوچا ہوگا کہ وہ اتنا سیریس ہو جائے گا وہ اسے ایک دہشتگرد سمجھتے تھے مگر وہ جذبات رکھنے والا شخص تھا شاید ہاتھ چھوڑیں ہمارا۔۔۔ وہ چلائی

میں تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں تمہیں یہ بات سمجھ کیوں نہیں آرہی تم کب تک ایسے یہاں رہو گی؟؟؟ میں تمہیں اپنے ساتھ ہمیشہ کیلئے رکھنا چاہتا ہوں۔۔۔ وہ اس کے ہاتھ اتنی سختی سے تھامے ہوئے تھا کہ سُخ پڑ چکے تھے۔۔۔ نیلیم رورہی تھی۔۔۔ میم بشرہ اور انس اسکرین دیکھ رہے تھے۔۔۔ سنائی کچھ نہیں دے رہا تھا میجر عاص سیل فون لے گیا تھا ٹائیگر نیلیم کو سیلف ڈیفنس میں کچھ کرنا چاہیے وہ جنگلی شخص حد سے بڑھ رہا ہے۔۔۔۔ یہ ہمارا پلان نہیں تھا۔۔۔ یہ فیلنگس والا گیم کیوں کھیل رہے ہو۔۔۔ انس اس کے کمرے میں آکر دھاڑا

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

میں؟؟؟ میں گیم کھیل رہا ہوں؟؟؟ میں گیم کھیل رہا ہوں وہ خود بدل گئی ہے۔۔۔ میں گیا تھا اُس سے ملنے بہت اچھی لگ رہی ہے اُسے وہ شان و شوکت وہ حُسن کا مالک شخصِ سَط پر فیکٹ لگ رہا ہے اُسے۔۔۔ وہ انس سے بھی اونچی آواز میں دھاڑا

میم بشرہ کے آنسو بہہ رہے تھے

میجر عاص وہ اُسے ٹریپ کر رہا ہے وہ اُنیس سال کی ایک کچے دماغ کی لڑکی ہے۔۔۔ آپ سچویشن کیوں نہیں سمجھ رہے جب تک آپ نہیں کہیں گے وہ سیلف ڈیفنس میں کوئی قدم نہیں اٹھائے گی پلزز۔۔۔۔ میم بشرہ نے اسے سمجھایا وہ کچن میں آیا جہاں اسکرین پر کچھ عجیب منظر چل رہا تھا

میں تمہیں جانے ہی نہیں دوں گا تم بھی مجھے سب کی طرح چھوڑ کر چکی جاؤ گی تم ہمیشہ ایسا کرتی ہو چلی جاتی ہو مجھے چھوڑ کر میں گلی گلی تمہیں ڈھونڈتا ہوں۔۔۔ وہ اسکا چہرہ اپنے دونوں ہاتھوں میں تھامے دیوانوں کی طرح بول رہا تھا وہی دیوانگی جو اسکی کائنات کیلئے تھی آج سامنے بیٹھی لڑکی کیلئے تھی

کس چیز کا انتظار ہے تمہیں پانی سر سے اونچا ہو جائے گا تب بچاؤ کا شور مچاؤ گی۔۔۔ سیلف ڈیفنس کا ٹائم ہے کیپٹن نیلیم۔۔۔ میجر عاص غرایا

سیلف ڈیفنس میں مشن خطرے میں پڑ جانا تھا میجر عاص جانتا تھا کہ نیلیم نے ابھی کچھ حاصل نہیں کیا مگر اس نے اجازت دے دی تھی اُسے کہ وہ کھل کر سامنے آجائے

!!! مجھے تم چاہیے ہو بس

تم کون ہو؟؟؟

کہاں سے آئی ہو؟؟؟

کیا چاہتی ہو میں کچھ نہیں جانتا میں کائنات کی طرح ملکہ کو نہیں کھونا چاہتا میں بس تمہیں چاہتا ہوں سب یہیں چھوڑ دوں گا سارا ریکارڈ، پورا پلازہ بس تم میرا ساتھ دے دو۔۔۔ ہم یہ ملک چھوڑ دیں گے۔۔۔ اس کے مضبوط سفید ہاتھوں میں اسکا تر چہرہ بھرا ہوا تھا۔۔۔ نیلیم نے آنکھیں بند کیں۔۔۔ یہ وقت آگیا تھا کہ اُسکی جان جائے گی یا منہاج کی۔۔۔ اس نے اپنا پیر اٹھایا اور پوری قوت سے منہاج کی ٹھوڑی پر مارا۔۔۔ اسے نیچے گرا دیکھ کر نیلیم نے ہڑبڑا کر ادھر ادھر دیکھا تب تک منہاج اسے بھی پیر سے پکڑ کر نیچے گرا چکا تھا

مجھے پتا تھا تم دھوکے باز ہو اُن کتوں کے ساتھ ملی ہو جو میری بہن کو نگل گئے۔۔۔ اس نے کیپٹن نیلیم کی گردن دبوچ لی اسکی راج ہنس جیسی گردن پر اپنی فولادی گرفت کو مضبوط کر لیا نیلیم نے ٹانگ ایک بار پھر اس کے پیٹ میں ماری مگر اسکی گرفت کمزور نہ پڑی اس نے اپنے لمبے ناخن بے دردی سے اسکی آنکھوں میں مار دیے ناخن آنکھ کے اندر لگا تھا وہ چلایا تو نیلیم نے کرسٹل کا گلدان اس کے سر پر مارا پھر تیزی سے پیٹ کی پاکٹ سے انجیکشن نکال کر بھرا اور سرنج اس کے بازو میں لگادی۔۔۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ وہ ہر ہتھیار سے لیس میدان میں اُتری تھی جتنی حسین تھی آج اُتنی ہی ظالم بنی ہوئی تھی

باہر کھڑے گارڈ نے اندر سے کھٹ پٹ کی آواز سُن کر دروازہ کھٹکٹایا تو کیپٹن نیلیم نے ہراساں نظروں سے آس پاس دیکھا

وہ وہ ہاتھ لیں رہے ہیں۔۔۔ کون ہے؟؟؟ اسے کچھ تو کہنا ہی تھا۔۔۔ وہ گارڈ جانے اسے کیسی لڑکی سمجھ رہا ہوگا۔۔۔ مگر کیپٹن نیلیم کے پاس یہ سب سوچنے کا وقت نہیں تھا اس نے اپنا ایئر پیس اُتارا اور سپائے واچ بھی۔۔۔ میم بشرہ، ٹائیگر اور انس نے بلینک اسکرین کو۔۔۔ خوفزدہ نظروں سے دیکھا

--منہاج نے اُسے کچھ کر نہ دیا ہو۔۔۔۔۔ میم بشرہ نے ہونٹوں پر ہاتھ رکھے کہا وہ اسٹڈی میں گئی شیلف ہٹایا اور منہاج کی ہی طرح جلدی سے اُسے کھولا اندر سے تمام سی ڈیز فائلز نکال کر صوفے پر رکھیں اسکا دوپٹہ کمرے میں ہی گر گیا تھا۔۔۔ بال بکھرے پڑے تھے ماتھے پر زخم کا نشان پڑا ہوا تھا

اس نے فنگر پرنٹ لاک کو دیکھا اور کر سٹل ویس اُٹھا کر اُسے مارنے لگی۔۔۔ وہ ٹوٹ چکا تھا مگر اسکے آگے لوہا لگا تھا۔۔۔ اگر آج یہ سب نہ بھی ہوتا تب بھی اس نے یہ لاک کھولنا ہی تھا جس کا انتظام اس نے پہلے سے ہی کر رکھا تھا۔۔۔۔۔ شرٹ کے نیچے پہنی ٹی شرٹ میں کافی پاکٹس تھیں۔۔۔ اس نے ایک پاکٹ سے ٹارچ نکالی۔۔۔۔۔ اس ٹارچ سے نکلنے والی روشنی مٹل پر پڑھ کر اس پگھلا رہی تھی اس میں کیپٹن نیلیم کو آدھا گھنٹہ لگا آواز پیدا ہو رہی تھی اس نے روم ایل ای ڈی آن کر دیا۔۔۔ لیپ ٹاپ نکال کر وہ منہاج تک پہنچی جس کے سر سے خون بہہ رہا تھا اسکے نیچے آیا اپنا دوپٹہ نکالا اور اسٹڈی میں آگئی۔۔۔ اس دوپٹے میں

ساری فائلز سی ڈیز ڈال کر وہ اسے باندھ دیا واپس آئی اور سب کچھ کمرے کی دہلیز (گلاس ڈور) کے قریب رکھ کر باہر جھانکا گارڈز ویسے ہی کھڑے تھے اس نے سرنج بھرنا شروع

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

جتنے انجیکشن ہم لگا چکے ہیں اپنا آپ کیپٹن کم نرس زیادہ لگ رہا ہے۔۔۔۔۔ وہ بڑبڑائی۔۔۔۔۔
دروازہ کھولا اور ایک گارڈ کو موقع دیے بغیر اسکی پیٹھ میں انجیکشن گھسا دیا۔۔۔ تب تک
دوسرا حرکت میں آچکا تھا ریوالور گھما کر اسے مارا وہ زمین پر ہاتھ رکھے جھکی تیز دھار چاقو
اس نے گارڈ کی ناف میں مار کر گھما دیا۔۔۔ اسکے ہاتھ سے رائفل گرچکی تھی اس میں پھر
بھی اتنی ہمت تھی کہ نیلیم کا ہاتھ پکڑ کر گھما دیا۔۔۔ نیلیم نے مکوں سے اسکو دھو ڈالا۔۔۔ اندر
۔۔۔ کمرے میں پٹی گٹھری اٹھا کر وہ باہر آئی نیچے سب گارڈز اپنی اپنی ڈیوٹی پر تھے

اس وقت ایم آف پلازہ کے اندر کوئی ڈیوٹی پر نہیں ہوتا تھا۔۔۔۔۔ وہ تیزی سے نیچے والے فلور
پر سیڑھیوں کے ذریعے اس بھاری سامان کے ساتھ آئی اور اپنے

کمرے میں داخل ہو کر اپنا ضروری سامان ایک بیگ میں ڈالا اور اس میں ہی ساری فائلز
اور لیپ ٹاپ ڈال کر یہ فوجیوں جیسا بڑا بیگ کمر پر پہن لیا

آخری فلور کے ایک کمرے کی بالکنی سے پلازہ کی پچھلی طرف چھلانگ لگادی۔۔۔۔۔ پلازہ کی
دیواریں اونچی تھی جس کیلئے اس نے ایک رسی اپنے پاس رکھی تھی رسی کو گھما گھما کر اسکی
ناب دیوار کے پار لگائی اور دیوار چڑھنی لگی۔۔۔ حفاظتی طور پر دیوار کے اوپر شیشے لگے تھے

جنہوں نے اسے لہو لہان کر دیا تھا اور رہی کسر ایک گارڈ نے دیکھ لیا جب اس نے دیوار
کے پار چھلانگ لگائی۔۔۔۔۔ وہ دوڑ رہی تھی اسکے پیچھے فائرنگ ہونے لگی اگر یہ نیلیم ابرار ایک
سال پہلے والی نیلیم ابرار ہوتی تو بے ہوش ہو کر کسی نہ کسی کی بانہوں میں لڑھکی ہوتی مگر
اب اس نے بھی اپنی رائفل نکال کر درخت کی آڑ میں گارڈز پر فائرنگ شروع کر دی وہ
بہت زیادہ تھے ایک نے اسے پیچھے سے جالیا نیلیم نے اس پر بھی فائر کر دیا وہ جو کر رہی

نیلیم کا حرکت از دیاء تبسم

تھی اس ڈیٹا کو سیو کرنے کیلئے جو اسکے پاس تھا ورنہ ان ظالموں کو مارتے بھی اسکے ہاتھ کانپ رہے اور دل خون کے آنسو رو رہا تھا۔۔۔۔ اس گارڈ نے نیلیم پر فائر کیا گولی اسکے بازو میں لگی۔۔۔ وہ درخت سے ٹکرائی سر گھومنے لگا۔۔۔۔ قدموں کی آواز آس پاس تھی وہ درخت چڑھ گئی۔۔۔ گارڈز نے ایمبولینس بلوالی تھی گاڑیاں نکال کر اسکی تلاش میں نکل گئے تھے۔۔۔ پیٹر اور میورک کے کمرے سے اس اوڈیو لسننگ بگ ڈیوائزز بھی اٹھالیں تھیں جو اسکی پینٹ کی جیب میں بمشکل پوری آئیں تھیں۔۔۔ انہیں نکال کر بیگ میں ڈالا۔۔۔۔ چار بج رہے تھے آسمان پر سُرخ پھوٹنے والی تھی گارڈز جاچکے تھے اسے دور کھڑا ایک شخص نظر آیا

میجر عاص!!! اس نے شانے کو دبا رکھا تھا جس میں گولی کا درد یوں محسوس ہو رہا تھا کہ اندر کے حصے میں آگ لگی ہو

اس نے درخت سے چھلانگ لگائی اور بائیں طرف بھاگ گئی جہاں جنگل ہی جنگل تھا اس کا دل کانپ رہا تھا وہ گر رہی تھی چل رہی تھی پھر گر رہی تھی۔۔۔ جنگل کے بھیج کچی زمین دیکھ کر اس نے نکلتے سورج کو دیکھا اور ایک لکڑی سے کھودنا شروع کیا۔۔۔ بازو درد سے چلا رہا تھا مگر وہ کان نہیں دھر رہی تھی۔۔۔ زمین کچھ گہری ہوئی تو اس میں بیگ ڈال کر وہ۔۔۔ اس پر دوبارہ مٹی ڈالنے لگی۔۔۔ مٹی ڈالتے ڈالتے وہ بے دم سی ہونے لگی

آآ۔۔۔۔ وہ لمبے لمبے سانس لے کر چیخ رہی تھی

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

آآآ----آآ----ہ چیخنے کے بعد وہ رونے لگی زار و قطار دھاڑیں مار مار کر رو رہی تھی اپنے ہاتھوں کو دیکھ کر آسمان کی جانب دیکھنے لگی آج اس نے جانے کتنے لوگوں کا قتل کیا تھا کتنے گارڈز اسکی فائرنگ سے مرے تھے اور وہ پتا نہیں زندہ تھا کہ نہیں

وہ سجدے میں گر کر رو رہی تھی--- ایک کبوتر اسکے پاس آکر بیٹھ گیا--- وہ لڑکی اسے دیکھنے لگی کبھی وہ ان کبوتروں کو پکڑنے سے بھی ڈرتی تھی کہ ان کی حد درجہ نرمابٹ سے خوف آتا تھا اور آج؟؟؟ وہ کیا تھی اور کیا سے کیا ہوگئی تھی

بابا آپ کی گڑیا مرگئی بابا--- وہ روئے جارہی تھی پاگل کی طرح اپنے آپ کو مار رہی تھی۔ -- اسکی جگہ کوئی اور ہوتا تو جشن منا رہا ہوتا مگر اسے رونا آرہا تھا کہ اس کی وجہ سے آج کتنے لوگ مر گئے--- اس نے خود چھری ماری تھی ایک گارڈ کو--- وہ نیم مردہ سی لیٹی تھی

Writers

سرکیپٹن نیلیم کا کچھ پتا نہیں چلا وہ ایم آز پلازہ سے کہاں گئی ہیں منہاج عز ضحاک کو ہسپتال بھیجا گیا ہے--- ٹائیگر نے لیپ ٹاپ اسکرین پر نظر آتے اپنے ہیڈ کے چہرے کی جانب دیکھ کر کہا

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

یہ کیسے ممکن ہے کیپٹن نیلیم کہاں جاسکتی ہے؟؟؟ وہ پریشان ہوئے۔۔۔ وہ ایک سیولین تھی اس پر مشن کا ایک اہم حصہ تھا وہ سب تو اس سے ڈھیروں اُمیدیں وابستہ کیے بیٹھے تھے ہزاروں لوگوں کا انصاف اس لڑکی کی ذات سے جڑا تھا۔۔۔ اُنیس کروڑ سے زائد جانوں کی حفاظت کا ذمہ اُس نے اپنے سر لیا تھا

سرگستانی معاف مگر میں نے کہا تھا کہ وہ لڑکی کسی قابل نہیں ہے کچھ نہیں کر سکے گی وہی ہوا اُس نے خود کو مشکل میں ڈالنے کے سوا کوئی کام نہیں کیا۔۔۔ اُس کے پاس اُن چار فائلز کے سوا کوئی ڈیٹا نہیں تھا اتنا وقت اُس نے وہاں گزارا مگر کچھ نفع نہیں کمایا۔۔۔ میجر عاص اپنی بھڑاس نکال کر خاموش ہوا تو اُنہوں نے ساکت نظروں سے اسے دیکھا اب کیا ہوگا؟؟؟

امداد بلوچ کو گرفتار کرچکے ہیں کرنل زاہر شاہ اگر آپ اجازت دیں تو اُس سے اُگلا لیتے ہیں کچھ راز۔۔۔ میجر عاص نے کہا

وہ را کا ایجنٹ ہے اُس کا تعلق بلوچستان میں ہونے والی دہشتگردی سے تھا ناکہ منہاج عز ضحاک سے۔۔۔۔ انہوں نے تجویز رد کی

ٹھک ٹھک کی آواز پر میجر عاص چونکا اسکے دائیں بائیں بیٹھے انس اور میم بشرہ بھی اس وقت کون ہو سکتا ہے؟؟؟ صبح کے سات بج رہے تھے

کیپٹن نیلیم؟؟؟ اس خیال کے آتے ہی میم بشرہ سب سے پہلے بھاگیں

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

دروازہ کھولا تو مٹی سے اٹے کپڑوں میں بغیر دوپٹے کے اُلجھے بکھرے بال، سینے تک خون
سے بھری شرٹ وہ اسے دیکھ کر دنگ رہ گئیں

وہ اگلے ہی لمحے دہلیز پر گری پڑی تھی

---میم بشرہ نے اسے اندر کھینچا اور دروازہ بند کر دیا

کیپٹن نیلیم

کیپٹن نیلیم

میم بشرہ نے اس کے گال تھپتھپاتے بلایا

ٹائیگر سر وہ چلائیں

ٹائیگر بھاگ کر باہر گیا۔۔۔ نیلیم کو دیکھ کر اس نے ایک نظر پریشان میم بشرہ کو دیکھا

اسے گولی لگی ہے میجر عاص۔۔۔ میم بشرہ بولیں

ہٹیں آپ۔۔۔ ٹائیگر نے انہیں ہٹاتے نرمی سے نیلیم کو اپنے مضبوط و توانا بازوؤں میں اٹھالیا

وہ بے جان ہوئے جارہی تھی

میجر عاص اسے پہلے ہی روم میں لے آیا۔۔۔ اسے بیڈ پر لٹا کر میم بشرہ کی جانب پلٹا

آپ اسے چیخ کروائیں۔۔۔ میں ایس پی بلال کو انفارم کرتا ہوں ہو سسپٹل جانا پڑے گا۔۔۔ وہ

کمرے سے نکل گیا

ہوسپٹل سے اسے آئے پورا دن گزر چکا تھا۔۔۔ وہ لڑکی سارا ریکارڈ لے گئی تھی سارے ثبوت اگر کچھ رہ گیا تھا تو وہ ہیرے تھے ایم آف پلازہ کے سب سے اوپر والے فلور پر موجود تھے مگر کوئی ان کی یہاں موجودگی سے باخبر نہیں تھا ابھی تک تو کیپٹن نیلیم ابرار بھی نہیں تھی

وہ لڑی پٹی بکھری اسٹڈی میں نیچے لیٹا تھا۔۔۔ گلابی رنگ کی ڈائری اسکے ہاتھ کے پاس پڑی تھی اسکا سر پٹوں میں جکڑا ہوا تھا۔۔۔ امداد بلوچ، شاکر، آکاش، عابد اسکے اسلحہ اسمگلنگ اور ہیروں کی اسمگلنگ میں ملوث تمام افراد گرفتار ہو چکے تھے ان کا بھی وقت آرہا تھا مگر انہیں ابھی تک گرفتار نہیں کیا گیا تھا

وہ جانتا تھا اسے گرفتار کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے وہ سارا ریکارڈ بھی حاصل کر لیں تو اس ملک کے سیاست دان جو اسکے چچے اور اعلیٰ عہدوں پر فائز تھے اسے گرفتار نہیں ہونے دیں گے

اسے نیلیم کی ایک بات ایک ایک ادا یاد آرہی تھی۔۔۔۔ اس کے دل میں فوج کیلئے مزید نفرت پیدا ہونے لگی۔۔۔ وہ اسکے جذبوں سے کھیلتی رہی آخر تک اُسے لگتا تھا کہ وہ

نیلیم کا حرکت از دیاء تبسم

اُن کی ہی ساتھی ہے اس نے کتنی منتیں کیں تھیں قسمیں کھائیں تھیں کہ اسے سچ بتادے مگر اُس نے بھی اسے دھوکہ دیا تھا۔۔۔ وہ بھی چلی گئی تھی وہ بھی اُنہیں برے لوگوں کی ساتھی تھی پھر اس نے اُسے کیوں نہیں مارا؟؟؟ وہ چاہتا تو اُسی وقت اپنے گارڈز کو ایک اشارہ کرتا اور وہ زندہ نہ ہوتی آج۔۔۔ مگر اسکے اندر کچھ تھا صرف ایک چاہ ایک خواہش کہ وہ آخری بار مل لے بس آخری بار اور کون جانتا تھا کہ یہ آخری ملاقات کتنی دردناک ہونی تھی

Socialmedia

اسے ہوش میں آئے دو گھنٹے ہو چکے تھے اسکا اسٹیمنا بہت بڑھ گیا تھا اب وہ جاگ رہی تھی درد محسوس تو ہو رہا تھا مگر اُس تکلیف سے کم تھا جو دل میں تھی۔۔۔ وہ بیک وقت اپنی --- پوزیٹیو اور نیگیٹیوٹی سے لڑ رہی تھی

اس پر یہ ادراک آج ہو رہا تھا کہ اس نے جو کچھ بھی کیا اُن معصوم بے گناہ جانوں کیلئے کیا جو دہشتگردی میں بری طرح کچلی جاتی ہیں۔۔۔ اب اسے میجر عاص کے سامنے اپنا طالبہ رکھتے شرم آرہی تھی

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

نیلیم ابرار اگر آج پیچھے ہٹ گئی تو ساری زندگی روتی رہوگی ترستی رہوگی محبت کو---- میجر عاص کو دیکھے بغیر تمہارے دن کٹنا مشکل ہو جاتے ہیں زندگی تو بہت لمبی ہے وہ کیسے کٹے گی؟؟؟

ڈاکٹر اسے اُتار دیں---- اس نے رجسٹر چیک کرتی ڈاکٹر سے کہا
مگر----

پلیز اسے اُتار دیں اس سے پہلے کہ میں کھینچ کر اُتاروں--- وہ سرد مہری سے بولی تو ڈاکٹر نے اسکی ڈرپ اُتار دی--- اس نے پاس پڑے پیشنٹ ٹیبل سے چادر اُٹھائی اور باہر نکل گئی--- ڈاکٹر حق دق اسے جاتا دیکھنے لگی

میم بشرہ جو میڈیکل سٹور پر کھڑی تھیں اسے چادر لپیٹے رکشہ روکتے دیکھ کر بھاگ کر آئیں مگر تب تک وہ جاچکی تھی
کیپٹن نیلیم آپ اس وقت مگر؟؟؟

میم بشرہ کہاں ہیں؟؟؟ انس نے دروازہ کھولتے سوال کیا

مگر وہ کوئی بھی جواب دیے بغیر اندر آگئی--- ٹائیگر کے روم میں گئی جو لیپ ٹاپ پر اپنے
--- کسی بندے سے کہہ رہا تھا

فائدہ کیا ہوا کوئی ریکارڈ ہاتھ نہیں لگا ایم آز کا---- اس سے اچھا ہم اُس لڑکی کو انوالو ہی نہ کرتے کم وقت کی لالچ میں وقت ہی نکل گیا--- نیلیم آگے بڑھی اور ٹھپ کر کے اسکا

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

لیپ ٹاپ بند کر دیا۔۔۔ میجر عاص نے غصے سے نگاہ اٹھائی تو سفید کھلے کُرتے اور سفید ہی پجامے میں بلیک چادر لیے بکھری بالوں اور سوجی آنکھوں سمیت سرد نظروں سے تکتی نیلیم کو دیکھا

آپ تو۔۔۔ نیلیم نے اسکی بات کاٹی

میورک سی آئی اے کا بندہ ہے اس نے جو دو جاسوس چھڑوانے ہیں وہ لاہور سینٹرل جیل کے قیدی ہیں اُنہوں نے ایک سُرنگ بنا رکھی ہے جسکی مدد سے وہ شاید کل شام تک جیل سے نکل جائیں۔۔۔ میورک کی لوکیشن اور اُسکا باقی سارا ڈیٹا بھی ہمارے پاس موجود ہے۔۔۔ پیٹر کی ریکارڈنگ بھی ایم آز کی لائبریری کا ڈیٹا اُسکے پرسنل موبائل میں موجود تمام کانٹیکس کون کون سیاست دان اس میں ملوث ہیں سب سب ڈیٹا ہے میرے پاس۔۔۔ وہ کسی مشین کی طرح اسے دیکھتی بول رہی تھی

دماغ پر تو گولی نہیں لگ گئی آپ کے؟؟؟ میجر عاص نے طنز کیا

آپ کو وہ سب چاہیے کہ نہیں؟؟؟ وہ سنیجہ تھی

یہ کیسا سوال ہے؟؟؟ آپ کو وہاں کس لیے بھیجا تھا؟؟؟ وہ ناگواری سے بولا

نیلیم نے ایک نظر اسے دیکھا اور واپس چلی گئی۔۔۔ میجر عاص سمجھا وہ اب آئے گی سب فائلز لے کر اب مگر نہیں وہ نہیں آئی۔۔۔ میجر عاص اسکے پیچھے گیا۔۔۔ وہ کمرے میں نہیں تھی وہ لانچ میں آیا تو وہ سنگل صوفے کی بیک سے ٹیک لگائے نڈھال سی پڑی تھی

کیپٹن نیلیم وہ سارا ریکارڈ کہاں ہے آپ تو خالی ہاتھ آئیں تھیں۔۔۔ وہ اسکے سامنے والے صوفے پر بیٹھتا بولا

میجر عاص آپ نے اپنا مشن مکمل کر لیا۔۔۔ میم بشرہ۔۔۔ ایجنٹ انس سب نے آپ سب تو اس وطن سے محبت کرتے ہیں اس کے لیے یہ سب کیا مگر آپ جانتے ہیں میں نے یہ سب کیوں کیا؟؟؟ اس نے میجر عاص کی آنکھوں میں دیکھتے کہا جہاں اس ٹوپک کو کھلتے دیکھ کر ہی اسکے چہرے پر ناگواری پھیل گئی

اپنے وطن سے محبت کرتے ہیں نا آپ؟؟؟ اس نے میجر عاص کی خاموشی توڑنے کو پوچھا ہاں۔۔۔ بہت!!! اسکی اُمید کے مطابق مثبت جواب آیا

اس وطن کا ایک بڑا دشمن پکڑنے کیلئے آپ کو جو ثبوت چاہیے ہیں وہ میرے پاس ہیں۔۔۔ وہ مزید بولی۔۔۔ میجر عاص نے تیکھے چتون لیے اسے دیکھا

کیا کہنا چاہ رہی ہیں صاف صاف کہیں۔۔۔ وہ بیزاری سے بولا۔۔۔ اسی وقت میم بشرہ اندر۔۔۔ آئیں انس بھی ان کے پیچھے ہی اندر داخل ہوا

میں آپ کو سارے ثبوت ایک شرط پر ہی دوں گی۔۔۔ وہ ٹھہری میجر عاص کے ماتھے پر بل پڑ گئے۔۔۔ میم بشرہ اور انس کو بھی اسکی بات اچھی نہیں لگی تھی

ہم سے نکاح کر لیں۔۔۔ بس آواز ہی تو بدلی تھی ورنہ خواہش تو وہی تھی جو منہاج نے کی تھی۔۔۔ وہی آرزو، وہی تمنا تھی مگر نہ اسکے لہجے میں تڑپ تھی نہ دیوانگی بس سپاٹ سا انداز

کیا بکواس ہے یہ؟؟؟ دماغ تو خراب نہیں ہو گیا آپ کا؟؟؟ قتل وتل کروا لیں گی میرے ہاتھوں اپنا مر مرا جائیں گی خدا کا واسطہ ہے یہ پاگل پن بند کر دیں----- وہ از حد بیزاری سے بولا

میجر عاص وقت نہیں ہے ہم سارے ثبوت کسی محفوظ جگہ نہیں چھوڑ کر آئے آپ کا اور کانفیڈنس آپ کو اس بار بہت بری مات دے گا اگر وہ ثبوت گم ہو گئے تو ساری زندگی آپ منہاج کو نہیں پکڑ سکیں گے---- بس سر پکڑ کر بیٹھے رہیں گے تا عمر--- وہ تلخ ہوئی کہاں چھوڑ کر آئی ہو سب کچھ---- تم پاگل واگل تو نہیں ہو؟؟؟ اگر مزاق کر رہی تو ایسا بھیانک مزاق مت کرو کہ میرا دماغ اُلٹ جائے---- وہ صوفہ چھوڑ چکا تھا اب وہ اپنے پیر کے ایک ناخن سے دوسرے کو کھرچ رہی تھی نظریں پیروں پر ہی تھیں کیپٹن نیلیم میں کچھ پوچھ رہا ہوں آپ سے؟؟؟ وہ دھاڑا

میجر عاص ہم میں لڑنے کی ہمت نہیں ہے نا بحث کرنے کی--- اسی لیے مان لیں ہماری بات اور جیت لیں اپنی جنگ--- وہ اب بھی بے تاثر چہرے سے بول رہی تھی میں انکار کرتا ہوں سنا تم نے--- میں تم جیسی عقل سے پیدل جذباتی اور مطلب پرست لڑکی کے ساتھ سے انکار کرتا ہوں--- وہ اس کے صوفے کے دونوں سائیڈ ہاتھ رکھے دھاڑا مگر اُس نے سر اٹھا کر اسکی جانب نہیں دیکھا تھا

کیپٹن نیلیم ہوش میں آئیں ہزاروں جانوں کا سوال ہے وہ اسے کاندھوں سے پکڑ کر جھنجھوڑ چکا تھا

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

ہمارے دل کا سوال ہے۔۔۔ وہ اسکے ہاتھ جھٹکتی چیخی

دل دل دل۔۔۔ ارے تیل لینے گیا آپ کا دل۔۔۔ اس نے میز پر پڑے اخبارات غصے سے دور پھینکے

ہمارا دل یہاں ہے یہاں۔۔۔ اس نے میجر عاص کو بازو سے پکڑ کر اپنی جانب کھینچا اور اسکے دل پر دو مکے مارے

سراسر الزام ہے یہ۔۔۔ آپ نے خود اپنا دماغ خراب کیا ہوا ہے سوچ سوچ کر۔۔۔ نکلیں اس سب سے اور دیکھیں کہ آپ کتنی بڑی احمقانہ حرکت کرنے جا رہی ہیں۔۔۔ وہ پھنکار رہا تھا اسکے ماتھے کی نسیں اُبھرنے لگیں

ہم نے اہنا مطالبہ آپ کے سامنے رکھ دیا ہے۔۔۔ میورک کل تک فرار ہو جائے گا۔۔۔ آپ کے پاس وقت کم ہے ہو سکتا ہے منہاج بھی اس دوران غائب ہو جائے۔۔۔ میں واپس چلی جاؤں آپ ایک بار پھر مشن کی تباہی کے بعد ایک اور کوشش کرنے لگ جائیں۔۔۔ اس نے مستقبل کا اندھیر نقشہ کھینچا

میجر عاص کی برداشت یہیں تک تھی ایک ہاتھ اس کا اٹھا تھا اور کیپٹن نیلیم ابرار دو فٹ پیچھے منہ کے بل گری تھی۔۔۔ اسکی چادر میجر عاص کے پیر سے لپٹ چکی تھی۔۔۔ میم بشرہ نے آگے بڑھنا چاہا تھا جب انس نے انہیں بازو سے پکڑ کر روکا اور باہر نکل گیا۔۔۔۔۔ باہر کوریڈور میں آکر اس نے دروازہ لاک کر دیا

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

انس یہ دونوں کیا پہلے سے خود کو جانتے ہیں؟؟؟ میم بشرہ نے پوچھا

نیلیم میجر عاص سے محبت کرتی ہے آج سے نہیں ایک سال سے بھی پہلے سے۔۔۔ انس دیوار سے ٹیک لگا کر کھڑا تھا۔۔۔ میم بشرہ اس انکشاف پر حیران تھیں

نیلیم کے سر پر پہلے ہی چوٹ لگی تھی اب تو خون بہنے لگا تھا

میجر عاص نے اسکو بازو سے کھینچ کر اپنے جانب موڑا

تم غداری کر رہی ہو۔۔۔ مرمر مٹی اُسکی دولت، حسن شان و شوکت پر اس لیے اُسکے سارے ثبوتوں پر ناگن بن کر بیٹھ گئی ہو۔۔۔ تم نے تو حد کردی میں نے تم پر بھروسہ کیا تمہیں سب کچھ سکھایا تمہاری مدد کی، تمہاری جان بچانے کو دوسری بار بھی تمہیں سیلف ڈیفنس کا آپشن دے کر مشن کی تباہی مول لی اور تم نے کیا کیا دھوکہ دیا ہمیں خود کے پاس ثبوت اکٹھے کرتی رہی ہم یہاں خوار ہوتے رہے پلازہ کے باہر چکر کاٹتے رہے کہ پتا نہیں کیپٹن نیلیم کیوں رابطہ نہیں کر دیں آج پتا چلا کہ آپ کیوں رابطہ نہیں کر رہی تھیں۔۔۔ وہ اسے ایک بار پھر آئینہ دیکھانے لگا۔۔۔ اس نے اپنی پیٹ کی پچھلی پاکٹ سے ریوالور نکال لیا اور اسکی گردن کے اختتام ہر رکھ دیا

تم غدار ہو میں تمہیں معاف نہیں کروں گا۔۔۔ وہ دھاڑا اسکی آنکھیں غیض و غضب سے سُرخ انگارہ ہو رہی تھیں

اتنی آسانی سے نہیں مرنے والے ہم۔۔۔۔ وہ پھنکاری

ہم مریں گے تو وہ سارے ثبوت ہمارے ساتھ دفن ہوں گے۔۔۔ آپ کے وطن پر وہ ظالم فرعون پھر سے ظلم ڈھائے گا۔۔۔ معصوم بچوں کی جان لے گا۔۔۔ آپ کی ایک ہاں انیس کروڑ عوام کو محفوظ کر دے گی ایک درندے سے۔۔۔ وہ کس مٹی کی بنی تھی میجر عاص ششدر رہ گیا

مجھے پتا نہیں تھا کہ تم ایک دھوکے باز، مکار، غدار، مطلب پرست، خود پسند لڑکی ہو۔۔۔ ایک دہشتگرد کا ساتھ دے رہی ہو۔۔۔ وہ اب تک بے یقین تھا

تو طے ہوا کیپٹن نیلیم ابرار اس دنیا کی سب سے بری لڑکی ہے۔۔۔ مگر وہ اپنے موقف سے نہیں ہٹے گی۔۔۔ اس میں اتنی ہمت اتنا جنون تھا کہ شاید ہی کوئی اس کے آگے ٹک پاتا میجر عاص نے اسکے گولڈن سلکی بال اپنی مٹھی میں بے دردی سے جکڑ لیے۔۔۔ اتنا جارحانہ انداز تھا اسکا کہ کیپٹن نیلیم کے لبوں سے چیخ برآمد ہوئی تھی

تم جانتی نہیں ہو مجھے میں کیسے مجرموں سے سچ اُگلواتا ہوں تم مجھے مجبور مت کرو کہ میں تمہیں تشدد کا نشانہ بناؤں۔۔۔ تم بھول رہی یہ پہلے ہی طے ہو گیا تھا کہ اگر تم نے ہمارے مشن کو کوئی نقصان پہنچانا چاہا تو مجھے میجر عاص عالم کا پوری پوری اجازت ہے تمہاری جان لینے کی۔۔۔ نیلیم کو لگ رہا تھا اسکے بال اتر کر میجر عاص کے ہاتھوں میں آجائیں گے۔۔۔ وہ جو وہاں اتنے مردوں کا مقابلہ کر آئی تھی منہاج جیسے بندے کو پیٹ ڈالا تھا اس شخص کے ستم چپ چاپ سہہ رہی تھی

نیلیم کا مرکت از دیاء تبسم

جتنا ٹارچر کر سکتے ہیں کر لیں۔۔۔ ہم بھی اگر جھک گئے تو نیلیم ابراد نہیں۔۔۔ وہ اسے چیلنج کر رہی تھی میجر عاص نے اسے گھسیٹا اور تہہ خانے کی جانب بڑھنے لگا۔۔۔ یہ اپارٹمنٹ خاص مشن کیلئے ڈیزائن کیا تھا اس میں تہہ خانہ پہلے سے ہی موجود تھا اس نے نیلیم کو بڑی بے دردی سے سیمنٹ کے تیخ بستہ فرش پر پھینک دیا

میجر عاص وہ پہلے ہی زخمی ہے۔۔۔ کچھ رحم کریں وہ بے وقوف ہے، نادان ہے میں اُسے سمجھاؤں گی۔۔۔ بچی مر جائے گی۔۔۔ میم بشرہ نے جیکٹ چڑھا کر موزوں میں پسٹل گھساتے میجر عاص سے منت بھرے انداز میں کہا بچی نہیں ہے وہ۔۔۔ وہ بچی نہیں پورے اُنیس سال کی ایک بالغ لڑکی ہے۔۔۔ اُسے نہیں پتا کہ وہ سارے ثبوت اُسکے ملک کیلئے اُن معصوموں کیلئے کتنے اہم ہیں جو یتیمی مسکینی کی زندگی گزار رہے ہیں۔۔۔ کچرے سے اُٹھا کر کھا لیتے ہیں نہیں تو سو لیتے ہیں۔۔۔ وہ بچی ہے جو میرے مقابل کھڑی مجھے بلیک میل کر رہی ہے وہ سمجھتی کیا ہے خود کو؟؟؟ میں نے اتنے بڑے بڑے دشمن ٹھکانے لگا دیے اس بالشت بھر کی لڑکی کی بلیک میلنگ میں آجاؤں گا۔۔۔ وہ غصے سے بھڑک اُٹھا وہ کل کا پورا دن اور رات بند رہی تھی۔۔۔ دن چڑھنے والا تھا اسے گولی لگی تھی اُسکا پروپر ٹریٹمنٹ بھی نہیں ہوا تھا

نیلیم کا حرکت از دیاء تبسم

میورک کی لوکیشن مجھے پتا چل گئی ہے اُسکا جو ساتھی ہمارے بندوں نے پکڑا تھا کل اُسی کا منہ کھلوا کر آرہا ہوں سب اُگل چکا ہے وہ۔۔۔ میں وہاں جارہا ہوں پولیس میرے ساتھ ہوگی اور انس تم لاہور سینٹرل جیل کی انفارمیشن دیتے رہنا کہ وہ خفیہ راستہ ملا پولیس کو کہ نہیں۔۔۔ اس نے لیپ ٹاپ پر بڑی انس سے کہا

پولیس کل رات ہی اُن کو فرار ہوتے دوبارہ گرفتار کرچکی ہے۔۔۔ وہ راستہ بھی مل چکا ہے۔۔۔ انس اسکی جانب دیکھے بغیر سپاٹ انداز میں بول رہا تھا پہلے کیوں نہیں بتایا۔۔۔ ٹائنگر دھاڑا۔۔۔ اسکا مزاج ویسے ہی گرم تھا

سوری سر۔۔۔ انس اب بھی سپاٹ چہرے کے ساتھ سر جھکائے بیٹھا تھا۔۔۔ اسکا ٹائنگر کے بجائے سر کہہ کر بلانا ہی اسکی ناراضگی کا اظہار تھا

اب تمہیں کیا تکلیف ہے؟؟؟ اس کا بس نہیں چل رہا تھا آج سب کا خون پی جائے کچھ نہیں سر۔۔۔ انس نے سنجیدگی سے کہا

بس میں مرجاؤں تم سب خوش ہو جاؤ۔۔۔ عجیب چڑچڑا اور بدمزاج ہو رہا تھا وہ

وہ جو اندر تھوڑی سانسیں لے رہی ہے اُسکا سوچ لینا مرجائے گی وہ بھی۔۔۔ اسکے باہر جاتے قدم انس کے جملے سے بندھ گئے تھے۔۔۔ وہ واپس پلٹا

میں ظالم لگ رہا ہوں تم لوگوں کو اُسکی کوئی غلطی نظر نہیں آرہی۔۔۔ وہ ان کے رویے سے یہی اندازہ لگا پایا تھا

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

جو سمجھنا ہے سمجھو میں ایک غدار کو اُسکی سزا دے کر رہوں گا۔۔۔ وہ جاچکا تھا۔۔۔ پھر یہ ہوا کہ نیلیم کی مدد کے بغیر ہی میورک بھی گرفتار ہو گیا اور سی آئی اے کے دو جاسوس۔۔۔ بھی دوبارہ پکڑے گئے تھے۔۔۔ مگر ان کے خلاف صرف ایک بیان کے سوا کچھ نہیں تھا۔

-

Socialmedia

میورک کی گرفتاری نے میڈیا پر ہلچل مچادی تھی کیوں کہ میجر عاص نے اس میں پولیس کو بھی شامل کر لیا تھا۔۔۔ امریکہ کی جانب سے ثبوت مانگے جارہے تھے۔۔۔ آج بھی میجر عاص کی ہیڈ کوارٹر طلبی ہوئی تھی وہ چاہتا تو نیلیم کی حرکت بتا دیتا مگر کون یقین کرتا کہ وہ لڑکی اس حد تک جاسکتی تھی اسکے لیے۔۔۔ اپنا سب کچھ داؤ پر لگا چکی تھی۔۔۔ سب کچھ ایک جان بچی تھی وہ بھی

وہ صوفے پر ٹانگ پसार کر بیٹھا تھا جب انس اسکے پاس آیا

منہاج کو اسد زبیر لغاری نے اپنی سیکیورٹی میں آسٹریلیا بھیج دیا ہے۔۔۔ جبکہ وہ آسٹریلیا پہنچا نہیں ہے۔۔۔۔ اتنے آرام سے اس نے بم پھوڑا تھا

نیلیم کا حرکت از دیاء تبسم

کیا؟؟؟ میجر عاص کے اس کے لفظ میں کیا کچھ نہیں تھا

وہ غائب ہو چکا ہے۔۔۔۔۔ وہ کہاں گیا پاکستان اور آسٹریلیا کے درمیان ایئرپورٹ کا عملہ بھی نہیں بتا سکا۔۔۔ انس مزید بولا تو میجر عاص جھٹکے سے اٹھا اور تہہ خانے کی جانب چل پڑا۔۔۔ وہ جو تین دن دو راتوں سے یہاں قید تھی بے ہوش پڑی تھی۔۔۔ وہ تو میجر عاص کے پھینکے جانے کے چند لمحے بعد ہی ہوش و خرد سے بیگانا ہو چکی تھی

وہ جارحانہ تیور اور غصے سے پھٹتے دماغ کے ساتھ اسکی جانب بڑھا تھا
-اُٹھو۔۔۔ اوندھی پڑی نیلیم کو اس نے بازو سے پکڑا تو وہ ایسے جھولی جیسے کوئی کپڑا پکڑ لیا ہو
۔۔۔

!!! نیلیم

نیلیم!!! ایک دو تین بار پکارا مگر بے سدھ وہ اس پر تشدد کرنے کی بات کر رہا تھا اور اب اسکی حالت دیکھ کر خود تشویش میں مبتلا ہو چکا تھا

کیوں کرتی ہو تم ایسا؟؟؟ اس نے بے بسی سے اسکے لاغر وجود کو دیکھا۔۔ اسکا چہرہ سفید پڑ چکا تھا

میم بشرہ!!! وہ چلاتا ہوا کوریڈور سے گزر رہا تھا نیلیم کا گٹھڑی بنا وجود اسکی بانہوں میں جھول رہا تھا

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

پلیز آپ اپنی لیڈی ڈاکٹر سے رابطہ کریں۔۔۔ اسے ہوش نہیں آرہا۔۔۔ وہ اسے اپنے کمرے میں لے آیا تھا جو کچھ دیر پہلے ہیٹر کی بناء پر وہ گرم کرچکا تھا

میم بشرہ سر ہلا کر نکل چکی تھیں۔۔ میجر عاص نے کمبل اسکے اوپر اچھے سے لپیٹ دیا۔۔۔ اور اسکے سرانے بیٹھ گیا۔۔ اسکا چہرہ پھیکا پڑا تھا ہونٹ ٹھنڈ سے نیلے ہو رہے تھے

عجیب دورا ہا تھا وہ غلط بھی تھی اور مظلوم بھی۔۔۔ میجر عاص نے بے اختیار اسکے بال سنوارے۔۔۔ انس کھانستا ہوا اندر آیا۔۔۔ جب میجر عاص نے کاٹ دار نظروں سے اسے دیکھا وہ میں سمجھا آپ بڑی تھے۔۔۔ انس مسکرا رہا تھا اسکی مسکراہٹ کے پیچھے کیا وجہ تھی میجر عاص اچھے سے جانتا تھا

لیڈی ڈاکٹر نے آتے ان کو باہر بھیج دیا تھا

لڑکی کو ویکنس بہت ہے اور گولی کا زخم بھی ابھی نہیں بھرا۔۔۔ سر پر کمر پر گردن پر بہت زخم ہیں کیا تشدد کیا ہے کوئی مجرم ہے؟؟؟ انہوں نے میم بشرہ سے پوچھا جبکہ پاس انس اور میجر عاص بھی کھڑے تھے

نہیں ایک ایکسیڈنٹ میں زخمی ہوئی ہے۔۔۔ انہوں نے بات سنبھالی

۔۔۔ ٹھیک ہے آپ ان کی خوراک کا خیال رکھیں ان شاء اللہ بہتر ہو جائیں گی

عقل ٹھکانے آئی ہے کہ نہیں؟؟؟ میجر عاص نے کیپٹن نیلیم سے پوچھا جو بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے بیٹھی تھی۔۔۔ اس نے نفی میں سر ہلایا

میجر عاص آگے بڑھا اسکا بخار چیک کرنے کی غرض سے اسکے ماتھے پر ہاتھ رکھا جسے نہایت ناگواری سے نیلیم نے جھٹک دیا۔۔۔ جب کہ اسکی پُرحدت پیشانی کی جلن میجر عاص نے اپنی ہتھیلی میں محسوس کی تھی

یہ ہمدردیاں مت جتائیں۔۔۔ وہ چیخی تو میجر عاص نے کانوں میں انگلیاں ٹھونس دیں۔۔۔ جب کہ وہ کھانسنے لگی تھی۔۔۔ میجر عاص نے پانی کا گلاس بھر کر اسکے حوالے کیا تھا وہ کھانس کھانس کر سُرخ ہو چکی تھی۔۔۔ میجر عاص نے گلاس اسکے آگے کیا جسے پوری قوت سے اُس نے پھینکا تھا۔۔۔ میجر عاص کو اس سے یہی توقع تھی اسکی جگہ کوئی اور ہوتا تو غصے سے اسے دو رکھتا مگر وہ خاموشی سے کمرے سے نکل گیا۔۔۔ دو گھنٹے بعد میم بشرہ اسکے کمرے میں آئیں تھیں

اسے اُٹھنے کا اشارہ کیا اور ان کے پیچھے ہی میجر عاص اور انس بھی آئے تھے ساتھ ان کے چار اور آدمی تھے ایک وہی لیڈی ڈاکٹر بھی اور وکیل صاحب بھی۔۔۔ سب کی موجودگی نے نیلیم کو حیران کر دیا۔۔۔ وہ اُٹھ کر تو بیٹھ چکی تھی باقی سب انس کی کھینچ کھینچ کر لائی گئی کرسیوں پر بیٹھ گئے تھے

نیلیم کا مرکت از دیاء تبسم

وکیل صاحب نے کیپٹن نیلیم کے چہرے کے زخم دیکھتے سر پر دوپٹہ جمائی کھڑی میم بشرہ کو دیکھا

لڑکی کی مرضی شامل ہے؟؟؟

--پہلا نکاح ہوگا جس میں لڑکی نے لڑکے کے ساتھ زبردستی کی ہے

میجر عاص کے پاس کھڑے انس کا منہ بند نہیں رہا تھا-- میجر عاص نے مکا اسکے پیٹ میں جڑا

!!! آؤچ

کچھ کہا آپ نے بیٹا؟؟؟ وکیل صاحب نے انس سے پوچھا

وہ میں کہہ رہا تھا لڑکے سے بھی مرضی پوچھ لیں--- اسکا مسئلہ سُن کر گواہان کھی کھی کرنے لگے تھے

!!! یہاں دستخط کرو بیٹا

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

ہوچکا آپ کا ڈرامہ چلیں بتائیں کہاں رکھیں ہیں سارے ثبوت--- ایک گھنٹے بعد وہ اسکے سر پر سوار پر کھڑا تھا

یہ کیسا نکاح تھا ہم نے قبول ہے قبول ہے تو بولا ہی نہیں--- ایک اور مسئلہ بیان کیا گیا--- ٹائیگر نے دانت پیسے میم بشرہ اور انس نے منہ پر ہاتھ رکھتے تھہہ ضبط کیا ابھی بولا تو ہے--- ٹائیگر نے صبر سے کام لیا

نا کوئی گانا نا کوئی ریڈ ڈریس نا کوئی ڈھول نا کوئی مولوی ایسے ہوتی ہے شادی؟؟؟ وہ اسے جان بوجھ کر زچ کر رہی تھی

آپ اُٹھ رہی ہیں کہ میں؟؟؟ وہ اب اسے کیا دھمکی دیتا جو زبردستی اس سے اسکا نام چھین کر لے گئی تھی اور وہ کچھ نہ کر سکا تھا

چل رہے ہیں--- وہ کمبل ہٹا کر کھڑی ہو چکی تھی جب واپس آئی تو بلیک ٹراؤزر پر ریڈ شرٹ اور بلیک میجر عاص کی جیکٹ پہن رکھی تھی

دوسروں کی چیزیں واپس بھی کر دینی چاہیے اگر بندہ کبھی ہمدردی میں دے ہی دے تو--- وہ اسکے برابر کار میں بیٹھتا طنزیہ بولا

یہ کسی دوسرے کی نہیں ہے--- میرے ہسبنڈ کی ہے سنا آپ نے---- وہ جیکٹ کو مضبوطی سے تھامے اک ادا سے بولی

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

یہ نا سہی دوسری والی تو واپس کردیں ایک سے گزارا نہیں ہوتا آپ کا؟؟؟ اسکی ایک اور جیکٹ بھی نیلیم کے پاس تھی

شکر کریں میں یہ پہن آئی ورنہ آپکی تیسری جیکٹ بھی میرے پاس چلی آنی تھی۔۔۔ وہ اسکی ڈارک گرے جیکٹ کی جانب اشارہ کرتے بولی تو وہ پہلو بدل کر رہ گیا۔۔۔ جب بھی اسے سردی لگتی تھی میجر عاص کی جیکٹ حاضر ہوتی تھی اور پھر وہ واپس بھی نہیں مانگتا تھا

جنگل میں پہنچ کر پہلے قدم پر ہی وہ رُک گئی

اب کیا مسئلہ درپیش آگیا؟؟؟ وہ زچ ہوا۔۔۔ نیلیم آگے بڑھی اور اسکی جیکٹ کی شرٹ میں۔۔۔ ہاتھ ڈالا

کیا کر ہی ہیں؟؟؟ وہ جھنجھلایا

سیل فون نکال کر اس نے میجر عاص کو دیکھا

آپ جیسا بندہ بھی کوڈ لگاتا ہے؟؟؟ واہ کیا بات ہے۔۔۔ اس پر شوخیاں سوار تھیں

آئیں ایک سیلفی لیتے ہیں میجر عاص۔۔۔ وہ اونچے سے پتھر پر بیٹھ گئی

یہاں ہم پکنک پوائنٹ پر نہیں آئے ہیں۔۔۔ وہ سختی سے بولا

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

جب تک ہمارے ساتھ ہیں زندگی کو تھوڑا سا جی لیں ورنہ ہمارے جانے کے بعد ہمیں یاد ہی کریں گے۔۔۔ وہ اسکے موبائل فون کے کیمرے میں اپنا چہرہ دیکھتے بالوں کی آوارہ لٹیں پیچھے کرتی بولی

اللہ نہ کرے میجر عاص پر اتنا برا وقت آئے کہ آپ کو یاد کرنا پڑے۔۔۔ وہ اسکے ہاتھ سے سیل فون لے چکا تھا

برا وقت بتا کر تھوڑی آتا ہے۔۔۔۔ وہ پتھر سے چھلانگ مار کر نیچے اتر چکی تھی۔۔۔ ہاتھ جھاڑتے آگے بڑھ گئی میجر عاص بھی اسکے پیچھے ہی پہنچا تھا۔۔۔ نیلیم نے جگہ تلاش کی اور میجر عاص کو اشارہ کیا اس نے لکڑی سے ساری کھودائی کی اور کیپٹن نیلیم بیٹھی اسے دیکھتی رہی

کتنی بڑی بے وقوفی کی آپ نے یہاں سب کچھ چھپا دیا اگر کوئی شکاری کھودتا تو؟؟؟ وہ اس پر برس رہا تھا

آئی ایم سوری میجر عاص

آئی ایم ریٹی سوری۔۔۔۔ میجر عاص کچھ نہیں بولا اسے حقیقتاً اس پر بہت غصہ تھا اسکی لاپرواہی اگر سب لے ڈوبتی یہ سارے ثبوت غلط ہاتھوں میں لگ جاتے تو؟؟؟

جنگل کی ویرانی مزید بڑھنے لگی

سارے ثبوت مل چکے تھے۔۔۔ منہاج کی گرفتاری کے لیے پورے ملک پاکستان کے سوا سعودیہ، افغانستان اور چند دو ممالک اور کی پولیس بھی شامل تھی۔۔۔ آج کل منہاج عز ضحاک جسے ایم آز کہتے ہیں کہ میڈیا پر بڑے چرچے تھے کر دوسرے ملک کا میڈیا اس کے پلازہ کی کورٹج کر رہا تھا

ناظرین آپ کو یہ بھی بتاتے چلے کہ یہ دولت مند دہشتگرد اور اسمگلر سعودیہ میں پیدا ہوا اس نے اپنی زندگی کے چند سال بھارت میں بھی گزارے ہیں اور پچھلے تین سال سے مستقل پاکستان میں قیام پذیر تھا جسکی بناء پر ہمارے آئی ایس آئی کے نوجوانوں نے اسے تاریخ کے امیر ترین کریمینل کا مقابلہ۔۔۔ اتنی pablo escobar دھول چٹادی جی دولت اتنا روپیہ پیسہ اور ہیروں کی گنتی نہیں۔۔۔ ہم کہہ سکتے ہیں وہ جرائم کی دنیا کا king of Criminal۔۔۔۔ بے تاج بادشاہ ہے

آئی ایس پی آر کی جانب سے بتایا جا رہا ہے کہ اس انوکھے اور پراسرار مجرم کی پشت پناہی بہت سے ممالک کے سیاست دان کر رہے ہیں اسے چھپایا جا رہا مگر ایک بات یاد رکھی جائے

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

ہر مجرم کو اُسکے کیے کی سزا ملے گی۔۔۔ ناظرین مزید وقت ہمارے ساتھ رہیے اور دیکھیے ایم
۔۔۔ آڑ پلازہ کی تحسین و آرائش

میڈیا کو خبر مل چکی تھی۔۔۔ ہر چینل اسے اپنی پسند کا مصالحہ لگا کر پیش کر رہا تھا کوئی اسے
جرائم کی دنیا کا بادشاہ کہہ رہا تھا تو کوئی حُسن بے مثال کوئی دولت کے پہاڑ گن رہا تھا تو
کوئی مردہ ضمیروں کو جگاتا اسے ایک دہشتگرد قرار دے رہا تھا
نیلیم نے سرد آہ بھرتے چینل بدلا

ناس بتجی و بتروح

(لوگ آتے ہیں اور چلے جاتے ہیں)

اسے لگا یہ آواز اسکے کان کے بالکل قریب ہے۔۔۔ نیلیم کا دل پسلیوں میں
اُچھل پڑا اس نے گردن گھما کر ادھر ادھر دیکھا لانج میں کوئی نہیں تھا۔۔۔ ماتھے سے پسینہ
صاف کیا

کیپٹن نیلیم آر یو اوکے؟؟؟ میم بشرہ نے اسکے چہرے کے اُڑے اُڑے رنگ دیکھ کر دریافت
کیا

ہہ۔۔۔ ہاں۔۔۔ جج۔۔۔ جی!!! اس نے تھوک نگلا

گھبرائی ہوئی لگ رہی ہیں۔۔۔۔ وہ سوپ کا پیالہ اسے تھما کر بولیں

نہیں تو۔۔۔۔ وہ ریلیکس ہوگئی

آج ہمارا موضوع ہے ایک دہشتگرد، ایک اسمگلر، ایک انڈر ورلڈ کا بلیک سٹار جسکا اصل نام منہاج عز ضحاک ہے۔۔۔ کیا وجہ تھی کہ اس قدر خوب رو نوجوان پڑھا لکھا شخص اس قدر گر گیا۔۔۔ کیوں اس نے اپنی زندگی تباہ کی؟؟؟ اس شخص کا پراسرار کردار ہمارے نوجوانوں کو کیا انسپائریشن دیتا ہے کہ بھی واہ کیا حُسن ہے اس بندے کا کیا پرسنیلٹی ہے واہ کیا پلازہ ہے کیا سٹائل ہے زندگی ہو تو ایسی۔۔۔ ایک جانا مانا اسمگلر اور دہشتگرد۔۔۔ یہ یہ ڈیلولپ کرنی چاہیے ہیں ہمیں اپنی نوجوان نسل میں؟؟؟ نہیں بالکل inspiration نہیں۔۔۔ موویز کے ڈراموں کے یہ کردار حقیقی زندگی میں منہ کے بل گرتے ہیں۔۔۔ آج نہیں تو کل جب ان کا ضمیر جاگتا ہے تو پھر انہیں سونے نہیں دیتا۔۔۔ جاگنے نہیں دیتا۔۔۔ کھانے پینے جینے نہیں دیتا۔۔۔ ہو سکتا ہے ممکن ہو کہ اسکی پراسرار شخصیت کے پیچھے کوئی دردناک کہانی ہو مگر درد کے بدلے اگر ہم درد ہی دینے لگے تو پوری دنیا اس درد کو محسوس کرے گی چیخے گی چلائے گی۔۔۔ خوشیاں تو ختم ہو جائیں گی۔۔۔ درد کے بدلے درد دیا جائے ضروری تو نہیں۔۔۔ خود نہ جی سکو تو دوسروں کو بھی جینے نہ دینا کہاں کی انسانیت ہے؟؟؟

کرداروں کی آگاہی بڑھانی چاہیے ہے۔۔۔ negative اور strong ہمیں اپنے لوگوں میں - اگر کوئی انسان جرائم کی دنیا میں بہت آگے بڑھ گیا ہے تو اُسے ایک رول ماڈل کی طرح فلموں، کہانیوں اور ڈراموں دیکھانے کے بجائے اُن کا انجام دیکھایا جائے اور شعور پیدا کیا جائے کہ مجرم مجرم ہے پھر وہ کتنا ہی طاقتور کیوں نہ ہو۔۔۔۔۔ اسے یہاں نہیں روزِ محشر اُسکی عدالت میں تو پیش ہونا ہی ہے جہاں صرف انصاف ہوگا حق کی جیت ہوگی اور باطل !!! کا سر نیچے

جہاں کچھ چینلز اسکے حسن دولت اور طاقت کے قصیدے پڑھ کر معصوم ذہنوں کو ورغلا رہے تھے وہیں ایک آدھ چینل حقائق سامنے رکھ رہا تھا کیوں کہ یہ تو حقیقت تھی کہ ایسے کردار بہت جلد لکھاریوں کے ذہن میں ایک نئی کہانی تشکیل دے دیتے ہیں ان کہانیوں میں ایسے کرداروں کو رول ماڈل دیکھانا سراسر انسانیت کے ساتھ زیادتی ہے

نیلیم کی پُرسوج نگاہیں اسکرین پر جمی تھیں اسے یقین نہیں آتا تھا کہ وہ اس جیسے درندے اور وحشی کے ساتھ اتنے دن رہ کر آئی ہے اور جان مال عزت سمیت محفوظ رہی ہے کیوں؟؟؟ کیسے؟؟؟ کیا وہ واقعے ہی ایک پُراسرار شخصیت تھا

!!دس دن بعد

شام کا اندھیرا پھیلنے والا تھا سورج ڈوبنے کو بیتاب نظر آرہا تھا میجر عاص کھڑکی سے باہر کا یہ حسین منظر دیکھ رہا تھا

ٹائیگر!!! نیلیم کی کنفیوز سی آواز اسکی پُشت پر اُبھری مگر پچھلے دس دنوں سے جیسے وہ اسکی ہر آواز پر کان لپیٹ لیتا تھا اس پر بھی یہی کیا۔۔۔ وہ اسے دس دنوں سے خاموشی کی مارا مار رہا تھا اسکے کسی سوال کا جواب نہ دیتا۔۔۔ جہاں اسے موجود دیکھتا وہاں سے غائب ہو جاتا وہ بات کرنے لگتی اُٹھ کر چلا جاتا۔۔۔ اسے پچھلے تین روز سے بخار تھا وہ اسکی ناراضگی برداشت نہیں کر پارہی تھی۔۔۔ شدت گریہ سے اسکی آنکھیں سوج گئیں تھیں

میجر عاص۔۔۔ نیلیم نے اسکا بازو تھام کر ہلایا تھا

میجر عاص ہماری بات سنیں نا۔۔۔ وہ رونے لگی۔۔۔ گرم سیال سبز کٹوروں سے بہنے لگا میجر عاص نے جھٹکے سے اپنا بازو چھڑوایا۔۔۔ مگر اسکی جانب دیکھنے سے گریز کیا تھا

ہم آپ کو بلیک میل نہیں کرنا چاہتے تھے بس آپ کے غصے میں کہے وہ ال۔۔۔۔ میجر عاص نے اسکی بات پوری نہیں ہونے دی تھی وہ کمرے سے جانے لگا تھا جب نیلیم نے

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

دوڑ کر اسکی کمر ہر سر رکھتے بازو اسکے سینے کے گرد باندھ دیے۔۔۔ میجر عاص اس حرکت پر ششدر رہ گیا جبکہ وہ اسکی کمر پر سر رکھے شدت سے رو رہی تھی۔۔۔ میجر عاص نے اسکے نازک ہاتھ اپنے چوڑے سینے سے ہٹانے چاہے مگر وہ اور سخت گرفت کرتی اسکی پوری شرٹ اپنے آنسوؤں سے بھگو چکی تھی

ہمیں معاف کر دیں ہم وعدہ کرتے ہیں ہم غدار نہیں ہیں ہم نے وہ سب صرف آپ کے غصے می کہے گئے الفاظ کی بناء پر کیا تھا ورنہ ہمیں بھی اُن لوگوں کا دُکھ اُتنا ہی جنہوں نے منہاج جیسے دہشگردوں کی وجہ سے اپنے کھو دیے۔۔۔ اسکی آواز بھاری ہو چکی تھی۔۔۔ وہ اسکے بدن کی حدت کو اپنے اندر اُترتا محسوس کر رہا تھا۔۔۔ میجر عاص نے اسکے ہاتھ اپنے سینے سے ہٹائے تو اس کے بدن کی تپش چند پل کے لیے اسے شرمندہ کر گئی۔۔۔۔ وہ بخار میں جھلس رہی تھی

ادھر بیٹھیں۔۔۔ میجر عاص نے اسے اپنے بیڈ پر بٹھایا اور پانی کا گلاس لے کر آیا جسے اس نے دونوں ہاتھوں سے تھام کر غٹا غٹ چڑھ لیا۔۔۔ میجر عاص نے گلاس تھام کر سائیڈ ٹیبل پر رکھا اور اسکے سامنے کرسی کھینچ کر لاتا بیٹھ گیا

رو کیوں رہی ہیں؟؟؟ میں نے آپ سے کچھ کہا؟؟؟ ہیڈ کوارٹر کمپلین کی؟؟؟ رپورٹ میں شکایت کی یا نکاح کو ڈسکلوز کیا؟؟؟ بتائیں۔۔۔ اس نے نیلیم کی جانب دیکھا جو اپنے ہونٹ کاٹنے میں مصروف تھی

آپ ناراض تھے اس لیے۔۔۔ وہ بہت دیر بعد بولی تھی

آپ نے اتنا کچھ کیا زبردستی کا نکاح بھی کر لیا اور میں ناراض بھی نا ہوں۔۔۔ اس کے چہرے پر اب بھی سنجیدگی رقم تھی

ہو جایا کریں ناراض مگر پھر مان بھی جایا کریں۔۔۔ وہ ہاتھ کی پشت سے آنکھیں رگڑتی سوں سوں کر رہی تھی میجر عاص اٹھا اور ٹشو باکس لا کر اسکے سامنے کیا۔۔۔ نیلیم نے ایک ٹشو اٹھایا

آپ اتنے دنوں سے ہم سے بات نہیں کر رہے تھے (روتے ہوئے ایک اور ٹشو اٹھایا) ہم نے سوری کا کارڈ بھی لکھا تھا (اس نے ایک اور ٹشو نکالا ناک رگڑی) میم بشرہ جو کافی لاتی تھیں آپ کیلئے (ایک اور ٹشو) وہ۔۔۔ وہ بھی ہم بناتے تھے (تین چار ٹشو اکٹھے نکال کر ناک رگڑی) تین دن سے بخار ہے ہمیں (پھر ٹشو) مگر آپ نے پوچھا تک نہیں۔۔۔۔ وہ چہرہ ہاتھوں سے صاف کرنے لگی تو میجر عاص نے پھر ٹشو باکس اسکے آگے کر دیا۔۔۔ نیلیم نے ایک نظر اسے دیکھا اور پھر ٹشو باکس کو جھپٹنے کے انداز میں پکڑ

کر بیڈ پر پٹخا۔۔۔ میجر عاص ذرا کی ذرا مسکرایا اور اسکے دائیں طرف بیڈ ٹشوز کی لگی چھوٹی سی ڈھیری مٹھیوں میں اٹھا کر روم ڈسٹ بین میں پھینک آیا۔۔۔ ہاتھ دھو کر روم سے نکل گیا۔۔۔ نیلیم اسکے روم میں ہی بیٹھی رہی پھر بیڈ پر آہستہ آہستہ اوپر ہوتی لیٹ گئی

گلاس رکھنے کی آواز پر اس نے آنکھ کھولی

مجھے آپ کی سب سے بری عادت پتا ہے کیا لگتی ہے۔۔۔ وہ اسے میڈیسن دیتا بولا

نیلیم نے ہتھیلی آگے کی اور سوالیہ انداز میں اسکا چہرہ دیکھنے لگی

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

یہ جو آپ اپنی منوانے کو بھوک ہڑتال کر لیتی ہیں۔۔۔ وہ اسے دودھ کا گلاس تھا رہا تھا

پورا فنش کریں۔۔۔۔ اسے گلاس منہ سے الگ کرتا دیکھ کر وہ ٹوکنے لگا

مجھے بچوں کی طرح ٹریٹ مت کریں۔۔۔۔ وہ تنگی

بچوں کی طرح؟؟؟ کم از کم بھی آپ مجھ سے دس سال چھوٹی ہوں گی۔۔۔ وہ میڈلسن ڈرا
میں رکھتا بولا

عمر کا کیا ہے رشتے میں تو ہم برابر ہیں نا۔۔۔ اس نے خالی گلاس میجر عاص کی جانب بڑھایا
تو وہ کچھ بولے بغیر گلاس لے گیا۔۔۔ نیلیم اسکے کمرے میں اسی کے بیڈ پر پورے استحقاق
سے لیٹی خوابِ خرگوش کے مزے لے رہی تھی

Writers

نیویارک کے ایک خوبصورت اپارٹمنٹ میں گلاس وال سے باہر کا منظر دیکھتا وہ شخص سگار
کے لمبے لمبے کش لے رہا تھا اس سے نکلتا دھواں کوئی بہت دل کے قریب رہنے والے کی
شبیبہ بنا رہا تھا۔۔۔ اسکے بھورے بال آج بھی اتنے ہی چمکیلے تھے اور بھوری آنکھیں اتنی ہی
نشیلیں وہ آج بھی پینٹ کوٹ میں ملبوس تھا وہی ایک ہاتھ پینٹ کی جیب میں ڈالنا اور

نیلیم کا مرکت از دیباء تبسم

دوسرے سے سگار پینے والا انداز، اسکے پیچھے پانچ ملکوں کی پولیس تھی تو اسکے ساتھ پانچ مختلف ملکوں کی سیاسی شخصیات مگر اسکے رویے میں کوئی تبدیلی نہیں آئی تھی

!!!ہیلو

---منہاج نام ہے میرا

آں ہاں--- لوکیشن ٹریس کرنے کی ضرورت نہیں ہے--- تم لوگ مجھے نہیں ڈھونڈ سکتے---
--- میں خود آؤں گا--- وہ ایسے بات کر رہا تھا جیسے میٹنگ کرنے جانا ہو کسی سے

کب؟؟؟ کب آؤ گے؟؟؟ قیامت کے روز؟؟؟ کرنل زاکر شاہ پھنکارا

جب تم بلاؤ--- منہاج نے سگار کا دھواں گلاس ڈور پر چھوڑا ہڈ ٹاؤن منہاٹن اس گلاس ڈور سے صاف نظر آتا تھا

میری ایک شرط ہے--- اس نے بے تاثر لہجے میں کہا

کیا؟؟؟ منہاج کی بھوری آنکھوں میں سبز جانچ آسمائے تھے کوئی خوبصورت سا عکس لہرایا تھا
!!!کیپٹن نیلیم آئے گی مجھے گرفتار کرنے

وہ دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسرے میں پھنسائے صوفے پر بیٹھا تھا سامنے بیڈ پر وہ سو رہی تھی۔۔۔ پُر سکون نیند۔۔۔ دس راتیں میجر عاص نے اسے پاگلوں کی طرح جاگتے گزارتے دیکھا تھا مگر وہ اسے سمجھانا چاہتا تھا کہ جو اس نے کیا وہ غلط تھا کم از کم ایک کیپٹن کی پوسٹ پر موجود فرد ایسا کام نہیں کر سکتا جسکا نیلیم ابراہا کو اچھے سے احساس تھا حقیقت تو وہی جانتی تھی کہ اُس نے یہ سب پاکستان کیلئے کیا تھا۔۔۔ یہاں کے باشندوں کیلئے مگر میجر عاص سے اپنی توہین کا بدلہ لینا اس نے فرض سمجھا تھا

اس نے بے خوف سوتی نیلیم کو دیکھا اور اُٹھ کر ٹہلنے لگا اسکے اندر کا اضطراب کم نہیں ہو رہا تھا

کرنل زاہر شاہ نے جب سے منہاج کی ڈیمانڈ بتائی تھی تب سے وہ بے چین تھا کیوں؟؟؟

وہ بیڈ پر سوئی بے خبر نیلیم کے پاس آیا اسکی نیند خراب نہ ہو اسی ڈر سے اُس نے اسے اُٹھایا نہیں تھا اور خود لالچ میں سو گیا تھا مگر جب سے یہ اطلاع ملی تھی عجیب سی بے قراری لگ

!! گئی تھی دل کو

وہ بیڈ لے کنارے آبیٹھا۔۔۔ اسکی نظریں ان شہد رنگ بالوں میں الجھنے لگیں۔۔۔ دھیرے سے ہاتھ بڑھا کر اس نے نیلیم کے منہ پر آئے بال ہٹائے یو لگا بادلوں میں چھپا چاند باہر آگیا ہو۔۔۔ اسکے ناک میں پہنی نوز پن چمکنے لگی۔۔۔ میجر عاص نے اسے ہلکے سے اپنی انگلی

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

سے چھو۔۔۔ عجیب سی بے خودی اس پر طاری ہونے لگی۔۔۔ اسکے ہونٹوں کے پاس بیٹھے تل کو دیکھنے لگا۔۔۔ اسے محسوس ہوا وہ جاگ رہی ہے۔۔۔ جیسے بھی حالات رہے ہوں وہ انٹیلیجنس سے تعلق رکھنے والی لڑکی تھی۔۔۔ اتنی گہری نیند کیسے سو سکتی تھی

نیلیم مجھے پتا ہے آپ جاگ رہی ہیں۔۔۔ وہ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگاتا بولا

۔۔۔ نیلیم شش و پنج میں پڑ گئی اٹھے یا سوتی بنے

مجھے ایک ضروری بات کرنی ہے آپ سے۔۔۔۔۔ وہ بیڈ سے نیچے اُترا نیلیم بھی اسکے پاس ہی آکھڑی ہوئی

کیا بات ہے؟؟؟ منہاج مل گیا؟؟؟ اس نے پوچھا

وہ گرفتاری دینے کو تیار ہے مگر۔۔۔۔۔ وہ رُکا

مگر کیا؟؟؟

وہ چاہتا ہے کہ کیپٹن نیلیم اُسے گرفتار کرنے آئے۔۔۔ اس نے دونوں ہاتھ بیلٹ پر لٹکائے نیلیم کو دیکھا جسکے چہرے پر جلال اُتر آیا تھا

ہم ہر گز اب اُسکے سامنے اُس کے پاس نہیں جائیں گے۔۔۔ وہ نفی میں سر ہلاتے بولی

آپ اُس کے قریب مت جائیں۔۔۔ دور رہیں اُس سے بس ہمارے ساتھ چلی جائیں۔۔۔ وہ یہی مناسب سمجھا تھا۔۔۔ مگر نیلیم کا چہرہ اچانک سُرخ پڑ گیا۔۔۔ اسکی آنکھیں انگارے چبانے لگیں

---اسنے آگے بڑھ کر عاص کو گریبان سے تھام لیا

تم نے ہمیں اُس کتے کے سامنے ہڈی کے طور پر پھینک دیا ہے اور تم کہہ رہے ہو کہ ہم؟؟؟

ہم اُسکے قریب جاتے ہیں؟؟؟ ہم اُس سے دور رہیں--- اس نے پل بھر میں آپ سے تم تک کا فاصلہ طے کیا تھا

---آپ اپنی حدود میں رہیں--- وہ لہو رنگ آنکھوں سے اسے تکتا دھاڑا تھا

چلاؤ مت--- مت چلاؤ مسٹر عاص عالم--- ہم جانتے ہیں جب وہ اِس ہڈی کو اُچکنے کیلئے لپکے

گا تم اپنے بچھائے جال کی رسیاں کس لو گے--- تمہیں بس اپنا دیس اپنا ملک دس ہزار بندہ نظر آرہا ہے--- ہم نظر نہیں آرہے؟؟؟ ہم منکوحہ ہیں تمہاری--- کچھ تو غیرت سے کام لو--- وہ عجیب ہذیبی انداز میں چلا رہی تھی--- میجر عاص اسکی سوچ پر ششدر کھڑا تھا--- اس نے ساکت نظروں سے پھری نیلیم کو دیکھا

مم--- میں نے تمہیں یہ---ہڈی--- اسکے منہ سے الفاظ نہیں ادا ہو رہے تھے--- اس نے اُسے گن چلانا سکھائی، کراٹے سکھائے اسے اتنی ٹریننگ دی--- پھر اس کی حفاظت کا ہر سامان کیا--- جب منہاج نے اسے ایموشنلی ٹریپ کرنا چاہا تو اسنے نیلیم کو سیلف ڈیفنس کی اجازت دی اور مشن کو پھینکا بھاڑ میں اور اب وہ اسے کہہ رہی تھی کہ وہ اسے استعمال

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

کر رہا ہے۔۔۔۔۔ یہ رشتہ بھی اُس نے اپنی مرضی سے جوڑا۔۔۔ ایگریمنٹ بھی خود سائن کیا مگر آخر کار سارا الزام آیا اس کے

سر۔۔۔ وہ خاموشی سے باہر نکل گیا۔۔۔ نیلیم جو اسکی جانب سے کسی سخت قسم کے ردِ عمل کے انتظار میں تھی اسکی شکایتی نظریں دیکھ کر سہم سی گئی تھی۔۔۔ حقیقت تو یہ تھی کہ وہ منہاج سے خوفزدہ تھی اتنی مشکل سے تو اُس آواز سے جان چھوٹی تھی کہ پھر

Socialmedia



کل کرنل زاکر شاہ آئے تھے کیپٹن نیلیم سے بات کرنے اور اسکی غلط فہمی اور چھوٹی گھٹیا سوچ بدلنے کہ وہ اسے استعمال کر رہے ہیں کل تو میم بشرہ کیپٹن ارتج کیپٹن منزہ سب جائیں گے تو کیا وہ ان سب کو استعمال کر رہے ہیں؟؟؟ ان کی برین واشنگ ہی تھی کہ اسکا دماغ کچھ حالات پر واپس آیا تھا

ایک بار پھر ان کے درمیان بات چیت بند ہو چکی تھی۔۔۔ وہ اپنا سپائے ایئر پیس پھر سے نکالے بیٹھی تھی۔۔۔ اسے کل جانا تھا ان سب کے ساتھ وہ اپنی تیاریاں مکمل کر رہی تھی۔

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

-- اس سے پہلے وہ نہا کر نکلی تھی جب میم بشرہ نے اس کے بالوں کی لمبائی دیکھنے کو ان کرلز ختم کر دیے اسٹریٹ بال گھٹنوں کو چھونے کی کوشش کر رہے تھے

--- وہ دائرے میں اُجھی ہوئی تھی جب میجر عاص کمرے کے اندر داخل ہوا

آپ کی نوز پین کہاں ہے؟؟؟ اس کے سوال پر نیلیم ابرار ٹھٹک سی گئی تھی--- وہ سمجھتی تھی وہ اسے دیکھتا تک نہیں ہے مگر چند سیکنڈز میں اتنی ننھی سی تبدیلی وہ محسوس کر گیا تھا یہ لیں--- اس نے ہتھیلی نیلیم کے سامنے پھیلائی وہ دائرے چھوڑ کر جھٹکے سے اُٹھی تھی--- کھلے بال دائیں شانے پر بکھر بکھر سے گئے

آپ نے بال کیوں اسٹریٹ کرواتے؟؟؟ وہ قدرے ناگواری سے پوچھ رہا تھا--- نوز پین کی طرف بڑھتا اسکا ہاتھ یک لخت ہی ٹھہر سا گیا تھا--- ستارے نیلیم ابرار کے آس پاس گردش کرنے لگے

وہ--- ویسے ہی--- وہ محو حیرت تھی کہ کل والی تلخ کلامی کے باوجود وہ بول رہا تھا

جائیں واش کر کے آئیں ہیئرز--- اس نے نیلیم کو حکیمہ لہجے میں کہا

مگر کیوں؟؟؟

کیوں کہ میں کہہ رہا ہوں--- وہ سختی سے بولا

نہیں مان رہے ہم آپ کی بات--- پہلی مرتبہ تو اس نے بال اسٹریٹ کیے تھے

مجھے آپ کی یہی بات اچھی نہیں لگتی--- وہ تپ کر بولا

نیلیم کا حرکت از دیاء تبسم

ہونہ۔۔۔ آپ کو تو ہماری کوئی بھی بات اچھی نہیں لگتی۔۔۔ وہ تیکھے لہجے میں کہتی نوز پن
ڈالنے لگی

یہ بھی ہے۔۔۔۔ ٹائیگر نے اسکے ہاتھ سے نوز پن لیتے کہا

یہ یہ تو واپس کرتے جائیں۔۔۔ ہماری نوز پن۔۔۔ اسکے چلاتے چلاتے وہ دروازہ زور سے مارتا
نکل گیا

Socialmedia



منہاج وعدے کے مطابق حاضر تھا اسکا پلازہ ویسے ہی جگمگا رہا تھا گارڈز کی ویسے ہی
۔۔۔ سیکیورٹی تھی

Writers

وہ اپر فلور میں سے ایک پر موجود تھا جہاں ہیرے پڑے ہوتے تھے۔۔۔ اس نے تمام گارڈز
کو نیچے بھیجا اور خود وہ روم کھول کر اندر داخل ہو گیا۔۔۔ ڈیجیٹل لاک کھولے تو ہیروں کی
چمک نے ان بھوری آنکھوں کو چندھیا دیا۔۔۔ ہیرے اتنے تھے کہ ان کی چمک نے پورے
کمرے کو منور کر رکھا تھا

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

ایم آرز پلازہ کے اوپر آرمی ہیلی کاپٹر گھوم رہے تھے تو نیچے پولیس کی گاڑیاں تھیں اسکے فارم ہاؤس پر بھی اسی طرح حملہ کیا گیا تھا۔۔۔ گارڈز بھاگنے لگے۔۔۔ بندوقیں پھینک کر چھتیں پھلانگ کر۔۔۔ میجر عاص ہیلی کاپٹر کے اوپر سے پورا ویو دیکھتا پولیس آفیسرز کو گائیڈ کر رہا تھا اسکے پلازہ سے درجنوں افراد ایسے ملے تھے جو نازندوں میں تھے نہ مردوں میں۔۔۔ اسکے فارم ہاؤس کا بھی یہی حال تھا

پیٹر کو ایس پی بلال نے ہتھکڑیاں لگا کر اندر پھینکا تو وہ اسے انگریزی میں گالیاں نکالنے لگا کیپٹن نیلیم آپ سب سے اوپر والے فلور پر چلی جائیں۔۔۔ میجر عاص کی آواز اپنے ایر پیس میں سُن کر وہ لفٹ کے ذریعے اوپر بھاگی

کیپٹن نیلیم کے سوا کوئی نہ آئے۔۔۔۔۔ کرنل زاکر شاہ کو اس نے ایک بار پھر وارن کیا نیلیم ریوالور اوپر کی جانب کرتی چوکناسی اوپر آئی ہر طرف خاموشی تھی صرف نیلیم کی تیز سانسوں اور قدموں کی آواز آرہی تھی

وہ کوریڈور کے آخری روم میں داخل ہوئی اور ٹھک کر کے دروازہ کھولا اندر کوئی نہیں تھا سوائے کھلی الماریوں سے جھانکتے ہیروں کے ان کی چمک کے مگر نیلیم ابرار نے ایک بار بھی ان کی جانب نہیں دیکھا تھا۔۔۔ وہ دروازے سے اندر داخل ہو کر سیدھی جارہی تھی جب اس نے اپنے پیچھے دروازہ بند ہونے کی آواز سنی

ٹھک

پیچھے مڑ کر دیکھا تو وہی تھا جسکی اُمید تھی وہ ایک ایک مضبوط قدم اُٹھاتا اس تک آیا

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

اسکے قدموں کی دھک دھک نیلیم ابرار کو اپنے دل میں محسوس ہو رہی تھی
بڑی منزلوں کے مسافر چھوٹا نہیں رکھتے گڑیا!!! صاعقہ کی ماضی میں کہی بات اسے یاد آئی
کون ہو تم؟؟؟

کہاں سے آئی ہو؟؟؟

کیا مقصد ہے تمہارا؟؟؟

میں یہ سب نہیں پوچھوں گا میں جانتا ہوں تم جو کوئی بھی ہو میری خیر خواہ نہیں ہو سکتی
وہ ٹھر ٹھر کر بولتا اسکے سامنے آکھڑا ہوا

تو وقت آگیا تھا نیلیم ابرار موت کے منہ میں ہاتھ ڈالنے کا صحیح وقت تو یہ تھا
کیپٹن نیلیم!!! میجر عاص نے پکارا
میں کیپٹن نیلیم ہوں

Writers

میجر عاص عالم کی بیوی

میں آئی ایس آئی کیلئے کام کرتی ہوں

تم نے صحیح کہا میں تمہاری خیر خواہ نہیں ہوں--- ہو ہی نہیں سکتی کیوں کہ خیر کا لفظ تو
تمہارے ساتھ لگتا ہی نہیں--- وہ بھی جواباً اسی کے انداز میں بولی

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

منہاج نے بھی پسٹل نکال لی۔۔۔ اور چل کر اسکے قریب جانے لگا۔۔۔ دور رہنا نہیں تو فائر کردوں گی۔۔۔ اس نے ایک گولی چلائی منہاج نے پیر اٹھالیا دوسری بار بھی یہی ہوا اور تیسری بار بھی مگر وہ اس تک پہنچ گیا تھا

اسکی گردن کے گرد لگے لوپ کو کھینچ دیا۔۔۔ اسکا ایئر پیس کام کرنا بند کر گیا

کیپٹن نیلیم؟؟؟ میجر عاص کی آواز کا گلا گھونٹ دیا گیا

میں منہاج عز ضحاک ہوں

آئی ایس آئی مجھے ایم آز کے نام سے جانتی ہے

انڈر ورلڈ مجھے بلیک سٹار کہتا ہے

کیپٹن نیلیم میری ملکہ ہے

اس نے نیلیم ابرار کی آنکھوں میں جھانکا

تم ہمیں خوفزدہ کرنا چاہتے ہو تو سن لو ہم تم جیسے درندے وحشی سے نہیں ڈرتے۔۔۔ وہ شیرنی کی طرح دھاڑی

جانتا ہوں۔۔۔ مگر کیا تم جانتی ہو کہ یہ سامنے کھڑا انسان درندہ اور وحشی کیوں بنا؟؟؟

نہیں اور نا ہی میں یہ جاننے میں انٹرسٹڈ ہوں۔۔۔ وہ تنگی

بیٹھ جاؤ۔۔۔ منہاج نے کہا

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

میں بغیر بتائے وار نہیں کرتا تمہیں بتا کر تمہیں ماروں گا۔۔۔ اس نے فاصلے پر ہوتے کہا تو نیلیم نیچے بیٹھ گئی

منہاج نے کافی

سارے ہیرے مٹھی میں اٹھائے اور لا کر اسکی جھولی میں ڈال دیے۔۔۔۔ وہ کھڑا ان ہیروں کا بہائے جارہا تھا الماس نیلیم ابرار کی گود میں بکھرے پڑے تھے

کیا ان کی چمک ایٹریکٹو ہے؟؟؟ وہ پنچوں کے بل اسکے سامنے بیٹھ گیا

بالکل بھی نہیں۔۔۔ اس نے خود ہی جواب دیا۔۔۔ تمہارے آس پاس بکھرے ہیں یہ ہیرے مگر تم ان سے کہیں زیادہ قیمتی اور ایٹریکٹو ہو۔۔۔ اس نے ہیرے اٹھا کر یوں ہی نیچے بکھیر دیے اور نیلیم کے سامنے بیٹھ گیا

میں تمہیں بتانا چاہتا ہوں کہ میں کون ہوں؟؟؟ اور تم مجھے خوشی سے سنو گی کہ اس کی ایک بڑی قیمتی ادا کروں گا میں۔۔۔ اپنی آزادی کو تمہاری محبت کی کامیابی کے نام کردوں گا۔۔۔ وہ ریلیکس ہو کر بیٹھ گیا۔۔۔ نیلیم اسے سننے لگی

میں سعودیہ عرب میں پیدا ہوا تھا۔۔۔ اس نے شروع کیا

مگر کافر۔۔۔ نیلیم نے اسکی بات کاٹی

نہیں میں مسلمان ہوں۔۔۔ وہ نفی میں گردن ہلاتا بولا

Muslims are not terrorists if you are a terrorist, you are not
a Muslim

مسلمان دہشتگرد نہیں ہوتے اگر تم دہشتگرد ہو تو تم مسلمان نہیں (نیلیم نے سختی سے اسکی)
بات کاٹی

ہاہاہاہا۔۔۔۔۔ آدھے دہشتگرد مسلمان ہیں۔۔۔۔۔ وہ قہقہہ لگا کر ہنسا
وہ مجاہد ہیں جنہیں انگریز دہشتگرد کہتے ہیں۔۔۔۔۔ وہ دہشتگرد نہیں ہیں۔۔۔۔۔ مجاہد اور دہشتگرد میں
بہت فرق ہوتا ہے۔۔۔۔۔ تم نے کبھی قرآن پڑھا ہو تب نا۔۔۔۔۔ وہ اسکی بات پر بھڑک کر بولی
تھی

قتل گناہ کبیرہ ہے اور اسکی معافی مانگ لو۔۔۔۔۔ گو کہ انسان معاف نہیں کرتے مگر رب
معاف کر دے شاید۔۔۔۔۔ اپنے آپ کو پولیس کے حوالے کر دو۔۔۔۔۔ نیلیم نے اسکے جھکے چہرے
کو دیکھا

کبیرہ گناہ بغیر توبہ معاف نہیں ہوتے۔۔۔۔۔ فرمانِ الہی ہے: اگر تم کبیرہ گناہوں سے اجتناب کرو
تو ہم تمہارے (صغیرہ) گناہوں کو (ویسے ہی) معاف کر دیں گے اور تم کو باعزت
(مقام) جنت میں داخل کریں گے۔ (النساء: 31)

جھکے جھکے سر کے ساتھ اس نے پڑھا۔۔۔۔۔ پھر رُک کر نیلیم کا حیران چہرہ اور پھٹی پھٹی
آنکھیں دیکھیں

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے : جو کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کرے، اس کی سزا ہمیشہ کے لیے جہنم، اللہ کا غضب، اس کی لعنت اور اس (قاتل) کے لیے بہت بڑا عذاب تیار ہے۔ (الاسراء: 31) -- نیلیم کی آنکھوں میں دیکھتے اس نے ایک اور آیت کریم کا ترجمہ سنایا

تت----تم---- نیلیم پر کپکپی طاری ہونے لگی---اس نے اپنے ہاتھوں لغزش محسوس کی تھی

میں نے قرآن پاک کو حفظ کیا--- یاد رکھا پھر بھول گیا---وہ ٹھہرا

میں خود کو حق پر سمجھتا تھا کہ خون کا بدلہ خون---- اور اس ایک حق نے میرے کتنے ناحق قتل کروا دیے--- اس نے اپنے ہاتھوں کو دیکھا

میں آج یہاں ہوں تو صرف تمہاری وجہ سے--- میرے اپنے تو سارے مر گئے تھے مگر جب تمہیں کھودیا تو میں نے سوچا تم تو ایک لڑکی ہو جو مجھے اچھی لگتی ہو اس کے سوا تو ہمارا کوئی رشتہ نہیں کوئی بھی نہیں--- چند لمحات کا ساتھ بس اور جنہوں نے بیس بیس تیس تیس سال اولادوں کے ساتھ گزارے جب یونیورسٹی سے وہ واپس نہیں آتے ہوں گے کوئی نشہ سے کوئی بلاسٹ سے مر جاتا ہوگا تو وہ کتنا تڑپتے ہوں گے--- روتے چلاتے ہوں گے پاگل ہو جاتے ہوں گے جیسے میں ہو گیا تھا اپنے خاندان کی تباہی پر--- میری بہن آئی تھی پاکستان ڈاکٹر بننے یہاں اُسے جلا دیا گیا مار دیا گیا میری آنکھوں کے سامنے میری کائنات میری ثوبی کو چھوڑ کر فوج کے بندے ہر بچے کو نکال رہے تھے--- وہ خوف سے بارود بھرے ٹرک کے پاس کھڑی تھی--- مگر کسی نے اُسکی مدد نہیں کی ہمیں جانے نہیں دیا--- میں نے ہاتھ جوڑے پیر پکڑے مجھے جانے دو مگر تم لوگ سمجھتے ہو تم لوگ سب

نیلیم کا حرکت از دیاء تبسم

کر سکتے ہو اور ہم کسی لائق نہیں۔۔۔ ٹرک پھٹ گیا میری آنکھوں کے سامنے میں میری کائنات جلتی رہی۔۔۔ وہ آگ میں جل رہی تھی تہ۔۔۔۔ تم سوچو اسے کتنی تکلیف ہوئی ہوگی کتنا درد ہوا ہوگا۔۔۔ میں تو اُسے چولہے کے پاس نہیں جانے دیتا تھا مگر اُس دن؟؟؟ پھر بابا سب چھوڑ چھاڑ کر ہر رکاوٹ توڑ کر اُس رک پہنچے مگر آگ کے شعلوں نے اُنہیں بھی اپنی لپیٹ میں لے لیا۔۔۔ میں جانا چاہتا تھا اُنہیں بچانے مگر اس ملک کی فوج نہیں مجھے جکڑ لیا آگ کی نذر ہونے سے بچالیا میں چلا رہا تھا کہ چھوڑ دو مجھے ورنہ میں آنے والے وقت میں تم لوگوں کو نہیں چھوڑوں گا اور میں نے انہیں پھر نہیں چھوڑا۔۔۔ نہیں چھوڑا۔۔۔ اسکی آواز مدھم ہونے لگی

تم لوگ یہ سوچتے ہو کہ فلاں شخص دہشتگرد ہے۔۔۔۔ یہ کیوں نہیں سوچتے کہ وہ ایسا کیوں ہے؟؟؟ اس نے شکوہ کرتی نظروں سے کیپٹن نیلیم کو دیکھا

میں بدلے کی آگ میں بھڑک رہا تھا مجھے اس فوج سے بدلہ لینا تھا جس نے تمام۔۔۔ اسٹوڈنٹس کو بچا لیا تھا سوائے میری بہن کے

یہ محظ ایک حادثہ تھا، ایسا ہونا تھا ورنہ اُنہیں کیا پتا تھا کہ وہ لڑکی کون ہے۔۔۔۔ کسی نے جان بوجھ کر اُسے مرنے کو نہیں چھوڑا ہوگا۔۔۔ یقین کرو میرا۔۔۔ ہم (بطور فوج) ایسے نہیں ہیں۔۔۔ وہ اس کی بات کاٹتی اسکی غلط فہمی دور کرنے لگی

نہیں تھا یہ ایک حادثہ سوچی سمجھی پلاننگ تھی آخر میں میری بہن ہی کیوں رہ گئی؟؟؟ کیوں تم لوگ سمجھتے ہو تم لوگ اپنے ملک کی حفاظت کرتے ہو؟؟؟ ہزاروں لوگ مرتے

نیلیم کا حرکت از دیاء تبسم

ہیں اور تم لوگ سکون سے سوتے ہو یہ ہوتی ہے حفاظت؟؟؟ کیپٹن نیلیم کا دل چاہا کہ بتائے اسے کہ وہ کیسے دن رات زخمی ہوتے رہے ہیں گولیاں کھاتے رہے ہیں موت کے کنارے سوتے رہے ہیں وہ بتائے اسے کہ وہ اس کے پلازہ میں ایک رات نہیں سو سکی۔۔۔ ایک دن سیر ہو کر نہیں کھاسکی۔۔۔ مگر وہ خاموش رہی جیسے صاعقہ اسے سمجھاتی تھی اسے سمجھ نہیں آتا تھا ویسا ہی سامنے بیٹھے شخص کو بھی نہیں آتا تھا جس پر گزری ہو وہی سمجھ سکتا ہے

۔۔۔۔۔ تو یہ ہے تمہاری فوج سے نفرت کی وجہ؟؟؟ صرف ایک حادثے کو

صرف ایک حادثہ نہیں تھا (وہ شیر کی دھاڑ سے بھی زیادہ اونچا دھاڑا تھا کہ کمرے کے درو دیوار ہل کر رہ گئے اس کی آنکھیں لال انگارہ ہو گئیں مٹھیاں بھینچ گئیں) نہیں تھا وہ ایک حادثہ پوری زندگی اُجڑ گئی میری۔۔۔ اس نے نیلیم کو کاندھوں سے پکڑ کر جھنجھوڑ ڈالا

میں ایک خوشحال انسان برباد ہو گیا میرا آشیانہ اُجڑ گیا میرا وہ غریب خانہ نذرِ آتش ہو گیا۔۔۔ سب ختم ہو گیا اور ایک انتقام میں پاگل شخص ایک دہشتگرد سامنے آ گیا۔۔۔ اس نے نیلیم کو جھٹکے سے چھوڑا

تمہیں کہا تھا کہ مجھے دھوکہ مت دینا۔۔۔ مت دینا مجھے دھوکہ, تم نے بھی وہی کیا جو اُس نے کیا تھا۔۔۔ مجھے انتقام کو اُکسایا۔۔۔ مجھے ایک اٹھارہ سال کے لڑکے کو جسکے سامنے اُسکی بہن اُسکا باپ تڑپ تڑپ کر مر گیا اُسکو اپنے گندے کاروبار میں استعمال کیا۔۔۔ مہینوں قید رکھا۔۔۔ ٹارچر کیا مجھے جنسی زیادتی کا نشانہ بنایا۔۔۔ وہاں سے مجھے بلیک سٹار نے نکالا اُس گند

سے غلاظت سے کھینچ کر اُس نے مجھے نکالا۔۔۔ میرے درد سنے مجھے اپنا دایاں بازو بنایا مجھے بہت سے مکان دیے گھر نہیں دے سکا۔۔۔۔ اُس کا اپنا بھی کوئی گھر نہیں تھا ہم جیسے لوگ مکانوں میں رہتے ہیں، لوگوں کی نفرتوں میں رہتے ہیں آہوں میں یاد کیے جاتے ہیں۔۔ اور میں پاگل (اپنے ماتھے پر مکا مارا) میں تمہارے دل میں جگہ بنانا چاہتا تھا۔۔۔ بہت محبت کی میں نے اُس سے بھی تم سے بھی مگر محبت مجھے راس نہیں آئی۔۔۔ اُس کی محبت کی بھی بڑی قیمت چکائی میں نے منہاج سے ایم آز اور بلیک سٹار بن گیا اور تمہارے بارے میں سب جاننے کے باوجود پیٹر، حبیب، شاکر کے منع کرنے کے باوجود میں نے تمہیں اپنے پاس رکھا اپنی آنکھوں کے سامنے اور وہ سب کرنے دیا جو تم کرنے آئی تھی۔۔۔ میں خود تھک چکا ہوں اس فرار سے۔۔۔ میں نے کہا تھا میرا دل مردہ ہو چکا ہے مگر تم نے، تم نے آکر اُسے زندہ کر دیا۔۔۔ تم نے بہت برا کیا میرے ساتھ۔۔۔ میرے ضمیر کو جگا کر اچھا نہیں کیا اب میں کبھی سو نہیں سکوں گا۔۔۔ تم نے بے چین کیا ہے تم ہی سکون بھی دو گی۔۔۔ وہ اسکا دایاں ہاتھ کلائی سے تھام کر آگے لایا اور اس میں موجود ریوالور دیکھنے لگا۔۔۔۔ نیلیم جو اسکی درد بھری آواز سُن رہی تھی اسکی داستان سُن رہی تھی عجیب انداز میں اسے دیکھنے لگی۔۔۔۔ منہاج نے اسکا ریوالور والا ہاتھ اپنے سینے پر رکھا

مار دو مجھے۔۔۔ میں بہت بار جیل جا چکا ہوں۔۔۔ وہاں کی زندگی اچھی نہیں لگتی مجھے۔۔۔ اس نے لب کاٹتی نیلیم کو دیکھا

(تم سے محبت ہی ایک خالص چیز ہے میرے اندر)

اس نے نیلیم کی نم آنکھیں دیکھیں

تم نے کیوں مارا اتنے لوگوں کو؟؟؟ تمہیں خوفِ خدا نہیں آیا؟؟؟ رحم نہیں آیا؟؟؟ وہ آنسوؤں سے تر آواز میں چلائی اسکے سینے پر دو تین مکے مارے

میں کیسے مان لوں تم اپنے کیے پر نادم ہو؟؟؟ تم اب بھی سارا الزام فوج پر لگاتے ہو اُن پر کیوں نہیں جنہوں نے تمہاری بہن پر حملہ کیا؟؟؟ تم نے اپنے ایک بہن کے بدلے کتنوں کی بہن چھین لیں کتنوں کے بھائی چھین لیے۔۔۔ وہ ہر آہ میں ہر آنسو میں تمہیں بددعائیں دیتے ہوں گے۔۔۔ تم نے ہمارے اتنے ساتھی شہید کر دیے۔۔۔ میں کیسے مان لوں کہ تم دل رکھتے ہو؟؟؟ کاش تم پیدا نہ ہوتے تو آج کتنے سہاگ کتنی گودیں زندہ ہوتیں۔۔۔ تم کہتے ہو میں نے تمہارے دل کو جگایا۔۔۔ اس نے ہاتھوں سے اپنی جانب اشارہ کیا۔۔۔

میں نے؟؟؟ میری اتنی اوقات کہ میں ایک مردے میں جان ڈالوں؟؟؟ مجھ گناہ گار کو اللہ تعالیٰ وسیلہ نے وسیلہ بنایا بس کہ تم محسوس کر سکو کہ جب دل کے قریب رہنے والے چھن جائے اُن کی موت کی خبر آئے تو کیسا محسوس ہوتا ہے؟؟؟ مارو تو تم ہمیں جس نے دھوکہ دیا تمہیں۔۔۔ جو اُسی فوج سے تعلق رکھتی ہے جس کو تو اپنی بہن کا گناہ گار سمجھتے ہو۔۔۔ مارو ہمیں کہ ہم اُس شخص سے وابستہ ہیں جو تمہارا سب سے بڑا دشمن ہے۔۔۔ تم نے کیا ستم کیا ہے اُس پر کہ اُسے کوئی جذبہ کوئی لمحہ محسوس نہیں ہوتا؟؟؟ کیوں اپنے درد

اُسکی زندگی میں بھی بھر دیے ہیں کہ اُن کو چُنتے چُنتے ہم زخمی ہو چکے ہیں لہولہان ہو چکے ہیں مگر اُسے تسخیر نہیں کر پائے۔۔۔ کیا کیا ہے تم نے میجر عاص کے ساتھ کے وہ جینا بھول گیا ہے۔۔۔ وہ اسے مار رہی تھی۔۔۔ اس کے منہ پر مار رہی تھی اس کے سینے پر مار کر اس سے سوال کر رہی تھی شکوے کر رہی تھی۔۔۔ جنگ تو اپنے اختتام کو پہنچ چکی تھی اب جو باقی رہ گئے!!! تھے وہ دل کے معاملے تھے

کرنل کا بیٹا ہے وہ۔۔۔ کرنل شہیر عالم کا اُس کے باپ نے میرے محسن (بلیک سٹار) کے خلاف مشن شروع کر دیا تھا۔۔۔ بہت بہادر تھا اُس کا باپ میں نے مروادیا اُسے۔۔۔ اُسے sword of honour بہت دھمکیاں دیں۔۔۔ اُس کے بیٹے کو اغواء کر لیا جب اُس نے حاصل کی تھی اُس نے۔۔۔ ٹریننگ کے دوران اپنی اعلیٰ کارکردگی پر اُسے ٹائیکر کا خطاب دیا تھا اُس کے باپ نے۔۔۔ فوج کا میں ویسے ہی دشمن تھا اُس کے اتنے قابل بیٹے کو کیسے جانے دیتا؟؟؟ بہت ٹارچر کیا اُسے اتنا تشدد کیا کہ اُس کی روح نکل جائے مگر وہ پھر بھی زندہ رہا اُسکی تصویریں بھیجیں اُس کے باپ کو کہ بلیک سٹار کے خلاف کام نہ کرے مگر نہیں مانا وہ بیٹے کو ملک پر قربان کر دیا۔۔۔ پھر ایک اور میجر آیا اُس نے چھڑوالیا اسے۔۔۔ ورنہ آج وہ زندہ نہ ہوتا۔۔۔ وہ ہر جذبے سے عاری ایک کہانی کی طرح اسے بتا رہا تھا۔۔۔ اور وہ وہ --- ہچکیوں سے رو رہی تھی۔۔۔ بلک بلک کر کہ کتنا ظالم تھا

اللہ کرے تمہیں کبھی سکون کی موت نہ آئے۔۔۔۔ تم تڑپو ایڑیا رگڑو مگر وہ تمہیں اپنے پاس نہ بلائے۔۔۔ تمہیں عرش پر فرش پر کہیں پناہ نہ ملے۔۔۔ عبرت کا نشان بنو تم دنیا

کیلیے۔۔۔ تم برباد رہو ساری زندگی تمہارے دل میں پچھتاوے رہا۔۔۔ یہ احساسِ ظلم کا دیمک
!!! تمہیں چاٹتا رہے۔۔۔ ہر اُجڑے گھر کی آہ لگے تمہیں منہاج

وہ میجر عاص پر کیے اسکے ظلم کو سنتی آپے سے باہر ہو گئی تھی چیخ چیخ کر اسے بددعائیں
دے رہی تھی اور وہ ساکت بیٹھا سُن رہا تھا

مجھے مار دو۔۔۔ مجھے تم ہی مارو گی۔۔۔ میں زندہ نہیں رہ سکتا۔۔۔ خود اپنے آپ کو نہیں مار
سکتا۔۔۔ مجھے گرفتار نہیں ہونا مجھے مرنا ہے بس!!! وہ ریوالور اسکے ہاتھ میں تھماتا۔۔۔ منت
کرتے بولا

ہم نہیں ماریں گے تمہیں۔۔۔ اتنی آسان موت نہیں آنی چاہیے تمہیں۔۔۔ وہ چیخ پڑی تھی
میں تمہیں عاص عالم کے ساتھ جیتے نہیں دیکھ سکتا۔۔۔ وہ بے بسی سے بولا
ٹھیک ہے مار دو ہمیں۔۔۔ مگر ہم تمہیں اتنی آسانی سے مرنے نہیں دیں گے۔۔۔ وہ وحشت
بھرے انداز میں غرائی

دیکھو ملکہ میں نے قسم کھائی تھی کائنات کی کہ اگر تم دھوکے باز نکلی تو تمہارا خون ضرور
بہاؤں گا۔۔۔ مجھے موقع مت دو ورنہ میں مجبور ہو جاؤں گا۔۔۔ وہ بے بسی کی انتہا پر تھا۔۔۔
نیلیم نے نفی میں سر ہلایا

(میرے اپنے دل نے مجھے مار دیا)

وہ مدھم آواز میں بولا تھا وہ گھمبیر لہجہ دلکش آواز تو جیسے غائب ہو کر رہ گئی تھی

میری گلابی ڈائری میری اسٹڈی میں موجود ہے۔۔۔ وہ تمہارے لیے ہے اگر تم زندہ بچ گئی
تو۔۔۔

اس نے اپنا پسٹل والا ہاتھ نیلیم کی ناف کے دائیں طرف رکھا۔۔۔ اسے پورا یقین تھا کہ وہ
اسے نہیں مارے گا۔۔۔ بھلا وہ کیسے اسے مار سکتا تھا جس کی وجہ سے آج وہ اس حال کو
پہنچا تھا۔۔۔ مگر اسکے یقین کی دور بہت بے رحمی سے ٹوٹی تھی
!!!ٹھاہ

ایم آرز پلازہ میں فائر کی آواز گونجی تو پاگلوں کی طرح پورے پلازہ میں اسے تلاش کرتے
میسر عاص کے قدم لڑکھڑا سے گئے تھے وہ اس آواز کے تعاقب میں بھاگا تھا۔۔۔ ایک عالم
تھا جو سنائے میں آچکا تھا ایک پنچھی تھے جو تنکوں کے آشیانوں میں دبک گئے تھے۔۔۔ ایک
جھیل تھی جو آج ساکت ہو گئی تھی۔۔۔ یہ سناٹا فضا اپنے ساتھ وہاں وہاں تک لے کر گئی
تھی جہاں جہاں سے اس لڑکی کا گزر ہوا تھا

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

نیلیم نے پھٹی ہوئی بے یقین نگاہوں سے اسے دیکھا تھا۔۔۔ ان سبز آنکھوں میں نمی ڈول
۔۔۔ رہے تھی۔۔۔ سنہری بکھرے بال خون آلود ہو چکے تھے
مجھے معاف کر دینا ملکہ۔۔۔ میری فطرت نہیں بدل سکتی۔۔۔ اسکے پیٹ سے نکلتے خون کو دیکھنے
لگا اور اس لال مادہ سے اُنکی رنگ کر "م" لکھ دیا

منہاج

ملکہ

میجر

مرکت

وہ اپنے مختلف ناموں اور شخصیت کی بناء ایک ہی حرف کے مدار میں گردش کرتے کردار
تھے۔۔۔ ان تینوں کرداروں کے پاس ان کے الگ الگ چہرے کی بناء پر الگ الگ نام تھے۔
۔۔ وہ جنگ کے دوران جذبوں سے کھیل رہے تھے۔۔۔ اور ایک دوسرے سے ٹکراتے زخم
کھا رہے تھے

نیلیم پر ایک آخری الوداعی نگاہ ڈالتے اسکے گال کو چھوا۔۔۔ خون اسکے سفید پڑتے چہرے پر
بہت نمایاں نظر آرہا تھا۔۔۔ وہ اُٹھ کر باہر جانے لگا۔۔۔ ہیرے آس پاس بکھرے پڑے تھے
سب کھلا تھا مگر اب دل کی دنیا بدل چکی تھی اُسے کسی نے نہیں ہرایا تھا وہ خود ہارا تھا خود
اپنے آپ سے ہار گیا تھا۔۔۔ اس نے دروازے کی ناب گھمائی اور اگلے ہی لمحے فائرنگ کی
آواز ایک بار پھر ایم آز پلازہ میں گونجنے لگی مگر اس بار ایک فائر نہیں تھا۔۔۔ ایک دو تین

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

چار۔۔۔ اسکی ٹانگوں پر کیپٹن نیلیم نے اتنے نشان ڈال دیے تھے کہ وہ فرار نہیں ہو سکتا تھا۔۔۔
- میجر عاص نے اسے لمحے دروازہ کھولا تو منہاج پورے قد سے اسکے پیروں میں آگر تھا۔۔۔
- اسکے چہرے پر تکلیف اور کرب کے آثار تھے وہ گھٹنا پکڑنے کی کوشش کر رہا تھا جس
میں گولی اس شدت سے گھسی تھی کہ درد اس سے برداشت نہیں ہو رہا تھا وہ ویسے بھی
برداشت کے معاملے میں ایک کمزور انسان تھا

کیپٹن نیلیم۔۔۔ میجر عاص اسے ایک نظر دیکھنے کے بعد کمرے کے اندر پڑی نیلیم کو دیکھ رہا
تھا

Sir upper floor, last room!!!

میجر عاص نے وائرلیس میں یہ الفاظ ادا کیے تھے اور اندر بھاگا

کیپٹن نیلیم!!! وہ اسکی جان آنکھوں میں آچکی تھی۔۔۔ وہ بے سدھ پڑی تھی ریوالور اب بھی
اسکے ہاتھ میں تھا

انس ایمبولینس کو بلاؤ جلدی اس نے پھر رابطہ کیا۔۔۔ اور آگے بڑھ کر نیلیم کو اٹھا لیا۔۔۔
اسکا بے جان وجود میجر عاص کے بازوؤں میں مقید تھا۔۔۔ اور میجر عاص کے چہرے پر رقم
محبت، فکر، پریشانی منہاج عز ضحاک کی نظروں سے پوشیدہ نہ رہی تھی۔۔۔ وہ راستے میں
پڑے منہاج کی زخمی ٹانگوں پر سے گزر کر اسے یونہی بانہوں میں لیے نکل گیا تھا۔۔۔
منہاج پر ایک نظر نہیں ڈالی تھی اور منہاج کی نظر نے جو دیکھا تھا وہ بہت جان لیوا تھا

نیلیم کا مرکت از دیباء تبسم

اسکا اٹھا ہاتھ پہلو میں گر گیا۔۔۔ میجر عاص کی پشت اور نیلیم کے بے جان لٹکتے بازو آخری
منظر تھا جو اس نے راہداری میں دیکھا تھا

دل کے ستائے لوگ

یہ اپنے پرائے لوگ

Socialmedia



Writers

تاریک نگری میں

شمع جلائے لوگ

محبت کی آس پر

دہلیز سجائے لوگ

بیچ اُلفت سے

درخت لگائے لوگ

آتش عشق سے

دل بجھائے لوگ

جھکے کاندھوں پہ

درد اٹھائے لوگ

غم محبت میں

رب بھلائے لوگ

دید یار کی خاطر

چین لٹائے لوگ

چاندنی راتوں میں

نین لڑائے لوگ



ہائے!!! یہ محبت میں

مات کھائے لوگ

ایم آاز پلازہ کا کوریڈور اب پولیس آفیسرز اور آرمی آفیسرز سے بھر گیا تھا۔۔۔ کرنل زاکر شاہ اور ایس پی بلال اسکی جانب بڑھ رہے تھے اسکی آنکھیں بند ہونے لگیں۔۔۔۔ ایک اور
!!!دھوکہ



Writers

ایمبولینس ابھی تک نہیں آئی تھی۔۔۔ وہ ایم آاز پلازہ کے لان میں بے ہوش پڑی زندگی اور موت کی کشمکش کو جھیل رہی تھی۔۔۔ وہی لان جہاں کبھی اس کے لیے سازشیں کی جاتی تھیں آج وہاں کوئی شاکر کوئی منہاج اسکے خلاف سازش کرنے والا نہیں تھا اگر کوئی تھا تو
۔۔۔اسکے لیے تڑپتا ایک وجود

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

نیلیم آنکھیں کھولو نہیں تو میں تمہیں جان سے مار دوں گا۔۔۔ وہ اسکے گال تھپتھپاتا بے بسی
!!! سے چلایا تھا حالانکہ وہ جانتا تھا وہ موت سے نہیں ڈرتی

اسکے اوپر جھکا وہ بار بار اسکی مدھم چلتی سانسوں کو محسوس کر رہا تھا۔۔۔ اسکا یہ حال وہاں
موجود کسی بھی فرد کو حیرت کے سمندر میں غوطہ زن ہونے پر مجبور کر سکتا تھا
!!! ایبولینس کا سائرن بج رہا تھا

Socialmedia

ٹائنگر ایم آز پلازہ اور فارم ہاؤس سے بہت سے نیم مردہ افراد نکلے ہیں جس میں دو افراد
پولیس محکمے سے تعلق رکھنے والے ہیں اس میں سے ایک کی ڈیوٹی ہوگئی ہے اور ایک کی
۔۔۔ ٹانگیں کاٹنی پڑی ہیں

باقی افراد عام لوگ ہیں وہ سب منہاج کے ساتھ ہی کام کرتے تھے۔۔۔ اُن کو بھی نہیں
ہوگیا ہے تو کوئی paralyse بخشا اُس نے تین اُن میں سے بھی مر گئے ہیں۔۔۔ کوئی
سماعت سے محروم۔۔۔ انس اسے ساری رپورٹ دی مگر وہ آئی سی یو کے باہر لگے بیچ پر
خاموش بیٹھا تھا۔۔۔ رف حلیے میں تو وہ ویسے ہی رہتا تھا مگر آج اسکی حالت بہت اُلجھی

ہوئی تھی۔۔۔ کہنیوں سے جھانکتے مضبوط بازوؤں کو وہ سینے پر باندھے اوپر چھت کی جانب
۔۔۔ منہ کیے بیٹھا تھا

منہاج کو ہوش آچکا ہے اُسے کڑی نگرانی میں رکھا گیا ہے۔۔۔ میڈیا پر تہلکہ مچا ہے وہ
پورے مشن کی کوریج کرنے پر بضد ہیں۔۔۔ اسد زبیر لغاری نے سیاست کے میدان میں
کھلبلی مچا رکھی ہے وہ ہر ثبوت کو جھٹلانے پر قادر ہے۔۔۔۔ انڈر ورلڈ نے اسے پہچاننے سے
انکار کر دیا ہے تو۔۔۔ را کے ایجنٹس کو بھارت تسلیم کرنے سے منکر کیا گیا ہے۔۔۔۔ مشن ختم
ہو چکا ہے مگر مسائل نہیں۔۔۔۔ انس طویل سانس خارج کرتے اسکے برابر بیٹھ گیا۔۔۔ اس
نے آج گھر جانا تھا مگر وہ اسکے لیے رُکا ہوا تھا۔۔۔ میم بشرہ، کیپٹن ارتج، کیپٹن منزہ، ان
کے دوسرے ساتھی سب گھر جا چکے تھے یا دوسرے مشن پر نکل چکے تھے

گیا ہے۔۔۔۔ انس نے successful ٹینشن مت لو۔۔۔۔ اُسے ہوش آجائے گا۔۔۔ آپریشن
اس کا شانہ تھپکا

میجر عاص نے ہونٹ بھینچے فقط سر ہلایا تھا

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

اسے ہوش میں آئے تین دن گزر گئے تھے وہ ہوسپٹل کے ماحول سے تنگ آچکی تھی۔۔۔ کوئی نہ کوئی آرمی آفیسرز اس کی عیادت کو آتے رہتے تھے۔۔۔ مگر وہ نہیں آیا تھا جسکا اسے شدت سے انتظار تھا۔۔۔ وہ ایسا کیسے کر سکتا تھا اسکے ساتھ وہ موت کے منہ سے نکل کر آئی تھی اور وہ اسے دیکھنے تک نہیں آیا تھا۔۔۔ وہ اس سے بہت ناراض تھی بہت زیادہ اس نے سوچ لیا تھا وہ اب اس کی جانب دیکھے گی بھی نہیں

Socialmedia

ایک ہفتے بعد

آپ کن کاموں میں لگے ہیں آج کل۔۔۔ ایک ہفتہ ہی فیملی کے ساتھ گزارنا تھا کیا بس؟؟؟ کیپٹن نیلیم کچن میں لگے ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھی تھی اور انس فروٹس کاٹ رہا تھا ایکچوٹلی میرے ذمے کام لگا ہے کہ منہاج کے جتنے بھی قیدی ہاتھ لگے ہیں ان کا علاج کروانا ہے وہ سب گواہان کے طور پر عدالت میں پیش کیے جائیں گے۔۔۔۔ اس نے فروٹ کی ٹرے نیلیم کے سامنے رکھی

۔۔۔ کھائیں اسے۔۔۔ وہ سیب اور انگور اسکے آگے کھسکا چکا تھا

ٹائیگر امریکہ گیا منہاج کے کیس کے سلسلے میں۔۔۔ اور اسکے بعد سعودیہ میں بھی ایک کی میٹنگ ہے۔۔۔ عدالت میں منہاج کا کیس کمزور کرنے کو ٹائیگر تمام ممالک کو یکجا کر رہا

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

ہے۔۔۔۔ جس دن آپ ہوش میں آئیں اُسی دن اُنہیں جانا پڑا۔۔۔۔ وہ اسکی بے توجہی نوٹ کر رہا تھا

وہ اسکی لائی فائلز دیکھ رہی تھی جب ایک مریض کے نام پر اسکا ہاتھ تھم گیا

اے ایس پی آہل اسرار۔۔۔ اسکے لب پھڑپھڑائے

یہ یہ کیا آہل بھائی۔۔۔ پلیز آپ مجھے لے کر جائیں آہل کے پاس۔۔۔ اس کی آنکھوں میں
نمی تھی۔۔۔ اور ہاتھوں پر کپکپاہٹ

!!! چلیں



Writers

آہل بب۔۔۔۔ بھائی۔۔۔ وہ اسکی قابل رحم حالت دیکھ کر تڑپ ہی گئی تھی۔۔۔ اسکے آنسوؤں
بھل بھل بہنے لگے۔۔۔ منہ پر ہاتھ رکھے وہ لبوں کی کپکپاہٹ پر قابو پانے کی کوشش میں
دُہری ہوئے جارہی تھی۔۔۔ وہ وہیل چیئر پر تھا۔۔۔ اسکی ٹانگوں پر کپڑا دیا گیا تھا۔۔۔ نیلیم کو
۔۔۔ دیکھ کر بھی وہ دیکھ نہیں پارہا تھا

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

آہل بھائی--- ہم نیلیم ہیں گڑیا--- آپ ہمیں پہچان کیوں نہیں رہے؟؟؟ اسکا کمزور چہرہ
پپڑی زدہ ہونٹ--- نیلیم نے اسکا چہرہ تھاما

آہل بھائی خدا کا واسطہ کچھ بولیں--- کیوں جان نکال رہے ہیں اپنی گڑیا کی--- آہل بھائی---
وہ گٹھنے کے بل اسکی چمیر کے پاس بیٹھ اسکی گود میں سر رکھ کر سسک رہی تھی اور وہ
اسکی جانب نہیں دیکھ رہا تھا

ان کی دماغی حالت ٹھیک نہیں بہت عرصہ قید اور کم خوراک اور بے پناہ تشدد نے ان کے
دماغ پر ایک گہرہ اثر ڈالا ہے--- یہ اب زندگی بھر چل بھی نہیں سکیں گے--- انگنت
گولیاں ماری گئیں تھیں ٹانگوں میں--- ان کے گھر والوں کو ابھی تک اس لیے نہیں بتایا
کہ ان کی حالت اس لائق نہیں ہے--- انس اسے بتا رہا تھا اور وہ سسک رہی تھی

Writers

دوپہر بارہ بجے کا وقت تھا جب عجیب اونچے اونچے بولنے کی آواز پر اسکی آنکھ کھلی--- وہ
اٹھ کر باہر آئی تھی جب لانچ میں میجر عاص کے بولنے کی آوازیں آرہی تھیں

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

میں اُسے ڈائیورس دوں گا وہ زبردستی میری زندگی میں گھسی ہے اُس نے یہ نہیں سوچا کہ نکاح تو وہ بلیک میل کر کے کر لے گی مگر طلاق--- طلاق کا حق میں رکھتا ہوں--- اُسے بھی پتا لگے کہ کسی کی زندگی میں اُس کی مرضی کے بغیر داخل ہونے کی کیا سزا ہوتی ہے؟؟؟ وہ بلیک ٹراؤزر پر وائٹ ڈھیلی سی شرٹ پہنے شاید ابھی فریش ہو کر نکلا تھا--- انس کے ساتھ اونچی اونچی آواز میں محو گفتگو تھا--- نیلیم اپنے کمرے میں گئی گاڑی کی چابیاں --- اٹھائیں جیکٹ پہنی اور نکل گئی

--- میجر عاص اور انس لانج میں اب بھی زیر بحث تھے جب وہ میجر عاص کے پاس آئی ہم نے کیا تھا نا آپ سے نکاح؟؟؟

تو طلاق آپ کیوں دیں گے --- طلاق بھی ہم ہی دیں گے --- جائیں نیلیم ابرار نے آپ کو آزاد کیا

آزاد کیا

آزاد کیا--- اس نے میجر عاص کے سینے پر دباؤ ڈال کر اسے پوری قوت سے دور دھکیلا وہ ایک قدم بمشکل دور گیا ہوگا--- وہ سُرخ ڈوروں ست سبزی سبز آنکھوں سے اسے دیکھنے لگی

جائیں میجر عاص عالم جائیں آپ کو آج یہ احمق, بے وقوف, بے باک لڑکی آزاد کرتی ہے اپنی محبت سے اپنی دیوانگی اپنے پاگل پن سے --- اس نے اُنکی اٹھاتے کہا

اور یہاں یہ یہ --- وہ جیکٹ اتارنے لگی --- جیکٹ اتار کر میجر عاص کے منہ پر ماری

یہ لیں اپنی ہمدردیاں۔۔۔ اب ہم آپ سے اپنی محبت کی بھیک نہیں مانگیں گے۔۔۔ ہمارا کاسہ دل خالی رہے گا تو یوں ہی سہی اب نیلیم ابرار آپ سے ضد نہیں کرے گی۔۔۔ شاید ہمارے نصیب میں اللہ تعالیٰ نے اس ملک کی حفاظت لکھی تھی جو اپنی عقل اور ہمت کے مطابق ہم نے کی۔۔۔ شاید منہاج کو اُسکے انجام تک پہنچانے کے اشارے آج مکمل ہو گئے ہیں۔۔۔ ساری پہیلیاں سلجھ گئیں۔۔۔ آپ بس ذریعہ بنے اوپر والے نے پہنچانا تو ہمیں اُسی کے پاس تھا۔۔۔ ہم نے اپنا کام مکمل کیا۔۔۔ مشن ختم ہو گیا۔۔۔ اور جو میری جانب سے آپ کے لیے تھا وہ آج ہم نے ختم کر دیا۔۔۔ وہ باہر نکل گئی

ٹائیگر کیوں بولا تم نے وہ سب؟؟؟ انس نے بہت تاسف سے اسے دیکھا

میں اپنی وجہ سے اُسے اور تکلیف میں نہیں ڈال سکتا۔۔۔ یہی بہتر تھا اُس کے لیے۔۔۔ وہ اسکی جانب سے پُشت کرتے بولا اور جیکٹ اُٹھانے کو جھکا جب گاڑی چلنے کی آواز آئی ٹائیگر وہ کار لے کر نکلم گئی ہے غصے میں بھی ہے تم سے بہتر اُسکا غصہ کون جانتا ہے؟؟؟ کہیں کچھ۔۔۔ انس نے تیزی سے واپس آتے کہا

تم مجھے بتا رہے ہو کار لے کر اُسکے پیچھے نہیں جاسکتے؟؟؟ میجر عاص غصے سے اس پر دھاڑا اور باہر کی جانب لپکا۔۔۔ کار کا دروازہ کھول کر ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی اور سپیڈ پکڑ لی

نیلیم کی کار اس سے کافی آگے تھی یہ ایک گنجان آباد علاقہ تھا۔۔۔ وہ اوت تیز کار چلا رہی تھی

نیلیم کا حرکت از دیاء تبسم

اسپیڈ اور بڑھادی--- ایک ہاتھ سے آنسو پونچھتے

(وہ زبردستی میری زندگی میں گھسی ہے)

---اسکرین دھندلانے لگی

اسکی آنکھوں میں جیسے کسی نے مرچیں ڈال دیں تھیں

(طلاق کا حق میں رکھتا ہوں)

اور تیز اسپید کردی--- دماغ پھٹنے لگا تھا

نیلیم کار روکو---- میں کہتا ہوں کار روکو!!! اس کے برابر اپنی گاڑی لاتا وہ چلایا--- اس نے

ان سنی کرتے کمنیوں سے آنکھیں رگڑیں

نیلیم پاگل پن مت کرو--- کار روکو--- وہ جتنی تیز اسپید کرتا نیلیم اور بڑھادی

جائیں آپ--- نیلیم ابرار جیے یا مرے آپ کو کیا؟؟؟ وہ کار کی ونڈو سے اسکی جانب دیکھتے

چلائی

میجر عاص کا سیل فون پاکٹ میں وائبریٹ کرنے لگا

میجر عاص تمہیں ایک اسکول کا ایڈریس سینڈ کر رہا ہوں وہاں پہنچو اسد زبیر لغاری نے

بچوں کو یرغمال بنا رکھا ہے وہ بس ٹائیگر کی ہی ڈیمانڈ کر رہا ہے--- کہتا ہے تم نہیں آئے

تو--- کرنل زاکر شاہ کا فون تھا اسے پتا تھا مشن کے بعد ان مسائل سے گزرنا پڑے گا

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

امریکہ میں بھی اس پر جان لیوا حملہ ہوا تھا مگر وہ مقابلہ کر کے بچ گیا تھا۔۔۔ یہاں تو ملک کے حکمران ہی غدار نکل رہے تھے
میں آرہا ہوں۔۔۔ نیلیم کی کار آگے نکل
۔۔۔ چکی تھی

اگر اللہ نے چاہا تو پھر ملیں گے کیپٹن نیلیم وہ کار ریورس کرچکا تھا
نیلیم نے اپنی کار کے شیشے میں اسکی کار کو جاتے دیکھا تھا۔۔۔ اسکی بے یقین آنکھیں اور بہنے لگیں۔۔۔ سامنے سے آتے ٹرالے نے اسکی کار کو دور اُچھال دیا تھا

ہم چپکے سے دبے پاؤں
تیری کہانی سے نکل جائیں گے

!!! دو سال دو ماہ بعد

آج وہ افغانستان سے واپس آیا تھا منہاج عز ضحاک کا پھیلا یا گند اتنا زیادہ تھا کہ دو سال کا عرصہ مزید گزر گیا تھا اسے سمیٹتے سمیٹتے۔۔۔ اسکی جیب اسلام آباد کی سڑکوں پر چل رہی تھی۔۔۔ ہلکی ہلکی کن من برسنے لگی تھی۔۔۔ اسکے پہلو میں ایک لڑکی چپکے سے آبیٹھی تھی۔۔۔ میجر عاص نے جھٹکے سے جیب روکی چڑچڑ کی آواز پیدا کرتے ٹائیر سڑک پر رگڑ کھا گئے تھے

(ایک منٹ پلیر یہاں روکیں)

(پلیر روکے نا پلیر پلیر)

کیا یہاں سے مارگلہ کی پہاڑیاں آتی ہیں؟؟؟) کسی کی یاد اس سڑک نے بہت ظالم طریقے (کرائی تھی۔۔۔ وہ بھولا ہوتا تو شاید کرتا وہ تو اُسے بھولا ہی نہیں تھا

(میجر عاص کیپٹن نیلیم کی گاڑی کا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے)

ان کے گھر پتا کیا ہے وہ وہاں بھی نہیں گئیں) اس نے اسٹیرنگ پر سر رکھا تھا۔۔۔ ماضی (پیچھا چھوڑنے کو تیار نہیں تھا

آخر کو تھک ہار کر اس نے جیپ پھر آگے بڑھا دی۔۔۔ موناں ہوٹل پو رکا سب ویسا ہی تھا کچھ بھی تو نہیں بدلا تھا

وہ پھر اسکے سامنے آبیٹھی تھی۔۔۔ میجر عاص اسے دیکھنے لگا وہ تیز تیز بول رہی تھی۔۔۔
۔۔۔ عادت سے مجبور

آپ کو پتا ہے صاعقہ آپنی کو دامنِ کوہ کی سیر کا کتنا شوق ہے۔ اُنہیں کریز ہے اسلام آباد (گھومنے کا، مارگلہ جانے کا۔ اُف۔۔ میں نے پتا ہے اُنہیں کیا مشورہ دیا تھا؟

وہ آس پاس دیکھ رہی تھی اور میجر عاص اسے۔۔۔ اس نے کافی کا مگ اُٹھایا اور پھر سر سامنے والی کرسی خالی تھی کوئی نہیں تھا یہاں۔۔۔ اس نے چمیر کی بیک سے ٹیک لگادی تمہاری یادیں مار دیں گی۔۔۔ ایک ایک سڑک تمہاری یاد دلاتی ہے۔۔۔ ایک ایک جگہ پر تمہارا نام لکھا ہے۔۔۔ ایسی رسیوں سے باندھ کر چلی گئی ہو کہ ان کو جتنا تمہاری یاد سے جلاتا ہوں اتنا جکڑ لیتی ہیں اور تم کہتی ہو آزاد کیا؟؟؟

وہ اسلام آباد سے اسکی شکایتیں کر رہا تھا۔۔۔ اور اسلام آباد کی فضا بہت خوش تھی پُر مسرت آج اُسے اچھا لگ رہا تھا اس شخص کا اُس وجود کو یاد کرنا جسے وہ ہمیشہ ٹھکراتا آیا تھا وہ میرانجانی چڑھ رہا تھا۔۔۔ اس نے آج وہ سب جگہ گھومنے کا عہد کیا تھا جہاں جہاں سے اُسکے ساتھ گزرا تھا

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

میرانجانی نے دو سال پہلے کچھ محفوظ کیا تھا میجر عاص کیلئے آج وہی الفاظ اسکے کانوں میں
---گوئے

(نیلیم ابرار آپ کیلئے کسی کی جان لے بھی سکتی ہے اور اپنی جان دے بھی سکتی ہے)
نیلیم تم نے اپنی جان کیوں دی رُک جاتی ایک بار میری بات تو سُن لیتی--- تم نے ہمیشہ
---مجھ سے ضد کی ہے--- کبھی میری بات نہیں مانی
(اتنی آسانی سے نہیں مرنے والے ہم)

!!!نیلیم

!!!نیلیم

وہ میرانجانی کی چوٹی پر کھڑا چلایا--- میرانجانی ہنس پڑی--- اسی کی آواز واپس لوٹا دی
نیلیم تم نے کہا تھا تم اتنی آسانی سے نہیں مرنے والی--- پھر انس جھوٹ بولتا ہے وہ کہتا
ہے کہ تـت---تم--- وہ بے ربط بولنے لگا--- میرانجانی پر بھاگنے لگا

!!!نیلیم

!!!نیلیم

!!!کوئی نہیں تھا جو اس سے آکر کہتا آپ کچھ پریشان دیکھ رہے ہیں میجر عاص عالم
وہ جب چیخ چیخ کر تھک گیا تو واپس لوٹ آیا--- اب اسکے پاس کوئی نہیں تھا جو اسکے دیر
سے آنے پر فکر مند ہوتا اسے کہتا کہ ہم نے آپ کو بہت یاد کیا

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

وہ آتش جلا کر بیٹھا تھا اسکی نظریں نیلیم کی کتابوں پر گئیں جو ٹیسٹ کے دوران اسے
پریکٹس کے لیے یہاں دی تھیں۔۔۔ وہ کتاب کھول کر دیکھنے لگا

-- اُس رات اس نے اپنی زندگی میں گیارہ بارہ سال بعد کیرم کھیلی تھی
لوگ محبت میں بھی اتنے نخرے نہیں اٹھاتے ہوں گے جتنے میں نے نفرت میں اُسکے
---- اٹھائے تھے

وہ ماضی میں کھویا ہوا تھا
ڈاگر برادرز کی کتاب پر اس نے شاعری لکھی ہوئی تھی۔۔۔ میجر عاص کے لبوں پر
مسکراہٹ دوڑ گئی

تم روک نہ سکو گے جسے

میں سمندر کا وہ بہاؤ ہوں

تم کرنا سکو گے جو سوال

میں اُسکا وضاحتی جواب ہوں

نیلیم کا مرکت از دیباء تبسم

تم جس اندھیرے میں ہو گم
میں اُسی سیاہی کی اک کرن ہوں

تم بھلا نہ سکو گے جس یاد کو میں اُس میں صدا محفوظ ہوں

تم پکار نہ سکو گے جو نام کبھی
میں اُسی نام کی پہچان ہوں

تم سنو کبھی خامشی کی زباں
میں ہوا میں رقصاں اک گیت ہوں

جہاں سے کر گئے ہجرت پرند
میں وہ سوکھی ہوئی جھیل ہوں

(از خود)

یہ منظر ہے پاکستان ملیٹری اکیڈمی کاکل کا جہاں میجر عاص کی کامیابی پر ایک تقریب منعقد اس کی تقریر کا GCs اور LCs کی گئی ہے۔۔۔ یہاں موجود پاک آرمی کے آفیسرز اور انتظار کر رہے تھے۔۔۔ وہ کچھ منٹ پہلے ہی آیا تھا۔۔۔ اسی لیے ہال میں موجود ایک جانب کیڈٹس اور دوسری جانب کیپٹن، سیکنڈ لیفٹیننٹ، لیفٹیننٹ پر زیادہ غور نہ کرسکا

ہماری پاک فوج کا ایک بہادر اور باہمت سپہ سالار کو خوش آمدید کہتے ہیں اُن کو مبارک باد پیش کرتے ہیں کہ ایک بڑے پیمانے پر دہشتگردی اور اسمگلنگ کا خاتمہ کیا یہی نہیں بلکہ دوسرے ممالک کے ساتھ ہمارے تعلقات مزید بہتر کیے۔۔۔ ہمیں اُمید ہے کہ یہاں موجود ہر کیڈٹ ہمیں مستقبل میں میجر عاص کی جگہ کھڑا ہو کر دیکھائے گا۔۔۔ کرنل زاہر شاہ نے اسے مائیک پر آنے کا اشارہ کیا تو وہ آرمی یونیفارم میں تمام نیچرز لگائے کیپ پکڑ کر مائیک لے پاس آگیا۔۔۔ وہاں پہنچ کر اس نے کیپ پہنی تھی اور جھٹکے سے سر اٹھایا تھا نظر جس چہرے سے ٹکرائی تھی۔۔۔ دماغ اُسکو تسلیم کرنے سے انکاری ہو رہا تھا۔۔۔ وہی چہرہ وہی نین نقش وہی سبز آنکھیں، سنہری بال۔۔۔ میجر عاص اسے جس یونیفارم میں دیکھنا چاہتا تھا وہ

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

اُسی میں موجود تھی پُر وقار انداز میں ایک قطار کے پاس کھڑی تھی۔۔۔ یہ وردی اس پر کتنی
بچ رہی تھی۔۔۔ کتنی پیاری لگی تھی وہ آج وہ میجر عاص کو

(اللہ نہ کرے میجر عاص پر اتنا برا وقت آئے کہ آپ کو یاد کرنا پڑے)

کتنی بے رحمی سے وقت نے میرے الفاظ میرے منہ پر مارے ہیں کہ آج جب میں اس
مقام پر کھڑا ہوں جہاں کھڑا ہونا چاہتا تھا تو مجھے تم یاد آرہی ہو۔۔۔ تمہارے بغیر یہ کیسے
ممکن تھا میں اپنی کامیابی کا ایک بڑا حصہ تمہیں دان کرنا چاہتا ہوں۔۔۔ وہ اپنے آپ سے
مخاطب تھا اور پوری محفل اسکے خطاب کے انتظار میں تھی

کیپٹن نیلیم!!! کسی کی پکار پر وہ مجسمہ حسن حرکت میں آیا تھا میجر عاص کے ہاتھ ڈھیلے
پڑ گئے۔۔۔ وہ اسکا خیال نہیں تھا

!!! حقیقت تھی

میں آج جہاں جس مقام پر موجود ہوں صرف اُس ذاتِ کریم کی وجہ سے جس نے مجھے
اتنی طاقت اور حوصلہ دیا۔۔۔ میں نے اپنے ماما بابا کو اس مشن کے ایک ایک لمحے میں یاد
رکھا اور آج میں اپنی کامیابی میں ایک بڑا حصہ اپنے ساتھیوں کے نام کرتا ہوں کہ ساری
محنت ان کی ہے (کتنی فراخ دلی سے وہ اپنے کیے کا کریڈٹ سب کو دے رہا تھا۔۔۔ کیا آج
بھی اس کی زندگی میں میرا نام نہیں۔۔۔ کیپٹن نیلیم نے اس پر اعتماد اور فاتح شخص کو حسرت
(سے دیکھا

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

اگر میرے اس مشن میں میری بیوی میرا ساتھ نہ دیتی تو شاید میں یہاں نہیں ہوتا۔۔۔
میری بیوی بہت بہادر ہے کیوں کہ وہ میجر عاص عالم کی بیوی ہے۔۔۔ میری آپ سب
لیڈی کیڈٹس کو ایک نصیحت ہے کبھی خود کو کمزور مت سمجھیں آپ مردوں سے بھی زیادہ
!!! بہادر ہیں آپ بھی اپنے ملک کو ویسے ہی سرو کر سکتی ہیں جیسے ایک جنٹلمین کیڈٹ
ہال تالیوں سے گونج اٹھا اسکی سیاہ چمکتی آنکھیں سامنے سبز آنکھوں میں گرہی تھیں اور وہ
ادھر ادھر دیکھنے کی کوشش میں ہلکان ہو رہی تھی
---- میجر عاص کو ستارہ جرات سے نوازہ گیا تھا

اسکی کامیابی اسکی فن فلوونگ دیکھ کر کیپٹن نیلم کے دل سے آج بھی دعا ہی نکلی تھی
!!! سر سر

---- میجر عاص -- وہ اپنے نام کی پکار پر رکا تھا کاش یہ آواز اُسکی ہوتی مگر
سر بہت بہت مبارک ہو آپ کو۔۔۔ وہ تین چاد لیڈی کیڈٹس تھیں۔۔۔ کیپٹن نیلم ان کے
پاس سے گزر کر میجر عاص کی کار سے اگلی کار میں کچھ رکھ رہی تھیں۔۔۔ جب ان گرلز
کی آواز سنی

سر آپ اپنی وائف کی بہادری کی اتنی تعریفیں کر رہے تھے۔۔۔ کیا وہ آرمی میں ہیں؟؟؟
کیپٹن نیلم کا پورا وجود کان بن گیا تھا

جی!!! میجر عاص نے یک لفظی جواب دیا

پوسٹ؟؟؟ ایک اور سوال آیا

---کیپٹن

آپ اُن کی پکچرز دیکھائیں گے پلیز--- ایک نے گزارش کی--- وہ اب تک سن رہی تھی
میجر عاص تھوڑا ترچھا ہو کر کھڑا ہو گیا-- وہ اب اسے دیکھ سکتا تھا

میجر عاص نے نفی میں سر ہلایا

کیوں سر؟؟؟

She's too much pretty---

وہ مسکرا رہا تھا

کیپٹن نیلیم سے زیادہ تو نہیں ہو سکتیں ---- ایک نے دوسری کے کان میں سرگوشی کی---

جو میجر عاص تک باآسانی پہنچ گئی تھی

اُن سے بھی زیادہ--- وہ شریر لہجے میں بولتا--- گلاس لگا کر مڑ گیا تو وہ سب منہ پر ہاتھ
رکھے ہنسنے لگیں--- اس نے سامنے کھڑی کیپٹن نیلیم کو دیکھا تو وہ کار میں بیٹھتی زور سے

دروازہ بند کر چکی تھی

محبت نہ ملے تو ہم مچھوڑ ہو جاتے ہیں اگر مل جائے تو بچے بن جاتے ہیں
یہ تو طے ہے کہ محبت ہونے کے بعد ہم کبھی پہلے جیسے نہیں رہتے۔۔۔۔۔ وہ بھی بہت بدل
گئی تھی بہت زیادہ

صاعقہ اندر داخل ہوئی تو وہ الماری صاف کر رہی تھی اس نے بہت ساری ردی باہر نکال
رکھی تھی صاعقہ نے چارٹ اٹھا کر دیکھا

یہ سب لگاتی بھی نہیں ہو اب پھینکتی بھی نہیں ہو کیوں؟؟؟ صاعقہ نے چارٹس کھول کر
دیکھے جو کبھی نیلیم بہت جوش و خروش سے خرید کر دیواروں پر لگایا کرتی تھی

بس اب دل نہیں چاہتا۔۔۔۔۔ اس نے اپنی ڈھیر ساری کتابیں اٹھا کر پلنگ پر رکھیں

تم بہت بدل گئی ہو گڑیا۔۔۔ اتنی بڑی ہو گئی ہو اچانک سے۔۔۔ گریجویشن کر لیا۔۔۔ آرمی
جوائن کر لی۔۔۔ تم نے اپنا کہا پورا کر لیا۔۔۔ اب بابا کو اجازت دے دو وہ میجر عاص۔۔۔ اس
کی بات بھیچ میں رہ گئی

بس۔۔۔ ہم پہلے بھی کہہ چکے ہیں کہ کوئی اس

بارے میں ہم سے بات مت کرے۔۔۔ آپ لوگوں کو سب بتادیا میں نے جو حقیقت تھی
مگر اسکا مطلب یہ نہیں ہے کہ آپ سب ہمیں فورس کرنے لگ جائیں۔۔۔ وہ شدید برہم
ہوئی

نیلیم کا مرکت از دیباء تبسم

اگر تم میجر عاص سے ایک بار بات کر کے غلط فہمی دور کر لو گی تو سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔
- نیچے آئے بیٹھے ہیں وہ تم سے ملنا چاہتے ہیں۔۔۔ اس نے نیلیم کو شک دیا تھا

کیا؟؟؟

جی

ہم نہیں ملیں گے اُن سے کہیں کہ چلے جائیں۔۔۔ ہماری چار چھٹیاں ہیں وہ بھی کسی سے
برداشت نہیں ہو رہیں۔۔۔ وہ بڑبڑا رہی تھی

۔۔۔ ایک بات یاد رکھنا گڑیا

!!! پتھر سخت ہوتے ہیں ظالم نہیں

وہ کیا کہنا چاہ رہی تھیں نیلیم اچھے سے سمجھ گئی تھی

اگر آپ اس ڈائری کی وجہ سے پریشان ہیں تو جلا دیتے ہیں ہم۔۔۔۔۔ وہ میجر عاص کے نام
پر اسی طرح آگ بگولہ ہوتی تھی

George R. R. Martin

مجھے بہت پسند ہے quote کی ایک

"Nobody is a villain in their own story. we're all the heroes
of our own stories"

اصل زندگی میں کوئی انسان ویلن نہیں ہوتا ہر انسان اپنی کہانی میں ہیرو ہوتا ہے بس جب کرنے لگ جائیں تو جسکی آخر میں جیت ہو لوگ interact دو لوگوں کی کہانیاں آپس میں ---اُسے ہیرو کہنے لگتے ہیں" صاعقہ بول رہی تھی

منہاج کی باتیں بھول جاؤ وہ اپنی زندگی ختم کرچکا ہے اُسکی غلط فہمی کبھی ختم نہیں ہوگی اُسکی بہن

صرف ایک حادثے کا شکار ہوئی تھی بس باقی اپنی زندگی اُس نے خود برباد کی تھی--- تم نے اُسے دھوکہ نہیں دیا جو کیا اپنے ملک کیلئے کیا--- وہ دو سال میں جانے یہ الفاظ کتنی --- بار اسے بولتی تھی

ہما (صاعقہ کی نند) کی مہندی ہے کل--- اور تم بھی آوگی دادو کے ساتھ میرے سسرال کا معاملہ ہے--- صاعقہ نے اسے کہتے ہوئے چارٹس رکھ دیے تھے

Writers

وہ پارلر سے مہندی لگوا کر نکل رہی تھی جب اس نے ایک لڑکی کو میجر عاص کے ساتھ ہنستے ہوئے آنسکریم پارلر پر دیکھا ان کے ساتھ ایک پیارا سا بچہ بھی موجود تھا--- نیلیم کے دماغ میں میجر عاص کی بات آئی

کس نے کہا میں نے شادی نہیں کی؟؟؟

میجر عاص کی بیوی زندہ ہے؟؟؟ اس کے پیروں تلے زمین کھسک گئی تھی۔۔۔ سارے منظر
۔۔۔ گڈ مڈ ہو گئے وہ اپنے آنسو روکتے کار میں آبیٹھی اور زناٹے سے بھگاتی لے گئی

گڑیا دادو کیا کہہ رہی ہیں تم نہیں آرہی؟؟؟ صاعقہ اسکے نہ آنے کا سُن کر بھڑک چکی
تھی۔۔۔ رو رو کر نیلیم کی آنکھیں سوج چکی تھیں۔۔۔ ناک لال ہو رہی تھی۔۔۔ کسی نے ٹشو
۔۔۔ پیپر نہیں دیے تھے اسے

ہمارا سر درد کر رہا ہے۔۔۔ سوری آپی اور بابا دادو آرہے ہیں نا تو مسئلہ ہی ختم۔۔۔ اس سے
پہلے کہ صاعقہ مزید بحث کرتی اس نے کال کاٹ دی

اے نیلیم کنڈی لگا لے۔۔۔ دروازہ نہ کھولیں میرا بیٹا۔۔۔ دادو کیلئے وہ اب بھی بچی ہی تھی
بیٹا دوا لے کر سو جانا۔۔۔ ابرار صاحب نے اسکے ماتھے پر ہاتھ رکھتے پیار سے کہا

میرا بہادر بچہ۔۔۔ میرا کیپٹن بچہ!!! وہ اب اسے پیار سے یہی کہتے تھے

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

انہیں گئے آدھا گھنٹہ گزرا تھا جب اسے گھر میں کسی کی موجودگی کا احساس ہونے لگا وہ اُٹھی اور آہستہ سے سیڑھیاں چڑھتی چھت پر آگئی۔۔۔ اس کے پاس حفاظتی پسٹل تھا کون ہو تم؟؟؟ اس نے سیڑھیوں کی اوٹ میں سے نکلتے بلیک شرٹ والے سیل فون پر بڑی شخص پر پسٹل تان دیا

کیپٹن نیلیم ابرار کا شوہر۔۔۔ وہ دونوں ہاتھ سینے پر باندھ کر مسکراتے ہوئے اس کے سامنے آکھڑا ہوا

۔۔۔آ۔۔۔آپ۔۔۔ اس نے دانت پیسے

آپ نکل جائیں میرے گھر سے اس سے پہلے کہ میرے منہ سے آپ کے لیے ذلت۔۔۔بھرے الفاظ نکلیں

غصے میں آپ بالکل اچھی نہیں لگتیں سچی۔۔۔وہ اسکا سُرخ اناری چہرہ دیکھتا ہلکے سے مسکرایا

You know what Major Aas you've hundred plus faces

آپ کے ڈیڈ کو آپ کا نام ٹائیکر نہیں گرگٹ رکھنا چاہیے تھا گرگٹ!!! " وہ دانت پیس کر گویا ہوئی غصے کا اظہار کرنے کو میجر عاص کے سینے پر ریوالور کا دباؤ مزید بڑھا دیا

اووہ آج سے آپ مجھے ٹائیکر کے بجائے گرگٹ بلا لیجیے گا یقین مانے میرے لیے بڑی اعزاز کی بات ہوگی۔۔۔ وہ اب بھی غیر سنجیدہ تھا اسکی ذہانت سے بھرپور سیاہ آنکھیں مسکرا رہی تھیں

میجر عاص!!! وہ غصے سے چیخ ہی تو پڑی تھی

جی؟؟؟ وہ اتنی ہی نرمی سے بولا

ہم بہت غصے میں ہیں۔۔۔ وہ اس کے اس انداز کی کہاں عادی تھی

یہ رہا سینہ مار لیں نکال لیں اپنا غصہ۔۔۔ وہ دو قدم آگے بڑھا

وہیں ٹھر جائیں۔۔۔ ہم سے آج کسی قسم کی اُلفت کسی قسم کی محبت کی اُمید مت رکھیے گا۔۔۔
- جس بندھن سے آپ کو آزاد کر دیا تھا اُس سے ہم بھی اُسے روز آزاد ہو گئے تھی۔۔۔ اہ
سرد آواز میں بولی

وہ رشتہ آج بھی قائم ہے اور کسی میں اتنی ہمت نہیں کہ وہ اسے توڑنے کی بات کرے
آپ میں بھی نہیں سنا آپ نے۔۔۔ میجر عاص نے اسے بازو سے پکڑا تھا وہ اس کے لمس
پر اس بری طرح اُچھلی جیسے بچھو نے ڈنگ مارا ہو۔۔۔ اسکی آنکھوں میں آنسو بھر گئے۔۔۔
اس نے ریوالور نیلیم کے ہاتھ سے لے کر اپنی پاکٹ میں ڈالا اسکے غصے سے واقف جو تھا
دنیا کا کوئی بھی شخص جھوٹ بول سکتا تھا دھوکہ دے سکتا تھا نیلیم ابرار کو۔۔۔ مم۔۔۔ مگر
(میجر عاص) (اسکے لب کپکپانے لگے)

آ۔۔۔ آپ؟؟؟ اسکے آنسو ٹپ ٹپ گر رہے تھے

آپ تو ہمیشہ سینے پر وار کرتے تھے نا (اس نے نازک ہاتھ کی مٹھی بنا کر میجر عاص کے
(سینے پر پوری قوت سے ماری)

پھر ہماری پیٹھ میں چھرا کیوں گھونپا؟؟؟ اتنی بے اعتباری؟؟؟ اتنی نفرت؟؟؟ میجر عاص نے ان سبز آنکھوں میں لال ڈورے دیکھے تھے

کون سا دھوکہ؟؟؟ کون سی بے اعتباری؟؟؟ اسے سمجھ نہیں آرہا تھا وہ کیا کہہ رہی ہے اس نے نیلیم کو بازوؤں سے پکڑنا چاہا تو اس نے میجر عاص کو گریبان سے پکڑ لیا

آپ کی پہلی بیوی زندہ تھی تو ہمیں سچ بتا دیا ہوتا کچھ کر لیتا اس محبت کو دفن کر دیتے جلا دیتے مگر آپ نے، آپ نے ہمیشہ ہماری محبت کا مزاق اڑایا ہے۔۔۔ جھوٹ بولا ہم سے۔۔۔ اس کے لمبے ناخن میجر عاص کے چہرے اور گردن ہر لگ رہے تھے بلکہ سہ مار رہی تھی۔۔۔ اس کے سینے پر اس کے چہرے پر اس کی گردن پر۔۔۔ دھوکے باز ہیں آپ۔۔۔ ہم آپ سے نفرت کرتے ہیں اس دنیا کے سب سے برے شخص ہیں آپ۔۔۔ ہہ۔۔۔ ہم۔۔۔ جب مکے برسا برسا کر وہ تھک گئی تو نیچے فرش ہر بیٹھ کر رونے لگی۔۔۔ میجر عاص کے رخساروں پر اس کے مارے گئے ناخنوں سے نشان پڑ چکے تھے۔۔۔ صاف شفاف گردن پر ایک۔۔۔ بار پھر اسی نے وار کیا تھا۔۔۔ وہ گھٹنوں کے بل اس کے پاس بیٹھ گیا

اگر تمہیں اور غصہ آرہا ہے تو وہ بھی نکالو مگر روؤ مت۔۔۔ اس نے نیلیم کا چہرہ اوپر کیا تو اس نے میجر عاص کے ہاتھ جھٹکے اور نیچے سیڑھیاں اترنے لگی۔۔۔ اپنے کمرے میں گھس کر دروازہ بند کرنا چاہا تو اس نے ایک ہی ہاتھ سے دھکا مارا۔۔۔ دروازہ ہل کر دیوار میں لگا

پہلی بیوی تم ہی ہو اور خدا کا شکر کرتا نہیں تھکتا کہ زندہ ہو۔۔۔۔۔ وہ اس کے حیران چہرے کو دیکھتے بولا

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

ادھر آؤ۔۔۔ میجر عاص نے اسکی کلائی تھامی اور روم کے اندر جانے لگا جب نیلیم نے اسکے ہاتھ پر دو تین بار کاٹا۔۔۔ وہ رُک گیا

چھڑاؤ۔۔۔ چھڑا کے دکھاؤ یہ ہاتھ۔۔۔ ٹائیگر کی گرفت اتنی معمولی نہیں ہے کیپٹن نیلیم!!! وہ چیخ کر رہا تھا

نیلیم نے اسکی سکھائی ٹرک استعمال کرتے کلائی گھمانا چاہی مگر وہ ہل بھی نہ سکی میرے طریقے مجھے پر آزما رہی ہیں۔۔۔ وہ مسکرایا

اگر ہم چاہیں تو ابھی کراٹوں سے آپ کا برا حشر کر دیں مگر ہم لحاظ کر رہے ہیں۔۔۔ وہ پھنکاری

کیوں؟؟؟ وہ بات بے بات مسکرا رہا تھا

آپ ہمارے ٹیچر بھی رہ چکے ہیں اسی لیے۔۔۔ وہ منمنائی

اور شوہر بھی ہوں اسی لیے بھی۔۔۔ وہ اسکی جانب جھکتا بولا

نیلیم نے اسکے چہرے پر اپنے ناخنوں کے نشان دیکھے

دیکھ لیں کیا حشر کیا ہے آپ نے میرے فیس کا۔۔۔ وہ تھوڑا اور نیچے ہوا

آپ اس کے لائق تھے تبھی۔۔۔ حالانکہ دل میں وہ خود کو کوس رہی تھی کہ وہ ایسی کیوں ہے؟؟؟

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

بیٹھیں ادھر۔۔۔ میجر عاص نے اسے بیڈ پر ٹکایا اور خود واپس جا کر روم کا دروازہ بند کر دیا۔
۔۔ وہ خفا سی بیٹھی رہی جب کہ وہ واپس اس تک آیا تھا

آپ کو پتا ہے میں کچھلے ایک مہینے سے یہاں آرہا ہوں؟؟؟ وہ خاموش ہوا۔۔۔ نیلیم نے
کوئی جواب نہیں دیا

انکل کو سب پہلے سے ہی بتایا تھا آپ نے۔۔۔ میں حیران ہوا۔۔۔ وہ مجھے دیکھتے ہی پہچان
گئے۔۔۔ آپ نے گھر بدل لیا۔۔۔ ان دو سالوں میں کہاں کہاں نہیں ڈھونڈا میں نے آپ
کو۔۔۔ وہ اس کے چہرے کی جانب دیکھ رہا تھا جہاں نو لفٹ کا بورڈ لگا تھا

ٹھیک ہے آپ کی ناراضگی بجا سہی، میں غلط سہی مگر آپ نے انس کو میرے واحد دوست
کو بھی اپنا ساتھی بنالیا۔۔۔ میں نے اتنا پوچھا اُس سے۔۔۔ اتنی بار کہا کہ بتا دے کیا پتا میں
افغانستان کے مشن سے سہی سلامت واپس آؤں یا نہیں۔۔۔ مگر وہ تب بھی نہیں بولا۔۔۔
وہ اس سے شکایت کر رہا تھا یا بتا رہا تھا وہ سمجھ نہیں پائی

میں نے ان دس گیارہ سالوں میں کسی کو نہیں منایا۔۔۔ مجھے منانا بھی نہیں آتا۔۔۔ وہ بول
رہا تھا

آپ کو بس خفا کرنا آتا ہے۔۔۔ وہ بیڈ سے اُٹھ گئی

میں ڈائورس پیپرز کی منتظر۔۔۔ اسکا جملہ میجر عاص کے بھاری ہاتھوں نے مکمل نہیں ہونے
دیا۔۔۔ اس کے لبوں پر ہاتھ رکھ کر وہ نفی میں سر ہلانے لگا

نیلیم کا مرکت از دیباء تبسم

آپ یقین کریں میں نے وہ سب بہت مجبوری میں کہا تھا۔۔۔ بہت زیادہ مجبوری میں۔۔۔ اسد زبیر لغاری کے جیسے اور کتنے ہی میری جان کے دشمن بنے پڑے تھے۔۔۔ آپ کا میرے ساتھ رہنا یا اُس وقت کسی کو بھی میری کمزوری مجھ سے جڑے رشتے کا پتا لگنا میرے لیے عذاب ہو جاتا۔۔۔ سب ختم ہو جاتا میں آپ کو کسی اور آزمائش میں نہیں ڈالنا۔۔۔ چاہتا تھا

اسی لیے مرنے کو چھوڑ دیا تھا؟؟؟ وہ تلخی سے بولی

میرے ملک کو میری ضرورت تھی مجھے جانا تھا۔۔۔ وہ بمشکل بولا
ہمیں بھی تو آپ کی ضرورت تھی۔۔۔ اسکی آنکھ سے آنسو پھسلا

سانحہ اے پی ایس کا منظر یاد ہے؟؟؟ بس میں نہیں چاہتا تھا کہ ویسے ہی کوئی سیاہ دن تاریخ میں آئے تبھی گیا تھا۔۔۔ وہ تخیل سے اسکے تمام شکووں کا جواب دے رہا تھا

اب کیا لینے آئے ہیں؟؟؟ وہ ناگواری سے بولی۔۔۔۔۔ میجر عاص کو کہاں عادت تھی اس بیگانگی کی اس ناگواری کی تڑپ گیا تھا وہ

دو سال کی سزا کم نہیں ہے اتنی ظالم مت بنیں۔۔۔ وہ اسکا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں لیتا بولا نیلیم نے غصے سے اسکے ہاتھ جھٹکے

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

پلیز میجر عاص ایک بار آپ اپنے سارے ماسک اُتار پھینکے ہمیں آپ کا اصلی چہرہ دیکھنا ہے۔
--- وہ تلخ ہو رہی تھی بہت زیادہ تلخ

اتنی بدگمانیاں پال رکھی ہیں میرے لیے؟؟؟

آپ شکوہ کرنے کا حق نہیں رکھتے۔۔۔ وہ بات کرتے کرتے سائیڈ ڈرا پر پڑا ٹشو باکس
اُٹھالائی

شرٹ خراب ہو جائے گی صاف کر لیں۔۔۔ خون کا ایک قطرہ اسکی شفاف گردن سے بہتا
نیچے آ رہا تھا۔۔۔ اس سے پہلے کہ وہ کالر میں جذب ہوتا نیلیم نے باکس تھمایا

ہو لینے دو خراب۔۔۔ بے فکر رہو تم سے نہیں دھلواؤں گا۔۔۔ اس نے باکس بیڈ پر رکھا
آپ جائیں۔۔۔ دادو بابا آنے والے ہوں گے۔۔۔۔ وہ ایسے ہی اپنی باکس چیزیں اُٹھا کر رکھنے
لگی۔۔

تو؟؟؟؟ وہ سینے پر ہاتھ باندھ کر اسکی حرکتیں دیکھنے لگا

تو آپ کی یہاں موجودگی مجھے شرمندہ کرے گی۔۔۔ وہ غصے سے پھنکاری

آپ مجھے نکال رہی ہیں اور میں نے آپ کو ہمیشہ اپنے ساتھ رکھا۔۔۔۔ ایک اور شکوہ

آپ بول لیں یا تم۔۔۔۔ وہ مسکرا دیا

۔۔۔ جب جو دل چاہتا ہے وہ بول دیتا ہوں

بالکل جو دل چاہتا ہے بول دیتے ہیں یہ سوچے بغیر کے اگلا بندہ انسان ہے اُس کا بھی دل ہے فیلنگز ہیں۔۔۔ اس نے کچھ ایسے انداز میں کہا کہ میجر عاص کٹ کر رہ گیا

آپ نے ہم سے ہمیشہ نفرت کی اور ہم نے محبت بے انتہا محبت کی آپ سے۔۔ اس کی سبز نین شکوے کرنے لگے

- نہیں کی کبھی تم سے نفرت۔۔۔ زوئی کے چہرے سے نفرت کی تھی میں نے تم سے نہیں

زوئی؟؟؟

ہاں۔۔۔ میجر عاص نے آج اس پر اپنا آپ آشکار کر دیا تھا اپنا ماضی ایم آاز سے نفرت، اس سے نفرت کی وجہ سب کچھ کہہ دیا تھا۔۔۔ رات دھیرے دھیرے سرک رہی تھی اور وہ آج مرکت کے اندر تک اُتر گئی تھی۔۔۔ اسکے دل تک پہنچ گئی تھی جس میں آج تک کسی عورت کی جگہ نہیں بنی تھی وہ اسکے دل کی تن تنہا مالک تھی۔۔۔ اس نے زوئی سے صرف دوستی کی تھی وہی چہرہ تھا اُسکا بھی جو نیلیم ابرار کا تھا۔۔ مگر اسے زوئی سے نفرت تھی شدید نفرت اور اس سے محبت شدید محبت مگر وہ اسکا اظہار نہیں کر رہا تھا۔۔۔ صرف اسے نفرت کرنے کی وضاحت دے رہا تھا۔۔۔ محبت کب ہوئی؟؟؟ ہے کہ نہیں؟؟؟ کچھ نہیں بتایا تھا

پورا چاند آسمان پر ڈیرہ ڈالے تھا۔۔۔ آس پاس ستارے چمک رہے تھے۔۔۔ کھلی کھڑکی سے یہ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا اندر آرہی تھی۔۔۔ پردے اُڑنے لگے۔۔۔ وہ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے آنکھیں موندے بیٹھی تھی اور میجر عاص اسکی گود میں سر رکھے صدیوں کی تھکن اُتار رہا تھا اسکی مخروطی اُنکلیاں اسکے سیاہ بالوں میں دھیرے دھیرے چل رہی تھیں۔۔۔ وہ سوچ رہی تھی کہ مرکت کون تھا؟؟؟

میجر عاص یا منہاج؟؟؟

دونوں ایسے شخص تھے جو صرف اس پر کھلے تھے جن کے دل صرف اس کیلئے زندہ ہوئے تھے۔۔۔ جنہوں نے صرف اسے اپنے درد سنائے تھے دونوں کی ہی کہانی ملتی تھی۔۔۔ کہاں فرق تھا؟؟؟

فرق تھا وہ فرق غلط ہونے کے بعد راستہ چننے کا تھا

کہ آپ کے ساتھ ظلم ہوا تو کوشش کرو جنگ کرو کہ یہ ظلم کسی دوسرے پر نہ ہو جو میجر عاص نے کیا اور منہاج نے کیا کیا؟؟؟ محظ ایک حادثے کے سبب کیا سے کیا بن گیا وہ۔۔۔ غلط لوگ سب کو ملتے ہیں راہ راہ پر کھڑے ہوتے ہیں یہ گمراہ کرنے کو کھڑے ہوتے ہیں کوشش کریں جب یہ ہاتھ بڑھائیں تو لات مار کر ان گمراہوں کو دور پھینک دیں !!! اور وہ راستہ چن لیں جو حق کا ہو سچ کا ہو

تھی neutral اور نیلیم؟؟؟ وہ negative کردار تھا منہاج positive میجر عاص ایک بھی ہوتے neutral کردار نہیں ہوتے کچھ negative اور positive ہر کہانی میں سے کوراپ کر لیتے ہیں میجر عاص positivity کو negativity ہیں جو اپنے کردار کی --- کی کہانی میں نیلیم ابرار کا کردار ایسا ہی تھا

تھا جس نے اسکی positive منہاج عز ضحاک کی زندگی میں نیلیم کا کردار کبھی نہیں ہو سکتا تھا کیوں کہ وہ جو کرچکا neutral کو ختم کر دیا تھا وہ negativity --- کور نہیں کر سکتی تھی positivity تھا وہ نیلیم ابرار کی

وَأَحْرَصَ عَلَى قَلْبِي لِأَنَّهُ فِيهِ

(میرے دل کا خیال رکھنا کیونکہ تم اس میں رہتی ہو)

اس نے پٹ سے آنکھیں کھول دیں۔۔۔۔۔۔ کبھی اُس نے یہ جملہ کہا تھا اسے۔۔۔ اس نے سائیڈ ڈرا کی جانب دیکھا گلابی رنگ کی ڈائری وہاں پڑی تھی۔۔۔ کھلی ہوئی شاید ہوا کی وجہ سے۔۔۔ اس پر لکھے عربی اشعار وہ کبھی نہیں پڑھتی تھی

کیوں کہ وہ جب بھی اس ڈائری کا پہلہ صفحہ کھولتی تو اس پر درج حرف اسے آگے نہ بڑھنے دیتے

"KING OF CRIMES"

کئی بار آپ کی برائیاں سچ مچ کسی کو آپ سے محبت کرنے سے آپ کو پڑھنے سے روک دیتی ہیں

--- کیا ہوا--- اسکی انگلیاں حرکت کرنا بند کر گئیں تھیں وہ جاگ گیا تھا

--- منہاج زندہ ہے؟؟؟-- اس نے گہری سانس لیتے پوچھا

--- کل لے کر جاؤں گا آپ خود دیکھ کر فاصلہ کر لیجیے گا

میسجر عاص نے اسکا ہاتھ تھام لیا کمرے میں صرف چاند کی روشنی تھی--- اسکا ہاتھ وہ لبوں

تک لے گیا--- بے خودی میں ہاتھوں سے مہندی کی مہک کو وہ محسوس نہیں کر سکا تھا---

نیلیم نے اسکا پہلا عملی اظہار اپنی ہتھیلی کے دل میں محسوس کیا تھا ابھی وہ پوری طرح ان

جذبوں کو محسوس بھی نہیں کر پائی تھی کہ میسجر عاص جھٹکے سے اٹھ بیٹھا

کیا ہوا؟؟؟

!!! اچھوں

!!! اچھوں

اسکا چھینکو سے برا حال ہو چکا تھا

پانی؟؟؟

ٹشو؟؟؟

وہ اسے پکڑانے لگی

واش روم؟؟؟ اس نے واش روم کا پوچھا اور اُس جانب چل پڑا۔۔۔ منہ دھو کر واپس آیا
تو اسکی ناک سرخ ہو رہی تھی

کیا ہوا تھا آپ کو؟؟؟ وہ اسکے پاس آرکی۔۔۔۔ لائٹ آن کی

۔۔۔۔ آپ کے ہاتھوں کی سمل

مہندی لگائی ہے آپ نے؟؟؟ وہ اس کے ہاتھوں کو دیکھتا جملہ ادھورا چھوڑ گیا

اوہ۔۔۔ آپ کو مہندی سے الرجی تو نہیں؟؟؟ نیلیم نے اندازا لگایا

پتا نہیں کبھی مہندی والے ہاتھوں کو ٹچ نہیں کیا۔۔۔ وہ ٹیبل پر پڑے باکس سے ٹشوز
نکلنے لگا

اور بغیر مہندی والوں کو؟؟؟ اس نے گھورتے ہوئے پوچھا۔۔۔ وہ اسے دیکھ کر مسکرانے لگا
بہت بار۔۔۔ اس نے نیلیم نے کھلے گھنگریالے بالوں کی ایک لٹ کھینچی جو لمبی سی ہو کر اس
کے چھوڑنے پر کسی سپرنگ کی طرح واپس لپٹ گئی۔۔۔ اس نے میجر عاص کے سینے پر
ایک مکا رسید کیا

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

اُف ظالم حسینہ کیا حشر کیا ہے میری گردن کا وہ ڈرینگ میں دیکھتا بولا
نیلیم نے چند ٹشو اٹھائے اور اسکی گردن پر عرقِ گلاب کا چھڑکاؤ کر کے صاف کرنے لگی
میجر عاص اسکا چہرہ دیکھنے لگا

میں نے تمہیں بہت مس کیا تھا نیلیم۔۔۔ وہ اسکے بالوں کو چھیڑتا بولا۔۔۔ وہ چپ رہی
تمہارا اندازِ محبت بدل گیا ہے۔۔۔ اس نے نیلیم کو بازوؤں سے پکڑ کر اپنے سامنے کیا
ایسا نہیں ہے۔۔۔ وہ ٹشو پیپر رکھنے لگی

ایسا ہونا بھی نہیں چاہیے۔۔۔ اس نے نیلیم کی صراحی دار گردن پر انگوٹھا پھیرا
ہم نے ابھی آرمی جوائن کی ہے گریجویشن کرنے کے بعد پھر سے ٹیسٹ دے کر پروپر
وے سے یہ پوسٹ حاصل کی ہے ہم آرمی کو سرو کرنا چاہتے ہیں۔۔۔ پاکستان کو سرو کرنا
چاہتے ہیں۔۔۔ اس نے اہنا مدعا بیان کیا

مجھے بھلا کوئی اعتراض ہو سکتا ہے؟؟؟ بس تم اپنی چھٹیوں میں سے دو دن ہر بار میرے گھر
پر گزارو گی۔۔۔ وہ اپنے پاکٹ سے کچھ نکالنے لگا
آپ کا گھر؟؟؟

ہاں۔۔۔ اس نے نوز پن نکالی تھی۔۔۔ نیلیم شاکڈ ہوئی۔۔۔ وہ تو اب عادی ہو گئی تھی اس کے
بغیر رہنے کی۔۔۔ ٹائیگر نے وہ نوز پن اسکے ناک میں پہنانی چاہی مگر وہ اندر جا کے نہیں
دے رہی تھی۔۔۔ نیلیم کو ہنسی آنے لگی

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

میجر عاص عالم آپ سے نہیں ہوگا۔۔۔ اس نے ہنستے ہوئے نوزِ پین اسکے ہاتھ سے لے کر خود پہن لی۔۔۔ یہ تم پر بہت سوٹ کرتی ہے میجر عاص نے دھیرے سے جھک کر نوزِ پین پر اپنے لب رکھ دیے

۱۱۱۱۱

۱۱۱۱۱

Socialmedia

۔۔۔ نیلیم نے ہچکی لی

۔۔۔ بابا

سو کیوٹ۔۔ میجر عاص نے اسکی ناک دبائی تھی۔۔۔ وہ حیا سے گلنار ہونے لگی۔۔۔ دروازے پر بیل ہو رہی تھی۔۔۔ نیلیم نے پھٹی پھٹی نگاہوں سے اسے دیکھا

اوہ نو دادو۔۔ بابا لوگ آگئے۔۔۔ آ۔۔۔ وہ بھاگ کر کھڑکی تک گئی جہاں دادو اور ابرار صاحب کھڑے اسے دروازہ کھولنے کا اشارہ کر رہے تھے۔۔۔ پھر ابرار صاحب نے اسے ٹھہرنے کا کہا اور چابی دیکھائی کہ ہم خود ہی کھول کر آجائیں گے وہ کھڑکی سے ہٹ گئی

آ۔۔۔ آپ جائیں نا۔۔۔ ابھی تک کھڑے ہیں۔۔۔ وہ عجلت میں بولی

مگر کیوں؟؟؟ وہ مسکرایا اسے فکر مند دیکھ کر ہنسی آرہی تھی

دادو بابا کیا سوچیں گے۔۔۔ اللہ آپ آپ آئے ہی کیوں تھے۔۔۔ وہ اس پر برسی

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

یہیں سوچیں گے کہ ہمارے سامنے کہتی تھی میجر عاص کا نام مت لے کوئی اور اب چھپ
---چھپ کر

توبہ توبہ --- آپ خود آئے تھے ہم --- اسکی بات دادو کی آواز نے کاٹی
!!! اے نیلیم

ہائے دادو اوپر آرہی ہیں اب؟؟؟ اب کیا ہوگا --- وہ پریشان سی میجر عاص کو دیکھنے لگی جو
اسکی حرکتوں پر ہنس رہا تھا اسکے دیکھنے پر مسکراہٹ چھپالی

اللہ دادو اوپر آرہی ہیں --- وہ ادھر ادھر چھپنے بلکہ میجر عاص کو چھپانے کے طریقے ڈھونڈ
--- رہی تھی جب اس پر نظر پڑی وہ دروازے کی طرف جارہا تھا
!!! اے نیلیم

میجر عاص نے دروازہ کھول دیا اس سے پہلے کہ وہ اپنا سر باہر نکال کر دادو کو سرپرائز دیتا
نیلیم نے اسکی شرٹ پیچھے سے کھینچتے اندر گھسیٹا
کیا کر رہے ہیں آپ؟؟؟ وہ سرگوشی میں غرائی

دادو کو سلام کرنے جارہا ہوں --- وہ بہت معصومیت سے کہہ رہا تھا

سلام؟؟؟ جوتے نا پڑ جائیں کہیں --- ادھر آئیں آپ --- اسے بازو سے پکڑ کر وہ الماری
کے پاس لائی

اے نیلیم سنتی کیوں نہیں ہے؟؟؟

دادو نے دروازہ کھولا کمرہ خالی تھا

ششششش !!! نیلیم نے بے دھیانی میں اسکے ہونٹوں پر ہاتھ رکھا ہلکی ہلکی شیو کی چھن اسکی نازک انگلیوں نے محسوس کی۔۔۔ وہ میجر عاص کی جانب نہیں دیکھ رہی تھی الماری کی اوٹ سے۔۔۔ دادو کو دیکھ رہی تھی جو اندر آرہی تھیں

میجر عاص کا چہرہ سرخ ہونے لگا۔۔۔ اسے چھینک آرہی تھی مہندی کی خوشبو ناک میں گھس رہی تھی۔۔۔ میجر عاص اسکا ہاتھ ہٹانے کی کوشش کر رہا تھا

نہیں پلیز پلیز !!! نیلیم اسے منع کر رہی تھی۔۔۔ بالا آخر اسکا ضبط ٹوٹا نیلیم کا ہاتھ ہٹا کر وہ چھینک پڑا اور اسکا دورا اسٹاٹ ہو چکا تھا۔۔۔ دادو لاٹھی لے کر آگے آئیں اور حیرت سے ان سے۔۔۔ دونوں کو دیکھا۔۔۔ آگے بڑھ کر میجر عاص کو بازو سے پکڑ کر بیڈ پر بٹھایا نیلیم پانی لائی

ہائے اے نیلیم توں نے مارا ہے بچے کو؟؟؟ انہوں نے میجر عاص کا چہرہ پکڑ کر گھمایا ہائے میرے خدا اے یہ کیا حشر کیا ہے لڑکے کے چہرے کا۔۔۔ دادو نے خونخوار نظروں سے اسے دیکھا

شرم نہ آئی تجھے شوہر ہے تیرا۔۔۔۔ اے نیلیم تجھے کب عقل آئے گی۔۔۔ دادو فرسٹ ایڈ باکس اٹھا کر لائیں

نہیں دادی کچھ نہیں ہوا۔۔۔ ہلکی سی کھروچ ہے ٹھیک ہو جائے گی۔۔۔ وہ جو نیلیم کی ڈانٹ کا مزہ لے رہا تھا انہیں پریشان ہوتا دیکھ کر سنجیدگی سے بولا

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

بیٹا معاف کرنا ایسی ہی ہے عقل ہے نہیں اسے۔۔۔۔ وہ بزرگ تھیں پرانے وقتوں کی عورت، شوہر کے رتبے کو سمجھنے والیں

گندی انہیں ناخنوں سے آٹا گوندھتی ہے۔۔۔۔ دادو نے اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھا جو اچھے بچوں کی طرح سر جھکائے لعن طعن سُن رہی تھی

دادی اسکے ناخن کٹواتی کیوں نہیں ہیں آپ؟؟؟ وہ بھی ان کے ساتھ شامل ہو گیا۔۔۔ نیلیم نے اسے ان نظروں سے دیکھا جیسے کہہ رہی ہو آپ کو تو دیکھ لوں گی میں

(چل ابھی کاٹ یہ چھرے (ناخن

دادو بعد دود میں۔۔۔۔ وہ منمنائی

دادی آپ بے فکر رہیں ابھی اسکا بندوبست کرتے ہیں۔۔۔ اس نے ڈرینگ سے نیل کٹر تلاش کیا اور اسکا ہاتھ پکڑ کر صوفے پر بیٹھ گیا۔۔۔ دادو کے سامنے اسکی یہ بے تکلفی نیلیم کو پانی پانی کر گئی

۔۔۔ دادی کاٹ دوں؟؟؟ اسکے پوچھنے پر دادو ہنستی ہوئی چلی گئیں

۔۔۔ دادی کو دادو

میں کو ہم۔۔ اتنی تمیز دار اُردا کہاں سے لاتی ہیں آپ؟؟؟ اس نے نیلیم کا ہاتھ پکڑ کر ناخن کاٹنے شروع کر دیے

میجر عاص رہنے دیں نا۔۔۔ ہم غصے میں تھے۔۔۔ وہ منتی لہجے میں بولی

!!!آپ پھر غصے میں آگئیں تو میرا منہ تو گیا نا

برائی کا انجام ہمیشہ برا ہوتا ہے۔۔۔ زہر کا بیج بو کر محبت کے گلابوں کی تمنا کرنا حماقت نہیں تو کیا ہے؟؟؟

وہ میجر عاص کے ساتھ اسلام آباد آئی تھی۔۔۔ جہاں منہاج عز ضحاک کو انڈر گراؤنڈ رکھا گیا تھا۔۔۔ پوری دنیا جانتی تھی کہ وہ مر گیا ہے۔۔۔۔ ان دو سالوں میں میجر عاص اسکے کتنے ہی وفاداروں کے حملوں کا شکار رہا تھا۔۔۔ کتنی بار وہ موت کے منہ سے نکلا تھا؟؟؟ منہاج کی قید کی ایک الگ داستان تھی جس میں میجر عاص نے بہت کٹھن وقت دیکھا تھا بہت۔۔۔ تکالیف برداشت کی تھیں

!!! وہ اندھیرے میں لمبے بال۔۔۔ بدبودار کپڑوں والا شخص منہاج عز ضحاک تھا نہیں

نیلیم ابراد کیسے یقین کر لیتی اسکی ایک ایک چیز قیمتی ہوتی تھی۔۔۔ اتنا پرفیوم وہ استعمال کرتا تھا مگر اس کے جسم سے قاتل کی بو نہیں ختم ہوتی تھی۔۔۔۔ اس کے ہاتھ میں لوہے کی۔۔۔ نوکیلی سی چیز تھی جس سے اس نے جیل کے درو دیوار بھر رکھے تھے

!! کائنات ملکہ اور قاتل

ہر جگہ یہی تحریر تھا ہر دیوار پر وہ پاگلوں کی طرح اپنے منہ کو نوچنے رہا تھا کبھی بازو پر
--خارش کر رہا تھا

اس نے اپنی کہانی کو خود عنوان دے دیا تھا وہ کیا کرتی؟؟؟

اسکی کہانی میں اسے شامل ہونا ہی تھا وہ ہو چکی تھی مگر کون جانتا تھا کہ نیلیم ابرار کی کہانی
!!! میں بھی وہ تاعمر زندہ رہے گا

اس نے کہا تھا

تمہیں ہر اُجڑے گھر کی آہ لگے

---اور آج اسکا حال دیکھ کر وہ کانپ رہی تھی

اس نے دیکھا تھا کبھی اس شخص کو شان سے کھڑے اور آج اسے فقیروں سے بھی بدتر
جانا تھا----سکندر تو باہر کھڑا تھا اسکا انتظار کر رہا تھا اسے جانا تھا واپس اپنی دنیا میں جو میجر
عاص سے شروع ہو کر اس پر ہی ختم ہو جاتی تھی

وہ جاچکی تھی!!! اندر بیٹھے شخص نے حسرت سے اسکی کمر پر جھولتے سنہری بالوں کو دیکھا
تھا

فرض کرو ہم اہل وفا ہوں، فرض کرو دیوانے ہوں

فرض کرو یہ دونوں باتیں جھوٹی ہوں افسانے ہوں

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

فرض کرو یہ جی کی پتا جی سے جوڑ سنائی ہو

فرض کرو ابھی اور ہو اتنی آدھی ہم نے چھپائی ہو

فرض کرو تمہیں خوش کرنے کے ڈھونڈھے ہم نے بہانے ہوں

فرض کرو یہ نین تمہارے سچ مچ کے مے خانے ہوں

فرض کرو یہ روگ ہو جھوٹا جھوٹی پیت ہماری ہو

فرض کرو اس پیت کے روگ میں سانس بھی ہم پر بھاری ہو

فرض کرو یہ جوگ بجوگ کا ہم نے ڈھونگ رچایا ہو

فرض کرو بس یہی حقیقت باقی سب کچھ مایا ہو

اسلام آباد میں سردی نے ہر ایک کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا۔۔۔ وہ اُلٹا چل رہے تھے
ریسٹورینٹ پہلے آیا تھا۔۔۔ میجر عاص نے اپنی جیپ روک دی۔۔۔ ہلکی ہلکی بارش Monal
میں جب وہ ہوٹل کی سیڑھیاں چڑھ رہے تھے تو میجر عاص نے اپنی جیکٹ اُتار کر اسکے
--کاندھوں پر ڈالی تھی اور اسکے شانے پر بازو پھیلاتے اندر جانے لگا

---ٹائیگر--- اسکی آواز سرگوشی سے بھی کم تھی

ہوں--- وہ اب بھی سیڑھیاں چڑھ رہے تھے

ہم نے شال لی ہوئی ہے--- وہ مسکرا کر اسکے چہرے کو دیکھنے لگا

تو؟؟؟ --- اس نے بازو کا دباؤ مزید بڑھادیا--- وہ نفی میں سر ہلا کر رہ گئی--- وہ پھر

---اسے عادی کر رہا تھا اپنا، اپنی عادتوں کا، اپنے انداز کا، اپنی محبت کا

اب وہ کافی پی لیتی تھی

میجر عاص آئسکریم کھا لیتا تھا

دونوں ایک دوسرے کی پسند کو ترجیح دیتے تھے اور کئی بار یہی بات بحث شروع کروا دیتی

---تھی ان کی

وہ اسے اپنا گھر دیکھانے لایا تھا--- نیلیم کو آج پتا چلا تھا کہ اُسے کار سے زیادہ جیپ کا

شوق تھا اسکے گھر میں دو پورانے ڈیزائن کی بھی جیپ تھیں--- گارڈ نے ددواڑہ کھولا تھا

جب وہ اندر داخل ہوئے--- پارکنگ ایریا سے ابھی اسکی نظر آگے پڑی تو دنگ رہ گئی---

خوبصورت ڈیکوریشن سٹونس سے سیدھی روش بنا رکھی تھی اسکے کنارے پر بہت

خوبصورت ڈیزائن کے پینٹ کیے پتھر تھے وہ حیرت زدہ سی آگے بڑھنے لگی--- لان کے

درمیان میں پتھروں کے بھیج میں فوارہ لگا تھا--- پتھر دیواروں پر بھی لگے تھے--- چھوٹی

چھوٹی کنکریوں اور پتھروں سے ایک اونچی جگہ بنا رکھی تھی--- جسکے پیچھے سے فوارہ---

پتھروں کی روش سب نظر آرہا تھا

نیلیم کا حرکت از دیباہ تبسم

میجر عاص --- ایک پکچر لیں ہماری --- وہ پتھروں پر کھڑی تھی --- اس نے میجر عاص کی جیکٹ اُتار کر پہلے اُسکے کاندھے پر ڈالی اور پھر واپس آکر کھڑی ہو گئی

پورا ویو آنا چاہئے --- پورا گارڈن --- وہ اسے حکم دے رہی تھی --- سہ ہنسنے لگا

WoW it's Fabulous !!!

اس نے روش پر گرے رنگ برنگے گارڈن سٹونس اُٹھا کر دیکھے پھر فوارے کے پاس پڑے گلاس سٹون --- وہ بے حد خوش دیکھائی دے رہی تھی --- اسے کریز تھا پتھروں کا --- میجر عاص اسکی بہت ساری تصاویریں اُتار رہا تھا

بس کریں میجر عاص --- وہ اسے بول کر فوارے کے پانی سے پتھر دھونے لگی

نیلیم بس کریں --- اندر چلیں --- وہ اسے بازو سے کھینچنے لگا

--- نہیں ہمیں دیکھنے ہیں

دیکھ لیے بہت --- میں ان پتھروں سے جیسے ہو گیا تو اپنی پورے دو سال کی محنت اپنے ہاتھوں ہی برباد کر دوں گا --- وہ اسے کھینچ کر اندر لا رہا تھا

اتنا خوبصورت گھر ہے آپ کا --- اس میں ڈیکوریشن کی ہر چیز یہاں رہنے والے کے اعلیٰ ذوق کا منہ بولتا ثبوت تھی --- وہ دیواروں پر لگی اسکی فیملی پکچرز دیکھنے لگی

یہ ماما ہیں یہ بابا اور یہ میں --- وہ ایک تصویر میں موجود چھوٹے گول مٹول بہت گورے بچے کو دیکھ کر بولا جس کے ہاتھ میں فٹ بال تھا

نیلیم کا مرکت از دیباء تبسم

کتنے معصوم تھے آپ چھوٹے ہوتے۔۔۔ وہ شرارت سے بولی

ہاہاہا۔۔۔ وہ ہنسا

معصوم تو میں اب بھی ہوں۔۔۔ اس نے نیلیم کے بالوں کے کرل اُنگیوں میں گھمائے۔۔۔
وہ اسے بتا نہیں سکا کہ اسکے یہ گھنگریالے بال اسے بہت پسند ہیں۔۔۔ وہ انہیں اسٹریٹ
کرتی ہے تو اسے بہت غصہ آتا ہے۔۔۔۔ نوز پین کے بغیر میجر عاص کو اسکا چہرہ ادھورہ لگتا
ہے

میجر عاص میکرونی؟؟؟ اس نے سینے پر ہاتھ باندھتے ابرو اُچکائے
بالکل نہیں

آج تو بالکل نہیں۔۔۔ میجر عاص نے منع کیا

کیوں نہیں؟؟؟ ہسبنڈ بن کر آپ بہت نخرے کرنے لگ گئے ہیں۔۔۔ اس نے ڈانٹا
تمہارا گھر ہے تمہارا کچن جو بھی بناؤ اوپر لے آنا تمہارے لیے سرپرائز ہے۔۔۔ وہ سیڑھیاں
چڑھتا بولا

گھر کیا تھا اچھا خاصا بنگلہ تھا۔۔۔ اس نے بس میکر عاص کی ذات سے محبت کی تھی اسکی
خصوصیات سے اسے یہ بھی نہیں پتا تھا تب کہ وہ کون ہے؟؟؟ اس کا اصل نام؟؟؟ اسکا
خاندان؟؟؟ اسکا گھر؟؟؟ اسے کچھ بھی تو نہیں پتا تھا۔۔۔ میجر عاص کیسے اسکی محبت پر شک
کرتا؟؟؟

نیلیم کا حرکت از دیباء تبسم

اس نے کافی بنائی اور ٹرے اٹھا کر اوپر آگئی۔۔۔ جہاں وہ اتنی سردی میں بھی نہا کر نکل رہا تھا۔۔۔ نیلیم نے بنیان سے جھانکتے اسکے مضبوط بازو اور چوڑے سینے کو دیکھا۔۔۔۔ وہ ٹاول سے بال رگڑ رہا تھا

۔۔۔ مجھے لگا تم شرما جاؤ گی۔۔۔ وہ گیلیا ٹاول اسکے چہرے پر اچھال چکا تھا

اخ خ خ۔۔۔ کیا بد تمیزی ہے؟؟؟

۔۔۔ وہ چلائی۔۔۔ میجر عاص نے اپنا کافی کا مگ اٹھا لیا

آج بھی کافی؟؟؟ ویسے جیسا تم کھانا بناتی ہو کافی ہی ٹھیک ہے۔۔۔۔ وہ اسکے ہاتھ کا کھانا کھا چکا تھا۔۔۔ وہ گگ اچھی نہیں تھی مگر بیوی بہت اچھی تھی۔۔۔ میجر عاص نے دل سے۔۔۔ اعتراف کیا

مجھے یقین نہیں آتا یہ وہی میجر عاص ہیں جو کبھی ہمارا چہرہ دیکھنے کے روادار نہیں تھے۔۔۔ وہ اسکے ساتھ بیڈ پر ٹک گئے۔۔۔ اسکے شانے کو چھونے لگی جس پر گولی لگنے کے نشانات اب۔۔۔ بھی موجود تھے

تب مجھے تمہارے چہرے میں زوئی دیکھتی تھی۔۔۔ وہ مگ کے کنارے پر انگلی پھیرتا بولا

اور اب؟؟؟ اس نے میجر عاص کا بازو ہٹا کر سینے پر سر رکھتے پوچھا

بالکل بھی نہیں۔۔۔ وہ اسے سمیٹنے لگا۔۔۔ کافی کا مگ اب بھی دائیں ہاتھ میں موجود تھا

نیلیم کا مرکت از دیباہ تبسم

اب مجھے بس اُس انداز سے اُس محبت سے محبت ہے جو تم مجھ سے کرتی ہو۔۔۔ بدل تو سب اُسی دن گیا تھا جب میں ایم آرز پلازہ گیا تھا تم سے ملنے۔۔۔ سب سے پہلے مجھے تمہارے گھنگریالے بالوں سے عشق ہوا تھا۔۔۔ اس نے نیلیم کے بال پھر سے بکھیر دیے آپ ہم سے محبت کرتے ہیں؟؟؟ اس نے سر اٹھا کر میجر عاص کی آنکھوں میں دیکھا میں نہیں جانتا محبت کیا ہوتی ہے میں بس اتنا جانتا ہوں کہ تم جب پاس نہیں ہوتی تو بہت یاد آتی ہو۔۔۔۔ بہت زیادہ۔۔۔۔ حد سے زیادہ!!! نیلیم نے اسکی گردن کو اپنی اُنکلیوں سے۔۔۔ چھوا جہاں دو تین دن پہلے مارے اسکے ناخنوں کے نشان اب بھی موجود تھے۔۔۔ میجر عاص نے اسکے لبوں کی نرمی اپنی گردن پر محسوس کی تھی۔۔۔ تمہارے لیے ایک سرپرائز ہے میرے پاس۔۔۔ وہ بیڈ سے اٹھا مگ نیلیم کو پکڑا دیا۔۔۔ جب وہ الماری سے کچھ نکال کر واپس آیا تو نیلیم نے اسکے ہاتھ میں!!! ایک باکس دیکھا تھا۔۔۔ لکڑی کا خوبصورت سا باکس کھولو۔۔۔ وہ اسے ایک نظر دیکھتی باکس کھولنے لگی۔۔۔ اندر بہت سے پتھر تھے عقیق، زمرد، نیلیم، پکھراج، فیروزہ، موتی، لہسینا، سنگ بشب اور یاقوت تھے۔۔۔ اتنے سارے اصلی خوبصورت پتھر نیلیم کو ایک بار پھر دیوانہ کرنے لگے

مرکت صرف ایک؟؟؟ اس نے پوچھا

نیلیم کا مرکت از دیباہ تبسم

---ہاں--- کیوں کہ عشق تو ایک ہی سے ہوتا ہے نا

اور پتھر اتنے سارے--- اس نے پوچھا

ہاں---- محبت تو ایک سے زیادہ لوگوں سے بھی ہو جاتی ہے--- اس نے نیلیم کا حسین چہرہ دیکھا جو ان مرکت کی سبز چمک میں اور حسین و دلکش لگ رہا تھا

چاند نے تاروں کو سنگی بنایا تو فلک نے سیاہی اوڑھ کر ان کی چمک کو اور گہرا بنادیا۔۔۔
نوارے کا پانی اسکی چھوٹی سی ہتھیلی سے بہہ کر پتھروں میں پڑ رہا تھا کبھی نہ کبھی تو ان میں
بھی شگاف پڑ ہی جانا تھا

گلابی ڈائری نوارے کے پاس پتھروں پر پڑی تھی۔۔۔ میجر عاص سوچکا تھا اور وہ اپنے کمرے
---میں آگئی تھی مگر ان پتھروں کی دلکشی نے اسے سونے نہیں دیا تھا وہ نیچے آچکی تھی
ہم نہ کبھی اپنی محبت بھلا سکتے ہیں نا کبھی وہ محبت جس کی خاطر کسی نے اپنی زندگی داؤ پر
!!! لگادی ہو

وہ میجر عاص کے عشق میں گرفتار تھی۔۔۔ وہ اسکے لیے آج بھی کچھ بھی کر سکتی تھی مگر
وہ چاہ کر بھی اب کریم اور مہرون رنگ نہیں پہن سکتی تھی

اسے ہیرے نہیں پسند تھے۔۔۔ جو آخری ملاقات میں اُس نے نیلیم ابرار کی جھولی میں پھینکے
تھے

نیلیم کا مرکت از دیباء تبسم

اسے چند عربی فقرے اور اشعار کبھی نہیں بھولنے تھے

"کل دقة قلب فینی لک قصیده"

کیپٹن نیلیم ابرار نے دہشتگرد منہاج عز ضحاک کے ٹانگوں میں اتنی گولیاں ماری تھیں کہ وہ اب زندگی بھر کھڑا نہیں ہو سکتا تھا بہت بری طرح سے بہت گہرے سمندر میں گرا تھا وہ

!!! میں نے تم سے آخری ملاقات کی بہت بڑی قیمت چکائی ہے ملکہ

اور وہ بیٹھی سوچ رہی تھی کہ اس نے جذبوں کو پتھروں سے سر پھوڑنے کی اجازت کیوں دی تھی؟؟؟

اس نے ایک مرکت کو تسخیر کرنے کیلئے ایک اور مرکت کے دل تک بھی رسائی حاصل کر لی تھی۔۔۔ وہ دونوں کا درد محسوس کرتی تھی۔۔۔ حساس انسانوں کا جینا بہت مشکل ہو جاتا ہے۔۔۔۔ وہ اُن لوگوں کا بھی درد محسوس کرتی تھی جنہوں نے اس جنگ میں اس انتقام میں کتنے اپنے گنوائے تھے اور بس یہیں آکر منہاج کا درد محسوس ہونا بند ہو جاتا تھا اور۔۔۔ میجر عاص اس پر حاوی ہو جاتا تھا

جو جنگ جیتا وہ سکندر

جو محبت جیتا وہ شاہ

اور جو دنوں جیت جائے وہ؟؟؟

!!! وہ میجر عاص عالم

نیلیم کا مرکت از دیباء تبسم

آپ کو کیا لگتا ہے کون تھا نیلیم کا مرکت؟؟؟

ختم شد

Kindly give me feedback on my fb page

DEEBA'S NOVELS

